صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

21 مئی 1983ء

(7 شعبان المعظم 1403ھ)

جلد 7 - شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(ہفتہ 21 مئی 1983ء)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	1
فہرست صوبائی وزراء پنجاب	2
فہرست اراکین ، صوبائی کونسل پنجاب	3
جناب چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کا افتتاحی خطاب	10
تعزیتی قراردادیں	20
جملہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی کا عام جائزہ و وزیر بلدیات کے تمہیدی کلمات	20
عام بحث	24
صوبائی وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کا خطاب	96

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا ساتواں اجلاس

(ہفتہ 21مئی 1983ء 7 شعبان المعظم 1403ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔ جناب گورنر/چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

اناؤنسر ۔ نحمدہ و نصلی علی الرسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خواتین و حضرات السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ آج صوبائی کونسل پنجاب کے ساتویں اجلاس کا پہلا دن اور ابتدائی نشست ہے ۔ جناب گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں جو صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں تشریف لا چکے ہیں ۔ اجلاس کی باضابطہ کارروائی کا آغاز خدائے قدوس کے با برکت کلام سے ہوتا ہے ۔ جناب قاری علی حسین صدیقی تلاوت قرآن پاک فرمائیں گے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝
یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ
رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ
لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ
وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ

سورۃ احزاب آیت ۷۰، ۷۱ ۔ سورۃ حجرات آیت ۱۰ ۔ سورۃ انفال ۔ آیت ۴۶ ۔ سورۃ انعام آیت ۲۴
سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱

سورۃ احزاب آیت ۷۰، ۷۱ ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی و راستی کہا کرو اس کے باعث وہ تمہارے تمام کام درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کا پیروی کریگا۔

سورۃ حجرات آیت ۱۰ ترجمہ: درحقیقت مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں پس تم دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سورۃ انفال آیت ۴۶ ترجمہ: تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلتے رہو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا تم صبر و استقامت سے کام لیا کرو اللہ صبر و استقامت سے کام لینے والوں کے ساتھ ہے۔

سورۃ انعام آیت ۲۴ اور سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱ ترجمہ: کیا لوگ قرآن کے اندر غور و فکر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ آسمانوں و زمین (اور ان کے درمیان) کی تخلیق اور رات و دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور کروٹوں کے بل اللہ کو یاد کرتے نیز آسمانوں و زمین یعنی تمام کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ پروردگار تو نے یہ سب کچھ بے کار پیدا نہیں کیا۔ (کذا فی البلاغ)

صوبائی کونسل پنجاب

چیئرمین

لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان

گورنر/مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون ''اے''، پنجاب

معتمد صوبائی کونسل پنجاب

جناب محمد محبوب عباسی

فہرست وزراء صوبائی حکومت پنجاب

نمبر شمار	نام	محکمہ/محکمہ جات
1	چوہدری عبدالغفور	قانون ۔ تعلیم
2	ملک اللہ یار خان	مال ریلیف صنعت و ترقی معدنیات ' محنت ، مقامی حکومت و دیہی ترقی
3	جناب غضنفر محمد خان	زراعت امداد ، باہمی آبپاشی ، نقل و حمل پرورش حیوانات و جنگلی جانوران ، فشریز اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ، جنگلات
4	چوہدری حامد ناصر	صحت
5	جناب محمد نواز شریف	مالیات ، آبکاری و محصولات
6	سردار رفیق حیدر خان لغاری	خوراک
7	میاں صلاح الدین	مواصلات و تعمیرات ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ
8	میاں محمد ذاکر قریشی	اوقاف ، سماجی بہبود و زکواۃ نوآبادیات ، اشتمال اراضی آبادکاری و بحالیات

منتخب اراکین صوبائی کونسل پنجاب

نمبر شمار	نام	عہدہ
	ضلع لاہور	
1	میاں شجاع الرحمن	میئر لاہور میونسپل کارپوریشن
2	جناب اشفاق شاہد	ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن
3	ملک شاہ محمد اعوان	چیئرمین ضلع کونسل لاہور
4	ملک محمد یوسف اعوان	وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور
5	بیگم عارفہ طوسی	لیڈی کونسلر ، لاہور میونسپل کارپوریشن
	ضلع قصور	
6	راؤ خضر حیات خان	چیئرمین ضلع کونسل قصور
7	سردار محمد عارف خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور
8	ملک محمد عاشق	چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور
	ضلع اوکاڑہ	
9	سید امیر حسین شاہ	چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ
10	جناب نواب علی نھٹی	وائس چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ
11	ڈاکٹر ظفر اقبال	چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ
	ضلع شیخوپورہ	
12	چوھدری نثار احمد	چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ
13	چوھدری رستم کلیفورڈ	وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ
14	چوھدری محمد اقبال ڈار	چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ

ضلع گوجرانوالہ

15 ۔ چوہدری محمد غوث ورک	چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ
16 ۔ رانا نذیر احمد خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ
17 ۔ حاجی محمد اسلم بٹ	میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ
18 ۔ حاجی محمد یونس	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ

ضلع گجرات

19 ۔ نوابزادہ مظفر علی خان	چیئرمین ضلع کونسل گجرات
20 ۔ راجہ شوکت حسین	وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات
21 ۔ میاں مجید اکبر فاروقی	چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات

ضلع سیالکوٹ

22 ۔ چوہدری اختر علی	چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ
23 ۔ چوہدری محمد اکبر کاہلوں	وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ
24 ۔ ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں	میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ
25 ۔ شیخ اللہ رکھا سونی	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ
26 سیدہ ساجدہ نیر عابدی	لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ

ضلع راولپنڈی

27 ۔ شیخ غلام حسین	میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
28 ۔	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
29 ۔ جناب محمد بشارت راجہ	چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی
30 ۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل	وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی
31 ۔ بیگم نجمہ حمید	لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی

ضلع اٹک

32 ۔ میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان	چیئرمین ضلع کونسل اٹک
33 ۔ جناب محمد واثق خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک
34 ۔ الحاج شیخ امر الٰہی	چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک

ضلع جہلم

35 ۔ ملک حبیب خان	چیئرمین ضلع کونسل جہلم
36 ۔ سردار نواب خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم
37 ۔ راجہ محمد افضل	چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم
38 ۔ ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا	لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم

ضلع سرگودھا

39 ۔ نواب زادہ محمد سعید قریشی	چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا
40 ۔ ملک علی انور ٹوانہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا
41 ۔ حافظ محمد یوسف	میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا
42 ۔	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا

ضلع خوشاب

43 ۔ ملک خدا بخش ٹوانہ	چیئرمین ضلع کونسل خوشاب
44 ۔	وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب
45 ۔ حاجی محمد شریف خان بلوچ	چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب

ضلع میانوالی

46 ۔ ملک غلام شبیر جوئیہ	چیئرمین ضلع کونسل میانوالی
47 ۔ ملک جہاں خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی
48 ۔ میاں غلام حیدر	چیئرمین میونسپل کمیٹی میانوالی
49 ۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ	خاتون کونسلر ضلع کونسل میانوالی

ضلع بھکر

50 ۔ ملک غضنفر علی	چیئرمین ضلع کونسل بھکر
51 ۔ سید مرتضیٰ شاہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل بھکر
52 ۔ ملک عطامحمد اترا	چیئرمین میونسپل کمیٹی بھکر

ضلع فیصل آباد

53 ۔ میاں احسان الحق ثانی	میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد
54 ۔ چوہدری محمد صدیق سالا	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد

55 - چوہدری محمد شفیع گل	چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد
56 - جناب محمد اسلم بلوچ	وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد
57 - جناب مشتاق وکٹر	کرسچین کونسلر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

58 - حاجی محمد علی	چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ
59 - سردار خورشید	وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ
60 - میاں اختیار حسین	چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ

ضلع جھنگ

61 - سیدہ عابدہ حسین	چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
62 - مہر غلام فرید نول	وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
63 - شیخ محمد اقبال	چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ

ضلع ملتان

64 - نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی	میئر میونسپل کارپوریشن ملتان
65 -	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان
66 - سید فخر امام	چیئرمین ضلع کونسل ملتان
67 - جناب لیاقت علی خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان
68 - بیگم زبیدہ جعفری	لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن ملتان

ضلع وہاڑی

69 - میاں محمد زاہد دولتانہ	چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی
70 - ایم ممتاز خان کھچی	وائس چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی
71 - چوہدری محمد صادق	چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی

ضلع ساہیوال

72 ۔ مہر اللہ یار رتھ — چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال
73 ۔ جناب محمد اکرم چوہدری — وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال
74 ۔ چوہدری تاج محمد — چیئرمین میونسپل کمیٹی ساہیوال
75 ۔ مسس باقیس خانم — خواتون کونسلر ضلع کونسل ساہیوال

ضلع ڈیرہ غازی خان

76 ۔ سردار مقصود احمد خان لغاری — چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان
77 ۔ سردار انعام اللہ خان کھوسہ — وائس چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان
78 ۔ — چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان

ضلع راجن پور

79 ۔ جناب عبد الکریم دریشک — چیئرمین ضلع کونسل راجن پور
80 ۔ جناب محمد عمر خان لغاری — وائس چیئرمین ضلع کونسل راجن پور
81 ۔ میاں عبدالغفور مطلوب — چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور

ضلع لیہ

82 ۔ جناب غلام فرید مرانی — چیئرمین ضلع کونسل لیہ
83 ۔ چوہدری جلال الدین — وائس چیئرمین ضلع کونسل لیہ
84 ملک محمد شفیع — چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ

ضلع مظفر گڑھ

85 ۔ ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر — چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ
86 ۔ جناب خضر حیات — وائس چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ
87 ۔ جناب لیاقت علی ملک — چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفرگڑھ

ضلع بہاولپور

88 ۔ سردار فضل احمد خان لنگاہ — چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور
89 ۔ چوہدری عبدالرشید — وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور
90 ۔ سیٹھ محمد عبدالرحمن — چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور

ضلع بہاولنگر

91 ۔ چوہدری عبدالغفور — چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر
92 ۔ میاں غلام محمد سمونکا — وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر
93 ۔ جناب جاوید اقبال رانا — چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر

ضلع رحیم یار خان

94 ۔ سردار رفیق حیدر خان لغاری — چیئرمین ضلع کونسل رحیم یارخان
95 ۔ ملک عظیم بخش نائچ — وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان
96 ۔ میاں عبدالخالق — چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان
97 ۔ مسز عقیلہ بیگم باجوہ — خاتون کونسلر ضلع کونسل رحیم یار یارخان

نامزد اراکین صوبائی کونسل پنجاب

1 ۔ بیگم مسعودہ حامد — چیئرمین اپوا (پنجاب برانچ)
2 ۔ بیگم ممتاز بو کراست — رکن پاکستان ہلال احمر
3 ۔ بیگم آغا غضنفر — لیاقت روڈ فیصل آباد
4 ۔ بیگم زبیدہ احسان الحق حقی — صدر ویمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن بہاولپور ڈویژن
5 ۔ حکیم اقبال قرشی — قرشی دواخانہ لیبارٹریز نیو شالیمار ملتان روڈ لاہور
6 ۔ ملک اللہ یار خان — پروگریسو فارمز ، بارانی ایریا
7 ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی — وائس چیئرمین پنجاب رورل کوآپریٹیو کارپوریشن
8 ۔ چوہدری ہارون الرشید تھہیم — چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب
9 ۔ جناب خاقان بابر — صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی
10 ۔ میاں محمد منیر — سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور

11 ۔ سردار محمد عظیم خان سدوزئی — صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن ملتان

12 ۔ الحاج چوہدری محمد حیات — جنرل سیکرٹری پاکستان موٹرز ٹرانسپورٹ فیڈریشن

13 ۔ میاں فضل احمد — رکن پنجاب سوشل سروسز بورڈ و صدر ٹی بی ایسوسی ایشن

14 ۔ جناب اے قیوم بھٹی — صدر لاہور چیمبرز آف کامرس و انڈسٹریز

15 ۔ شیخ محمد لطیف — سینئر وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام

16 ۔ ڈاکٹر محمد سعید احمد — سابقہ صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ)

17 ۔ سید منور علی — سابقہ صدر پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انجینئرنگ

18 ۔ میاں تجمل حسین — سابقہ صدر لاہور اسٹاک ایکسچینج لاہور

19 ۔ جناب رشید صدیقی — صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جنرلسٹس

20 ۔ جناب صالح محمد نازی — صدر لیبر یونین سرگودھا

21 ۔ جناب سراج قریشی — صدر مرکزی انجمن تاجران ، لاہور

22 ۔ جناب سلطان علی چوہدری — صدر چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب

23 ۔ چوہدری ظہیر احمد تاج — صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز یونین (ملتان) پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین

24 ۔ چوہدری غلام حیدر سجاد — صدر کسان بورڈ پنجاب

25 ۔ حاجی مقصود احمد بٹ — صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ) لاہور

اناؤنسر ۔ اب جناب چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب افتتاحی ارشاد فرمائیں گے ۔ خواتین و حضرات جناب گورنر چیئرمین ۔

جناب چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کا افتتاحی خطاب

جناب چیئرمین (لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم معزز کونسلرز صاحبان ، نامزد اراکین ، خواتین و حضرات ۔

السلام علیکم !

میں آج کے اس اجلاس میں آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔

اس موقع پر ، میں اس کونسل کے جواں سال ممبر اور چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خاں جناب محمد بلال طور کا ذکر کرنا چاہوں گا جو مورخہ 8 مارچ 1983ء کو ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے ۔ وہ آخری دم تک ، اپنے علاقے کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کوشاں رہے ۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو اپنے جواررحمت میں جگہ دے ۔ آمین ۔

اس طرح حاجی محمد افضل صاحب رکن صوبائی کونسل اور وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب آج ہم میں نہیں ہیں اللہ تعالی ان کو بھی فریق رحمت کرے ۔ آمین ۔

خواتین و حضرات ۔ یہ سال ، بلدیاتی انتخابات کا سال ہے ۔ انشاء اللہ یہ انتخابات پروگرام کے مطابق بروقت ہونگے ۔ اس سلسلے میں ابتدائی انتظامات مکمل ہو گئے ہیں اور باقی زیر تکمیل ہیں ۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی نہایت اطمینان بخش رہی ہے ۔ کونسلر صاحبان کے تجربہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے ۔ اس دوران میں بلدیاتی نظام کا ڈھانچہ ایسی مضبوط بنیادوں پر استوار ہوا ہے جن پر ایک عظیم عمارت تعمیر ہو سکتی ہے ۔ بلدیاتی نظام نے عوام الناس میں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا جذبہ پیدا کیا ہے ۔ آپ نے ہر سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جس کے لئے آپ سب مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ بلدیاتی نظام نے نچلی سطح پر قیادت کو ابھارنے اور اس کی تربیت کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے ۔ بلدیاتی نظام کی بدولت عوام کو مقامی مسائل خود حل کرنے اور اپنے علاقے کے ترقیاتی پروگرام میں شمولیت کرنے کا موقع ملا ہے ۔ صوبائی سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 60 فیصد سے زیادہ حصہ دیہی علاقوں کی ترقی اور فلاح و بہبود پر خرچ

ہوتا ہے ۔ اکثر و بیشتر ترقیاتی سکیمیں مقامی کونسلروں کی رائے کے مطابق اور ان کی وساطت سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہیں ۔ ان دو تین سال میں آپ نے غور کیا ہو گا کہ بلدیاتی نظام کے اس ابتدائی دور میں وقت گزرنے اور آپ کے تجربہ میں اضافہ کے ساتھ ساتھ قوانین میں بندشیں ہٹائی گئیں اور آپ کے اختیارات میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا ۔

آپ کو مصالحتی عدالتوں کے اختیارات دیئے گئے ۔

آپ کو Justices of Peace قرار دیا گیا ۔

ضلعی رابطہ کمیٹیوں ، ضلعی جرائم کنٹرول کمیٹیوں کا قیام عمل میں آیا ۔ ان اداروں کی کامیابی کا انحصار آپ پر ہے ۔

بلدیاتی کونسلرز کے خلاف تادیبی کارروائی کے اختیارات اب صرف حکومت کو ہی حاصل ہیں ۔

یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ بلدیاتی ممبران اور سرکاری اہلکاران کے درمیان اب افہام و تفہیم ، ہم آہنگی اور تعاون کی بہتر فضا پیدا ہوئی ہے ۔ اسی طرح آپ کے درمیان بھی افہام و تفہیم اور تعاون میں نمایاں اضافہ ہوا ہے ۔

مجھے امید ہے کہ اگلے انتخابات میں عوام ایسے نمائندوں کو چنیں گے جنہوں نے ایمانداری اور اور خلوص سے عوام کی خدمت کی ہے اور مقامی مسائل کو حل کیا ہے اپنے اپنے علاقہ کی ترقی اور فلاح و بہبود میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے ۔ انتخابات احتساب کی بہترین صورت ہیں ۔ بلدیاتی نظام کے اس پہلے دور میں ہم نے جان بوجھ کر عموماً سختی سے کام نہیں لیا ۔ ابتدائی دور میں بھول چوک کا ہو جانا ایک قدرتی امر ہے ۔ لیکن آئندہ آڈٹ اور معائنے کے نظام کو زیادہ منظم اور موثر بنایا جائے گا ۔

خواتین و حضرات ۔ جہاں تک خواتین کی نمائندگی کا تعلق ہے آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل 2240 خواتین کونسلرز کا اضافہ کیا گیا تھا ۔ یہ تعداد اب مزید بڑھائی جارہی ہے ۔ موجودہ قانون کے مطابق ماسوائے یونین کونسل کے خواتین کی نمائندگی کی شرح کل مسلم سیٹوں کا پانچ فیصد ہے ۔ لیکن کسی ایک کونسل میں ان کی تعداد تین سے زیادہ نہیں ہو سکتی ۔ ہم نے اس پابندی کو ختم کر کے یونین کونسل میں خواتین کی کم سے کم تعداد ایک سے بڑھا

کر دو اور دیگر لوکل کونسلروں میں ان کی نمائندگی کی شرح کل مسلم سیٹوں کا پانچ فیصد سے بڑھا کر دس فیصد کر رہے ہیں ۔

ابتدائی طور پر ہم نے بلدیاتی اداروں کے ترقیاتی فنڈ کا 2 فیصد حصہ خواتین کے لئے مخصوص کیا تھا ۔ اب یہ خواتین پر منحصر ہے کہ وہ ایسی سکیمیں اور پروگرام تیار کریں ۔ جن کا تعلق خواتین کی فلاح و بہبود سے ہو ۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں خواتین کے لئے ایک سیل کام کر رہا ہے ۔ یہ سیل خواتین کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کر رہا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ اچھی اور تعمیری سکیمیں وضع کی جائینگی ۔ تعلیم یافتہ اور روشن خیال خواتین کو چاہیئے کہ وہ اپنی دوسری بہنوں کی رہنمائی کریں جو ان جتنی تعلیم یافتہ نہیں ہیں ۔ انشاء اللہ ہم آئندہ اس بات کا یقین کریں گے کہ خواتین کے لئے بلدیاتی اداروں کے ترقیاتی فنڈ کا دو فیصد حصہ مختص ہوتا رہے ۔

ہم خواتین سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ناخواندگی کے خلاف مہم میں اور خواتین کے سماجی و معاشرتی بہبود کے کاموں میں ، اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ، بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گی ۔ ہمارا دین ترقی اور خوشحالی کے خلاف نہیں ۔ مگر مرد اور عورت دونوں سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ شرم و حیاء کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے ۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے ، ہم سالانہ ترقیاتی پروگرام 83 - 1982ء کی آخری سہ ماہی سے گذر رہے ہیں ۔ چند روز قبل ، میں نے گزشتہ 9 ماہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا تھا ۔ مقام شکر ہے کہ ترقیاتی کاموں کی رفتار اطمینان بخش ہے ۔ باقی ماندہ کام بھی ، انشاء اللہ 3 جون 1983ء تک مکمل ہو جائیں گے ۔ ہم نے جو STRATEGIC THRUSTS اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے منتخب کئے تھے ۔ اب ان کے نتائج ، ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں ۔ ان THRUSTS میں سڑکیں ، بجلی کی فراہمی ، کھالوں کی سدھائی ، آبپاشی زراعت اور FOCAL POINTS شامل ہیں ۔ ان THRUSTS کی بدولت ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے دیہی علاقوں میں خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی ہے ۔ دیہی علاقوں میں ترقی کی نئی راہیں وا ہوئی ہیں ۔

آج میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ ہم نے پورا ایک دن اس موضوع کے لئے مخصوص کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس پر سیر حاصل بحث ہو گی ۔ یہ موضوع اس وجہ سے بھی اہم ہے کہ 30 جون 1983ء کو پانچواں ، پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے اور پہلی جولائی سے چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کا آغاز ہو رہا ہے ۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم پچھلے ترقیاتی پروگرام کا تفصیلی جائزہ لیں ۔ ماضی کے تجربات کے تجزیہ سے ہمیں آئندہ پانچ سالہ منصوبہ کی تشکیل میں مدد ملے گی ۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ جہاں جہاں ہمیں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں ان سے ہم کس طرح بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں ۔

جہاں ہم نے غلطیاں کی ہیں ان کا ازالہ کسی طرح ممکن ہے ۔ آئندہ ہمارے اغراض و مقاصد کیا ہونے ہیں اور ہماری توجہ کن امور پر زیادہ مرکوز ہونی چاہیئے ۔

ترقیاتی منصوبہ کی تشکیل کے لئے اہم شعبہ جات کی نشاندہی ضروری ہے ۔ یعنی Identification of Critical areas تاکہ Strategic Thrusts وضع کرنے اور اپنی سمت متعین کرنے میں آسانی ہو ۔

پنجاب میں Matching Grants کی سکیم خدا کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب رہی ہے آپ نے اس اپنی مدد آپ کی سکیم کے تحت خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور انتہائی جوش و خروش اور ولولہ کا اظہار کیا ہے اس کے لئے اب دلی مبارکباد کے مستحق ہیں Matching Grants کے تحت ملنے والی رقوم اگلے سال دوگنی کرنے پر غور کیا جا رہا ہے ۔

میں نے محکمہ منصوبہ بندی کو ایک بار پھر ہدایت کی ہے کہ صوبے کے پسماندہ علاقوں کی ترقی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے ۔ اور منصوبہ بندی کرتے وقت Weightage Formula کو نہ بھولیں ۔ ہر صوبے کے اندر نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقے کو ترجیح دینا ضروری ہے تاکہ عدم مساوات آہستہ آہستہ ختم ہو اور صوبے کے تمام علاقے معاشی ترقی کے ثمرات سے یکساں طور پر بہرہ ور ہو سکیں ۔ ظاہر ہے کہ پسماندہ بارانی اور پہاڑی علاقوں کی ترقیاتی سکیموں کی منصوبہ بندی کرتے وقت وہی فارمولا یا Yardstick استعمال نہیں ہو سکتا جو دیگر مقابلتاً ترقی یافتہ علاقوں کے لئے ہوتا ہے ۔ تاوقتیکہ انہیں بھی وہی سہولتیں حاصل نہ ہو جائیں ۔

ہمارے پنجاب میں ایسے ایسے علاقے ہیں جہاں لوگوں کو جدید سہولتیں تو درکنار پینے کے لئے صاف پانی تک مہیا نہیں ہے ۔ اور وہ غربت و افلاس کی تاریکیوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس کا احساس ہمارے شہریوں کو نہیں ہو سکتا کیونکہ آجکل شہریوں کے اپنے مسائل بھی بہت پیچیدہ ہیں اور نہ ہی آج کل مہم جوئی کا جذبہ پایا جاتا ہے جو پہلے پنجاب کے نوجوانوں کا طرہ امتیاز تھا ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس خوبی کو پھر سے اجاگر کریں تاکہ ہم گھوم پھر کے دیکھیں اور اپنے علم میں اضافہ کریں اور ایک دوسرے کی مدد کو پہنچیں Search اور Research کے متعلق قرآن مجید میں بار بار تاکید کی گئی ہے ۔

ہمیں اپنی منصوبہ بندی نہایت دور اندیشی کے ساتھ اور مستقبل کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر کرنی چاہیے تاکہ غلطیوں کا احتمال کم سے کم ہو ۔ ہماری ضروریات اور خواہشات بہت زیادہ ہیں ۔ مگر اس وقت ہم جن مسائل سے دوچار ہیں وہ ہیں ۔ مالی وسائل کی کمی آبادی میں حد اضافہ اور تعلیم کا فقدان ۔ ہمارے مالی وسائل چونکہ محدود ہیں اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم منصوبہ بندی نہایت سوجھ بوجھ سنجیدگی اور محنت سے کریں ۔

اسی طرح ہماری ناخواندگی ہماری ترقی کی راہ میں حائل ہے ۔ ہمارے صوبہ میں اسی فیصد لوگ ان پڑھ ہیں ۔ بڑے بڑے منصوبہ جات پر عملدرآمد اسی وقت ممکن ہے جب ہمارے لوگ پڑھے لکھے ہوں اور دینی تعلیمات کے علاوہ ہماری تعلیم کی بنیاد سائنس اور ٹیکنالوجی پر ہو ۔ ہم اگلے پانچ سالہ منصوبہ میں تعلیم کو خاص اہمیت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسے ایک strategic Thrust تصور کرنا چاہتے ہیں ۔

میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں کہ تعلیم کا فروغ صرف حکومت کے بس کا روگ نہیں ۔ اس میں ہر لکھے پڑھے شخص اور ہر ادارے کو ہاتھ بٹانا ہو گا ۔

ہمیں سب سے زیادہ توجہ پنیاری یعنی پرائمری تعلیم پر دینا ہو گی ۔ پرائمری سکولوں کے حالات درست کرنا ہوں گے ۔ یہاں اچھے اور قابل استاد دینے ہوں گے۔ جو دینی و دنیاوی لحاظ سے روشن خیال فرض شناس اور مخلص ہوں ۔ اور شورش کی بجائے درس و تدریس کا ذوق و شوق رکھتے ہیں ۔ جیسا میں کہہ چکا ہوں اس میں خواتین ہماری بہت مدد کر سکتی ہیں۔

یہ امر خوش آئند ہے کہ موجودہ سال میں اپنی مدد آپ کے تحت آپ نے 1591 پرائمری سکولوں کی عمارتیں تعمیر کی ہیں۔ یہ ابتدائی کام ہے اور میں آپ کے اس جذبہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسی جذبہ سے مزید پرائمری سکول جلد از جلد تعمیر کریں گے اور ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ جہاں ایسے سکول لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بنائے ہیں حکومت انہیں ساز و سامان اور استاد مہیا کرنے میں اولیت دے گی۔

دین کے علاوہ ہماری تنظیم کی بنیاد سائنس اور ٹیکنالوجی پر ہونی چاہیے۔ آج کے دور میں سائنس علوم کے بغیر قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ یہ دور سخت مقابلے کا دور ہے اور قومیں آگے بڑھیں گی جو علم اور سائنس و ٹیکنالوجی کی دولت سے مالا مال ہیں۔

ابتدائی اور ٹیکنیکل تعلیم کے ساتھ ساتھ ناخواندگی کے خلاف جہاد کرنے کے لئے، تعلیم بالغان کے پروگرام کو موثر اور منظم بنانا بھی ضروری ہے۔ ہر مرد اور عورت، بچے، جوان اور بوڑھے، سبھی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔

میں یہاں خاص طور پر، ان افراد کی تعلیم کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا، جو پیدائشی طور پر یا کسی اور وجہ سے معذور ہیں، معذور افراد بھی، ہمارے معاشرے کے معزز رکن ہیں اور ہماری توجہ اور محبت کے مستحق ہیں۔ ان کی تعلیم بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی دوسروں کی۔ تعلیم کے ذریعہ ان افراد کو معاشرے کا مفید شہری بنانا ہمارا فرض ہے۔

ہم نے اس اجلاس کا پورا ایک دن تعلیم پر بحث کے لئے رکھا ہے۔ امید ہے۔ کہ اس بحث سے ہمیں سمت متعین کرنے میں مدد ملے گی۔

تعلیم کے ساتھ صحت کا ذکر کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ ہم اپنے وسائل کے مطابق موجودہ ہسپتالوں کو جدید ترین خطوط پر ترقی دینے اور جدید ترین ساز و سامان سے لیس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں اب مریضوں کی دوائیوں اور خوراک پر کہیں زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ اس طرح دیہات میں ڈسپنسریوں B.H. Ds. اور B.H. Cs. کا ایک جال بچھایا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ جلد ہی ہمارے نوجوان ڈاکٹر بھی دیہی علاقوں میں عوام کی خدمت کے لئے پہنچنا شروع ہو جائیں گے۔

جہاں حکومت طبی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کے لئے اتنا روپیہ خرچ کر رہی ہے وہاں متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے بھی خصوصی اقدامات کئے جا رہے ہیں - بیماریوں سے بچاؤ اور حفاظتی اقدامات یعنی Preventive Measures پر توجہ دینے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے - مثل مشہور ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے - ہم جتنی توجہ حفاظتی تدابیر کی طرف دیں گے ، اتنی ہی رقم دوائیوں پر کم خرچ کرنا پڑے گی - اور اس طرح جو روپیہ بچے گا وہ زیادہ خطرناک اور پیچیدہ بیماریوں کے علاج کے لئے کام آ سکے گا - ہمیں تربیت اور تحقیق ضمن میں بھی زرکثیر درکار ہے - مجھے امید ہے کہ متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے جو خصوصی پروگرام شروع کئے گئے ہیں - وہ اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کر لیں گے -

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے ہماری کارکردگی تسلی بخش رہی ہے -

اس دفعہ پھر ہمارے کاشتکار بھائیوں کو بے وقت بارشوں کا سامنا کرنا پڑا - لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجموعی طور پر گندم کا ایک دو فیصد سے زیادہ نقصان ہونے کا امکان نہیں -

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، ہماری معیشت کا انحصار کافی عرصہ تک زراعت پر ہی رہے گا - ہمارے زرعی ماہرین اور زراعت پیشہ بھائیوں کو یہ چیلنج خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیئے - ایک طرف تو زمین اور پانی کے وسائل محدود ہیں ، دوسری طرف ہماری آبادی تین فیصد سالانہ شرح سے نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے - ظاہر ہے کہ ہمیں اپنی زراعت کو جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی خطوط پر استوار کرنے کے لئے اپنی مساعی کو تیز تر کرنا ہوگا تاکہ فی ایکڑ پیداوار بڑھائی جا سکے اور ہماری پیداوار کی کوالٹی بھی بہتر سے بہتر ہو - یاد رہے کہ جب ہم زراعت کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں پھل ، جنگلات ، مرغبانی ، ماہی پروری ، افزائش حیوانات اور Wild Life سبھی شامل ہوتے ہیں -

زراعت کے میدان میں ہمیں آبپاشی اور سیم تھور کے مسائل کا سامنا ہے - جہاں تک آبپاشی اور پانی کے با کفایت استعمال کا تعلق ہے اس ضمن میں Sprinkler Irrigation اور Drip Irrigation پرفورٹ منرو ، نوشہرہ ، کھیوڑہ ، جہلم ، چکوال ، بھون ، اٹک وغیرہ میں تجربات کئے جا رہے ہیں -

یہاں میں ان زمینداروں ، کاشتکاروں ، کونسلرز ، حضرات اور

انتظامیہ کے افراد کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے اس سال بھی کھالوں کی سدھائی میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے - آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال 51020 کلو میٹر لمبے کھالوں کی سدھائی کی گئی تھی اور اس سال 59000 کلو میٹر لمبے کھالوں کی سدھائی کر چکے ہیں - اس سال کے پروگرام میں Distributaries اور Drains کی کھدائی اور صفائی وغیرہ کرنا بھی شامل ہے - ان اقدامات سے پانی کی 25 فیصد تک بچت ہوتی ہے اور دس سے پندرہ منٹ فی ایکڑ کے حساب سے وقت بچتا ہے - Drains سیم کا پانی کھینچنے میں مدد دیتی ہیں - جہاں تک سیم و تھور کا تعلق ہے - یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور اس کی کئی ایک وجوہات ہیں - ہم یہاں تفصیل میں نہیں جا رہے لیکن یہ کہنا کافی ہے کہ اس پر قابو پانے کے لئے کروڑھا روپے کی ضرورت ہے - ہم نے کئی سکیمیں وضع کی ہیں اور ہم ان پر ایک ایک کر کے عمل کر رہے ہیں - ہم ٹیوب ویل اور سیم نالہ دونوں Techniques استعمال کر رہے ہیں - کاشتکار بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ -

پانی صرف اتنا ہی استعمال کریں جتنا کہ ضروری ہو - زیادہ پانی استعمال کرنا اپنے آپ کو ڈبونے کے مترادف ہے -

اپنے کھال ، جو بیشتر سیدھے ہو چکے ہیں ، صاف رکھیں -

جب تک بڑی مشینری وغیرہ نہیں آتی Distributaries اور Drains کو صاف رکھنے میں ، اپنا ہاتھ خود بٹائیں ، حکومت اور خصوصاً انتظامیہ اور محکمہ نہر کے اہلکاران ، اپ کی راہنمائی کریں گے -

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ہدایت کے مطابق ، محکمہ زراعت نے مختلف گاؤں کو اپنانے کے پروگرام پر عمل در آمد شروع کر دیا ہے - اب تک 385 گاؤں اس مقصد کے لئے منتخب کئے گئے ہیں - یہ ابتدائی کام ہے مجھے یقین ہے کہ اور گاؤں بھی تیزی سے اپنائے جائیں گے - اگر یہ کام پورے خلوص اور ایمانداری سے کیا جائے تو ہم زبردست کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں - اس پروگرام کا مقصد ہمارے دیہی بھائیوں میں شعور اور آگہی کی روشنی پھیلانا ہے - اس پروگرام کے ذریعہ دیہی عوام کو جدید ترین زرعی ٹیکنالوجی اور بہتر فارم مینجمنٹ کے طریقوں سے روشناس کرایا جا سکتا ہے - مجھے امید ہے کہ اس پروگرام کی وجہ سے زرعی اہلکاران اور دیہات کے درمیان اپنائیت کا احساس ابھرے گا - اور اہلکاران جس گاؤں کو اپنائیں گے اسے واقعی اپنا ہی

سمجھیں گے ۔ ہمیں امید ہے کہ اس طریق کار کو اپنا کر ہم فی ایکڑ پیداوار بڑھانے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ایک گاؤں اپنانے کی تجویز میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کو اپنی کئی تقاریر میں پیش کر چکا ہوں ۔ لیکن میرے علم کے مطابق اساتذہ کی توجہ ابھی اس طرف نہیں ہوئی ۔ میں ان سے پھر اپیل کروں گا کہ وہ بھی گاؤں اپنائیں اور وہاں علم کی روشنی پھیلانے میں مدد کریں ۔

خواتین و حضرات !

آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ منصوبہ بندی اب ایک کٹھن اور سنجیدہ عمل ہو گیا ہے ۔ منصوبہ بندی کرتے وقت بہت سے امور کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ ہمیں اس امر کا پورا پورا احساس ہوگا کہ تمام دنیا میں اس وقت کساد بازاری یعنی Recession کا شکار ہے ۔ ایک ترقی پذیر ملک کے لئے کساد بازاری اضافی مشکلات اور مسائل کا باعث بنتی ہے ۔ ہم ایک ترقی پذیر ملک ہیں ۔ ہمارے مسائل لا تعداد اور وسائل محدود ہیں ۔ ہماری آبادی تین فیصد سالانہ کی شرح سے تیزی سے بڑھ رہی ہے ۔ ہمارے 80 فیصد لوگ ان پڑھ ہیں ۔ ہمیں ابھی اپنے تعلیمی ڈھانچے کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد پر استوار کرنا ہے ۔ ہم پسماندگی اور غربت و افلاس کے خلاف جہاد کر رہے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آخری مرحلہ ہے اگر ہم نے عقلمندی جرات اور ہمت سے کام لیا تو ہم اپنے حالات بدل سکیں گے ۔

بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر روزگار مہیا کرنا ایک اہم مسئلہ بن جاتا ہے اور پھر ہماری آبادی جو تین فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے ۔ ہمارے لئے معاملہ اور بھی کٹھن ہو جاتا ہے ۔ ہم ایک غریب اور ترقی پذیر ملک ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 75 سے 70 فیصد عوام دیہات میں رہتے ہیں اور وہاں کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں لگے رہتے ہیں ۔ تاہم اب وہاں بھی ایک تبدیلی آ رہی ہے اور ملازمت کے لئے عوام میں شہروں کی طرف منتقل ہونے کا رجحان بڑھ رہا ہے ۔ ان تمام امور کے پیش نظر نجی شعبہ کو بلا جھجک آگے آنا چاہئے اور زرعی پیداوار پر مبنی صنعتوں اور دیگر صنعتوں کے فروغ کے لئے جدوجہد کرنا چاہئیے اس طرح لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع اور دیگر سہولتیں دیہات میں ہی فراہم ہونگی ۔ اور شہروں کی طرف منتقلی کے رجحان پر قابو پایا جا سکے گا ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ لوگ فنی تعلیم حاصل کرکے اس ہنرمندی کا ازخود استعمال کریں اور محدود سرمائے سے چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتیں لگائیں اس سے

Self employment کو فروغ ملے گا اور افراد معاشرے پر ایک بوجھ بننے کی بجائے اپنے لئے روزی کا سامان خود پیدا کر سکیں گے ہنر مندی کا حصول Self employment ہماری خواتین کے لئے اور خاص طور پر ہمارے دیہات میں رہنے والی خواتین کے لئے بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ دوسروں کے لئے۔

ہمیں چاہئیے کہ ہم نہایت لگن ، ہمت ، ولولہ ، حوصلہ اور خلوص کے ساتھ محنت کریں پیداوار بڑھائیں تاکہ ہماری برآمدات کم ہوں ، ہمیں اپنے آپ کو جدید سائنسی تعلیم اور ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنا چاہئیے ۔

کونسل کا یہ اجلاس خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ۔ پانچواں پانچ سالہ منصوبہ اختتام پذیر ہوا چاہتا ہے اور چھٹے پنجسالہ منصوبہ کا آغاز ہو رہا ہے اور اس اہم مرحلہ پر اس اجلاس میں منصوبہ بندی جیسے کٹھن اور منجملہ موضوع پر غور ہونا ہے ۔ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر میں نے اعداد و شمار بیان کرنے سے گریز کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس اجلاس میں بڑھ چڑھ کو حصہ لیں گے ۔ تاکہ ہم سب کی راہنمائی ہو سکے اور ہمیں اپنی سمت متعین کرنے میں مدد مل سکے ۔

آخر میں ، میں ایک بار پھر خوش آمدید کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کے آرام اور سہولت کا خاطر خواہ خیال رکھا جا رہا ہے ۔ شکریہ

پاکستان پائندہ باد

اناونسر ۔ اب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ملک اللہ یارخان تمہیدی کلمات فرمائیں گے ۔ بعد میں اس پر بحث ہو گی جو چائے کے وقفے کے بعد بھی جاری رہے گی ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب چیئرمین ۔ اس سے پیشتر کہ میں بحث کا آغاز کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو معزز اراکین گذشتہ دنوں وفات پا گئے ہیں ان کے لئے تعزیتی قراردادیں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی جائیں ۔ سب سے پہلے میں جناب حاجی محمد افضل مرحوم رکن صوبائی کونسل کے بارے میں قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

تعزیتی قرار دادیں

"صوبائی کونسل پنجاب کا یہ اجلاس جناب حاجی محمد افضل رکن صوبائی کونسل پنجاب کی مرگ ناگہاں پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے"۔

دوسر قراردار جناب محمد بلال طور مرحوم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں ہے۔

"صوبائی کونسل پنجاب کا یہ اجلاس جناب محمد بلال طور رکن صوبائی کونسل پنجاب کی مرگ نا گہاں پر گہرے رنج غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے"۔

(قراردادیں منظور ہوئیں)

خواتین و حضرات اب میں یہ گزارش کروں گا کہ ان ہر دومرحومین کی روح کو ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں

(دعائے مغفرت کی گئی)

جملہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی کا عام جائزہ و وزیر بلدیات کے تمہیدی کلمات

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—(ملک اللہ یار خان) جناب چیئرمین خواتین و حضرات آج کے موضوع بحث میں لوکل کونسلوں ضلعی رابطہ کمیٹیوں انسداد جرائم کمیٹیوں اور مرکز کونسلوں کے گزشتہ ساڑھے تین سال کی کارکردگی کا جائزہ لینا ہے پنجاب میں شہری اور دیہی مقامی کونسلوں کو قائم ہوئے ساڑھے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے مقامی کونسلوں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ دیہی اور شہری کونسلیں ایک ساتھ اور ایک ہی قانون کے تحت سرگرم عمل ہیں۔ ان پر کسی بھی کنٹرولنگ اتھارٹی کو مسلط نہیں کیا گیا یہ مقامی کونسلیں اپنے اندرونی نظم ونسق اور ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے مکمل طور پر آزاد ہیں۔ ان کی نگرانی صرف اس حد تک ہے کہ تمام ادارے خلوص نیت سے اپنے قانون اور قواعد کی حد میں رہ کر اپنے فرائض ادا کریں ملک کی خوشحالی کا انحصار دیہات کی خوشحالی پر ہوا کرتا ہے دیہی ترقی کے جدید تصور کے پیش نظر دیہات میں پیداواری اضافہ اور معیار زندگی کو بہتر بنانا دیہی ترقی کا

بنیادی فریضہ ہے جناب والا ۔ مقامی کونسلوں میں دیہی کونسلیں اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں کیوں کہ وہ لوگوں کی محدود ضروریات اور ترجیحات کی عکاسی کرتی ہیں ۔ ہمارا معاشرہ حقیقت میں ایک دیہی معاشرہ کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ ہماری آبادی کا بیشتر حصہ دیہات میں آباد ہے اور ملک کی معیشت کا انحصار بھی دیہات اور اس کی پیداوار پر ہے ۔ اس لئے یونین کونسل بنیادی اکائی کا کردار ادا کرتی ہے ماہرین نے مقامی کونسلوں کی ترقی کے لئے چند باتوں کو لازمی قرار دیا ہے جن کا میں مختصرا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ ہیں معیار زندگی بلند کرنے کے لئے وسائل کو یک جا اور محرک کرنا اور ان کی تخصیص میں ترجیحات مقرر کرنا تا کہ فلاحی اور پیداواری خدمات میں توازن پیدا کیا جا سکے ۔ اجتماعی شرکت کے لئے ان وسائل کو کم آمدنی والے علاقوں اور طبقوں میں صحیح اور منصفانہ تقسیم کرنا تا کہ زیادہ سے زیادہ پیداواری اور فلاحی خدمات معاشی طور پر کمزور علاقوں میں پہنچائی جا سکیں ۔ ترقی کے عمل کو خود کار بنانے کے لئے لوگوں میں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا جذبہ پیدا کرنا اور ترقیاتی پروگرام کا نہ صرف عوام تک پہنچانا بلکہ ترقی کے عمل میں لوگوں کو عملاً شریک کرنا ہے ۔ اس معیار کی روشنی میں اگر ہم ان کونسلوں کا جائزہ لیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ تمام ترقیاتی کاموں میں عوام نے بھرپور انداز میں شرکت کی ہے ۔ ہر سطح کی مقامی کونسل میں عوام کے منتخب کردہ ارکان اپنے مقامی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے خود منصوبہ بندی تیار کرتے ہیں ۔ خود ان کی منظوری دیتے ہیں ۔ اور خود ہی ان پر عمل درآمد کرتے ہیں اس ضمن میں دیہی مقامی کونسل کے کام میں مزید پیش رفت ہوئی ہے ۔ ان کے بیشتر منصوبہ جات پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعہ مکمل کئے جاتے ہیں ۔ اور اب تعمیری کاموں کو ٹھیکے پر پر مکمل کرانے کا رجحان ختم ہوتا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ منتخب ارکان کی وجہ سے مقامی کونسل کی آمدنی میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوا ہے ۔ اگر ہم صوبہ پنجاب میں مقامی کونسل کے انتخاب سے پہلے کے 4 برسوں اور بعد کے ساڑھے تین برسوں کے اعداد و شمار پر نظر دوڑائیں تو یہ فرق واضح طور پر دکھائی دے گا ۔ 1975-76 سے 1978-79 تک مقامی کونسلوں کی مجموعی آمدنی 2921,07 ملین روپے تھی مگر 1979-80 سے 1982-83ء تک کی مجموعی آمدنی 6146,07 روپے ہے جن سے پہلے چار برسوں کے ترقیاتی اخراجات 826,03 ملین روپے

اور انتخابات کے بعد کے سالوں کے مجموعی ترقیاتی اخراجات 2820,09 ملین روپے بنتے ہیں -

یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جہاں ترقیاتی اخراجات میں گذشتہ سالوں کی نسبت اضافہ ہوا ہے - وہاں غیر ترقیاتی مصارف میں گذشتہ سالوں کی نسبت کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے - دیہی ترقی کی اہمیت کو ہر سابقہ حکومت نے تسلیم کیا ہے - لیکن آج تک دیہی ترقی کے لئے سنجیدگی کے ساتھ اور ٹھوس بنیادوں پر کسی بھی سابقہ حکومت نے اس قدر کام نہیں کیا ہے موجودہ حکومت نے پہلی مرتبہ عوامی تعمیراتی پروگرام اور مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کا انضمام کر کے ایک فعال اور مستقل محکمہ قائم کیا ہے جو دیہی ترقی کے لئے ٹھوس بنیادوں پر کام کر سکے اور جس کا دائرہ کار مخصوص حد تک محدود نہ ہو - بلکہ اس کی افادیت صوبے کے ہر گاؤں میں محسوس کی جا سکے - اس نئے محکمے کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ترقیاتی سرگرمیاں ایک یا دو شعبوں تک محدود نہ ہوں بلکہ صحیح معنوں میں دیہات کے ہر شعبہ زندگی پر محیط ہوں -

جناب والا - گذشتہ سال حکومت کی طرف سے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ترمیم کر کے ڈویژنل اور ضلعی رابطہ کمیٹیوں کا قیام اور کرائمز کنٹرول کمیٹیوں کا قیام ایسے اقدامات ہیں جن کے پیش نظر عوام کے منتخب ارکان کو تمام ترقیاتی کاموں اصلاح معاشرہ کے کاموں اور حکومت کے تقریباً ہر محکمہ سے متعلق کاموں میں موثر طور پر شریک کیا گیا ہے - ان رابطہ کمیٹیوں کی افادیت کس حد تک ہے - اس کی بابت بہتر طور پر منتخب ارکان ہی اظہار خیال کر سکتے ہیں

اس طرح ان منتخب اداروں میں خواتین کی نمائندگی اور ان کا بھرپور کردار بھی ایک ایسا امر ہے جو کہ میری ناچیز رائے میں ہر لحاظ سے اطمینان کا باعث ہے - اسی لئے حکومت نے مقامی اداروں میں خواتین کی نشستوں میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ان اداروں کے ترقیاتی فنڈز کا دو فیصد حصہ صرف ان کاموں کے لئے مخصوص کر دیا ہے - جن کی سفارش ان اداروں کی خواتین ارکان کریں گی -

جناب والا - اس طرح سے دیہی ترقی کے عمل کو زیادہ موثر اور ہمہ گیر بنانے کے لئے 1978ء میں حکومت پنجاب نے دیہی ترقیاتی مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا - یہ مراکز تھانہ کی سطح پر قائم کئے گئے - جو کہ قریباً ایک لاکھ افراد کی آبادی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں - اور ہر

مرکز اوسطا 70/80 دیہات پر مشتمل ہے اور ہر مرکز کا نگران ایک پروجیکٹ مینجر مقرر کیا گیا ہے جس کے ساتھ ضروری عملہ بھی تعینات کیا گیا ہے ۔ ہر مرکز میں ایک کونسل بھی تشکیل دی گئی ہے ۔ جو اس تھانہ کی یونین کونسلوں کے چیئرمین پر مشتمل ہوگی اور مرکز کونسل کا چیئرمین بھی انہی ارکان میں سے منتخب کیا جاتا ہے ۔ ان مراکز کونسلوں کا مقصد تھانہ کی سطح پر علاقہ کے لوگوں کو درپیش مسائل کا جائزہ لینا اور ان کا مناسب حل تلاش کرنا ہے ۔ اور یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے ۔ کہ ان کونسلوں کے اجلاس میں اس سطح کے تمام تعمیری محکموں کے افسران شامل ہوں گے ۔ ان مراکز کی گزشتہ 4 برسوں کی کارکردگی کے بارے میں مختلف ارکان اور لوگوں کی مختلف آراء ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ ان مراکز کے وجود کو ابھی تک قانونی شکل نہیں دی گئی ۔ لیکن اب ہم محسوس کرتے ہیں ۔ کہ گزشتہ چار سالوں کی کارکردگی کے پیش نظر ہمیں اس بارہ میں فیصلہ کرنا ہوگا ۔ کہ مرکز کونسلوں کا وجود ہماری دیہی ترقی اور مقامی اداروں کے تصور کے پیش نظر کس حد تک ضروری ہے ۔ یہ فیصلہ کرنے سے پہلے ہم نے ضروری سمجھا ہے کہ اس امر کو بھی ایوان کے سامنے پیش کیا جائے ۔ تاکہ آج کے موضوع پر بحث کرتے وقت اراکین اس بارے میں اظہار خیال فرما سکیں ۔

خواتین و حضرات گو ہم نے گزشتہ تین چار برسوں میں دیہی ترقی کی طرف خاص توجہ دی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود موجودہ صورت حال اس بات کی متقاضی ہے کہ ترقی کی اس رفتار کو تیز سے تیز تر کیا جائے ۔ آج جب ہم گزشتہ چند سالوں کے دوران مقامی کونسلوں کی کارکردگی پر بحث کریں گے تو ہمیں صرف اچھے اور خوشگوار واقعات اور امور کو ہی ملحوظ خاطر نہیں رکھنا بلکہ اس دور میں جو تلخ تجربات ہوئے ہیں ان تجربات کی روشنی میں ان کمزوریوں اور خامیوں کی بھی نشاندہی کرنا ہوگی تاکہ ہم آئندہ منتخب ہونے والے کونسلرز کے لئے بہتر حالات اور بہتر ماحول مہیا کر سکیں ۔

موجودہ قوانین اور قواعد کی ان خامیوں کو بھی دور کر سکیں جن کی وجہ سے ہم نے اپنے ترقیاتی کاموں یا انتظامی امور میں رکاوٹیں محسوس کی ہیں ۔ جناب والا ان کلمات کے ساتھ میں آپ کی اجازت سے ایوان کے اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس موضوع پر اظہار خیال فرمائیں ۔

عام بحث

جناب سیٹھ محمد عبدالرحمٰن (چیئرمین ۔ میونسپل کمیٹی بہاولپور) ۔ جناب گورنر و معزز اراکین کونسل آج یہ ہمارا ساتواں اجلاس ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے اور آپ بہتر جانتے ہیں کہ یہ اس tenure کا آخری اجلاس ہے یا ابھی کسی اور اجلاس کی توقع رکھی جا سکتی ہے ۔ جناب والا آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ کونسلر صاحبان کے باعث فعال کردار کے دیہی ترقی ہوئی فی الحقیقت اور دیانتداری کی بات یہ ہے کہ یہ جتنی بھی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اور ان منتخب اداروں نے جو رول ادا کیا ہے اگر آپ کی مشفقانہ اور ہمدردانہ سرپرستی حاصل نہ ہوتی تو شاید ہم لوگ اس انداز سے اور اس رفتار سے یہ خدمت سرانجام نہ دے سکتے ۔ یہ کوئی خوشامد کی بات نہیں ہے اور حقیقت کو چھپانا بھی ایک ظلم ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے جتنے منتخب ارکان اور ساتھی ہیں وہ اس بات کے معترف ہیں کہ آپ ہی کی مہربانیوں سے آپ ہی کی خصوصی توجہ سے ہمیں کام کرنے کا موقع ملا اور ہم نے جو خدمت کی آئندہ آنے والا الیکشن اس بات کا ثبوت فراہم کرے گا ۔ جناب والا ہم آپ کی عزت ,زندگی ، صحت کے لئے بھی دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پنجاب جیسے بڑے صوبے کو آپ کے ہاتھوں زیادہ دیر تک خدمت کا موقع ملتا رہے اور آئندہ الیکشن بھی آپ ہی کے ہاتھوں سر انجام پائیں اس کے علاوہ جناب والا ڈویلپمنٹ کے متعلق جو گزارشات کرنی ہیں وہ بھی میں عرض کروں گا ۔ لیکن ایک بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تقریر میں پنجاب کونسل کے ممبر کی وفات پر تعزیت کی ، میں نے بھی ان کی وفات پر فوری طور پر ریزولوشن بھیج دیا تھا لیکن ایک چیز جو میں جناب والا کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بلال طور (مرحوم) صاحب کے متعلق پہلے دن جو اخبارات میں خبر چھپی وہ ایک اتفاقی حادثہ کے متعلق تھی ۔ بعد میں اخبارات میں کچھ ایسی باتیں آئیں جن سے یہ قیاس ہوتا تھا کہ خدانخواستہ ان کو قتل کیا گیا ہے ۔ خدا نہ کرے ایسا ہوا ہو ۔ جناب والا اس سلسلہ میں اگر کوئی ایسی بات ہے تو میں عرض کروں گا کہ اگر اتنے معروف آدمی کا قتل ہوا ہے تو اس کی مکمل تفتیش کرائی جائے ان کی موت اتفاقی بھی ہو سکتی ہے ۔ اس پر خصوصی توجہ دی جائے ۔ خدا کرے کہ کسی

آدمی سے ایسی حرکت نہ ہوئی ہو اور اگر ہے تو آپ اس کی خصوصی طور پر تفتیش کروائیں تا کہ معاملہ آپ کے علم میں آ سکے ۔ اگر خدا نخواستہ اس سلسلہ میں کوئی گناہگار ہے تو وہ قانون کے ہاتھوں بچ نہ سکے ۔

جناب چیئرمین ۔ ویسے میں ایک عرض کروں گا کہ ایک تو ہمیں موضوع سے نہیں ہٹنا چاہیے اور نہ ہی ہم ایک دوسرے کی یہاں تعریفیں کریں ہمیں تو دی پوائنٹ بات کرنی چاہیے کہ ان اداروں کے کام کیسے چل رہے ہیں ، اچھے رہے ہیں یا برے رہے ہیں آپ کمزوریوں کا ذکر کریں ۔ آپ نے جائزہ پیش کرنا ہے صرف اس پر ہی بات کیجئے گا اب چونکہ آپ نے طور صاحب کا یہاں نام لیا ہے تو میں سب سے پہلے آپ کو اس بات کا جواب دیتا ہوں چیف سیکرٹیری صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ آپ کو اس بات کا جواب دے دیں گے لیکن اس کے بعد آپ اصل موضوع پر رہیں ۔

چیف سیکریٹری (جناب محمد صدیق چوہدری) — جناب والا اس معاملہ کی عدالتی تحقیقات کروائی گئی ہے تحقیقاتی افسر نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ موت حادثہ کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ اس میں قتل کے کوئی محرکات نہیں تھے اور اس کی رپورٹ کے ساتھ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مکمل اتفاق کیا تھا ۔

جناب سیٹھ محمد عبیدالرحمان ۔ اس اجلاس میں کچھ معروضات ایسی ہیں جن کا تعلق بہر حال موجودہ معاملات سے ہے وہ بھی آپ کی اجازت سے میں عرض کروں گا ۔ جناب والا آپ کو علم ہے کہ الیکشن اتھارٹی نے ایک شیڈول پروگرام دیا تھا کہ 21 تاریخ کو حلقہ بندیوں کی ابتدائی فہرست شائع کر دی جائے گی تا کہ 28 تاریخ تک اس پر اعتراضات کا موقع مل سکے ۔ جب میں بہاولپور سے چلا تو میرا خیال تھا کہ میں جناب والا سے عرض کروں گا کہ یہ اجلاس 25 تاریخ تک رہے گا ۔ اسطرح اگر ہمارے پاس کوئی اعتراض ہے تو ہمیں اس کو دائر کرنے کا موقع نہیں مل سکے گا ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اپیل کی جو میعاد ہے اس کو بڑھا دیا جائے ۔ لیکن اب یہاں آکر اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ فہرستوں کو آویزاں کرنے کی ، شائع کرنے کی تاریخ 21 کی بجائے 25 کر دی گئی ہے ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ 25 تاریخ تک تو ہم لوگ یہاں ہونگے ۔ اگر کسی ڈویژن میں یا ضلع میں خدانخواستہ آپ کی

یا الیکشن اتھارٹی کی ہدایات کے خلاف حلقہ بندی کی گئی تو اس کا اظہار خیال جناب والا کے سامنے نہیں ہو سکے گا ۔ اس لئے التماس ہے کہ یہ تاریخ اس طرح مقرر ہونی چاہیے کہ ہم اس پر اعتراض کر سکیں ۔ آپ کے توسط سے الیکشن اتھارٹی کو بھجوا سکیں یا ان کے علم میں لا سکیں ۔

جناب والا جہاں تک ترقیات کا تعلق ہے میں یہ عرض کروں گا کہ بہاولپور ڈویژن میں اس دور میں ، یعنی آپ کے دور میں اور ہمارے منتخب لوگوں کے دور میں جو ترقی ہوئی ہے وہ مثالی ہے ۔ جناب والا نے بھی بہاولپور کا دورہ کیا اور آپ کے وزراء کرام بھی تشریف لائے خاص طور پر جناب شریف نواز صاحب جن کا ہاتھ خزانے پر ہے وہ بھی تشریف لائے انہوں نے نہایت فراخدلی سے بہاولپور کی ترقی میں مدد فرمائی اور وہاں کے بہت سے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی اور فنڈز کیلئے پروویژن پیدا کی جس کیلئے ہم آپ کے بھی اور جناب شریف نواز صاحب کے بھی نہایت شکر گزار ہیں ۔

جناب والا بہاولپور میں کنٹونمنٹ بورڈ اور کچھ علاقہ ڈسٹرکٹ کونسل کا بھی میونسپل کمیٹی بہاولپور کو دیا گیا ہے ۔ وہ ایک ایسا علاقہ ہے جس میں گذشتہ دس سال سے کوئی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی وہاں سے کنٹونمنٹ بورڈ نے اپنے ٹیکسیز ضرور وصول کئے لیکن اتفاق کی بات ہے وہ علاقہ جو غیر ترقی یافتہ تھا وہ بلدیہ کے حوالے کر دیا گیا ۔ لہذا ہمارے لئے یکدم ترقی دینی بہت مشکل کام تھا ہم نے اس علاقہ میں کچھ نہ کچھ ضرور کام کیا ہے لیکن جو ہماری خواہش تھی ہم اس کے مطابق نہیں کر سکے ۔ اس معاملے کو بھی جناب والا زیر غور لایا جائے اور آئندہ جو ہماری ترقیاتی سکیمیں ہونگی وہ بھی اسی نسبت سے چلیں گی ۔ اسلئے اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ہمیں خاص طور پر ٹیوبوزل ورک اور واٹر سپلائی سکیمیں درکار ہیں ۔ کیونکہ پہلے سے جو واٹر سپلائی سکیم یا سیوریج سکیمیں چل رہی ہیں وہ اس علاقہ سے بہت دور ہیں ۔ اسلئے ان کے واسطے ہمیں علیحدہ انتظام کرنا پڑے گا ۔ میں جناب والا سے گزارش کروں گا کہ اس مقصد کیلئے آئندہ سال کی ترقیاتی سکیم کیلئے خصوصی طور پر رقم مختص کی جائے تاکہ فوجی بستی معقول آباد اور ۔

جناب چیئرمین ۔ میاں صاحب یہ سب باتیں عام بحث میں آئیں گی ۔

نوابزادہ مظفرعلی خان (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں عرض کرونگا کہ اس وقت اس ایوان میں جو موضوع زیر بحث ہے وہ مختلف کونسلوں کی کمیٹیوں کی کارکردگی کا جائزہ ہے تو جناب والا ۔ میں سب سے پہلے یونین کونسل سے شروع کرونگا ۔

یونین کونسل اس بلدیاتی نظام میں ایک بنیادی ادارے کی حیثیت رکھتی ہے گزشتہ تین ۔ ساڑھے تین سال کی کارکردگی سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ یونین کونسل گاؤں کی سطح پر اور بنیادی سطح پر ایک نہایت ہی مفید ادارہ ثابت ہوا ہے اس سے لوگوں میں خود اعتمادی اور اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا ہوا ہے اب وہ اپنے چھوٹے چھوٹے گاؤں کی سطح تک کے کاموں کے لئے صرف حکومت کی گرانٹوں یا اور کسی قسم کی مدد کی طرف ہی نہیں دیکھتے بلکہ انہوں نے ان مسائل کو اپنے وسائل کے ذریعہ اپنی مدد آپ کے جذبہ سے حل کرنے کی کوشش کی ہے جس کے نتائج حوصلہ افزا ہیں ۔

اس کے بعد مرکز کونسل آتی ہے تو جناب والا ۔ میں اپنے ذاتی مشاہدہ اور تجزیہ کی بنا پر عرض کرونگا جیسا کہ اس ادارے کو ابھی تک قانون میں کوئی حیثیت حاصل نہیں ہوئی عملی طور پر بھی جسطرح یہ ادارہ کام کر رہا ہے اس کی کوئی افادیت نظر نہیں آتی اور میں اپنے جائزے اور اپنے خیال کے مطابق عرض کرونگا کہ اس کی کوئی خاطر خواہ کارکردگی نہیں ہے اس میں نہ تو کوئی خاص اختیارات مرکز کونسل کو دیئے گئے ہیں نہ اس کے پاس کوئی فنڈز ہیں اور نہ ہی اس کا کوئی دائرہ کار متعین کیا گیا ہے کہ انہوں نے کیا کام کرنا ہے ۔ دوسری بات ان دو اداروں یعنی یونین کونسل اور مرکز کونسل میں دیکھنے میں آئی ہے کہ ان اداروں پر محکمانہ کنٹرول زیادہ ہے پراجیکٹ منیجر جس کی حیثیت مرکز کونسل میں ایک سیکرٹری کی ہونی چاہیے جیسا کہ کاغذی طور پر ہے مگر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ان اداروں میں وہ ایک حاکم کی حیثیت اختیار کر گیا ہے شروع شروع میں ان خدشات کا اظہار بھی کیا گیا تھا کہ جن لوگوں کے ذمہ اس مرکز کا کام لگایا جا رہا ہے وہ افسر زیادہ ہیں اور کارکن کم تو جناب والا ۔ عملی طور پر یہ نتیجہ نکلا ہے کہ مرکز کونسل کو قطعاً کوئی اختیارات نہیں ہیں بلکہ پراجیکٹ منیجر جو چاہیں کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں میں اپنا ذاتی مشاہدہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ معذرت کے ساتھ عرض کرونگا کہ پروجیکٹ منیجر کے مسئلہ میں نہ صرف مرکز کونسل بے بس ہے بلکہ میرے مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ حکومت بھی اس مسئلہ میں ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے میں اپنے ضلع گجرات کی ایک مثال دیتا ہوں وہاں پر ایک پروجیکٹ منیجر گریڈ سترہ میں ہے اس کی غلط قسم کی کاروائیوں کو ڈپٹی کمشنر صاحب کے علم میں لایا گیا کمشنر صاحب کے علم میں لایا گیا ۔ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے علم میں لایا گیا اور سیکرٹری صاحب کے علم میں لایا گیا حتی کہ جناب وزیر بلدیات کو بھی اس کے متعلق عرض کیا گیا جنوری سے اس کے تبادلے کے احکامات جاری ہو رہے ہیں لیکن مئی گزر رہا ہے وہ پروجیکٹ منیجر ابھی تک چارج نہیں دے رہا اور ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں دو معیار بنی کہ ایک اہلکار کے متعلق اگر ذاتی طور پر بھی کوئی بات کی جاتی ہے تو اس پر ایکشن ہو جاتا ہے اور اس کے برعکس جب اس کونسل کے اراکین پراجیکٹ ڈائریکٹر چیئرمین ضلع کونسل یا متعلقہ ممبر فیڈرل کونسل وہ کوئی بات مفاد عامہ میں جن کا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے وہ کرتے ہیں تو اس کو درخواستناء نہیں سمجھا جاتا ۔

جناب والا ۔ رورل ڈویلپمنٹ کے لئے پروجیکٹ ڈائریکٹر قسم کی ایک چیز ہے جو چیئرمین ضلع کونسل بلحاظ عہدہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوتے ہیں میرے مشاہدے میں آیا ہے کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر کا کام صرف چیک جاری کرنا ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ان سکیموں کو دیکھنا اس کے مکمل کرنے کے ذمہ دار افراد ان کو چیک کرنا اور اس طرح کے دیگر کاموں میں بھی کوئی بہتری پیدا کرنی چاہیئے ۔

اس کے بعد ضلع کونسل کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ بلدیاتی اداروں میں سب سے زیادہ نمایاں کارکردگی ضلع کونسلوں کی ہے یہ اس لئے نہیں کہ میں ضلع کونسل کا چیئرمین ہوں بلکہ یہ اعداد و شمار سے ظاہر اور حکومت کے علم میں ہے کہ ضلع کونسلوں نے ہر لحاظ سے بہتر کارکردگی دکھائی ہے اپنی آمدن کو بڑھایا ہے ڈویلپمنٹس کی ہیں اور ضلع کونسلوں کی اس کارکردگی اور حکومت کی بھرپور توجہ کی وجہ سے اس وقت ہمارے دیہاتوں میں تعمیر و ترقی کا ایک نیا دور شروع ہو چکا ہے اور اگر دیکھا جائے تو میں اسے انقلاب کا نام بھی دونگا کہ

جسطرح دیہات کی تعمیر و ترقی ہو رہی ہے اس میں ایک بات ۔ جو

جناب چیئرمین ۔ نہیں ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ آپ صرف چیک جاری کرتے ہیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان ۔ جناب والا ۔ وہ رورل ڈویلپمنٹ کا لئے ہے جس سے ہم پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں باقی کام تو ہم کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ بڑا کام ہوا ہے ۔ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام کے ہم صرف پراجیکٹ ڈائریکٹرز ہیں لیکن جناب والا ۔ہم صرف چیک ہی جاری کرتے ہیں یہ آپ چیک کر سکتے ہیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں ضلع کونسل اور مختلف دیہاتی کونسلوں کے بارے میں عرض کرونگا کہ وہاں پر ٹیکسز کی over lapping کا مسئلہ جنکا مختلف کمیٹیوں میں جائزہ لیا گیا ہے لیکن اس کا ابھی تک کوئی حل نہیں نکلا لوگوں کو اس کی بڑی شکایت ہے کہ مختلف ادارے ضلع کونسل ، یونین کونسل مارکیٹ کمیٹی اور Pure Food Act کے تحت مختلف ادارے سب ایک ہی قسم کا ٹیکس وصول کر رہے ہیں جس سے لوگوں کو پریشانی لاحق ہے اور اس کے لئے کوئی واضح ہدایات جاری نہیں کی گئیں ۔ جب میں نے دیہاتی کونسلوں کی کارکردگی کا ذکر کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ارین کونسلوں نے کوئی کارکردگی نہیں دکھائی ارین کونسلوں کی کارکردگی بھی قابل ذکر ہے منتخب لوگوں کے آنے کے بعد بہت کام ہوا ہے لیکن ان کے مسائل ضلع کونسل یا دیہاتی کونسلوں سے زیادہ مشکل اور زیادہ پیچیدہ ہیں شہروں کی صحت و صفائی کا مسئلہ سیوریج کا مسئلہ اور ڈرینج کا مسئلہ ہے ان کیلئے انہیں بہت زیادہ جد و جہد کرنی پڑتی ہے میں سمجھتا ہوں شہری کونسلوں کی بد قسمتی ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے ان کا پالا پڑ گیا ہے اور جس طریقے سے یہ محکمہ کام کر رہا ہے وہ نہایت غیر تسلی بخش ہے اور اس کی ناقص کارکردگی میرے دیکھنے میں آئی ہے ان کی ناقص کارکردگی کونسلوں کی شہری کارکردگی کو بھی متاثر کر رہی ہے جو کام اس محکمے نے شروع کر کے ادھورے چھوڑے ہیں یا ٹھیک طریقے سے انجام نہیں دئیے وہ کام ان شہری کونسلوں کے ذمہ لگا دئیے گئے ہیں

اس کے بعد سب سے اہم ادارہ جس کے ساتھ حکومت نے بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں وہ ہے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی ۔ تو

جناب والا - چونکہ وقت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اسلئے میں زیادہ وضاحت میں نہیں جاؤنگا جناب والا - یہ کمیٹی اس وقت ہی اپنے فرائض سے بہتر طور پر عہدہ برا ہو سکتی ہے اور حکومت کی توقعات پر پورا اتر سکتی ہے جب تک حکومت کے مختلف محکمے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں لیکن جناب والا - میں عرض کرونگا کہ بارہا ہدایات کے باوجود حکومت کی اس کوشش اور جذبہ کے باوجود عملی طور پر کبھی وہ چیز پیدا نہیں ہوئی مختلف محکموں کے جو ضلع کی سطح پر سربراہ ہیں وہ ان کمیٹیوں میں زیادہ دلچسپی نہیں لے رہے وہ اکثر میٹنگوں سے غیر حاضر رہتے ہیں خاص طور پر وہ محکمے جن کا تعلق مرکز کے ساتھ ہے وہ ان کمیٹیوں کی میٹنگوں میں بہت کم شامل ہوتے ہیں یہ ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے -

اب میں کرائمز کمیٹی کے متعلق عرض کروں گا - دیگر اضلاع کے متعلق تو عرض نہیں کر سکتا مگر میرے مشاہدہ کے مطابق یہ کرائمز کنٹرول کمیٹی میں نہیں کہوں گا کہ یہ بیکار کمیٹی ہے - بہر حال

جناب چیئرمین - آپ بات کھل کر کریں

(قہقہہ)

نوابزادہ مظفر علی خان - جناب والا بات ہی کرنی ہے خواہ کسی انداز سے بھی کی جائے - اس کمیٹی کی قطعاً کوئی افادیت نہیں ہے یہ صرف پولیس شو ہوتا ہے تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے کہ فلاں تھانے میں جائیں گے - اس تھانے کے ایس - ایچ - او کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہاں کھلی کچہری ہو گی - علاقہ کے معززین جیسا کہ پولیس کے معززین کا معیار ہوتا ہے اس تھانے میں اکٹھے کر دیے جاتے ہیں - کمیٹی وہاں چلی جاتی ہے - باقی ممبر بھی چلے جاتے ہیں - ڈپٹی کمشنر پوچھتے ہیں کتنے مقدمات درج ہوئے - کتنے نہیں ہوئے - کم ہوئے ہیں یا زیادہ یہ مقدمات وہ ہوتے ہیں جو درج کر لئے جاتے ہیں - بہر حال میں اس کی کوئی افادیت نہیں سمجھتا - اس ضمن میں ایک عرض ہے کہ جس کمیٹی کا سربراہ کوئی منتخب نمائندہ یا عوام میں سے نہیں ہوتا اس کمیٹی کی حیثیت بے معنی ہو جاتی ہے - اس میں کسی ممبر کی رائے - کسی کے اظہار خیال کو کوئی دخل نہیں ہوتا - جن کمیٹیوں میں منتخب لوگ یا عوامی لوگ بیٹھتے ہیں وہاں ان کی رائے کا احترام ہوتا ہے اور ان کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے - کرائمز کنٹرول کمیٹی کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ اس سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے - میں کھل کر بات کروں گا -

جناب چیئرمین - جی کھل کر بات کریں ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں -

نوابزادہ مظفر علی خان - کھل کر بات یہ ہے کہ اگر جرائم پر قابو پایا ہے تو اب پولیس کو کہہ دیں کہ جرائم کو کنٹرول کریں ۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ جب پولیس جرائم پر قابو پانا چاہتی ہے تو ہمارے ملک اور صوبہ کے حالات ایسے گئے گزرے نہیں ہیں کہ جرائم پر کنٹرول نہ ہو سکے ۔ کنٹرول ایک ہفتے میں ہو سکتا ہے ۔ اس میں کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے ۔ کسی خاص کوشش کی ضرورت نہیں ہے ۔ جس تھانے کا تھانے دار چاہے کہ اسکے علاقہ میں جرم نہ ہو ۔ کمیٹی نہ ہو تو اس کے علاقہ میں جرائم نہیں ہو سکتے یہ وہ عملی بات ہے جس کا جواب تو دیا جا سکتا ہے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے صوبہ میں بلکہ ہمارے ملک کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو پولیس یا قانون کا نفاذ کرنے والے اداروں سے بالا ہو اور اسکے ساتھ ساتھ معززین کو بھی پابند کر دیا جائے کہ وہ پولیس کے کام میں مداخلت نہیں کریں گے ۔ اس سلسلے میں علاقہ کے معززین کی مداخلت بھی ایک وجہ ہے کہ وہ ملزمان کی ناجائز تنقیص کیلئے چلے جاتے ہیں کسی ملزم کو پناہ دے دیتے ہیں ۔ کسی کو ضمانت دیتے ہیں ۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے ہم سب لوگ عوام ۔ لوگوں کے نمائندے اور سیاسی حضرات یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے غلط طور پر ملزمان کی حمایت نہیں کرنی اور پولیس یہ فیصلہ کرلے کہ ہم نے اس چیز کو ختم کرنا ہے تو پھر یہ ایک ہفتہ کی بات ہے ۔

اب جناب آخر میں عرض کروں گا کہ ہم سب محسوس کرتے ہیں کہ تمام بلدیاتی اداروں نے بڑی شاندار کارکردگی پیش کی ہے ۔ اس کا سب سے بڑا عنصر یہ ہے کہ ان اداروں کو سیاست سے پاک رکھا گیا ہے ۔ ان اداروں نے صرف فلاحی اور رفاہی طور پر کسی گروہ بندی یا سیاست سے بالا تر ہو کر کام کیا ہے ۔ اگر صرف یہ اعتراض نہیں تو میں سمجھتا ہوں ان کی کامیابی کا ہی عام فیکٹر یہ ہے آئندہ کیلئے یہ گزارش ہے کہ ایسی چیزوں کو قائم رکھا جائے ۔ جو تھوڑی تھوڑی اس سلسلہ میں کوئی مداخلت شروع ہوگئی ہے جناب والا آپ اسکو چیک کریں ۔ سیاسی لوگ اور فیڈرل کونسل کا اور میدان ہے وہ بڑے اہم اداروں ہیں انہوں نے ملکی سطح پر بڑے اہم کام کرنے ہیں ۔ گلیوں اور نالیوں کی تعمیر کرنے والے جو لوگ ہیں یہ کام ان کے ذمہ رہنے دیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا یہ سرٹیفکیٹ فیڈرل کونسل کے ممبران سے حاصل نہ کیا جائے۔ یونین کونسل کی Demarcation میں ان کی رائے لی گئی ہے یا نہیں Delimitation میں انہیں کنسلٹ کیا گیا ہے یا نہیں۔اگر ان اداروں آپ نے کامیابی سے جیسا کہ حکومت چاہتی ہے اور میں سمجھتا ہوں اگر حکومت کا اس سلسلہ میں بھرپور تعاون ہو خاص طور پر گورنر صاحب نے منع فرما دیا تھا کہ ہم یہاں کسی کی تعریف کرنے نہیں آئے۔تعریف کرنا غلط نہیں ہے خوشامد کرنا غلط بات ہوتی ہے ہم سمجھتے ہیں حکومت پنجاب سے خاص طور پر جناب گورنر صاحب سے جو بات ذہن میں آ رہی ہے میں سمجھتا ہوں اسے کہنا چاہئے ۔ دوسال ہم نے ان کے ساتھ کام کیا ہے ہمیں گورنر صاحب کی ذات میں قرون اولیٰ کے مسلمان حکمران یاد آ گئے ہیں یہ چیز ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بیٹھ کر کام کیا ہے جو عملی طور پر سودمند ہوا ہے وہ یہ کہ ہم دیہاتی لوگ جب پٹواری کے پاس جاتے ہیں تو وہ بھی ہماری بات توجہ سے نہیں سنتا لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جتنی آسانی سے تو وہ بھی ہماری بات توجہ سے نہیں سنتا لیکن میں یہ محسوس کرتا جتنی سہولت سے بات پنجاب کے گورنر سے کی جا سکتی ہے تحصیلدار سے نہیں کی جاسکتی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں خاص طور پر جو ترقی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کام کرنے والے لوگوں کی محنت اور جناب گورنر صاحب کی ذاتی دلچسپی اور راہنمائی کی مرہون منت ہے۔

جناب چیئرمین۔بیگم عابدہ حسین صاحبہ آپ آئیں اسکے بعد میں ممبر حضرات کی طرف آونگا۔

Begum Sahibah I hope the subject is clear General review and evaluation of the working of the Union Council وغیرہ

سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) جناب چیئرمین میں دو منٹ کی تنقید کی اجازت چاہوں گی۔جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ آج کی دنیا میں جدید ریاست کے تین ستون ہوتے ہیں۔عدلیہ۔انتظامیہ اور مقننہ پاکستان کی 35 سالہ تاریخ میں یہ ایک بدنصیبی ہماری رہی کہ عدلیہ اور انتظامیہ ادارے تو تسلسل سے چلتے رہے لیکن جو عوام کے نمائندگان کے ادارے ہیں وہ انتشار اور عدم تسلسل کا شکار رہے جس کے نتیجے میں ان 35 سالوں میں انتظامیہ مضبوط ہوتی چلی گئی اور عوام کی آواز نحیف ہوتی

چلی گئی نتیجتاً 1979 میں جب بلدیاتی انتخابات کرائے گئے تو پاکستان کے عوام نے پشین سے لیکر چترال تک ان انتخابات میں بھرپور حصہ لیا اسکے ساتھ ساتھ ایک غور طلب لمحہ ہم نے یہاں پر دیکھا ہے کہ آج کے جدید دور میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اگر ترقی پذیر مملکت نے ترقی یافتہ قوم بننا ہے تو وہ خالصتاً انتظامیہ کے زور سے ممکن نہیں ہے یہ ضروری اور لازم ہے کہ اس میں عوام کی شمولیت ہو جو کہ ترقی کی رفتار کو آگے بڑھانے اور ترقی کو فروغ دے جیسا کہ میں نے عرض کی ہے کہ آج سے چار سال قبل جب انتخابات ہوئے تو مقامی حکومت کے لوگوں نے ان میں بھرپور حصہ لیا اگر آج ہم جائزہ لیں کہ یہ چار سال ہم نے کس طرح سے گزارے ہیں تو تین چار موٹی موٹی باتیں فوراً ہی ہمارے سامنے آتی ہیں۔سب سے پہلے یہ کہ ہماری انتظامیہ میں تین مختلف امور ہوتے ہیں ایک ایونیو کولیکشن کا سلسلہ ہوتا ہے ایک لا اینڈ آرڈر کا سلسلہ ہوتا ہے ایک ڈویلپمنٹ کا سلسلہ ہوتا ہے جہاں تک ریونیو کولیکشن کا مسئلہ ہے لوکل کونسلز نے لوکل کونسل ایکٹ کے تحت اختیارات کو جائز طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنے مالی حالات کو بہتر بنایا ہے Revenue ان تین سالوں اس حد تک mineasc کیا ہے کہ یہ تین گنا کر دیا گیا ہے

اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ جہاں تک ڈویلپمنٹ کا تعلق ہے اس کی حد تین سالوں میں تین گنا بڑھا دی گئی ہے - اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جہاں تک ڈویلپمنٹ کا تعلق ہے - جیسا کہ چیئرمین گجرات نے فرمایا ڈویلپمنٹ اس رفتار سے ہوئی ہے کہ کم از کم سابقہ حالات میں جس کی کوئی مثال نہیں ملتی - جیسا کہ بھائی نے کہا خاص طور پر پچھلے پانچ سالوں میں ضلع کونسلوں کے زیر اہتمام جو ڈویلپمنٹ اختیار کی گئی ہے اس کی رفتار بھی تسلی بخش ہے لیکن غالباً معیار بھی تسلی بخش رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور پہلو بھی نظر آیا ہے - جیسا کہ میں نے عرض کیا ایک وفاق کو چلانے کے لئے تین ستونوں کی ضرورت ہوتی ہے - یہ جو نمائندگان کا ایک ستون یا ادارہ ہے اس کے لئے بھی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے - ہم نے پچھلے 35 سال میں یہ دیکھا ہے کہ اکثر ہمارے ایسے نمائندہ ادارے رہے ہیں جہاں لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں ان کی چونکہ کوئی خاص تربیت جمہوری حوالوں یا جمہوری قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں ہو پاتی -

مقامی حکومت کے ان اداروں کو ہم جمہوریت کی درسگاہوں کے طور پر لے سکتے ہیں - میں سمجھتی ہوں کہ ہم میں سے بہت سے چیئرمین صاحبان نے پچھلے چار سالوں میں پہلی دفعہ محسوس کیا ہے کہ قواعد ضوابط کیا ہوتے ہیں انکی حدود کیا ہوتی ہیں اور ان کو کس طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے اور کیسے خوش اسلوبی سے منصوبہ جات آگے بڑھائے جا سکتے ہیں -

اب وہ مسئلہ ہے جس میں تھوڑی سی تلخی بھی آتی ہے - جیسا کہ میں نے کہا پینتیس سال میں چونکہ انتظامیہ کے ادارے میں کسی قسم کی انٹرپشن نہیں آئی تو وہ توانائی پکڑتا گیا انتظامیہ اور منتخب نمائندگان میں ایک کھچاو رہا - اور اکثر منتخب شدہ لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کھچاو کی بنیادی وجہ شاید یہ ہو کہ انتظامیہ کے اہل کار ہمارے اداروں کو محتسب اداروں کے طور پر تسلیم کرنے کو تیار نہیں رہے - یعنی انتظامیہ کے اہل کاروں کا اکثر رویہ ہمیں manage اور کنٹرول کرنے کا رہا ہے ہمیں نمائندہ حیثیت دینے کیلئے صحیح معنوں میں ذہنی اعتبار سے بہت سی رکاوٹیں اور جھجھک محسوس ہوتی رہی - اس میں شاید ہماری بھی کچھ کوتاہیاں رہی ہیں - یہ پراسس ابتدا میں ہے - اس کی سیکنڈ ٹرم آئے گی تو یہ ریلیشن شپ یقینا بہتر ہو سکے گی -

جناب چیئرمین - بیگم صاحبہ اگر میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کر رہا ' تو میں یہ پوچھوں گا کہ جنوری 1980 یعنی جب سے آپ نے کام شروع کیا تھا ' اور اب کوئی تھوڑا سا ذہنیت میں فرق ہے ذرا سا انیس بیس کا

سیدہ عابدہ حسین اس کا دارومدار پرسنل equation پر ہے جہاں پر کسی منتخب نمائندے کی کسی سرکاری اہل کار کے ساتھ ذاتی equation صحیح ہے تو وہاں پر بہتری کی طرف رجحان ہے اور جہاں پر ایسا نہیں وہاں گفتگو ہی رک گئی ہے ڈائیلاگ ہی ختم ہو گیا ہے حضور والا ' جہاں تک مقامی حکومت کے مختلف یونٹس کا تعلق ہے - نواب زادہ صاحب کی طرح میں بھی ایک دیہی کونسل سے تعلق رکھتی ہوں - لیکن میں اپنی بات کا آغاز شہری کونسلوں کے حوالے سے کروں گی - جیسا کہ آپ جانتے ہیں آج کی دنیا میں' تمام دنیا میں' صرف پاکستان ہی نہیں' یہ ایک global phenomenon ہے اور Rural Urban drift کا سلسلہ جاری ہے - یعنی لوگ دیہاتوں سے شہروں کو منتقل ہو

رہے ہیں اور ہمارے ملک میں یہ سلسلہ بہت تیز رفتاری سے جاری ہے ۔ اس کی بنیادی وجہ غالباً یہ ہے کہ دیہات میں جو infrastructures تھے ، وہ ترقی یافتہ نہ تھے ۔ پھر روزی کی تلاش میں لوگ شہروں کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے صوبے کے تمام شہر ، چھوٹے ہوں یا بڑے ، اس وقت کچی آبادیوں کی ایک periphery ring میں پھنس گئے ہیں ۔ مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ مسائل اور وسائل میں تناسب طے نہیں ہو پاتا ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گی کہ کارپوریشنوں اور میونسپلٹیوں سے لوگوں کی توقعات میں اضافہ ہوا ہے ۔ مسائل بے پناہ ہیں ۔ تو وسائل کی کمی اس صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ community participation کو مزید فروغ دیا جائے ۔ اور جیسا کہ آپ نے خود اپنی تقریر میں اس بات کا ذکر کیا کہ دیہی علاقوں میں میچنگ گرانٹ سکیم کا جب اجراء ہوا تو پہلے سال کی response شاید اتنی زیادہ نہ تھی ۔ لیکن دوسرے سال میں اس کی response اتنی accelerate ہوئی کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر شہر میں بھی اس قسم کے اصول پر ترقیاتی سلسلہ جاری کیا جائے تو شاید وہ کامیاب ثابت ہو ۔ پچھلے تین سال میں ہماری شہر کی لوکل کونسلوں کے چیئرمین صاحبان یا میئر صاحبان کی نیت پر شک کرنے یا حملہ کرنے کا ایک رجحان رہا ہے ۔ دیہی کونسلوں کے مقابلے میں شہری کونسلوں میں یہ رجحان زیادہ رہا ہے ۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ شہر کے لوگ ذرا زیادہ بیدار ہوتے ہیں ، ان کی توقعات بھی زیادہ ہوتی ہیں ۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ سیکنڈ ٹرم میں ہم لوگ جو کہ اپنے آپ کو جمہوریت کی پیداوار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ، تھوڑے سے حوصلے اور صبر سے کام لیں گے ۔ کیونکہ جمہوریت کے لیے تو بڑے فراخ دل کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اب میں ضلع کونسلوں کی طرف آتی ہوں ۔ نواب زادہ صاحب نے مجھ سے پیشتر بات کر دی ہے ۔ جہاں تک نواب زادہ صاحب نے پراجیکٹ ڈائریکٹر کے بارے میں ذکر فرمایا ہے ، میں ان سے کلی طور پر متفق ہوں ، بلکہ حکومت پنجاب اور گورنر صاحب کی خدمت میں میں اپنا ایک نسخہ بھی پیش کرنے کو حاضر ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر کا رول review کرتے ہوئے اس بات پر غور کیا جائے کہ آیا ڈائریکٹوریٹ آف رورل ڈویلپمنٹ کی صوبائی سطح پر ضرورت بھی ہے یا نہیں ۔ کیونکہ جب ڈائریکٹوریٹ آف رورل ڈویلپمنٹ موجود ہے تو اس ڈائریکٹوریٹ کو قائم رکھنے کے لیے آپ کو یہ بہانہ

چاہیے کہ منصوبہ جات یہاں پر بنیں اور گو کہ ان منصوبہ جات کا عمل زیادہ تر فیلڈ میں ہے لیکن ان کی computation اور compliation یہاں پر موجود ہے ۔ یہ سارا سلسلہ محض اس ڈائریکٹوریٹ کو زندہ رکھنے کے لیے ہے ، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ منتخب لوکل کونسلوں کے وجود میں آنے کے بعد صوبائی حکومت نے رورل ڈویلپمنٹ کے لیے جو فنڈ earmark کرنے ہیں وہ ایک فارمولے کے تحت مختلف کونسلوں کے حوالے براہ راست کر دیے جائیں ۔ کیونکہ جب کونسلیں ڈویلپمنٹ کر رہی ہیں ، ان کے اپنے ریسورسز بھی ہیں ، ان کے پاس انتظامی مشینری بھی ہیں فزیکل ریسورسز بھی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ڈائریکٹوریٹ قائم رہے ۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر کے رول میں ہم منتخب نمائندے جو خامی محسوس کرتے ہیں اس کو ایکزامن کرتے ہوئے ، اس بات کی ہم اپیل کریں گے کہ اس کا جائزہ لیا جائے ۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ نواب زادہ صاحب نے مرکز کونسل کا بجا طور پر ذکر کیا ہے ۔ حضور والا ، ہم نے مرکز کونسل کا concept غالباً ہندوستان کے تجربے سے کیا ہے ۔ ہندوستان میں ایک بلاک کا جو concept ہے ، اس کو ہم نے borrow کر لیا ہے ۔ لیکن ہمارے یہاں کچھ Cart before the horse والی بات ہو گی RDP چل رہا تھا تو اسکے تحت اسکے concept کو جب ہم نے مرکز کو introduce کیا تو RDP جب scrap ہو کر رہ گیا ۔ اور جب ایلیکٹڈ کونسلز آئیں تو ہم نے ایک سرکاری infrastructure کھڑا کر دیا تھا ہم نے اس مرکز کے concept کو elected council کے ساتھ tag on کر دیا ۔ actually اسکی relationship ابھی بنی نہیں تھی بلکہ میں تو یہ کہونگی کہ مرکز کونسل کا It has not come to jell وجود صحیح معنوں میں نہیں بن پایا ہے ۔ اور جہاں تک پراجیکٹ ڈائریکٹر کا سوال ہے میں اپنے بھائی سے مکمل اتفاق نہیں کرتی چونکہ یہ تو چھوٹی بات ہے کہ چارج لیتا ہے یا چھوڑتا ہے ۔ بنیادی بات یہ ہے کہ گریڈ 17 میں جو پراجیکٹ منیجر بھرتی ہوئے تھے جس concept کے لئے بھرتی ہوئے تھے جس مقصد کے لئے بھرتی ہوئے تھے وہ یہ تھا کہ وہ رورل ڈویلپمنٹ ورکرز کے طور پر کام کریں گے ۔ یہ ایک عام تجربہ ہے میں اپنے ضلع کے بارے میں کہہ سکتی ہوں کہ یہ بالکل شہری بابو ہیں دیہات کی فضا سے in total conflict ہے ۔ وہ پراجیکٹ منیجر جس مقصد کے لئے متعین ہوئے تھے وہ اسکو خود ہی فوت کر دیتے ہیں ۔ اسکے بعد یونین کونسل اور مرکز کونسل کی بات کرتی ہوں ۔

جناب چیئرمین تھوڑی سی بات مرکز پر بھی ہو جانی چاہئے کیا آپ چاہیں گی اسکو جانا چاہئے یا یہ futuristic چیز ہے - جیسے بنگال میں یہ تمام چیز تھانہ concept پر ہے - یہی وجہ ہے کہ وہاں اتنی آبادی ہے کہ خود بخود وہ چیز آجاتی ہے - تو کیا آپ یہ کہیں گی یہ futuristic ہے -

سیدہ عابدہ حسین میں کہوں گی کہ یہ futuristic ہے -

جناب چیئرمین کیا ہم اتنی تیزی سے آبادی نہیں بڑھا رہے ہیں ؟ وہ بالکل futuristic ہے -

سیدہ عابدہ حسین یہ بھی بجا ہے میں یہ بالکل نہیں کہونگی کہ ہم مرکز کو scrap کر دیں - ایک تو اس پر قومی سرمایہ خرچ ہو چکا ہے - وہ ضائع ہو گا میں یہ کہونگی کہ مرکز کے بارہ میں سوچ بچار سے جائزہ لیا جائے - اس کے elected system کا ایک endemic حصہ بنا دیا جائے جیسے تحصیل کونسل کے tier کو elected process کا حصہ بننا تھا مگر مرکز کا وہ ویسا شعبہ نہ بن پایا -

جب term آرہا ہے تو elected term میں مرکز تحصیل کو replace کر سکتا ہے - اگر ایسا ہو گا تو وہ پورے اس structure کا بنیادی حصہ بن جائیگا - تو پھر اسکی relationship اس سسٹم میں صحیح بیٹھ جائے گی -

جناب چیئرمین یہ کسی اور صوبے میں نہیں ہے جب یہ تجویز آئی تو میرے خیال میں سوائے پنجاب کے مرکز کے کسی اور صوبہ میں نہیں ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ہمیں سوچ بچار کرنا ہو گی تاکہ ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ آیا اسکو چھوڑ دیں یا کچھ اور کریں -

سیدہ عابدہ حسین جہاں تک یونین کونسل کا مسئلہ ہے میں سمجھتی ہوں کہ یونین کونسل لوکل گورنمنٹ کی بنیاد ہے جیسا کہ ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ - اسکی ریڑھ کی ہڈی ہے میری عرض یہ ہے کہ یہ جو tier ہے یہ اتنا بیحدود ہے کہ ڈویلپمنٹ activities کے حوالے سے یونین کونسل ایک محدود development activity کا رول ادا کر سکتی ہے لیکن conciliation کے حوالے سے لوگوں میں بھائی چارہ کی روایت کو بڑھانے کے لئے tendency to litigation کو کم کرنے کے لئے اور لا اینڈ آرڈر کو بہتر بنانے کے لئے یونین کونسل ایک relevant tier ہے میری عرض ہے کہ حکومت نے جو conciliation powers دیئے ہیں یہ لیٹ اور

local structure کے تیسرے سال میں آئے۔ ان پر صحیح معنوں میں کوئی غور نہیں ہوا اور اس پر کوئی عمل بھی نہیں کیا گیا۔ جب نیا term شروع ہو گا تو ابتداء میں ہی conciliation کے اختیارات کی ایک خاص اہمیت طے ہو گی۔ اور میری عرض یہ ہے۔ کہ یونین کونسل آبادی کے لحاظ سے بھی وسائل و مسائل کے لحاظ سے بھی وہ یونٹ اتنا چھوٹا ہے۔ کہ اس کو پبلک dealing کی طرف زیادہ thrust ہونا چاہئے۔ Developmnt activity جو ہے وہ جو higher کونسل یعنی ڈسٹرکٹ کونسل جس کا پورا structure ہے اس میں بہتر کردار ادا کر سکے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک گاؤں کی سطح پر گلی۔ نالیوں کا مسئلہ یونین کونسل کو under take کرنا ہو گا۔

جناب چیئرمین اور اس کے لئے فنڈز کی بھی ضرورت ہو گی۔

سیدہ عابدہ حسین جی ہاں۔ میں نہیں سمجھتی کہ یونین کونسل میں ابھی اتنی سکت موجود ہے۔ اور یہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ اور شاید آئندہ بھی elected term میں اتنی سکت نہ ہو کہ وہ اپنے فنڈز خود generate کر سکیں اس لئے حکومت کو کچھ عرصہ کے لئے ان کو سہارا دینا ہو گا۔ جہاں تک Coordination Committee کا تعلق ہے بھائی نے بہتر طور پر فرمایا ہے۔ کہ یہ Coordination Committee جس کے متعلق ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس میں آپ نے خاص دلچسپی لی ہے اور ان کو تشکیل دی ہے۔ لیکن جس طرح کہ ان کو ضلعی activity کا ایک فوکس بننا تھا۔ وہ نہیں بن پایا غالباً اسکی وجہ ہے کہ یہ Third year of the term میں آیا ہے۔ جو equation settle ہونا تھی یا جو طریقہ کار بننا تھا وہ بن چکا تھا میں اپنے ضلع کی Coordination Committee کے متعلق کہہ سکتی ہوں۔ جب یہ اجلاس دو ماہ بعد ہوتا ہے تو سارا حال جمائیاں لے رہا ہوتا ہے لیکن اسکے برعکس جب ضلع کونسل کا اجلاس ہوتا ہے اس میں۔ جان ہوتی ہے۔ Coordination Committee ایک formality ہے۔

جناب چیئرمین اسکی وجہ کیا ہے؟۔ ایک تو آپ نے کہا یہ تیسرے سال میں آئی ہے۔ اسکو develop ہونا ہے۔

سیدہ عابدہ حسین اس میں بنیادی وجہ یہ ہے میرے نظریے میں میری رائے میں اور یہ اپنے لئے خطرناک ہو لیکن میں اپنے نظریے کو بیان کرتے ہوئے جھجھک محسوس نہیں کرتی کہ جب تک ڈپٹی کمشنر میں

ذہنی Resistence رہے گا تو اس وقت تک آپ کی Coordination Committee نہیں چلے گی - آپ دیکھئے گا کہ چیف ایگزیکٹو آفیسر nomeuclature ہے یہ nomenclature ہی ایک fame of mind کو reveal کرتا ہے - جب ڈپٹی کمشنر Coordination Committee سیکرٹری کے طور پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور انہوں نے چیف ایگزیکٹو کے طور پر بیٹھنا ہے - چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل نے بطور چیئرمین بٹھانا ہے - میرے ساتھ تو یہ ہوتا ہے حالانکہ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے اور میں کوئی لمبے چوڑے تکلفات میں بھی نہیں الجھتی میں through out the meeting اسی self conscious میں رہتی ہوں کہ کہیں ڈپٹی کمشنر صاحب یہ نہ سمجھ لے کہ میں اپنے رول کو اس کے رول سے اوپر سمجھ رہی ہوں - اگر ڈی سی یہ محسوس کریں گے اور ڈی سی صاحب نے بھی وہیں رہنا ہے اور میں نے بھی وہاں رہنا ہے اسلئے جب تک یہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے جو key elements ہیں جب تک کہ وہ intellectually اور constructively اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے ڈسٹرکٹ level کی جو activity development جو ہیں - وہ یا populace participation یا people participation کی بنا پر limited رہتی ہے - تو میں سمجھتی ہوں کہ جب تک Coordination Committee جیسا کہ آپ کا تصور تھا اور جیسا ہمارا بھی تصور تھا کہ یہ ایک فوکس بنے گا - ڈسٹرکٹ activity میں شاید ایسا نہیں ہو پایا - جناب والا آخر میں جہاں تک کرائم کمیٹی کا تعلق ہے - میں نوابزادہ صاحب سے سو فیصد متفق ہوں اور اسکے بعد مجھے مزید کچھ نہیں کہنا ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت لیتے ہوئے یہ ضرور کہونگی کہ یہ جو ہمارا experience گذرا ہے اس میں بھی ہم نے کچھ سیکھا ہے اور ہم سے بہت سی غلطیاں بھی ہوئی ہیں - - بہت سی situation میں ہم نے اپنے elected لوگوں کو جن لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا ان کو شاید leg down بھی کیا ہو لیکن on the whole ایک over view جب دیا جاتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ جب پاکستان کی تاریخ کے حوالے سے اس دور کی تاریخ مکمل کی جائیگی تو یقیناً یہ مقامی حکومت کا تجربہ صحت مند ہی جانچا جائیگا - اور اسکے فوائد اسکے نقصانات سے بہت زیادہ وسیع سمجھے جائیں گے - شکریہ -

جناب چیئرمین چیف سیکرٹری صاحب اور کمشنر صاحبان Towards the end مجھے سوچ کر بتائیں میں ان کی طرف سے Coordination Committee پر سننا چاہونگا آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کرائمز کنٹرول -

کمیٹی کے متعلق ہیں آپ کی اس میں کیا مشکلات ہیں آئی جی صاحب یہاں موجود ہیں ان کو بھی سننا چاہونگا ۔ اور آپ نے یہ سنا ہوگا کہ کہ جہاں تھانیدار چاہتا ہے کہ کچھ نہ ہو وہاں کچھ نہیں ہوتا تو کیا ہم یہ تصور کریں یہ خیال کریں یہ سمجھیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اسکی مرضی سے ہو رہا ہے ۔ اور کرائمز کنٹرول کمیٹی کے بارے میں آپ سے بھی ایک commentسننا چاہونگا ۔ آپ ٹیکس کریں ابھی بہت وقت ہے ۔ چائے کے وقفے کے بعد آج کا سارا دن پڑا ہوا ہے ۔ آپ کی طرف سے بھی تھوڑی سی رائے آ جائے تو بہتر ہوگا ۔

چیف سیکرٹری — جی ۔

جناب چیئرمین — جی فرمائیے ۔آپ سے وعدہ تھا ۔ اب یہ نقصان میں رہیں گے کیونکہ اب چائے کا وقت آ گیا ہے ۔

جناب اشفاق شاہد — (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ ایسا ہے جس میں پنجاب میں خاص مایوسی پھیلنے کا احتمال ہے ۔ میں ایک تحریک التواء پیش کرنا چاہتا ہوں جس کی کاپیاں میں نے ممبر صاحبان میں تقسیم کر دی ہیں اور میں اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس مسئلہ پر نہایت سنجیدگی سے غور کیا جائے گا ۔ جناب چیئرمین اس ایوان کی رائے میں یہ مسئلہ عوامی نوعیت کے اعتبار سے بے حد اہم ہے ، جس کے لئے معزز ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلہ کو زیر غور لایا جائے ۔

مسئلہ یہ ہے ۔

کہ حالیہ مردم شماری 82-1981ء جس کے تحت پورے ملک میں صوبائی و قومی اسمبلیوں سمیت بلدیاتی اداروں کے لئے حلقہ بندیاں کی جا رہی ہیں ان کے بارے میں یہ بات تشویش ناک ہے کہ آبادی کے اعتبار سے پنجاب کی آبادی کم دکھائی گئی ہے ، جبکہ اس مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق دوسرے صوبوں مثلاً سندھ ، سرحد اور بلوچستان کی آبادی زیادہ ظاہر کی گئی ہے ، اس سے پنجاب کے عوام میں بے حد تشویش پائی جاتی ہے ۔

جناب چیئرمین — نہیں جناب ۔ ہمیں رکنا چاہیے ۔ ایک تو یہ کہ ہم اپنے آج کے مضمون سے ہٹ رہے ہیں ۔ نمبر دو یہ کہ ''census'' سنٹرل سبجیکٹ ہے جس پر ہم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ درستگی ہونی چاہیے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ فائنل اتھارٹی مرکز ہے اب جو مرکز نے آبادی کے اعداد و شمار شائع کئے ہیں وہ ہمیں قبول کرنے چاہیں ۔ اس پر کوئی

بحث ہو نہیں سکتی ۔ اس کے لئے پھر ہمیں رکنا پڑے گا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس وقت آپ کے ہی استاد ناراض تھے ۔ کوئی بات ہو گئی ہوئی تھی ۔ آپ گئیں ۔ نہیں گئیں ۔ یہ آپ ان سے پوچھیں ۔ مجھ سے آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ۔ یہ اس لئے کہ یہ مسئلہ صوبے کا ہے ۔

جناب چیئرمین — نہیں جناب ۔ دیکھئے کہ یہ کام بہت لیٹ ہوگیا ہے ۔ وہ تو کل پانچ پانچ سال کے بچے لے کر سڑکوں پر نکلے ہوئے تھے تو یہ ان سے پوچھنا ہوگا ۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ۔ اس میں یہ پنجاب کی بات ہے ۔

جناب چیئرمین — نہیں ۔ یہ پنجاب کی بات نہیں ہے ۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ۔ اس میں پنجاب کی آبادی کے لحاظ سے بجٹ دیا جائے گا ۔ ۔

جناب چیئرمین — اس سٹیج پر بالکل کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اگر آپ کہیں کہ دو کا چار ہم لکھیں تو یہ نا ممکن ہے ۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ آپ نہیں لکھ سکتے ۔ مگر یہ جو آواز ہے یہ سینٹر تک پہنچنی چاہیے ۔

جناب چیئرمین — سنٹر تک تو ہم نے آواز پہنچائی ہے ہوئی ہے ۔ اور آپ سے پہلے پہنچائی ہوئی ہے ۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ۔ میں اصل بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں فرق یہ پڑ رہا ہے کہ 1960ء میں اندرون شہر لاہور کے 15 کونسلر تھے اور اب آج 24 سال کے بعد جب کہ آبادی کئی گنا بڑھ چکی ہے ۔ اندرون شہر بھی اور باقی ملک میں بھی ۔ وہاں حلقے بجائے 15 کے 8 یا 9 کئے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین—نہیں—میرے خیال میں بات کوئی اور ہے—

جناب اشفاق شاہد—جناب والا—بات—یہی ہے—

جناب چیئرمین—وزیر بلدیات صاحب آپ بتائیں گے—

وزیر بلدیات (ملک اللہ یار خاں)—جناب والا—اس میں خاص وجہ یہ ہے کہ پچھلے انتخابات کے لئے جو limitation ہوئی تھیں—اور ان نشستوں کے لئے حد براری ہوئی تھی اس وقت آبادی کے تناسب کو پیش

نظر نہیں رکھا گیا جس کے نتیجہ میں آپ کے شہر کے بعض ایسے حلقے ہیں جن کی آبادی سات ہزار ہے—یا آٹھ ہزار ہے

جناب اشفاق شاہد—جی بالکل ہے۔

وزیر بلدیات اور اس کے علاوہ بیرون شہر لاہور کی بعض ایسی نشستیں ہیں جن کی آبادی ساٹھ ہزار تک ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو تناسب ہے اسے پیش نظر نہیں رکھا گیا کیونکہ اس وقت قواعد نہیں تھے لیکن چونکہ اب اس ضمن میں باقاعدہ قانون کے تحت قواعد مرتب کئے گئے ہیں اور ان قواعد کے تحت ایک تناسب مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے پیش نظر تمام کام کیا جاتا ہے یہ کام حکومت کا نہیں بلکہ الیکشن اتھارٹی کا ہے جس نے اس تناسب سے قواعد کے تحت تمام نشستوں کی تشخیص کرنی ہے۔ تو اس لئے انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ جن نشستوں کی آبادی 8 ہزار یا 10 ہزار تھی ان کو بڑھایا جائے تو ظاہر ہے کہ جب ان کی آبادی بڑھے گی تو نشستیں کم ہو جائیں گی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ شہر کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہے بلکہ اس ایک غلطی کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔

جناب اشفاق شاہد جناب والا مسئلہ یہ ہے کہ بات تو صحیحاً ہوئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی قانون یا اصول یا رولز اینڈ ریگولیشن بنائے جاتے ہیں تو وہ انسانوں کی بہتری کے لئے بنائے جاتے ہیں یہ نہیں کہ انسان رولز کے لئے بنائے جاتے ہیں جب آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ یہ مکمل طور پر ناانصافی ہے میں صرف ایک مثال دونگا کہ 1960 میں اگر لاہور شہر کو 15 کونسلر ملے تھے تو آج 24 سال کے بعد 8 کونسلر کسطرح ہو سکتے ہیں صلاح الدین صاحب آپ بھی اندرون شہر سے تعلق رکھتے ہیں مجھے اس کا جواب دیجئے۔

میاں صلاح الدین (وزیر مواصلات و تعمیرات)—جناب والا بات یہ ہے کہ جس وقت فہرستیں بن رہی تھیں اس وقت انہوں نے کام نہیں کیا جس کی وجہ سے آبادی کم لکھی گئی اس وقت یہ سب کے سب کہاں تھے آپ کو چاہئے تھا کہ آپ دیکھتے کہ آپ کی جتنی فہرستیں بن رہی ہیں وہ درست ہیں آپ کے جو ووٹر ہیں ان کا اندراج ہو رہا ہے اور آپ کی آبادی ٹھیک طرح سے لکھی جا رہی ہے یا نہیں آپنے غلطی کی۔ ٹھیک ہے میں آپ کی یہ بات مانتا ہوں کہ سارے پاکستان کی آبادی تین فیصد کے قریب بڑھ رہی ہے تو اس میں اتنی نشستیں کم نہیں ہوئی چاہئیں جتنی کی گئی ہیں بہرکیف اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو لاہور کی آبادی

26 لاکھ ہے اس میں 26 ہزار پر ایک نشست بنتی ہے ۔

جناب اشفاق شاہد جناب والا لاہور کی آبادی 40 لاکھ ہے ۔

میاں صلاح الدین آپ نے لکھوائی ہے 26 لاکھ ہے اس میں ہم کیا کریں میئر صاحب ہیں ڈپٹی میئر صاحبہ ہیں کونسلر حضرات تشریف فرما ہیں ۔ ان چاہیے تھا اس وقت دیکھتے

جناب چیئرمین آپ چالیس لاکھ کہہ رہے ہیں اور وہ 26 لاکھ ہے پھر ضرورت بات یہ ہے کہ آپ اس کو good grace میں accept کریں ۔

میاں شجاع الرحمن (میئر میونسپل لاہور کارپوریشن) جناب والا کاغذات میں 26 لاکھ ہے ۔

جناب چیئرمین - آپ اس چیز کو الیکشن کمشنر صاحب پر چھوڑیئے گا ۔ وہ جج ہیں اور مجھے پورا یقین ہے اور ایمان ہے اس چیز پر کہ وہ ٹھیک اور درست فیصلہ دینگے ۔

جناب اشفاق شاہد - ٹھیک ہے ۔

جناب چیئرمین - اب اکبر صاحب آپ آئیے ۔ آپ کے پاس ٹھیک بارہ منٹ ہیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - چیئرمین ضلع کونسل اٹک) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین معزز اراکین کونسل ۔ میری گزارشات آج موجودہ بلدیاتی نظام کے مختلف حصوں سے متعلق ہیں جیسا کہ پہلے میرے دو چیئرمین بہین بھائی نے فرمایا ہے تو میں نے بھی یونین کونسل سے لیکر میونسپل کارپوریشن کے بارے میں کچھ عرضداشت پیش کرنی ہیں تو سب سے پہلے میرا خیال ہے کہ جس طرح ہر علاقے ہر صوبے اور ہر ملک کے وہاں کے لئے حالات اور آبادی کے مطابق قانون میں کچھ نہ کچھ اختلاف ہوتا ہے اس طرح شائد ہر علاقے اور ضلع میں بھی وہاں کی کونسل کے لحاظ سے فرق ضرور ہے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا ۔ میں درخواست کرونگا کہ قواعد ضوابط کے مطابق معزز رکن دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - جناب والا ۔ ویسے جناب سالار صاحب کا اعتراض جائز ہے ۔ لیکن جب نواب صاحب دیکھ کر پڑھ رہے تھے تو اس وقت انہوں نے اعتراض نہیں کیا ۔ یہ پہلے ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس لحاظ سے پولیس ۔ اس لئے میں لکھ کر لایا ۔

جناب والا ۔ بلدیاتی نظام بنیادی ادارے کا سب سے پہلا زینہ اور بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے عوام الناس کے بیشتر مقامی مسائل اسی ادارہ سے متعلق ہوتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ موٹے موٹے نکات پر آئیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد حاجی اکبر خان ۔ جناب والا ۔ میں موٹے موٹے نکات پر رہا ہوں ۔ ان اداروں نے مقامی قیادت کو پھلنے پھولنے کا بہت اچھا موقع دیا ہے چھوٹی چھوٹی ترقیاتی سکیموں مثلاً گلیوں کنوئیں اور پرائمری سکولوں کی تعمیر کا کام جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے دیگر بہتری کے لئے دیہی علاقوں کی جو ضروریات ہیں ان میں تعاون کیا ہے ۔ ان بنیادی اداروں نے عوام کے تعاون سے مختلف ٹیکس عائد کرکے اپنی آمدنی کو بھی بڑھایا ہے ۔ اس کے علاوہ ضلع کونسل کی طرف سے لوکل ریٹ کی آمدنی کا بیس فیصد حصہ بھی ان اداروں کو ایک خاصا اچھا ذریعہ آمدن ملتا ہے اس کے برعکس بلدیاتی نظام کے نفاذ سے پہلے ،

جناب چیئرمین ۔ نہیں ۔ اکبر صاحب ایسے نہیں ۔ آپ موٹے موٹے نکات بیان کریں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ ٹھیک ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ یونین کونسلوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور اپنی آمدنی کو بڑھایا ہے اور ہماری معاونت بھی کی ہے جیسے ابھی فاضل پراجیکٹ ڈائریکٹر کے بارے میں کہا گیا ہے ۔ میں آگے عرض کرونگا ۔ یونین کونسل کی معاونت سے دیہی علاقوں میں بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے مرکز کونسل کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے میں اس سلسلہ میں اپنے ضلع کی مثال دوں گا شاید دوسرے اضلاع میں تھوڑا بہت فرق ہو لیکن مجھے مرکز کونسل کی اہمیت کا بہت احساس ہے کیوں کہ سیکرٹری یونین کونسل کی سروسز کو مستقل کرنے یا اس کو پنشن دینے کے بارے میں حکومت ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکی مرکز کونسل میں ایک پراجیکٹ مینیجر ہوتا ہے جس کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے ایک ایسا آدمی چیئرمین یا پراجیکٹ ڈائرکٹر کو مل سکتا ہے جو کام کرنے کا اہل ہے اگر اس سے کوئی کام لینا چاہتا ہو جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں باقاعدہ آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس کے متعلق فرمایا ہے کہ سختی سے کیا جائے گا کہ وہ ان حسابات کو رکھے اور ان کو دیکھے میرے ضلع میں پراجیکٹ مینیجرز نے مرکز کے چیئرمین کے ساتھ بھر پور تعاون کیا دوسرے محکمہ جات کے ساتھ بھی پورا تعاون کیا اور پوری کامیابی سے چار سال میں یہ مراکز بہت اچھی طرح سے

چلے ہیں تو میں ان کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا بجائے اس کے میں ان کو condemn کروں میری نظر میں وہ ایک اہم ادارہ ہے اس کے بعد جناب والا دیہی ترقی میں ضلع کونسل کی بنیادی حیثیت کے متعلق اچھے طریقہ سے وضاحت کی جا چکی ہے اس بات کو آپ نے خود تسلیم کیا ہے مرکزی حکومت نے بھی تسلیم کیا ہے میں ایک مثال اپنے ہی علاقہ کی دوں گا جب میں نے چارج لیا تو 96 لاکھ روپے کا بجٹ تھا اور اب تقریباً سوا دو کروڑ روپے کا ہے اس لحاظ سے ترقیاتی منصوبہ جات سینکڑوں کے حساب سے پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں یا پہنچنے والے ہیں مجھے یہ حیثیت پراجیکٹ ڈائریکٹر کوئی تکلیف نہیں رہی میں اپنے ان دونوں بھائیوں کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا ہوں کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر صرف چیک پر دستخط کرتا ہے بلکہ ہر طرح کی منصوبہ بندی میری مرضی سے کی گئی ہے اس سلسلہ میں عوام سے مفت زمین لینی پڑتی ہے تو وہ زمین بھی میری مرضی سے ہی لی گئی اس کے بعد سائٹ پلان بلکہ علاوہ ازیں جو بھی منصوبہ جات مثلاً تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال یا کالج کی بلڈنگ تک کے جو بھی سائٹ ہیں وہ میں نے خود جا کر سلیکٹ کئے ہیں ۔ اور کرنے پڑتے ہیں ۔ اور وہ کامیاب اور منظور ہوئے ۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے جو کچھ بھی کام چلا ہے ۔ آج تک اس عرصہ میں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی یہ کہنا کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ایک مہرہ ہے وہ صرف چیک بک پر دستخط کرتا ہے ۔ اور چیک دے دیتا ہے ۔ ایسا میرے ہاں نہیں ہے ۔ ایسے اسسٹینٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ جو کہ پوری طرح سے کام نہیں کر سکتے وہ تبدیل ہوئے ہیں ۔ جملہ اسسٹینٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ مکمل طور ڈپٹی کمشنر کے ماتحت ہوتے ہیں ۔ اور ان کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ ان کی رپورٹ ڈی ۔ سی ۔ صاحبان نے لکھنی ہے ۔ آپ نے ابھی احکامات جاری کر دئے ہیں کہ اس سلسلہ میں چیئرمین بھی اس پر endorsement کرے گا ۔ اس سے پہلے وہ endorsement نہیں کرتا تھا ۔ اگر اس میں کوئی غلطی تھی تو اس کی میں نے رپورٹ آپ کی حکومت کو کر دی ۔ کہ فلاں آدمی کام نہیں کرتا ہے اور اس کی ایک کاپی ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھی دے دی گئی ۔ اور اگر وہ صحیح طریقہ سے کام نہیں کرتا تھا تو اس کو وہاں پر نہیں رہنے دیا گیا ۔ چنانچہ دوسری جگہ پر اس کے آرڈرز ہو جانے پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ واقعی نالائق تھا اور وہ کسی بھی جگہ پر کامیاب نہیں رہا ۔ اس سلسلہ میں ہمیں کوئی رکاوٹ نہیں تھی ۔ کیوں کہ جو کام نہیں کرانا چاہتا ہے ۔ اس کے آگے کوئی ہاتھ

کیوں باندھے گا ۔ مجھے دو ڈپٹی کمشنرز کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے ۔ پہلے دو سال ایک صاحب وہاں تعینات تھے ۔ پھر ابھی دو سال سے اور صاحب تعینات ہیں ۔ لیکن کوئی ایسا تصادم نہیں ہوا ۔ کہ وہ یہ کہیں کہ آپ نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کے متعلق ایسا کیوں کہا ہے ۔ ضلع کونسل کے بارے میں عرض یہ ہے کہ جس طریقہ سے ہمیں ترقیاتی کام کرنے پڑتے ہیں ۔ اس طریقہ سے ضلع کونسل کا ممبر ہونے کی حیثیت سے یا چیئرمین ہونے کی حیثیت سے جو ترتیب انہوں نے خود حاصل کی جو انہوں نے حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے ۔ موجودہ دور میں ترقی کی اس مثال کو قائم کرنے کے لئے یا اسلامی نظام کو بہتر طریقہ سے رائج کرنے یا سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کے لئے اس کی مثال دی جا سکتی ہے ۔ اگر اس کے لئے ضروری ہو تو ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جا سکتی ہے ۔ جو کہ ہر ضلع کونسل کا جائزہ لے اور اس میں اپنی رپورٹ پیش کرے ۔ کہ ان چیزوں کو کہاں تک کنٹرول کیا گیا ہے۔ باقی جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جتنے کارہائے نمایاں ہوئے تھے وہ میں نے لکھے ہوئے ہیں ۔ لیکن جناب سالار صاحب کو اعتراض ہے کہ میں لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھوں اور آپ بھی چاہتے ہیں کہ میں تقریر جلدی ختم کروں ۔ تو اب میں شہری کونسل کی طرف جاتا ہوں ۔ ہمارے ہاں سات ٹاؤن کمیٹیاں اور ایک میونسپل کمیٹی ہے ۔ جس کے چیئرمین یہاں موجود ہیں ۔ ان چار سال میں مجھے ان سے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے بلکہ میں نے ان کے ہاں جا کر بھی میٹنگ کی ہیں ۔ حالانکہ یہ کنٹرولنگ اتھارٹی کے لحاظ سے ڈپٹی کمشنرز صاحبان کے ماتحت ہیں ۔ لیکن وہ Island کی شکل میں دیہی علاقوں کے درمیان واقع ہیں ۔ وہ ہمارے دیہی علاقوں کے مارکیٹ سینٹر ہیں ۔ دیہی علاقوں کے لئے تھانہ ، تحصیل یا ضلع کا مقام ہے یعنی ہر قسم کا دیہی علاقوں کا واسطہ ان شہروں سے ہے ۔ حتیٰ کہ سکول ، کالج ہسپتال ہر چیز ان قصبوں میں واقع ہے ۔ اس لئے ان سے ضلع کونسل کی لا تعلقی ناممکن ہی نہیں ہے اور اس تعلق اور رابطہ کو بڑھانا ہماری اپنی کوشش اور ہماری اپنی شخصیت پر منحصر ہے ۔ اگر ہم جھگڑا لے کر بیٹھ گئے ۔ تو شہری کونسل والا کچھ اور کہے گا اور میں کچھ اور کہوں گا ۔ اس سلسلہ میں میں شیخ غلام حسین صاحب کی مثال دوں گا ۔ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی میں انہوں نے تجاوزات بہت احسن طریقہ سے ہٹائے ۔ اور اس کے لئے دن رات کوشش کی ۔ کیوں کہ وہ ایک ایسا مرحلہ ہے ۔ کہ جس کا آپ

خود اور یہ ممبرز ایوان کے ممبران بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ کہ کسی کی اگر ایک اینٹ کو ہلایا جائے یا کسی نے اگر گلی میں سیڑھی بنائی ہوئی ہو ۔ اس کو اگر ہٹایا جائے ۔ تو سارے محلہ میں شور پڑ جاتا ہے ۔ اخباروں میں شور پڑ جاتا ہے ۔ لیکن انہوں نے بڑے احسن طریقہ سے راولپنڈی کارپوریشن میں اس مسئلہ کو نبھایا ۔ اور ان کو متبادل بھی جگہ فراہم کی گئی ہے ۔ تو میں کارپوریشنوں کی کارکردگی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا ایک بات اور عرض کروں گا ۔ جناب والا دو چیزیں بہت ضروری ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ ریوینیو کی وصولی یا تجاوزات کے ہٹانے کے سلسلہ میں جو اختیارات ہیں ۔ اس کے لئے پھر ہمیں انتظامیہ کے پاس جانا پڑتا ہے ۔ مثلاً کوئی آدمی نادہندہ ہو جائے ۔ کسی منڈی کا ٹھیکہ لیتا ہے ۔ یا کسی اور چیز کا بندوبست کرتا ہے ۔ ریوینیو کی شکل میں اس سے کچھ واجب الادا ہے ۔ اس کے لئے ہمیں ڈی سی صاحبان کو لکھنا پڑتا ہے اس لحاظ سے میرے ضلع تقریباً 800 کیسز ہیں ۔ جن کی تفصیل مجھے ڈپٹی کمشنر کو دینا پڑی ۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب سے کہنا پڑا کہ ان سے ریوینیو وصول کرا دیں

جناب اشفاق شاہد اس سلسلہ میں آپ کو مارشل لاء کے تحت اختیارات دئے گئے ہیں ۔ ان کے تحت آپ سب کچھ کر سکتے ہیں

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان۔ وہ میں بھی اچھی طرح جانتا ہوں ۔ میری اتنی تعلیم بھی ہے اور اتنا تجربہ بھی ہے ۔ مہربانی ہے آپ کی

جناب اشفاق شاہد۔ آپ کے ساتھ جو لفظ میجر لگا ہوا ہے وہ ہی آپ کی قابلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ بہت شکریہ ۔ تو اس کے بعد ضلعی رابطہ کمیٹیوں کی بات ہے ۔ اس بارے میں میری درخواست یہ ہے کہ میرے ہاں ڈپٹی کمشنر صاحب نے کبھی یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ وہ چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں ۔ اور نہ ہی اس بنا پر انہوں نے مجھ سے کبھی اپنی سپیریارٹی کا اظہار کیا ہے ۔ یا ان سے مجھے کوئی تکلیف ہوئی ہے ۔ جتنی دفعہ میٹنگ ہوئی اور ان کی پروسیڈنگز بن گئی ہیں ۔ ہر دفعہ ہر چیز پر اچھے طریقے سے بحث ہوتی رہی ہے ۔ اور انہوں نے میرے ساتھ پورا پورا تعاون کیا ہے ۔ میٹنگز میں میں نے چند ایک ایسی چیزیں احکامات کی شکل میں ان سے گذارشات کیں یا کوئی کام ان کے ذمہ لگایا ہے ۔ کہ یہ کام کرا دیں ۔ تو انہوں نے وہ کام کرا دیا ہے ۔ اور وہ کام درست کرانے کے بعد انہوں نے مجھ کو بتایا بھی ہے کہ ہم نے یہ کام کرا دیا ہے ۔ اس لئے اس سلسلہ میں مجھے ان سے کبھی بھی کوئی شکایت نہیں رہی ہے اور اس چار سالہ دور میں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی ۔

جناب والا جیسا کہ آپ نے کرائمز کنٹرول کمیٹی کے بارے میں فرمایا ہے ۔ لیکن میرے دوستوں کو شاید میری یہ بات پسند نہیں آ رہی ہے ۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ کرائمز کنٹرول کمیٹی کی وجہ سے قتل کی اوسط کم ہوگئی ہے اس سلسلہ میں اعداد و شمار موجود ہیں ۔ ہمارے ضلع میں murder یا hurt کی تعداد اگر 12 تھی تو وہ کم ہو کر 6 رہ گئی ہے ۔ اس سلسلہ میں اعداد و شمار حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا کرائمز کنٹرول کمیٹی کی وجہ سے بعض کیسز trace بھی ہوئے ہیں ۔ اس لئے یہ کہنا کہ کرائمز کنٹرول کمیٹی کی کوئی افادیت نہیں ہے درست نہیں ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ اپنا اپنا خیال ہے اور اپنی اپنی صلاحیت پر منحصر ہے ۔ باقی چونکہ بھائی صاحب نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ میجر ہیں (قہقہہ) یہ تو ہر ایک کو پتہ ہے کہ ملک میں مارشل لاء ہے فوج کی حکومت ہے اور میں میجر بھی ہوں اس میں بھی کوئی شک والی بات نہیں ہے اور بطور میجر کے کام کی مجھے پنشن بھی ملتی ہے ۔

جناب اشفاق شاہد — جناب میں تو خوش ہوں ۔

راجہ محمد افضل—(چیئرمین میونسپل کمیٹی ، جہلم) جناب والا انہوں نے کہا ہے کہ گورنمنٹ نے کہا ہے کہ ایسی تقریر لکھ کر لائیں (قطع کلامیاں) ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان — جناب چٹھی ضرور گئی ہے کہ ان موضوعات پر بولنا ہے اور اس میں میرے خیال کے مطابق کوئی برائی نہیں ہے ، کوئی خرابی نہیں ہے ۔ تیار ہو کر آنے کے لئے کچھ کہہ دینا میرے خیال میں جائز ہے اور مناسب ہے ۔

(اس مرحلہ پر چائے کے لئے آدھ گھنٹہ تک کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی) ۔

(چائے کے وقفے کے بعد جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

اناؤنسر — خواتین و حضرات ۔ چائے کے وقفے سے پہلے بلدیاتی کمیٹیوں ، ضلعی رابطہ کمیٹیوں اور انسداد جرائم کمیٹیوں کی کارکردگی پر وزیر مقامی حکومت کے جائزے پر عام بحث ہو رہی تھی ۔ یہی بحث جاری رہے گی ۔

چودھری محمد صدیق سالار—(ڈپٹی میئر ، میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔

جناب والا کارپوریشن کے متعلق میں نہیں ، بلکہ پورا ملک یہ سمجھتا ہے کہ یہ نظام جب سے آیا ہے ، اس کے ساتھ عوام کی مشکلات حل ہوئی ہیں ۔ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں خواہ وہ یونین کونسل

ہے ، یا ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر ہیں ، محکمے کے ممبر صاحبان سے رابطے کی وجہ سے اپنے ساتھ ملازمین سرکار سے بھی رابطہ ہوتا ہے - جناب والا ، اس میں تھوڑی سی پیچیدگیاں بھی ہیں - مثال کے طور پر میں کارپوریشن کی بات کروں گا - اس طرح بلدیاتی اداروں کے جو لوکل شہری ہیں ، فیصل آباد کارپوریشن اگر یہ سمجھتی ہے کہ اس شہر کے اندر ہم نے کچھ نئے سکول بنائے ہیں اور ان کے لیے کچھ اساتذہ کی ضرورت ہے تو ہم جب ڈیمانڈ کرتے ہیں تو گورنمنٹ کی طرف سے دو دو سال تک اس پر کوئی جواب نہیں ملتا - فیصل آباد کے اکثر پرائمری سکولوں میں تین تین چار چار صد طالبات ہیں - تنخواہ ان اداروں نے خود دینی ہوتی ہے - اگر ایسے ادارے ، خواہ ڈسٹرکٹ کونسلیں ہوں ، یا میونسپل کمیٹیاں اپنے بجٹ کی استطاعت کے مطابق اپنی کوئی اسامی نئی بنانی چاہتے ہیں جو کہ عوام کی بہتری کے لیے ہو ، تعلیم کی بہتری کے لیے ہو تو انہیں اپنی لوکل کونسل کی منظوری سے وہ مل جانی چاہیے - نہ کہ پہلے حکومت پنجاب کی طرف سے پہلے سرکولر آئے ، کمشنر صاحب کے پاس جائے - وہ ہم سے پوچھیں کہ اس کی Justification کیا ہے - پھر وہاں سے نکل کر سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے پاس آئے - وہ پھر ہم سے Justification پوچھیں تو Justification پوچھتے پوچھتے سال ہی گزر جاتے ہیں خواہ وہ باغات ہوں ، خواہ وہ سکول ہوں ، جہاں جہاں ان کی ضرورت ہے وہ پوری نہیں ہوتی - میری گذارش ہے کہ یہ ادارے اس وقت پھلیں پھولیں گے جب ان کو یہ اجازت دے دی جائے گی کہ وہ اپنے بجٹ کے اندر رہتے ہوئے جو پوسٹ بنانی چاہیں ، وہ بنا لیں - اب یہاں پر یہ سوال اٹھا تھا - کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ آپ نے جو رابطہ کمیٹیاں بنائی ہیں ان کی افادیت ہے اور کچھ نے کہا ہے کہ نہیں ہے - تین سالوں میں ، میں اپنی ضلع کونسل کا شکر گزار ہوں کہ اس میں بلحاظ عہدہ ہم بھی گئے - ہمیں موقع ملا اور ہم نے وہاں کے افسران سے باتیں کیں - یہ کہا جاتا ہے کہ کچھ افسران وہاں حاضر نہیں ہوتے - اس میں دو مجبوریاں ہیں - میں چونکہ سوال کرنے میں بڑا تیز ہوں کو میں نے یہ سوال کیے - تو ہوا یوں کہ اگر وہ انہار کا افسر تھا تو اسی دن اسے تین اضلاع میں جانا تھا - اگر واپڈا کا تھا تو اس کے پاس بھی تین چار اضلاع تھے - یا تو ہماری رابطہ کمیٹیوں کی میٹنگیں مختلف تاریخوں میں ہوں تاکہ افسران وہاں پہنچیں - افسران اعلیٰ کی اس میں کوتاہی ضرور ہے - مگر میں آپ کا اس ادارے کو بنانے پر شکر گزار ہوں

کہ اس کی وجہ سے کوئی ہماری بات تو سنتا ہے - کچھ نہ کچھ اثر تو اس کا نکلتا ہے - ہم جا کر یہ تو بتا سکتے ہیں کہ فلاں گاؤں میں جو پول گر گئے تھے ، واپڈا نے اس کا یہ جواب دیا ہے - یا محکمہ انہار نے یہ جواب دیا ہے - بہرحال ، ان کی ضرورت ہے - انہیں رہنما چاہیے - کسی ادارے کو بنا دینے سے اس کی افادیت ختم نہیں ہوتی بلکہ کسی آفسر کی کارکردگی سے وہ افادیت کم نظر آتی ہے - تو جب اس کو افسران اور ممبر صاحبان مل کر چلائیں گے تو اس سے بہتر نتائج نکلیں گے - یہ ابھی نیا تجربہ ہے - اس کے علاوہ یونین کونسل واقعی ایک بنیادی مسئلہ ہے - دیہی آبادیوں کے اندر ان کے لیے جتنے بھی زیادہ سے زیادہ اختیارات آپ دے سکیں ، بہتر ہے - ابھی میجر صاحب کی بات ہو رہی تھی تو میرے کسی دوست نے کہا تھا کہ یہ میجر ہیں - میجر بھی ہم میں سے ہی ہیں - وہ آسمان سے نہیں آئے - کوئی بھائی ہے کوئی بڑا بھائی ہے - ہم سب کو مل کر چلنا ہے - جب ہم مل کر چلیں گے ، ایک دوسرے کے دکھ درد کو سمجھیں گے تو - انشاءاللہ یہ گاڑی بہتر چلے گی - لہذا لوکل اداروں ، ڈسٹرکٹ کونسلوں ، کارپوریشنوں اور بلدیاتی اداروں کو یہ اجازت دی جائے کہ وہ اپنی لوکل کونسل سے جو چیز بھی منظور کر لیں ان کو اپنے حلقے میں وہ ملازم رکھنے کے اختیارات ہوں -

جناب چیئرمین - ساتھ ہی یہ بتاتے چلیں کہ قانون میں کیا تبدیلی یا ترامیم چاہئیں کیونکہ ہم سب کو ریویو کر رہے ہیں - وہ بھی اس کے ساتھ آجائیگا - یہ اچھا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ہم کچھ چھوڑتے جا رہے ہیں - تاکہ آپ خود چلائیں -

شیخ غلام حسین - میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی جناب چیئرمین کی افتتاحی تقریر اور وزیر بلدیات نے اپنی تقریر میں گزشتہ کارکردگی پر بحث کی دعوت دی ہے اور ساتھ اس نظام کی افادیت پر بھی اظہار خیال کرنے کو کہا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کونسل کے حوالے سے جو قوانین بنائے گئے ہیں انکی وجہ سے تعمیرات کے کاموں میں ہی ترقی نہیں ہوئی بلکہ اور جو اخلاقی پہلو ہیں - جو ہمیں پہلے مسلمان پھر پاکستانی پھر ایک شہری ہونے کی حیثیت سے ذمہ داریاں ہوتی ہیں ان کو بھی اس کونسل کے حوالے سے بہتر طریق پر نبھانے کی کوشش کی گئی ہم پر جو قومی ذمہ داریاں تھیں جنہیں ہم نے ایک عرصہ سے فراموش کیا ہوا تھا - انکو اس عرصہ میں اجاگر کیا گیا ہے مثلاً

14 - اگست جو اس قوم کے لئے ایک بہت بڑی نعمت تھی اس دن کی بہت اہمیت ہے اور اس کو گذشتہ 35 سالوں میں نظر انداز کیا گیا تھا یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس حکومت نے دو سال سے اس دن کو شایان شان طریقے سے منانے کی ہدایات جاری کیں - اور ان پر عمل ہوا ہے اس نے قوم کے اندر نئی زندگی پیدا کردی ہے اور اس دن کی اہمیت کا بچے سے لے کر بوڑھے تک کو احساس پیدا ہو گیا ہے اور زندہ قوموں کی زندگی میں اس دن کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور ہمیں تو یہ ملک لاتعداد قربانیاں دینے کے بعد ملا ہے - لاکھوں شہداء اور قائداعظم کی جوتیوں کی طفیل یہ ملک نصیب ہوا ہے اس دن کی اہمیت کو جس طریقے سے نظر انداز کر دیا گیا - وہ قابل افسوس تھا - دوسرے احترام رمضان المبارک کے لئے جس طریقے سے اہتمام کیا گیا ہے اس سے پہلے اس ملک میں احترام کا یہ طریقہ رائج نہیں تھا پچھلے دوتین سال سے اس ضمن میں جو اہتمام کیا گیا ہے وہ قابل ستائش ہے - اس حکومت اور پنجاب کونسل کو حوالے سے جسطرح ہم یہاں بیٹھے ہیں اور ضابطے بناتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اسطرح عید میلادالنبی منانے کے لئے جس طریقے سے ہم جوش و خروش کا اظہار کرتے ہیں اس سے پہلے اس طریقے سے اس کا اظہار نہیں کیا جاتا تھا - یہ وہ باتیں ہیں جسکا تعلق سڑکیں بنانا نہیں گلیاں بنانا نہیں بلکہ مسلمان ہوتے ہوئے ہم پر یہ بنیادی فرض ہے - کہ ان پر عمل کیا جائے - اس طریقے سے چوکیدارہ نظام لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں یہ بھی ایک قابل فخر بات ہے - دوسرے جناب کا ارشاد ہے جو اس عرصے میں قانون میں خامیاں تھیں جن سے مزید بہتری پیدا ہو سکتی ہے - جہاں تک پنڈی کے مقامی مسائل کا تعلق ہے ابھی چار دن باقی ہیں میں ان کو اسوقت عرض کرونگا میں ان افسران سے معذرت کے ساتھ عرض کرونگا کہ یہ ہماری تنقید سنیں اور یہ نہ سمجھیں کہ مثلاً میں سیکریٹری فارسٹ پر تنقید کررہا ہوں تو میں ان کی ذات پر تنقید کر رہا ہوں بلکہ میں اس عمل کے خلاف بات کر رہا ہوں کہ جو جائز حقوق ملنے چاہئیں وہ نہیں مل رہے - میں اگر لوکل باڈی پر بولونگا تو میں کمانڈر نسیم صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ میں انکی ذات کے خلاف بول رہا ہوں بلکہ یہ ایک جنرل بات ہوگی اور میں مقامی مسائل پر ضرور بات کرونگا - اس وقت میں دوتین چیزیں کہنا چاہتا ہوں جو پورے پنجاب کو متاثر کرتی ہیں اور اسکی تبدیلی ہونی چاہئے -

حکومت کی طرف سے یہ ہدایات ہیں کہ کس ادارے کا 50 فی صد سے زائد اسٹیبلشمنٹ ایکسپنڈیچر نہیں ہونے چاہیں ۔ اس پابندی کے موجود ہوتے ہوئے وہ ادارہ جب کسی نئی آسامی کا اجراء کرتا ہے تو اسکو ہر حالت میں حکومت کی منظوری لینا ہوتی ہے ۔ یہ اپنے حکم کی نفی کرتا ہے جب کہ ایک طرف یہ کہا گیا ہے کہ آپ 50 فی صد سے زائد اسٹیبلشمنٹ نہ بڑھائیں ۔ اس ادارے کو اختیار ہونا چاہئے ۔ کہ وہ اپنے اس 50 فی صد اخراجات کے اندر رہتے ہوئے جو کونسل اس کو تجویز کرے ان کو اجازت ہونی چاہئے کہ وہ ایسی آسامیوں کا اجراء خود کریں ۔ ظاہر ہے نہ وہ میئر کرتا ہے نہ چیئرمین ضلع کونسل کرتا ہے نہ بلدیہ کا چیئرمین کرتا ہے ۔ اس کو پوری کونسل کرتی ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے ۔ دوسرے رولز کی کلاز 23 میں یہ واضح تھا کہ ان اداروں کے انجینئرز کو اختیارات اس طریقے سے ہوں گے جو دوسرے اداروں میں گریڈ 7 ۔ 18 کو حاصل ہیں ۔ لیکن ان کے مقابلے میں میری اطلاع ہے کہ شاید قانون بناتے وقت اس کو ٹھیک طرح دیکھا نہیں گیا ۔ پرانے قانون میں یہ بات تھی کہ 5 لاکھ روپے تک یہ انجینئر فنی منظوری دے سکتے ہیں ۔ تو اس کو شامل کر لیا گیا ہے حالانکہ جب کہ 23 میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو دیگر تمام اداروں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے وہاں تعداد دس لاکھ روپے ہے یہاں 5 لاکھ روپے کر دینے سے ایک تو خرد اپنے ضابطے کی خلاف ورزی ہے اور دیگر امور میں بھی رکاوٹ ہوتی ہے تیسری بات یہ ہے کہ جن اداروں میں ورکنگ بیلنس رکھا جاتا ہے ان اداروں میں پرانی شرح آ رہی ہے میں پنڈی کی مثال دوں گا ایک پنڈی ہی نہیں بلکہ تمام پنجاب کی یہ مثال ہے ۔ کہ پنڈی کا جب ایک کروڑ دس لاکھ کا بجٹ تھا ۔ اس کی حد مقرر تھی پنڈی کارپوریشن کے لئے 5 لاکھ 90 ہزار ہوگا اب وہاں کا بجٹ 9 کروڑ ہوگیا وہاں ایک مہینے میں 22 لاکھ روپے تنخواہ دینی پڑتی ہے ۔ اب وہاں کیا ہو رہا ہے سیونگ اکاؤنٹ میں رکھیں یا ٹریژری میں رکھتے ہیں تو رقم نکلواتے وقت ہمیں 8 دن لگ جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یکم کو تنخواہ دینے کی بجائے 8 دن بعد تنخواہ دینی پڑتی ہے ۔ اس لئے ورکنگ بیلنس کی شرح بڑھائی جائے اور اس میں تجویز ہے کہ ایک مہینے کا بجٹ اگر 10 کروڑ ہے تو وہاں اس کا بارھواں حصہ ورکنگ بیلنس رکھا جائے چونکہ تنخواہیں زیادہ بڑھ گئی ہیں ۔ اخراجات زیادہ ہیں ۔ جو چیک ہم جاری

کرتے یا کئے ہوئے ہوتے ہیں جو آخری تاریخوں میں کمشن ہوتے ہوتے ہیں وہ نہیں ہوتے - یہ چیزیں پورے صوبے سے متعلق ہیں صرف پنڈی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ایک تو یہ کیا جائے - دوسرے ہمیں ایل سی سروس میں انجینئرز نہیں مل رہے ہیں - میں یہ پنڈی کارپوریشن کی مثال دے رہا ہوں - آپ اندازہ فرمائیں کہ ہمارے پاس آٹھ دس مہینے سے ایک انجینئر نہیں ہے ایک انجینئر صاحب گئے تھے وہ چند دنوں کی چھٹی لیکر گئے مگر واپس نہیں آئے - جب محکمہ سے رابطہ کیا گیا تو بتایا گیا کہ انجینئر نہیں مل رہے - ان اداروں کو چلانے کے لئے صاف ہر حالت میں مناسب طور پر بھرتی کیا جائے - جناب والا یہ مختصر معروضات تھیں جو عرض کر دی ہیں -

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم)
جناب والا میں یہ عرض کرونگا.....

جناب چیئرمین—ذرا اس مائیک میں بولئے - آپ کی آواز نہیں آ رہی ہے -

راجہ محمد افضل—جناب چیئرمین میں عرض کرونگا کہ جناب وزیر بلدیات نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلدیاتی اداروں کی انکم نہیں بڑھ سکی - ہم نے تو اس ضمن میں کوشش کی ہے -

جناب چیئرمین—اس مائیک کو آپ اپنے سامنے رکھئے - اور اس میں بولئے -

راجہ محمد افضل—ہم نے اس ضمن میں پوری سعی کی ہے کہ انکم بڑھائی جائے - دوسری طرف یہ ہوا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ یا سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے ایسے آرڈر یا نوٹیفکیشن نہیں ہوئے تھے لیکن جب ہم آئے ہیں تو وہ ہو رہے ہیں - تو میں یہ عرض کرونگا کہ ایک نوٹیفکیشن شائد 1981ء میں ہوا جس میں یہ کہا گیا کہ برشین گیس وغیرہ پر اب کرایہ وصول نہ کیا جائے - میں نہیں سمجھتا کہ یہ کس حد تک مناسب ہے - جب کہ غریب لوگ ایندھن جلاتے ہیں اور آپ اس ایندھن یعنی سوختنی لکڑی پر کرایہ وصول کرتے ہیں اور اس گیس وغیرہ کو امیر لوگ استعمال کرتے ہیں اس پر آپ کرایہ وصول نہیں کرتے - اسی طریقے سے جتنی جرائم کش دوائیں ہیں اس پر بھی 82-1981ء میں ایک نوٹیفکیشن آ گیا تھا - میرے پاس ان کے نمبر ہیں ان پر بھی تمام تر محصول بند کر دیا گیا ہے اور ان پر بھی

محصول نہیں لے سکتے چاہے وہ پرائیویٹ دکانوں پر ہی کیوں نہ بکیں اسی طریقے سے کھاد پر بھی محصول بند کر دیا گیا ہے تو اس طرح سے آمدنی کم ہوتی چلی جا رہی ہے - پہلے جب ویسٹ پاکستان ہوا کرتا تھا اس وقت کا ایک نوٹیفیکیشن تھا کہ جتنے بھی یہ فوڈز کے گودام ہیں ان کو بطور Warehouse استعمال کیا جاتا تھا اور وہاں سے جب غلہ چینی کی ترسیل ہوتی تھی تو وہ میونسپل کمیٹی کو محصول ادا کر دیا کرتے تھے - ایک نوٹیفیکیشن جاری کیا گیا ہے کہ جو چینی شہر میں استعمال ہوگی اس پر تو وہ محصول دینگے - چلیں یہاں تک تو ٹھیک ہے - لیکن گندم کا مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ فوڈ والے فلور ملوں کو گندم بھیج دیتے ہیں اور فلور ملز سے یہ کرائے وصول کر لیتے ہیں اس کے بعد فلور ملز والے ہیں محصول نہیں دیتے اور نہ محکمہ دیتا ہے - اور اس پر بھی یہ بندش ہے کہ جتنی Consumption ہو گی اس پر آپ کو محصول ملے گا اور اس پر ہمیں پتا چلتا ہے کہ کتنا غلہ Consume ہوا ہے کتنا نہیں ہوا ہے -

جناب چیئرمین—آپ کار کردگی پر آئیے گا - یہ تو individual پوائنٹ ہو گیا یہ پوائنٹ آپ جنرل ڈسکشن میں لے آئیے گا - آپ کوئی یونین کونسل کی بات کریں - کوئی مرکز کونسل کی بات کریں کوئی آپ میئروں کی بات کریں کوئی آپ تمام ارگنائزیشنز کی بات کریں کچھ اس ادارے کی بات کریں

راجہ محمد افضل جناب والا میں اس پر آرہا ہوں میں بالکل ارین کونسل سے ہوں اور میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ اس کی انکم کس طرح سے کم ہو رہی ہے تو اگر آپ پسند نہیں فرماتے تو میں بات نہیں کرتا -

جناب چیئرمین -نہیں، پسند کی بات نہیں ہے ایک تو آپ اس کے اندر بولیں کیونکہ میں یہ سن نہیں سکتا -

راجہ محمد افضل جی جناب میں کوارڈینیشن کمیٹی کی طرف آتا ہوں -

جناب چیئرمین - ہاں اگر اس پر آپ آئیں تو ٹھیک ہے -

راجہ محمد افضل جناب والا پہلے بھی اس پر بہت بحث اور لے دے ہو چکی ہے یہاں کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ چیف ایگزیکٹو وجہ سے کام نہیں ہو رہا کسی نے کہا کہ اس وجہ سے نہیں ہو رہا تو اصل بات یہ ہے کہ نیچے جو ممبران ہیں وہ الیکٹیڈ ہیں اور ان کے اوپر جو چیئرمین ہے وہ نان الیکٹیڈ ہیں -

جناب چیئرمین - نہیں - چیئرمین الیکٹیڈ ہیں -

راجہ محمد افضل جناب والا - چیئرمین کا الیکشن نہیں ہوا - نمبر کوارڈینیشن کمیٹی الیکشن لڑ کر آتا اور ڈسٹرکٹ نسل کے چیئرمین کو ان کا چیئرمین مقرر کر دیا گیا انہوں نے کوارڈینیشن کمیٹی کے چیئرمین کا الیکشن نہیں لڑا ہے جس طرح سندھ میں ہے کہ جو ممبر الیکٹ ہو گئے تیرہ یا چودہ پندرہ تو ان میں سے الیکشن ہوا اور چیئرمین الیکٹ ہوا یہاں یہ سسٹم رائج نہیں ہوا یہاں تو چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کو ہی کوارڈینیشن کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا ہے اب جن جگہوں پر اس پر تو چیئرمین کے پاس اکثریت ہے . . .

جناب چیئرمین بلکہ آپ اس پر بھی ایک رائے دیجئے کہ جو طریقہ ہم نے اختیار کیا ہے وہ درست ہے یا آپ دوسرا چاہیں گے -

راجہ محمد افضل جناب والا میں اس پر آرہا ہوں ابھی آپ نے لاء میں ایک پروویژن رکھی کہ جتنی اے ڈی پی ہوگی یہ اسی کوارڈینیشن کمیٹی میں ڈسکس ہوگی اگر ڈسٹرکٹ کونسل اور کوارڈینیشن کمیٹی میں اختلاف ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایک مہینے کے اندر اندر پنجاب گورنمنٹ کو ریفر کی جائے گی دوسرا یہ تھا کہ ایک تہائی ممبرز جب requisition کریں تو اس وقت ایک ہفتے کے نوٹس پر میٹنگ بلا سکتے ہیں - اب ہمارے ہاں یوں ہے کہ ہم نے تیرہ میں سے نو ممبران نے اس کے لئے erquisition کی کہ اس کو اگلا چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں ڈسکس کیا جائے قانون میں پروویژن موجود تھی اور ہر جگہ پر ایسے ہوتا ہے مگر یہاں ایسا نہیں ہوا تو اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر الیکٹیڈ چیئرمین ہو تو اس کے پاس اکثریت ہوتی ہے تو پھر وہ ایسی چیزیں لائے گا آئندہ کے لئے گزارش ہے کہ next term میں چیئرمین کوارڈینیشن کمیٹی بھی سندھ کی طرز پر الیکٹیڈ ہوں تو بہت بہتر رہے گا -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) جناب والا میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی نے ملک میں جمہوری نظام کو تقویت دی ہے اور ان اداروں کی ترقی کا بین ثبوت یہ ہے کہ عوام نے ان کو ضرورت سے زیادہ سراہا اور پسند کیا ہے عوام نے اس کو اپنا پسندیدہ اور اپنے سے قریب تر نظام سمجھا ہے، جس کی وجہ سے ان اداروں کی ترقی اور افادیت میں عوام کا مفاد نظر آیا ان اداروں پر عابدہ بہن نے صحیح تبصرہ فرما دیا تھا میں کچھ مراکز کے متعلق عرض کرنا چاہونگی کہ دیہی ترقی صرف نالیاں گلیاں سڑکیں یا ہسپتال بنانے سے مکمل نہیں ہو جاتی بلکہ اس میں سوشو

اکنامک پیٹرن socio economic pattern کو تبدیل کرنا نہ صرف دیہی آمدن بڑھانا بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم اور معاشی اقتصادی ڈھانچے کو بدلنا ہے grass root پر کواپریٹو کو تقویت دینے کے لیے مراکز سے بہتر ذریعہ دیہی سطح پر ہمارے پاس کوئی نہیں ہے اور مراکز اس میں اہم ترین کردار اس طریقے ادا کرسکتے ہیں مراکز کا اصل مقصد دیہی زندگی کی ضروریات مہیا کرکے سہولتیں بہم پہنچانا ہے اور چونکہ یہ دیہاتی زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے نزدیک ترین ذریعہ ہے اب تک دیہی زندگی مراکز کی افادیت سے محروم رہی کیونکہ دیہات کی ضرورت سے متعلق ان میں ابھی تک کوئی موثر قسم کا کام نہیں کیا گیا اس سلسلہ سے میں گزارش ہے کہ کسی چیز کو بنا کو ختم کر دینا کافی آسان ہے لیکن بنی بناتی چیز کو زیادہ موثر بنا کر اس سے صحیح طریقے سے اس علاقے کی فلاح و بہبود کے لیے کام لینا زیادہ بہتر ہوگا ہے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ مراکز میں جو عملہ تعینات ہے اس میں پراجیکٹ مینیجر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ دونوں ایک ہی گریڈ کے ہیں تو میری رائے ہے۔ کہ پراجیکٹ مینیجر کا گریڈ اے ڈی ایل جی کے گریڈ سے کم ہونا چاہیے تا کہ وہ ان سے صحیح طریقے سے کام لے سکے مرکز کو زراعت پیشہ اور دیہاتیوں کے لئے موثر بنانے کی بہتر تجویز یہ ہے کہ مرکز کی سطح پر تمام مالکان اراضی کی اراضی کا مکمل ریکارڈ مرکز میں موجود ہو جو کہ تحصیلدار کا attested ہونا چاہیے ۔ کہ فلاں مالک اتنی اراضی کا مالک ہے ۔ مرکز کی سطح پر بغیر سود قرضہ دینے والی کواپریٹو سوسائٹی کا قیام ہو جس کا ہر مالک زمیندار اس مرکز کا لازمی ممبر بنایا جائے ۔ یہی سوسائٹی مرکز کی سطح پر ایک پی۔او۔ایل کی ایجنسی دے اور ایک ٹریکٹر کی ایک چھوٹی سی ورکشاپ دے ۔ اس مرکز کی سطح پر ایک سیڈ اینڈ فرٹیلائزر ڈپو کا بھی قیام ہو اور گورنمنٹ پرچیز سنٹر بھی اس مرکز کی سطح پر قائم کر دیا جائے ۔ ہر مالک کی اراضی کا اور کاشت کا fresh گرداوری کا ریکارڈ اس مرکز میں باقاعدگی سے آتا رہے ۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ بلا سود قرضے دینے والی سوسائٹی جس زمیندار یا کاشتکار کو قرضہ دے گی تو اس قرضے کے لئے کسی ریکوری سٹاف کی ضرورت نہ ہوگی ۔ بلکہ گورنمنٹ کے پرچیز سنٹر پر جب زمیندار اپنی اجناس لیکر آئینگے تو اس وقت کواپریٹو سوسائٹی کا قرضہ ادا کیا جا سکے گا ۔ بہتر یہ ہے کہ دیہاتی سطح پر کواپریٹو کو موثر بنایا جائے کیونکہ بلا سود

قرضہ دینے والی جتنی کواپریٹوز ابھی تک ہمارے پنجاب میں قائم ہیں وہ زیادہ تر بڑے زمینداروں اور کاشتکاروں کے ہاتھوں میں ہیں - جن سے چھوٹے مالکان فائدہ نہیں اٹھا سکتے - اگر مراکز کی سطح پر ان کی افادیت کے پیش نظر یہ نظام اس طریقے سے دے دیا جائے جبکہ سرکاری عملہ بھی ہماری نگہداشت کے لئے وہاں پر موجود ہو تو چھوٹے کاشتکار کو بہت فائدہ ہوگا - تقریباً آٹھ آٹھ اور چھ چھ یونین کونسلوں کا اجتماع بھی وہاں پر ہوتا ہے وہاں کے چیئرمین تقریباً ہر ماہ ایک میٹنگ کرتے ہیں - اور اس میٹنگ میں کبھی زراعت پر کبھی صحت پر ، کبھی کواپریٹو پر باقاعدہ ان یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو لیکچرز دیئے جائیں - اس طرح یقیناً ایک ٹریننگ مل جائیگی اس کو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ باقاعدہ اپنی میٹنگ کے دن ہر چیئرمین اپنے ساتھ دو یا تین دیہاتی لے آئیں جو دیہاتوں میں موثر طریقہ سے کام کر سکیں - اور اس میٹنگ کے دوران تعلیم بالغاں پر بھی تھوڑی بہت بات کی جا سکتی ہے - . . . . . شکریہ . . .

جناب چیئرمین — یہ جو آپ کے focal points ہیں یہ بھی تقریباً آپ وہیں پر ہی develop کر رہے ہیں - جہاں جہاں مراکز ہیں - بعد میں کوشش ہے - کہ ان ہیڈکوارٹرز کو وہیں پر رکھیں - جہاں پر یہ مراکز پہلے قائم ہیں - لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ وہاں پر کھاد ، بیج کی دوکان یا کچھ ورکشاپ وغیرہ ہوں تو وہ تو از خود وہاں پر develop ہوگا - سڑکوں اور بجلی کو اولیت ملیگی یہ تو facilities وہاں پر پہلے ہی موجود ہیں -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی — جی یہ بجا ہے - یہ facilities موجود ہیں - زیادہ تر مراکز میں بجلی بھی موجود ہے پکی سڑکیں بھی ہیں - بس تھوڑی بہت دوسرے محکموں کی کوارڈینیشن کی ضرورت ہے پھر یہ مراکز بہت کامیاب طریقہ سے چلیں گے -

سردار فضل احمد خاں لنگاہ — جناب چیئرمین گزشتہ چار سالوں میں جو تجربہ ہم نے حاصل کیا ہے میں اس کی روشنی میں کچھ عرض کروں گا تاکہ نئے الیکشن میں چاہے ہم لوگ آئیں یا دوسرے لوگ آئیں وہ بخوبی اپنا کام چلا سکیں - سب سے پہلے میں یونین کونسل اور مرکز کونسل کے بارے میں عرض کرونگا اور اس کے بعد رابطہ کمیٹی اور ان کی کارکردگی اور ان کی جو خامیاں ہیں وہ عرض کروں گا - جہاں تک جناب والا یونین

کونسل کا تعلق ہے یہ ایک basic unit ہے - یونین کونسل اور ضلع کونسل کے بارے میں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے - ان کی ہمیشہ سے چپقلش (tussle) چلی آرہی ہے - اس ضمن میں ایک چالیس رکنی کمیٹی بھی بنی ہے - تو میری یہ عرض ہے کہ یونین کونسل لیول پر جیسا کہ اب طریقہ کار ہے کہ سمال ویلیج سکیم میں ضلع کونسل کے جو فنڈز رورل ڈویلپمنٹ کے سلسلہ میں آتے ہیں اس میں سے 30 یا 35 فیصد حصہ یونین کونسل کو چلا جاتا ہے - تو پھر بھی یونین کونسل اور ضلع کونسل کی آپس میں لڑائی رہتی ہے - اس سے بہتر ہوگا کہ یونین کونسل کو انڈیپنڈنٹ بنایا جائے - اور اس کا ایک ٹارگٹ مقرر کیا جائے کہ ہر یونین کونسل مثلاً 10 ہزار یا 20 ہزار روپے تک اپنے منصوبہ جات رورل ڈویلپمنٹ میں بنا سکتی ہیں - اور اس کا براہ راست فنڈ مرکز سے یونین کونسل کے پاس جانا چاہئے - تاکہ یونین کونسلیں اپنی سکیمیں بنانے میں انڈیپنڈنٹ ہوں - اس میں کسی کا کوئی دخل نہ ہو - اور یونین کونسل اپنے آپ کو مکمل انڈیپنڈنٹ سمجھے - اس کے بعد مرکز کونسل ہے - میں اس کی افادیت کو تسلیم کرتا ہوں - مرکز کونسل کا ہونا از حد ضروری ہے - اس میں صرف اتنا ہے - کہ یہ جو پراجیکٹ مینجرز کا گریڈ سترہ ہے - اس کو ہٹا کر کسی دوسرے محکمہ میں اڈجسٹ کر دیا جائے - مرکز کونسل میں چھوٹے گریڈ کا آفیسر متعین کیا جائے - تا کہ چیئرمین مرکز کونسل اور ان کی آپس میں ایڈجسٹمنٹ ہو سکے - اور ذہنی طور پر وہ اپنے آپ کو چیئرمین مرکز کونسل سے کچھ نیچے سمجھے - جتنا پیسہ یونین کونسل میں جائے - وہ پیسہ مرکز کونسل میں اکٹھا ہو - اور وہ اپنا اے-ڈی-پی جیسا کہ یونین کونسل خود بناتی ہے - وہاں پر مرکز کونسل میں فکس ہو جائے - اس کے بعد پیسہ مرکز کونسل کے ذریعہ یونین کونسل کے پاس جانا چاہئے - اس طریقہ سے جناب والا مرکز کونسل کی افادیت بھی سامنے آجائے گی - اور یونین کونسل کی افادیت بھی سامنے آئے گی - اس کے بعد رابطہ کمیٹیوں کا جہاں تک تعلق ہے - تو یہ رابطہ کمیٹیاں واقعی اچھی چیز ہیں - ہم چوں کہ ابھی ابھی آئے ہیں - اس میں جو نظام بھی آیا ہے - اس میں تھوڑا بہت نقص ہے - سب سے زیادہ جو میں محسوس کیا ہے - وہ میرے فاضل اراکین جو کہ چیئرمین ضلع کونسل ہیں وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک وقت ضلع کونسل کو اور رابطہ کمیٹیوں کو

Site selections کی پاورز ہیں ۔ ضلع کونسلیں full fledged عوامی نمائندگان
کہ elected bodies ہیں ۔ تو site selections یا priorities ضلع
کونسل تک اختیار میں ہی رہنی چاہئیں البتہ یہ ہونا چاہیے کہ اگر وہ
کسی criteria کے خلاف جاتے ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں District Co-ordination
Committee کوئی directive دے کہ فلاں چیز یا فلاں سکیم against
criteria ہے ۔ اس پر دوبارہ غور کیا جائے اور اگر یہ ساتھ ساتھ دونوں
کی powers اس طرح سے چلتی رہیں ۔ تو آپس میں tussle اور جھگڑا پیدا
ہوتا رہے گا ۔ اور اس میں ضلع کونسل اور رابطہ کمیٹی کی افادیت ختم
ہونے کا امکان ہوتا ہے ۔ اس کے بعد جہاں تک Chief Executive Officer
کا تعلق ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ بھی عرض کروں گا ۔ کہ انتظامیہ
اور منتخب ممبران کی Duel capacity ہے ۔ Duel powers ہیں ۔ اس میں
دوبارہ عرض کروں گا ۔ بہر حال اتنا عرض کروں گا کہ Chief Executive
Officers جو ڈپٹی کمشنرز صاحبان بھی ہیں ہم اس میں confrontation نہیں
کرتے ہیں ۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ان کی powers یہ ہیں کہ ڈسٹرکٹ
کے جتنے پراجیکٹ ہیں ۔ ان کی وہ چیکنگ یا انسپکشن کر سکتے ہیں ۔
دیکھ سکتے ہیں ۔ اور اس میں پھر لوکل کونسلوں کو ان کی man to
man confrontation ہو سکتی ہے ۔ جو ڈپٹی کمشنرز صاحبان ہیں ۔ ان کو
اس حد تک رکھا جائے کہ وہ ہمیں assistance دیں اور یہ پورے powers
دے دیا کہ وہ inspection کریں ۔ اور اس کے بعد نوٹس لیں ۔ اس
طرح Elected bodies اور ان کے درمیان confrontation ہوگی تو میں یہی
عرض کروں گا کہ ان کو اس حد تک اختیار دیا جائے کہ وہ ہمیں assist
کریں ۔ اور ہمارے ساتھ ان کا تعاون کریں جہاں تک District Crimes
cortrol Con.mittee کا تعلق ہے اس میں جناب نواز صاحب نے بھی
اور عابدہ بی بی نے بھی عرض کی ہے ۔ میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ
کہ ایک تجربہ آپکے سامنے ہے یا تو یہ بالکل ختم کر دی جائیں جیسے
کہ انہوں نے فرمایا ہے یا یہ اس وقت کامیاب ہو سکتی ہیں جبکہ ان
کا چیئرمین منتخب آدمی ہو ۔ کیونکہ منتخب آدمی کی جڑیں roots عوام
میں ہوتی ہیں ۔ اور وہ ان کے مسائل سمجھ کر آتے ہیں ۔ اور اگر ان
مسائل کا وہاں پر تدارک نہیں کرتا ہے ۔ تو جب وہ وہاں عوام میں
واپس جاتا ہے ۔ تو عوام اس کا دامن پکڑ سکتے ہیں ۔ اس کا گلا پکڑتے
ہیں ۔ تو اس لئے اسے علم ہوتا ہے ۔ وہ وہاں پر جھجکتا نہیں جو
صحیح بات ہو گی وہ اس کی نشاندھی کرتا ہے ۔ تو اگر کرائمز کنٹرول
کمیٹی کا چلانا مقصود ہے ۔ تو میری یہ submission ہے کہ اس کا

چیئرمین elected ہونا چاہیئے ۔ اس کے بعد دوسری میری submission یہ ہے کہ duel powers جو ہیں منتخب نمائندگان کی اور انتظامیہ کی ان کو ختم کیا جائے ۔ میں یہ بات بالکل احترام سے کہتا ہوں کہ انتظامیہ ہمارے معاشرے کے اہم رکن ہے ۔ اس کے بغیر ہم نہیں چل سکتے ہیں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جو وقت ہم نے گزارا ہے ۔ وہ چوں کہ ہم ابتدائی مراحل میں تھے ۔ اچھی خاصی tussle بھی چلتی رہی ہیں ۔ تو ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو adjust کیا ہے ۔ اور کہیں پر ہم نے بھی اپنے آپکو سو فیصد surrender کیا ہے تا کہ confrontation نہ ہو ۔ ہمیں ایک ساتھ چلنا چاہیے ۔ جب کہ نظام اس طریقہ کا ہے ۔ یونین کونسل کے سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ لوگ تجربہ حاصل کر چکے ہیں اور پبلک بھی باشعور ہو چکی ہے ۔ اس میں ہر لوکل کونسل کو independent کیا جائے ۔ یونین کونسل پر اگر کسی قسم کی اتھارٹی مقرر کرنا ہے تو بہتر یہ ہے یا مرکز کونسل ہو یا ضلع کونسل ہو اور اس کے ساتھ لوکل باڈی کا اے۔ ڈی ۔ ایل ۔ جی یا ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو involve کیا جائے لوکل کونسل خاص کر یونین کونسل میں ہم نے محسوس کیا ہے کہ اے۔ سی جو کہ کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں ۔ انکا موقع پر جا کر پراجیکٹ کو دیکھنا اور بجٹ کو دیکھنا اور ان ہر چیز کو دیکھنا مناسب نہیں ان کے attitude میں اور لوکل گورنمنٹ کے آفسر کے attitude میں یا ایک elected آدمی کے attitude میں بہت ہی بڑا اور نمایاں فرق ہوتا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ لوکل کونسل یا یونین کونسل محسوس کرتی ہے کہ اس سے ہماری تضحیک ہوتی ہے ۔

اور بعض اوقات ہماری عزت نفس کے خلاف بھی کچھ لوگ چلے جاتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ چیکنگ کی باڈی ضلع کونسل کی منتخب باڈی ہونی چاہیے ان کے ساتھ بے شک کوئی لوکل گورنمنٹ کا نمائندہ ہونا چاہیے تاکہ لوکل کونسلیں اپنے آپ کو خود مختار تصور کریں۔ اسی طرح ٹیوٹسیل کمیٹیاں اور ضلع کونسلیں خود مختار ادارے ہیں ۔ انہیں خود مختار ہونا چاہیے ۔ اس طرح تھوڑا بہت جیسے dismemberment کی پاورز وغیرہ جو اب گورنمنٹ کے پاس ہیں ۔ اس پر بھی اگر کوئی چیکنگ مقصود ہے تو ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کریں یا پھر ان کا کوئی نمائندہ ہو ۔ اس طرح tussle ختم ہو جائے گی ۔ باقی جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہمیں کیا تکالیف ہیں تو میں اس میں عرض کروں گا کہ سب سے پہلے ضلع کونسلوں کو دقت ہے کہ ان کی کافی آمدنی قانونی موشگافیوں کی وجہ سے ختم

ہو جاتی ہے اور ہم آگے نہیں بڑھ سکتے - اس کے علاوہ آمدنی کے جو ذرائع ہیں ان کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ضلع کونسل کی ٹیکسیشن کے متعلق واضح قانون بھی موجود ہے لیکن پھر بھی کہیں کہیں غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ کون کون سے ٹیکس شیڈول میں شامل ہیں اور کونسے شامل نہیں ہیں - یا اس میں definition کیا ہے ؟ اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم جو بھی ٹیکسیشن کرتے ہیں اس میں مداخلت کی اجازت یا تو ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو ہو یا پھر اس کیلئے کوئی باڈی ہو پچھلے اجلاس میں بھی میں نے عرض کیا تھا کہ لوکل کونسل کورٹ بھی ہونی چاہئیں - جس طرح لیبر کورٹ ہوتے ہیں اس طرح لوکل کونسل بھی ہونی چاہئیں اور یہ دیکھیں کہ ہمارا کونسا کام غلط ہو رہا ہے اور وہ ہمیں کوئی directive بھی دے سکتی ہیں - کہ یہ کام آپ نے against the criteria کیا ہے - اس طرح ہم اپنے آپ کو smoothly run کر سکتے ہیں - اس کے بعد جناب والا میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ضلع کونسل اس وقت ایک بہت بڑی آمدنی سے محروم ہو رہی ہے اور وہ ہے "منڈی مویشیاں" - اس کے متعلق میں نے پچھلی دفعہ جناب والا سے بھی عرض کیا تھا اب ارین لوکل کونسلیں بھی اپنی منڈی لگانے کیلئے کوشش کر رہی ہیں - ضلع کونسلوں نے پہلے ہی اپنی منڈیاں لگائی ہیں - بہاولپور میں اس سلسلہ میں اچھی خاصی tussle چل رہی ہے ہائی کورٹ میں بھی کیس چل رہا ہے - حالانکہ 1979ء سے پہلے ارین کونسل یہ منڈیاں نہیں لگاتی تھی - اسی طرح اگر ضلع کونسل منڈی لگا رہی ہیں تو 20 فیصد حصہ ارین کونسل کو دیں گی - تو یہ due قسم کا کام چل رہا ہے وہ بھی "منڈی مویشیاں" لگا رہے ہیں اور ہم بھی "منڈی مویشیاں" لگا رہے ہیں اور اب کچھ مزید منڈی مویشیاں قائم ہو رہی ہیں اس میں واضح ترامیم ہونی چاہئیں - directive میں ترمیم کی جائے اور اس پر عمل درآمد کرایا جائے تاکہ ضلع کونسل اپنی بہترین آمدنی سے محروم نہ ہو - اس کے بعد جناب والا میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ٹیکسیشن کی وصولی کیلئے ہم پیچھے رہ جاتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس ٹیکسوں کی وصولی کے اختیارات نہیں ہیں - جس طرح ایک تحصیلدار یا نائب تحصیلدار وارنٹ ترقی جاری کر سکتا ہے یا وارنٹ آف arrest جاری کر سکتا ہے اسطرح کوآپریٹو سوسائٹی یا arbitration board کوئی فیصلہ دے سکتا ہے جو سول کورٹ کی ڈگری سے پابند ہوتا ہے - انہی خطوط پر میونسپل کمیٹیوں ' ضلع کونسلوں جیسے اداروں کو بھی اپنے ٹیکس یا بقایا جات وصول کرنے کی پاورز دی جائیں اگر آپ ان اداروں کو اس قسم کی پاورز نہیں دیں گے تو خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوسکے گا

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ یونین کونسل کی سطح سے لیکر ضلع کونسل اور میونسپل کارپوریشن کی سطح تک due قسم کی پاورز at a time چل رہی ہیں - جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ at a time اوور سیئر رورل ڈویلپمنٹ چیئرمین ضلع کونسل کے ماتحت بھی ہے-

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین - no interruptions, please دیکھیں کتنی مزیدار بحث ہو رہی ہے اسی طرح انجینئرنگ کا سٹاف ہے لوکل باڈیز کا سٹاف اے - ڈی - ایل - جی - اور دوسرے جتنے بھی شعبہ جات ہیں - ایک وقت (at a time) پراجیکٹ ڈائریکٹر کے ڈی - سی صاحبان اور کمشنر صاحبان کے ماتحت ہوتے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں رورل ڈویلپمنٹ کی سو فیصد ذمہ داری چیئرمین ضلع کونسل کی ہے - اسلئے کمشنر صاحبان اور ڈی سی کا رابطہ وہاں سے ختم کیا جائے سٹاف کا سو فیصد subordination چیئرمین ضلع کونسل کے تحت کردیا جائے - اوور سیئر تمام انجینئرنگ سٹاف اور اے ڈی - ایل جی وغیرہ کا تمام سٹاف چیئرمین ضلع کونسل کے ماتحت ہونا چاہیے تاکہ چیئرمین ضلع کونسل صحیح معنوں میں ان پر کنٹرول کر سکے - اور اپنا کام کروا سکیں - اسوقت پوزیشن یہ ہے کہ اے - ڈی - ایل - جی ہوں یا کوئی دوسرا انجینئرنگ سٹاف ہو اگر کسی کی آپس میں coordination ہے تو ٹھیک ورنہ وہ اپنے آپ کو چیئرمین ضلع کونسل کا ماتحت نہیں سمجھتے - وہ اپنے اپ کو ڈی - سی - صاحبان یا دوسرے سرکاری حکام کا ماتحت سمجھتے ہیں تو جب تک یہ چیز ختم نہیں ہوگی ہم کامیاب نہیں ہو سکیں گے - اس کے علاوہ جناب والا ایک اور گزارش یہ ہے کہ ہمارا اپنا ضلع کونسل کے سٹاف کے بارے میں آپ کی مہربانی ہے کہ یہ سب پاورز آپ نے ہمیں دے دی ہیں لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ ضلع کونسل کا سٹاف جس گریڈ میں بھی ہے وہ اپنے آپ کو ہر ذمہ داری سے مبرا سمجھتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ سب پاورز چیئرمین کے پاس ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں ہر ذمہ داری چیئرمین ضلع کونسل کی ہے - جناب والا اس سلسلہ میں آپ نے ہمیں جو پاورز دی ہیں ان کو ہم نہایت دیانتداری سے ایکسرسائیز کر رہے ہیں - لیکن اس سلسلہ میں اپ کی یہ ہدایت جاری ہونی چاہیے کہ جو بھی فائل ہو خواہ وہ کسی بھی مسئلہ سے متعلق ہو نیچے سے پوری رائے آنی چاہیے کہ یہ کام ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے اس کے بعد ہاؤس یا چیئرمین اس کا فیصلہ کریے - اگر خدانخواستہ against rules and regulation یا condition ہوتا ہے تو پھر دونوں ایجنسیاں اس کیلئے برابر ذمہ دار ہونگیں -

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ہر سبو کے لیے کوئی وقت مقرر کر دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ باقی ممبران کو بھی وقت چاہیے۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ - جناب والا میں پورے structure کو touch کر رہا ہوں تو اس پر بھی وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں لہذا اس ضمن میں بھی کوئی مناسب قدم اٹھایا جائے۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ پری آڈٹ سکیم ہے بہت اچھی سکیم ہے ہمیں اس سے اتفاق ہے لیکن جو آڈٹ کرتے ہیں وہ بادشاہی کرتے ہیں میں بڑی کھلی بات کرتا ہوں اس شعبہ کی جہاں بانگ ہوتی ہے جو بل پاس کرتے ہیں جوں ہی ہم کوئی سکیم پاس کرتے ہیں اس کی ابھی روشنائی خشک نہیں ہوتی ہوتی کہ چیک بن کر آ جاتا ہے اور دوسری طرف بعض معمولی معمولی چیزوں پر اعتراضات لگا دیے جاتے ہیں مثال کے طور پر ہم جیپ لے آتے ہیں۔ یا کوئی دوسرا کام کرتے ہیں تو اس پر اعتراضات لگا دیے جاتے ہیں تاکہ ہم ان کی پردہ پوشی کرتے رہیں۔ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ خود مختار ہے اس پر بھی کوئی چیک ہونا چاہیے تاکہ وہ ہمیں خواہ مخواہ ہمیں پریشان نہ کریں۔ جائز اعتراضات وہ بے شک لگائیں لیکن اگر وہ ناجائز اعتراضات لگائیں تو کوئی ایسی باڈی ضرور ہونی چاہیے جو اس بات کی نشاندھی کرے کہ آپ نے یہ اعتراض غلط لگایا ہے تاکہ دونوں محکموں میں افہام و تفہیم رہے۔ ہم پریشان نہ ہوں بہت بہت مہربانی۔ شکریہ۔

جناب اشفاق شاہد (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) - جناب والا آپ نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا ہے کہ پنجاب کے نوجوانوں میں مہم جوئی کا جذبہ ہونا چاہیے۔ جب کوئی مہم جوئی کی جاتی ہے تو اس میں جو رکاوٹیں آتی ہیں یا پیدا کی جاتی ہیں اس میں آپ کا رول کوئی اچھا نہیں ہے ہمارے معاشرے میں اس حد تک گراوٹ آ چکی ہے کہ کوئی بھی آپ کام کرنا چاہیں جب تک اس میں جذبہ جہاد یا مہم جوئی نہ کی جائے۔ اسوقت تک وہ کام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دوسرا آپ نے فرمایا ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ صرف ملاوٹ پر ہی ایسا عمل کر جائیں کہ ملاوٹ ختم ہو جائے۔ اللہ تعالی آپ کو سلامت رکھے سب کی باری ختم ہوتی ہے نئے گورنر صاحب آئے ہیں نئی اسمبلیاں آئی ہیں تو مہنگائی اور رشوت ختم نہیں ہوئی لہذا میرا مشورہ ہے کہ اگر آپ کو غصہ نہ آئے تو اپنے دور میں صرف ملاوٹ کو ہی لے لیں اور ایسے اقدامات کریں کہ ملاوٹ اس صوبے میں ختم ہو جائے۔ اس

ملاوٹ کی وجہ سے جو نئی نئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں وہ جنم نہ لیں - اس کے علاوہ جناب والا میں عرض کروں گا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء میں یہ شق ہے کہ پانچ لاکھ کی آبادی پر اتنے کونسلرز ہونگے دس لاکھ کی آبادی پر اتنے کونسلرز ہونگے 20 لاکھ کی آبادی پر اتنے کونسلرز ہوں گے یا 20 لاکھ سے زائد آبادی پر 100 کونسلرز ہونگے لیکن جب بیس سے چالیس لاکھ کی آبادی ہوگی تو اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے - لہذا قانون میں کوئی ترمیم کی جائے کہ جب آبادی 20 سے 25 لاکھ تک ہوگی تو اس کے لیے اتنے کونسلرز ہونگے - 25 سے 30 لاکھ کی آبادی پر اتنے کونسلرز ہوں گے - اس سلسلے میں کچھ ترامیم کی ضرورت ہے -

آئندہ جب پنجاب کیلئے یہاں پر یک سالہ یا پانچ سالہ بجٹ پیش ہو تو جناب والا میری درخواست ہے کہ اس کو اس اسمبلی کے سامنے یا کونسل کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ بجٹ پاس ہونے سے پہلے اس پر بحث کی جائے ہم وقت دینے کو تیار ہیں -

دوسرے جناب والا - مہنگائی کے متعلق میری عرض یہ ہے کہ

جناب چیئرمین دیکھئے - جو اس وقت موضوع پیش ہے وہ یہ ہے کہ -

جناب اشفاق شاہد - جناب والا اصلاح معاشرہ کی جو کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں اس میں پنجاب کی اصلاح معاشرہ کمیٹی جس کا میں ممبر تھا توڑ دی گئی ہے ختم کی جا چکی ہے تو جناب والا - میں اس ضمن میں عرض کرونگا کہ کیا اصلاح معاشرہ ہو چکا ہے کہ وہ کمیٹی ختم کر دی گئی ہے ؟

نوابزادہ مظفر علی خان - پوائنٹ آف آرڈر -

جناب والا - آپ فرما رہے ہیں کہ جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے اس پر فاضل رکن بات کریں - جنرل بحث میں یہ باتیں ہو سکتی ہیں -

جناب اشفاق شاہد - جناب والا اصلاح معاشرہ کا اس میں ذکر ہے -

جناب چیئرمین دیکھیے ہم اس وقت لوکل باڈیز کی evaluation اور یونین کونسل - ڈسٹرکٹ کونسل - مرکز کارپوریشن کے بارے میں بحث کر رہے ہیں -

جناب اشفاق شاہد - جناب والا کوارڈینیشن کمیٹی کی بات ہوئی تھی اس پر میں نے عرض کیا ہے -

جناب چیئرمین - جی -

جناب اشفاق شاہد جناب والا - کوارڈینیشن کمیٹیاں یعنی کمیٹیاں اس بارے میں عجیب وسوسے کا شکار ہیں کہ حالات کس طرح بہتر ہوں گے کیونکہ یہ کمیٹیاں عملی طور پر ناکام ہو چکی ہیں اس کی وجہ ہے کہ جو افسران اس کمیٹی کے ممبران تعینات کیے جاتے ہیں وہ ممبر حضرات اولاً اس کمیٹی کو پوری طرح سے attend ہی نہیں کرتے اگر attend کرتے بھی ہیں تو ان کی جو کارروائی آئندہ اجلاس کے لیے ہوتی ہے وہ عجیب سی ہوتی ہے عجیب ہونے کے علاوہ اس کمیٹی کے پاس اتنے اختیارات نہیں ہوتے کہ عملی طور پر کسی کے خلاف ایکشن لے سکے - کیونکہ جب تک سزا یا جزا کا مسئلہ نہ ہو تو اس وقت تک کوئی بھی کام کوئی بھی کمیٹی کامیاب نہیں ہو سکتی - تو میری مختصراً درخواست یہ ہے کہ یہ رابطہ کمیٹیاں بڑی اچھی ہیں ان کے پاس کوئی ایسے اختیارات ہونے چاہیں جن کے ذریعے یہ عملی طور پر کامیاب ہو سکیں ایک بات ضرور کہوں گا چاہے یہ اس وقت زیر بحث ہے یا نہیں وہ ہے انتظامیہ - تو جناب والا - میری درخواست مختصراً یہ ہے کہ جب میں کسی کی شکایت لے کر کسی افسر کے پاس جاتا ہوں تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں اس افسر کو اتنا برا لگتا ہوں کہ وہ دل میں کہتا ہے کہ (یا اللہ اسے میرے مکروں لبھ جائیے) مثال کے طور پر میں ایک شکایت لے کر گیا - - -

جناب چیئرمین - دیکھیے - کل پرسوں - دو دن میں نے عام بحث کے لیے رکھے ہیں -

چوہدری محمد صدیق سالار - جناب والا - یہ تیار ہو کر نہیں آئے -

جناب چیئرمین - نہیں - تیار تو ہو کر سبھی آئے ہیں - میں نے کہا تھا کہ آپ اس سے سٹارٹ لیں گے - مگر آپ تو کہیں اور نکل گئے ہیں -

جناب خاقان بابر - جناب والا - اس میں میرا کچھ تعلق آتا ہے اس لیے میں عرض کرنا چاہوں گا جناب والا پوزیشن یہ ہے کہ میں آپ کو بھی مبارکباد دونگا اور جو ممبران ان اداروں سے تعلق رکھتے ہیں ان کو مبارکباد دونگا کہ بلدیاتی نظام کا تجربہ کامیاب رہا ہے -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی - جناب والا - انہوں نے کھڑے ہو کر جو تقریر شروع کر دی ہے اسلیئے ان کا حق اب انہیں منتقل ہو گیا ہے - جنابوالا - میں عرض کرونگا کہ آپ کا حکم تو ماننا چاہیئے -

جناب چیئرمین — اصل میں نمبروں کی بات ہے وہ چودہ ہیں اور یہ دس ہیں ۔

(قہقہہ)

جناب خاقان بابر — جناب والا ۔ میں عرض کروں کہ یہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ بلدیاتی اداروں کا تجربہ کامیاب ہوا ہے ۔ اس وقت تو ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم یہ کہیں کہ بلدیاتی اداروں کے قیام ہی سے صورتہ حال بہتر ہوئی ہے لوگوں میں sense of participation پیدا ہوئی ہے اور لوگوں نے محسوس کیا ہے کہ زمین پر کچھ ہو رہا ہے اور ان لوگوں نے تند ہی سے کام کیا ہے محنت سے کام کیا ہے اور اس سے حکومت کا اور ملک کا وقار بلند ہوا ہے لوگوں میں اعتماد پیدا ہوا ہے اور ان میں خودا اعتمادی پیدا ہوئی ہے کہ اس سے یہ اپنے مقامی مسائل خود حل کرسکیں اور مقامی حکومت کو خود اپنے طور پر چلا سکیں ۔ انتظامیہ کے بغیر لوگ کہتے ہیں کہ کام نہیں چل سکتا انہوں نے اس کے بغیر بھی بہت سے کام چلا کر دکھا دیئے ہیں اور اس مفروضہ کو غلط ثابت کر دیا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ لوگ اس بات کے مستحق ہیں ۔ کہ ان کی تعریف کی جائے ادھر ادھر چھوٹی موٹی غلطیاں یا چھوٹی موٹی کوتاہیاں رہ جاتی ہیں لیکن مجموعی طورپر بطریق احسن یہ کام سر انجام دیا گیا ہے یہ لوگ اور ہم لوگ ان پر فخر کرسکتے ہیں کہ انہوں نے جو کام سر انجام دیئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ منظم طریقہ سے اپنے معاملات کوچلا سکیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ رابطہ کمیٹی کی بات آگئی تھی ۔ رابطہ کمیٹی کی یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ہم افسران کو defend بھی کریں گے کہ میٹنگیں رکھی جاتی ہیں تو افسران کی اور commitments بھی ہوتی ہیں انہوں نے کہیں اور بھی پیش ہونا ہوتا ہے اور انہوں نے کئی اور بھی کام کرنے ہوتے ہیں تو میں اپنے میئر صاحب سے بھی میں درخواست کرونگااور میں نے آگے بھی کہا تھا کہ جب ہم میٹنگیں رکھتے ہیں تو ہم بھی دن کو مصروف ہوتے ہیں تو اس لئے میٹنگ تو شام کو رکھی جا سکتی ہے جس وقت افسران صاحبان دستیاب ہوں اور بات کر سکیں اور عوام بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر سکیں تو ہو سکتا ہے کہ کہیں نہ کہیں سے شکایات آئیں ۔ لیکن مجموعی حیثیت سے یہ رابطہ کمیٹی کے ہم ممبر بنائے گئے

میں کوئی تھانیدار نہیں بنائے گئے ۔ تحصیلدار نہیں بنائے گئے کوئی کمشنر نہیں بنائے گئے اے ۔ سی نہیں بنائے گئے یہ رابطہ کمیٹی اس لئے ہے کہ آپس میں بیٹھ کر بات چیت کی جائے افہام و تفہیم کی جائے معاملات کو سمجھا جائے ۔ اور یہاں پر جس ملاوٹ کی بات شروع ہوگئی ہے ان کے پاس کارپوریشن میں فوڈ انسپکٹرز موجود ہیں اور وہ وہاں جا کر نمونے لیتے ہیں وہی چالان کرتے ہیں ان ہی کی ذمہ داری ہے تو میں سمجھ نہیں سکا کہ جو خود ہی اپنے طور پر اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتے وہ حکومت کے لیول پر پنجاب کے لیول پر اس قوم کو سمجھتا ہوگا کہ کس لیول پر کیا بات ہونی چاہیئے جناب والا ۔ رابطہ کمیٹی میں یہ اعتراض کیا جا سکتا تھا چنانچہ ہم نے جناب معالا ٹریفک والوں کو کھڑا کرکے ان کے کان کھینچے ان کو کہا کہ اس طریقے سے کام کیجیے نا اس طریقے سے ہم کو چلنا ہوگا ہم نے دوسرے محکمے والوں کی باز پرس کی اور انہوں نے خندہ پیشانی سے ہماری تکالیف کو سنا اور ہم نے بڑے تلخ لہجے میں باتیں کیں انہوں نے سب کچھ سنا اور دوسرے ڈسٹرکٹ کے معاملات بھی زیر غور آتے رہے اور یہ سمجھتا ہوں کم از کم افسران کا نقطہ نظر سمجھنے کا موقع ملا اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بھی میری بات کو ضروری سمجھا ہوگا کیونکہ رابطہ کمیٹی کا مفہوم ہے کہ نیچے سے معاملات sort out کر لئے جائیں اور ہوچ پوچ کی شکل میں پنجاب کے لیول پر یا مرکز کے لیول پر یہ باتیں نہ آئیں تو یہ ایک مفید ادارہ ہے تھوڑی بہت غلطیوں کے باوجود اس کو چلانا چاہیئے اس کا تجربہ کرنا چاہیئے انشاءاللہ بلدیاتی اداروں کے ساتھ ان اداروں کی افادیت وقت آنے کے ساتھ ساتھ مزید بڑھے گی ۔

میں ساری تقریریں سنتا رہا ہوں شکایات ہوتی ہیں سب کا نقطہ نظر ایک ہے قوم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بلدیاتی نظام یا اس طریقہ سے چلا سکتی ہے اب مناسب یہ ہے کہ قانون میں ایسی ترامیم کر دی جائیں کہ جس حد تک ممکن ہو ان اداروں کو autonomous بنایا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اصل جھگڑا یہ نظر آ رہا ہے کہ فلاں افسر صاحب فلاں ماتحت کو نصیحت کر رہے ہیں ، فلاں افسر مراجعہ فلاں ماتحت کو نصیحت کر رہے ہیں ان کو ادائیگی نہیں ہو رہی فلاں کا

جھگڑا ہو رہا ہے تو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک اتانومی دی جائے بلدیاتی اداروں کی سیکنڈ فیز شروع ہو رہی ہے تو اس فیز میں کتنی اٹانومی دی جائے تا کہ اس قسم کی شکایات پیدا نہ ہوں اور لوگ بہتر طریقے سے کام سر انجام دے سکیں ۔

جناب چیئرمین — سردار محمد عارف خان ۔

سردار محمد عارف خان — (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ،قصور)
جناب چیئرمین — جہاں تک ضلع کونسل اور یونین کونسل کی افادیت کا کا تعلق ہے وہ ہم سب مانتے ہیں اس وقت بحث ہے کہ آیا ضلع کونسلیں وجود میں رہنی چاہیں یا ختم کر دینی چاہیں تو جناب والا ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ جس طریقے سے یہ مرکز کونسلیں قائم کی گئی تھیں اگر ان کو کچھ اختیارات دیئے جائیں یا ان کے سپرد کچھ کام کیا جائے تو وہ بڑی کامیاب ہو سکتی ہیں بعض جگہوں پر جہاں چیئرمین مرکز کونسل موثر ہیں انہوں نے اپنے علاقے میں بڑے اچھے کام بھی کئے ہیں خاص طور میں یہ عرض کروں گا کہ پراجیکٹ منیجر کا لفظ تبدیل کرکے اسے چیف آفسر کا یا سیکرٹری کا نام دیا جائے اور جیسے میرے دوستوں نے کہا ہے کہ ان کا گریڈ کم کر دیا جائے تا کہ وہ اپنے آپ کو اتنے بڑے افسر نہ سمجھیں بلکہ چیئرمین کو اپنا افسر سمجھیں ۔

دوسرے جناب والا — میری عرض یہ ہے کہ جتنی یونین کونسلیں تھانے کے لیول پر ہیں ان کے بجٹ کی جو allocation آتی ہیں وہ through مرکز کے جانی چاہیں ۔

تیسرے جناب والا — میں یہ عرض کروں گا کہ ہر تھانے میں جو گرداور مقرر ہیں بعض جگہوں پر پوزیشن یہ ہے کہ ایک تھانے میں دو ۔ دو ۔ گرداور کے حلقے آتے ہیں مثال کے طور پر میری تحصیل چونیاں میں پانچ گرداور ہیں لیکن ان کا سسٹم کچھ ایسا بنا ہوا ہے کہ ایک تھانے میں کسی کا دو جگہ حصہ آتا ہے اور ایک تھانے میں کسی کا تین جگہ حصہ آتا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ایک تھانے میں ایک مرکز پر ایک گرد اور کا حصہ ہونا چاہئے اور بیگم صاحبہ نے یہ فرمایا ہے کہ پٹواری کا ریکارڈ ہر تھانے کے مرکز کے پاس ہونا چاہئے یہ نہایت ضروری ہے اس کے علاوہ آپ نے مرکز کی سطح پر اتنے اخراجات کر لئے ہیں کہ وہاں پر مرکز کے بڑے دفتر بنا دیئے گئے ہیں اگر مرکز کو ختم کر دیا جائے تو وہ عمارتیں جو وہاں پر بن چکی ہیں ان کا کیا حشر ہوگا ؟ تو جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ مرکز کو بالکل ختم نہ کیا جائے ۔

اس کے ساتھ مرکز کو کچھ اختیارات دیئے جائیں تاکہ وہ اپنا کام موثر طور پر سر انجام دے سکیں - جناب والا رابطہ کمیٹیوں کے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے - اب میں کرائمز کنٹرول کمیٹی کے متعلق گزارش کروں گا - ہمارے ضلع میں ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی کے متعلق گزارش کروں گا - ہمارے ضلع میں ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی بڑے موثر طریقے سے کام کر رہی ہے - ہمارے ساتھ وہاں کے ایس - پی صاحب کی بہت کوآپریشن ہے - باقاعدہ ہر یونین کونسل کے سیکرٹری اور چیئرمین کو جس تھانے میں ہماری میٹنگ منعقد ہونا ہوتی ہے ان کو اطلاع دے دی جاتی ہے - وہ اپنے مرکز میں یا اپنی یونین کونسل میں کہ فلاں دن میٹنگ ہوگی - لوگ آئیے اور شکایتیں کرتے ہیں اور کیسز کا موقع پر فیصلہ کیا جاتا ہے - شکریہ -

جناب چیئرمین - اب ملتان سے -

جناب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین - ضلع کونسل ملتان)
جناب والا لوکل کونسل کے کچھ ایسے قوانین ہیں جن میں ترامیم کرنا پڑیں گی تاکہ لوکل کونسلیں smoothly run کر سکیں - میں ضلع کونسل کے متعلق جو تھوڑی سی مشکلات (hurdles) ہیں ان کو پوائنٹ آوٹ کروں گا تاکہ آئندہ کے لئے ضروری ترامیم کر دی جائیں - سب سے پہلے ڈسٹرکٹ کونسل فیس لی جاتی ہے اس کے لئے کوئی قانونی پابندی نہیں ہے رجسٹریشن افیسر پر کہ وہ ڈسٹرکٹ کونسل فیس کی تسلی کرے کہ وہ ادا ہوئی ہے یا نہیں - اس کے بعد وہ رجسٹری کرے یا انتقال کرے - صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کی طرف سے ہدایات ہیں کہ ڈسٹرکٹ کونسل فیس لینے کے بعد رجسٹری کی جائے - مگر کئی دفعہ تحصیل دار یا رجسٹریشن آفیسر بغیر ضلع کونسل فیس ادا کئے ان کی تسلی کئے بغیر رجسٹری یا انتقال کر دیتے ہیں - اس کے لئے بعد میں ہمیں بڑی دقت ہوتی ہے - اس کی وصولی کے لئے رجسٹریشن ایکٹ میں کوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ جب تک ضلع کونسل فیس ادا نہ ہو جائے اس وقت تک رجسٹری یا انتقال نہ کیا جائے -

جناب والا دوسرے ٹیکس نافذ کرنے کا طریق کار یا پروسیجر بڑا defective ہے - پروانشل گورنمنٹ یا فیڈرل گورنمنٹ اپنے بجٹ یکم جولائی کو لے کر آتے ہیں - جو ٹیکس بڑھتے یا increase کرتے ہیں

وہ یکم جولائی سے لاگو ہو جاتے ہیں مگر ہمارا پروسیجر ہے کہ ہم پہلے بجٹ بناتے ہیں - پھر اخبارات میں اشتہار دیتے ہیں - لوگوں کے اعتراضات سنتے ہیں پھر جا کر اس کو کنفرم کرتے ہیں نوٹیفیکشن کی تشکیل کو چھ سات مہینے لگ جاتے ہیں تب جا کر یہ ٹیکس نافذ ہوتا ہے ہم جو نئے ٹیکس propose کر رہے ہیں وہ اگلے سال نافذالعمل ہوں گے اور ان کو اگلی کونسل وصول کرے گی کیوں نہ ہمارے لئے وہی قانون کر دیا جائے جیسے پروونشل گورنمنٹ کے لئے ہے ہم لوگ اپنے بجٹ میں provide کریں اور اسی طرح یکم جولائی سے وہ ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیں -

اب ایجوکیشن میں اس سٹاف کو ہم لوگ پنشن دے رہے ہیں جو 1962ء سے پہلے ضلع کونسل کے پاس تھا یعنی پرائمری سکول - مڈل سکول یا ہائی سکولز 1962ء تا حال - اکثر پنشن لینے والے لوگ فوت ہو گئے ہیں اس کے بعد ان کی پنشن بند ہو گئی مگر ہم سے ابھی تک local rate کا 20 فیصد for pension of old employees لیا جا رہا ہے جیسے ملتان میں 23 لاکھ روپیہ for pension of employees اس وقت ہم ادا کر رہے ہیں - جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ضلع کونسل کے پرانے ایمپلائز ہیں اگر آپ ان کو work out کریں تو زیادہ سے زیادہ 5 - 6 لاکھ ان کی پنشن بنتی ہے - یہ بوجھ کیوں ضلع کونسل پر ڈالا جا رہا ہے - پہلے اس کو work out کر لیا جائے کہ کتنی پنشن اس کی سال میں دینی ہے اتنا وصول کر لیا جائے - بجائے 20 فی صد کا جو لوکل ریٹ ہم سے لیا جا رہا ہے میرا خیال ہے کہ اس میں ضلع کونسلوں کا مفاد ہے - اس سلسلہ میں گورنمنٹ زیادہ ان سے وصول کر رہی ہے ایک اور clarification جناب گورنر صاحب آپ سے چاہوں گا عشر کا نظام نافذ کیا جا رہا ہے اور اسکے ساتھ مالیہ شاید ختم کیا جا رہا ہے — ہم لوگ جو بجٹ بنا رہے ہیں ہمیں یہ clerify نہیں ہے کہ لوکل ریٹ بدستور ہم لیتے رہیں یا اسکو ختم کیا جائے — یہ بجٹ بنانے سے پہلے اس کی announcement ہونا بہت ضروری ہے

جناب والا بجٹ رولز اور منڈی مویشیاں رولز ضلع کونسلوں کے پاس بنے نہیں ہوتے بجٹ رولز تو 1626ء کے بجٹ کوڈ میں دیے ہوئے ہیں مگر وہ out dated ہیں اسکی لینگویج بھی میں سمجھتا ہوں outdated ہے — اب اس بجٹ رولز کا دوبارہ بننا بڑا ضروری ہے — اسی طرح منڈی مویشیاں رولز صرف میونسپل کمیٹیز ہی کے ہیں جسکو ہم follow کر رہے

ہیں — ضلع کونسل کے ابھی تک اپنے منڈی مویشاں رولز نہیں بنے ہوئے ہیں —

جناب والا ہمارے ضلع کونسل کے کیسز آنریری مجسٹریٹ یا ضلع مجسٹریٹ deal کر رہے ہیں — ایک تجویز آئی ہے کہ ضلع کونسلوں کو بھی ہول ٹائم مجسٹریٹ دے دیا جائے مگر میرے خیال میں انہیں ہول ٹائم مجسٹریٹ کی ضرورت نہیں ہے

جناب چیئرمین — کیسے ؟

جناب لیاقت علی خان - ایک دفعہ ایک تجویز آئی تھی کہ ضلع کونسلوں کو ہول ٹائم مجسٹریٹ دے دیا جائے مگر اسکی ضرورت نہیں ہے — ہمارے کیسز میونسپل کارپوریشن کے مجسٹریٹ کی ساتھ منسلک کر دیئے جائیں یا پھر ضلع میں ایک مجسٹریٹ مقرر کیا جائے جو تمام لوکل کونسل کے کیسز کو ڈیل کرے — اس میں زیادہ آسانی رہے گی — اور ہمارے کیسز نپٹ جائیں گے اور ہماری وصولیاں بھی جلد ممکن ہو جائیں گی —

حاجی محمد علی—(چیئرمین ، ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)
معزز خواتین و حضرات

اسلام علیکم جناب والا موجودہ حکومت نے بلدیاتی اداروں کے انتخاب کروا کر پاکستان کے عوام پر احسان عظیم فرمایا ہے کیونکہ ترقیاتی سکیمیں خصوصاً دیہی ترقیاتی سکیمیں جو یونین کونسلروں کے متعلق ہیں بلدیاتی اداروں کی بنیاد ہیں یہ اس وقت ترقیاتی سکیموں کو عوام کے نزدیک لا رہے ہیں - عوام ترقیاتی سکیموں کے خود بخود نزدیک جا رہے ہیں - یہاں 30 سال سے جن ترقیاتی سکیموں پر دھیان نہیں کیا گیا اس موجودہ حکومت نے پانچ سال میں ثابت کر دیا ہے کہ دیہاتوں کو بھی ترقی کی ضرورت ہے - شہروں کو بھی ضرورت ہے - قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں - بجلی کے کھمبے لگ رہے ہیں - صحت کے مراکز قائم کئے جا رہے ہیں - میں اس بات کو طول نہیں دینا چاہتا آپ سمجھ لیں کہ اس حکومت نے ترقیاتی سکیموں کی طرف اس قدر توجہ دی ہے خصوصاً پنجاب کے گورنر جناب لفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان صاحب نے میں خوشامد نہیں کر رہا ہوں حقیقت بیان کر رہا ہوں ایک جامع منصوبہ تیار کیا تھا جس کی وجہ سے دیہات میں سڑکیں بنائی گئی - آپ دیکھ سکتے ہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یونین کونسل جو ہے ترقیات کا بنیادی ادارہ ہے - یہ عوام میں اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے کا جذبہ پیدا کر رہا ہے نئے ترقیاتی گاؤں میں حصہ

لیا ہے ۔ حکومت نے بھی بڑا کام کیا ہے ۔ اس کے بعد نہایت مختصراً مرکز آتا ہے ۔ مرکز ایک ترقیاتی ادارہ کا چھوٹا یونٹ ہے اور عوام کے نزدیک تر ہے اسکو بھی snub نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسکو ترقیات کی منزل کی طرف اور بڑھنا چاہئے ۔ یہ بھی ایک ایسا ادارہ ہے جو عوام کے لئے نہایت مفید ہے ۔

دوسرے رابطہ کمیٹیاں موجودہ حکومت نے قائم کی ہیں ۔ یہ رابطہ کمیٹیاں معنی کے لحاظ سے اپنے الفاظ کی مرہون منت ہیں ۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

یہ ربط ہے اہل کاروان کا حکام کا اور عوامی نمائندگان کا موجودہ حکومت نے یہ ایک تاریخی کار نامہ انجام دیا خدا کی قسم ' یہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ حکومت نے عوامی نمائندوں اور حکام کا باہمی رابطہ پیدا کر دیا ہے ۔ ہاں ' یہ میں ضرور کہوں گا کہ ابتداء میں حاضری پر کچھ اثر رہا ۔ لیکن اب گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق حاضری بھی پوری ہوتی ہے اور کام بھی باہمی ربط سے ہوتا ہے ۔ ترقیاتی گتھیوں کو سلجھایا جاتا مسائل کو حل کیا جاتا اور سکیموں کو پاس کیا جاتا ہے اس کے بعد ضلع کونسلیں ہیں ضلع کونسلیں عوامی اور سب سے اونچا ادارہ ہیں اور ضلع کونسل کے چیئرمین کو حکومت نے وسیع اختیارات دیئے ہوئے ہیں ۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر بنا دیا ہے ۔ پراجیکٹ میں جتنی ترقیاتی سکیمیں ہیں ' میرے پاس دیکھ سکتے ہیں ۔ پراجیکٹ میں جتنی ترقیاتی سکیمیں بنی ہیں ' میں نے خود ملاحظہ کیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین دیکھیے یہ بزرگ ہیں آپ انہیں بولنے دیجیے ایک منٹ اور لینگے ۔

حاجی محمد علی ۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر ان کو دیکھنا بھی ہے وہ صرف چیک ہی جاری نہیں کرتا میرے ایک دوست نے یہاں کہا تھا کہ وہ چیک ہی جاری کرتا ہے ۔ نہیں ' ہرگز نہیں ۔ وہ سکیموں کو جا کر دیکھتا ہے کہ آیا کام صحیح ہوا ہے یا غلط ۔ واللہ ، میرے پاس ہزاروں سکیموں کے پروگرام بنے ہوئے ہیں جو میرے ضلع میں پراجیکٹ ڈائریکٹر اس کے بعد ضلع کونسلیں ہیں ۔ وہ بڑا اونچا ادارہ ہیں ۔ اس کو حکومت نے بڑی اہمیت دے رکھی ہے ۔ یہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ضلع کونسل کا چیئرمین ہے ۔ اس کو بھی حکومت نے بڑی اہمت دے رکھی ہے ۔ یہ کہتے ہیں کہ کرائم پر کنٹرول نہیں ' رابطہ کمیٹیوں کا

کوئی فائدہ نہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کی قسم' اتنا فائدہ ثابت ہوا کہ قوم ترقی کی معراج کی طرف گامزن ہے ۔ ہاں ، ابتداء میں ' جب کام شروع کیا جاتا ہے اس میں کوتاہیاں ضرور ہو جاتی ہیں ، نقائص رہ جاتے ہیں ۔ بقول جناب چیئرمین ۔

پچھلی غلطیوں کو دور کیا جائے گا ۔ آئندہ آڈٹ ہوگا ۔ آئندہ پوری انکوائری ہوگی ۔ اب غلطیوں کو معاف کر رہے ہیں ۔ کاموں میں چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہو جاتی ہیں ۔ لیکن خدا کی قسم ، عوامی نمائندے اور حکام ملکر کام کر رہے ہیں اور قوم کو ترقی کی منازل کی طرف لے جا رہے ہیں اور بلدیاتی ادارے حکومت کے بالکل وفادار ہیں ۔ یہ سب چیزیں اس وقت اچھی لگیں گی جب ملک قائم رہے گا ۔ اس لئے ہم سب کو مل کر حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس کی بھی حفاظت کرنی چاہیے ۔ اس پر یہ شعر موزوں آتا ہے ۔ اس ملک کو بچانے کے لئے :

خون دل دے کے نکھاریں گے گل و برگ گلاب

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

یہ گلشن قائد اعظم نے لگایا اور اس کا نگہبان صدر محمد ضیاء الحق کو بنا دیا ۔ خدا کی قسم ، وہ مرد مومن ہے ۔ ہمیں اس کی قیادت پر اعتماد ہے ۔

چودھری غلام حیدر سجاد - (صدر، کسان بورڈ ، پنجاب)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔

جناب چیئرمین ، محترم وزراء اور میرے قابل صد احترام اراکین کونسل ۔

جناب والا ۔ آج کے ایجنڈے کی سب سے اہم آئیٹم یہ ہے کہ جس میں بلدیاتی اداروں اور دیگر مختلف کمیٹیوں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے کہا گیا ہے ۔

جناب والا ، حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے پاس اس کارکردگی کو ناپنے کے لئے دو ہی ذرائع ہیں ۔ ایک انتظامیہ اور انٹیلی جنس کی رپورٹیں اور دوسرا عوامی نمائندوں کے ذریعے سے ان اداروں کی کارکردگی کا براہ راست علم ۔ تو جناب والا ، جہاں تک انٹیلی جنس اور انتظامیہ کی رپورٹوں کا تعلق ہے ، اس کے بارے میں تو جناب غالب مرحوم آج سے صدیوں پہلے فرما گئے ہیں :

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

جناب والا یہ کرام الکاتبین اس سے پہلے نگران کمیٹیوں کا بیڑہ غرق کر چکے ہیں اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ اب اس فکر میں بھی ہیں کہ ان کمیٹیوں کو بھی ناکام بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب چیئرمین آپ جو کہہ رہے ہیں اس کا ثبوت دیں گے۔ جو چیز اب کہی گئی ہے آپ اس پر ہی بحث کیجئے۔

چوہدری غلام حیدر سجاد جناب والا آپ کے پاس مستند ذریعہ یہ ہے کہ براہ راست عوام کے نمائندے آپ کے سامنے جو رائے پیش کریں آپ اس پر انحصار کر سکتے ہیں اور ان کی روشنی میں آپ صحیح نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔ جناب والا، جہاں تک بلدیاتی اداروں کا تعلق ہے، میں فاضل دوست اس پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ میں صرف انسداد جرائم کمیٹیوں، رابطہ کمیٹیوں اور مرکز کونسلوں کے سلسلے میں کچھ عرض کروں گا۔ یہ میری رائے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میرے کسی فاضل دوست کو اس سے اتفاق نہ ہو۔ کیونکہ اختلاف رائے تو ایک فطری چیز ہے اور یہ اتنی معیوب نہیں جتنی آج کل سمجھی جاتی ہے۔ جناب والا، ان کمیٹیوں کے قیام سے پہلے عام تاثر یہ تھا کہ افسران کرام بند کمروں میں بیٹھتے ہیں۔ عام آدمی کی ان تک رسائی بہت مشکل ہے اور جب لوگ انہیں ملنے کے لئے جاتے ہیں تو اہل کار ان کو اندر نہیں جانے دیتے اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب میٹنگ میں مصروف ہے، خواہ وہ چائے پینے میں ہی مصروف کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی خوش قسمت کسی طرح ملاقات کے لئے وقت حاصل بھی کر لیتا ہے تو افسران بالا اپنے ماتحت افسرن کی رپورٹوں پر انحصار کرتے ہوئے فیصلہ فرما دیتے تھے اور اس طرح ان کی حق رسی نہ ہوتی تھی۔ تو ان کمیٹیوں کے قیام سے اس تاثر کو دور کرنے میں مدد ملی ہے۔ جناب والا، میں یہ گزارش کروں گا کہ اب افسران کرام کھلے میدان میں عوامی نمائندوں کے سامنے لوگوں کی شکایات سنتے ہیں اور ان کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی ایسی شکایات ہیں تو وہ عوامی نمائندوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور وہ ان پر تحقیقات کر کے رپورٹ کرتے ہیں۔ تو میری نظر میں ان کمیٹیوں کا قائم رہنا نہایت ضروری ہے۔ میں وضاحت کے لیے دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔ پہلی مثال یہ ہے کہ ایک انسداد جرائم کمیٹی میں یہ شکایت آئی کہ ایک بیوہ کی چوری ہوگئی ہے اور جو مال برآمد ہوا ہے اس میں آٹھ ہزار روپیہ شامل نہیں۔ تو فیصلہ یہ ہوا تھا

کہ ملزم آٹھ ہزار روپیہ قران پر رکھ دیں اور مدعی اٹھا لے ۔ لیکن جب مدعی تھانے میں گیا تو اس سے کہا گیا کہ کسی پیسے کی ضرورت نہیں ہم آپکے کوئی ٹھیکیدار ہیں ، کوئی قران کا فیصلہ نہیں ۔ تو اس نے افسران بالا تک شکایت کی ۔ اس کی کوئی حق رسی نہ ہوئی ۔ تو وہ شکایت کرائم کنٹرول کمیٹی میں آئی ۔ جب اس نے کرائم کنٹرول کمیٹی میں یہ کہا کہ آٹھ ہزار روپیہ جو قرآن پر رکھنے کا فیصلہ ہوا تھا وہ نہیں رکھا گیا اور میرا یہ خدشہ ہے کہ رقم ملزموں سے لیکر خود کھا گئی ہے تو ایک اعلی پولیس آفسر جو کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے ، طیش میں آگئے اور کہنے لگے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے ۔ اگر یہ سچ ہو تو میں اپنی پیٹی اتارنے کے لیے تیار ہوں ۔ اس پر تین دفعہ حلف ہو چکا ہے ۔ تو میں نے ان سے عرض کی کہ آپ تشریف رکھیں ، انہیں بات کرنے دیں ۔ تو اس مدعی نے قسم کھا کر کہا کہ کوئی حلف نہیں ہوا ۔ وہ تحقیقات میرے اور گل صاحب کے سپرد ہوئی ۔ میں نے تحقیقات کی اور یہ ثابت ہوا کہ واقعی حلف نہیں ہوا ۔ میں نے اس افسر سے یہ عرض کی کہ جناب ، آپ نے تو بلند بانگ دعوی کیا تھا کہ استعفی دے دوں گا ۔ لیکن یہ حلف نہیں ہوا ۔ اب کیا کیا جائے ؟ میں کیسی رپورٹ کروں ، تو وہ خاموش ہو گئے ۔ آخر اس بات کا فیصلہ ہوا کہ وہ حلف لیا جائے ۔دوبارہ پیسے رکھے جائیں اور اس بیوہ کی حق رسی کی جائے تو پھر کوئی نرمی کی جا سکتی ہے ۔ آپ یقین مانیں کہ دو دن کے اندر اندر وہ رقم قرآن پر رکھی گئی ، بیوہ نے اٹھائی اور وہ بیوہ کو مل گئی ۔ اب وہ رقم ملزموں سے آئی یا پولیس سے ، اس کا مجھے علم نہیں ۔ بہر حال میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سے اچھا تاثر پیدا ہو رہا ہے اور لوگ جب مسائل لے کر آتے ہیں تو وہ ہمیں پوچھتے ہیں کہ کرائم کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ کب ہو گی ۔ اس کو ختم نہ کیا جائے ۔ دوسری اسی اجلاس میں ایک اور بات آئی ۔ ایک آدمی نے شکایت کی کہ میرا بھائی گونگا ہے ۔ اسے زدو کوب کیا گیا ہے اور جب وہ تھانے میں پہنچا ہے شکایت کرنے کے لئے تو دوسری پارٹی نے سمجھا کہ پرچہ ہو جائے گا ۔ وہ ہسپتال چلا گیا اور ایک چھنگلی کو چیرا دلوا کر 325 کا نتیجہ لے آیا ۔ میں وزیر صحت سے درخواست کروں گا کہ وہ اس پر توجہ کریں کیونکہ یہ اب عام مرض ہے کہ کسی چھنگلی کو کاٹ کر 325 کا نتیجہ لے لیا جائے ۔

یا یہ کہ کوئی اپنا ہلتا ہوا دانت اکھاڑ کر 326 کا نتیجہ لے لے یا کسی ضربہ کو زیر مشاہدہ رکھا جائے اور جب مطلب پورا ہو جائے تو اپنا

مشاہدہ ختم کر دیا جائے یہ چیز عام ہے بہر حال یہ چیز ضمنی تھی جب وہ نتیجہ لے آیا تو پولیس نے پرچہ مظلوم کے خلاف کیا اور ظالم کے خلاف نہ کیا اب وہ چیز میرے سامنے آئی میں نے تحقیقات کی میں موقع پر پہنچا اور میں نے ثابت کیا کہ یہ پرچہ جھوٹا ہے یہ بھی ثابت کیا کہ پولیس نے دونوں طرف سے پیسے لئے ہیں میں نے کہا کہ آپ غریب لوگ ہیں آپ راضی نامہ کرلیں پولیس سے میں آپکو پیسے واپس دلوادونگا آپ یقین کیجئے کہ میرے کمرے میں پہنچنے سے پہلے وہ پیسے ان کو مل چکے تھے پیسے دونوں طرف سے لئے گئے تھے میں یہ کہوں گا کہ یہ چیز بھی اگر اس میں کمزوریاں ہیں ان کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے اور زیادہ موثر بنانے کی کوشش کی جائے ۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ ضلعی سربراہوں کو ہدایات دی جائیں کہ وہ ان کا اجلاس مہینے میں 4/3 مرتبہ ضرور بلائیں پھر اسکے لئے vide پبلسٹی کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہو سکے ضلعی مقامات پر انکے اجلاس نہ کئے جائیں بلکہ مرکز کونسل یا یونین کونسل کے پول پر کئے جائیں ۔ اور پھر یہ ہے کہ سنگین شکایات ان ایجنسیوں کو نہ دی جائیں جن کے خلاف شکایات کی گئی ہیں بلکہ عوامی نمائندوں کو دی جائیں اور ان کی رپورٹوں پر سختی سے کارروائی کی جائے کیونکہ اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ انسدادی کمیٹیوں کے متعلق میرا ذاتی مشاہدہ ہے اب میں رابطہ کمیٹیوں مرکز کونسل کے سلسلے میں عرض کرونگا جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ انکے نتائج حوصلہ افزا ہیں لیکن ایک بات جو بری طرح کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ مختلف محکموں کے بیشتر افسران ان اجلاسوں میں شرکت کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں ۔ اگر وہ آتے ہیں تو بادل نخواستہ آتے ہیں اگر وہ بیٹھتے ہیں تو بے دلی سے بیٹھتے ہیں اور اگر ان سے کوئی رپورٹ مانگی جائے تو مطلوبہ رپورٹ وقت پر مہیا نہیں کی جاتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان پر تنقید کی جاتی ہے تو انکی بالادستی کو ٹھیس پہنچتی ہے میں یہ گذارش کرونگا کہ وہ روٹھے روٹھے سے بیٹھے رہتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ان کو منانے کی کوشش کی جائے یہ ذہنیت تبدیلی کی متقاضی ہے کہ ان ان میں جذبہ پیدا کیا جائے جو قومی خدمت کریں وہ یہ سمجھیں کہ یہ ملک اور قوم کا کام ہے ہمارا نہیں اگر یہ تبدیلی آ جائے تو یہ رابطہ کمیٹیاں یہ مرکز کونسل بہت ہی مفید ثابت ہو سکتی ہیں ان کو قائم رہنا چاہئے ۔ شکریہ

جناب اشفاق شاہد جناب چیئرمین معزز ممبر نامزد تھے یا مختلف تھے ؟

جناب چیئرمین اس سے کیا فرق پڑتا ہے وہ میرے ممبر ہیں ہم نے آپکو فلور دیا تھا۔

جناب اشفاق شاہد میں یہ اسلئے پوچھ رہا ہوں کہ یہ پولیس کے خلاف اتنا بولے ہیں کیا یہ آئندہ اس اسمبلی میں نہیں آنا چاہتے اگر یہ نامزد ہیں تو انکی رپورٹیں غلط ہو جائینگی اگر آپ منتخب ہیں تو نئے الیکشن کا دور دورہ ہے آمد آمد ہے تمام با اثر حضرات اپنی اپنی مرضی کے افسران لگوا رہے ہیں اگر یہ فاضل ممبر پولیس کے خلاف بولتے ہیں تو یہ آئندہ منتخب نہیں ہو سکتے لہذا میرا ان کے لئے مشورہ ہے کہ یہ اپنا ہاتھ ہلکا رکھیں۔

جناب چیئرمین - میں آپ سے معافی چاہتا ہوں آپ یہاں میرے ممبر ہیں۔

چوہدری ہارون الرشید تھیم — (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب حافظ آباد) جناب گورنر میں سب سے پہلے عرض کرونگا کہ ایک خبر ملی ہے کہ یہ اجلاس آخری اجلاس ہے۔

جناب چیئرمین کیوں ؟

چوہدری ہارون الرشید تھیم - یہ سیٹھ صاحب نے فرمایا تھا۔

سیٹھ محمد عبید الرحمن - آپ نے اسکو درست سمجھ لیا۔

چوہدری ہارون الرشید تھیم - جناب گورنر یہ وہم پڑ گیا تھا یہ آخری اجلاس ہے کیونکہ یہ اجلاس 5 روزہ اجلاس ہے ممکن ہے ہم ابھی مقابل نزاع کے قدموں میں ہوں ہماری ممبری کی زندگی باقی ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین — اللہ کی باتیں اللہ ہی جانتا ہے۔

جناب ہارون الرشید تھیم — اس کے متعلق آپ ذرا تشریح کر دیں تاکہ کل اخبارات میں سرخیاں نہ آئیں۔ اس لئے جو بھی ہو وہ صحیح ہو۔

جناب چیئرمین - یہ اللہ جانتا ہے ہم کیسے کہہ سکتے ہیں۔

جناب ہارون الرشید تھیم — یہ بات تو ہمارے چیئرمین گورنر صاحب اور وزیر بلدیات اور اتفاق سے جناب فخر امام صاحب بھی بیٹھے ہیں زیادہ جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین — ابھی ان کی باری آتی ہے ۔ آپ فرمائیں ۔

جناب ہارون الرشید تھیم — اس کے متعلق خود ہی وضاحت فرما دیں تاکہ جب ہم واپس جائیں تو وہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ممبر نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین — ہم تو زندگی کی بات کر رہے ہیں ۔

جناب ہارون الرشید تھیم — دراصل ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ پانچواں با برکت منصوبہ ختم ہو رہا ہے ۔ اس لئے اس کا پانچ روزہ اعلان ہو رہا ہے ۔ دوسری گذارش دیہی ترقی کے متعلق کرنا چاہتا ہوں ۔ بلدیاتی الیکشن آ رہے ہیں پچھلے سال ایک دن میں ہی الیکشن ہوئے تھے ۔ یعنی ڈسٹرکٹ کونسل کے اور بلدیاتی اداروں کے ۔ وہ بڑا با مقصد تجربہ تھا ۔ اب شنید ہے کہ تین چار دن کا وقفہ دیا جا رہا ہے ۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چھوٹے ملازم جنہوں نے ووٹ دینے کے لئے آنا ہے ان کو اس طرح دو بار آنا پڑے گا ۔ اور اس طرح عملہ پر بھی دوگنا خرچہ پڑ جائے گا ۔ میری یہ تجویز ہے کہ الیکشن پچھلی دفعہ کی طرح ہی ہونا چاہئے ۔ جناب فخر امام سے عرض کی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ آپ یہ گورنر صاحب سے عرض کریں ۔ یہ ان کے اختیارات میں ہے وہ پنجاب میں جو چاہیں کریں جو وہ حکم دیں گے وہی ہوگا ۔

جناب چیئرمین — آپ باتیں بہت سنتے ہیں ۔

جناب ہارون الرشید تھیم — دوسرے رابطہ کمیٹی اور انسداد جرائم کمیٹی کے متعلق عرض کرنا ہے مجھے خدا کے فضل سے بہت تجربہ ہے چونکہ میں اس میں بہت حصہ لیتا ہوں جہاں تک رابطہ کمیٹی کا تعلق ہے یہ صحیح بات ہے جب ہم ضلع میں بیٹھتے ہیں تو اس طرح محسوس ہوتا ہے جس طرح پنجاب کونسل میں بیٹھتے ہیں ۔ قریباً قریباً ضلع کے ہر محکمہ کا سربراہ وہاں ہوتا ہے ۔ اس کو فکر ہوتا ہے کہ میں نے جواب دینا ہے ۔ چیئرمین ضلع کونسل اس کی طرف دیکھتے ہیں ۔ میں گوجرانوالہ کا ذکر کر رہا ہوں کہ ہم ڈی سی صاحب سے آنکھ سے آنکھ ملاتے ہیں کہ یہ جواب آپ کو دینا پڑے گا اور ہر محکمہ اپنی کارروائی بیان کرتا ہے اس پر ہم ممبروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ موقع پر جا کر ان کا کام دیکھیں ہائی وے کا فارسٹ کا انکوائری کا خدا کے فضل سے ہم جانتے ہیں ۔ یہ طریقہ اضلاع کی سطح پر نہایت کامیاب ہے ۔ اگر اصلاح کرنی ہو تو کر لی جائے ۔ ورنہ اس کو بالکل ختم نہ کیا جائے ۔ تیسرے انسداد جرائم کی کمیٹی ہے اپنے اپنے ضلع کے مختلف حالات و

واقعات ہوئے ہیں میں ضلع گوجرانوالہ کے متعلق عرض کروں گا حافظ آباد میں 7/6 قتل کے پرچے ہوئے ہیں - جن میں ہر پرچے کے اندر یہ جھگڑا تھا کہ یہ ملزم اتنے نہیں ہیں - یہ بے گناہ ہیں - مدعی کچھ کہتا ہے ملزم کچھ کہتا ہے - ہر تھانے کے اندر ہماری جرائم کی میٹنگ ہوئی - ان میں وہ قتل کے مقدمات ہمارے سامنے رکھے گئے - ہم نے فریقین کو بلایا کیونکہ وہ ہمارے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے تھے - اور نہ ہی جھوٹی قسم کھا سکتے تھے لہذا ان 7/6 مقدمات کا بڑا صحیح فیصلہ ہوا - دونوں پارٹیوں نے تسلیم کیا بلکہ ایک مقدمہ میں 9 ملزم تھے - 8 بے گناہ تھے اور مدعی صاحبان نے تسلیم کیا ہے کہ ٹھیک ہے - ہم نے اس وجہ سے یہ پرچہ دیا تھا کہ یہ ملزمان کی مدد کرتے تھے میرا مطلب یہ ہے کہ یہ نہایت اعلیٰ سکیم ہے اب صرف وہاں ایک قتل کا مقدمہ رہ گیا ہے جس میں کچھ سیاسی بازی گروں کا دخل تھا - ڈی ایس پی اچھی تفتیش کر رہا تھا لیکن یہ تفتیش بدل کر ایک انسپکٹر کے پاس گئی - اس کے بعد بدل کر گجرات کی پولیس کے پاس گئی - آخر فیصلہ کیا کہ یہ ڈی آئی جی کرائم لاہور کو بھیجا جائے -

چنانچہ کرائم کنٹرول کمیٹی کی سفارش پر وہ مقدمہ ڈی آئی جی (کرائمز) کے پاس آ گیا اور جس پر سب پارٹیاں مطمئن ہیں کیونکہ ان کے پاس اگر کوئی ہیری پھیری کرے یا ان پر کوئی ایسا ویسا دباؤ ڈالے تو وہ ہلاک بھی کر دیتے ہیں - اس وجہ سے وہ سب پارٹیاں مطمئن ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ کرائم کنٹرول کمیٹی جس میں عوامی نمائندے شامل ہوتے ہیں اس میں کوئی بات چھپی نہیں رہ جاتی - اس واسطے یہ بہت ضروری ہے اور زیادہ سے زیادہ اور اچھی سے اچھی ترجیح کر کے ایس پی کو لگا دیا جائے -

اسی طرح ایک اور کمیٹی اضلاع میں ہونی چاہیے جس کا نام انسداد رشوت کمیٹی ہونا چاہیے - یہ اضلاع میں نہیں ہے - اگر یہ بھی اضلاع میں قائم کر دی جائے اور باضابطہ قائم کر دی جائے یا انسداد کرائم کے ساتھ منسلک کر دی جائے تو ہم آپس میں بیٹھ کر باہم باتیں کرینگے - وہاں پر ایک دوسرے کو کہہ بھی سکیں گے اور شرمسار بھی ہونگے - اس واسطے یہ انسداد رشوت کمیٹی جو ہے اس کو ضرور کسی کے ساتھ منسلک کیا جائے اس سے جرائم میں بہت کمی آ جائے گی - اور یہاں پر شکایات کی بجائے ضلع میں رشوت کے معاملات ختم ہو جائیں گے - باقی چھوٹی چھوٹی باتیں ہو چکی ہیں - اتنی باتیں ہو چکی ہیں کہ جو پہلے سب سبجیکٹ کمیٹی میں آنی چاہیے تھیں تاکہ وہاں پر ان کا عطر نکل جاتا - اس کے

بعد یہاں پر یہ موٹی موٹی باتیں آ جائیں ۔ میرے پاس اب چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں اس لئے میں ان کو پیش نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ سبجیکٹ کمیٹیوں میں پہلے کریں گے اس کے بعد پھر یہاں پر موٹی موٹی باتیں جائیں گی ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) ۔ جناب والا ۔ ابھی ایک معزز رکن نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ کیا یہ آخری اجلاس ہے اور اس کی مدت کیا ہے جو بظاہر بات سمجھ آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ جتنے الیکٹڈ لوگ ہیں یہ نئے الیکشن میں جب ان میں سے کوئی بھی return ہو گا تو وہی کونسل کا ممبر ہو گا یا ان کی جگہ کوئی آئے گا ۔ بلحاظ عہدہ وہ کونسل کا ممبر کہلائے گا ۔ یہ جو نامزد ارکان ہیں جن میں صاحب موصوف خود ہیں ان کی پوزیشن کیا ہے ۔ کہ ان کی مدت کب تک ہے ۔ یہ اس کے ساتھ ہی چلیں گے یا یہ for ever ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ آپ ہی کے ساتھ ہیں ۔ انہیں آپ کہاں راستے میں چھوڑیں گے ۔ ان کو ساتھ لیکر چلیں ۔

شیخ غلام حسین ۔ جناب والا ۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ اخبار میں آ جائے ۔ یہ ان کی زندگی کا معاملہ ہے ۔ اس لئے بتا دیا جائے کہ ان کی نامزدگی تا زندگی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ انہیں کوئی فکر نہیں ہے ۔

شیخ غلام حسین ۔ جناب والا ۔ اس میں بڑا اہم مسئلہ ہے لہذا اس کی وضاحت ہو جائے کہ نامزد ممبران کی مدت کیا ہے ۔ جیسے کہ 1979ء کے ایکٹ میں الیکٹڈ لوگوں کی ایک مدت مقرر ہے کہ ان کی کونسل فلاں تاریخ تک ہوگی ۔ نئے الیکشن تک ہوگی ۔ تو یہ جو کونسل کے نامزد ارکان ہیں ان کی بھی وضاحت ہو جائے کہ ان کی مدت کیا ہے ۔ اور کونسل کب تک ہے ۔

جناب چیئرمین — آپ کا کیا خیال ہے ۔

شیخ غلام حسین — جناب والا ۔ اس میں تو میرا یہی خیال ہے کہ وہ الیکٹڈ حضرات جس طریقے سے ان کی ایک مدت ہے اسی طریقے سے اس کونسل کی بھی مدت مقرر کی جائے ۔ اس کے بعد دوبارہ یہ وجود میں آئے خواہ اس میں میرے یہ فاضل دوست ہی کیوں نہ ہو کر آئیں ۔ لیکن یہ ایک اصول کے خلاف بات ہے کہ جو لوگ اس روٹ سے آئیں ان

کی تو ایک میعاد ہے ۔ روٹ میں نہیں کہوں گا وہ بھی واجب الاحترام ہیں ۔ ان کی کوئی معیاد نہ ہو ۔ اس کی وضاحت ضرور ہونی چاہیے ۔

جناب چیئرمین — ٹھیک ہے ۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید — (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) — جناب والا ۔ اگر آپ نے یہ وضاحت کر دی تو افسران بالا جو ہم سے تعاون کرتے ہیں انہوں نے تعاون کرنا چھوڑ دینا ہے ۔ (قہقہ) یہ آپ ابھی اناؤنس نہ کریں ۔ اگر یہ آخری اجلاس بھی ہے تو آپ رہنے دیں ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — (جنرل سیکرٹری پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن) — جناب والا ۔ فاضل رکن کے سوال کے جواب میں تھوڑی سی وضاحت عرض کرتا ہوں کہ جو نامزد ممبران ہیں یہ بھی ایک خاص جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور جماعت کا باقاعدہ الیکشن ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین — بالکل ۔

الحاج چودھری محمد حیات — جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ادھر چیمبرز آف کامرس پڑی ہے اور شہر کی طرف سے بہت سی جماعتیں ہیں ۔ میں خود بھی کوئی 12 بارہ ہزار بس اونرز کی طرف سے الیکٹ ہوا ہوں اور یہ تین سال کے بعد میرا الیکشن ہوا ہے ۔ پھر تین سال کے بعد الیکشن ہوا ہے ۔ یہ کہنا کہ یہ الیکٹیڈ ہیں اور یہ نامینیٹڈ ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین — آپ یہاں کے ممبر ہیں ۔ بس بات ختم ہوگئی ۔ ایسے کیوں بات کو بڑھائیں ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا — (لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) — جناب چیئرمین ۔ میں کرائم کنٹرول کمیٹی کے سلسلے میں کچھ گذارشات پیش کرنا چاہتی ہوں ۔ مجھے محترمہ عابدہ صاحبہ اور نوابزادہ صاحب کی گذارشات سے کافی حد تک اتفاق ہے کہ پولیس کافی حد تک جرائم پر قابو پا سکتی ہے لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ اصلاح معاشرہ مہم میں کونسلر اور باشعور عوام جو کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ اس کی اہمیت بھی مسلم ہے یہ صرف پولیس کے بس کا روگ نہیں ۔ اس سلسلے میں چند عوامل کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں جو کہ جرائم پیشہ کے فروغ کے لئے میدان میں نہایت ذرخیزی کا کام دیتے ہیں اور جو ہم پر ہر طرح سے حملہ آور ہو رہے ہیں ۔ اس میں جہاں ایک طرف دین سے لاعلمی ہے

تو دوسری طرف اخلاقی اقدار سے بے نیازی کا رجحان ہے ۔ ہماری نئی نسل میں اچھائی برائی کی تمیز کی کافی کمی پائی جاتی ہے ۔ اخلاق سوز اور اخلاق یافتہ لٹریچر ہر بک سٹال پر ۔ ہر بک کارنر ۔ ہر بک ڈپو اور ہر چھوٹی موٹی لائبریری میں بھرا پڑا ہے ۔ ہر بچے کی اور ہر نئی نسل کے فرد کی اس تک رسائی ہے ۔ اس کے علاوہ وی سی آر کے ذریعے گھر گھر میں فلم دیکھنے کا جو سلسلہ چل رہا ہے وہ فحاشی پھیلانے کا بہت ذمہ دار ہے ۔ اس حد تک میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے عوامی تعاون بے حد ضروری ہے ۔ ہم پولیس سے توقعات رکھتے ہیں وہاں ہم اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی نہیں کر سکتے اور فحاشی کو فروغ دینا اتنا سنگین مسئلہ ہے کہ اس کے لئے میں یہ تجویز پیش کرونگی کہ جسطرح صوبائی طور پر Spurious Drugs اور ملاوٹ شدہ ادویات کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے اس طرح اس کے لئے بھی ایک کمیٹی خصوصی اختیارات کے ساتھ قائم ہونی چاہیے اس میں اگر جناب گورنر خود نگرانی فرمائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بہتر ہوگا اس سلسلے میں کچھ کاغذی کارروائی کے متعلق کہنا چاہتی ہوں کہ ایک سینئر سوشل ویلفیئر افسر سے اصلاح معاشرہ مہم کے سلسلے میں باتیں ہو رہی تھیں تو انہوں نے یہ انکشاف کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین — بیگم صاحبہ معافی چاہونگا کہ ہمیں صرف سبجیکٹ پر رہنا چاہیے یہ جنرل ڈیبیٹ میں آ جائے گا ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا —جناب والا یہ کرائمز کے سلسلے میں ہے ۔

جناب چیئرمین —نہیں—آپ کرائم کنٹرول کمیٹی پر آئیے گا اگر آپ اسکی mechanics میں چلی گئیں تو بہت مشکل ہو جائے گا ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا—جناب والا یہ اسی سلسلے کی ایک بات ہے جس کے متعلق انہوں نے بتایا کہ ان کا اصلاح معاشرہ کا پروگرام مکمل ہوگیا ہے ۔

جناب چیئرمین—کن کا وہ تو ہو ہی نہیں سکتا ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا—جناب والا اس کے کنٹرول کے لئے جو انہوں نے پروگرام بنایا تھا اس کے متعلق سوشل ویلفیئر افسر سے باتیں ہو رہی تھیں انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ ان کا اس سلسلے میں جو پروگرام تھا وہ مکمل ہوگیا تو یہ بڑی حیرانی کی بات ہے یہ کوئی تین یا چھ ماہ والی strategy تو نہیں ہے یہ تو ارتقاء کا ایک سلسلہ ہے اور اصلاح معاشرہ تو ہمیشہ جاری رہنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین—پہلے اپنی اصلاح ہو جائے پھر معاشرے کی ہو جائے گی ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا—جی ہاں ۔ اس میں ان سب کا تعاون بھی ضروری ہے community participation بہت ضروری ہے ۔

جناب چیئرمین—جنرل ڈیبٹ میں بہت کچھ آ جائے گا ۔ یہ کس کا کام ہے ۔ معاشرے کا کام ہے ۔ کمیونٹی کا کام ہے ۔ پولیس کا کام ہے ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا کام ہے ۔ ان پر آپ بعد میں آئے گا ۔ یہ کام تو کمیونٹی کرتی ہے ۔ یہ تو ایک Instrument ہے اس کے ہاتھ میں جو آپ استعمال کریں یا نہ کریں ۔ سوسائٹی کا کمیونٹی کا اپنا بھی بہت اس میں حصہ ہے ۔ بڑی ذمہ داری ہے ۔ اس کے اپنے بڑے فرائض ہیں ۔

بیگم نجمہ حمید — (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی)
میں تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ چھوٹی سے بڑی سطح تک جو آپ نے خواتین کی نمائندگی بڑھائی ہے ۔ اس کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں ۔ پچاس فیصد آبادی کے لحاظ سے ہمیں بہت کم نمائندگی ملی ہوئی تھی تو یہ جو آپ نے تعداد بڑھائی ہے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے ۔ اور بجٹ کا دوفیصد جو ملا ہے ۔ وہ بھی آپ کی مہربانی سے ملا ہے ۔ خواتین کی جو اچھی اچھی سکیمیں ہیں ۔ ہم نے اس میں یہ رقم لگائی ہے ۔ اور ہم نے یہ پوری پوری کوشش کی ہے کہ یہ سکیمیں کامیاب ہوں اور ہم سے جو کچھ بھی ہوا ہے ۔ اس سلسلہ ہم نے کام کیا ہے آئندہ ہم ہوں یا نہ ہوں جو بھی ہوگا ۔ اس کے لئے کم از کم یہ سہولت تو ہوگی ۔ اس کے علاوہ جناب والا میں یہ عرض کروں گی کہ ہم خواتین کے لئے ایک آفس ضرور مہیا کریں ۔ چاہے کسی جگہ پر ہو ۔ کیونکہ ہم خواتین کے کافی مسائل ہوتے ہیں ۔ اس چار سالہ دور میں ہمیں کافی مسائل درپیش رہے ۔ اس لئے ایک آفس ضرور ہو جہاں پر ہفتہ میں ہم ایک آدھ مرتبہ جائیں ۔ ہمیں ہفتہ میں ایک آدھ مرتبہ گاڑی ضرور ملنی چاہیئے ۔ سوشل ویلفیئر کے کافی کام ہوتے ہیں ۔ اور بھی جتنے کام ہیں جن میں آپ نے خواتین کو نمائندگی دی ہوئی ہے ۔ ہم وہاں پر ایڈوائزری کمیٹی میں بھی ہیں ۔ تو کینوینس ہمیں ضرور ملنی چاہیئے ۔ گاڑی کا بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ ضلع کونسل یا یونین کونسل کسی جگہ سے ہمیں گاڑی ضرور ہفتہ میں ایک بار ملنی چاہیئے ۔ اس لئے میں یہ دوبارہ گزارش کروں گی کہ جہاں آپ نے ہم پر احسانات کئے ہیں ۔ اتنے بڑے کام خواتین کے لئے کئے ہیں ۔ ایک یہ کام ضرور کریں کہ خواتین کونسلر کو ہفتہ میں ایک یا دو بار گاڑی

ضرور مہیا ہونی چاہئے ۔ تاکہ ہم اداروں کا معائنہ کر سکیں اور جہاں پر جانا چاہیں آسانی سے جا سکیں ۔ مثلاً کارپوریشن کے سکولوں کا معائنہ جیل خانہ جات کا معائنہ اس لئے ہمیں اجازت ہونی چاہیئے کہ ہم وہاں پر جا سکیں باقی چیکنگ پر جا سکیں تو یہ گاڑی کا بندوبست ضرور کریں ۔ اور ایک ضروری بات جو میں کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ الیکشنوں سے پہلے آپ کے پاس بہت سے افسران کی رپورٹیں آئی ہیں ۔ سب کے متعلق کہ کیسے اور کس قسم کے لوگ ہیں ۔ آپ کے بہت سے سیل ہیں جو اس سلسلہ میں کام کرتے ہیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ الیکشن کے بعد اگر آپ کسی کو ڈس کوالیفائی کریں تو یہ زیادتی ہے کیوں کہ وہ کافی رقم الیکشن کے دوران خرچ کرتا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ الیکشن سے پہلے اس کو ڈس کوالیفائی کریں ۔ اس لئے کہ بعد میں بڑی پریشانی ہوتی ہے میرا مدعا یہ تھا کہ کاغذوں کی جانچ پڑتال کے وقت شروع سے ہی آپ ان کے ساتھ تعاون کریں ۔ اور افسران بالا آپ کو اس سلسلہ میں صحیح رپورٹ دیں اور کاغذوں کی صحیح طریقہ سے جانچ پڑتال کے بعد اگر وہ اس کا اہل ہے تو اس کو آپ ٹکٹ دیں کیونکہ بعد میں لوگوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے دوسرے میں یہ عرض کروں گی کہ مجلس شوریٰ کے جو ممبران ہیں ۔ میں ان پر کوئی تنقید نہیں کرتی ۔ میں یہ کہوں گی کہ ان کے کہنے یا نہ کہنے پر فیصلہ منحصر نہ ہو یعنی آپ کا معیار یہ نہ ہو کہ وہ لوگ جس ترازو میں تول کر آپ کے سامنے پیش کریں ۔ تو وہ حرف آخر ہو ۔ ان کی بھی علاقوں میں لوگوں کے ساتھ دشمنیاں ہوتی ہیں ۔ آپ کا اپنا جو انٹیلیجنس کا محکمہ ہے یا جو ڈپٹی کمشنرز صاحبان سے رپورٹ آتی ہے ان پر آپ depend کریں یا اپنے Cell سے مشورہ کریں اور پھر ان کو ٹکٹ دیں ۔

بیگم عارفہ طوسی — (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن لاہور) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ۔ جیسا کہ ابھی رابطہ کمیٹی کے سلسلہ میں کرائمز کنٹرول کمیٹی کے سلسلہ میں بات ہوئی ہے ۔ کسی ادارے کی تشکیل کے وقت چند ایک مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں جن کی وجہ سے عوام کو سہولت بہم پہنچانا مقصود ہوتا ہے اس سلسلہ میں ہماری موجودہ گورنمنٹ نے کرائمز کنٹرول کمیٹیاں تشکیل دی ہیں ۔ اور رابطہ کمیٹیاں تشکیل دی ہیں یہ ایک بہت ہی حسن اقدام تھا ۔ جس کا مقصد عوام کو وہ سہولیات بہم پہنچانا ہے ۔ کہ جس سے وہ محروم ہیں ۔ اور اس سلسلہ میں کرائمز کنٹرول کمیٹی تشکیل دی گئی اس میں جو ممبران رکھے گئے ہیں ۔

یہ ان کی اپنی کارکردگی پر منحصر ہے کہ وہ اس کو کس حد تک کامیاب بناتے ہیں۔ اور اپنے اپنے علاقہ میں لوگ کس حد تک ان کرائمز کنٹرول کمیٹیوں سے مستفید ہونے کی کوشش کرتے ہیں سو میرا تعلق چونکہ لاہور سے ہے تو میں یہ کہوں گی کہ لاہور ضلع کی کرائمز کنٹرول کمیٹی نے بہت بہتر طور پر کام کیا ہے اور عوام میں ان کی اپنی جو بھی ضروریات تھیں۔ یا کوئی اور مسئلہ تھا۔ تھانہ وغیرہ کی سطح پر ۔ یا کوئی آفیسر تعاون نہیں کر رہا تھا۔ تو عوام نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ اور ہمارے علم میں کافی کیسز آئے۔ اور جو بھی واقعہ ہمارے علم میں آیا ہم نے بجا طور پر اس کو حل کر دیا اس طرح سے رابطہ کمیٹی کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ قائم رہے۔ تمام آفیسر وہاں پر ساتھ ساتھ ہوں تاکہ بجٹ کا زیاں نہ ہو۔ جو بھی ترقیاتی کام ہوں وہ آپس میں صلاح مشورے کے ساتھ کئے جائیں۔ اور وہاں پر اگر کوئی نقائص یا غلط کام ہوں، تو اس کی نشاندھی رابطہ کمیٹی میں کی جائے تاکہ اس کا ازالہ ہو سکے تو میرے خیال میں کرائمز کنٹرول اور رابطہ کمیٹیوں کا وجود برقرار رہنا چاہیے۔ اور اس کو زیادہ موثر بنانے کے لئے محنتی کارکنان کو آگے لایا جائے۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین ۔ ان کمیٹیوں سے باہر آئیں ۔ کوئی مرکز کی بات کریں ۔ یونین کونسل کی بات کریں ۔ آپ آئے حاجی صاحب ۔

حاجی محمد اسلم بٹ (میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ)
جناب چیئرمین ۔ بلدیاتی اداروں کے وجود میں آنے کے بعد یقیناً بہت فائدہ ہوا ہے ۔ آگے چل کر میں اس کے متعلق عرض کروں گا سب سے بڑی بات تو یہ ہے ۔ کہ لوگوں میں خود اعتمادی کا احساس پیدا ہوا ہے ترقیاتی کاموں میں لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں یہاں تک کہ بات وہ ہے کہ دلیل سے کی جائے تو میں یہ کہوں گا کہ پھر اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ ہے اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی افادیت کیا ہے کیسے یہ نفع بخش ہے ۔ ابھی میں نے یہاں سے نگرز لئے ہیں کہ ان اداروں کے معرض وجود میں آنے کے بعد مثلاً 1975ء سے 1979ء تک ان کی آمدنی اور خرچ کے متعلق ذکر ہوا ہے ۔ 1979ء تک 4 سال پہلے کی آمدنی 20.900 ملین تھی ۔ اور ترقیاتی کاموں پر صرف 836 ملین روپے خرچ ہوئے ۔ لیکن اب کے چار سال میں بعد والے چارسال میں ان کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ۔ اور یہ آمدنی

146ء6 ملین ہوگئی ہے - اور ترقیاتی کاموں پر 2ء820 ملین روپے خرچ کئے گئے یہ ظاہر ہے بہت بڑھی ترقی ہے تقریباً اڑھائی تین گنا ترقی ہوئی ہے یہ سب انہیں اداروں کی مرہون منت ہے ان منتخب ممبران کی وجہ سے جو کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی وجہ سے ہوئی ہے - جنہوں نے رات دن کام کرکے یہ کام کیا ہے - اس سے ان کی افادیت کا بہتر طورپر اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی افادیت ہوئی ہے یا نہیں میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے بالکل وضاحت ہو جائے گی کہ بلدیاتی ادارے نفع بخش ہیں -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں (میر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ) — جناب چیئرمین - میں بلکہ ہم سب لوگ خدائے برتر کے شکر گزار ہیں کہ اس کی کرم نوازی سے اللہ تعالے نے ہمیں توفیق بخشی ہے اور عوام کی توقعات پر پورے اترے ہیں - لوکل کونسل نے جہاں ایک طرف اپنے ریونیو کو بڑھایا ہے دو سے تین گنا زیادہ کیا ہے - اس نسبت سے انہوں نے اپنے ترقیاتی کاموں میں بھی پیسہ خرچ کیا ہے ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہماری اکانومی کا انحصار ایگریکلچر پر قومی سطح سے لے کر صوبائی سطح تک اس کو خاص اہمیت دی گئی ہے شہروں کی ترقی کے ساتھ ساتھ رورل ایریاز کو بھی خاص ترقی دی گئی ہے اس کے دو فوائد ہوئے ہیں - ایک تو نہ صرف ان جگہوں کا دیہاتوں کا اور دیہات میں رہنے والوں کا معیار زندگی بلند ہوا بلکہ زرعی آمدنی بعد پر ایکڑ پیداوار میں بھی اضافہ ہوا - اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ دیہات میں رہنے والے لوگوں کو دیہات میں ہی وہی سہولیات میسر ہوگئیں جو شہر کے لوگوں کو دستیاب تھیں - اس میں حکومت کی یہ کوشش رہی کہ دیہاتوں سے شہر کی طرف آبادی کی جو منتقلی ہے اس کو روکا جاسکے - جناب والا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ منتقلی کا عمل ابھی تک جاری ہے شہروں کی آبادی قومی آبادی کی نسبت دگنی رفتار سے بڑھ رہی ہے اور دیہی آبادی کے شہر میں منتقل ہونے سے شہروں کے مسائل میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے - ان مسائل کو حل کرنے کیلئے لوکل کونسل نے ارین کونسل نے اپنے وسائل میں خاصا اضافہ کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک saturation point پر پہنچ چکے ہیں اب ٹیکسیز میں اضافہ نہ تو آمدنی کو بڑھاتے ہوئے ان ادارں کے مفاد میں ہے اور نہ ہی لوگوں کے بس میں ہے ہمارے شہری ادارے اسوقت اپنی بقاء کی تگ و دو میں مصروف ہیں - اس سلسلہ میں حکومت نے جس طرز پر دیہی ترقیاتی سکیموں کا اجراء کیا ہے میں گزارش کروں گا شہروں کے مسائل کو بھی اسی طرح حل کیا جائے جب جیسا کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے ہمارے مسائل بہت تیزی سے بڑھ رہے ہیں

اپنی معاشی حالت کو سدھارنے کیلئے ہمارے ریونیو کو بڑھانے کی طرف حکومت کو توجہ کرنی ہوگی ۔ میں اس سلسلہ میں ایک دو اقدامات عرض کروں گا جسطرح رورل ایریا میں میچنگ گرانٹ سکیم کا اجراء کیا گیا ہے ۔ اسی طرح اربن ایریا کی اربن لوکل کونسل کو incentive دینے کیلئے کہ وہ مناسب حد تک مناسب ذرائع سے اپنے ریونیو کو بڑھائیں ۔ جتنا وہ ریونیو بڑھائیں اسی تناسب سے ان کو گرانٹ دی جانی چاہیے ۔ جناب والا وفاقی حکومت نے اپنے چھٹے ترقیاتی منصوبے میں لوکل کونسل کیلئے اپنے فنڈز کا کچھ حصہ مختص کردیا ہے ۔ اسوقت صوبائی منصوبہ بندی بھی جاری ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وفاقی حکومت کی طرح صوبہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اربن ایریا کیلئے بھی کچھ رقم مختص کی جائے ۔ اس کے علاوہ ہمارے ٹیکسس شیڈول میں بھی provision کی ضرورت ہے ۔ ہو سکتا ہے میری گزارشات وفاق سے متعلق ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس قابل ہے کہ یہاں یہ گزارش کی جائے اور ہمیں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ جسطرح ترقی یافتہ ممالک میں اکثر ٹیکسیز لوکل کونسل یا لوکل گورنمنٹ کے ادارے لگاتے ہیں ہم بھی اپنی خطوط پر کام کریں ۔ لیکن ہمارے ہاں صورت حال بالکل مختلف ہے ۔ اکثر و بیشتر ٹیکسیز یا تو وفاق کے ہیں یا پھر صوبائی حکومت کے ہیں ۔ ہمارے پاس ٹیکسیز کی شکل بہت nominal سی ہے ۔ جب کہ غیر ترقیاتی پروگرام کا اکثر و بیشتر حصہ ہمیں دینا پڑتا ہے میں اس سلسلہ میں روڈ ٹیکسیز کی مثال دوں گا جو صوبائی حکومت وصول کرتی ہے جب کہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت لوکل کونسل کرتی ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ روڈ ٹیکس میں سے کچھ لوکل کونسل کیلئے بھی مختص کیا جائے اس کے علاوہ واپڈا سے 5 فیصد الیکٹرک ملی چارجز لئے جاتے ہیں جو محصول کی شکل میں عوام سے وصول کئے جاتے ہیں لیکن یہ محصول ڈیوٹی یا الیکٹرک ملی ڈیوٹی صوبائی حکومت وصول کرتی ہے ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ اگر ہمارے ماہرین یہ مناسب سمجھیں تو اس میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی ملنا چاہیے ۔ اس کے علاوہ ہم سے ساڑھے بارہ فیصد ڈیپارٹمنٹل چارجز بھی لئے جاتے ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ اگر ماہرین مناسب سمجھیں تو اسطرف توجہ کریں اور اس کو کم کرکے 5 فیصد تک لایا جائے ۔ اس کے علاوہ ہمارے کچھ ایسے ٹیکسیز ہیں جو ہمیں نہیں مل رہے میں اس کی مثال میونسپل ٹائیڈ کی طرف دوں گا وہ بھی ہمیں میونسپل کمیٹیوں کو ملنی چاہیے میونسپل کارپوریشنوں کو ملنی چاہیے کیونکہ وہ اپنے مجسٹریٹوں کی رہائش اور دوسری ضروریات وغیرہ کا

خیال کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ہمارا دوسرا پہلو لوکل کونسل کے ترقیاتی پروگراموں کی تیاری ۔ منصوبہ بندی اور اس پر عمل درآمد ہے ۔

جناب چیرمین۔ آپ ذرا سنئے اصل باتیں تو اب ہو رہی ہیں ۔

جناب محمد اسلم بلوچ ۔ (وائس چیرمین ضلع کونسل فیصل آباد) ۔

جناب والا اصل باتیں ہوئی کب ہیں ۔

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں ۔ جناب والا منصوبہ بندی لوکل کونسل کا جائزہ لینے کیلئے سب سے اہم چیز ہے کہ کسطرح ہم اپنے مسائل کو حل کرنے کیلئے بہتر طور پر منصوبہ بندی کرتے ہیں ۔ منصوبہ بندی کرنے کیلئے ہمیں جو ٹیکنیکل کام دیا جاتا ہے ایک تو ہمیں ملتا نہیں ہے اور جو ملتا ہے عدم توجہ کی وجہ سے بہتر طور پر منصوبہ بندی نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر مناسب سمجھیں تو قواعد و ضوابط میں ترمیم کی جائے اور ایل-سی-ایس سٹاف ہے اس کو لوکل کونسل کے سامنے جواب دہ کر دیا جائے ۔ میں اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اس وقت جو تھوڑا بہت اختیار حاصل ہے کہ سال میں ایک دفعہ اے ۔ سی ۔ آر لکھ سکتے ہیں اس سے معاملات حل نہیں ہوتے ۔ ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہاں سے تنخواہ لیتے ہیں ہم ان کے سامنے جواب دہ ہیں اور یہ ہمارے خلاف تادیبی کارروائی بھی کر سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ایک ایسا مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جس مسئلے سے میرے تمام بھائی دو چار ہیں اور وہ ہے ٹھیکیداری نظام کا مسئلہ ۔ جناب والا ٹھیکیدار افسران کی ملی بھگت سے پول کرتے ہیں ۔ اپنی مرضی کے ریٹ دیتے ہیں اپنی مرضی سے کاموں کی رفتار کم زیادہ کر لیتے ہیں ۔ اس کا جائزہ اگر صوبائی سطح پر لیا جا سکے تو بہتر ہے کہ ان ٹھیکیداروں سے جان چھوٹ جائے ۔ اس کے لئے کوئی ایسا سنڈیکیٹ کوئی ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو ہمارے تعمیراتی کام کروا سکے ۔ اس کی مثال میں اس طرح سے دوں گا جس طرح کچھ ایسی کارپوریشنز ہیں جیسے این-ایل-سی-این-سی-سی یا ایم-سی-بی وغیرہ اگر یہ بڑے بڑے ادارے ہمارے پراجیکٹ کو ہمارے خرچے پر پورا کر دیں تو اس سے ہماری کافی بچت ہو جائے گی ۔ کوالٹی اور وقت بھی بچ جائے گا ۔ آخری میری گزارش یہ ہو گی کہ ہمارا انتظامیہ اور نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے جو تعاون ہے وہ برقرار رہنا چاہئے بلکہ تعاون پہلے سے زیادہ ہونا چاہئے ۔ ان کا رویہ ہمارے ساتھ کوآپریٹو ہونا چاہئے انتظامیہ کا رویہ کوآپریٹو ہو ہمیں گائیڈ کریں مشورہ دیں

یہ نہیں کہ surbordinate کی طرح رویہ اختیار کریں ۔ جیسا کہ میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ ہم نے سو فیصد surrender کرکے ان کو اپنی طرف مائل کیا ہے ۔ اگر نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور دوسرے محکموں کے اندر احساس جواب دہی پیدا کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں اسطرح ہمارے اور ان کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ کم ہو سکتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ جناب اسلم صاحب اب آپ آئیے گا اپ کے پاس کچھ پوائنٹ ہیں ۔

جناب محمد اسلم بلوچ ۔ (وائس چیرمین ضلع کونسل فیصل آباد) بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب چیرمین صاحب مجھے یہ عرض کرنا تھا کہ ہمیں باتیں تو یہ کرنا چاہیں تھیں کہ ان بلدیاتی اداروں میں یہ خامیاں ہیں اور ان کو دور کرنے کے لیے اپ کے سامنے تجاویز پیش کرنی چاہیے تھیں لیکن کوئی پولیس کی طرف چلا گیا ہے ۔ کوئی مال کی طرف چلا گیا ہے اور کوئی کسی طرف چلا گیا ہے ۔ ہمیں اپ کو بتانا چاہیے تھا کہ اس ادارے میں کیا کیا خامیاں ہیں ۔ میں ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ خامیوں کی طرف نشاندھی کریں تاکہ اٹندہ عرصہ میں دور ہو سکیں ۔

جناب چیئرمین تو اپ نشاندھی کریں ہم تو اپ کا بھی بڑی دیر سے انتظار کر رہے تھے سارا دن اپ سنتے رہے اور اب اور سننا چاہتے ہیں ؟ کمال ہو گئی بلکہ اب اپ تو ہماری طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں کچھ تو کہیں میں آپ کو کہہ رہا ہوں (قہقہے)

جناب محمد اسلم بلوچ جناب والا ہم عوامی نمائندے ہیں ہمارے مشورے سے حلقہ بندی ہونی چاہیے تھی

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین سالار صاحب دیکھیں آپ بولنے دیں ۔ اسلم صاحب آپ میری طرف دیکھیں ۔ مشکل تو یہی ہے کہ آپ میری طرف دیکھتے نہیں ہیں ۔ (قہقہہ)

جناب محمد اسلم بلوچ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ وفاقی کونسل کے ممبران کے مشورے سے حلقہ بندیاں کی جا رہی ہیں

جناب چیئرمین سالار صاحب اب آپ نے ان سے کہہ دیا ہے اپ انہیں بولنے دیں (قہقہہ)

وہ دیکھیں وہ پھر پوچھ رہے ہیں اب میں کیا کہوں دیکھیں وہ کتنا بڑا ہاتھ مار گئے ہیں کیوں جناب پھر کیا خیال ہے ؟ میرے خیال

میں اب 1-30 ہو گئے ہیں جناب فخر امام صاحب تشریف رکھتے ہیں پانچ دس منٹ ان کو بھی سن لیتے ہیں ۔

سید فخر امام (مرکز وزیر بلدیات و دیہی ترقی)—جناب چیئرمین و معزز اراکین کونسل

جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے موضوعات کے اوپر بیشتر سفارشات بلدیاتی کمیشن میں آ چکی ہیں اور یہ لوگ وقتاً فوقتاً ہم سے پوچھتے رہتے ہیں کہ بلدیاتی کمیشن کی رپورٹ کے بارے میں جو جائزہ لیا جا رہا ہے یا یہ جو ایک سو گیارہ سفارشات پیش ہوئیں ان پر کیا عملدرآمد ہو رہا ہے اور آج ہی مجھ سے بہت سے میرے دوستوں نے یہی سوال کیا کیونکہ آپ اس چیز کا جائزہ لے رہے ہیں اور یہ ایسا نہیں ہوتا کہ جب کمیشن کوئی فیصلہ لے لیتا ہے اس پر آئندہ غور نہیں کیا جاتا یا سفارشات بار بار پیش نہیں کی جاتیں ان میں کچھ ایسی سفارشات پیش کی گئی تھیں جن پر عملدرآمد ہو چکا ہے اور جیسا کہ آج بھی ایک سفارش کی نشاندہی ہوئی جس پر عملدرآمد ہوا میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی پاکستان کی سطح پر پہلے جو چار مختلف بلدیاتی نظام یہاں نافذ کئے گئے مثلاً ویلج ایڈ کا پروگرام تھا بیسک ڈیموکریسی اداروں کا سسٹم تھا اور ار ڈی پی کا سسٹم رہا اور اب جو موجودہ نظام ہے اس میں جس قسم کے مختلف فنکشن اور پاورز دی گئیں وہ پہلے شاید کبھی نہیں دی گئی تھیں اور ان دو چیزوں کی میں یہاں پر نشاندہی کرنا چاہونگا ایک یہ کہ پاکستان کی سطح پر یہ پہلی مرتبہ ہے کہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر یہ الیکشن ہوئے اور ضلع کونسل کی سطح پر اور کارپوریشن کی سطح پر منتخب چیئرمین بنائے گئے—یو—ڈی نظام میں چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ کے اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ڈپٹی کمشنر صاحبان ہوتے تھے دوسرے یہ کہ ہم کنٹرولنگ اتھارٹی کی بات کرتے ہیں وہاں پر بھی مختلف صوبوں میں کچھ عرصہ تک یکسانیت نہیں تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر بھی اب یکسانیت پائی جاتی ہے جہاں تک ان کے مالیاتی امور کا تعلق ہے اس پر ہم نے اپنی سفارشات کی ہیں صوبائی حکومتوں کے نمائندے بھی اس میں شامل تھے ان سفارشات کے اوپر غور کیا جا رہا ہے کابینہ میں ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنی تھی جس کے ارکان وزیر خزانہ جناب غلام اسحاق خان صاحب منسٹر پلاننگ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب اور تیسرا رکن میں خود ہوں صوبائی حکومتوں کے نمائندے بھی اس میں شامل ہونگے اور اس میں انہی باتوں پر غور کیا جائے گا جیسا کہ ابھی مئیر سیالکوٹ نے نشاندہی کی کہ کچھ ایسے ٹیکسز ہیں جو کہ پہلے لوکل کونسل کے پاس ہوتے تھے

اور آہستہ آہستہ جب ایک خلا رہا تو یہ ٹیکسز صوبائی حکومت نے assume کر لئے اور اسطرح لوکل کونسل کیلئے یہ مسائل درپیش آئے یہی نقاط ہیں جن پر ابھی حتمی فیصلے نہیں ہوئے اور مجھے امید ہے کہ جیسے ہم چلتے رہیں گے آپ کے وسائل میں اضافہ ہوتا رہے گا جہاں تک لوکل کونسل کے ازخود مسائل کا تعلق ہے 79-1978ء کے مالی سال کی جو collections تھیں وہ 168 کروڑ روپے کی تھیں اور مالی سال 82-1981ء کی collections میں اضافہ ہو کر یہ 330 کروڑ تک پہنچ گئیں ایک صاحب نے پوچھا کہ اسمیں ترقیاتی منصوبہ جات کیلئے کتنے فنڈز ہوتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ 165 کروڑ سے 170 کروڑ روپے تک ترقیاتی منصوبوں پر استعمال کئے جاتے ہیں تو آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ ایک صوبہ کا جو اے-ڈی-پی-ہے وہ تقریباً پنجاب کا 320 کروڑ روپے کا تھا اب یہ جو مقامی حکومت کے ادارے ہیں یہ اپنی سطح پر ہیں اب منصوبہ جات کے جو کام کر رہے ہیں ان کو پہلی دفعہ اس طریقہ سے محسوس کیا جا رہا ہے اور اس کا احساس ہو رہا ہے یہ بھی مقامی حکومت کی ایک کڑی ہے یا یہ کہ یہ اپنا ایک مقام رکھتے ہیں کیونکہ تیس پینتیس سال پہلے نیشنل فنانس کمیشن کی پاکستان میں میٹنگز ہوتی رہتیں اور اس چیز کا احساس نہیں ہوا ہمیشہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو ہی اس میں شامل کیا گیا ان میں ہمارے کمیشن کی یہ سفارش تھی کہ نیشنل فنانس کمیشن کا جو فارمولا ہے اس میں مقامی حکومت کا حصہ ہے اس پر غور کیا جائے تو کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ مقامی حکومت کو بطور ایک ادارہ کے ایک سطح ایسی دی جائے کہ آئندہ کوئی بھی حکومت ان کی طرف اس طریقے سے نہ دیکھے کہ یہ dispensable commodity ہے اور جیسے اب ان کی کارکردگی ہو رہی ہے ۔ آپ نے ایک ، ایک ضلع کی بات کی یا کارپوریشنوں کی بات کی اور ان کارکردگی بتائی ہے یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ، ایک کی سٹڈی کی جائے ، ایک ایک ادارہ یہاں آ کر نیا تجزیہ پیش کرے تو میرا اپنا اندازہ ہے کہ 80 سے 90 فیصد ادارے جو آج کام کر رہے ہیں تاریخ میں انہوں نے کبھی پہلے ایسا کام نہیں کیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور آئندہ کی بات یہ ہے کہ انتخابات آ رہے ہیں اور محترم نقاش نے ابھی یہ کہا تھا میں نے بھی ان سے بات کہی ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ صوبائی حکومتیں انتخابات کی تاریخ کا از خود تعین کریں گی اور

اس کے ساتھ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ بنیادی بات تو یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی ایجنسی احتساب کرے یا کوئی طریقہ بتایا جائے میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن جس دن ووٹرز باہر نکلیں گے اور بیلٹ میں اپنے ووٹ کا حق ادا کر جائیں گے وہی دن آپ کی کارکردگی اور ہماری کارکردگی کے احتساب کا دن ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس دن صحیح معنوں میں ان اداروں کا جو ایک رخ ، ایک تاریخی رخ ہے اس کا بھی فیصلہ ہوگا اس کا بھی تعین ہوگا یہ جو سمت اس حکومت نے شروع کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جو تسلسل ہوگا وہ صحیح معنوں میں establish ہو جائے گا اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ آج سے چار سال بعد جو لوگ اس ایوان میں بیٹھے ہوں گے وہ آ کر اس کارکردگی پر فخر سے یہ بات کریں گے کہ مقامی سطح پر جو مقامی مسائل حل کئے گئے ہیں انہوں نے اس ملک کی صحیح بنیاد رکھی ہے ۔

اب جناب والا ۔ میں آپ سے اجازت چاہوں گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین — اب چیف سیکرٹری صاحب آپ نے بحث کرنی ہے ۔ کسی کو آپ نے nominate کیا ہے یا آپ کچھ کہنا چاہیں گے ۔

کمشنر ملتان ڈویژن — (سید حسن رضا پاشا) بسم اللہ الرحمن الرحیم
جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا ممنون ہوں کہ آج کے اجلاس میں آپ نے مختلف کمیٹیاں جو دیہی سطح پر تشکیل دی گئی ہیں ان کے سلسلہ میں ہر نقطہ نظر کو یہاں پیش کرنے کی اجازت دی ہے ۔ اس معزز ادارے کے اراکین سے فرداً فرداً اور وقتاً فوقتاً اس موضوع پر اکثر گفتگو ہوتی رہی ہے ۔ آج ہمیں مختلف ڈویژن مختلف اداروں کے سربراہوں کی زبانی ایک مجموعی تاثر حاصل ہوا ہے جس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں اور اس ایوان کا مشکور ہوں ۔

جناب والا کچھ انتظامیہ کے ساتھ وابستہ ہونے کی حیثیت سے جو تجربہ اور مشاہدہ میں نے حاصل کیا ہے وہ میں مختصراً پیش کرنے کی کوشش کروں گا لیکن ابتداء میں میں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ضلعی رابطہ کمیٹیاں جن کی تشکیل کو ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا ان کے متعلق کوئی حتمی رائے دینا یا حتمی فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے ۔ یہ ایک نیا ادارہ ہے اور اپنی موجودہ حیثیت میں پہلی مرتبہ

تشکیل پذیر ہوا ہے اس کے لئے ایک چارٹر فرائض کا طے کیا گیا ہے اور آج سے پہلے کسی ادارے نے ضلعی سطح پر ان امور پر کبھی کام نہیں کیا اس لئے ہمیں اپنی حتمی رائے آئندہ کے لئے چھوڑ دینی چاہئے - مجھے یقین ہے اگر نیک نیتی کے ساتھ کسی بھی ادارے کو چلایا جائے خواہ اس کی تشکیل کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو وہ یقیناً مثبت صورت اختیار کر لیتا ہے - یہ باتیں ضلعی رابطہ کمیٹیاں اب اپنے تجربہ کی بنا پر سیکھیں گی - اپنے تجربہ کی روشنی میں جہاں جہاں خامیاں اور نقائص نظر آئیں گے وہ آہستہ آہستہ دور ہوتے جائیں گے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ان کمیٹیوں کے تصور کو صحیح طریقے سے سمجھنا ضروری ہے - جب ایک تصور کا ادراک کر لیا جائے تو اس کے بعد اس کی کارکردگی کے متعلق بالکل صحیح طریقے سے تنقید کی جا سکتی ہے - ضلعی رابطہ کمیٹی تو صرف رابطے کا کام کرنے کے لئے تشکیل دی گئی ان کے ذمے کوئی ابتدائی فیصلے کرنے نہیں ہیں ابتدائی فیصلے مختلف ادارے کرتے ہیں - اسکے بعد وہ ضلع کی سطح پر اگر مل بیٹھتے ہیں - وہ بھی یہ طے کرتے ہیں کہ آیا اس فیصلہ میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی - کہیں حکومت کی پالیسی کے خلاف کوئی فیصلہ تو نہیں ہوا - کہیں ہوا - کہیں عوام کی خواہشات کے خلاف تو کوئی فیصلہ نہیں ہوا - یہ رابطہ کمیٹی بھی ہے اور رابطے کے ساتھ ساتھ ایک محدود دائرے کے اندر رہتے ہوئے رابطے کا کام سرانجام دیں گی - وہ محدود دائرہ ہے ترقی یافتہ - ہر ضلع کے جو ترقیاتی پروگرام ہیں اس سلسلہ میں جو بھی مسائل ہیں خواہ وہ کسی بلدیاتی ادارے سے متعلق ہوں خواہ حکومت کے کسی محکمے سے متعلق ہوں جو بھی مسائل ہوتے ہیں ان کو دیکھا جائے اور ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے یا ان مسائل کے متعلق فیصلے کئے جائیں - اگر اس تصور کو سمجھ لیا جائے اور اسکو قبول کر لیا جائے تو میرے خیال میں بہت سی غلط فہمیاں شروع سے ہی دور ہو جائیں گی -

دوسرے ان کمیٹیوں کی کارکردگی کے بارے میں جو بات بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایسے ادارے ہیں جن کے اندر انسان کام کرتے ہیں جب تک انسان مشینی انسان کی حیثیت سے کام کرنا شروع نہیں کرتا اس وقت تک کچھ نہ کچھ شخصیات کا ٹکراؤ شخصیات کا آپس میں مل بیٹھنے کا جذبہ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلیں گی - اگر ایک طرف جیسا کہ محترمہ بیگم عابدہ حسین صاحب نے فرمایا ہے کہ سرکاری ملازمین کے اندر کچھ ذہنی تحفظ ہو اور ان تحفظات کے ساتھ اس ادارے میں کام کر سکیں - میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ یہ تصور کا صرف ایک

رخ ہے ۔ میری اس بات کو برا نہ منایا جائے لیکن میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہر ادارے میں جو لوگ نئے سرے سے ملتے ہیں ابتدا تو ذہنی تحفظات ضرور ہوتے ہیں تو ضلعی رابطہ کمیٹی میں بھی ذہنی تحفظات دونوں طرف سے ہیں ۔ سرکاری ملازمین کے ذہن میں شاید کچھ شبہات ہوں ۔ کچھ ابہام ہوں کچھ شکوک ہوں کچھ ہچکچاہٹ ہوگی اسی طرح جو ہمارے معزز چیئرمین ہیں یا دوسرے اراکین ہیں جو کہ منتخب ہو کر ان اداروں میں کچھ ان کے ذہن میں بھی اسی طرح کے شبہات ہیں ۔ کچھ غلط فہمیاں ہوں ۔ کچھ تحفظات بھی ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے ان ذہنی تحفظات کو دور کیا جائے ۔ ختم کیا جائے اور بڑے کھلے دل کے ساتھ اور بغیر کسی prejudice کے ایک دوسرے کو ایک ہی ادارے کے برابر اراکین سمجھ کر جو کام کیا جائے تو یقیناً آویزش کی کوئی صورت کبھی پیدا نہیں ہوتی ۔

چیئرمین ضلع کونسل سہاول پور نے فرمایا کہ جو تعاون دوسرے محکمے سے حاصل ہوتا ہے وہ مکمل surrender کے ساتھ ہی ہوتا ہے ۔ میرے خیال میں یہ محبت کی منزل ہوتی ہے جس میں انسان مکمل طور پر surrender کر کے ہی کچھ حاصل کرتا ہے ۔ اگر یہ صورت پیدا ہو جائے محبت کی تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے لیکن میرے خیال میں اس سے کم درجے کی منزل جو ہے وہ بھی ہم طے کر سکتے ہیں ۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہر شخص کا اختیار کیا ہے اسکی ذمہ داری کیا ہے ۔ وہ کن قوانین کے تابع ہے ۔ وہ کیا کچھ کر سکتا ہے کیا کچھ نہیں کر سکتا ۔

جناب والا جو سرکاری ملازمین ہیں وہ مختلف اداروں کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ مختلف قوانین کے تحت انہیں کام کرنا ہوتا ایک طرف یہ اگر سمجھ لیا جائے کہ وہ کس حد تک جا سکتے ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں کیا اختیارات ہیں اسی طرح سرکاری ملازمین یہ سمجھ لیں کہ جو اراکین منتخب ہوئے ہیں ۔ رابطہ کمیٹیوں میں آئے ہیں انہوں نے لوگوں کے سامنے جوابدہ ہونا ہے ۔ ان کے سامنے لوگوں کی طرف سے ہر قسم مطالبات بھی ہیں ۔ ہر قسم کی شکایات بھی ہوتی ہیں جو درست بھی ہوتی ہیں غلط بھی ہوتی ہیں ۔ جہاں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کی تکالیف کو شکایات کو ترقیاتی پروگرام کو رابطہ کمیٹیوں میں لے کر آئیں اسی طرح سرکاری ملازمین کا فرض ہے کہ جن شکایات جن کاموں کا ان کے محکمے کے ساتھ تعلق ہے وہ ان شکایات کی پوری چھان بین کریں اسکے بعد یہ رابطہ کمیٹیوں کو بتائیں کہ کس حد تک یہ شکایت درست ہے اور

کبھی حد تک یہ مطالبات درست نہیں ہیں کسی حد تک کام کیا جا سکتا ہے اور کس حد تک نہیں کیا جا سکتا اور اگر ہم ایک دوسرے کی نیت پر شبہ نہ کریں تو میرے خیال میں افہام و تفہیم کی صورت پیدا ہو گی جو کہ کسی بھی ادارے کے موثر ہونے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اتفاق سے مجھے اس وقت سے انتظامیہ اور بلدیاتی اداروں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے جب سے یہ ادارے تشکیل پائے ہیں میرے کچھ مشاہدات و تجربات بھی ہیں۔ ابتدا میں بہت سی مشکلات پیش آتی رہیں کہیں کم کہیں زیادہ کہیں میں پھر عرض کروں گا کہ میری تلخ نوائی کو برداشت کریں کہ بعض اوقات جان بوجھ کر ایسی صورت حال پیدا کی گئی کہ جہاں انتظامیہ کے اراکین کی تضحیک کا پہلو نکلتا تھا۔ تو میرا خیال ہے کسی ادارے کے کسی بھی رکن کے ساتھ جان بوجھ کر تضحیک کا سلوک کیا جائے تو یقیناً اس کا رد عمل ناپسندیدہ نہیں ہوگا۔ ابتدا میں یہ باتیں زیادہ تسلسل سے ہوتی رہیں۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا آپس میں کچھ ذہنی ہم آہنگی پیدا ہوتی گئی تو ایسے واقعات کم سے کم ہوتے گئے اور جتنی رابطہ کمیٹی بنی ہیں، مجھے اپنے ڈویژن کے بارے میں علم ہے کہ تینوں اضلاع میں آج تک کوئی شکایت نہیں پہنچی کہ ڈپٹی کمشنر یا دوسرے محکموں کے سربراہ میٹنگ میں موجود نہ تھے، یا انہوں نے پوری طرح تعاون نہ کیا ہو، یا انہوں نے کسی اطلاع کا اخفاء کیا ہو یا انہوں نے رابطہ کمیٹیوں کے فیصلوں پر عمل درآمد نہ کیا ہو۔ کبھی کبھی شک یہ پڑتا ہے کہ ضلع میں ڈپٹی کمشنر کی جو حیثیت ہے، رابطہ کمیٹیوں کے اندر اور باہر شاید اس وجہ سے کچھ تناؤ پیدا ہوتا ہو۔ ڈپٹی کمشنر کا ادارہ سو سال سے چلا آ رہا ہے اس کی ایک خاص شکل بن گئی ہے اور ایام پاکستان کے پہلے سالوں میں ان لوگوں کے پاس بہت زیادہ اختیارات سونپے تھے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدا کا شکر ہے کہ آہستہ آہستہ ان کے اختیارات میں کمی آ گئی۔ ہمارا نقطہ نظر تو یہ ہونا چاہئے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ تمام مقامی انتظامی ذمہ داریاں مقامی منتخب اداروں کے سپرد ہو جائیں جن میں اس عاملہ بھی شامل ہے اور جن میں وہ تمام اختیارات شامل ہوں جن کے لئے آج لوگ مختلف دفاتر میں جاتے ہیں۔ خدا کرے وہ منزل جلد قریب آ جائے کہ جب ان تمام کاموں کے لئے لوگ اپنے منتخب لوگوں کے پاس جانا شروع کر دیں بہرحال، اس تجربے سے ہمارے سامنے بہت سے ایسے اصحاب آئے ہیں جو کہ صرف اپنے

اداروں کے لئے ' انتظام کے لئے ' بلکہ تمام ملک و قوم کے لئے باعث فخر ہیں ۔ میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ کے اراکین ان کی رفاقت میں ان کے ساتھ مل کر کام کرنے میں فخر محسوس کریں گے ۔ بہت شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین جیسے انہوں نے فرمایا ہے یہ چیز دھیرے دھیرے آگے بڑھے گی ۔ ہمیں دھیرے دھیرے آگے بڑھنا ہے ۔ بعض ممبران جنہوں نے ساتھ ساتھ مل کر کام کیا انہیں یاد ہوگا کہ ہمیں ان کمیٹیوں کو تشکیل دینے میں قریباً سال ڈیڑھ سال لگا ۔ ہمارے خری مقاصد یہی ہیں کہ جب دھیرے دھیرے بہت سی چیزیں ہو رہی ہیں ان کو آپ نے از خود کرنا ہے ۔ دھیرے دھیرے آپ کے پاس چیزیں آتی چلی جائیں گی ۔ ایک اور بات میں ضرور کہنا چاہوں گا کہ لوکل گورنمنٹ لوکل باڈیز صوبوں کا حصہ ہیں یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو صوبے سے الگ ہو یہ لوکل گورنمنٹ کس کی لوکل گورنمنٹ ہمارے صوبے کی لوکل گورنمنٹ ۔ یہ کہیں اور کی لوکل گورنمنٹ نہیں ہے ۔ یہ تاثر اگر کہیں ہے تو درست نہیں ۔ یہ چیز الگ نہیں یہ ہمارا حصہ ہے جب ایک منتخب حکومت آئے گی تو اس چیز کا یہ حصہ ہوتا ہے ۔ یہ چیز اس سے الگ نہیں ہو سکتی کہ جی صوبائی حکومت اور یہ گورنمنٹ اور ہے یہ گورنمنٹ اور ہے ۔ نہیں یہ غلط بات ہے وہ غلط بات ہے وہ چیز ہی غلط ہو جائے گی ۔ میرے نقطہ نظر سے چیز ایک ہی ہے اس صوبے میں رہتے ہوئے لوگ اپنے کام از خود کریں یہ اس کے مقاصد ہیں ۔

صوبائی وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی کا خطاب

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)
جناب والا ۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اس ایوان کے اراکین نے بحث میں بھرپور حصہ لیا اور جس مقصد کے لئے یہ بحث کرنی مقصود تھی وہی مقصد کا حد تک پورا ہوا جناب والا ، جیسا کہ آپ نے اپنے خطاب میں ، ارشادات گرامی میں مقامی اداروں کے مختلف مقاصد کی نشان دہی کی اور اس ضمن میں تدریجی طور پر جو جو اقدامات کیے گئے اور انہی کی روشنی میں ، گذشتہ تین چار سالوں کے تجربات کی روشنی میں جو کچھ ہم نے محسوس کیا ، یہ مقامی حکومت کا فرض تھا اور ہے کہ ہم ان تجربات کی روشنی میں جو جو خامیاں ، جو جو شکایتیں ہمیں وقتاً فوقتاً موصول ہوتی رہیں ، ان کا بنظر غائر جائزہ لیتے رہیں اور حتی الامکان ان کا ازالہ کرتے رہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ قبل حکومت پاکستان کی طرف سے لوکل گورنمنٹ کمیشن

کی ایک رپورٹ بھی شائع کی گئی اور ان کی سفارشات بھی مرتب کی گئیں جو مختلف صوبائی حکومت کو بھیجی گئیں - مجھے یہ کہتے ہوئے بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ان میں سے بیشتر بنیادی سفارشات پر جو کہ حکومت پاکستان کے کمشن نے کی ہیں ، اس سے قبل ہی ہم ان پر عمل کر رہے ہیں - علاوہ ازیں بعض ایسی سفارشات بھی ہیں جو کہ اس وقت زیر غور ہیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے -

جناب والا ، اس تدریجی عمل کے پیش نظر آپ کی ہدایت کے تحت کچھ عرصہ قبل چالیس رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو کہ مقامی حکومت اور انہی بلدیاتی اداروں کے میں بارے مختلف اطراف سے جو آراء اور تجاویز موصول ہوتی رہیں ، ان کا وہ جائزہ لیتے رہے اس چالیس رکنی کمیٹی کی ایک رپورٹ مرتب ہونے کے بعد حکومت نے اس رپورٹ کا بنظر غائر جائزہ لیا اور اب ہم ایک نتیجے پر پہنچ چکے ہیں اور اس چالیس رکنی کمشن نے جو سفارشات کی ہیں ، انشاء اللہ ان پر آپ کی ہدایت کے مطابق عمل درآمد کر دیا گیا ہے - اس طرح یہ بھی آج بحث کا مقصد صرف یہ تھا کہ آئندہ ہم مل کر اپنے بلدیاتی اداروں کا رخ موڑنا چاہتے ہیں اپنے بلدیاتی اداروں کا مستقبل بنانا چاہتے ہیں اس کے لئے ہم اپنے ماضی اور تجربات کی روشنی میں جو جو تجاویز ہمیں موصول ہوئیں اور جو جو اقدامات اس وقت ہمیں موصول ہوئیں اور جو جو اقدامات اس وقت ہمیں کرنے مقصود ہیں اس وقت ہمیں کرنے چاہئیں - تا کہ آئندہ منتخب ہونے والی لوکل کونسل کے لئے زیادہ آسانیاں پیدا ہو جائیں - آج کی بحث بھی اس اقدام کی ایک کڑی تھی - مجھے بے حد خوشی ہے کہ ہمارے معزز ارکان نے تجاویز پیش کی ہیں - جو ہم نے نوٹ کر لی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جناب اجازت فرمائیں تو آج کی پیش کردہ مختلف تجاویز کے بارے میں Broad based کمیٹی مقرر کی جائے جو ان تجاویز کا جائزہ لے - اور انہی ارکان سے کمیٹی ترتیب دی جائے تجاویز پر اپنی سفارشات مرتب کرے - جو آج کی جو بحث کی روشنی میں سامنے آئی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ دو تین ماہ کے عرصہ میں ہم عمل کر دینا شروع کر دیں گے - جناب والا اس دور میں ہمارے بلدیاتی اداروں کے تجربات کی روشنی میں انتہائی اقدام حکومت پاکستان کی طرف سے جو کیا گیا ہے وہ یہ تھا کہ آئندہ پنج سالہ منصوبے کے لئے تمام ضلعی کونسلوں تمام ضلعی اداروں کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اس پنج سالہ منصوبہ کے لئے تعمیری منصوبے اپنی اپنی صوبائی حکومتوں کو بھیجیں یہ ایک قطعی طور پر نہایت اچھوتا قدم ہے اور اس سے نہ صرف یہ کہ ہمارے مقامی اداروں کو مستقبل میں جھانکنے

کا ایک موقع دیا ہے - بلکہ ایک لحاظ سے ان پر اعتماد کیا گیا ہے - اس اعتماد کی روشنی میں انہوں نے اپنے آئندہ پانچ سالوں کے لئے اپنے مقامی تعمیراتی منصوبے تشکیل دیئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں ایک انتہائی اہم اور با مقصد اقدام ہے - مجھے یقین ہے کہ ہمارا آئندہ پنج سالہ منصوبہ جو منصوبے آئندہ سال شروع ہو رہے ہیں ہمارے بلدیاتی اداروں کی تاریخ میں نئے تعمیراتی دور کا آغاز کریں گے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اس پنج سالہ منصوبے کی کامیابی کا دارومدار اور انحصار اس بات پر ہے ہم انتہائی خلوص دیانت اور اس تعمیری جذبے کے ساتھ کام کریں اور کرتے رہیں جس طرح گذشتہ تین سالوں میں ہمارے اراکین بلدیات نے کیا ہے میں جناب والا میں آپ کا اور معزز اراکین کا شکرگذار ہوں کہ انہوں نے بحث میں حصہ لیا اور انتہائی تعمیری تجاویز پیش کیں -

(اجلاس کی کارروائی ۲۲ مئی ۱۹۸۳ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی) -

---

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا ساتواں اجلاس

(اتوار 22 مئی 1983ء—8 شعبان المعظم 1403ھ)

(اجلاس کی کارروائی صبح ۹ بجے زیر صدارت گورنر پنجاب/جناب چیئرمین صوبائی کونسل ، پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان شروع ہوئی ۔)

اناؤنسر—نحمدہ و نصلی علی الرسول الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خواتین و حضرات ۔ السلام علیکم ۔

صوبائی کونسل پنجاب کے ساتویں اجلاس کا آج دوسرا دن ہے جناب گورنر پنجاب جو صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں تشریف لا چکے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے با برکت کلام سے اجلاس کی باضابطہ کارروائی کا آغاز ہوتا ہے تلاوت فرمائیں گے جناب قاری علی حسن صدیقی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

سورہ حجرات آیت ۱۱

اے ایمان والو! تم میں کوئی گروہ یا فرقہ کسی دوسرے گروہ یا فرقے کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ اُن سے بہتر ہوں ۔ اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہوں ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو ۔ ایمان لانے کے بعد بُرے نام سے پکارنا گناہ ہے اور جو ایسے لوگ توبہ نہ کریں تو وہ ظالم ہیں ۔

سورہ اعراف آیت ۱۷۹ : اور ہم نے بہت سے بدعمل تخلیق کیے جن اور انسان پیدا ہی جہنم کے لئے کئے ہیں ۔ اُن کے دل ہیں لیکن وہ اُن سے سمجھتے نہیں ۔ اُن کی آنکھیں ہیں مگر وہ اُن سے دیکھتے نہیں ۔ اور اُن کے کان ہیں لیکن وہ اُن سے سنتے نہیں ۔ یہ گویا چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے یہی غافل لوگ ہیں ۔

سورہ بقرہ آیت ۲۷۲ : اے پیغمبر! آپ لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہیں اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت یاب کرتا ہے ایمان والو تم جو بھی دولت مند ہو (مال) یہ خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تم سب کو ہوگا اور جو بھی فلاح و بہبود پر خرچ کرو گے ظاہر ہے وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو گے اور جو بھی نیک کام میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیدیا جائیگا اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائیگا ۔

سوالات اور ان کے جوابات

اناؤنسر ۔ خواتین و حضرات ۔

آج کے ایجنڈا میں پہلے نمبر پر وقفہ سوالات ہے جن فاضل اراکین نے یہ سوالات کئے ہیں ۔ وہ سوالات پڑھنے کی زحمت نہ کریں پہلے سے سوال نمبر اور محکمے کا اعلان کر دیا جائے گا متعلقہ محکمہ کی جانب سے فاضل وزیر اس کا جواب دیں گے ۔

سب سے پہلے مواصلات اور تعمیرات کے محکمے کی باری ہے پہلا سوال ہے ۔

252 ۔ (الف) یہ سوال کیا تھا جناب لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل صاحب نے ۔

سکھو گوجرخان روڈ کو پختہ کرنے کا منصوبہ

252 - (الف) لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : (وائس چیئرمین ضلع کونسل ' راولپنڈی) کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے گورنر ڈائریکٹو نمبر 32 کے تحت سکھو گوجر خان روڈ ضلع راولپنڈی کو پختہ کرنے کا منصوبہ تسلیم کر لیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کب تک توقع ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) ۔ (الف) فاضل ممبر نے سکھو تا گوجر خان روڈ کو پختہ کرنے کا مطالبہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ دسمبر 1981ء میں گورنر صاحب سے انٹرویو کے دوران کیا تھا ۔ چونکہ ضلع راولپنڈی کے فارم تا مارکیٹ روڈ پروگرام میں پہلے ہی 124 میل لمبی سڑکیں منظور ہیں اور مزید اضافہ ممکن نہیں تھا اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا تھا ۔ کہ یہ سڑک آئندہ پروگرام میں شامل کی جا سکے گی ۔

(ب) دیہی سڑکوں کے لئے ایک دس سالہ منصوبہ مرتب کیا جا رہا ہے اور یہ سڑک اس میں تجویز کی گئی ہے ۔ بہر حال حتمی فیصلہ ضلع کونسل اپنا اگلا پروگرام بناتے وقت کرے گی ۔

جناب چیئرمین ۔ مغل صاحب ۔ کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل — جناب والا ۔ جواب تو میں نے پڑھ لیا ہے ۔ لیکن انتہائی انکساری کے ساتھ اس کی وضاحت کیلئے آپ سے اجازت چاہونگا ۔

گزشتہ سال اس مہینے میں جب یہ موضوع زیر بحث آیا تو اس فیصلے پر لکھا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگلے مرحلے کے پروگرام میں اس سڑک کی توسیع مندرہ چکوال روڈ تک کر دی جائے گی تاکہ ایک مربوط لنک روڈ بن جائے اور ساتھ ساتھ یہ سڑک فائدہ مند ہو سکے ۔ عالیجاہ اس فیصلے کے دو نمایاں پہلو ہیں کہ پہلا یہ حکومت نے اس سڑک کی اہمیت کو تسلیم کر لیا ۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ حکومت نے اس کی تعمیر کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ۔ موجودہ اجلاس میں اس پوائنٹ کو سامنے لانے سے میری غرض و غایت یہ تھی کہ حکومت کے سابقہ فیصلہ کو follow up کیا جائے ۔ میں اس وقت جب کہ اگلے مرحلے کا پروگرام تشکیل کیا جا رہا ہے حکومت کو یاد دہانی کرائی جائے ۔ مگر اب یہ کہا گیا ہے کہ اس فیصلے کی حتمی منظوری ڈسٹرکٹ کونسل دے گی ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس سڑک کو برائے مہربانی محکمہ ہائی ویز کے حوالے کیا جائے کیونکہ ضلع کونسل کے اتنے وسائل نہیں ۔

جہاں تک اس کی اہمیت کا تعلق ہے میں یہ عرض کرونگا کہ ضلع بھر میں اس وقت اس سے زیادہ اہم کوئی سڑک نہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ صرف اتنی عرض ہے سڑکیں جو آپ ہمیں کہتے ہیں وہی بنتی ہیں ۔ جہاں تک میرے محکمہ کا تعلق ہے محکمہ ڈویلپمنٹ جو پیسے دے گا ۔ آپ جو حکم دیں گے میرا محکمہ وہی کرے گا فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ ضلع کونسل جو فیصلہ کرے اسکے مطابق ہم عمل کریں ۔ 124 میل سڑکیں پہلے منظور ہو چکی ہیں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں اور واقعی یہ بڑی اہمیت کی بات ہے تو میں جناب گورنر سے استدعا کروں گا کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ والے پیسے ہمیں دے دیں ہم ساری سڑکیں بنا دیں گے ۔

جناب چیئرمین — یہاں تو اصول کا سوال آ جاتا ہے 100 میل سڑکیں دینی ہیں 124 میل دینی ہیں ۔ اب یہ سڑک نہیں وہ سڑک بنوانا چاہتے ہیں آپ اپنی کونسل سے پاس کروا لیں یہ نہیں وہ بنا لیں ۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں — اگلا سوال

اناؤنسر — اگلا سوال نمبر 265 ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں صاحب کی طرف سے ہے ۔

ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

265۔ ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں (میئر میونسپل کارپوریشن، سیالکوٹ) ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سیالکوٹ شہر کے وسط میں چھ ریلوے کراسنگ ہیں جن کی وجہ سے شہری ٹریفک دشواریوں سے دوچار ہے اور حکومت نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے مختلف ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج بنانے کے منصوبہ جات تیار کئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو ان منصوبوں اور ان کے لئے مختص کردہ رقوم کی تفصیلات کیا ہیں ۔

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ منصوبہ جات کے لئے موجودہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کوئی رقم مختص کی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کس قدر اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے ریلوے اسٹیشن کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ایک منصوبہ وفاقی حکومت کو منظوری کے لئے بھجوایا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو اس منصوبے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور کیا وفاقی حکومت نے موجودہ سالانہ میزانیہ میں اس منصوبہ کے لئے کوئی رقم مختص کی ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اپنے سابقہ پروگرام کے تحت اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ سیالکوٹ شہر کے وسط میں چھ لیول کراسنگ ہیں اور ان کی وجہ سے شہری ٹریفک دشواریوں سے دوچار ہے ۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے فنی جائزہ رپورٹ تیار کی گئی تھی جس میں مصروف ترین لیول کراسنگ واقع سیالکوٹ پسرور روڈ پر اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے کی تجویز کی گئی تھی ۔ لیکن اس کے لیے باقاعدہ منصوبہ کو بوجہ آخری شکل نہ دی جا سکی اور نہ ہی اس کے لیے کوئی رقم مختص کی گئی ہے کیونکہ اس قدر کثیر رقم خرچ کرنے کے باوجود اس مسئلہ کا کوئی تسلی بخش حل نہیں ہے ۔

(ب) اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں اس مسئلہ کے حل کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی - جائزہ رپورٹوں کی بنیاد پر صوبائی حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مسئلہ کا قابل عمل حل ریلوے اسٹیشن کو شہر سے باہر منتقل کرنے میں ہے - چونکہ یہ معاملہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اور جب تک کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو جائے اس کو ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا جا سکتا -

(ج) یہ درست ہے کہ ریلوے اسٹیشن کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لیے وفاقی وزارت ریلوے سے رابطہ قائم کیا جا چکا ہے - یہ مسئلہ محکمہ ریلوے کے زیر غور ہے - تاہم ابھی تک وزارت ریلوے کا حتمی جواب وصول نہیں ہوا - اس کے لیے دوبارہ یاد دہانی بھی کرائی گئی ہے - وفاقی حکومت کے موجودہ سال کے بجٹ میں اس منصوبہ کے لئے کوئی رقم مختص نہ ہے - وفاقی وزارت ریلوے کا جواب آنے پر صوبائی حکومت آئندہ لائحہ عمل مرتب کرے گی -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں - جناب والا میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس مسئلہ کی سنگینی کا احساس فرماتے ہوئے اس کو حل کرنے کے لیے ریلوے سٹیشن کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا منصوبہ بنوایا ہے - ہماری اطلاع کے مطابق یہ منصوبہ ابھی منظوری کے مراحل میں ہے - اس پر تقریباً دس بارہ کروڑ روپیہ خرچ ہوں گے اور کافی وقت بھی لگے گا - میری اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ میں نے آپ کے دورہ سیالکوٹ کے موقع پر آپ سے ایک لنک روڈ تعمیر کرنے کی استدعا کی تھی جس سے میرے نقطہ نظر کے مطابق اس مسئلہ کی سنگینی کافی حد تک کم ہو جائے گی - میری گذارش ہے کہ میں نے تخمینہ جات بنا کر آپ کے محکمہ کو بھجوا دیئے ہیں اگر مناسب ہو اور اگر ہو سکے تو اس مالی سال میں یا اگلے سال میں اس منصوبہ کو شامل کر لیا جائے اس سے ہمارے شہر پر ٹریفک کا دباو بھی کم ہو جائے گا -

وزیرمواصلات و تعمیرات - جناب والا - میں فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کا شکر ہے کہ ریلوے والے مان گئے ہیں - انشاءاللہ اس منصوبہ کو بہت ہی جلد شروع کریں گے اس کا بجٹ بنایا گیا ہے - ابھی تک ریلوے والے کوئی فیصلہ نہیں دیتے تھے اب وہ مان گئے ہیں - یہ دو تین روز کی بات ہے جب انہوں نے فیصلہ کیا -

سڑکوں کی تعمیر

271 - **میاں محمد منیر** (سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور) - کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سڑکوں کی تعمیر کے سلسلے میں تعمیراتی مواد میں تارکول کی تخصیص (specification) کیا ہے اور یہ تخصیص (specification) کب سے رائج ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) - سڑکوں کی تعمیر میں تارکول کی بجائے بیٹومین (bitumen) استعمال ہوتا ہے جس کی تشخیص (specification) عام طور پر 80-100 پینیٹریشن گریڈ (penetration grade) بمطابق پاکستان سٹینڈرڈ 1966.584 ہے - جب سے بیٹومین (bitumen) کا استعمال سڑکوں میں ہوا اس کی یہی تشخیص (specification) رائج ہے - تاہم پاکستان سٹینڈرڈ 1966 کے نفاذ سے پہلے امریکن سٹینڈرڈ سے استفادہ کیا جاتا تھا۔

میاں محمد منیر—جناب والا میں نے سوال یہ کیا تھا کہ سڑکوں میں جو تارکول یا Bitumen استعمال ہوتا ہے اس کی Specification کب fix ہوئی تھی - کب تعین ہوئی تھی - میری اطلاع کے مطابق 1928ء میں جب کہ روڈ ٹریفک کا لوڈ قریبا 5 ٹن کے قریب تھا اس وقت 19 سواری والی بس سڑکوں پر چلایا کرتے تھے - آج کل قریبا 20 ٹن کے ٹریلر چلتے ہیں لیکن یہاں Specification وہی استعمال کی جا رہی ہے جو کہ 1928ء میں Specification fix کی گئی تھی - آپ نتیجے کے طور پر دیکھ سکتے ہیں سڑکیں جو بنتی ہیں ان کی عمر کیا ہوتی ہے - مثال کے طور پر لاہور کی سرکلر روڈ کو بنے ہوئے قریباً آج ڈیڑھ سال ہوا ہے اس کی جو Condition ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور وہ کسی explanation کی محتاج نہیں - میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر specification کے مطابق سڑکات بنانا ہے تو اس پر بہت توجہ کی ضرورت ہے اور proper Specification کا میٹیریل استعمال کرنا چاہیے inferior میٹیریل استعمال کرنا سرمایہ کا ضیاع ہے - سڑک سال چھ مہینے کے بعد بالکل خراب ہو جاتی ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات—آپ کا فرمانا درست ہے - جب سے ہیوی ٹریفک چلنی شروع ہوئی ہے اگر ہم اسی Specification سے سڑکیں بنائیں تو کم از کم 20 — 25 لاکھ روپے میں ایک میل سڑک بنتی ہے - جو پیسے ہمیں ملتے ہیں اسی specification کی سڑکیں بنی ہیں جس میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ ہیں - جہاں 20 میل سڑک بنے گی وہاں چار پانچ میل بنے

گی۔ ہم اس پر غور کر رہے ہیں ۔ ایک ایسی مصیبت آن پڑی ہے جو ہماری پرانی سڑکیں میں جو ایک سو سال سے چل رہی ہیں ۔ ان کا بھی ستیاناس ہو رہا ہے۔ بہر صورت کچھ نہ کچھ حل نکل آئے گا specification کر رہے ہیں ۔اور سڑکوں کو زیادہ مضبوط بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اسکیلئے بے انداز روپوں کی ضرورت ہے ۔ اگر رقم مل گئی تو انشاء اللہ آپ کی سڑکیں بہت اچھی بنا دیں گے ۔

میاں محمد منیر—آپ کا ارشاد بڑا مناسب ہے کہ پیسہ کم ہے ۔ جس لوڈ کی اسوقت ٹریفک چل رہی ہے اس سٹینڈرڈ کی سڑکیں نہیں بن رہی ہیں یہ آپ نے اعتراف کیا ہے اور میری رائے ہے کہ نامناسب سڑکیں بنانے کی بجائے نہ بنائیں تو زیادہ بہتر ہے تا کہ پیسے کا ضیاع نہ ہو ۔ اگر سڑک بنائی جائے تو مناسب بنائی جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات—جناب والا میں یہ چیز کیبنٹ کے سامنے جناب گورنر صاحب کے سامنے رکھ دوں گا جو وہ فیصلہ کریں گے اس کے مطابق کام کیا جائے گا ۔ اگر تجویز کردہ specification کے مطابق سڑک بنے گی تو اس سے صرف تین چار میل سڑک بنے گی ۔

جناب چیئرمین — نہیں میاں صاحب دیکھیے اس پر کل پرسوں ہی یہ————

وزیر مواصلات و تعمیرات—آپ نے چار ہزار میل سڑکیں فارم ٹو مارکیٹ بنائی ہیں اگر اس specification سے بنائیں تو پانچ سو میل بھی نہیں بنیں گی ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ تو Technical advice کے اوپر ہو گا یہ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بتائیں گے کہ اس کی پوری revision ہو رہی ہے یا نہیں ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ (جناب خالد جاوید)۔ جناب والا پہلی گزارش یہ ہے کہ تمام سڑکوں کی specification ایک جیسی نہیں ہوتی ۔ اگر سڑک واٹر لاگنگ ایریا سے گزر رہی ہے تو اس کی specification کچھ اور ہو گی ۔ اگر پکی جگہ سے گزر رہی ہے تو اس کی specification کچھ اور ہو گی یہ کہنا کہ ایک سڑک پر کتنی لاگت آئے گی تو اس کے اعداد و شمار ایک عام اندازہ کے مطابق عمومی طور پر نہیں دیئے جا سکتے ۔ یہ مسئلہ جناب گورنر صاحب کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور انہوں نے حکم فرمایا تھا کہ ایک ٹیکنیکل کمیٹی بیٹھ کر پنجاب کی ساری سڑکوں کی کیٹگریز دیکھنے کے بعد یہ تعین کرے کہ ان سڑکوں کی specification کیا ہونی چاہئے اس کے مطابق رقوم فراہم کی جائیں ۔

میاں محمد منیر—جناب والا میرا سوال کچھ اس طرح کا ہے کہ اگر کوئی specification بنی ہے تو وہ 35—36 برس پہلے کی ہے ۔

جناب چیئرمین -- اتنی بات نہیں ہے یہ تو ٹریفک پر منحصر ہوگا کہ وہ کس نوعیت کی ہے ۔ سڑک کہاں سے گزر رہی ہے ۔ اب ایک نئی کمیٹی بیٹھ رہی ہے جو یہ دیکھے گی کہ اب ہماری کیا ضرورت ہے ۔ جو نئی سڑکیں بنا رہے ہیں ان کے کیا اثرات ہوں گے ۔ ٹریفک کتنی بڑھے گی ۔ کتنی گھٹے گی ۔ اگلے پندرہ سال میں کیا صورت ہوگی ۔ اگلے دس سال میں کیا صورت ہوگی ۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی ٹیکنیکل کمیٹی بیٹھ کر اس کی specification کو revise کر دے گی ۔ اس کی کیٹگریز بنا رہے ہیں کہ کس کس قسم کی classification کی سڑکیں ہوں گی ۔ جو آپ کا پوائنٹ ہے وہ نوٹ کر لیا گیا ہے ۔ یہ درست ہے کہ چیز درست ہونی چاہیے ۔ بیٹرمین درست ہونی چاہیے ۔ ٹارکول درست ہونی چاہیے ۔ یہ پوائنٹ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ -- جناب والا آپ نے خود فرمایا ہے پہلے ٹریفک کم تھی اب زیادہ ہوگئی ہے اسی طرح technical specifications بھی review ہوتی چلی جاتی ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جناب گورنر صاحب نے حکم دیا ہے کہ اسی ہفتے یا دس دن کے اندر اس معاملہ پر کوئی فیصلہ ہو جائے گا ۔

جناب چیئرمین -- نئی نئی specifications review ہوتی رہتی ہیں ۔ ہر پانچ سال بعد ، دس سال بعد specifications بدلتی رہتی ہیں ۔ اس کے اوپر بات ہوتی رہتی ہے ۔

وحدت کالونی لاہور کے کوارٹروں کی خصوصی مرمت

286 - **ملک محمد عاشق** (چیئرمین میونسپل کمیٹی ، قصور) : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) وحدت کالونی لاہور سب ڈویژن نے 82-1981ء اور 83-1982ء میں وحدت کالونی لاہور کے بلاک ''اے'' ، ''بی'' ، ''سی'' ، ''ای'' ، ''جی'' ، ''کے'' اور ''ایل'' میں ہر ایک کوارٹر کی مرمت کے لیے کتنے مصارف کئے ۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا بلاکوں کے اکثر کوارٹرز کو سال میں سپیشل مرمت کے لیے رقم مہیا کی جاتی ہے ۔ مندرجہ بالا عرصہ میں جن کوارٹروں کو یہ رقم مہیا کی گئی ان کے نمبر ، رقم کی تفصیل اور خصوصی مرمت کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) : وحدت کالونی سب ڈویژن لاہور نے 82-1981ء میں مندرجہ ذیل بلاکس میں ہر کوارٹر کی مرمت کے لیے جو مصارف کئے وہ یہ ہیں —

	کل کوارٹر	خرچہ فی کوارٹر	کل خرچہ
بلاک "اے"			
(الف) کوارٹر نمبر 9، 10، 11، 12، 14، 17، 18، 19، 21، 22، 24، 25، 27، 28، 29، 30، 33، 34، 36، 40، 41، 42، 44، 46، 47، 48، 54، 57، 58، 59، 60، 61	33	642/-	21186/-
(ب) کوارٹر نمبر 3، 6، 13، 20، 31، 32، 43، 47	8	993/-	7944/-
بلاک "بی"			
(الف) کوارٹر نمبر 3، 5، 6، 9، 13، 14، 15، 17، 19، 20، 22، 23، 24، 26، 28، 29، 30، 31، 32، 34، 36، 41، 42، 44، 49، 50	26	642/-	16692/-
(ب) کوارٹر نمبر 4، 11، 18، 35، 43، 45، 46	7	993/-	6951/-
بلاک "سی"			
(الف) کوارٹر نمبر 1، 2، 3، 5، 6، 16، 18، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 27، 28، 29، 30، 32، 34، 35، 36، 37، 39، 41، 45، 48	26	665/-	17290/-
(ب) کوارٹر نمبر 4، 8	2	351/-	702/-
(ج) کوارٹر نمبر 9، 13، 46	3	1019/-	3048/-

بلاک "ای"

(الف) کوارٹر نمبر 1 ، 2 ، 3 ، 4 ، 29 ، 31 ، 35 ،
37 ، 38 ، 39 ، 40 ، 41 ، 42 ، 43 ، 45 ،
46 ، 47 ، 48 ، 49 ، 50 ، 52 ، 53 ، 54 ، 55 24 -/170 -/4030

(ب) کوارٹر نمبر 5 ، 6 ، 7 ، 8 ، 9 ، 10 ،
11 ، 12 ، 13 ، 14 ، 15 ، 16 ، 17 ،
18 ، 19 ، 20 ، 21 ، 22 ، 23 ، 24 ،
25 ، 26 ، 27 ، 28 ، 30 ، 32 ، 33 ، 34 ،
36 ، 44 ، 51 ، 56 ، 57 ، 58 ، 59 ، 60 36 -/400 -/14400

بلاک "جے"

(الف) کوارٹر نمبر 1 ، 3 ، 5 ، 6 ، 7 ، 8 ، 9 ،
12 ، 13 ، 16 ، 17 ، 18 ، 19 ، 20 ، 22 ،
23 ، 24 ، 25 ، 26 ، 27 ، 28 ، 29 ، 30 ،
31 ، 32 ، 33 ، 34 ، 35 ، 37 ، 40 ، 42 ،
43 ، 47 ، 51 ، 52 ، 53 ، 56 ، 57 ، 58 ،
64 ، 65 ، 68 ، 70 43 -/212 -/9116

(ب) کوارٹر نمبر 4 ، 41 ، 55 3 -/430 -/1290

بلاک "کے"

(الف) کوارٹر نمبر 3 ، 4 ، 5 ، 6 ، 11 ، 12 ، 13 ،
14 ، 17 ، 18 ، 21 ، 22 ، 23 ، 24 ، 27 ،
29 ، 30 ، 33 ، 34 ، 37 ، 38 ، 39 ، 43 ،
47 ، 50 ، 57 ، 58 ، 60 ، 62 ، 63 ، 64 ،
71 ، 72 33 -/212 -/6996

(ب) کوارٹر نمبر 20 ، 26 ، 61 ، 62 ، 74 5 -/430 -/2150

(ج) کوارٹر نمبر 28 ، 40 ، 42 ، 43 ، 45 5 -/218 -/1090

بلاک "ایل"

(الف) کوارٹر نمبر 2 ، 3 ، 4 ، 5 ، 6 ، 8 ، 9 ،
10 ، 11 ، 13 ، 14 ، 16 ، 17 ، 18 ، 19 ،
21 ، 24 ، 25 ، 27 ، 28 ، 31 ، 34 ، 35 ،
41 ، 43 ، 44 ، 45 ، 46 ، 47 ، 48 ، 49 ،
50 - 3 -/212 -/6784

(ب) کوارٹر نمبر 32 ، 42 2 -/430 -/860

وحدت کالونی سب ڈویژن نے 83-1982ء میں مندرجہ ذیل بلاکس میں ہر کوارٹر کی مرمت کے لیے جو مصارف کیے وہ یہ ہیں :-

بلاک "اے"

(الف) کوارٹر نمبر 9 ، 15 ، 21 ، 24 ، 48 5 -/1092 -/5460

(ب) کوارٹر نمبر 3، 5 ، 6 ، 7 ، 12 ، 13، 14، 30 ، 31 ، 34 ، 38 ، 39 ، 42 ، 43 ، 52 ، 57 ، 59 ، 60، 61 19 -/459 -/3721

بلاک "بی"

(الف) کوارٹر نمبر 16 ، 31 ، 35 ، 40 ، 41 ، 45 ، 48 7 -/1092 -/7644

(ب) کوارٹر نمبر 1 ، 2، 6 ، 7 ، 18 ، 20 ، 22 ، 23 ، 29، 38، 43 ، 44 ، 50 13 -/459 -/5967

بلاک "سی"

(الف) کوارٹر نمبر 8 ، 14 ، 31 ، 37 ، 44 5 -/954 -/4770

(ب) کوارٹر نمبر 5 ، 12 ، 13 ، 17 ، 19 ، 23 ، 26 ، 27 ، 29 ، 32 ، 36 ، 37 ، 49 13 -/471 -/6123

بلاک "ای"

(الف) کوارٹر نمبر 1 ، 2 ، 3 ، 4 ، 5 ، 6 ، 7 ، 8 ، 11 ، 12 ، 14 ، 15 ، 16 ، 18 ، 19 ، 20 ، 21 ، 22 ، 23 ، 25 ، 26 ، 27 ، 29 ، 30 ، 31 ، 32 ، 36 ، 38 ، 39 ، 40 ، 41 ، 42 ، 43 ، 44 ، 47 ، 48 ، 49 ، 51 ، 52 ، 53 ، 55 ، 57 ، 60 43 -/175 -/7525

بلاک "جے"

(الف) کوارٹر نمبر 2 ، 3 ، 4 ، 5، 6 ، 9 ، 12 ، 13 ، 15 ، 18 ، 19 ، 20 ، 22 ، 25 ، 30 ، 31 ، 36 ، 37 ، 38 ، 39 ، 41 ، 42 ، 44 ، 46 ، 49 ، 50 ، 52 ، 53 ، 56 ، 29 -/167 -/4843

(ب) کوارٹر نمبر 10، 28 ، 29 30 -/528 -/1584

بلاک ''کے''

(الف) کوارٹر نمبر 16، 17، 18، 19، 20، 22
23، 24، 27، 28، 29، 30، 32، 33، 34، 36
37، 38، 39، 43، 45، 48، 49، 50، 51، 57
58، 60، 61، 68، 71، 72 — 32 — 167/- — 5344/-

(ب) کوارٹر نمبر 41، 44 — 2 — 528/- — 1056/-

بلاک ''ایل''

(الف) کوارٹر نمبر 1، 3، 7، 10، 12، 13، 14، 15
16، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 27
33، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 43، 45، 48
49، 50 — 30 — 167/- — 5010/-

(ب) کوارٹر نمبر 8، 17 — 2 — 528/- — 1056/-

جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا بلاکوں کے اکثر کوارٹرز کو سال میں سپیشل مرمت کے لیے رقم مہیا کی گئی جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

کوارٹر نمبر	خرچہ	
A/43	916	نئے لکڑی کے دروازے تبدیل کئے گئے۔ بوجہ دیمک کے کھا جانے سے خراب ہو گئے تھے۔
A/13	1249	نئے لکڑی کے دروازے تبدیل کئے گئے۔ بوجہ دیمک کے کھا جانے سے خراب ہو گئے۔
L/42	2415	پلستر اور کمروں کے فرش خراب تھے۔ نئے ڈالے گئے۔
A/6	2500	دروازے ناکارہ ہو جانے کی وجہ سے نئے لگائے گئے اور کچن میں نئی شلف ڈالی گئی۔
A/20	851	نئے جالی کے دروازے لگائے گئے۔
A/9	2771	صحن کا فرش نیا لگایا گیا کمروں کے نئے فرش ڈالے گئے۔
C/37	897	نئے دروازے لگائے گئے۔
B/4	1982	صحن کا نیا فرش لگایا گیا۔
B/35	1303	نئے دروازے لگائے گئے۔
B/5	840	نیا کمرے کا فرش لگایا گیا۔

K/72	700	کمروں کے نئے فرش لگائے گئے ۔
B/44	1222	نئے دروازے لگائے گئے۔
A/54	1742	نئے دروازے اور کمروں کا نیا فرش لگایا گیا ۔
B/4	1894	سیمنٹ پلستر اور کمروں کے نئے فرش ڈالے گئے۔
K/61	683	نئے فرش ڈالے گئے ۔
B/6	3428	صحن کا فرش اور اکھڑا ہوا پلستر نیا لگایا گیا ۔
K/43	1657	نئے دروازے اور کھڑکیاں لگائی گئیں ۔
K/44	1304	کمروں کے نئے فرش لگائے گئے ۔
B/43	5000	نئے دروازے اور کھڑکیاں ۔ سفیدی اور رنگ و روغن کیا گیا ۔
E/4	1395	فرشوں کی مرمت کی گئی ۔
E/5	840	فرشوں کی مرمت کی گئی ۔
B/24	2000	سیمنٹ پلستر ۔ لکڑی کا کام اور چھتوں کی لپائی وغیرہ ہوئی ہے ۔
K/41	1850	کمروں کے فرش اور سیمنٹ پلستر ہوتا ہے ۔
C/20	1875	لکڑی کے دروازے اور کھڑکیاں لگائی ہیں ۔
C/26	5000	صحن کا فرش کمروں کا فرش اور جالی کے دروازے لگائے ہیں ۔
A/1	1250	صحن کا فرش لگایا ہے ۔
C/17	1840	لکڑی کے نئے دروازے اور کھڑکی لگائی ہیں ۔
A/10	1750	صحن اور کمروں کا فرش لگایا ہے ۔

اوکاڑہ شہر میں ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

306 - ڈاکٹر ظفر اقبال (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، اوکاڑہ) کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ اوکاڑہ شہر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور ریلوے لائن شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ریلوے لائن پر تین پھاٹک ہیں اور ریل گاڑیوں کی آمد و رفت سے مذکورہ پھاٹک 35 دفعہ بند کرنے کے باعث 6 گھنٹے وقت کا ضیاع ہونے کے علاوہ لا تعداد مشکلات بھی درپیش ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سابقہ دور حکومت میں ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں فنڈ بھی مہیا کر دیئے گئے تھے لیکن مذکورہ منصوبہ ہنوز معرض التوا میں ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت عوام کی خواہشات اور تکالیف کے ازالہ کے پیش نظر مذکورہ ریلوے لائن پر کب تک اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) (الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ پھاٹک دن میں متعدد مرتبہ بند ہونے سے آمد و رفت میں مشکلات درپیش ہیں۔

(ج) اوور ہیڈ برج کی سکیم مالی سال 76-75 76-77 اور پھر 79-78 80-79 کے ترقیاتی پلان میں شامل کی گئی تھی لیکن مقامی آبادی کے ایک طبقہ کی شدید مخالفت کی وجہ سے اس سکیم پر کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔

(د) اوور ہیڈ برج کی سکیم کو دوبارہ مالی سال 84-1983 کے ترقیاتی پلان میں تجویز کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال - جناب چیرمین میں اس جواب سے قطعی طور پر مطمئن نہیں۔ اوکاڑہ کی طرف سے اوور ہیڈ برج کے لیے متعدد بار درخواست کی گئی اور منصوبوں میں اس کو ہر دفعہ شامل کیا جاتا رہا ہے۔ اس دفعہ بھی آپ نے وعدہ فرمایا کہ میزانیہ سال 84-1983ء میں اس کو شامل کیا جائے گا۔ اگر یہ حتمی بات ہے پھر تو میں مطمئن ہوں۔ اگر یہ حتمی بات نہیں تو میں اس ایوان کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ اوور ہیڈ برج اتنا ہی ضروری ہے جتنا آپ سمجھ پائیں۔ اوکاڑہ کے درمیان سے ریلوے لائن گذرتی ہے اور چوبیس گھنٹوں میں 35 دفعہ وہ ریلوے پھاٹک بند ہوتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سے عوام کے ساڑھے پانچ گھنٹے روزانہ ضائع ہوتے ہیں۔ آپ اس سے اندازہ لگا

لیجیے کہ وہاں اس کی کتنی اشد ضرورت ہے ۔ جب تین جگہ پر پندرہ پندرہ منٹ پھاٹک بند ہوتا ہے تو اتنی ٹریفک جام ہو جاتی ہے کہ ہمیں ، سکول کے بچوں ، بچیوں کو سارا دن خاص صعوبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ آنے والے منصوبے میں اس کو ضرور شامل کیا جائے ۔

جناب چیئرمین - یہ اس میں آ گیا ہوا ہے ۔

اٹک تافتح جنگ سڑک کی کشادگی

341 - **جناب محمد واثق خان** - (وائس چیرمین ۔ ضلع کونسل اٹک) ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ اٹک تا فتح جنگ روڈ نہایت ہی تنگ اور خستہ حالت میں ہے ؟

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی کشادگی کے ضمن میں بارہا متعلقہ محکمہ سے گذارشات کی جا چکی ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) ۔ (الف) یہ سڑک تنگ ضرور ہے مگر اس کو درست حالت میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) حکومت بڑھتی ہوئی ٹریفک کے پیش نظر سڑکوں کو کشادہ کرنے کی ضرورت سے آگاہ ہے ۔ تاہم محدود مالی وسائل کی وجہ سے کشادگی کے لئے سڑکوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے جن سڑکوں پر ٹریفک زیادہ ہو یا وہ بین الصوبائی اہمیت کی حامل ہوں ان کو اول ترجیح دی جاتی ہے ۔ مذکورہ سڑکوں پر یومیہ 300 گاڑیاں چلتی ہیں جبکہ ترجیحات میں کشادگی کے لئے معیار 800 گاڑیاں کا ہے ۔ تاہم کوشش کی جا رہی ہے کہ اس سڑک کو اگلے پانچ سالہ پلان میں شامل کر لیا جائے ۔

جناب محمد واثق خان - گذارش یہ ہے کہ اس کا حکم دیا جائے کہ یہ سروے ہو ۔ صوبہ سرحد کی جتنی ٹریفک ہے ، وہ اس روڈ پر سے گزرتی ہے ۔ وزیر صاحب پہلے

دنوں جب اٹک تشریف لے گئے تھے تو یہ روڈ انھوں نے دیکھی تھی ۔ اگر یہ سڑک کشادہ کی جائے تو کراچی اور پشاور کے درمیان ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ کم ہوتا ہے ۔ پھر محکمہ والوں نے جو تین سو لکھا ہوا ہے ، میں گورنر صاحب سے عرض کروں گا کہ پچھلے سال انھوں نے ایک سڑک منظور کی تھی ، ہٹیاں ، حضرو تربیلا روڈ ۔ تو اس سے پہلے محکمے والوں نے کہا تھا کہ وہاں ٹریفک ہی نہیں ہے ۔ جس وقت گورنر صاحب نے حکم دیا کہ محکمے والے جائیں اور لوکل کونسل سے مل کر سروے کریں چنانچہ ایسا کیا گیا تو پھر اندازہ ہوا کہ ٹریفک کافی بڑھ گئی تھی ۔

جناب چیئرمین ۔ تو آپ نے اس وقت گاڑیاں زیادہ چلائی ہوں گی ۔

جناب محمد واثق خان ، جناب والا ، گاڑیاں ایسے نہیں چلتیں ۔ موقع پر سروے ہوا ۔ آپ دیکھیں کہ کراچی سے جو آئل ٹینکر چلتے ہیں، تعداد میں ہزار تو وہی ہو جاتے ہیں ، بلکہ روزانہ ہزار سے بھی زیادہ ہوتے ہیں ۔ باقی پبلک کی ٹریفک کو تو آپ چھوڑیں ۔ اس کے سروے کا حکم دیں ۔ یہ بہت ہی تنگ سڑک ہے اور اس میں تھوڑا سا پہاڑ بھی آتا ہے ۔ جو کہ آپ نے دیکھا ہوا ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں تو ٹیکنیکل آدمی نہیں ہوں ، لے میں ہوں آپ نے جو سڑک منظور کی ہے ، ہٹیاں ۔ تربیلا حضرو روڈ یہاں ٹیکنیکل آدمی ہونگے ، یہ آج کل نئی سپیسیفکیشن کہاں سے نکل آئی ہے کہ اینٹ کی روڑی استعمال ہوگی ؟ اگر اینٹ کو توڑ کر ، روڑی بنا کر سڑک پر ڈالا جائے اور اوپر سے رولر چلا دیا جائے تو وہ تو خاک بن جائے گی ۔ میں اس سڑک سے روزانہ گذرتا ہوں ۔ یہ سیکنڈ ورلڈ وار میں بنی تھی ۔ اس کی بیسمینٹ اینٹوں کی لگی ہوئی ہے ۔ وہ اینٹیں ٹھیکیدار اکھیڑ رہا تھا ۔ وہاں ایس ڈی او بھی موجود تھا ۔ جب ہم نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ تو محکمے کو فائدہ ہے ۔ اگر اینٹیں مٹی کے نیچے آ جائیں تو آپ کو کیا فائدہ ؟ ہم نے کہا ہے کہ بھئی ، ٹھیک ہے ۔ ہم تو لے میں ہیں ۔ ہمیں تو کچھ پتہ نہیں ۔ ضلعی رابطہ کمیٹی میں میں نے یہ سوال اٹھایا ۔ چیئرمین اور ڈی سی بھی بیٹھے ہوئے تھے ۔ میں نے کہا کہ ایکسیئن صاحب ، یہ بتائیں کہ ٹھیکے دار جو اینٹیں اکھاڑ رہا ہے ، وہ آپ کو کیا دے گا اور خود کیا لے گا ؟ انھوں نے کچھ ٹیکنیکل زبان میں بات کرنی چاہی ۔ میں نے کہا کہ میں تو زمیندار آدمی ہوں ۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ یہ اینٹیں جو اکھاڑی جائیں گی ، ان سے محکمے اور حکومت کو کیا ملے گا ؟

اور ٹھیکیدار کو کیا ملے گا ۔ تو اس کے پاس جواب نہ تھا ۔ ڈی سی نے فوراً کہا کہ اس کے بارے میں آپ مجھے رپورٹ لکھ کر دیں ۔ ڈی سی ۔ میں اور چیئرمین صاحب موقع پر گئے ۔ اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا ۔ انھوں نے پرانے زمانے کی اتنی موٹی موٹی اینٹیں اکھاڑ کر پانچ سو روپے فی ہزار بیچی ہیں ۔ اس نے محکمے والوں کو ضرور دیا ہوگا ۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو سب فراڈ ہے اور محکمے والے اس ٹھیکیدار سے مل کر اینٹیں اکھیڑ رہے ہیں اور بیسمنٹ کچی بنا رہے ہیں ۔ اس کی انکوائری کا حکم دیا جائے کہ یہ اینٹیں کیوں اکھاڑی گئیں اور کہاں گئیں ۔ میرے پاس آئیں ۔ میں بتا سکتا ہوں کہ کہاں کہاں لگی ہوئی ہیں ۔ جناب والا ، جب یہ حال ہو تو پھر خدا حافظ ہے ۔ ہم تو یہاں رو رو کر حکومت سے ایک چیز منظور کرواتے ہیں اور وہاں ایسا کام ہو ۔ تو ٹیکنیکل آدمی ہمیں جواب دے ۔

جناب چیئرمین — جی ہاں ، بالکل ۔ کسی ٹیکنیکل آدمی سے پوچھیے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات—انکوائری کرتے ہیں ۔

سیکریٹری مواصلات و تعمیرات (جناب احمد حسن اسلم) جناب والا ، عرض یہ ہے کہ جو خاص واقعہ بتا رہے ہیں ، اس کا چونکہ سوال سے تعلق نہیں ، اس لیے میں اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا ۔ لیکن یہ جو فرما رہے ہیں کہ عام طور پر اینٹیں توڑ کر روڑی بنائی جاتی ہے ۔ ہوتا یوں ہے جب ہم پرانی سڑکوں کو اونچا کرتے ہیں جو دوبارہ تعمیر کی جاتی ہیں تو سابقہ اینٹوں کی سولنگ ہوتی ہے اب اس کی بجائے اس سب بیس کو توڑ کر اس کی روڑی بنا کر اور اس میں ریت وغیرہ ملا کر سڑکات بننی شروع ہوئیں ۔ اس کے لئے وہ اینٹیں اکھاڑ کر ، توڑ کر روڑی بنائی جاتی ہے اور استعمال ہوتی ہے اور پرانی جتنی اینٹوں وغیرہ کی سولنگ ہوتی ہے وہ اس سب بیسمنٹ کی بیے منٹ میں منہا کی جاتی ہے اور ٹھیکیدار سے کہا جاتا ہے کہ تم نے پرانا مٹیریل یہاں سے اتنا نکالا تھا ۔ وہ اس میں سے منہا کیا جاتا ہے ۔ باقی جو خاص واقعہ کہہ رہے ہیں ، اس کی ہم تفتیش کریں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمداکبر خان- جب واثق خان نے یہ سوال اٹھایا تو ہم موقع پر گئے ۔ جیسے سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں ۔ رات رات اینٹیں توڑی گئیں کہ اس روڑی کو بھی بیچ میں شامل کیا جائے گا ۔ جیسے واثق خان نے کہا کہ اگر آپ اینٹ

کی روڑی ڈالیں اوپر رولر گذاریں - وہ ریت بن جائے گی تو وہ سڑک کے کام کیسے آسکتی ہے ؟ یہ بالکل جائز بات کی گئی ہے اس کی تفتیش کرائیں بجائے اس کے کہ ڈال مٹول کی جائے - جو بیس بنی ہوئی تھی اس کے اوپر سڑک بناتے تو وہ زیادہ مضبوط ہوتی - کیونکہ پہلے ہی اینٹیں لگی ہوئی ہیں اور پھر ان پر تارکول اور سب کچھ ڈالا ہوا تھا اینٹیں نکالنے کے لئے وہ سب کچھ اکھیڑ دیا گیا - ایک کان مل گئی اور اینٹیں بیچی گئیں - اس کے بعد وہ سب کچھ جب ظاہر ہو گیا تو پھر یہ پردہ پوشی کرنے لگے کہ جی ہم تو اس کی روڑی بنا رہے ہیں اور اس کے اوپر ڈال رہے ہیں -

جناب محمد واثق خان - سیکرٹری صاحب آئیں ، میں بتاتا ہوں -

وزیر مواصلات و تعمیرات - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی پوری انکوائری کروا کے رپورٹ آپ کو بھیجی جائے گی - مگر میں اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب تک دو سال گزر گئے ہیں - ہر دفعہ جب کونسل کی میٹنگ ہوتی ہے تو میں آپ سب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ نہیں کوئی کام خراب ہو رہا ہو تو میں نے اپنا ٹیلی فون نمبر سب کو دیا تھا ، اس ہال میں دیا تھا ، بلکہ مجھے گورنر صاحب نے کہا تھا کہ میاں صاحب ، آپ نے ایسا فون ضرور بنانا ہے - مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دو سال میں صرف چودہ ٹیلی فون آئے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ کام خراب ہو رہا ہے - مجھے اطلاع دے دیا کریں آپ مہربانی کیا کریں اور اس کی ایک کاپی مجھے بھی بھیج دیا کریں تو انشاءاللہ بہت سی تکلیفیں آپ کے آنے سے پہلے دور ہو جائیں گی -

جناب محمد واثق خان - متعلقہ ڈپٹی کمشنر اور چیئرمین کو ہم ایپروچ کر سکتے ہیں ، ہر وقت کر سکتے ہیں اور کیا ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - آپ مجھے کیوں نہیں کرتے - میں تو آپ میں سے ہوں -

جناب محمد واثق خان - آپ کو بھی کریں گے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - دو سال سے میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں - آپ کو یاد نہیں آیا - متعلقہ ڈپٹی کمشنر اور چیئرمین صاحب کی بات تو ٹھیک ہے - میں مانتا ہوں - مگر آپ مجھے بھی بتا دیا کریں -

جناب محمد واثق خان - ڈپٹی کمشنر حکومت کا نمائندہ وہاں بیٹھا ہوا ہے اور ذمہ دار شخص ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - آپ کا نمائندہ میں بیٹھا ہوں -

جناب محمد واثق خان - فتح جنگ روڈ کے دوبارہ سروے کا حکم دیا جائے -

جناب چیئرمین - انشاءاللہ ' ہم اس کو دیکھیں گے اور جس کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کی انکوائری میاں صاحب نے بھی کہا ہے کہ موقع پر جا کر کریں گے اور آپ ان کی مدد کیجئے گا -

میاں شجاع الرحمان—جناب والا جو باہر سڑکیں بن رہی ہیں اس میں عام طور پر یہ ہو رہا ہے کہ وہاں جو پرانی سولنگ ہوتی ہے یہ سولنگ اکھاڑ لیتے ہیں وہاں روڑی بچھا دیتے ہیں کیا وہ سولنگ بہتر نہیں سولنگ اچھی بھی ہے اور سڑک پہ جم چکی ہوتی ہے - بجائے اس کے کہ اس کو اکھاڑا جائے بہتر ہوگا کہ اس پہ روڑی اور تارکول ڈال دیا جائے - کیونکہ آج کل یہ روڑی کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں جس کو یہ کمپریس بھی نہیں کرتے اور سڑکیں ایک ہی سال میں اونچی نیچی ہونی شروع ہو جاتی ہیں - بہتر طریقہ یہی ہے کہ سولنگ پر روڑی ڈال دی جائے اور سڑک کو بنایا جائے - دوسرے جو اینٹیں اکھاڑتے ہیں وہ بہت عمدہ ہوتی ہیں مگر ان کو جب بیچا جاتا ہے تو اس سے حکومت کو بہت کم پیسے ملتے ہیں - سنا ہے کہ 280 یا 300 روپے ملتے ہیں وہ بھی 60 فیصد یا 70 فیصد کے حساب سے ہوتے ہیں اگر اینٹیں صحیح طریقے سے اکھاڑی جائیں تو 80 فیصد 90 فیصد ثابت اینٹیں نکلتی ہیں اور روڑا 10 فیصد یا 20 فیصد نکلتا ہے اور ٹھیکیدار سے بجائے اینٹوں کے پیسے لینے کے روڑے کے پیسے لئے جاتے ہیں اور اس سے فائدہ ٹھیکیدار کو پہنچ جاتا ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ جن سڑکوں پر جن پہ سولنگ لگی ہوئی ہے ان کو نہ اکھاڑا جائے بلکہ ان کے اوپر سیدھا روڑا ڈال کر تارکول بچھا دیا جائے تو میرے خیال میں سڑک اس سے زیادہ مضبوط ہوگی جو یہ بنا رہے ہیں -

جناب چیئرمین—یہ انجینئرنگ کی بات ہے -

میاں شجاع الرحمان—جناب مصیبت یہ ہے کہ ایک سڑک ایک طرف سے ایک ٹھیکیدار نے بنائی ہے دوسری طرف سے دوسرے ٹھیکیدار نے بنائی ہے - یہ خرابی کی وجہ ہے اس کو درست کریں -

جناب چیئرمین—میاں صاحب ایک منٹ ، یہ انجینئرنگ کا پوائنٹ ہے یہ ان کو پتہ ہے یہ تحقیق کر لیں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان—جناب والا فتح جنگ روڈ کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں یہ ایک طرف سے 20 میل بنی ہوئی ہے لیکن وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے براہ کرم اس کی انکوائری کرائیں ۔

جناب چیئرمین—وہ ٹھیک ہے ۔ دیکھیئے نا نہ آپ انجینئر ہیں نہ میں انجینئر ہوں یہ انجینئرنگ کا پوائنٹ ہے ۔

جناب سراج قریشی—جناب چیئرمین آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ پہلے ایک سڑک 30 فٹ بنی بعدازاں دس فٹ کی سڑک بنانے کے لیے تیس فٹ کو پورا کھود دیا گیا ۔ دس فٹ کی سڑک بنانے کے لئے 30 فٹ کی سڑک اکھاڑ دی ہے ۔ اور اب دونوں سائیڈیں کچی ہو گئی ہیں ۔

جناب چیئرمین—سیکریٹری مواصلات و تعمیرات سنا ہے آپ نے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات—کیا آپ لاہور کی بات کر رہے ہیں ؟

جناب سراج قریشی—یہ جلو موڑ کی سڑک تھی جہاں یادگار شہدا ہے اور جو یہاں سے دیہاتی علاقے میں جاتی تھی ۔ اس سڑک کو آپ نے صرف دس فٹ سڑک بنانے کے لئے اکھیڑا ہے ۔ اگر آپ اس کی دس دس فٹ کی سائیڈیں قائم رکھتے اور درمیان میں دس فٹ بنا لیتے تو کم از کم وہاں سے ٹرالیاں وغیرہ گذر جاتیں اب وہاں سے یہ گذر نہیں سکتیں ۔ اس کی طرف بھی توجہ دی جائے ۔

جناب چیئرمین— یہ جو پوائنٹ اٹھائے گئے ہیں کہ وہ کتنی چوڑی کتنی لمبی اور کتنی موٹی ہو گی ۔ اس قسم کے جو پوائنٹس اٹھائے گئے ہیں یہاں انجینئرز بیٹھے ہوئے ہیں ۔ سیکریٹری سی اینڈ ڈبلیو بیٹھے ہیں وزیر مواصلات و تعمیرات بیٹھے ہیں مجھے امید ہے کہ وہ اس طرف توجہ دیں گے اور ان کو درست کرائیں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان —جناب جو 100 میل سڑک فارم ٹو مارکیٹ روڈ منظور فرمائی ہے وہ جنڈ سے چھپ تک بن رہی ہے میں جب وہاں گیا تو پلیاں وہاں بن رہی تھیں اور وہ سینڈ سٹون جس روڑی کا پہلے ذکر کیا ہے پہلی بارش سے ہی ریت میں بہہ گیا تھا ۔ پلیاں بن چکی تھیں چھت ڈال چکے تھے ۔

بھی رپورٹ ایس۔ای۔صاحب اور کمشنر صاحب کو دی ۔ اس تمام سڑک کو اکھاڑا گیا اس کے اکھاڑنے کے بعد میرا اس کو از سر نو بنانے کا مقصد یہ ہے کہ جناب وزیر صاحب کو معلوم ہو جائے اور یہ بات ان کے علم میں ہو ۔ اور باقاعدہ اسکی چیکنگ کریں ۔ میں نے اس سڑک کو جتنی بار چیک کیا ہے نہ وہاں کوئی اوورسیئر ملا ہے نہ ہی کوئی ایس۔ڈی۔او ملا ہے اور نہ ہی کوئی ایکس ای۔این ملا ہے جب انکو پتہ چل گیا تو انہوں نے کہا کہ اسکے پروگرام کا پتہ رکھو کہ یہ کس طرف جاتا ہے تو ان دنوں میں ایک آدھ آدمی ملنا شروع ہو گیا میں نے رات کے آٹھ بجے بھی دیکھا کہ پلیوں پر لنٹر ڈالا جا رہا ہے یہ کام گیس جلا کر ہو رہا ہوتا ہے ۔ میں نے پوچھا یہ مصالحہ ٹھیک ہے ۔ میرے ساتھ رورل ڈویلپمنٹ کے ایک انجینئر تھے میں نے ان سے کہا کہ اسکو چیک کرو ۔ تو جو ریشو دیا ہوا تھا اسکے مطابق آدھا سیمنٹ بھی نہیں ملایا گیا تھا ۔ تعمیر کے معاملے میں درخواست ہے کہ یہ ملکی زیاں ہے خدا آپ پر رحم کرے آپ انکی نگرانی کریں تاکہ جو پیسہ ملتا ہے اسکا وہ صحیح استعمال کریں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ دیکھئے تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے ۔ یعنی ٹھیکیدار بھی اور پھر کچھ ہمارے بھی اس قسم کے افسران ہیں جن کی ملی بھگت سے یہ کام ہوتا ہے ۔ اگر آپ جو عوام کے نمائندے ہیں ہمیں اطلاع دے دیا کریں تو اسکو ہم ہر وقت پکڑلیں لیکن آپ سرخ فیتے سے چلتے ہیں ۔ اس میں کافی دیر لگتی ہے ۔ آپ مجھے بتایا کریں میں تو ہر دفعہ کہتا ہوں کہ خدا کے واسطے مجھے ٹیلی فون کر دیا کریں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ ٹھیک ہے جناب آئندہ ایسا ہی ہوگا ۔

اونانسر ۔ مواصلات و تعمیرات کے متعلق سوالات ختم ہوئے ۔ اب ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ کے متعلق سوالات ہونگے ۔ پہلا سوال ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں صاحب کا ہے

سیالکوٹ شہر کے لیے جامع ڈرینیج سکیم

264 ۔ **ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں** (ممبر میونسپل کارپوریشن ، سیالکوٹ) کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سیالکوٹ شہر کی سیوریج سکیم کب شروع ہوئی اور اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا ۔ مذکورہ سکیم کس سال جامع (کمپری ہنسو) ڈرینیج سکیم میں تبدیل کی گئی ۔ اس کا تخمینہ اور مکمل ہونے کی تاریخ کیا تھی ۔

(ب) مذکورہ سکیم کے لیے میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ نے کتنا حصہ ادا کرنا تھا ۔ اور اس کا طریقہ ادائیگی کیا تھا ۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکیم کارپوریشن نے مذکورہ سکیم کے لیے اپنے حصے سے زائد رقم ادا کر دی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو زائد رقم کی واپسی میں کونسا امر مانع ہے ۔

(د) آیا محکمہ مالیات کو اس امر سے مطلع کیا جائے گا کہ آئندہ متذکرہ میونسپل کارپوریشن کے پراپرٹی ٹیکس میں سے مذکورہ سکیم کے لیے کوئی رقم وضع نہ کرے ۔

(ہ) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ منصوبہ بقول وزیر محترم متعلقہ کے جناب گورنر پنجاب کی واضح ہدایات اور محکمہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار حضرات کی یقین دہانی کے مطابق 30 جون 1982ء تک ہر صورت میں مکمل ہونا تھا ۔ مگر ایسا نہ ہو سکا ۔

(و) اگر جزو (ہ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا اور اس کی مقررہ مدت کے اندر مکمل نہ ہونے کے ذمہ دار افراد کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) (الف) سیالکوٹ شہر کی ابتدائی سیوریج سکیم مالی سال 71-1970ء میں شروع ہوئی اور اس کا تخمینہ لاگت 9,99000 روپے تھا ۔ مذکورہ سکیم جامع سکیم میں تبدیل نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک علیحدہ جامع منصوبہ تیار کیا گیا تھا ۔ اس کا تخمینہ 17.27 لاکھ روپے تھا اور مالی سال 74-1973ء میں شروع ہو کر 6 سال میں یعنی مالی سال 79-1978ء میں مکمل ہونا تھی ۔ یہ تخمینہ اب قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے 20.71 لاکھ روپے ہے ۔

(ب) مذکورہ سکیم کے لیے میونسپل کمیٹی سیالکوٹ نے تخمینہ کا ½ یعنی 67.57 لاکھ روپے کی رقم محکمہ پبلک ہیلتھ کو ادا کرنی تھی - اس وقت کے طریقہ کار کے مطابق اے۔ڈی پی میں مختص شدہ رقم کی نصف رقم کمیٹی کو اس سال جمع کروانی تھی - جو ہر سال جمع نہ ہو سکی۔

(ج) محکمہ مالیات نے جون 1982ء تک مبلغ 39،27،000 روپے کی رقم منبع (source) سے سیالکوٹ کارپوریشن کے حساب میں سے وضع کر کے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے کھاتہ میں ڈالی ہے - جس میں مبلغ 35 لاکھ ستر ہزار ڈرینج سکیم سیالکوٹ کے لئے اور مبلغ 3 لاکھ 57 ہزار سیالکوٹ واٹر سپلائی سکیم کے لئے ہیں - سیالکوٹ ڈرینج سکیم پر جنوری 1983ء تک ایک کروڑ 90 لاکھ 63 ہزار روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے - اور اس سکیم کو آئندہ مالی سال میں مکمل کرنے کے لئے مزید 12 یا 13 لاکھ کی ضرورت ہو گی - اس طرح یہ منصوبہ تقریباً 2 کروڑ 2 لاکھ 71 ہزار میں مکمل ہو گا - اس طرح کارپوریشن کا اس سکیم میں حصہ 67 لاکھ 57 ہزار روپے بنتا ہے - مذکورہ حقائق سے یہ بات واضح ہے کہ کارپوریشن نے سیالکوٹ ڈرینج سکیم کے لئے اپنے حصے سے زائد رقم کی کٹوتی نہیں کروائی بلکہ ابھی اس سکیم کے لئے مزید مبلغ 31 لاکھ 87 ہزار روپے کی رقم کارپوریشن کی طرف واجب الادا ہے - جو کہ محکمہ مالیات آئندہ سالوں میں کارپوریشن کے کھاتہ سے وضع کرے گا -

(د) محکمہ مالیات کو مذکورہ سکیم کے حساب سے مطلع کر دیا گیا ہے۔ اب تک کے حساب کے مطابق کارپوریشن سے تقریباً 31.87 لاکھ روپے کی رقم مزید وضع کرنی ہے -

(ہ) جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے مذکورہ سکیم جون 1979ء میں مکمل ہونا تھی - لیکن مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے مقررہ وقت پر مکمل نہ ہو سکی -

1 - مذکورہ 6 سال کے دوران تخمینہ شدہ رقم کا فراہم نہ کرنا -

2 ۔ ڈسپوزل ورکس کی زمین کے حصول میں عدالت کا حکم امتناعی ۔

3 ۔ ڈسپوزل ورک کی زمین پر حکم امتناعی کی وجہ سے ڈسپوزل ورک کی نئی جگہ کے انتخاب کا التوا میں پڑا رہنا ۔

4۔ Ex-gratia کی وصولی کی وجہ سے ٹھیکیداروں نے کچھ عرصہ کام بند رکھا ۔

(و) رواں مالی سال 83-1982ء میں اس منصوبہ کے لئے 10 لاکھ روپے کی رقم مخصوص کی گئی تھی جو کہ بڑھا کر 12.50 لاکھ روپے کر دیئے گئے ہیں سکیم کی رسم افتتاح مورخہ 16 فروری 1983ء کو بدست جناب میاں صلاح الدین وزیر مواصلات و تعمیرات ، ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ کی گئی ۔ اور فوری طور پر سکیم چالو کر دی گئی ہے آئندہ مالی سال کے دوران مبلغ 13 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ جس سے بقایا کام مکمل کر لیا جائے گا ۔ جزو (ہ) میں بیان کردہ وجوہات کی بنا پر کسی اہل کار پر منصوبہ مقررہ مدت میں مکمل نہ کرنے کی وجہ سے کارروائی کا جواز نہیں بنتا ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں ۔جناب والا آپ کی ذاتی توجہ سے ایک مسئلہ جو عرصہ دراز سے کٹھائی میں پڑا ہوا تھا وہ جزوی طور پر چل پڑا ہے ہم آپ کے اور وزیر متعلقہ کے شکر گذار ہیں لیکن اس سلسلے میں جو محکمہ نے جواب دیا ہے اس میں کچھ درستگی فرمائیں ۔ محکمہ نے فرمایا ہے کہ میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ نے اپنا حصہ صرف 39 لاکھ 27 ہزار روپے جمع کرایا ہے ۔ جبکہ ہم 1970 سے لیکر 83—1982 تک ایک کروڑ 8 لاکھ روپے جمع کرا چکے ہیں اور ہمارے پراپرٹی ٹیکس میں دی جا چکی ہے ۔ اسکی تفصیل میں پھر عرض کرتا ہوں ۔ دس لاکھ روپے لونز کے against کاٹا گیا ہے ۔ 37 لاکھ 63 ہزار روپے انٹرسٹ میں کاٹے گئے ہیں 43 لاکھ 60 ہزار روپے ہمارے شیئر میں کاٹے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ اس مالی سال میں 40 لاکھ روپے ہمارے پراپرٹی ٹیکس میں کاٹ لئے ہیں ۔ جو ہماری کل ڈویلپمنٹ کا 1/4 حصہ بنتا ہے ۔ 17 لاکھ کاٹے جا چکے ہیں ۔ میری درخواست ہے کہ محکمہ قانون اس قسم کا لائحہ عمل تیار کرے ۔ جہاں انٹرسٹ لونز پر کاٹتے

ہیں - اس میں ہمارے قرضہ جات کا حصہ بھی ساتھ ساتھ کاٹتے جائیں - تاکہ سود بھی کٹتا جائے اور قرضے کا بوجھ بھی کم ہو جائے - اسطرح ہمارا سود بھی کم ہو جائیگا - 1970ء سے ہم اس معاملے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں اور اپنا حصہ کٹوا رہے ہیں - اب ہمارے ذمے لاکھوں روپے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ 10/5 سال میں ہم اس قابل ہونگے کہ اپنے اس حصے کو ختم کر سکیں - جناب والا میری دوسری گذارش یہ ہے کہ جو منصوبہ جات اے-ڈی-پی میں شامل کرتے ہیں - اور 1/2 اور 1/3 حصہ جمع کرانے کی جو شرط عائد ہے اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے - جو بھی منصوبہ جات بنتے ہیں وہ لاکھ دو لاکھ یا کروڑ یا دو کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ روپے کے ہوتے ہیں اگر اسکا 1/3 پیشگی جمع کرادیں تو ہماری باقی ترقیاتی سکیمیں متاثر ہو جاتی ہیں - اگر وہ نہ جمع کرائیں تو ہمارا ضروری منصوبہ واٹر سپلائی اور سیوریج اس میں شامل نہیں ہوسکے گا - اس شرط کے ہوتے ہوئے یہ صورت حال قابل عمل نہیں ہے - اس سلسلے میں دوسری گزارش یہ ہے یا دوسری تجویز یہ ہے کہ حکومت جتنی رقم کسی منصوبے کے لئے اے-ڈی-پی میں مختص کرتی ہے اس حساب سے لوکل کونسل سے اسکی ادائیگی کرالی جائے - اس طرح لوکل کونسل پر اس کا بوجھ کم پڑیگا - اور ان کا اہم منصوبہ بھی اے-ڈی-پی میں شامل ہوجائیگا - اور اور وہ منصوبہ جات جو جزوی طور پر مکمل ہوئے ہیں - پوری طرح مکمل ہوجائیں گے - جسطرح سیالکوٹ کی ڈرینیج سکیم پر دو کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں جب کہ آبادی کا بہت کم حصہ اس سے مستفید ہو رہا ہے - اس سے پورے شہر کو استفادہ دلانے کے لئے جو دو کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں اسکا صحیح استعمال کرنے کے لئے ہمیں مزید دو کروڑ روپے کی ضرورت ہے اور ہمیں اس دو کروڑ روپے کے منصوبے کے لئے 1/3 پیشگی جمع کرانے پڑیں تو ہم اپنے ترقیاتی پروگرام پر عمل درامد نہیں کرا سکیں گے - اس سلسلے میں گذارش ہے - کہ وہ منصوبہ جات جو جزوی طور پر پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں ان کو مکمل کرنے کے لئے یہ 1/3 یا 1/4 کی شرط کو ختم کیا جانا چاہئے اور اس سلسلے میں سیالکوٹ کے لئے 1/3 یا 1/4 اس سکیم کے لئے اس شرط کو ختم کیا جائے - تاکہ جو دو کروڑ روپے خرچ کیا گیا ہے اس کا استعمال صحیح طور پر کیا جا سکے -

جناب چیئرمین —دیکھئے اب آپ کے پاس 5 منٹ رہ گئے ہیں کیا آپ اس سوال پر ہی رہینگے -

مدرسہ احیاء العلوم کے پینے کے لئے پانی کی فراہمی

284 - **میاں غلام حیدر** (چیئرمین میونسپل کمیٹی میانوالی) : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میرے سوال نمبر 215 کے جواب کے حوالے سے جو ایوان میں مورخہ 20-12-82 کو دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے غنی کالونی (فیاض فرنیچر ہاوس) سے مدرسہ احیاءالعلوم (نیو مسلم پارک سکیم) تک پینے کا سرکاری پانی مہیا کرنے کے لئے کھدائی کا نصف سے زیادہ کام مکمل کر لیا تھا -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر کھدائی کا کام روک دیا گیا - نتیجتاً مذکورہ دینی درسگاہ جس میں لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں کے طالب علم بھی زیر تعلیم ہیں ، کو ایک دفعہ پھر جائز ضرورت سے محروم کر دیا گیا ہے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کھدائی کے کام کو دوبارہ شروع کر کے مدرسہ احیاءالعلوم اور ملحقہ مدنی سٹریٹ کو پینے کا سرکاری پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) : (الف) یہ درست نہیں ہے کہ واسا نے مدرسہ احیاءالعلوم نیو مسلم پارک کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر سپلائی لائن بچھانے کا کام شروع کیا تھا اور نہ ہی واسا کو مدرسہ احیاءالعلوم کو پانی دینے کے لئے کوئی شکایت موصول ہوئی - در حقیقت واسا نے غنی کالونی اور نگینہ کالونی نیو مسلم پارک کا تفصیلی سروے کیا تاکہ ان آبادیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جا سکے - اس سلسلہ میں مختلف جگہوں پر کھدائی کرکے موجودہ پینے کے پائپ کے متعلق صحیح معلومات حاصل کیں اور ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہے جس کی لاگت دس لاکھ پینسٹھ ہزار روپے آتی ہے - وسائل کی کمی کی وجہ سے اس منصوبہ پر ابھی تک عمل نہیں ہو سکتا -

(ب) چونکہ غنی کالونی میں پینے کے پائپ بچھانے کے منصوبہ پر ابھی عمل درامد شروع ھی نہیں ھو سکتا اس لئے کام کو ادھورا چھوڑنے کا سوال ھی پیدا نہیں ھوتا ۔ جس کھدائی کا ذکر فاضل ممبر صوبائی کونسل پنجاب نے کیا ہے وہ صرف بطور سروے موجودہ پائپ کے سائز کو معلوم کرنے کے لئے کی گئی تھی اور جس کی لمبائی صرف چند فٹ تک محدود تھی ۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ واسا نے غنی کالونی اور نگینہ کالونی مسلم پارک میں پینے کے پانی کے پائپ بچھانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے جس کی لاگت 10 (دس) لاکھ پینسٹھ ھزار روپے بنتی ہے جونہی تیسرے مرحلے کے لئے واسا کو وسائل فراھم ھو جائیں گے اس منصوبہ پر بھی عمل ھو جائے گا ۔ دوسرے مرحلے میں شامل شدہ بہم رسانی اپ کے تمام کام مکمل ھو چکے ھیں ۔

جناب چیئرمین ۔ اس سوال کے جواب سے اپ مطمئن ھیں ؟

میاں غلام حیدر ۔ جی ھاں ۔

فیروز پور روڈ لاھور ریلوے کراسنگ پر اوور ھیڈ برج کی تعمیر

328- **میاں تجمل حسین** (سابق صدر ، لاھور سٹاک ایکسچینج) کیا وزیر ھاوسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ فیروز پور روڈ لاھور نزد ریلوے کراسنگ کوٹ لکھپت کے لیے اوور ھیڈ برج نہ ھونے کے باعث صنعتی علاقے کے لئے بے شمار مسائل در پیش ھیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقے کی اھمیت کے پیش نظر وھاں اوور ھیڈ برج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ھاوسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) ۔(الف) جی ھاں ۔

(ب) اس پل کی تعمیر کی کل لاگت چار کروڑ روپے ہے ۔ جو چار سالوں میں مکمل ھوگا ۔ لوگوں کی تکالیف کو مد نظر رکھتے ھوئے لاھور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے سال 1982-83ء کے بجٹ میں دس لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے ۔ جس

سے پلاننگ اور ڈیزائن کا کام مکمل ہو جائے گا ۔ آئندہ مالی سال میں پل کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

الحاج چوہدری محمد حیات - جناب والا - وہ نہیں ہیں - میں اس سوال کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ سوال پچھلے تین چار اجلاس سے لگا تار آ رہا ہے اور تقریباً ڈیڑھ سال پہلے میاں صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال کام شروع کر دیا جائے گا ۔ تو اس سال اس کے لیے دس لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے مگر میں صرف یہ سودبانہ پوچھنے کی جرات کروں گا کہ آیا اس دس لاکھ سے کوئی کام ہوا ہے یا اس کی کوئی پلاننگ ہوئی ہے؟ اس کے متعلق تھوڑی سی وضاحت فرما دیں ۔

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - جناب والا ۔ اس دس لاکھ روپے سے انشاء اللہ تھوڑے دنوں میں ہماری پلاننگ مکمل ہو جائے گی ۔ اس کے بعد پھر ہم اور کام کریں گے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات - جناب والا ۔ اتنی بات ذہن میں رکھیں کہ بڑھتی ہوئی ٹریفک اور جنرل ہسپتال ہے ۔ ساتھ ایک اور ہسپتال بن رہا ہے اور ہر آدھے گھنٹے کے بعد پھاٹک بند ہو جاتا ہے اور اتنی ٹریفک ہو جاتی ہے کہ ایک لمبی Q قطار لگ جاتی ہے ۔ اور سفر کرنیوالوں کو سخت اذیت پہنچتی ہے ۔

جناب چیئرمین - اس نے پلاننگ کے بعد ہی بننا ہے ۔ پیسے ہو گئے ہیں ۔ چار کروڑ روپے کی لاگت اس پر آئے گی اور یہ آہستہ آہستہ بن جائے گا ۔

الحاج چوہدری محمد حیات - جناب والا پچھلے دو تین سالوں سے ہی کہہ رہے ہیں کہ وہ اسی سال بن جائے گا بہر حال ابھی تک کچھ نہیں ہوا ۔

جناب چیئرمین - جواب میں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ پل چار سالوں میں مکمل ہو گا تو یہ کافی وقت لگے گا ۔ اگلا سوال ۔

فیصل آباد میں نکاسی آب کے لئے سیورلائن بچھانا

334 - **چوہدری محمد صدیق سالار** (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ، فیصل آباد) ۔ کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی چک نمبر 224

وارث پورہ پیپلز کالونی نمبر 1 اور نمبر 2 میں سیور لائن بچھا رہی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پیپلز کالونی نمبر 1 کا بلاک اے پانی میں ڈوبا ہوا ہے اور آبادی سندر سنگھ والا۔ محمدی کالونی نزد قبرستان سیور لائن گزر رہی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آبادیوں کی نکاسی آب کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین): (الف) واسا۔ ایف ڈی اے پیپلز کالونی نمبر 1 اور چک نمبر 224 ر۔ب میں کوئی سیور لائن نہیں لگا رہا۔ البتہ وارث پورہ میں بحالیاتی پروگرام کے تحت 9 انچ کی تقریباً لائن 780 فٹ لمبی ایک لائن لگا رہا ہے۔ اسی طرح 9 انچ اور 12 انچ کی تقریبا 1000 فٹ لمبی لائنیں پیپلز کالونی نمبر 2 میں لگا رہا ہے۔

(ب) پیپلز کالونی نمبر 1 کے بلاک اے میں اس وقت کوئی پانی جمع نہ ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پمپنگ اسٹیشن استعداد کے مطابق کام نہ کر سکے جس کی وجہ سے عارضی طور پر تکلیف رہی اور محمدی کالونی نزد قبرستان سیور لائن لگائی جا رہی ہے جس کی مزید توسیع سندر سنگھ والا تک زمینی لیول کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔

(ج) پیپلز کالونی نمبر 1 بلاک نمبر (اے) میں سیور سسٹم موجود ہے۔ سیور سسٹم کو اچھے طریقے سے چلانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں کھلی نالیاں سیور سسٹم میں ملائی جائیں وہاں سکریننگ چیمبرز تعمیر کئے جائیں اور نالیوں کا گندا پانی سکریننگ چیمبرز سے ہوتا ہوا سیور سسٹم میں گرے۔ ماضی بعید میں جب سیور سسٹم لگایا گیا تو سکریننگ چیمبرز نہ بنائے گئے تھے سال رواں میں اپریل سے شروع ہونے والی سہ ماہی میں سکریننگ چیمبرز کی تعمیر شروع کر دی جائے گی جن کے لیے ٹینڈر آ چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند ماہ بعد اس تکلیف کا اعادہ نہیں ہوگا۔

چوہدری محمد صدیق سالار—جناب والا۔ میں اس جواب سے تو مطمئن ہوں اس لیے کہ جناب کمشنر صاحب نے پچھلی میٹنگ میں ایف ڈی اے اور واسا کے ساتھ بیٹھ کر خوب باتیں کیں ہیں اور ان کو لائن پر چڑھا لیا گیا ہے کہ وہ کام کریں۔ لہذا اس جواب سے میں مطمئن ہوں اور جناب کمشنر سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ دلچسپی لیتے رہیں۔

جناب چیئرمین ۔ اگلا سوال ۔

میانوالی شہر کے لئے ہاوسنگ سکیم

336 - **ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ** (خاتون کونسلر ، ضلع کونسل ۔ میانوالی) : کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ میانوالی شہر کے مشرقی جانب کچھ ملحقہ اراضی پڑی ہے جو کہ محکمہ زراعت کی ملکیت ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اراضی پر معمولی کاشت کی جاتی ہے اور اس سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت میانوالی شہر کی پسماندگی دور کرنے اور کم آمدنی والے لوگوں کا رہائشی مسئلہ حل کرنے کے لئے مذکورہ اراضی پر کوئی ہاؤسنگ سکیم تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ— میاں صلاح الدین ۔ (الف) جی ہاں : میانوالی شہر کے مشرقی جانب محکمہ زراعت کا ملکیتی زرعی فارم پر مشتمل 12 مرلہ 1 کنال 110 ایکڑ رقبہ موجود ہے ۔

	مرلہ	کنال	ایکڑ
اس رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔ زیر کاشت رقبہ	9	7	102
زیر مکانات مڑکات و دفاتر محکمہ ، زراعت	3	2	7
کل رقبہ	12	1	110

(ب) جی نہیں : حقیقت یہ ہے کہ فارم مذکورہ کے زیر کاشت رقبہ یعنی 9 مرلہ 7 کنال 102 ایکڑ پر محکمہ زراعت کا تحقیقاتی شعبہ جو بیج ہائے اجناس سبزیات تیار کر رہا ہے قائم ہے اور ان سے بیج تیار کئے جاتے ہیں جو پنجاب سیڈ کارپوریشن حاصل کر لیتی ہے اور یہ بیج زمینداروں میں بھی اس فارم سے تقسیم ہوتے ہیں ۔ لہذا اس فارم سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا رہا ہے ۔

(ج) چونکہ مذکورہ اراضی سے مختلف اجناس و سبزیات کے بیج پیدا کرنے کا اہم کام لیا جا رہا ہے۔ لہذا حکومت اس اراضی پر کوئی ہاؤسنگ سکیم تیار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی جہاں تک میانوالی شہر کی پسماندگی دور کرنے اور کم آمدنی والے لوگوں کے رہائشی مسئلہ حل کرنے کا تعلق ہے حکومت نے میانوالی شہر میں ایک ہاوسنگ سکیم پہلے ہی تیار کر رکھی ہے اور اگر یہ تیار شدہ سکیم میانوالی شہر کے کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ناکافی ہوئی تو موجودہ سکیم کے ملحقہ باقی ماندہ رقبہ پر مزید توسیعی سکیم نمبر 2 تیار کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ – جناب والا۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں جو اطلاع انہوں نے آپکو دی ہے وہ بالکل غلط ہے پوری زمین انہوں نے ٹھیکے پر دی ہوئی ہے اور اس پر گندم کاشت کی جا رہی ہے اس کے بیج کا کوئی انتظام وہاں پر نہیں ہے بلکہ ٹھیکے کی جو رقم ہے وہ یہ وصول کرتے ہیں ایک دو کنال میں کی سبزی لگی ہوئی ہے یعنی کچھ گھاس ہے کچھ سبزی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ہم سیڈز دیتے ہیں یہ کسی کو کچھ نہیں دے رہے میرے خیال میں یہ بازار سے خرید کر دے رہے ہونگے دوسرا یہ کہ جو ہاوسنگ سکیم ہے وہ شہر سے بہت دور ہے وہاں پر ابھی تک کوئی آبادی نہیں ہوئی جو پہلی ہاوسنگ سکیم ہے اس میں ایک مکان بھی نہیں بنا۔ اگر یہاں پر سکیم بنا دی جائے تو زیادہ بہتر رہے گی اور اربن ایگریکلچر فیکلٹی کو وہ جگہ دے دی جائے۔ آپ وہاں کوئی ٹیم بھیجیں جو یہ دیکھے کہ وہاں کونسا ایگریکلچر ایگزیشن کا کام ہو رہا ہے۔

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - میں انکوائری کرتا ہوں اور آپ کو بتا دونگا۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - جی ہاں - انکوائری کریں -

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ - (بریگیڈیئر احمد فواد) - جناب والا - جس معاملہ کے بارے میں محترمہ ڈاکٹر صاحبہ فرما رہی ہیں وہ میانوالی میں 110 ایکڑ کا رقبہ ہے - یہ ایگریکلچر ریسرچ والوں کی زمین ہے - ہم نے ان سے ذکر کیا تھا لیکن فی الحال ایگریکلچر ریسرچ والے اس زمین کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ اس پر ہاؤسنگ سکیم تیار ہو -

جناب چیئرمین - پھر یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اور سیکرٹری ایگریکلچر دونوں بیٹھ جائیں اور اس کو حل کریں - کوئی پرابلم نہیں ہے - اگر کوئی پرابلم ہے تو دونوں منسٹر صاحبان سے مشورہ کریں -

سیکرٹری ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - جناب والا - ہم نے ایگریکلچر ریسرچ والوں سے مشورہ کیا تھا - ابھی وہ زمین دینے کے لئے تیار نہیں ہیں -

جناب چیئرمین - آپ اسے کل ہی اکٹھے بیٹھ کر حل کر لیجئے گا اور جو بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں وہاں جا کر آپ دیکھئے -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - جناب والا - وہاں ہاؤسنگ سکیم بنا دی جائے تو زیادہ بہتر رہے گا کیونکہ وہ کافی دور ہے - وہاں آٹھ دس سالوں سے کوئی آبادی نہیں ہوئی -

جناب چیئرمین - انشاءاللہ ہوگا -

وسن پورہ ہاؤسنگ سکیم نمبر 2

345 - حاجی مقصود احمد بٹ — (صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ) لاہور) کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ وسن پورہ لاہور میں صرف سیلاب زدگان اور زمین کے مالکان کے لیے ایک رہائشی سکیم بنام ''وسن پورہ سکیم نمبر 2'' سال 1973ء میں شروع کی گئی تھی -

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سکیم مذکورہ میں پلاٹوں کی تعداد کا نقشہ سکیم میں دیئے گئے پلاٹوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے اور ان زائد پلاٹوں کا نقشہ اور نمبروں کا ریکارڈ محکمہ کی بجائے ایک سب انجینئر کے پاس ہے -

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ سب انجینئر مذکور نے مقامی پراپرٹی ڈیلروں کی ملی بھگت سے اپنے سے پہلے افسران کے جعلی دستخط کر کے انہیں چار صد پلاٹ الاٹ کر دیئے ہیں جن پر تعمیر بھی کروائی اور انکوائری آفیسر نے ان پلاٹوں کی مسلوں کو گمشدہ قرار دے دیا -

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زمین کے مالکان کو جو پلاٹ الاٹ کیے گئے تھے وہ پہلے سے ہی الاٹ شدہ تھے اور ان پر تعمیر ہو جانے کے بعد محکمہ ان کو قبضہ نہ دے سکا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ یہ ریکارڈ اپنے قبضہ میں لینے کے لیے کیا اقدام کر رہا ہے۔ نیز مذکورہ سکیم میں پلاٹوں کے الاٹیوں کی فہرست مہیا کرنے کو تیار ہے۔ جس میں اس امر کی وضاحت کی جائے کہ ان میں کتنے زمین کے مالکان اور کتنے سیلاب زدگان تھے۔ نیز سب انجینئر مذکور جس نے جعلی الاٹمنٹ کے ذریعہ لوگوں کو چار سو پلاٹ دیئے، کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور زمین کے مالکان کو پلاٹوں کا قبضہ دینے کے متعلق کیا اقدامات کیے ہیں؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) —

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موقع پر پلاٹوں کی تعداد نقشے میں دیئے گئے پلاٹوں سے کچھ زیادہ ہے۔ ایسے حالات بعض اوقات فنی وجوہ کی بنا پر پیدا ہو جاتے ہیں تاہم زائد پلاٹوں کی تفصیل تحقیقاتی افسر کے علم میں ہے اور زیر تحقیقات ہے بے قاعدگیوں میں ملوث سب انجینئر کو چارج شیٹ کر دیا گیا ہے اور اس کا سکیم سے تبادلہ بھی شیخوپورہ ہو چکا ہوا ہے۔

(ج) یہ کسی حد تک درست ہے اور ان واقعات کی چھان بین کے لیے افسر بکار خاص (ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ) مقرر ہو چکا ہے جو ملوث سب انجینئر کی بے قاعدگیوں کی تفتیش کریں گے۔ ان میں فائلوں کی گمشدگی پراپرٹی ڈیلروں سے ملی بھگت اور جعلی دستخط وغیرہ تمام امور شامل ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ محکمہ نے بعض مالکان زمین کو جو پلاٹ الاٹ کیے ان میں کچھ پہلے سے الاٹ شدہ تھے اور کچھ پلاٹ پر بصورت تعمیر ناجائز قبضہ تھا ایسے کچھ مالکان زمین کو متبادل پلاٹ الاٹ کر دیے گئے ہیں۔ جو مالکان زمین بقایا رہ گئے ہیں ان کو بھی سکیم میں پلاٹ مہیا کیے جا رہے ہیں۔

(ہ) متعلقہ ریکارڈ تحقیقاتی افسر کے قبضے میں ہے - مالکان زمین و سیلاب زدگان کی فہرست بھی محکمہ ھذا کے پاس موجود ہے - سب انجنیر مذکورہ کے تحقیقاتی افسر کی رپورٹ کے مطابق کارروائی کی جائے گی - مالکان زمین کو پلاٹ مہیا کرنے کے لئے ناجائز قابضین کو بیدخل کرنے کی کارروائی شروع ہوچکی ہے - دفتر ھذا کے علم میں تو جعلی دستخطوں کے کیس آئے - انکے خلاف متعلقہ تھانے میں پرچے درج کروا دیے گئے ھیں - دو کے خلاف فوجداری کاروائی شروع ہے - بقایا سات کیس زیر تفتیش ھیں مزید (20) بیس افراد کو اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کر دیے گئے ھیں - ایسے ناجائز پلاٹ حاصل کرنے کے بعد زمین کے مالکان کو قبضہ دے دیا جائے گا -

حاجی مقصود احمد بٹ - جناب چیئرمین میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں - لہذا اس پر میں کچھ ضمنی سوالات کرنا چاہتا ہوں اور وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ میاں صلاح الدین صاحب اس کا جواب دیں -

جناب چیئرمین - پہلے آپ یہ بتائیے کہ کیا غلط ہے اور کیا درست -

حاجی مقصود احمد بٹ - جناب والا - انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ سارے کا سارا غلط ہے - پہلے میں نے سوال کیا تھا کہ وسن پورہ سکیم 2 لینڈ اونرز اور سیلاب زدگان کے لئے شروع کی گئی تھی - تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ درست ہے - لیکن موقع پر سیلاب زدگان موجود نہیں ھیں - یہ غیر متعلقہ افراد کو پلاٹ دے دیئے گئے ھیں اور میرے خیال میں کم از کم دو سو کروڑ روپے کا فراڈ ہے - اگر آپ تھوڑا سا موقع دیں تو میں تفصیل سے بیان کرتا ہوں -

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - جناب والا - یہ پلاٹ 213 نہیں ھیں بلکہ 297 پلاٹ ھیں - اس زمانے میں ایس ڈی او ، اوورسیر اور ایکس ای این نے چند دھوکہ باز افراد کے ساتھ مل کر یہ کام کیا - اور یہ سیلاب زدگان کے لئے پلاٹ تھے اور کسی اور کو الاٹ ہو گئے - وہ کیس زیر تفتیش ہے - کچھ افسران کے خلاف مقدمات قائم کئے گئے ھیں یہ کافی دیر کی بات ہے کہ کچھ وہاں زمین پڑی تھی اور جو میرے پاس لوگوں کی درخواستیں تھیں ان میں سے کچھ لوگوں کو

میں نے پلاٹ بانٹے ہیں جو کہ ہم نے اپنے کوارٹرز بنانے کے لئے رکھے ہوئے تھے اور ہم نے اپنے فلیٹس وغیرہ بنانے تھے ۔ جہاں تک مجھے پتہ ہے میرے ایک اچھے جاننے والے اور میرے ہمنام کی والدہ فوت ہو گئی تھیں ۔ چھ سال کے بعد ان کی رجسٹری کروائی گئی ۔ پھر جو اوورسیر وہاں تعینات تھا ۔ اس کو لوگوں نے دو تین دفعہ گولیاں بھی ماری ہیں لیکن وہ مرا نہیں بلکہ بچ گیا ۔ یہ بےایمانی ہے ۔ مگر یہ بہت پہلے کی بات ہے ۔ 74 - 1973ء میں یہ حرکت شروع ہوئی تھی اور یہ واقعی وہاں دھوکہ دہی ہوئی ہے اور بے اندازہ ہوئی ہے ایک تو وہاں آپنے کمیٹی بنائی ہے ۔ وہاں ایک پارٹی تھی جس میں وہ دھوکہ باز اور ہمارے اہلکار بھی شامل تھے ان سے لوگ زمینیں خریدتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ غلط الاٹمنٹ ہو رہی ہے ۔ ان پلاٹس پر دو دو ۔چار چار ۔ پانچ پانچ لاکھ روپے کے مکانات بنائے ہیں ۔ یا تو وہ انکو قیمت ادا کریں جن کے اصل میں پلاٹ تھے یا پھر ان کو ہم گروانے کی کوشش کرینگے ۔ اس میں آپ بھی مدد کر رہے ہیں اور بھی دوچار لوگ کمیٹی میں شامل ہیں اور اب بھی 297 پلاٹ نکلے ہیں اور ممکن ہے کہ مزید پلاٹ نکلیں ۔

حاجی مقصود احمد بٹ—جناب والا ۔ جن پلاٹس کی محکمہ نے جعلی الاٹمنٹیں کی ہیں ان کا میرے پاس پورا اور مکمل ریکارڈ موجود ہے ۔ جناب چیئرمین ۔ چودھری فضل الٰہی صاحب (مرحوم) سابق صدر پاکستان نے اس سکیم کا افتتاح کیا تھا ۔

جناب چیئرمین — ایک منٹ ۔ اس کو اگر آپ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی تحقیقات ہو رہی ہیں ۔ اگر آپکے پاس کوئی مواد ہے تو آپ انہیں دے دیجئے ۔ یہ یہاں بحث کی بات نہیں ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ—جناب والا ۔ میری گزارش ہے کہ مارشل لاء کے ذریعے انکوائری کرائی جائے ۔ یہ دو کروڑ روپے کا فراڈ ہے ۔ اگر نہ ہو تو میں اس کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں ۔ آپ مارشل لاء ٹیم کے ذریعے اس کی انکوائری کرائیں ۔

جناب چیئرمین — آپ مارشل لاء ٹیم کو چھوڑیں ۔ اس پر تحقیقات ہو رہی ہے ۔ اگر آپ کے پاس کوئی مواد ہے تو آپ منسٹر صاحب کو دے دیجیے گا ۔

حاجی مقصود احمد بٹ — جناب چیئرمین ۔ تین سال سے یہ تحقیقات ہو رہی ہیں ۔ یہ بتا دیں کہ ابھی تک اس پر کیا عمل ہوا

ہے - اس کی کوئی رپورٹ ہی بتا دیں کہ انہوں نے کیا تحقیقات کی ہیں -

جناب چیئرمین — وہ مکمل ہو جائیں گی - آپ کے پاس جو مواد ہے انہیں دے دیجئے گا -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ — آپ ریکارڈ مجھے دے دیں ہم دیکھیں گے کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو میں یہاں بھی آپ کی سفارش کر دوں گا -

حاجی مقصود احمد بٹ — جناب والا - وزیر موصوف اتنا بتا دیں کہ تحقیقات پر کتنا وقت لگے گا کیونکہ سکیم کے اصل حقدار بہت پریشان ہیں اور محکمہ والے ان کو بہت ہراساں کر رہے ہیں - اور اصل ملزمان محکمے میں بھی ہیں اور سکیم میں بھی آتے جاتے ہیں -

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ — جناب والا - یہ سکیم 74-1973ء میں شروع ہوئی تھی -

جناب چیئرمین — انکوائری کرنے میں کتنا وقت لگے گا ؟

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ — جناب والا - انکوائری کمیٹی کے او ایس ڈی رفعت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور 14 افسران چارج شیٹ ہو گئے ہیں - انہوں نے بہت محنت سے ریکارڈ بنایا ہے پہلے ریکارڈ نہیں مل رہا تھا - نئی کمیٹی نے ریکارڈ بنا کر ان کو produce کر دیا ہے -

جناب چیئرمین — اس پر تقریباً کتنا وقت لگے گا -

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ — جناب والا - میرا خیال ہے کہ تقریباً تین چار ماہ میں تفتیش مکمل ہو جائے گی -

پلاٹوں کی الاٹمنٹ

348 - **جناب غلام فرید خان مرانی** (چیئرمین ضلع کونسل ، لیہ) : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ مسمات بشیر بیگم زوجہ چوہدری شاہ محمد ساکن مکان نمبر 9 وارڈ نمبر 2 کو سٹی ٹاؤن لیہ میں دو پلاٹ نمبر 7 اور 8 بلاک نمبر 1 محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ بھکر کی جانب سے الاٹ کئے گئے تھے جن کی قیمت بھی مسمات مذکورہ نے 1971ء میں ادا کر دی تھی -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مسمات مذکورہ نے نقشہ جات وغیرہ برائے منظوری تعمیر و دیگر اخراجات مبلغ 9 روپے فی پلاٹ بھی محکمہ متعلقہ کی ہدایت کے پیش نظر مورخہ 28 جولائی 1982ء کو جمع کرا دئے تھے ۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ مذکورہ پلاٹ نمبر 9 ، 10 اور 11 کے مالکان کو حقوق ملکیت تفویض کر چکا ہے مگر مسمات بشیر بیگم کو حقوق ملکیت دینے میں لیت و لعل اور بلا جواز اعتراض کر رہا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مسمات بشیر بیگم کو مذکورہ پلاٹ نمبر 7 اور 8 کے حقوق ملکیت نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں اور اسے کب تک حقوق ملکیت جاری کرنے کی توقع ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) : (الف) جی ہاں ! مگر مکمل ادائیگی اقساط 28-7-82 کو ہوئی ۔

(ب) نقشہ جات مورخہ 22-6-81 کو محکمہ میں پیش کیے گئے اور مورخہ 1-7-81 کو منظور کر دئے گئے ۔

(ج) (د) جی ہاں ۔ مسمات بشیر بیگم کو حقوق ملکیت کے دئے جانے کے احکامات جاری کر دئے گئے ہیں ۔

ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں زیر التوا مقدمات

311 ۔ جناب سراج قریشی - (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور)

کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں پچھلے 3 سال کے دوران کتنے سنگین فوجداری مقدمات درج ہوئے ۔ ان کا تفصیلی گوشوارہ اس طرح مہیا کیا جائے کہ قتل ۔ ڈاکہ اغوا ۔ رشوت چوری سرکاری اراضی کے غبن اور حدود آرڈیننس مقدمات کی علیحدہ علیحدہ تفصیل حسب ذیل ترتیب سے ہو —

(1) مقدمہ کے اندراج کی تاریخ ۔

(2) ملزمان کے نام و پتے ۔

(3) کتنے ملزم گرفتار ہوئے ۔

(4) کتنے ابھی تک مفرور ہیں اور

(5) کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے زیر سماعت ہیں ۔ کتنے ملزمان کو کیا سزا ملی اور کتنے ملزم بری کر دئے گئے ۔

(ب) حکومت پنجاب مذکورہ زیر سماعت مقدمات کے جلد تصفیہ اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف موثر کارروائی کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ۔ تاکہ عوام کو جانی و مالی تحفظ مہیا ہو سکے ۔

(ج) اگر جرائم پیشہ افراد کے کثیر تعداد میں سزا سے بچ جانے سے جرائم پر قابو پانے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں تو جلد اور سستا انصاف مہیا کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

سیکرٹری محکمہ امور داخلہ ۔ (سید نصیر احمد) ۔ ضلع لاہور اور ضلع شیخوپورہ میں گزشتہ تین سال کے دوران جو سنگین فوجداری مقدمات درج ہوئے ۔ تفصیلی گوشوارہ ذیل میں دیا جاتا ہے ۔

(الف) **قتل** ۔ ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء قتل کے کل 345 مقدمات درج ہوئے ۔ جن میں 839 ملزمان گرفتار ہوئے ۔ 24 ملزمان تاحال مفرور ہیں ۔ جن کے مکمل کوائف دینا قلیل عرصہ میں ناممکن ہے ۔ مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لیے پولیس کوشاں ہے ۔ ان مقدمات سے 152 مقدمات کا تصفیہ ہو چکا ہے ۔ اور 177 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ۔ 118 ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں ۔ جب کہ 335 ملزمان بری کیے گئے ۔

ڈکیتی ۔ ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء ڈکیتی کے کل 25 مقدمات درج ہوئے جن میں 96 ملزمان گرفتار کر لیے گئے اور 6 ملزمان ابھی تک مفرور ہیں ۔ جن کی گرفتاری کے لیے مقامی پولیس کوشاں ہے ۔ ان مقدمات میں سے 2 مقدمات کا تصفیہ ہو چکا ہے ۔ اور 19 مقدمات زیر سماعت عدالت ہیں 27 ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں ۔ جب کہ 5 ملزمان کو بری کر دیا گیا ۔

اغوا : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء اغوا کے کل 213 مقدمات درج ہوئے اور 349 ملزمان گرفتار کیے گئے ۔ 29 ملزمان تا حال مفرور ہیں ۔ جن کی گرفتاری کے لیے پولیس کوشاں ہے ۔ 45 مقدمات کا

فیصلہ ہو چکا ہے - اور 111 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں - 13 ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں اور 90 ملزمان کو بری کر دیا گیا ہے -

رشوت : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء رشوت ستانی کے کل 29 مقدمات درج کیے گئے - جن میں 49 ملزمان گرفتار ہوئے - کوئی ملزم مفرور نہیں ہے - ان میں 8 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 15 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں - ایک ملزم سزا یاب ہوا - جب کہ 17 ملزمان کو بری کر دیا گیا -

چوری : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء چوری کے کل 6477 مقدمات درج کیے گئے - جن میں 6302 ملزمان گرفتار کیے گئے - 180 ملزمان ابھی تک مفرور ہیں - جن کی گرفتاری کے لیے پولیس کوشاں ہے - ان مقدمات میں سے 705 مقدمات کا تصفیہ ہو چکا ہے اور 699 مقدمات زیر سماعت عدالت ہائے ہیں - 465 ملزمان سزا یاب ہوئے ہیں - جب کہ 428 ملزمان بری کر دیے گئے -

غبن اراضی سرکار : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء کے دوران 33 مقدمات درج ہوئے - جن میں 45 ملزمان گرفتار کیے گئے اور دو ملزمان تا حال مفرور ہیں ان مقدمات میں سے ایک مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 18 مقدمات زیر سماعت عدالت ہیں تین ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں - جب کہ ایک ملزم بری کر دیا گیا -

حدود آرڈیننس : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء کل 2205 مقدمات درج کیے گئے - جن میں 3282 ملزمان گرفتار کیے گئے - 5 ملزمان ابھی تک مفرور ہیں - جن کی گرفتاری کے لیے کے لئے پولیس کوشاں ہے - 291 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے جبکہ 1778 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں - 109 ملزمان سزایاب ہو چکے ہیں جبکہ 421 ملزمان رہا کر دئے گئے ہیں -

ضلع شیخوپورہ

(الف) **قتل** ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء قتل کے کل 380 مقدمات درج ہوئے جن میں 744 ملزمان گرفتار کیے گئے - 32 ملزمان تا حال مفرور ہیں - جن کے مکمل کوائف دینا سردست ناممکن ہے - مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے پولیس کوشاں ہے - ان مقدمات میں سے 160 مقدمات کا تصفیہ ہو چکا ہے اور 78 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں 236 ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں جبکہ 134 ملزمان رہا کر دئے گئے -

ڈکیتی : ماہ جنوری تا 31 دسمبر 1982ء ڈکیتی کے کل دو مقدمات درج کیے گئے جن میں 14 ملزمان گرفتار ہوئے دونوں مقدمات تاحال زیر سماعت عدالت ہیں ۔

اغوا : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء اغوا (تعزیر) کے کل 80 مقدمات درج کیے گئے جن میں 162 ملزمان گرفتار کیے گئے کوئی ملزم مفرور نہیں ہے 40 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 14 مقدمات زیر سماعت عدالت ہیں ۔ 49 ملزمان سزایاب ہو چکے ہیں ۔ جبکہ 49 رہا کر دئے گئے ۔

رشوت : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء رشوت ستانی کے کل 12 مقدمات درج کیے گئے جن میں 12 ملزمان گرفتار ہوئے کوئی ملزم مفرور نہیں ہے ۔ 4 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 4 مقدمات زیر سماعت عدالت ہیں 2 ملزمان سزایاب ہو چکے ہیں جبکہ 2 ملزمان کو رہا کر دیا گیا ۔

چوری (تعزیر) : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء چوری کے کل 1289 مقدمات درج کیے گئے اور 1121 ملزمان گرفتار ہوئے 82 ملزم تا حال مفرور ہیں ۔ جن کی گرفتاری کے لئے پولیس کوشاں ہے ۔ ان مقدمات میں سے 496 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 172 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ۔ 331 ملزمان کو سزا سنائی گئی اور 220 ملزمان بری کر دئے گئے ۔

غبن اراضی سرکار : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء میں ایک مقدمہ درج کیا گیا جس میں پانچ ملزمان گرفتار کیے گئے کوئی ملزم مفرور نہ ہے اور مقدمہ زیر سماعت عدالت ہے ۔

حدود آرڈیننس : ماہ جنوری 1980ء تا 31 دسمبر 1982ء کے دوران کل 1549 مقدمات درج کیے گئے جن میں 1327 ملزمان گرفتار ہوئے 70 ملزمان تا حال مفرور ہیں جن کی گرفتاری کے لیے پولیس کوشاں ہے ان مقدمات سے 665 مقدمات کا تصفیہ ہو چکا ہے اور 184 مقدمات ابھی زیر سماعت عدالت ہیں ۔ 825 ملزمان سزا یاب ہو چکے ہیں ۔ جبکہ 438 ملزمان کو رہا کر دیا گیا ۔

(ب) حکومت پنجاب مقدمات کے جلد تصفیہ اور عوام کو سستا انصاف مہیا کرنے کے لیے مختلف اقدام کر رہی ہے جن میں قاضی عدالتوں و شریعت عدالتوں کا قیام شامل ہے ۔

علاوہ ازیں حکومت جرائم کی روک تھام کے لیے چوکیدارہ نظام عمل میں لانے کی تجویز زیر غور ہے اور اس سلسلہ میں قانون کا نفاذ کرنے والے اداروں کی نفری میں اضافہ کر رہی ہے اور جہاں تک عوام کو سستا اور جلد انصاف مہیا کرنے کا تعلق ہے حکومت نچلی سطح پر مصالحتی عدالتوں عوام کے نمائندوں کی زیر سر کردگی تجویز کی ہوئی ہے انتظامیہ اور عدلیہ میں جو مدتوں سے ایک فرق چلا آ رہا ہے اس کو دور کرنے کے لیے دونوں شعبوں کو بالکل علیحدہ کئے جانے کی تجویز زیر غور ہے جس سے لازمی طور انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں مدد ملے گی۔

(ج) جرائم پیشہ افراد کا قانونی سزا سے کثیر تعداد میں بچ جانا محض قانونی پیچیدگیوں کی بنا پر مبنی ہے قوانین میں ایسی لچک ہے جو ملزمان کے حق میں ذرا سی تبدیلی کے ساتھ بہت زیادہ فائدہ دیتی ہے اس کی ایک وجہ لوگوں کے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عدم اعتماد بحیثیت گواہ عدالتوں کے بہت زیادہ پیچیدہ اور مالی مشکلات سے وابستہ طریق کار جس کی وجہ سے لوگوں کو بہت زیادہ عرصہ تک بلاوجہ عدالتوں میں پریشانی اٹھانی پڑتی ہے نتیجتاً گواہان دل برداشتہ ہو کر گواہی دینے سے گریز کرتے ہیں اس ساتھ ساتھ کسی بھی صحیح گواہ کو قانونی تحفظ حاصل نہیں ہے جس کی بنا پر بدقماش قسم کے ملزمان دندناتے پھرتے ہیں لہذا اس امر میں اگر زیادہ سے زیادہ جرائم جو ملکی وقار کے منافی نہ ہوں ان میں پارٹیوں کو آپس میں صلح صفائی کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے جو کہ بطور ضمانت بلدیاتی ادارے اس میں بہت زیادہ پیش رفت کر سکتے۔

جناب سراج قریشی۔جناب والا میں نے ضلع لاہور میں جرائم کی صورت حال کے متعلق سوال کیا تھا سیکرٹری صاحب نے جو جواب مجھے بھیجا ہے اس کی ہر ایک مد میں غلط بیانی کی گئی ہے اور اس پر کوئی پتہ نہیں چلتا کہ جرائم کی صورت حال کیا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان کے جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ 5292 مقدمات کا کوئی پتہ ہی نہیں کہ وہ عدالت میں ہیں یا ان کے فیصلے ہو چکے

ہیں یا وہ کہاں گئے ہیں—8682 ملزمان کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ ان دونوں اضلاع میں ان کو سزا دی گئی ہے یا ان کو بری کیا گیا ہے یا وہ کہاں غائب ہیں ایک ایک مد میں سے میں آپ کو اعداد و شمار پیش کر رہا ہوں انہوں نے لاہور میں قتل کے مقدمات کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ 345 قتل کے مقدمات درج ہوئے ان میں سے 152 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں اور 771 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں — تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بتائیں گے کہ 581 قتل کے مقدمات فالتو کہاں سے آ گئے جبکہ درج ہی 345 کئے گئے ہیں ؟

ہوم سیکرٹری — میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ ٹائپنگ کی غلطی ہے اس کو درست کر دیا گیا ہے - یہ 177 ہے - 771 نہیں -

جناب سراج قریشی—جناب والا - دوسرا آئٹم - ڈاکہ کے متعلق ہے اس میں سے بھی 4 مقدمات بالکل غائب ہیں - نہ ہی وہ عدالتوں میں زیر سماعت ہیں نہ ان کا فیصلہ کیا گیا ہے - ڈاکہ کے 58 ملزمان غائب ہیں - ان کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ ان کا کیا ہوا -

ہوم سیکرٹری—آپ ضلع لاہور کی بات کر رہے ہیں - یا شیخوپورہ کی -

جناب سراج قریشی—لاہور کی -

ہوم سیکرٹری—25 مقدمات بتائے گئے ہیں کہ درج ہوئے ہیں - اور 19 مقدمات زیر سماعت ہیں - اس کا مطلب ہے کہ چار ایسے مقدمات ہیں جن کا چالان پیش نہیں کیا گیا ہے - یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ مقدمہ جو درج کیا جائے اس کے بعد اس کا چالان پیش ہو - اور اس کا trial بھی ہو - F.I.R. درج کرنا علیحدہ بات ہے اور اس کے بعد پولیس سٹیشن لیول پر cases drop بھی ہوتے ہیں - اور اگر یہ دیکھا جائے کہ جرم ثابت نہیں ہوا تو وہ کیس عدالت میں نہیں جاتا -

جناب سراج قریشی—جناب والا اسی طرح سے شیخوپورہ کی آخری آئٹم ہے حدود آرڈیننس صفحہ 24 پر ملزمان کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ 1327 ملزم گرفتار ہوئے - 70 مفرور ہیں 825 ملزمان کو سزا دی جا چکی ہے - اس کا مطلب یہ ہے کہ 6 ملزمان کا اضافہ ہوا ہے - جبکہ گرفتار انہوں نے 1327 کیے ہیں - ان کا میزان کریں تو 6 ملزمان بڑھ گئے ہیں -

ہوم سیکرٹری—1327 ملزمان گرفتار ہوئے - 825 سزا یاب باقی یہ typing error ہے - آخر میں 92 ملزمان کو رہا کر دیا گیا ہے - باقی ملزمان کے کیسز pending ہیں - آپ نے دیکھا ہے کہ 184 مقدمات زیر سماعت ہیں - لہذا باقی 184 مقدمات میں مطلوب ہیں -

جناب سراج قریشی—1327 ملزمان گرفتار ہوئے - اس میں آپ نے لکھا ہے کہ ان میں 70 ملزمان مفرور ہیں - 438 کو رہا کر دیا گیا ہے - ان کو میزان کریں تو 6 زیادہ ہوتے ہیں - اس لیے میں آپ کی بات سمجھ نہیں سکتا -

ہوم سیکرٹری—میں نے عرض کیا ہے کہ یہ 438 نہیں ہیں - 92 ہیں - یہ ٹائپنگ کی غلطی ہے جس کو درست کر دیا گیا ہے - میں معذرت خواہ ہوں شاید آپ کے ریکارڈ میں درستگی نہیں ہوئی -

جناب سراج قریشی—جناب والا - میں معذرت خواہ ہوں - یہاں کوئی تصحیح نہیں کی گئی - اور اس طرح سے چوری کے مقدمات لاہور میں جو درج ہیں ----

جناب چیئرمین—صفحہ کون سا ہے -

جناب سراج قریشی—صفحہ نمبر 22 -

جناب چیئرمین—صفحہ 24 سے 22 پر آ گئے ہیں - پھر پیچھے چلے گئے -

جناب سراج قریشی—جناب والا - اس میں انہوں نے لکھا ہے 6477 مقدمات درج ہوئے - جن میں سے 6302 ملزمان کو گرفتار کیا گیا - 180 ملزمان مفرور ہیں - 465 کو سزا دی گئی ہے اور 428 ملزمان بری کر دئے گئے ہیں - اس حساب کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ 5229 ملزمان کا کوئی پتہ نہیں چلتا ہے -

ہوم سیکرٹری—میں یہ عرض کروں کہ جہاں جہاں 6 لکھا ہوا ہے - یہ actually 4 کی نگرز ہیں - جو کہ 6 لکھی گئی ہے - یہ بھی درست کر لیا جائے - یہ 4177 مقدمات ہیں -

جناب سراج قریشی—جناب والا - یہ صحیح کرا دیں میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تمام اعداد و شمار جو دئے گئے ہیں - ان میں پتہ نہیں کہ ہندسہ کون سا لکھا تھا اور کیا لکھ دیا گیا ہے -

ہوم سیکرٹری۔۔۔میں بتا دیتا ہوں کہ 1982ء میں چوری کے مقدمات کے متعلق یہاں 6177 لکھا گیا ہے۔ اصل میں وہ 4177 ہے۔ اسی طرح سے جہاں جہاں 6302 لکھا گیا ہے۔ اس کی بجائے 4302 ہے۔

جناب چیئرمین۔۔۔میں ایک چیز آپ کو بتاؤں۔ کہ سراج صاحب ہر چیز کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں۔ میں ان کو فل مارکس دیتا ہوں۔ یہ جو سمری آپ بناتے ہیں۔ اس کو چیک کرنے سے پہلے کوئی چیک نہیں کرتا۔ who checks it ? یہ بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ میرے پاس بھی اصل ہے۔

جناب سراج قریشی۔۔۔میری گزارش ہے کہ اصل ملزمان کو سزا ملنی چاہیے وہ بچ رہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں ملزمان مفرور ہیں۔ اور محکمہ کو پتہ ہی نہیں۔ ان کے پاس کوئی اندراج نہیں ہے کہ کتنے گرفتار ہوئے۔ اور کس کو سزا دی گئی ہے۔ اس لیے میں نے ایک ایک آئٹم کی تفصیل دی ہے۔ میں اس ہاؤس کا وقت بچانے کے لئے عرض کروں گا کہ اس تمام جواب کو درست کیا جائے۔ اور جس طرح سے صوبے میں امن عامہ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔۔۔اس کو درست کریں اور اس کو جنرل ڈیپارٹمنٹ میں لے آئیں۔

جناب سراج قریشی۔۔۔جناب والا۔ حکومت امن وامان قائم رکھنے میں حقیقتاً کامیاب ہو رہی ہے۔ لیکن عادی مجرموں کے خلاف آپ کو موثر کارروائی کرنی چاہیئے۔ اور جو مقدمات ہزاروں کی تعداد میں عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان کو ختم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سالہا سال سے عدالتوں کے چکر لگاتے ہیں ان کی پریشانی ختم ہو۔ نئی نئی سال تک عدالتوں میں ان کے مقدمات کے فیصلے نہیں ہوتے۔ میرے پاس لاہور کی فگرز ہیں جناب۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔۔۔بس ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ ہوگیا۔ انشا اللہ ہم اس پر جائیں گے اور اس کو دیکھیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ (ہوم سیکریٹری) ان اعداد و شمار کو دیکھیں۔ اس کو چیک کرکے پھر چھپوایا کریں۔ اس اسمبلی ہال میں جو چیز لائیں وہ درست ہونی چاہیئے غلط ریکارڈ نہیں ہونا چاہیے۔ I think this has to be done.

جناب سراج قریشی۔۔۔جناب چیئرمین، کرائمز کنٹرول کمیٹی کے سلسلہ میں یہ بڑی اہم بات ہے کہ گزشتہ اجلاس مورخہ 18 دسمبر

1982ء میں جناب نے ارشاد فرمایا تھا کہ ان کمیٹیوں کو یہ اختیار بھی حاصل ہے۔ کہ متعلقہ پولیس سٹیشن کا معائنہ کرکے اپنے احکامات پر عمل درآمد کروائیں۔ اس سلسلہ میں میں یہ بھی دریافت کروں گا کہ ان کمیٹیوں کو فعال اور موثر بنانے کے لیے آپ نے کیا اقدامات کیے ہیں۔

جناب چیئرمین— ٹھیک ہے آپ ان پوائنٹس کو جنرل ڈیبیٹ میں لے آئیے گا۔

جناب سراج قریشی— جناب والا میں اس سلسلے میں گزارش کرونگا کہ میرے پاس ایس۔ایس۔پی لاہور کی ایک چٹھی ہے وہ اس میں فرماتے ہیں کہ کسی بھی حالت میں کرائمز کنٹرول کمیٹی کے ممبران یا کسی دیگر شخص کو معائنہ کے اختیارات تفویض نہیں کیے جا سکتے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی ترمیم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

جناب چیئرمین—جنرل ڈیبیٹ میں اسکو لے آئیے گا آپ کا پوائنٹ ہو گیا۔

الحاج چوہدری محمد حیات—ان اعداد وشمار سے ایک چیز بہت تشویش ناک حد تک محسوس ہو رہی ہے کہ مفرور ملزمان کی تعداد بہت زیادہ ہے یعنی کہ لاہور میں صرف دو سال میں 340 اور شیخوپورہ میں دو سو کے لگ بھگ ہے جناب چھوٹے سے ضلع شیخوپورہ میں اور لاہور میں اگر مفرور ملزمان کی تعداد اتنی زیادہ ہے تو وہ قابل تشویش ہے۔

جناب چیئرمین—ہاں یہ تو ہے۔

جناب سراج قریشی—دوسرا یہ ہے کہ رشوت کے مقدمات دو سال میں صرف 29 رجسٹر ہوئے اتنا بڑا محکمہ اور اتنی تھوڑی کارکردگی یہ امر بھی قابل غور ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹس پولیس کی ترقیاں

319۔ **چوہدری ظہیر احمد تاج**— (صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز یونین ملتان): کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے محکمانہ ترقیاتی کمیٹی کے فیصلہ کی روشنی میں 9 ڈپٹی سپرنٹنڈنٹس پولیس کو ان کے موجودہ عہدہ میں 9 سے 11 سال قبل کی تاریخ سے سینیارٹی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ گورنر صاحب کے حکم نمبر ایس او (ایس) 79-4-18 مورخہ 27 فروری 1979ء کے بموجب پچھلی تاریخ سے ترقی نہیں دی جا سکتی ۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پچھلی تاریخ سے ترقی دینے سے خزانہ عامرہ پر بوجھ پڑے گا جب کہ ترقی یافتہ افسران نے اس عرصہ میں فی الحقیقت ترقی والی ڈیوٹی سر انجام نہیں دی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا نظر انداز کیے جانے والے افسران کی مدت ملازمت بطور انسپکٹر ڈی ایس پی ٹریننگ اور ریکارڈز میں کچھ خامیاں تھیں ۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے ؟

ہوم سیکرٹری : (الف) اصل صورت حال یہ ہے کہ سال 1960ء اور 1961ء میں سابقہ حکومت مغربی پاکستان نے کچھ افراد بطور ٹریفک سارجنٹ بھرتی کیے تھے ۔ بعد ازاں 1964ء میں ٹریفک سارجنٹ کا عہدہ ختم کر دیا گیا اور ان اصحاب کو پولیس میں بطور سب انسپکٹر مدغم کر دیا گیا ۔ البتہ ان لوگوں پر انسپکٹر جنرل پولیس کے حکم نامے مورخہ 65-8-7 کے ذریعہ یہ پابندی عائد کر دی گئی کہ ان کو لسٹ ایف میں آٹھ سال کی مدت ملازمت کے بعد شامل کیا جائے گا ۔ بعد ازاں متاثرہ اہل کاروں نے اس آٹھ سال کی پابندی کے خلاف حکومت کے پاس اپیل کی جس پر ہر پہلو سے غور و خوض کرنے کے علاوہ محکمہ قانون اور جناب ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی رائے بھی لی گئی ۔ چونکہ آئی جی پولیس کا حکم مورخہ 65-8-7 مروجہ قواعد سے مطابقت نہ رکھتا تھا ۔ اس لیے کالعدم ہونے کی بنا پر واپس لیا گیا ۔ اس بنا پر 9 سابقہ ٹریفک سارجنٹوں کی سینیارٹی جو کہ اب تک ڈی ایس ۔ پی بن چکے تھے ، متعین کرائی گئی جو قانونی طور پر جائز اور ضروری تھا ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت کے ان احکامات کے خلاف پنجاب سروسز ٹریبونل میں ایک مقدمہ زیر سماعت ہے جس پر ابھی قانونی فیصلہ صادر نہیں ہوا ۔

(ب) حکومت کے حکم مورخہ 18-4-79 میں بعد میں مورخہ 11-10-80 کو ترمیم کر دی گئی ہے جس کے تحت کسی بھی اہل کار کی ترقی سنیارٹی موثر بہ ماضی متعین کی جا سکتی ہے -

(ج) اس بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا اور ایسا کرتے وقت متعلقہ قواعد و ضوابط کو ملحوظ رکھا جائے گا -

(د) سابقہ ٹریفک سارجنٹ حضرات کا کیس مخصوص نوعیت کا ہے - اس کا عام انسپکٹروں یا ڈی-ایس-پی صاحبان کی اہلیت یا سنیارٹی سے کوئی تعلق نہیں - تاہم یہ معاملہ ابھی عدالت کے زیر غور ہے -

جناب ظہیر احمد تاج جناب چیئرمین - یہ بڑا دلچسپ سوال ہے کہ ہمارے ملک میں پولیس "محافظ" کے ایڈریس سے یاد کی جاتی ہے - لیکن ان کا خدا حافظ - صورت حال یہ ہے کچھ لوگ بقول ان کے 61-1960ء میں ٹریفک میں بھرتی ہوئے - جن کو 9 اور 11 سال کے بعد محکمے کو یاد آیا کہ ان کو پچھلی سنیارٹی دے کر ایڈجسٹ کر دیں - میں نے اس میں یہ گذارش کی تھی - کہ اس میں خزانہ پر مالی بوجھ کتنا ہوگا - کیوں کہ اس ملک میں پولیس میں ایف آئی آر درج کسی اور طریقہ سے ہوتی ہے تحقیق کسی اور طریقہ سے ہوتی ہے - تفتیش کا رخ کسی اور طریقہ سے ہوتا ہے میں نے خزانہ کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں بالکل خاموش ہے - لیکن سنیارٹی ایڈجسٹ کر دی گئی ہے - اگر سنیارٹی ایڈجسٹ کرنا مطلوب تھا تو وہ اس تاریخ سے ہوتی جس دن سے ضروری تھا - اگر آپ ترقی دیتے ہیں تو back date سے دیتے ہیں - اور پھر جناب گورنر صاحب کا حکم تھا - کہ اس کو انہوں نے 18-4-79 کے بعد 11-10-80 کو ریوائز کیا ہے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پولیس قانون کی محافظ اور انصاف کی بالا دستی کی باتیں کرنے والا محکمہ ہے عملی زندگی ان کی اسطرح سے کھوکھلی ہو - تو میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کم از کم پہلے اپنے گھر کو سیدھا کریں -

ہوم سیکرٹری- جہاں تک آپ کے پہلے سوال کا تعلق ہے اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ سنیارٹی اور financial benefit دیئے جاتے ہیں دو یہ مختلف چیزیں ہیں - اسوقت ان کی صرف سنیارٹی کا فیصلہ ہوا ہے جہاں تک ان کے financial benefit کا تعلق ہے اس کا ابھی فیصلہ

نہیں ہوا اور یہ بات ضروری بھی نہیں ہے اکثر کیسز میں سٹیارٹی دی جاتی ہے لیکن without financial benefit دی جاتی ہے اس کے متعلق انہوں نے ابھی تک کوئی اپیل نہیں کی ہے اور جب financial benefit کا کیس آئے گا تو محکمہ خزانہ اس کو دیکھے گا اور قانون کے مطابق طے کرے گا۔

جناب ظہیر احمد تاج — جناب والا میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ آپ نے فیصلہ کرتے وقت دیکھا تھا کہ آپ ان کو financial benefit دیں گے یا نہیں ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ایف ۔ آئی آر کچھ مرتب ہوتی ہیں ، فیصلہ کچھ اور ہوتا ہے ان قانون کے محافظوں سے اپیل ہے کہ مہربانی کر کے اپنی ہی سٹیارٹی لسٹ سیدھی کر لیں ۔ چلیں پبلک کی یا مفاد عامہ کی باتیں تو مختلف ہیں ۔ بقایا جات تو خاموشی سے لے لئے جائیں گے ۔ اب آپ ان کی سٹیارٹی ہی ایڈجسٹ کر دیجئے کیونکہ یہ ایک قانونی سقم بھی ہے اور ان لوگوں سے ناانصافی بھی کہ جو لوگ اس سیٹ پر اتنا عرصہ کام کرتے رہے اور جو دوسری سیٹوں سے آئے ہیں آپ ان کو ایڈجسٹ کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین — نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے یہ اصل پوزیشن بتا چکے ہیں آپ نے سنا نہیں ۔

ہوم سیکرٹری — جناب والا جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ financial benefit اور سٹیارٹی دو مختلف چیزیں ہیں financial benefit کے متعلق میں آپ کو بتا چکا ہوں جہاں تک ان کی سٹیارٹی کا مسئلہ ہے ۔ سروس ریکو لیشن ، محکمہ قانون اور تمام محکموں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ان کو سٹیارٹی دی گئی ہے میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کی سٹیارٹی کے خلاف چند حضرات نے سروسز ٹریبونل میں ایک اپیل دائر کی ہے اور وہ ایک لیگل forum ہے وہاں سے جو بھی فیصلہ ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا ۔ ہر سٹیارٹی کا فیصلہ حکومت سوچ سمجھ کر کرتی ہے اور اس کا فیصلہ ایک محکمہ نہیں کرتا ۔ اس میں سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن شریک ہے ۔ محکمہ قانون بھی شریک ہے تمام سے رائے لینے کے بعد اس کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ arrears کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا جب یہ لوگ arrears مانگیں گے تو اس وقت اس کا فیصلہ کیا جائے گا ۔

جناب صالح محمد نیازی — جناب والا یہ پولیس والے جو monthly لیتے ہیں ان کا بھی حساب کتاب ہونا چاہیے ۔

ضلع ساہیوال میں امن عامہ کی صورت حال

321۔ مس بلقیس خانم (خاتون کونسلر، ضلع کونسل، ساہیوال) کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ساہیوال میں خصوصاً طلباء کے ہنگاموں کے پیش نظر امن عامہ کی صورت حال ابتر ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہنگاموں میں کتنے طلباء گرفتار ہوئے ہیں اور ان کے خلاف مقدمات کن عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ؟

ہوم سیکرٹری۔ (الف) ضلع ساہیوال میں امن و امان کی صورت حال درست ہے - طلبہ کے ہنگاموں کے پیش نظر جو صورت حال پیدا ہوئی تھی اس پر قابو پا لیا گیا ہے -

(ب) قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب طلبا کے خلاف مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جن کی تعداد تقریباً بتیس (32) ہے -

اسلامی طبی ڈائریکٹوریٹ کے قیام کی سکیم

317 - **جناب اقبال قریشی** : (نامزد رکن صوبائی کونسل، پنجاب) کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ صحت کی جانب سے مورخہ 18 ستمبر 1982ء کو اسلامی طبی ڈائریکٹوریٹ کے قیام کا منصوبہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کو بھیجا جا چکا ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبہ میں طبی کنسلٹنٹس کی سکیم کے اجرا کے لئے مورخہ 27 ستمبر 1982ء کو مذکورہ محکمہ کی جانب سے متعلقہ محکمے کو کیس بھیجا جا چکا ہے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا منصوبوں پر اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر) (الف) محکمہ صحت نے اسلامی طبی ڈائریکٹوریٹ کے قیام کی لئے منصوبہ تیار کیا ہے اور اس کی لاگت 34.75 لاکھ روپے ہے - یہ منصوبہ محکمہ صحت کی ترقیاتی کمیٹی کو پیش کیا جائے گا - تا کہ اس پر کوئی فیصلہ

ہو سکے ۔ اس کی کاپی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھی موصول ہو گئی ہے لیکن اس کی منظوری محکمہ صحت کی ترقیاتی کمیٹی کے دائرہ اختیار میں ہے اور وہی اس کا فیصلہ کرے گی ۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے صوبہ پنجاب میں 83 طبی ہسپتال اور 213 طبی ڈسپنسریوں کے قیام کا منصوبہ تیار کیا ہے جس کی لاگت کا تخمینہ 185.82 لاکھ روپیہ ہے اور یہ منصوبہ 84-1983ء سے 87-1986ء کے لئے ہے ۔

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 84-1983ء میں اس منصوبہ کے لئے 9 لاکھ روپے مختص کیے جا رہے ہیں اور عنقریب اس منصوبے کو پی ۔ ڈی ۔ ڈبلیو ۔ پی کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا ۔

جناب اقبال قرشی - جناب والا یہ فرمایا گیا ہے کہ ابھی یہ منصوبہ محکمہ صحت کی ترقیاتی کمیٹی میں پیش کیا گیا ہے ۔ آٹھ نو ماہ گذر چکے ہیں ۔ یہ سکیمیں تیار ہو کر محکمہ صحت کی جانب سے جا چکی ہیں لیکن ان پر کوئی غور و خوض نہیں کیا گیا ۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس پر مزید کتنا عرصہ لگے گا ؟

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات - جناب والا اس کے لیے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ اس کیلئے فنڈز مہیا کرنا اور دوسرا اس منصوبہ کی منظوری ۔ جہاں تک منظوری کا تعلق ہے محکمہ صحت کی ترقیاتی کمیٹی اس کو consider کر رہی ہے اور اس ایک آدھ مہینے میں وہ مکمل ہو جانی چاہیے ۔ جہاں تک اس کے لئے فنڈز کا تعلق ہے وہ 84-1983ء کے بجٹ میں رکھ دئیے گئے ہیں لہذا اس سکیم کا اجراء جلد ہو جائے گا ۔

جناب اقبال قرشی - جناب والا انہوں نے فرمایا ہے کہ 9 لاکھ روپیہ 84-1983ء کے لئے مختص کیا گیا ہے ۔ جب کہ یہ سکیم ایک کروڑ 85 لاکھ روپے کی ہے اور دوسری 34 لاکھ روپے کی ہے ۔ ایک سال کے لئے 9 لاکھ روپے رکھا گیا ہے ۔ تو باقی سالوں کے لئے وہ کس طرح تقسیم ہوگی ۔ (قہقہہ)

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات - 34-1983ء کے متعلق ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا ۔

بارانی علاقوں میں زراعت کے لیے ذرائع آبپاشی

338 ۔ میجر (ریٹائرڈ حاجی ملک محمد اکبر خان — چیئرمین ، ضلع کونسل ، اٹک) : کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بارانی علاقوں میں زراعت کی ترقی کے لیے ذرائع آبپاشی کے سلسلے میں سمال ڈیمز لفٹ اریگیشن ٹیوب ویلز اور منی ڈیمز کی سکیمیں (بعد از سروے و موزونیت رپورٹ) محکمہ آباد کے توسط سے حکومت کو ارسال کر دی گئی ہیں ۔

(ب) اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکیموں کے ضمن میں پیش رفت سے آگاہ کیا جائے ۔

وزیر آبپاشی (جناب غضنفر محمد خان : (الف) (ا) یہ درست ہے ۔ مندرجہ ذیل منصوبہ جات محکمہ جات کے توسط سے کام کر رہے ہیں ۔

نام ڈیم	تخمینہ لاگت (لاکھوں میں)	مختص رقوم (لاکھوں میں) (1982-83ء)
خانپور ڈیم (کے پانی کا استعمال برائے زراعت)	119.59	—
مرلہ ڈیم	198.22	70.00
شاہ پور ڈیم	321.62	30.00
حضالہ ڈیم	—	70.00

(ii) **لفٹ اریگیشن** : اس ضمن پر آباد ایگریکلچرل انجینئر اور نظامت تحفظ اراضیات راولپنڈی کی وساطت سے زمینداروں کو پہاڑی نالوں کے پانی سے زرعی مقاصد کی خاطر استفادہ کرنے کے لیے ایک لفٹ پمپ پر پچاس فیصد سب سڈی مہیا کرتا ہے ۔ یہ رعایت راولپنڈی کے مضافات کی ترقی کے منصوبہ کے ضمن پر بھی زمینداروں کو حاصل ہے ۔

(iii) **ٹیوب ویل** : ایسی کوئی سکیم آباد کے تحت تیار نہیں کی گئی ۔ لیکن زیر زمین پانی کے مسائل کی دستیابی کے سروے کے پیش نظر ان مقامات کا تعین کیا جاتا ہے ۔ جہاں ٹیوب ویل لگائے جا سکتے ہیں ۔ حکومت 2000 روپیہ فی ٹیوب ویل سب سڈی دے رہی ہے جو کہ بارانی علاقہ کے لئے ہے ۔

( ) **منی ڈیمز** - منی ڈیمز کی سکیم حکومت نے 31.00 لاکھ روپے کی لاگت سے منظور کر دی تھے اور اس کے لئے موجودہ سال میں 21.35 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے - اس سکیم کے تحت 60 منی ڈیم تعمیر کیے جائیں گے -

پیش رفت

(ب) (i) - **سمال ڈیم** - خانپور ڈیم سال 83-1982ء میں اس سکیم کے لیے کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی - 84-1983ء میں اس سکیم کے لیے 1.37 لاکھ روپے کی رقم کی فراہمی کے لیے درخواست کی گئی ہے -

(ii) **سیرلہ ڈیم** - یہ سکیم 179.52 لاکھ روپے کی لاگت پر 11 اکتوبر 1982ء کو منظور ہوئی اور موجودہ سال میں اس کے لیے 70 لاکھ روپے فراہم کیے گیے ہیں - سمال ڈیم آرگنائزیشن نے اس پر کام شروع کر دیا ہے -

(iii) **شاہ پور ڈیم** - یہ سکیم 293.16 لاکھ روپے کے تخمینے پر صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کی حتمی منظوری کے لیے ارسال کر دی ہے - اس کے لیے 30 لاکھ روپے موجودہ سال پر مختص کیے گئے ہیں سکیم پر کام منظوری آنے کے بعد شروع ہوگا -

(iv) - **حفالہ ڈیم** - اس سال کے لیے 70 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں - سمال ڈیم آرگنائزیشن نے کام شروع کر دیا ہے -

2 - **لفٹ اریگیشن** - زمینداروں کو پہاڑی نالوں کے پانی کے زرعی مقاصد کی خاطر 50 فیصد سب سڈی پر لفٹ پمپ مہیا کرنا ہے -

3 - **ٹیوب ویل** - زیر زمین پر پانی کے وسائل کی دستیابی کے سروے کے پیش نظر ٹیوب ویل لگائے جائیں گے -

4 - **منی ڈیم** - کی سکیم کے تحت موجودہ سال میں 40 منی ڈیمز تعمیر کیے جائیں گے -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - جناب والا میرا سوال محکمہ زراعت سے متعلق تھا یہاں منصوبہ بندی و ترقیات میں شامل کیا گیا ہے -

جناب چیئرمین - آپ یہ بتائیں کہ مطمئن ہیں یا نہیں -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - میں اس سے مطمئن نہیں ہوں - میری اس ایوان اور حکومت سے درخواست ہے کہ

جو اخراجات نہری علاقوں میں نہروں کے بنانے، کھالیں بنانے، سم دلدل کرنے کیلئے خرچ کئے جا رہے ہیں، ہمارے پسماندہ بارانی علاقوں میں چند ہزار چند لاکھ روپے کے اخراجات ہوتے ہیں جیسے چھوٹے ڈیم یا لفٹ سکیمیں اور وہاں چند ایک کسی زمانہ میں لگائی یا بنائی بھی گئیں۔ اسلئے منتری یہ درخواست ہے کہ اسی طرز پر ترقی کا کوئی راستہ نکالا جائے لیکن جواب یہ دیا جاتا ہے کہ فلاں ڈیم یوں ہوگیا، اور معاملہ گول مول کر دیا جاتا ہے لیکن اس میں کوئی پیش رفت کی بات نظر نہیں آتی کہ وہاں کوئی زراعت کو ترقی دینے کیلئے صحیح قسم کی منصوبہ بندی کی گئی ہو یا رقومات رکھی گئی ہوں۔ کیونکہ ملک تو زرعی معاملہ میں ....

جناب چیئرمین ۔ عام بحث میں اس کا ذکر کریں گے۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات ۔ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور آپ کا سوال بھی پوچھوں (الف) آیا، یہ حقیقت ہے کہ بارانی علاقوں میں زراعت کی ترقی کیلئے زرائع آبپاشی سلسلے میں سمال ڈیمز، لفٹ اریگیشن، ٹیوب ویلز اور منی ڈیم کی سکیمیں (بعد از سروے و موزونیت رپورٹ) محکمہ آباد کے توسط سے حکومت کو ارسال کر دی گئی ہیں۔

یہ آپ کا سوال آبپاشی کے بارے میں تھا اور زراعت کیلئے ضروری ہے۔ اس جواب میں ہم نے تفصیلاً ایک جواب دے دیا ہے، جالپور ڈیم (کے پانی کا استعمال برائے زراعت) تخمینہ لاگت ہے 119.00 لاکھ سرلہ ڈیم 198.00 لاکھ شاہ پور ڈیم 381.00 لاکھ منی ڈیم کے اخراجات علیحدہ ہیں۔ تو یہ جو آپ کی تجویز ہے کہ کھالوں کی طرف توجہ دی جائے یہ ایک علیحدہ سوال ہے اگر آپ ایسا کوئی مزید سوال کرنا چاہیں تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ کھالوں پر ہم ایک دھیلا بھی نہیں لگاتے۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ میں جناب والا آپ کی وساطت سے یہ ضرور درخواست کروں گا کہ ہمارا بھی حق ہے اور کوئی بارہ چونہ بارانی اضلاع میں اس میں صرف میرا ضلع ہی شامل نہیں ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ حق تلفی ہے کہ وہاں صحیح معنوں میں ....

جناب چیئرمین ۔ کل آپ نے میری تقریر میں نہیں سنا کہ میں نے کیا کہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا جتنے بھی وسائل وہاں موجود ہیں مثلاً لفٹ اریگیشن کے 12 پوائنٹ سروے ہو چکے

ہیں - ڈیم کے لیے میں تینوں اضلاع کی بات کر رہا ہوں - 50 سائیڈوں پر سروے ہو چکا ہے - لیکن کسی کے لیے رقومات مختص نہیں کی گئیں تو میری یہ درخواست ہے کہ یہ چیزیں ممکن ہے پھر - - - -

جناب چیئرمین - اس کے لیے ہم بہت کچھ کر رہے ہیں اور اگلے منصوبے میں اس سے بھی زیادہ کام ہو گا - میرے خیال میں بریگیڈیر صاحب آپ کو خبر نہیں بتاتے -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - بریگیڈیر صاحب وہاں تشریف ہی نہیں لاتے -

چیئرمین آباد - جی سر -

جناب چیئرمین - وہ کہتے ہیں آپ تشریف نہیں لاتے -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - نہیں یہ بریگیڈئر صاحب نہیں - میں بریگیڈیر وزیر صاحب کی بات کر رہا ہوں - بریگیڈیر آباد تو ہر دوسرے دن وہاں ہوتے ہیں لیکن رقم نہیں ہوتی -

ہومیوپیتھی طریقہ علاج کی ترقی و ترویج کے لئے منصوبہ

307 - **ڈاکٹر ظفر اقبال** — (چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ) - کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پاکستان نے 1965ء میں یونانی ایور ویدک اور ہومیوپیتھک ایکٹ 1965ء کے ذریعہ ہومیوپیتھی اور طب کو باقاعدہ طریقہ علاج کے طور پر تسلیم کر کے دونوں کے لئے الگ الگ بورڈ قائم کئے تھے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صدر پاکستان متعدد بار تمام طریقہ ہائے علاج سے یکساں طور پر استفادہ کرنے اور ان کی ترویج و ترقی کا اعلان کر چکے ہیں -

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں یونانی طریقہ علاج کے تحت سرکاری ڈسپنسریاں کھولی جا چکی ہیں اور ہومیوپیتھک طریقہ علاج کے تحت ابھی تک کوئی ہسپتال ڈسپنسری نہیں کھولی گئی -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہومیوپیتھی کے ضمن میں غیر مساویانہ سلوک روا رکھنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت ہومیوپیتھک طریقہ علاج رائج کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت ۔ (چوہدری حامد ناصر) (الف) ۔ جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ابھی تک کوئی طبی ہسپتال یا ڈسپنسری محکمہ صحت کی طرف سے نہیں کھولی گئی ۔ دسمبر 1978ء میں طبیہ کانفرنس میں طب کے متعلق صدر صاحب نے خاص ہدایات جاری کیں ۔ ان ہدایات کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع اور مراکز میں ۔ 83 طبی ہسپتال اور 213 طبی ڈسپنسریاں مرحلہ وار پروگرام کے تحت قائم کی جائینگی ۔ ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے سلسلہ میں ابھی تک مرکزی حکومت کی طرف سے کوئی تجویز موصول نہیں ہوئی ۔

(د) گزشتہ سال گورنر پنجاب نے ہومیوپیتھی کے متعلق بھی لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے کہا ۔ چنانچہ ہومیوپیتھک کے طریقہ علاج کے متعلق لائحہ عمل تیار کیا جا رہا ہے ۔

جناب ڈاکٹر ظفر اقبال ۔ جناب چیئرمین میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں حسب عادت اور حسب سابق ٹال مٹول سے کام لیا گیا ہے ۔ عرض یہ ہے کہ ہومیو پیتھی ایک رجسٹرڈ اور باقاعدہ تسلیم شدہ طریقہ علاج ہے اور اس کی بنیاد فلسفہ اور سائنس پر رکھی گئی ہے اسوقت پاکستان میں 16 ہزار رجسٹرڈ ہومیو پیتھ موجود ہیں اور خاص طور پر پنجاب میں 8 ہزار رجسٹرڈ معالجین موجود ہیں ۔ سارے پاکستان میں اس کے 9 رجسٹرڈ کالج ہیں صرف پنجاب میں ۔ 8 رجسٹرڈ کالج ہیں لیکن حکومت ان کو کوئی سیچنگ گرانٹ نہیں دیتی تو میرا سوال یہ تھا حکومت اس پر پوری توجہ دے اور ڈسٹرکٹ لیول پر یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر جو ہسپتال ہیں ۔ ان میں ہومیو پیتھک طریقہ علاج کیلئے ایک علیحدہ شعبہ کھولا جائے تاکہ اس طریقہ علاج کی ترقی و ترویج اور نشرواشاعت ہو سکے ۔ جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ یہ طریقہ علاج ہمارے ملک کے اقتصادی مزاج اور عوام کے طبعی مزاج کے عین مطابق ہے لہذا حکومت کو صرف ایلوپیتھی طریقہ علاج کی طرف توجہ نہیں دینی

چاہیے بلکہ ہومیو پیتھی علاج کی طرف بھی توجہ دینا از حد ضروری ہے۔ چونکہ پاکستان کی آبادی کا 80 فیصد دیہاتوں میں ہے اور یہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر اپنی طبی خدمات انہی علاقوں میں سر انجام دے رہے ہیں جہاں ان بیچاروں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان رجسٹرڈ معالجین کا یہ استحقاق ہے کہ ان کو بھی یہ benefit ملے۔ لیکن ان رجسٹرڈ معالجین کو آج تک وہ مراعات نہیں ملیں جو دوسرے معالجین کو دی گئیں ہیں۔ لہذا ان کو وہ تمام مراعات ملنی چاہئیں جو دوسرے وہ طبی خدمات سر انجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حکومت خیرات ایسا کہ معالج تو ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے لیکن سرٹیفکیٹ ایلوپیتھک ڈاکٹر دیتے ہیں۔ ہمارے ہسپتال میں موت واقع ہو جائے تو death سرٹیفکیٹ ہومیو پیتھک ڈاکٹر نہیں دے سکتے۔ ہمارے ہسپتال میں birth ہو جائے تو وہ birth سرٹیفکیٹ بھی نہیں دے سکتے۔ 50 فیصد سرکاری ملازمین ایسے ہونگے جو چاہتے ہیں کہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج کرایا جائے لیکن وہ بیچارے اسلئے نہیں کراتے کہ ہومیو ڈاکٹر میڈیکل سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتے۔ علاج وہ ہم سے کراوتے ہیں اور سرٹیفکیٹ دوسرے ڈاکٹر سے لیتے ہیں تو میرا سوال ان بنیادوں پر تھا اس طریقہ علاج کی بہتری کی طرف توجہ دی جائے۔

جناب چیئرمین - لیکن اس کا جواب کیا ہے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال - اس کا جواب تو انہوں ٹال مٹول سے دیا ہے۔

جناب چیئرمین - کیا آپ پڑھ کر سنائیں گے یا وہ پڑھ کر سنائیں گے۔

وزیر صحت - جناب والا انہوں نے ابھی جو باتیں کی ہیں۔

جناب چیئرمین - نہیں ایسے نہیں۔ جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا آپ جواب دیں کیونکہ یہ بحث اس طرح سے بہت لمبی ہو جائے گی۔ جب تک سنٹرل گورنمنٹ کی پالیسی صاف نہیں ہوتی اس وقت تک ہم آپ کی طرف سے وکالت ضرور کریں گے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال - جناب والا میں عرض کروں کہ ہر طریقہ علاج کو مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین - بالکل۔ میں اس کا قائل ہوں۔

وزیر صحت - جزو (ج) کا جواب ہے کہ ابھی ایسے طبی ہسپتال یا ڈسپنسری محکمہ صحت کی طرف سے نہیں کھولی گئیں دسمبر 1978ء میں طبی کانفرنس میں طب کے متعلق صدر صاحب نے خاص ہدایات جاری کیں۔

جناب چیئرمین - نہیں آپ جواب پڑھ کر سنائیں۔

وزیر صحت - جی میں جواب پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ ان ہدایات کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع اور مراکز میں 83 طبی ہسپتال اور 213 طبی ڈسپنسریاں مرحلہ وار پروگرام کے تحت قائم کی جائیں گی ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے سلسلے میں ابھی تک مرکزی حکومت کی طرف سے کوئی تجویز یا حکم موصول نہیں ہوا۔ جزو د کا جواب ہے کہ گذشتہ سال گورنر صاحب کے حکم سے ہومیو پیتھک کے متعلق بھی لائحہ عمل تیار کرنے کیلئے منصوبہ بنایا گیا چنانچہ یہ لائحہ عمل تیار کیا جا رہا ہے اس سلسلے میں سیکرٹری صحت نے آپ کی ایسوسی ایشن سے ہومیو پیتھک کالج کے پرنسپل سے بہت سی میٹنگز کی ہیں اور اس کے بعد ایک سکیم تیار کرکے وہ ہمارے پاس بھیجیں گے جن پر ہم عمل کر سکے تو ضرور کریں گے نہیں تو یہ تجویز مرکزی حکومت کو بھیجیں گے :

جناب چیئرمین - اگلا سوال پڑھیں جی۔

خوشاب شہر کے لیے طبی سہولتیں

320 - **حاجی محمد شریف خان بلوچ** - (چیرمین ، میونسپل کمیٹی خوشاب) کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ خوشاب شہر کی ایک لاکھ کی آبادی کو بنیادی طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے محکمہ صحت نے 10 ایکڑ پر ہسپتال کی توسیعی عمارت کے علاوہ دیگر کئی ایک منصوبوں کا پروگرام بنایا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ شہر کو ضلعی صدر مقام کا درجہ حاصل ہونے کے باعث اب پہلے سے کہیں زیادہ بنیادی طبی سہولتوں کی ضرورت ہے اور مذکورہ مجوزہ توسیعی پروگرام کے تکمیل کی اشد ضرورت ہے۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق کروڑوں روپے کی لاگت سے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال خوشاب کی بجائے جوہر آباد میں بنانے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت خوشاب شہر کے ناقابل تلافی نقصان کے ازالے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر) - الف) یہ درست ہے -

(ب) یہ بات درست نہیں ہے - شہر کی آبادی اور مریضوں کی تعداد میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی ہے - اس لیے فوری طور پر توسیعی پروگرام کی ضرورت نہیں ہے - تاہم ہسپتال میں ماہرین اور دوسرے عملہ میں اضافہ کی گنجائش ہے جس کے لیے آئندہ چھٹا پانچ سالہ منصوبہ میں توسیعی پروگرام شامل کر لیا گیا ہے اور بستروں کی تعداد بھی بڑھائی جائے گی - یہ کام مرحلہ وار سرانجام دیا جائے گا -

(ج) غیر مصدقہ اطلاعات پر توجہ نہیں دینی چاہیے - فی الحال ایسا کوئی پروگرام محکمہ صحت کے زیر غور نہیں ہے -

(د) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں اس سوال کا جواب دینا ضروری نہیں -

حاجی محمد شریف خان باوچ - میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوں - مگر جناب والا انہوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ شہر کی آبادی اور مریضوں کی تعداد میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی میں اس کے متعلق عرض کرنا چاہونگا کہ اگر ہسپتال میں جدید طبی سہولت میسر ہوں تو خوشاب کے مریضوں کو سرگودھا فیصل آباد اور لاہور کا رخ نہ کرنا پڑے - اسلئے میری گزارش ہے کہ وہاں جدید سہولتیں میسر ہونی چاہیں -

جناب چیئرمین - انشاء اللہ ضرور - اگلا سوال -

ناجائز قابضین سے اراضی کی واگزاری

289 - **حاجی محمد علی** - (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسمیان نور احمد وغیرہ پسران محمد بخش ساکنان چک 405 - ج - ب نے جعل سازی سے ,,زیادہ غلہ،، اگاو سکیم کے تحت 62 الاٹمنٹ بحساب ۔اڑھے

بارہ ایکڑ فی لاٹ حاصل کی تھیں جنہیں 1962ء میں منسوخ کر دیا گیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ 1963ء میں مذکورہ رقبہ میں سے 181 ایکڑ زرکثیر کے عوض نواب وغیرہ کو نیلام کر دیا گیا تھا مگر نور احمد وغیرہ نے نیلام کنندگان کو آج تک قبضہ نہ دیا ہے۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ مسمیان سہنگے خان وغیرہ کو پندرہ سالہ سکیم کے تحت الاٹ کیا گیا تھا اور بعد ازاں ان کی الاٹمنٹیں منسوخ اور رٹ پٹیشن خارج ہو گئیں مگر مسمیان نور احمد وغیرہ نے اپنا ناجائز قبضہ جاری رکھا۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سپریم کورٹ میں ریمانڈ ہونے کی بنا پر سیکرٹری کالونیز حکومت پنجاب نے بروئے چٹھی نمبر 11-C/726/76-10045 مورخہ 18 مارچ 1977ء کو متذکرہ رقبہ ضبط کر لیا تاحال نور احمد وغیرہ نے قبضہ نہیں چھوڑا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے نور احمد وغیرہ سے متذکرہ رقبہ حاصل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر نوآبادیات (میاں محمد ذاکر قریشی) (الف) چک نمبر 405 ج۔ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ,,زیادہ غلہ اگاؤ،، سکیم کے تحت سال 1956ء میں 29 اور سال 1958ء میں 31 (کل 60) الاٹمنٹ ہیں۔

(ا) الاٹمنٹ مسمی نور احمد ولد محمد بخش اور اس کے دیگر پانچ برادران کے نام اور 49 دوسرے مختلف اشخاص کے نام ہوئیں۔ ان میں مندرجہ ذیل 10 الاٹیاں وہ ہیں جنہوں نے 1956ء میں بھی الاٹمنٹ حاصل کی اور اپنی پہلی الاٹمنٹ کا ذکر کیے بغیر 1958ء میں بھی الاٹمنٹ حاصل کی۔

1۔ نور احمد ولد محمد بخش۔

2۔ عبدالعزیز ولد محمد بخش۔

3۔ مشتاق احمد ولد محمد بخش۔

4۔ محمد یوسف ولد محمد بخش۔

5 ۔ محمد انور ولد محمد بخش ۔

6 ۔ خوشی محمد ولد میراں بخش ۔

7 ۔ عبدالغفور ولد علی بخش ۔

8 ۔ علی بخش ولد عیدا ۔

9 ۔ محمد الیاس ولد حاتم علی ۔

10 ۔ حاکم ولد جیوا ۔

تمام الاثیاں چک نمبر 405 ۔ ج ب چونکہ حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لیے ضروری شرائط پوری نہیں کرتے تھے ۔ لہذا کلکٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اپنے حکم مورخہ 16 جولائی 1963ء سے یہ تمام الاٹمنٹ ہائے منسوخ کرکے ضبط کر لیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا رقبہ میں سے 181 ایکڑ رقبہ سال 1963ء میں نواب وغیرہ کے نام نیلام ہوا ۔ مگر حکم امتناعی کی وجہ سے اس نیلامی کی منظوری بورڈ آف ریونیو سے نہ ہوئی اور اس لیے نیلام کنندگان کو قبضہ نہ دلایا گیا ۔

(ج) منسوخی الاٹمنٹ کے احکام مورخہ 16 جولائی 1963ء کے خلاف نور احمد وغیرہ مختلف عدالت ہائے میں قانونی چارہ جوئی کرتے رہے اور آخر کار سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ مورخہ 9 جون 1975ء میں حکم دیا کہ گورنمنٹ کی جاری کردہ ہدایات مورخہ 26 اپریل 1971ء کی رو سے ان الاثیاں کو بھی حقوق ملکیت کے لیے اہل سمجھا جائے بشرطیکہ وہ جملہ شرائط پوری کرتے ہوں ۔

چونکہ یہ الاثیاں شرائط برائے حقوق ملکیت پوری نہیں کرتے تھے ۔ لہذا ان میں سے 14 الاثیاں کا رقبہ خارج کرکے مہنگے خان وغیرہ 15 اشخاص کو ''پندرہ سالہ سکیم'' کے تحت الاٹ کیا گیا ۔ مہنگے خان وغیرہ کی الاٹمنٹ کے خلاف نور احمد وغیرہ نے بعدالت ایڈیشنل کمشنر اشتمال اپیل دائر کی ۔ ایڈیشنل کمشنر سرگودھا نے اپنے فیصلہ مورخہ 9 مارچ 1978ء سے اپیل منظور کی اور ''پندرہ سالہ سکیم'' کے تحت مہنگے

خان وغیرہ کی الاٹمنٹ کو غیر قانونی قرار دیا ۔ اس فیصلہ کے خلاف سہنگے خان وغیرہ کے بورڈ آف ریونیو میں نگرانی خارج ہوئی اور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن مورخہ 27 مارچ 1979ء کو نامنظور ہوئی اور اس طرح ایڈیشنل کمشنر کا فیصلہ بحال رہا ۔

ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کو 12 اشخاص کے متعلقہ تھا استعمال کرتے ہوئے اور سپریم کورٹ کے فیصلہ مورخہ 9 جون 1975ء کا سہارا لیتے ہوئے نور احمد وغیرہ تمام الاٹیان اب تک قابض رہے حالانکہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی تعمیل میں کلکٹر ضلع کو حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لیے ضروری شرائط کی پڑتال کرکے ان الاٹیان کے استحقاق کا فیصلہ کرکے زمین سے بیدخل کیا جا سکتا تھا کیونکہ الاٹیان حقوق ملکیت حاصل کرنے کی شرائط پوری نہیں کرتے تھے ۔

(د) یہ درست ہے کہ سیکرٹری کالونیز حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری CLI 726/76—10045 مورخہ 18 مارچ 1977ء میں اس رقبہ کو ضبط کرنے کی ہدایات ڈپٹی کمشنر کو جاری کیں ۔ لیکن وجوہات مذکورہ بالا ضمن (ج) نور احمد وغیرہ بدستور قابض رہے ۔ قانون کی رو سے ابتدائی فیصلہ کلکٹر کو کرنا ہوتا ہے ۔

(ہ) اس ضمن میں آڈٹ آفیسر کالونیز ۔ بورڈ آف ریونیو نے واقعات کی تحقیقات کرکے اپنی رپورٹ پیش کی جس پر ممبر بورڈ آف ریونیو (نو آبادیات) نے مندرجہ ذیل احکامات جاری فرمائے ہیں :

1 ۔ کلکٹر ضلع سپریم کورٹ کے فیصلہ مورخہ 9 جون 1975ء کی روشنی میں تمام الاٹیان کے استحقاق برائے حقوق ملکیت کا فیصلہ کرکے رقبہ بحق سرکار ضبط کرے ۔

2 ۔ وہ اشخاص جنھوں نے پہلی الاٹمنٹ کا ذکر کیے بغیر دوسری الاٹمنٹ 1958ء میں حاصل کی ۔ ان کے خلاف پرچہ درج کیا جاوے ۔

3 ۔ صحت خسرہ گرداوری کے بعد تابضین کے خلاف پچھلے سالوں کا تاوان عائد کیا جائے ۔

اراضی سے ناجائز قبضہ ہٹانا

289 ۔ **حاجی محمد علی** (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) ۔ (الف) کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسمی نور احمد ولد محمد بخش سکنہ چک 405 ۔ ج ۔ ب نے ٹیوب ویل سکیم کے تحت قریباً 6 مربعہ زمین رقبہ الاٹ کرایا تھا ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مسمی مذکور نے بعد ازاں اسی رقبہ کے لئے محکمہ انہار سے بھی پانی منظور کرالیا ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹی مذکور نے آج تک نہری اور بارانی شرح کا فرق حکومت کو ادا نہیں کیا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے الاٹی مذکور کا ناجائز قبضہ ہٹانے اور لاکھوں روپے کے بقایا جات وصول کرنے اور اس ملی بھگت میں ملوث سرکاری ملازمین کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے ہیں ؟

وزیر نو آبادیات (میاں محمد ذاکر قریشی)۔(الف) جی ہاں ۔ مگر الاٹ شدہ رقبہ 188 ایکڑ 6 کنال ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) الاٹی نے کمشنر سے عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ حاصل کیے بغیر محکمہ انہار سے مورخہ 28 اکتوبر 1974ء کو نہری پانی منظور کرا لیا تھا ۔ آڈٹ آفیسر کالونی نے اس ضمن میں تحقیقات کر کے مورخہ 21 مارچ 1983ء کو رپورٹ نمبر (نو آبادیات) بورڈ آف ریونیو کو پیش کی جس کے مطابق الاٹی سے مبلغ 1958/621 روپے بابت زمین کی نہری و بارانی شرح کے فرق کے طور پر واجب الوصول ہیں ۔ ممبر موصوف نے کمشنر فیصل آباد ڈویژن کو مورخہ 24 مارچ 1983ء کو حکم جاری کیا ہے کہ متذکرہ رقم بمعہ تاوانی سود الاٹی سے وصول کیا جائے ۔ اگر وہ واجب الوصول رقم کی

ادائیگی میں پس و پیش کرے تو اس کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے جس میں زمین کو بحق سرکار ضبط کرنا بھی شامل ہے۔ جہاں تک عملہ محکمہ مال و محکمہ انہار کی کوتاہی کا تعلق ہے ان کے خلاف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

جعلی الاٹمنٹوں کے خاتمہ کے لیے قانون کا نفاذ

318 — **راو خضر حیات خان** — (چیئرمین ، ضلع کونسل ، قصور) : کیا وزیر آباد کاری و بحالیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں اراضی و مکانات کی جعلی الاٹمنٹوں کے مقدمات عدالتوں میں تصفیہ طلب ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جعلسازی کے تدارک کے لیے قانون موجود ہے۔ مگر پھر بھی مذکورہ جعلی الاٹمنٹوں کے مقدمات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

(ج) اگر ایسا ہے تو جزو (الف) میں تصفیہ طلب مقدمات کی تفصیلات ضلع وار مہیا کی جائیں اور کیا حکومت جعلی الاٹمنٹوں کے خاتمہ کے لیے موجودہ قانون میں مقم دور کرتے ہوئے کوئی موثر قانون نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک ؟

وزیر آباد کاری و بحالیات - (میاں محمد ذاکر قریشی)-(الف) جی ہاں ؛

(ب) متروکہ املاک سے متعلق تمام قوانین 74-7-1 سے منسوخ کیے جا چکے ہیں لہذا مذکورہ بالا املاک کی جعلسازی کے تدارک کے لیے اب کوئی مخصوص قانون رائج نہیں ہے۔

(ج) چونکہ جز (ب) کا جواب نفی میں ہے اس لیے مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔ البتہ مذکورہ منسوخ شدہ قوانین کے تحت 4396 مقدمات عدالت عالیہ میں 1443 مقدمات عدالت عظمی میں زیر سماعت ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اب کافی وقت ہوگیا ہے باقی سوالات کل لے لیں گے۔

اناونسر — جناب صرف تین سوال باقی ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔کوئی بات نہیں ۔ سب سوال ہوگئے ہیں اب اگلی آئٹم ۔

سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں

اناونسر — فاضل ارکین کے سامنے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹیں رکھی جا چکی ہیں اس میں اگر کوئی وضاحت طلب بات ہو تو وہ پوچھی جا سکتی ہے ۔

* مندرجہ ذیل سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں پیش کی گئیں :

(1) سبجیکٹ کمیٹی برائے زراعت ۔
(2) سبجیکٹ کمیٹی برائے اوقاف ۔
(3) سبجیکٹ کمیٹی برائے آبپاشی و برقی قوت ۔
(4) سبجیکٹ کمیٹی برائے سوشل ویلفئر و زکواۃ ۔
(5) سبجیکٹ کمیٹی برائے اطلاعات و ثقافت و سیاحت ۔
(6) سبجیکٹ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ (نقل و حمل) ۔
(7) سبجیکٹ کمیٹی برائے صنعت ۔
(8) سبجیکٹ کمیٹی برائے تعلیم ۔
(9) سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک ۔
(10) سبجیکٹ کمیٹی برائے صحت ۔
(11) سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔
(12) سبجیکٹ کمیٹی برائے امن عامہ ۔
(13) سبجیکٹ کمیٹی برائے پرورش حیوانات ۔
(14) سبجیکٹ کمیٹی برائے امداد باہمی ۔
(15) سبجیکٹ کمیٹی برائے صنعت و تجارت ۔
(16) سبجیکٹ کمیٹی برائے مواصلات تعمیرات ۔
(17) سبجیکٹ کمیٹی برائے ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔

---

*سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں آخر پر ملاحظہ فرمائیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - (چیئرمین، ضلع کونسل اٹک) - جناب والا - میں ایک سوال پوچھنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ یہ زرعی سبجیکٹ کمیٹی کی رپورٹ جو میز پر رکھی گئی ہے اس میں تین سبجیکٹ کمیٹیوں نے رپورٹیں دی تھیں جو کہ دو تو مکمل ہو چکی ہیں لیکن تیسری رپورٹ مارکیٹ کمیٹی کے متعلق تھی جس کی تین، چار دفعہ میٹنگز ہوئیں کمیٹی نے بھی اس پر اپنی رپورٹ دی اور سیمنار بھی ہوا کافی عرصہ گذر چکا ہے اور اس میں لکھا گیا ہے کہ ابھی اس کی سفارشات کو مکمل کیا جا رہا ہے - اور گورنر صاحب کو پیش کی جائیں گی تو جناب والا - میں یہ عرض کرونگا کہ یہ کونسل اب ختم ہو جائے گی چونکہ یہ سفارشات بہت ضروری ہیں آپ پہلی فرصت میں ان کو دیکھ کر عمل میں لے آئیں -

وزیر زراعت -(جناب غضنفر محمد خاں) - جناب والا - جیسا انہوں نے فرمایا ہے مارکیٹ کمیٹی میں تو کئی محکمے شامل ہیں لوکل گورنمنٹ ہے ڈسٹرکٹ کونسلیں بھی ہیں یہ مسئلہ ایک سیمینار میں بھی زیر بحث آیا تھا اس کی سفارشات مرتب کر کے آپ کو پیش کر دی جائیں گی اور اس کے بعد فیصلہ ہو گا -

جناب چیئرمین - میرے خیال میں ابھی وقت ہے ہر صورت میں یہ ضرور کہونگا آپ سے بھی کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اس کو Finalize کر دینا چاہیئے اور اس پر بہت سٹڈی کی ضرورت ہے - تحقیق کی بھی ضرورت ہے - انڈیا میں کیا ہو رہا ہے - یہاں کیا ہو رہا ہے - کیا ہونا چاہیئے - اس میں کیا خامیاں ہیں - آج کے حالات کیا ہیں - اس کا کوئی جامع پروگرام بنا کر ہمیں اس کو آگے بڑھانا ہوگا -

جناب سلطان علی چوہدری - جناب والا جامع رپورٹیں تیار ہو چکی ہیں -

جناب چیئرمین - اس کے بعد ہم نے انہیں Finalize کرنا ہے -

چوہدری محمد شفیع کل - جناب والا مارکیٹ کمیٹی سے متعلق عرض یہ ہے کہ نومبر میں وہ سیمنار ہوا اور اب کافی وقت گزر چکا ہے بڑی تفصیل سے اس پر بحث ہوئی - سیکرٹری صاحب سے بھی کئی دفعہ گزارش کی شاید کوئی مجبوری تھی اور یہی فرمایا گیا کہ یہ ساری سفارشات آپ کو پیش کر دی گئیں تو اب یہ سمجھ نہیں آتی کہ چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اب اس کی میعاد مقرر کر دی جائے کہ یہ فیصلہ کب ہوگا -

جناب چیئرمین - اس کا فیصلہ اگلے دس پندرہ دنوں میں ہو جائے گا آپ کو تو اس چیز کا علم ہے یہ تو کہنے کی بات نہیں ہے کیونکہ ہم بھی اس پر جلد فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔

موجودہ پانچ سالہ منصوبے کا جائزہ چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے بارے میں اظہار خیال لوکل کونسلوں کا کردار صوبائی اور قومی منصوبوں میں ارتباط واد غام۔

جناب سراج قریشی - جناب والا - صحت کے متعلق میری ایک تجویز تھی کہ صوبہ کے ہسپتالوں اور میڈیکل کالجوں کی کارکردگی کے معیار کو جانچنے کیلئے انسپکشن سسٹم جاری کیا جائے اس کا جواب یہی دیا گیا کہ انسپکشن کی رپورٹ بن رہی ہے اور اس پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ ہسپتالوں کی کمیٹیوں میں جن میں عوام کے نمائندے شامل ہیں وہ ہسپتالوں کا معائنہ کرتے ہیں اور ان کی رپورٹ کی بنیاد پر بہتری کیلئے اقدامات کئے جاتے ہیں - میں یہ عرض کرونگا کہ میں میو ہسپتال لاہور کی کمیٹی کا ممبر ہوں ہسپتال کی فلاح وبہبود اور مریضوں کی فلاح وبہبود کیلئے میں نے چاہا کہ دیکھوں کہ وہاں مریضوں کو کس طرح کی خوراک دی جا رہی ہے کیونکہ یہ میری ذمہ داری میں شامل ہے تو میں نے جناب والا - ایک دن ایم - ایس - صاحب کو فون کیا وہ موجود نہیں تھے پھر ڈی - ایم - ایس - سے کہا کہ آپ اپنا آدمی میرے ساتھ بھیجیں - انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں آپ آدمی ساتھ لے جائیں تو جناب میں نے وہاں جا کر دیکھا جمعہ کے روز خاص طور پر میں گیا تھا کیونکہ اس دن سارے افسران سوئے ہوئے ہونگے تو میں نے وہاں کم از کم تین چار دن پرانا اور بدبو والا گوشت دیکھا وہ بالکل ہڈیوں کا پنجر تھا اور گوشت نام کی چیز اس پر نہیں تھی میں نے اسے دیکھ کر انہیں کہا کہ یہ کس نے آپ کو سپلائی کیا ہے یہ انتہائی نکما گوشت ہے یہ مریضوں کو کس طرح کھلائیں گے تو جو سٹور اور باورچی خانے کا آدمی تھا اس نے کہا کہ جناب اس کو آپ چھوڑیں ہم گوشت تو سستا لیتے ہیں اور سستا تو پھر اس طرح ملتا ہے تو میں نے کہا کہ آپ مریضوں کو سستا گوشت نہ لیکر دیں ان کو سستا گوشت نہ کھلائیں اور جب میں نے وہاں آٹے کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ آٹے معیار بھی درست نہیں ہے اور ہم بار بار محکمہ خوراک کو یہ لکھتے ہیں کہ آپ ہمیں صحیح آٹا دیجئے تو میں نے کہا کہ آپ ہسپتال والے ہیں آپ ہفتے

میں ایک بار ان کا معیار جانچا کریں نہ وہاں سبزی کام کی تھی اور وہاں باورچی خانے میں اتنی گندگی تھی کہ میں وہاں حیران رہ گیا میں نے تحریری طور پر اس کی رپورٹ ایم ایس صاحب کو دی کہ یہ حالات درست فرمائیں اور یہ جو آپ گوشت مریضوں کو بطور خوراک دے رہے ہیں یہ معیاری نہیں ہے اور اس سے مریضوں کی صحت درست نہیں ہو سکتی تو جناب والا اس پر ایم - ایس صاحب ناراض ہو گئے اور - کہا آپ نے کیا قصہ شروع دیا آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ انسپیکشن کریں آپ کس طرح اسکے مجاز ہیں کہ خوراک چیک کریں اس کے بعد میں میٹنگ میں نہیں گیا - اور نہ ہی انہوں نے میٹنگ بلائی ہے جناب والا - میں یہ چاہونگا کہ یہ وضاحت کر دی جائے کہ اس کمیٹی کے جو ممبران ہیں وہ ہسپتال میں جو خرابیاں ہیں ان کے لئے یا ہسپتال کی بہتری کیلئے مزید کوئی تجاویز دینا چاہیں تو وہ کیا با اختیار ہیں یا نہیں -

جناب چیئرمین : سکرٹری آپ فرمائیں -

سیکرٹری صحت (بریگیڈیئر منظور ملک) : میو ہسپتال کی ویلفیئر کمیٹی کی 14 مارچ کو میٹنگ ہوئی تھی جس کے اندر سب نے satisfiaction ظاہر کی تھی کہ یہ سب اچھا انتظام ہے ہسپتال سارا انہوں نے inspect کیا اس کے بعد 25 تاریخ کو سراج قریشی صاحب surprise visit کے لئے quietly ہسپتال کے اندر چلے گئے وہ فرماتے ہیں -

Sir, Medical Superintendent, Mayo Hospital was busy in some emergency. Certain discrepancy was pointed out. Action was taken promptly. Sample of Atta was analysed by the Government Food Analyst Since the atta is supplied from the approved flour mills, the quality of atta has, however, been improved.

جناب چیئرمین - ایکشن لے لیا گیا ہے - آپ کو پورا حق ہے جب آپ چاہیں آ جائیں -

جناب سراج قریشی - ایم ایس صاحب بڑے ناراض ہوئے تھے -

جناب چیئرمین - وہ کبھی خون درست نہیں ہو گا -

جناب سراج قریشی - ٹھیک ہے بڑی مہربانی آپ نے فرمایا ہے کہ ہم جا سکتے ہیں -

جناب چیئرمین - کیوں نہیں جا سکتے - آخر اسی کام کے لئے آپ کمیٹی کے رکن بنے ہیں - کبھی اکیلے جائیں کبھی اکٹھے جائیں یہ تو ان کی بہتری کے لئے ہے - آپ نے تو کوئی برا کام تو کیا نہیں - جہاں تک ان کی خوراک کا تعلق ہے خرچ کا تعلق ہے وہ ہم نے دگنا

تگنا کر دیا ہے ۔ آپ لوگ یہ دیکھئے گا کہ چیزیں درست ہوتی ہیں ، پیسہ درست استعمال ہوتا ہے یا نہیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ (خاتون کونسلر میونسپل کارپوریشن ملتان) جناب والا میں یہ عرض کروں گی کہ جو کچھ فاضل ممبر نے فرمایا ہے بالکل درست ہے ۔ مریضوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے وہ نہایت گھٹیا قسم کا ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ انہوں نے سن لیا ہے ۔ آپ اصل وجہ بتائیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ جناب والا میں اصل وجہ بتاتی ہوں کہ ٹینڈر کال کرنے پڑھتے ہیں ۔ ٹھیکے دار سے ٹینڈر طلب کرتے ہیں جو کم سے کم ٹینڈر ہوتا ہے وہ منظور ہوتا ہے اگر اس میں کوئی ترمیم کر دی جائے تو شائد بہتر صورت پیدا ہو سکے ٹینڈر میں جو 24 روپیہ فی کیلو گوشت بکتا ہے وہ 12—18 روپے لینا پڑتا ہے اسی طرح گھی ہے اسی طرح دودھ ہے اسی طرح سبزیاں ہیں ۔ اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دی جائے تو صورت حال بہتر ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ وہاں پر ٹھیکے داری سسٹم ہے جس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیکے داری سسٹم انسپکشن سسٹم کو دور نہیں کرتا ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ ٹھیکے میں جو سستا مال لایا گیا ہو وہ گھٹیا ہو گا ۔

جناب چیئرمین ۔ سستے کا بھی کوئی معیار ہوتا ہے ۔ آیا یہ اس معیار کا ہے یا نہیں یہ وہاں کی انتظامیہ کے دیکھنے کا کام ہے ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ یہ بات ہے پھر وہ معیار پر پورا نہیں اترتا ۔

جناب چیئرمین ۔ اس معیار پر جانا چاہئے ۔ سیکرٹری فنانس ٹینڈر سسٹم جو کر رہے ہیں یا ٹھیکیداری سسٹم جو کر رہے ہیں اس میں کوئیشن نیچے کی ہونی چاہئے ۔ پھر اس کا اپنا ایک معیار ہوتا ہے ۔ انسپکشن ٹیم یا پھر کوارٹر ماسٹر دونوں کو دیکھنا ہوتا ہے کہ اگر کوئی چیز درست نہیں تو اس کو واپس کریں ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ ان کو کوئی واپس نہیں کرتا ۔

جناب چیئرمین ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ اگر کرنا چاہیں تو ہوتا ہے کیسے نہیں ہوتا ۔

ایک معزز رکن - جناب والا سہلائی غلط کی جاتی ہے -

جناب چیئرمین - اسی لیے انسپیکشن ہوتی ہے - جو صاحبان اس کام کے لیے نامزد ہیں ان کو دیکھنا چاہئے کہ آیا یہ چیز اس معیار کے مطابق اس سٹینڈرڈ کے مطابق آ رہی ہے یا نہیں - اگلا سوال اس پر کافی بحث ہو گئی ہے -

ایک معزز رکن - جناب چیرمین - ان کا مقصد یہ ہے کہ جو ٹینڈر وصول کرنے فیصلہ کرنے والے ہیں ان پر روزمرہ وصولی والے لوگ ہیں وصولی ان کا بھی معیار مقرر کر دیجئے -

جناب چیئرمین - کیا بات کرتے ہیں -

جناب اشفاق شاہد - جناب والا میرا مشورہ ہے کہ گوشت 28 30 روپے فی کلو ہمیں بھی نہیں ملتا جو ہم صحت مند لوگ ہیں جو دوکاندار کو پکڑ بھی سکتے ہیں - مجسٹریٹ بھی جانتے ہیں - پولیس بھی جاتی ہے - وہ بے چارے مریض کہاں 28 - 30 روپے فی کلو گوشت لیکر کھا سکتے ہیں - نہ ہی محکمہ کے پاس اتنا بجٹ ہوتا ہے کہ مریضوں پر زیادہ رقوم خرچ کر سکے - گوشت کے متبادل کولوری بھی ہے جیسے چنے کا شوربا یا کوئی ایسی چیزیں محکمہ ہیلتھ بتا دے جو سستے داموں مریضوں کو بجائے گوشت کے دستیاب ہو سکیں -

جناب چیئرمین - دیکھیے ڈاکٹر صاحبان کو پتہ ہے کہ کیا دینا ہے کیا نہیں دینا ہے - آپ نے جو پوائنٹ بنایا تھا وہ ہو گیا اگلا سوال -

چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) - جناب والا میں ٹرانسپورٹ کے متعلق عرض کروں گا ٹرانسپورٹ کے صدر ڈی آئی جی ہیں ان سے پوچھیں جب یہ اتنی بڑی بڑی پنجاب کی مختلف سڑکات کی سفارشات کرتے ہیں - مختلف سڑکات پر ایسے بچوں کے سکولز لڑکیوں کے سکولز - پرائمری سکولز - کالجز اور ہائی سکولز ٹریفک پولیس کا اور اپنے ڈرائیوروں جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں کیا انتظام کر رکھا ہے - جو آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں ایک تو سپیڈ بریکر بنائے جائیں ڈی آئی - جی پولیس وہاں اپنا انتظام کرے - ٹرانسپورٹ کے صدر تینوں مل کر پنجاب کی مختلف سڑکات کا پورا سروے کریں اور دیکھیں کہ ان سڑکوں پر چھوٹے بچوں کے سکولوں سے لیکر بڑے کالجوں کی سڑکوں پر جو ہماری ٹریفک گزرتی ہے ان کو کس رفتار سے گزرتا ہے جو سواریاں اٹھاتے ہوئے طالب علموں کو بھی

اور بعض بیٹھے ہوئے دوسرے انسانوں کو بھی ہلاک کر جاتے ہیں ۔ ٹریفک پولیس درست بات ہے کہ چوکوں میں کام کرتی ہے مگر کالجوں اور سکولوں کے سامنے اگر ڈیوٹی کے ٹائم پر ہیڈ بریکر لگا کر یہ کمیٹی بہتر انتظام کرے تو میں سمجھتا ہوں اس طرح پنجاب کے بچوں کے لیے یہ بہترین خدمت ہو گی ۔

جناب چیئرمین اگلا سوال ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا (خاتون کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) جناب والا حادثات کے سلسلہ میں ایک نشاندہی ہی میں بھی کرنا چاہتی ہوں ۔ آئے دن بس سٹاپ سڑکوں کے کارنر پر بنے ہوتے ہیں ۔ جسکے لئے اکثر شہروں میں شکایت سنی گئی ہے اور جو یقینا خطرے کا باعث ہیں کل ہی ایک انتہائی درد ناک حادثہ ہال روڈ کے کارنر پر پیش آیا ۔ جبکہ ایک 10 سالہ بچہ سکول سے واپس آتے ہوئے بس کے حادثے کا شکار ہو گیا ۔ اس کارنر پر بہت سی بسیں آ کر رکتی ہیں ۔ بچے ان کو دیکھ نہیں سکتے ۔ بچے کے اوپر پہلے بس کا ایک پہیہ آیا جب لوگوں نے شور مچایا تو بس ایک دم پیچھے ہٹی اور اسکی دوسری ٹانگ بھی زد میں آگئی ۔ ہسپتال میں پتہ نہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا ہوا تو جناب میری گذارش ہے کہ بس سٹاپ کے لیے جگہیں صحیح متعین ہونی چاہئیں تا کہ عوام اسطرح کے حادثات سے محفوظ رہ سکیں ۔

جناب چیئرمین ۔ ٹریفک والوں بس والوں سب کو اسکے متعلق خیال کرنا چاہئے ۔ اسی طرح سے جب آپ سکول بناتے ہیں کالج بناتے ہیں ان کو سڑک کے درمیان بنا دیتے ہیں ۔ یہ سڑک سے ہٹ کر ہونے چاہئیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹریفک پولیس اور بس ڈرائیوران کو بچوں کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہئے ۔ آخر بچوں کو اتنا شعور اور عقل تو نہیں ہوتی کہ وہ دیکھیں ۔ اس کا ذرا خیال رکھیں ۔ میں ضرور کہوں گا کہ اس کا خیال رکھنا چاہئے اگلا سوال ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب والا میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ بھاٹی دروازہ کے باہر ایک سنٹرل ماڈل سکول ہے ۔ ایک ایک مسلم ماڈل سکول ہے اور ایک بھاٹی سکول ہے ۔ تین چار سکولز ہیں وہاں پر بھاٹی دروازہ سے باہر سنٹرل ماڈل سکول تک دیکھا جا سکتا ہے ۔ پندرہ پندرہ بیس بیس گاڑیاں وہاں کھڑی ہوتی ہیں رکشے والوں کا تو کوئی حساب نہیں ہے ۔ جس وقت بھی وہاں سے گزرتے ہیں تو وہاں خوفناک

قسم کا ہجوم ہوتا ہے ۔ یہی ڈر لگتا ہے کہ بھی نیچے آ جائیں گے وہاں آبادی بھی تنگ ہے ۔ ٹریفک پولیس اور ٹرانسپورٹران سب مل جل کر اس کو اس طریقہ سے adjust کریں کہ وہاں پر ہجوم نہ ہونے پائے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — (جنرل سیکرٹری ، پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن)۔ جناب والا ، مجھے ٹرانسپورٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جو بہت ضروری ہے ۔

جناب چیئرمین — تھوڑا سا فرما لیں ۔ وقت ختم ہو رہا ہے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — میں دو تین منٹ لوں گا ۔ جناب والا ، عرصہ دراز سے کچھ آئٹمیں چلی آ رہی ہیں جن پر کوئی خاطر خواہ ایکشن نہیں ہو رہا ۔ مثلاً یہ عرض کیا تھا کہ ڈرائیونگ سکول قائم کرنا بڑا ضروری ہے ، کیونکہ حادثات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جو لائسنس جاری کئے جا رہے ہیں ، وہ بغیر کسی ٹریننگ کے اور پروگرام کے جاری ہوتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت کی طرف سے ایک کروڑ کچھ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی ۔ صوبائی حکومت نے آج تک نہ وہ فنڈز لیے ہیں اور نہ اس کے حصول کے لیے کوئی اقدامات کیے ہیں میری مودبانہ عرض یہ ہے کہ ڈرائیونگ سکول کے قیام کے لیے کچھ اقدامات اٹھانے چاہیں ۔

جناب چیئرمین — ڈرائیونگ سکولز کے لیے آپ یا پولیس کچھ کر رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (جناب غضنفر محمد خان) :— ڈرائیونگ سکولوں کے لیے مرکزی حکومت نے کوئی چوہتر لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اور پی اینڈ ڈی نے سکیم بھی منظور کر لی ہے بشرطیکہ پیسہ آ جائے تو پیسہ ابھی تک نہیں آیا ۔ اس کی میرے خیال میں وجہ یہ ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس کے چیئرمین گورنر سندھ لگے ہوئے ہیں اور اس معاملے میں ہر اس کمیٹی کے غور وخوض کرنے کے بعد غالباً فنڈز مرکزی حکومت ریلز کرے گی ۔ یہ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس وجہ سے اس میں تاخیر رہی ہے ۔

سیکرٹری امور داخلہ (سید نصیر احمد) :— روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے دو ڈرائیونگ سکولوں کا اجرا کیا ہے ۔ وہ باقاعدہ ڈرائیونگ سکول ہیں جہاں تقریباً ستر اسی ڈرائیوروں کو ہر مہینے ہم تربیت دے رہے ہیں روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ہر بڑے ضلع میں ڈرائیونگ سکول قائم کر رہا ہے ۔ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ پرائیویٹ ڈرائیور کو بھی سروس ڈیوٹی کے لیے تربیت دیتے

رہا ہے ۔ ماہانہ فیس مقرر ہے اور ہم آپ کو اعداد و شمار دے سکتے ہیں کہ ہم نے کتنے ڈرائیوران کو تربیت دی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس نے بھی ایک ڈرائیونگ سکول کا اجرا کیا ہے لیکن وہ ان کے اپنے ملازمین کے لئے ہے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات—میری مودبانہ عرض ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس جاری کرتے وقت اس بات کی تسلی کر لی جائے کہ ڈرائیور کسی ادارے سے ٹریننگ لے کر آیا ہے اور اس کو روڈ سینس کی تھوڑی سی تعلیم دی گئی ہے ۔

جناب صالح محمد نیازی ۔ (صدر ، لیبر یونین ، سرگودھا) ۔

جناب والا ! اصل حالت یہ ہے کہ ڈرائیور پوسٹ نہیں ہوتا کہ اس کا لائسنس بن جاتا ہے ۔ گاڑی سڑک پر چل رہی ہوتی ہے اور وہ پاس ہو جاتی ہے ۔ معلوم نہیں گاڑی میں کیا کیا نقائص ہوں گے ۔ وہ متعلقہ افسر کے پاس چیک نہیں ہوتی ۔ اور جب ڈرائیور کو لائسنس ملتا ہے تو اس کو نہیں دیکھا جاتا ، بلکہ قائد اعظم کے نوٹ کو دیکھا جاتا ہے ۔ اگر وہ ٹھیک ہے تو اسے پاس کر دیا جاتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اس کے لیے بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس کے اوپر چیک اور ری چیک ہونا چاہیے۔ اس میں بڑی صداقت ہے۔

سیکرٹری امور داخلہ ۔ اس میں حکومت کی طرف سے تین چار مختلف ایکشن لیے گئے ہیں ۔ پہلے مختلف اضلاع میں موٹر وھیکل ایگزامینر موجود نہ تھے ۔ حال ہی میں فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ان کو منظور کیا ہے ۔ یکم جولائی سے صوبے میں یہ نئی مشینری کام کرنا شروع کر دے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی ہدایت جاری کی ہے کہ گاڑیوں کی انسپکشن جو کہ اس وقت پولیس کرتی ہے ، اس کے لیے آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب کے ماتحت ہے ۔ میں اس کا ممبر ہوں ۔ آئی جی پولیس بھی ممبر ہیں ۔ یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جن گاڑیوں کی انسپکشن ہے ان میں تین چار مختلف محکموں کے آدمی موجود ہوں اور دیکھا جائے کہ گاڑیاں صحیح چیک ہو رہی ہیں ۔

جناب صالح محمد نیازی — جناب 45 ہزار روپیہ دے کر وھیکل ایگزامینر بھرتی ہوتا ہے ۔ پینتالیس ہزار روپیہ میں تو نہیں لیتا ، آپ بھی نہیں لیتے کون سا افسر ہے جو اس کو پاس کرتا ہے اور پینتالیس ہزار روپیہ لے کر اس کو پاس کر دیتا ہے ۔ وہ جب گاڑی چیک کرتے

گا تو گھر بیٹھے کرے گا اور اس نے پینتالیس ہزار کا پینتالیس لاکھ کمانا ہے ۔ اگر میری بات پر کسی کو اعتراض ہے تو میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں ۔ یہ حقیقت ہے ۔ اس میں کمیٹیاں کیا کریں گی ۔

جناب خاقان بابر — جناب والا ، اس سلسلے میں تھوڑی سی عرض کرنی چاہوں گا کہ انھوں نے رشوت کی بات کی ہے ۔ رشوت دو قسم کی ہے ایک وہ رشوت ہے جس میں consenting پارٹی نہیں ہوتی ۔ اور زبردستی دی جاتی ہے ۔ یہ جو قصہ ہے ، اس میں consenting partics ہوتی ہیں ۔ دینے والا دینا چاہتا ہے ، لینے والا لینا چاہتا ہے اس کا خصوصی علم کسی ایسے ادمی کو ہو سکتا ہے جس کا خصوصی تعلق ہو ۔ اس کا نہ حکومت کو علم ہو سکتا ہے ، نہ عوام کو علم ہو سکتا ہے اور نہ اخبارات کو ۔

الحاج چودھری محمد حیات — جناب والا ، کاغذات کی چیکنگ کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ڈاکومنٹس کی چیکنگ صرف بس سٹینڈوں پر ہوا کرے گی ۔ اس پر آج تک کوئی عملی کام نہیں ہوا ۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ڈاکومنٹس کی چیکنگ کے دوران سفر نہ ہو ۔ صرف اوور سپیڈنگ ، غیر محتاط ڈرائیونگ دیکھی جائے اور اگر کوئی شدید قسم کی اوور لوڈنگ ہو تو وہ دیکھی جائے ۔

سیکرٹری امور داخلہ : اس بارے میں ہدایات دی جا چکی ہیں کہ گاڑیوں کے ڈاکومنٹس بس سٹینڈوں پر چیک کرنے کے بعد سڑکوں پر ان کو چیک کرنے کی ممانعت ہے ۔ یہ مسئلہ جو مختلف کمیٹیوں میں پیش ہوا کہ گاڑیوں کو ڈاکومنٹس چیک کرنے کے لیے نہ روکا جائے لیکن اگر ایک گاڑی قانون کی خلاف ورزی کرتی ہے ، اوور سپیڈنگ یا اوورلوڈنگ کرتی ہے تو اس گاڑی کو روکا جائے گا اس کے تمام ڈاکومنٹس چیک کئے جائیں گے ۔ میری اطلاع مطابق آئی جی پولیس اور ڈی آئی جی ٹریفک اس پر عمل کر رہے ہیں ۔ اگر کوئی ایسی بات ان کے علم میں ہے تو بتائیں ۔ لیکن ممانعت کوئی نہیں ہے ۔ ڈاکومنٹس صرف اس صورت میں چیک کئے جائیں گے جب کہ گاڑی اوور سپیڈنگ یا اوور لوڈنگ یا اور کسی وجہ سے چیک کی جاتی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اس کو ہم قبول کر بیٹھے ہیں کہ ۔ ۔ ۔

الحاج چودھری محمد حیات : جناب والا ، سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ روٹ پرمٹ ہمیں ایک سال کا ملتا ہے ۔ اسے ایک دفعہ چیک کیا جائے ، یا مہینے میں ایک دفعہ چیک کر لیا جائے ۔ ٹوکن ٹیکس ہم

ہر تیسرے مہینے دیتے ہیں ۔ وہ چیک کر لیا جائے ۔ گاڑی کی فٹنس ہوتی ہے ، وہ چیک کر لی جائے ۔ گاڑی اگر لاہور راولپنڈی چلتی ہے تو ہر تھانے میں ڈاکومنٹس چیک ہوتے ہیں ۔ ایک کہتا ہے کہ روٹ پرمٹ لاؤ ، دوسرا کہتا ہے کہ رجسٹریشن لاؤ ، تیسرا کہتا ہے کہ فلاں کاغذ لاؤ ۔ اس طرح بالکل نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب چیئرمین — بالکل آپ کی سفارشات کے مطابق جو احکامات جاری کرنے تھے وہ کر دیے گئے ہیں — اب آپ چیک کیجئے گا وہ اس پر کیا کرتے ہیں —

الحاج چوہدری محمد حیات — ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کے زیر انتظام بس سٹینڈوں کے متعلق صحیح اعداد و شمار نہیں دیے گئے تھے کہنا کا مطلب یہ ہے کہ بس سٹینڈوں پر amenities and facilities ٹاؤن کمیٹی یا میونسپل کارپوریشن کی طرف سے جو کہ اڈے فیس لیتے ہیں ، مسافروں کے لئے نہیں دی جا رہیں — لیکن قانون میں شامل ہے کہ جو ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اس کو لائسنس دے ، وہی اس کی فیس مقرر کرے اور اس کے بعد وہی فیس لی جائے اور جتنے پیسے اکٹھے ہوں وہ ڈویلپمنٹ پر لگائے جائیں ۔ پنجاب میں ماسوائے ایک دو جگہ کے اس پر کام نہیں ہو رہا ۔ پیسے لئے جا رہے ہیں ' ٹول ٹیکس بھی لئے جا رہے ہیں ' اڈہ فیس بھی لی جا رہی ہے اور اڈے پر شروع سے کوئی انتظام نہیں ہے ۔

حاجی محمد شریف خان بلوچ ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب) حاجی صاحب نے جو بات کی ہے بالکل درست ہے ۔ میونسپل کمیٹی والے یا ٹاؤن کمیٹی والے ان سے فیس وصول کرتے ہیں ۔ لیکن اصل مسئلہ حاجی صاحب نے وضاحت سے نہیں بتایا ۔ اصل مسئلہ ٹریفک چیکنگ کا ہے ۔ حاجی صاحب ٹرانسپورٹ کے متعلق کہنے کے لئے کھڑے تھے ۔ آپ ہر مہینے کتنی منتھلی دیتے ہیں ۔ ایم ۔ پی ۔ اے ہے ' مارجنٹ ہے ' ضلع کی ٹریفک ہے ' ڈویژنل ٹریفک ہے ' اصل بات یہ ہے کہ پورے ڈویژن میں کیونکہ اب ڈویژن چھوٹے رہ گئے ہیں ' ایم ۔ ایم ۔ پی آئی ہونا چاہئے ۔ ہر ضلع میں ایم ۔ ایم ۔ پی ۔ آئی ہے ۔ ہر ٹرک اور ہر بس جب ضلع سے کراس کرتی ہے تو ہر ضلع کی منتھلی دینی پڑتی ہے ۔ اور ایم آئی ٹی کو بھی ماہوار دینا پڑتا ہے ۔ حاجی صاحب اس کی بھی وضاحت فرمائیں ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ میں جناب والا اس کی بھی

وضاحت چاہوں گا کہ ایک ماہ میں کتنے آدمیوں کی اموات واقع ہوئی ہیں -

جناب صالح محمد نیازی — پاکستان سے اڑھائی کروڑ روپے ہے -

چوہدری محمد صدیق سالار — اڑھائی کروڑ روپے جاتا ہے - اور میں تو اموات کی بات کر رہا ہوں -

جناب صالح محمد نیازی— جب ایک کروڑ روپے پنجاب ٹرانسپورٹ دے گی تو وہ سڑکوں پر ہوائی جہاز تو نہیں چلائے گی - لازمی بات ہے جب تیز رفتاری ہو گی تو اس سے اموات بھی ہوں گی - حادثات بھی ہوں گے - یہ تو ایک اصولی بات ہے - اور صرف ایک کروڑ روپے پنجاب سے جاتا ہے -

جناب چیئرمین — آگے چلئے - میرے خیال میں اگلا سبجیکٹ لیں - اب چائے پینی چاہئے یا چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کی رپورٹ کے بعد ہی جائے -

آوازیں — ابھی چائے میں پانچ منٹ باقی ہیں پہلے رپورٹ -

جناب چیئرمین — پہلے رپورٹ سن لیں پھر وہاں سوچیں گے -

اناؤنسر — اب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے چیئرمین جناب خالد جاوید ایک تجزیہ پیش کریں گے - اس تجزیہ میں ان نکات اور موضوعات پر بات ہو گی - موجودہ پنج سالہ ترقیاتی منصوبے کے اختتام پر ایک تجزیہ چھٹے پنج سالہ منصوبہ پر غور و فکر ایک تصور ایک اندازہ و توقعات اور حکمت عملی محسوس کردہ ضروریات کے تعین اور ان کی نشان دہی میں بلدیاتی اداروں کا کردار منصوبہ بندی اور ربط باہمی کے ذریعے محسوس کردہ ضروریات کا صوبائی اور قومی ترقیاتی منصوبہ جات میں ادغام -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کے تمہیدی کلمات

جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات—(جناب خالد جاوید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب گورنر و معزز اراکین کونسل - اگرچہ آج کا موضوع پڑھ دیا گیا ہے لیکن میں اس کو دہرائے دیتا ہوں - موجودہ پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ کے اختتام پر ایک تجزیہ - چھٹا پانچ سالہ منصوبہ پر غور فکر - ایک تصور ایک اندازہ و توقعات اور حکمت عملی strategic and thrust محسوس کردہ ضروریات کے تعین اور ان کی نشان دہی میں بلدیاتی اداروں کا کردار اور منصوبہ بندی ربط باہمی کے عمل کے ذریعے محسوس کردہ

ضروریات کا صوبائی اور قومی ترقیاتی منصوبہ جات میں ادغام - پیشتر اس کے کہ میں اس موضوع پر پانچویں اور چھٹے منصوبہ جات کے بارے میں اپنی گذارشات پیش کروں یہ مناسب ہوگا کہ ایک نہایت مختصر خاکہ اس منصوبہ بندی کا جو اس سے پہلے ماضی میں معرض وجود میں آئی - آپ کے سامنے پیش کروں کہ وہ کیا خدو خال تھے کیا ترجیحات تھیں اس پس منظر کو اجاگر کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ ہم یہ جان سکیں گے کہ جب ہم نے منصوبہ بندی شروع کی تو اس وقت ہم کہاں تھے ہم کن راہوں سے گذرے ہم کہاں پہنچے اور مستقبل میں ہماری منزل کیا ہونی چاہیے - میں نہایت مختصر گذارش کروں گا - کہ پہلی منصوبہ بندی 1955 میں شروع کی گئی پہلا منصوبہ تھا 60 - 1955 اور دوسرا منصوبہ 65 - 1960 تیسرا 70 - 1965 تک ان منصوبہ جات کے وقت چونکہ پنجاب کی ایک اپنی حیثیت تھی -

جناب چیئرمین—(دائیں طرف کی سرکاری لابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور سرکاری افسران کو مخاطب ہو کر) جو صاحبان اس چارٹ کو نہیں دیکھ سکتے تو وہ یہاں آ جائیں - اور سیکرٹری صاحبان ادھر بیٹھنا چاہیں تو بڑے شوق سے بیٹھ سکتے ہیں -

چیئرمین منصوبہ بندی وترقیات—میں گذارش کر رہا تھا کہ یہ جو تین منصوبہ جات تھے ان کے اعداد و شمار ہمارے پاس صوبائی سطح پر موجود نہیں ہیں کیونکہ اس وقت پنجاب نہیں تھا بلکہ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان تھے - جو ترجیحات اس میں برآمد ہوں گی وہی ہمارے صوبے کے بارے میں صحیح ہوں گی ان تینوں منصوبوں میں ایک نہایت دلچسپ بات یہ ہے کہ صرف دوسرا منصوبہ جو 65 - 1960 کے درمیان تھا وہ کامیاب ثابت ہوا جس کی بنیادی وجہ تھی "ملکی استحکام یہ آپ ذرا اپنے سامنے رکھیں - یہ پندرہ سال کی 70—1955ء کی تصویر اس میں آپ دیکھیں گے زیادہ تر طبی زیر ڈھانچہ اور پیداواری شعبہ کو جو رقم مختص کی گئی معاشرتی شعبے جو تھے ان کو بہت کم رقم دی گئی - پیداواری شعبہ کو تقریباً 47 یعنی 41 فیصد ہی طبی زیر ڈھانچہ 51 فیصد اس ترجیحات کی وجہ ایک مخصوص ذہنی پس منظر تھا جو اس کی عکاسی کرتے ہیں جس میں قوم مبتلا تھی اسوقت ہماری زراعت صدیوں پرانی تھی طبی زیر ڈھانچہ سڑکیں تھیں بجلی تھی گ کہ بھی تقریبا فقدان تھا اب خیال یہ تھا کہ پیداواری شعبہ کی طرف توجہ دی جائے تو اس کے اثرات دوسرے شعبہ جات پر بھی ہونگے - اور زراعت تعلیم کے محکموں میں خود بخود

ترقی ہو گی ان سالوں میں ایک مستقل روشن تھی - لیکن یہ صحیح ثابت نہیں ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم اور صحت کے میدان میں ہم پیچھے رہ گئے اس کے بعد میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں 1970-78ء کے درمیان کے سال - ان آٹھ سالوں کی شروع بہت نامساعد حالات میں ہوئی ہندوستان سے جنگ - اس کے ساتھ جو بیرونی امداد آتی تھی وہ بند ہو گئی لہذا منصوبہ بندی کی گئی تو اس کی ہیئت بدل دی گئی بجائے پنج سالہ کی جیسا کہ 1955-60ء یا 1960-65ء 1965-70ء کے منصوبے اب سالہ ترقیاتی پروگرام بنائے گئے ان اگلے آٹھ سالوں میں یہ اعداد و شمار میں پنجاب کے چونکہ اس وقت 1970ء میں پنجاب معرض وجود میں آ چکا تھا اس میں آپ دیکھیں گے تھوڑی سی تبدیلی ہے طبی زیر ڈھانچہ کو زیادہ رقم دی گئی ہے 59 فیصد پیداوری شعبہ کو 22 فیصد سے تھوڑی سی کم کر دی گئی ہے - معاشرتی شعبہ کو کچھ تھوڑی سی رقم مختص کی گئی یعنی 18 فیصد جو پہلی فگر تھی وہ 7 فیصد تھی - یہ جو سال تھے بہت مشکل سال تھے اس دوران میں زراعت کے شعبہ کی کارگردگی مایوس کن رہی 1973-74ء میں سیلاب آیا 1974-75ء میں خشک سالی تھی 1975-76ء میں پھر سیلاب آئے 1973-76ء کا عرصہ تقریباً بحرانوں کا مشکلات کا آفات سماوی کا عرصہ تھا - اس دوران میں جو صنعتی اور لیبر پالیسی مرتب کی گئی ان کا بھی کچھ نجی سرمایہ کاری پر اثر پڑا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پنجاب میں صنعتی پیداوار کا 1972-73ء کے افزائش ریٹ 13,3 فی صد سے گھٹ کر 1975-76 میں 2-1 فی صد اور 1976-77 میں بعض 6-1 فی صد ہو گئی یہ پوزیشن تھی 1970-78 تک اب جو پانچواں منصوبہ تھا جو کہ 1978-83 کے درمیان تھا اسکی ابتداء ہوئی تو مالی وسائل کچھ کم تھے لہذا ایک دفعہ پھر اسکو بجائے منصوبہ تصور کرنے کے زیادہ سالانہ ترقیاتی پروگراموں کے ذریعے ہی اس کے اوپر عمل درآمد ہوتا رہا اس سلائیڈ سے آپ نوٹس لیں گے کہ ہم نے حتی الوسع کوشش کی ہے جو ماضی میں ہوتی رہی ہے - معاشرتی شعبوں کے ساتھ جو لاپرواہی برتی گئی اس کو کسی حد تک بہتر بنایا جائے کیونکہ اس میں بہت وقت لگتا ہے یہ 7-23 فی صد جبکہ پہلے 15 سالوں میں 7 فی صد تھی اسکے بعد 18 فی صد تھی - طبی زیر ڈھانچہ کی پیداواری شعبہ میں جو تقسیم بھی بدلی ہوئی ہے یہ 45 فی صد وہ 30 فی صد ہے یہ اب آپکے سامنے جو پیش کروں گا ان سب سالوں کا ایک تقابلی جائزہ تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اسکے حالات 1955-83ء کے دوران مختلف شعبوں میں کسطرح رہے -

پیداوار کے جو شعبے تھے اس میں آپ دیکھیں گے کہ پہلی بار جو ایوریج ہے یہ 55 فیصد سے

70.4 فیصد تھی جو سبز رنگ کی ہے وہ 1970ء سے 1978ء 22.8 فی صد ہے اور جو نیلے رنگ کی ہے وہ 30.60 فیصد ۔ معاشرتی تغیر کے بارے میں آپ دیکھیں گے کہ ہم بتدریج اس کو بڑھانے کی پوری کوشش کی ہے پانچواں جو مد وبہ تھا اس میں ہماری کوشش یہ رہی کہ جو بھی وسائل ہمیں ملتے ہیں ہم ان کو پورا پورا خرچ کریں ۔ اور اپنے وسائل سے حتی الوسع جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ اٹھائیں اور یہ خرچ اور استعمال کی جو شرح ہے اس کی سلائڈ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ آپ دیکھیں گے کہ ہم کتنی کوشش سے اس کو آہستہ آہستہ اوپر لے آ گئے ہیں تاکہ ہم اپنے ملکی کام میں صوبائی وسائل کو پوری طرح استعمال کر سکیں ۔ جو پہلا سال تھا یعنی 1978-79ء اس میں یہ تقریباً 93 فیصد تھی 1979-80ء میں پھر 93 فیصد تھی لیکن 1980-81ء میں اس کو ہم 98 فیصد تک لے گئے جبکہ 1981-82ء میں یہ 105 فیصد تک چلی گئی ۔ 1982-83ء کے اعداد وشمار ابھی مکمل نہیں ہیں کیونکہ اس کی ترقی ابھی تک صرف 9 مہینوں کی ہے تو 1981-82ء میں اس سے پہلے 1980-81ء میں آپ غور کریں گے کہ ہم نے بہت ہی کوشش کی کہ ہم اپنی اس روش کو قائم رکھیں اور ترقیاتی رقوم پورے طور پر استعمال ہوسکیں ۔ ہماری ترقیاتی حکمت عملی اس پانچ سالہ منصوبے کے آخری تین سالوں میں (یہ چونکہ ہے یہ بہت اہم ہے) ہم ایک مستقل روش پر چل رہے ہیں اس حکمت عملی کی بنیاد یہ ہے کہ اضافی وسائل کا زیادہ تر حصہ چند ایک چیدہ چیدہ اغراض و مقاصد کے لیے مختص کیا ہے ۔

startegic and selective thrust جن کا اشارہ جناب گورنر نے کل اپنے خطاب میں کیا ۔ یہ جو مقاصد ہیں یہ اس عزم کی ایک کڑی ہے اور اس بھرپور کوشش کا ایک حصہ جس سے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ دیہی علاقوں میں ترقی کی رفتار تیز سے تیز تر کی جا رہی ہے ۔ یہ آپ کے سامنے 1980-81 سے لیکر 1982-83ء تک تین سالوں کا جائزہ ہے ۔ جس کے بارے میں یہ گزارش کرونگا کہ 1980-81 میں ان پروگراموں کے لئے 103 کروڑ کی رقم تھی جو کہ رواں مالی سال میں اب یہ 190 کروڑ ہے اس کی تقسیم آپ دیکھیں کہ کھیت سے منڈی تک جو سڑکیں ہیں یہ ہیں 46.4 فیصد ۔ دیہی بجلی جو ہے اس پر ہم نے کافی پیسے خرچ کئے جو کہ 9.6 فیصد ہے آبی نہریں جو ہیں وہ 7.9 فیصد ہیں ۔ باقی کی رقم جو تھیں وہ self help کی تحت آئی ۔ دیہی صحت جو ہے وہ 13.6 فیصد ہے ۔ پرائمری تعلیم ہے دیہی آب رسانی ہے میں ان سب کے بارے میں مختصراً چند ایک گزارشات اس سلائڈ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے سامنے

پیش کرتا چاہوں گا سب سے پہلے پروگرام ہے کھیت سے منڈیوں تک سڑکوں کی تعمیر کا ۔ ان تین سالوں میں یہ ہمارا ایک بہت اہم ترقیاتی پروگرام تھا ۔ اس کا آغاز 81-1980ء میں ہوا ۔ اب اس کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے ۔ ہمارا کل پروگرام 3340 میل لمبی سڑکیں بنانے کا ہے جس میں 1394 میل سڑکیں اب تک مکمل ہو چکی ہیں ۔ دیہات کو منڈیوں سے ملانے کے جیسے آپ جانتے ہیں کہ بہت فوائد ہوں گے — ایک تو یہ کہ زمیندار تو اپنی پیداوار کا صحیح مول مل سکے گا — دوسرا یہ کہ جو چیزیں اس تو چاہیں مثلاً مشینری یا دوسری جو Imputs ہیں جو کہ زراعت میں استعمال ہوتی ہیں وہ آسانی سے اس تک پہنچ سکیں گی — دوسرا جو

ہمارا پروگرام اہم اور دور رس معاشی اور معاشرتی نتائج کا حامل تھا وہ تھا دیہی بجلی کا ۔ یہ بات قابل غور ہے جو میں عرض کر رہا ہوں کہ 78-1977ء میں پنجاب میں کل 3552 دیہات ایسے تھے جن میں بجلی تھی یعنی آزادی سے لے کر تیس سالوں میں 3552 دیہات میں بجلی پہنچائی گئی ۔ چونکہ بجلی پہنچانے کی رفتار سست تھی تو ہم نے یہ کوشش کی کہ جو واپڈا کا بجلی کا پروگرام ہے صوبائی وسائل سے اس تو تقویت دیں اور زیادہ سے زیادہ گاؤں کو جلد از جلد بجلی پہنچانے کی کوشش کریں ۔ تو پہلے جب یہ پروگرام شروع کیا گیا یعنی 81-1980ء میں تو اس کے لئے تین کروڑ روپے رکھے گئے ۔ اس کے بعد یہ بڑھا کر اگلے سال میں پندرہ 15 کروڑ روپے کر دیئے گئے اور سال رواں میں یہ 22.7 کروڑ روپے ہیں ۔ تو ان چار سالوں کے اس پروگرام کے نتیجے سے ہمیں امید ہے کہ رواں سال آخر تک 6680 جو دیہات ہیں ان میں بجلی پہنچائی جائے گی ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان تین سالوں میں 3128 دیہات تو مزید بجلی دی گئی جو کہ ان اعداد و شمار کے برابر ہے جو تیس سالوں میں آزادی سے لے کر اب تک کیا گیا وہ ہم نے صرف تین سالوں میں آپ کی توجہ اور آپ کی رہنمائی سے انجام دیا ۔ ایک اور جو اہم اور ترجیحی شعبہ تھا وہ تھا پرائمری تعلیم کا جس پر پہلے کافی غفلت رہی اور خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری خواندگی کی شرح صرف 24 فیصد تھی جبکہ ہندوستان کی 36 فیصد بنگلہ دیش کی 26 فیصد اور سری لنکا کی 85 فیصد تھی ۔ تو اس کے لئے ہم نے 81-1980 میں 8.62 کروڑ روپے کی رقم رکھی جو 82-1981ء میں بڑھا کر 11.45 کروڑ روپے کر دی گئی رواں مالی سال میں اس کے لیے 25.4 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ 78-1977ء میں کل 32370 پرائمری سکول تھے جو بڑھا کر اب 1982ء

تک 36952 ہو گئے ۔ دیہی علاقوں میں جو تعلیم پھیلانے کا یہ عمل تھا اس کو ہم نے ہر طرح سے وسعت اور اس کو ہر طرح سے بڑھانے کی کوشش کی ۔ ہم نے یہ دیکھا کہ پانچ سے نو سال کی عمر تک کے ستر لاکھ بچوں میں سے صرف 31 لاکھ ایسے بچے ہیں جو سکول جاتے ہیں ۔ تو اتنے بچوں کو اتنے تھوڑے وقفے میں پرائمری سکول مہیا کرنا تو ہماری طاقت سے باہر تھا ۔ چنانچہ ہم نے اس کے لیے مساجد کو بروئے کار لانے کا فیصلہ کیا اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت 1978ء میں یہ مساجد سکول کھلنے شروع ہوئے جون 1982ء تک 632 مساجد میں سکول کھولے گئے ۔ سال رواں میں ہم نے اس پروگرام پر بہت توجہ دی اور چار ہزار سکول خیال ہے کہ اس جون کے آخر تک مساجد میں کھولے جائیں گے جبکہ 1900 سکول جو بغیر کسی عمارت کے ہیں ان کو مساجد میں کھولا جائے گا اور پندرہ سو مزید مساجد میں پہلی سے تیسری تک کلاسز شروع کی جائیں گی اور 100 محلہ مساجد میں پرائمری کلاسوں کا بندوبست کیا گیا اس کے بعد آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ دیہی صحت کا ہے جو کہ ماضی میں کافی غفلت کا شکار رہا ۔ 1977ء میں بنیادی صحت کے مراکز تھے ہی نہیں ۔ یہ پروگرام ہم نے 1978-79ء میں شروع کیا اور اس طرح دیہی ہیلتھ سنٹروں کے قیام پر بھی توجہ دی ۔ 1980-81ء میں اس کے لیے ہم نے 16.95 کروڑ روپے مختص کیے جبکہ سال رواں میں یہ 25.48 کروڑ روپے ہیں جب بنیادی صحت کے مراکز بالکل نہیں تھے اب ان کی تعداد 776 ہے ۔ میں یہ ساری سمری پکچر کے بعد ایک سلائڈ پھر پیش کروں گا لیکن میں یہ سارے اعداد و شمار آپ کے سامنے ایک دفعہ پڑھ دینا چاہتا ہوں ۔ اس طرح رورل ہیلتھ سنٹر 114 سے بڑھکر 157 ہو گئے ۔ سال رواں میں ہم نے بچوں کے اوپر خاص طور پر توجہ دی ان کی بیماریاں اور ان کو انسدادی بیماریوں سے بچانے کے لئے تجاویز ان کی ٹیکیات کی جو کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے خوردنی نمک دینے کا جو پروگرام ہے اس میں ہم نے ایک crash پروگرام مرتب کیا جس میں دوائیوں کی ٹریننگ بھی شامل تھی ۔ انسدادی طب بھی شامل تھی اور یہ تمام تر توجہ بچوں کے اوپر خاص طور پر دی گئی تاکہ وہ صحت مند نوجوان بن سکیں ۔ ایک اور اہم پروگرام جو یہاں پر اس سلائیڈ میں میں دکھایا گیا ہے ۔ وہ تھا دیہی آبرسانی کا پروگرام ۔ 1977-78ء تک صوبے کی 56 لاکھ دیہی آبادی کو پانی کی سہولیات میسر تھیں ۔ جب کہ نکاس آب جو کہ سرے سے خراب تھی اور صرف دو لاکھ 40 ہزار لوگ اس سے بہرہ ور تھے ۔ اس کمی کو پورا کرنے کے

لئے 81—1980ء میں آبرسانی کے لئے 1044 کروڑ روپے رکھے گئے اور سال رواں میں اس کو بڑھا کر 16 کروڑ کر دیا گیا ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں 21 لاکھ 9 ہزار مزید دیہی آبادی کو آبرسانی اور 4 لاکھ 70 ہزار کی آبادی کو نکاسی آب کی سہولت میسر کی گئی۔ کھالوں کا جو مسئلہ تھا وہ بہت اہم تھا۔ جو کہ ہم یہاں پر اس سلائیڈ پر سبزرنگ میں دکھا رہے ہیں۔ زراعت کے لئے پانی چوں کہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پانی کی کمی تھی۔ اس کا زیاں روکنا ہمارے لئے بہت ضروری تھا۔ تو اس کے لئے تین سال قبل ہم نے ایک ہنگامی پروگرام شروع کیا جس کے تحت ہم نے اب تک کم سے کم 54 ہزار کھالوں کی صفائی اور درستگی کی ہے۔ میں نے جو آپ کے سامنے اس وقت ساری گزارشاتیں ہیں۔ اس سے ایک چیز جو ہے وہ اخذ ہو گئی ہے کہ ہم نے ایک محتاط اور سوچی سمجھی سکیم اور تجویز کے مطابق کوشش کی ہے۔ کہ حتی الوسع دیہی علاقوں کو زیادہ سے زیادہ وسائل منتقل کئے جائیں 1978.79ء میں دیہی علاقوں کے لئے جو رقم مختص کی گئی صرف 44 فیصد تھی جب پچھلے 2 سالوں میں بتدریج اس کو بڑھا کر 60 فیصد کر دیا گیا دیہی ترقی ہمارے لئے صرف رورل ڈویلپمنٹ نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد ایک مربوط حکمت عملی تمام شعبہ جات پر محیط ہے — اور ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ دیہی علاقوں کی مخصوصیت کو تمام شعبوں میں ترقی دی جائے — اس میں سب سے زیادہ اہم بات ہے کہ یہ جو 60 فیصد مختص شدہ رقم ہے اس کا ترجیحی پروگرام عوام کے نمائندے اور آپ کے تعاون مشوروں اور راہنمائی سے ترتیب دیا جائے — ضلع کونسلوں کے متعلق سب جانتے ہیں کہ کھیتوں سے منڈی تک سڑکوں کا انتخاب ضلع کونسلیں کرتی ہیں اور ترجیحات بھی وہی مقرر کرتی ہیں — بجلی کے لئے انتخاب ضلع کونسلیں مقرر کرتی ہیں۔ بنیادی صحت مراکز اور فوکل پرائمری سکولوں کے قیام بلکہ ان کو مڈل اور ہائی سکولوں کا درجہ دینا بھی ضلع کونسل کے اختیار میں ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم نے کلیدی مقامات (فوکل پوائنٹس) پر پروگرام شروع کئے ہیں تاکہ دیہات میں وہ سہولیات میسر کی جا سکیں جو کہ اس وقت صرف شہروں میں موجود ہمیں نظر آتی ہیں اور اس کے تحت موجودہ مالی سال میں 10 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جب کہ اس پروگرام کے شروع میں یہ رقم 7 کروڑ روپے تھی ہمارا ارادہ یہ ہے اور بلکہ ہماری یہ بھرپور کوشش ہو گی کہ اس سال میں ان کلیدی مقامات کو سماجی اقتصادی سرگرمیوں کا مرکز بنا دیا جائے اس کے علاوہ ایک اور بہت ہی اہم پروگرام جو تھا وہ تھا خود کفالت کا کہ ترقیاتی مسائل جن

الوسع عوام کے نمائندے خود اپنی مدد آپ کے تحت طے کریں۔ یہ جو جذبہ ہے وہ ہم سمجھتے ہیں یہ اس لئے بھی ضروری ہے یہ لوگوں میں شراکت کا احساس پیدا کرتا ہے اور وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ اس صوبے اور اس ملک کے شہری ہیں اور مجھے یہ کہتے ہوئے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اس پروگرام میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی ہے اور ہم نے پچھلے سال اس کے لئے چار کروڑ روپے کی رقم رکھی تھی اس کی شاندار کامیابی کے لئے ہم نے سال رواں میں اس کو دگنا کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں نہایت اہم جو ہماری حکمت عملی کا حصہ تھا۔ وہ تھا علاقائی مسائل کے مطابق وسائل مختص کرنا ہم نے صوبے کی ترقیاتی حکمت عملی میں مختلف شعبوں کے درمیان عمومی ترجیحات کو برقرار رکھتے ہوئے حتی الوسع یہ کوشش کی ہے کہ کم ترقی یافتہ علاقوں کو ترجیح مل سکے اس مقصد کے لئے صوبے کی مختلف اضلاع کی ترقیاتی کیفیت ہم نے تعین کی ہے اس کے لئے ہم نے کچھ معیار مقرر کیا ہے تقابلی اوزان مقرر کئے ہیں جن کے بارے میں جناب گورنر نے اپنے کل کے خطاب میں بھی اشارہ کیا تھا ہماری کوشش ہے کہ متعلقہ شعبے میں مختلف اضلاع اور ایک ضلع کے اندر مختلف تحصیلوں کو ان تقابلی اوزان اور معیار کے مطابق رقوم فراہم کی جائیں تاکہ جو تفاوت عدم مساوات مختلف شعبوں اور مختلف ضلاع میں ہے اس کو ہم جلد سے جلد دور کر دیں اس پروگرام کی کڑی میں ہم نے چند ایک اور سپیشل پروگرام نہایت ہی پسماندہ علاقے جیسے ڈیرہ غازی خان تھرپارکر چولستان ہے ان میں شروع کیے ہوئے ہیں۔ تو یہ ہماری حکمت عملی تھی جس کو پانچ سالہ منصوبہ بندی کے آخری تین سالوں میں ہم نے بہت زیادہ اہمیت دی۔ ہم اب آپ کے سامنے ان تمام گزارشات کی باری باری ایک سلائیڈ دکھائیں گے۔ سب سے پہلے ہم آپ کو دکھائیں گے۔ کہ جو کل خرچہ تھا۔ وہ کتنا ہوا۔ اور وہ شعبہ جاتی لحاظ سے کس طرح تقسیم ہوا۔ یہ سلائیڈ آپ کے سامنے ہے۔ آپ اس پر غور فرمائیں کہ زراعت اور دیہی ترقی کے لئے 101 کروڑ روپے تھا۔ ذرائع نقل و حمل پر 132 کروڑ تھا۔ سرکاری ملازمین کے لیے رہائش گاہ پر ہم زیادہ کچھ نہ کر سکے یہ صرف 28 کروڑ روپے ہے۔ ہم نے اس پر بڑی دیر سے توجہ دینی شروع کی۔ اور یہ کہ ہم نے خامیوں کو پورا کرنا ہے۔ اس طرح سرکاری دفاتر اور عمارتوں کے بارے میں ہوا۔ ہم نے یہ نہیں کیا کہ جب ہم نے دیہی ترقی پر زور دیا تو شہری ترقی کو چھوڑ دیا۔ بلکہ ہم نے نہایت معقول رقم اس کے لیے مختص کی۔ تعلیم اور صحت کے لیے خاص طور پر بہت سی رقومات اس سال میں رکھی گئیں۔ ایک مختصر سا جائزہ ہے ان تمام ایلوکیشن اور رقومات کا جن کا میں اب سے ذکر کر رہا تھا۔ اور اب

میں اپ کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ فزیکلی ہم نے زمین پر کیا کیا اور کیا حاصل کیا ۔ اس سلسلہ میں یہ ہے گندم کی پیداوار کا ایک جائزہ اس میں آپ دیکھیں گے کہ گندم کی پیداوار 73 لاکھ 23 ہزار میٹرک ٹن سے لے کر اب 89 لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن تک سال 83 - 1982ء میں ۔ اس کے بعد سلائیڈ چاول کی پیداوار کی ہے مختلف وجوہات کی بنا پر اس میں کچھ کمی بیشی واقع ہوتی رہی ہے ۔ یہ جو سال تھا یہ بہت ہی back cycle کا تھا ۔ اس کا اثر چاول پر بہت زیادہ ہوا ۔ اور ہمیں اری میں کچھ دقتیں ہوئیں ۔ اب جو پوزیشن ہے وہ آپ کے سامنے ہے وہ ہے چودہ لاکھ 7 ہزار ۔ اگلی سلائیڈ کپاس کی ہے ۔ کپاس کی پیداوار 18 لاکھ 59 ہزار گانٹھ سے بڑھ کر 32 لاکھ 55 ہزار گانٹھوں تک چلی گئی اس کے بعد گنے کی پیداوار کا نقشہ پیش کر رہا ہوں ۔ اس میں بھی تھوڑا سا اپ اینڈ ڈاؤن ہے گنے کی پیداوار کا بھی ایک سائیکل ہے جس کی وہ عکاسی کر رہا ہے ۔ اس کے بعد اناج ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہے ۔ اس کو ہم نے بتدریج بڑھانے کی کوشش کی ہے تاکہ اس میں کوئی دقت پیش نہ آئے ۔ یہ 8ء82 لاکھ ٹن سے اب 18ء81 لاکھ ٹن تک چلی گئی ہے یہ ایک اہم پروگرام تھا ۔ اس پانچ سالہ منصوبہ کا ۔ اس کے بعد آتا ہے جناب ۔ دیہات میں بجلی کی فراہمی جس کی فگرز 3552 سے 6680 تک چلی گئی ہے ۔ اس کے بعد سلائیڈ سڑکوں کی لمبائی کے متعلق ہے جس میں ہم نے کھیتوں سے منڈیوں تک سڑکیں دکھائی ہوئی ہیں ۔ شاہرات کی سڑکوں کا اضافی نقشہ بھی دکھایا گیا ہے ۔ اس کے بعد ہے ایک تصویر کا رخ سرکاری ملازمین کے گھر اور دفاتر آپ دیکھیں گے ۔ اس میں بھی ہم کوئی فرق نہیں ڈال سکے ۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم اس سلسلہ میں آپ کی راہنمائی حاصل کریں ۔ اس کے بعد کم آمدنی والے گھروں کے پلاٹوں کی سلائیڈ ہے ۔ یہ ساٹھ ہزار سے 95 ہزار تک چلی گئی ۔ اس کے بعد دیہی آبادی کو آب رسانی اور نکاس آب کی سہولیات کے بارے میں گزارش کر رہا تھا ۔ یہ 6ء17 فیصد سے 8ء21 فیصد ہو گئی ہے اور ہم نے نکاس آب کی سہولیات کی ابتدا بھی کر دی ہے ۔ اس کے بعد طبی اداروں کی سلائیڈ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ ہسپتال 198 سے بڑھ کر 205 ہو گئے ہیں ۔ دیہی طبی مراکز کی تعداد 114 سے 157 ہو گئی ہے ۔ جب کہ بنیادی طبی مراکز کی تعداد مل کر 776 تک ہے ان کے اعداد و شمار آپ کے سامنے ہیں ۔ اسی سلائیڈ کو ہم نے دوسری طرف سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ فی لاکھ آبادی پر طبی سہولیات کیا ہیں ۔ بستروں کی

تعداد کس طرح سے بڑھی ہے - ڈاکٹروں کی تعداد کتنی بڑھی ہے اور نرسوں کی تعداد کتنی بڑھی ہے یہ فی لاکھ کے حساب سے اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں -

اس کے بعد سکولوں کی تعداد کا نقشہ ہے - یہ اعداد و شمار بھی میں پہلے دے چکا ہوں 33 ہزار سے 42 ہزار تک ان کی تعداد پہنچ گئی ہے - اسی طرح مڈل سکول اور ہائی سکول کی پوزیشن واضح کی گئی ہے تو یہ ایک مختصر سا خاکہ میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ اس حکمت عملی میں ہماری کیا کامیابیاں تھیں اور اب اس حکمت عملی کو اب ہم آگے کیسے لیجاسکتے ہیں تا کہ ہم ماضی سے حاصل کردہ فوائد کی بنیاد پر مستقبل کی راہ متعین کریں اور ہم اپنے تجربات سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں - اس کے لئے بھی ہم ایک سلائیڈ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف چند ایک خیالات ہیں ، میں آپ کے سامنے گزارش کروں گا یہ تمام خیالات محدود عقل کے مطابق ہیں - اور اب کی رہنمائی کے لئے اپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ اپ کے مشورے سے ہم اور بہت سے عناصر اس میں شامل کر سکیں - اس میں جو سب سے پہلے چیز نظر آتی ہے وہ ہے علاقائی عنصر جس پر ہم نے آخری دو سالوں میں کافی توجہ دینے کی کوشش کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ترجیحات مقرر کرتے وقت پسماندہ علاقوں کی ترقی کو ہم بہت وزن دیتے ہیں تو یہ تفاوتی وزن اور معیار ہے اور ہمارا یہ خیال ہے کہ ان کو چھٹے منصوبے میں بھی جاری رکھنا چاہیئے - مختلف پروگرام جیسے کہیت سے منڈیوں تک ، تک سڑکیں ہیں - دیہی آب رسانی ہے ، دیہی تعلیم ہے ، دیہی صحت ہے ، بجلی ہے - یہ تفاوتی اقدام اس لئے ہیں تا کہ پسماندہ علاقوں اور ترقی یافتہ علاقوں کے درمیان تفاوت کو بہت حد تک اور جلد از جلد دور کر سکیں - اب جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے - جو نہایت پسماندہ علاقے تھے ان کے لئے ایک سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام تھا ، جس کا میں نے ذکر کیا تھا جیسے چولستان ، ڈیرہ غازی خان ، اس طرح کچھ اور تجاویز بھی ہو سکتی ہیں جو کہ میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں جیسے تحصیل عیسیٰ خیل ہے ، مری کہوٹہ کی تحصیلیں ہیں ، وادی سون سکیسر ہے ، تھل کا علاقہ ہے ، غور طلب بات یہ ہے ان میں سے اکثر علاقے چولستان ہے ، تحصیل ہے وادی سون سکیسر کے علاقے میں یہ کئی ضلعوں کی سطح پر محیط ہیں - جہاں تک ترقیاتی پروگرام مرتب کرنے کا تعلق ہے ہمارے سامنے علاقوں کی ترقی مقصود ہے ضلعوں کی حدود ثانوی حیثیت

رکھتی ہے - دوسری جو نہایت اہم بات ہے وہ ہے دیہی علاقوں کی تبدیلی ہیئت اس کو ہم نے سلائیڈ پر نیلے رنگ میں دکھانے کی کوشش کی ہے - اس کے بارے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ہم اس پروگرام کو 44 فیصد سے 60 فیصد تک لے گئے ہیں ان اعداد و شمار کے بارے میں آپ مزید غور و خوض کر سکتے ہیں اور اس کو 60 فیصد سے 65 فیصد تک کیا جا سکتا ہے اس پانچ سال کے عرصہ میں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ، ہم نے چار پانچ چیزیں مدنظر رکھی ہیں - دیہی علاقوں کی تبدیلی پر ہم نے سب سے زیادہ توجہ دی ہے اور یہ پروگرام بھی جاری رکھے جا سکتے ہیں - لیکن ایک اور پروگرام جس پر ہم نے سرخ رنگ کا نشان لگایا ہے ''دیہی بستیوں کی بحیثیت مجموعی ترقی'' یہ ایک نیا پروگرام ہے جس میں تھوڑی سی تبدیلی کا خیال ہے اور اس میں بھی آپ کا مشورہ چاہئے - ہمارا یہ خیال ہے کہ دیہی بستیوں کو بطور ترقیاتی اکائیوں کی حیثیت دی جائے تاکہ لوکل سطح پر لیڈر شپ ابھرے اور اپنی مدد آپ کے تحت بہت سا کام کیا جائے - معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرتی ترقی پر بھی ہم اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان دیہی علاقوں جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں کی ہیئت کی تبدیلی بحیثیت مجموعی ہو - اس کی بنیادیں totality پر ہوں - اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم امر یہ ہے کہ ہم نے کوشش بھی کی ہے کہ ہماری اس حکمت عملی کو عوامی نمائندوں کی یعنی آپ کی پوری طرح تائید و حمایت حاصل ہو - ہم نے تمام ضلع کونسلوں سے عرض کیا تھا کہ اپنے اپنے علاقہ کے پنجسالہ ترقیاتی منصوبے بنا کر ہمیں بھیج دیں اس گزارش پر 27 ضلع کونسلوں میں سے 18 ضلع کونسلوں نے ایسے منصوبے بھجوائے ہیں - ان کا ہم نے تجزیہ کیا ہے اور یہ تجزیہ ہم ایک سلائیڈ کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں - ان منصوبوں کے تجزیہ سے ہمیں یہ پتہ چلا ہے کہ عوام کی محسوس کردہ ضروریات - felt needs یا احتیاجات کیا ہیں - یہ سلائیڈ آپ دیکھیں گے اس میں سب سے بڑا مسئلہ سڑکوں کا ہے اور اسی طرح آب رسانی اور بجلی کا مسئلہ ہے جس کی percentage نیچے لکھی ہوئی ہے - تو اکثر ضلع کونسلوں نے تعلیم اور صحت پر اتنا زور نہیں دیا - لیکن باقی کا پروگرام ویسا کا ویسا ہے ، جیسا کہ ہمارا تھا - میں وہ سلائیڈ آپ کے سامنے دوبارہ پیش کرتا ہوں تاکہ دونوں کا مقابلہ آپ کر سکیں اور ذہن میں رکھ سکیں - اب یہ سلائیڈ آپ کے سامنے پیش ہے یہ آپ کا اپنا پروگرام ہے جو کہ ضلع کونسلوں کے خیالات کے مطابق ہے - اب آپ کے سامنے ہم

دوسری سلائیڈ پیش کرتے ہیں یہ ہمارا اپنا پروگرام ہے جو کہ ہم نے تین سال سے وضع کیا ہے جس کے بارے میں میں گزارش کر رہا تھا کہ اس کو ہم چھٹے پنج سالہ منصوبے میں آپ کے مشورے سے لے جائیں گے اس سلائیڈ میں اہمیت واضح کی گئی ہے اس میں ہم نے پرائمری تعلیم اور دیہی صحت کے اوپر زیادہ رقوم خرچ کی ہیں - یہاں میں یہ عرض کرنا کرنا چاہتا ہوں کہ محسوس کردہ ضروریات کی over all پکچر آپ کے سامنے آئی - اس سلائیڈ میں بھی چند ایک ایسی چیزیں پنہاں ہیں جن کا باہر لانا بہت ضروری ہے - ہم نے یہ دیکھا کہ اگرچہ ویسے تو تعلیم پر کچھ زور نہیں ہے لیکن چند ایک کونسلروں نے تعلیم اور صحت پر زیادہ توجہ دینے پر زور دیا ہے - مثلاً ضلع کونسل سرگودھا نے تعلیم پر 34 فیصد خرچ کرنے کے لیے کہا ہے - بہاولپور نے تعلیم پر 25.5 فیصد خرچ کرنے کے لئے کہا ہے - مظفر گڑھ نے 15.8 فیصد راولپنڈی 11ء5 فیصد ، راجن پور 11 فیصد اور ضلع کونسل اٹک نے 10 فیصد تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے کہا ہے - اس طرح صحت کے متعلق بھی بہت سی ڈسٹرکٹ کونسلوں نے کوئی توجہ نہیں دی - لیکن راجن پور اور اوکاڑہ نے اپنے پروگراموں میں 21ء3 فیصد اور 11ء8 فیصد کی رقومات مختص کی ہیں تو یہ ایک نہایت global picture آپ کے سامنے ہے لیکن اس کا اہم نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان مخصوص کردہ ضروریات یا احتیاجات کو یہاں دکھایا گیا ہے - اس کی نشاندھی سے ہمارے دیہی علاقوں کی حکمت عملی کو مزید تقویت ملی ہے اور ہماری یہ بھرپور کوشش ہوگی کہ اس حکمت عملی میں جو منصوبے ہم تقسیم کریں - جن ترقیاتی پروگرام کی آپ نے نشاندھی کی ہے اس کو چھٹے پنجسالہ ترقیاتی پروگرام کا ایک مربوط حصہ بنائیں اور یہ جو آپ نے راہنمائی کی ہے - ہمارے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگی - جب ہم چھٹا پنجسالہ منصوبہ بنائیں گے اس میں ان سب کا ادغام ہوگا اور آپ کے مشورے سے ہم تھوڑا بہت تبدیل کرنے کے بعد جو بھی ترجیحات نکلیں گی ان کے مطابق ہم اس کو اپنے منصوبے میں شامل کریں گے - اب اسی سلائیڈ کو واپس میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس میں دو تین چیزیں بتانا رہ گئی ہیں - محسوس کردہ ضروریات کا ذکر تو میں نے اس لیے ضروری سمجھا کہ یہ ہمارے پروگرام کے عین مطابق تھی تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سلائیڈ میں تین اور چیزیں تھیں نمبر 1 کھالوں کی اصلاح (جو کہ بہت کامیاب رہی ہے جس کو دوبارہ پیش کرنے کی بہت ضرورت ہے) - سرکاری ملازمین کی رہائش گاہیں جن پر ہم زیادہ توجہ نہیں دے سکے اور انسدادی طب یہ تین اور عناصر ایسے ہیں جن کے متعلق آپ کی رائے ہمیں مطلوب ہے -

میرے خیال میں یہ پچھلے سال کی حکمت عملی سے پیوستہ ہے اور ہمارے لیے یہ بہت مفید ہو سکتی ہے۔

اب میں آپ کے سامنے چند ایک نئے رخ پیش کرونگا جو میرے خیال میں پھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں حکمت عملی کے نئے پہلو ہو سکتے ہیں اور یہ سلائیڈ جو آپ دیکھیں گے اس میں چند چیزیں ہیں جن کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کراونگا ۔ پہلا ہے زرعی پیداوار میں اضافہ ۔ تو جناب زرعی پیداوار میں ہم نے بہت کوشش کی ہے لیکن اس دفعہ اس کا focus یہ ہوگا کہ جو 51ء میں ایکڑ رقبہ اس وقت زیر کاشت لایا جاسکتا ہے اور جو پانی عام نہ ہونے کی وجہ سے زیر کاشت نہیں لایا گیا اس کو پانی مہیا کیا جائے تاکہ یہ سارے کا سارا علاقہ اگلے پانچ سالوں کے اندر زراعت کی پیداوار کے لیے ہمیں میسر آ سکے اس حکمت عملی کے لیے ہم نے ایسے منصوبے سوچے ہیں جیسے تھل کینال ہے یا راجل کینال ہے یا جلال پور کینال ہے اور اس طرح کے جو بہت سے منصوبے ہیں ان پر ہم نے سوچ بچار کیا ہے اور اگر آپ اس کے لیے ہماری کوئی رہنمائی کر سکیں کن کن طریقوں سے یہ پانی میسر آ سکتا ہے تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے ۔

دوسرا جزو (ب) ہے اور یہ زرعی زمین کی افزائش صحت کے بارے میں ہے ۔ اس میں ہم نے بہت سی چیزیں اکٹھی کر دی ہیں ایک تو یہ ہے کہ جیسے soil health کے بارے میں پروگرام ہے کہ بھئی کس طرح اس کی صحت بہتر بنائی جا سکتی ہے پھر زرعی تحقیق ہے بہت سے ایسے دوسرے شعبے ہیں مثلاً بارانی علاقہ ہے اس کے بعد فی کس پیداوار ہے اس پر ہم نے تحقیقات کی حد تک توجہ نہیں دی اس کے بعد economical factors ہیں اور پھر ایسی ہماری فصلیں ہیں جیسے پھل ہیں سبزیاں ہیں اور minor crops جیسے دالیں ہیں اس قسم کے اور بھی بہت سی اہم چیزیں ہیں جن کے اوپر پچھلے سال اتنی توجہ مذکورہ نہیں ہو سکی تھی ان سب کے اوپر ایک ٹوٹل پیکج جو ہے وہ زیادہ پیداوار بڑھانے کا ہے اس لیے کوشش کریں کہ اس پانچ سالہ منصوبہ میں اس کا اہتمام کیا جائے ۔

دوسری اہم چیز صنعتی ترقی ہے اس شعبے میں ترقی کی رفتار سست رہی ہے لیکن جہاں تک چھوٹی صنعتوں کا تعلق ہے انہوں نے ہر حال میں ہمارا ساتھ دیا ہے یہاں پر بیشمار متمول لوگ ہیں جو مختلف فنون کے ماہر ہیں اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کے فن کو حتی الوسیع آگے بڑھائیں اور ان کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہو

ان کیلئے مہیا کریں اگر ضرورت ہو تو قرضے دینے والے فنڈز بھی قائم کئے جاسکیں جس سے وہ پیسے لے سکیں پھر اس کے بعد جب ان کو ضرورت ختم ہوجائے اور وہ پیسے ادا کر سکیں تو اس کی ری - ہے - منٹ ہو - اس قسم کی سوچ بچار دیہی صنعتوں کی بارے میں بھی شروع ہے -

دوسرے سڑکوں کا جو ایک پروگرام تھا وہ اس لئے بنایا گیا تھا کہ دیہی علاقوں میں صنعتیں قائم ہوں اس کا دوسرا حصہ دستکاریوں کا ہے جو کلچر کی پرانی نمائندگی کرتے ہیں ہر علاقے کی مخصوص دستکاریاں ہوتی ہیں تو ہمارا خیال ہے کہ ایک طریقہ کار یہ ہو سکتا ہے کہ ہم self financing basis تحت دستکاریوں کے گاؤں قائم کریں جہاں جہاں یہ ہنر ہیں دستکاریاں ہیں وہاں وہ تمام چیزیں مہیا کی جائیں جن کی ان کو دقت ہوتی ہے یعنی سرمایہ ، خام مال مارکیٹنگ ٹریننگ اس قسم کی چیزیں ان کو مہیا کی جائیں -

تیسرا حصہ ٹیروی projects کا ہے اس کے جو منصوبے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ لوگوں کے پاس پیسہ ہوتا ہے لیکن ان کے پاس صنعت لگانے کی اتنی قابلیت نہیں ہوتی اور بہت سے لوگ باہر سے پیسے لاتے ہیں ان کو بھی سمجھ نہیں لگتی کہ وہ کہاں پر پیسہ لگائیں تو اس صورت میں جو ہماری صنعتی کارپوریشن ہے ہم کوشش کریں گے کہ وہ ٹیروی projects لگائے اور ان کے لوگ اور ماہرین صنعت کو قائم کریں اور اس کو چالو کریں اور اس کے بعد اس آدمی سے consultation fee لیکر اسے اس کو واپس کریں تاکہ اس کو شروع شروع میں دقتیں ہیں وہ کم ہو سکیں تو آپ کی consideration کیلئے یہ چند خیالات ہیں -

تیسرا وسائل قوت کی ترقی کا مسئلہ ہے - آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس تیل کی کمی ہے گیس کی بھی اب کافی دقت ہے تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ گوبر گیس چھوٹے پن بجلی کے سٹیشن لکڑکاری برائے ایندھن ، کوئلے کے ذخائر کی ترقی اس قسم کے جو پروگرام ہیں ان کو شروع کریں اس کے بعد میں 4 اور 6 اکٹھا کرنا چاہونگا تو اس کا عنوان ہوگا تعلیم ہمارا پرائمری اور ثانوی تعلیم کو بڑھانے کا بہت ہی اہم مقصد ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ہماری خواندگی کی شرح کو بڑھانے کیلئے بہت ہی ضروری ہے لیکن اس میں ایک انقلابی پروگرام ہونا چاہیئے اور وہ ہے بالغ افراد کی تعلیم اور یہ پروگرام اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک ہمیں آپ کا تعاون اور راہنمائی میسر نہ ہو اور جو رضاکارانہ انجمنیں ہیں اور جو ضلع کونسلیں ہیں جب تک وہ بھرپور حصہ نہ لیں میرا یہ یقین ہے کہ اگر بالغ افراد کی تعلیم کا پروگرام کامیاب ہو جائے تو ہم تعلیم کے شعبے میں

بہت ہی آگے چلے جائیں گے اس کے ساتھ ہی ہماری جو فنی تعلیم ہے ہم اس پر بہت توجہ دیں گے کیونکہ ایک تو ہمارے بہت سے ہنرمند افراد مشرقِ وسطیٰ میں چلے گئے اور باقی جو اس وقت ہیں جو اس نئے پروگرام کے لیے سوچ بچار کر رہے ہیں کہ دیہی علاقوں میں یہ صنعتیں ہوں فنی تعلیم کو آگے بڑھانے کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھی سوچ بچار ہو رہی ہے کہ وہاں پر دو کمروں کی ورکشاپیں بنا لی جائیں جہاں ان کو ٹریننگ دی جا سکے اور جو تھوڑے بہت اصول ہوتے ہیں وہ بھی ان کو بتائے جا سکیں اور تمام تر توجہ اس بات پر دی جائے کہ فنی تعلیم کو فروغ دیں تاکہ لوگ از خود روزگار مہیا کرنے کی کوشش کریں نہ کہ از خود روزگار مہیا کرنے کی بجائے وہ جگہ جگہ بیکار پھرتے رہیں یا حکومت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہیں کہ ہمیں نوکری دی جائے۔

اگلا سلائیڈ انتظامی صلاحیتوں کی ترقی کے بارے میں ہے اس میں ہم نے یہ دکھایا ہے کہ ہمارے بہت سے منصوبے تو اچھی طرح سے وضع ہوتے ہیں ان میں کوئی خامی نہیں ہوتی لیکن وہ منصوبہ جات مکمل نہیں ہوتے کیونکہ ہمارے پاس صلاحیت اس حد تک نہیں ہے جو کہ اس کی کامیابی کے لیے ضروری ہے تو ہم چاہیں گے کہ ہر سطح پر ہر کونسل میں ہر شعبے میں افراد کو ہنر طریقہ کار ضابطہ ان سب چیزوں کے بارے میں مکمل ٹریننگ دی جائے۔

آخری سلائیڈ سائنسی تحقیق اور ٹیکنالوجی کے بارے میں ہے - آپ جانتے ہیں کہ ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں جو سائنسی انقلاب کا دور ہے جس میں سائنسی ٹیکنالوجی ترقی کر رہی ہے اگر ہم نے اس کا ساتھ نہ دیا تو ہم اس ترقیاتی دور میں بہت پیچھے رہ جائیں گے جو ترقیافتہ قومیں ہیں اور جو ترقی شدہ ہیں اور جو ترقی پذیر ہیں انہوں نے اپنے وسائل کا کچھ حصہ جدید سائنسی ٹیکنالوجی کے لئے ضرور وقف کیا ہے تو ہمارا خیال ہے کہ ہر سیکٹر اور ہر شعبے میں سائنسی تحقیقات کے پروگرام کو جگہ ملنی چاہیے تاکہ ہم مستقبل کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو پورا کر سکیں -

میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ میں نے اتنا وقت لیا اور آپ نے مجھے اتنے تحمل سے سنا میں نے یہ سب گزارشات صرف اس لئے کی ہیں کہ ہمیں آپ کی رہنمائی حاصل ہو سکے ہمیں آپ کا تعاون حاصل ہو سکے آپ کے مشورے سے ایک جامع اور کامیاب چھٹا پنجسالہ منصوبہ مرتب کر سکیں -

چوہدری محمد صدیق سالار۔ (ڈپٹی میئر ، میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔ جناب والا ۔ میں ایوان کی طرف سے جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے انتہائی حوصلے سے بہتر طریقے سے یہ یہ تمہیدی کلمات پیش کئے اس پر بحث ہم کریں گے۔

جناب چیئرمین اب چائے کا وقت ہو گیا ہے اجلاس کی کارروائی بارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

اس مرحلہ پر چائے کے لئے آدھ گھنٹہ تک کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی

چائے کے وقفے کے بعد جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

جناب چیئرمین۔ چار چار پانچ پانچ منٹ لیں تاکہ موٹے موٹے پوائنٹس جو آپنے کہنے ہیں وہ کہہ دیجئے ۔ کیونکہ ہم آپ کے بڑے بڑے پوائنٹس سے صرف راہنمائی چاہیں گے ۔

محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پر عام بحث

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) ۔جناب والا میری یہ تجویز ہے کہ چونکہ پی اینڈ ڈی پر ساری بات ہوئی ہے اس لئے اگر چیئرمین پی اینڈ ڈی سامنے کھڑے ہوں تو بہتر ہے کیونکہ سلائڈیں اتنی تیز چلتی رہی ہیں کہ فگرز پورے طور پر پڑھ نہیں سکے ۔ اور اگر کوئی سوال کرے تو اس کی وضاحت ہو سکے ۔

جناب چیئرمین۔ کوئی بات نہیں ہے ۔

جناب محمد اکرم چوہدری (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال) جناب چیئرمین ۔ سب سے پہلے میں موجودہ حکومت کو اس معزز ایوان کی طرف سے مبارکباد پیش کروں گا کہ اس حکومت کو پہلا پنجسالہ منصوبہ مکمل کرنے کے بعد دوسرا پانچ سالہ منصوبہ شروع کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے ۔ جناب والا چیئرمین منصوبہ بندی نے اپنی تقریر میں ایک بات جو سب سے زور دے کر کہی ہے وہ ملکی استحکام کی تھی ۔ تو اس سلسلے میں بھی موجودہ حکومت کو مبارکباد پیش کروں گا ۔ کہ سابقہ کسی حکومت کو بھی ، ملکی استحکام کے لئے کام کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوا ۔ میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس حکومت کو مطمئن اور سکون سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ جناب چیئرمین ۔ جیسا کہ چیئرمین منصوبہ بندی کی تقریر سے ظاہر ہوا کہ پہلے کی نسبت دیہی ترقی کی طرف کافی توجہ دی گئی جو کہ 44 فیصد سے بڑھتے بڑھتے 60 فیصد پر آ گئی ہے اور میں یہ گذارش کروں گا کہ کوشش کرنی چاہئے کہ یہ آخر کار 80 فیصد تک

پہنچ جائے - کیونکہ دیہی آبادی اسی فیصد ہے - منصوبہ بندی میں جو دیہی ترقی کے لئے چیز میرے ذہن کے مطابق ہے وہ ہے سڑکیں - جن کو top priority چیئرمین صاحب نے بھی دی ہے - تو اس سلسلے میں میں یہ گذارش کروں گا جیسا کہ میں ڈسٹرکٹ کونسل سے تعلق رکھتا ہوں وہاں سڑکوں کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے - اسے پورا کرنے کے لئے ہم نے برکس سولنگ لگائے کیونکہ ڈیمانڈ اتنی زیادہ تھی کہ ہم میٹلڈ روڈ mettled roads لوگوں کو فراہم نہ کر سکے - جناب والا - سولنگ لگاتے لگاتے اب یہ حالت پہنچ گئی ہے کہ ان کو میٹل کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں ہے - جیسا کہ اس سکیم میں میچنگ گرانٹ میں سے ہمیں جتنے فنڈز خرچ کرنے کے لئے ملتے ہیں ان میں سے ہم برکس سولنگ لگاتے رہے ہیں تو آئندہ چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ برکس سولنگ کو میٹل کرنے کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ گرانٹ مہیا کی جائے - دوسرے یہ کہ رورل ڈویلپمنٹ جو ڈیپارٹمنٹ ہمارے ہی انڈر ہے ہمارے آنے سے پہلے کافی سڑکات میٹلڈ بنائی گئیں لیکن گورنمنٹ کی طرف سے آج تک ان کی مرمت کرنے کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہیں کیا گیا - ضلع کونسلوں کی اپنی سڑکات اتنی ہیں کہ وہ بمشکل ان کو maintain کر سکیں گے - اب ان سڑکات کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ کچی سڑکات سے بھی بدتر ہیں - تو اس سلسلے میں میری یہ گذارش ہے کہ سڑکوں کو repair کرنے کے لئے ہمیں چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں خصوصی گرانٹ مہیا کی جائے -

جناب والا - اب میں ولیج الیکٹریفیکیشن کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ سب سے زیادہ جو ڈیمانڈ میں سمجھتا ہوں وہ بھی دیہی ترقی کے لئے بجلی کی فراہمی ہے - اس سلسلے میں ضلع کونسلیں ہر سال کچھ دیہات کی priority قائم کرتی ہیں اور چیئرمین منصوبہ بندی کو بھیج دی جاتی ہیں - لیکن یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک اپنی priority قائم کرتے ہیں - ہماری priority کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور لگاتار ہر سال یہی ہو رہا ہے - بہر حال اس سلسلے میں میری یہ گذارش ہے کہ ضلع کونسلوں کی قائم کی ہوئی priority پر کم از کم ضرور غور کیا جائے - جناب والا - اس سلسلے میں مزید ایک گذارش کروں گا کہ آئندہ چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں جیسا کہ پہلے ہمیں within half mile priority قائم کرنے کی اجازت ہے تو ان کو بڑھا کر ایک میل کر دیا جائے - کہ جو مین لائن پر چکوک ایک میل کے فاصلے میں ان کو بجلی فراہم کی جائے - تو اس طرح کافی چکوک میں بجلی پہنچ جائے گی -

جناب والا - میرا تیسرا پوائنٹ تعلیم کے متعلق ہے - اس حقیقت سے کوئی فرد انکار نہیں کر سکتا کسی بھی ملک کی ترقی میں رکاوٹ سب سے زیادہ ناخواندگی کی ہوتی ہے - جیسا کہ موجودہ حکومت نے تعلیم کی طرف بہت توجہ دی ہے اور دے رہی ہے اور مکتب سکول کھولے گئے - اور میرے علم کے مطابق مسجد مکتب سکول کھولنے کے لئے اتنے تھے کہ ہمیں جگہ نہیں مل رہی تھی اور ہم نے ایک گاؤں میں دو دو سکول کھولے - تو یہ بھی حکومت کا کارنامہ ہے - لیکن میں عرض کروں گا کہ آئندہ چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں پرائمری تعلیم کے سلسلے میں بالکل compulsory کر دیا جائے کہ پرائمری تعلیم لازمی ہونی چاہیے - آپ سکول کھولتے جائیں گے لیکن اگر بچوں کو لوگ وہاں بھیجیں گے نہیں تو وہ کارگر ثابت نہیں ہوں گے - تو اس سلسلے میں میری یہ عرض ہے کہ جو بچے ہوٹلوں پر ملازمت کرتے ہیں یا زمینداروں کے ڈیرے پر ملازمت کرتے ہیں یا پھر وہ نوکری کرنے کے قابل ہوتے ہیں تو اس وقت تک وہ پرائمری تعلیم ضرور حاصل کر چکے ہونگے - تو مہربانی کرکے پرائمری تعلیم کو آئندہ پانچ سالہ منصوبے میں لازمی قرار دیا جائے - دیہی صحت کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہر یونین کونسل میں کوارٹرز کی سطح پر basic health center کھولے جا رہے ہیں جہاں پر لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولیات میسر ہو سکیں تو امید ہے کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ چلتا رہے گا میں اس سلسلے میں مزید کچھ نہیں کہوں گا - صرف یہ ہی کہوں گا کہ یہ بہتر طریق پر چل رہا ہے -

میاں محمد زاہد دولتانہ : (چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی)
جناب والا - ہم نے چھٹا پانچ سالہ منصوبہ جو ضلع وہاڑی کے لئے بنایا ہے اس میں جس طریقہ سے ہم نے پلاننگ کی ہے اور جو جو مشکلات ہمارے سامنے آئی ہیں اس بارے میں آپکو کچھ بتانا چاہوں گا سب سے پہلے تو میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کسی ضلع کی پلاننگ کس طرح سے ہو سکتی ہے جتنی دیر تک کہ وہاں پر اس ضلع کا exact نقشہ سامنے نہ ہو - تو ہم نے چھٹا جو پانچ سالہ منصوبہ ہے کس طرح بنایا ہے سب سے پہلے تو ہر ضلع کے اپنے اپنے نقشے ہیں میں دوسرے اضلاع کے لوگوں سے بھی ملا ہوں - ان کے نقشے بھی دیکھے ہیں - مگر کسی کا اپنا exact نقشہ نہیں تھا - اس لئے ہم نے سب سے پہلے ریونیو ریکارڈ سے ہر ایک چک کے پٹواری کا ایک حلقہ لے کر ایک بہت بڑا نقشہ ضلع وہاڑی کا بنایا اور پھر اس کو ایک ٹھیک سائیز میں لا کر اس منصوبہ

کو accurately ترتیب دیا ۔ جناب والا سڑکوں کے متعلق ہمیں پتہ ہے کہ جو سڑک ہم نے لے جانی ہے یا بنانی ہے اس کا روٹ کیا ہے اور اس کی exact رقم کیا ہے ۔ سب سے پہلے تو جناب والا میری گزارش یہ ہو گی کہ اگر کسی ضلع میں بھی چھٹا پانچ سالہ منصوبہ بنانا ہے تو جتنی دیر تک اس ضلع کا exact نقشہ نہیں بنائیں گے اتنی دیر تک وہ پوری طرح پلاننگ نہیں کر سکتے ہیں نے جہاں تک چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کی بات ہے ۔ وہ میرے خیال میں کسی بھی ضلع کو نہیں بتایا گیا کہ آپ نے کتنی رقم کا بنایا ہے ۔ کسی ضلع نے 15 کروڑ کسی 20 کروڑ کسی 25 کروڑ اور کسی نے 80 کروڑ تک کا اپنا منصوبہ تیار کیا ہے جہاں تک ضلع وھاڑی کا تعلق ہے ۔ ہم نے جو حساب رکھا ہے وہ یہ تھا کہ تقریباً 6 ارب روپے کا پاکستان کا سالانہ بجٹ ہوتا ہے ۔ جس میں سے اگر 10 فیصد جو کہ گورنمنٹ نے وعدہ کیا تھا ۔ اگر وہ ہم علیحدہ کر دیں ۔ تو وہ اندازاً 600 کروڑ بنتا ہے ۔ ہر ضلع کا جو حصہ ہے وہ 35 اور 40 کروڑ کے درمیان آئے گا ۔ ہم نے جو چھٹا پانچ سالہ منصوبہ بنایا ہے ۔ وہ تقریباً 32 کروڑ روپے کا تھا ۔ اس کی جو basis ہم نے رکھی ہے وہ میں آپ کو ابھی بتا دوں ہم نے جو سڑکیں ضلع میں بنائی ہیں ۔ وہ اس طرح کی پلاننگ تھی کہ جو بڑی بڑی سڑکیں تھیں ۔ میجر روڈز جتنی بھی تھیں ۔ ان کو کور کرنے کے بعد جو پالیسی سڑکوں کے بارے میں ہم نے ضلع کو دی ہے ۔ وہ یہ کہ 1500 سے زیادہ آبادی کا کوئی چک بھی اگر ضلع میں ہے تو ہم نے ان کو سڑک دینی ہے ۔ یہ ایک قسم کا Basic criteria تھا یہ ٹھیک ہے کہ عام طور پر ہماری لوکل باڈیز میں جو چاہیں جہاں چاہیں سڑک دے دیں مگر جتنی دیر تک کسی criteria کے تحت یہ کام نہیں ہو گا اتنی دیر تک لوگوں کو اچھے طریقہ سے اعتماد نہیں آ سکتا ۔ ہم نے بنیادی طور سڑکوں کے لئے یہ اصول بنایا ہے ۔ اس طرح سے بجلی کے لئے بھی یہی معیار مقرر کیا ہے کہ 1500 کی آبادی اوپر کوئی بھی چک ڈیسٹرکٹ وھاڑی میں ہو ۔ چاہے وہ آدھے میل میں ہو ۔ ایک میل میں ہو یا تین ۔ چار میل میں ہو ۔ وہاں بجلی مہیا کی جائے ۔ ہم نے اس طرح سے پانچ چھ تجربات کئے آج کل جو criteria چل رہا ہے کہ اگر آدھے میل کے فاصلے پر گاؤں کو ہم بجلی دیں تو تب بھی اتنی زیادہ آبادی cater نہیں ہو سکتی ہے ۔ جتنی کہ اگر آپ ایک سیٹ فارمولا بنائیں کہ جو ہم نے ڈویلپ کیا ہے ۔ جو ضلع میں ڈویلپمنٹ کرتی ہے ۔ وہ اگر ایک 1500 کی آبادی یا دو

ہزار کی آبادی پر یا ایک ہزار کی آبادی کے اوپر کوئی چک بھی ہے ۔ اس میں وہ سڑک بجلی صحت یا تعلیم کے بارے میں کسی چیز کا جب تک کوئی criteria نہیں ہو گا ۔ کوئی فارمولا نہیں ہو اتنی دیر تک تکمیری نگاہ میں تو وہ effectively کام نہیں چل سکتا ہے ایک چیز اور جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے یہ criteria یا کوئی سارا work out کیا ہے تو پچھلے پانچ سالہ منصوبہ میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ڈیڑھ ہزار کی آبادی کے اوپر جو ہم نے بجلی اور سڑکیں بنائی ہیں تو اس سے 5% فی صد جو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی آبادی ہے اگلے پانچ سال تک ان کے پاس بجلی اور سڑک ہو گی ۔ تو اس سلسلہ میں میری گزارش جناب والا ہے کہ جو بھی کام ہو proportion اس کی بالکل صحیح کریں ۔ نقشے ہر ضلع کے بالکل exact بنانے چاہئیں ۔ اور جو بھی اپنی سڑکات بنانی ہیں ۔ جہاں جہاں بھی بجلی پہنچانی ہے یا جو کام بھی کرانا ہے ۔ سکول وغیرہ جو بھی کام ہونا مطلوب ہو وہ بالکل exact formula کے تحت دئیے جائیں ۔ شکریہ

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (خاتون کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ)
جناب چیئرمین ۔ گزارش ہے کہ بعض اضلاع میں ایسے ندرتی نالے جو بستیوں کے درمیان سے گزرتے ہیں ان پر چھوٹی پلیاں یا پل تو ضلع کونسلوں کے فنڈ سے ہم لوگ بنا دیتے ہیں ۔ لیکن نالوں پر پل بنانے کے لئے نہ تو ضلع کونسلوں کے پاس اتنی اتنی مہارت ہے اور نہ ہی اتنا پیسہ ہے کہ وہ یہ بیک وقت ہر ایک ممبر کے علاقہ میں مہیا کیا جا سکے ۔ تو میری گزارش ہے کہ چیئرمین صاحب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بتائیں گے کہ ایسے پل بنانے کے لئے کمیٹی کوئی فنڈز وغیرہ مختص کئے گئے ہیں یا کوئی اور طریقہ کار ہے کیوں کہ ہمارے ضلع سیالکوٹ میں ان ندرتی نالوں کی وجہ سے بستیاں دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہیں اور گزر گاہ کے لئے بالکل کوئی راستہ نہیں ہے ۔ شکریہ

جناب چیئرمین ۔ آپ بولیں گے کاہلوں صاحب ، آپ بالکل ہی چپ بیٹھے ہیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) جناب والا میں وضاحت سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا ۔ میرے خیال میں تو سب کچھ ٹھیک ہی ہے اور ٹھیک ہی ہو رہا ہے ۔ اس ہاؤس میں تو یہی کہنا بہتر ہے ۔ کہ سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے ۔ وضاحت یہی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے سب ٹھیک ہو رہا ہے ۔

جناب چیئرمین - نہیں - نہیں ایسی کوئی بات نہ ہے - آپ ہمیں یہ بھی بتائیں کہ غلط کیا ہو رہا ہے؟

چوہدری محمد اکبر کاہلوں - جناب والا - غلط باتیں بھی بتائیں تو اس کا کچھ نہیں ہو رہا ہے - اب تنگ آ کر یہی کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہو رہا ہے -

جناب اشفاق شاہد - (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) - جناب والا - اس سلسلہ میں ایک بات عرض کروں گا کہ ایمان کی کمزور ترین علامت یہ ہوا کرتی ہے کہ برائی پر پردہ ڈالا جائے برائی کو کم از کم منہ سے یا زبانی تو کہیں - اثر ہو یا نہ ہو مگر آپ کہیں ضرور اور پھر ماشل لا حکومت اگر آپ سے یہ کہتی ہے کہ آپ دل کھول کر بولیں تو پھر دل میں خوف کیوں رکھتے ہو

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق -

تو میرا مشورہ ممبر صاحبان سے یہ ہے کہ دل کھول کر بولیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے -

چوہدری محمد اکبر کاہلوں - جناب گورنر میرا خیال ہے کہ اشفاق شاہد صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ جتنا میں یہاں دل کھول کر بولتا رہا ہوں شاہد ہی کوئی ممبر بولا ہو - اب جب آپ کہتے ہیں کہ بولنا ہے تو کیسے کہوں -

پستی کو ترقی کا نشاں کیسے کہوں -
ایک واضح حقیقت کو گماں کیسے کہوں -

اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ چھٹا پانچ سالہ منصوبہ اب دوسرے اضلاع کا تو مجھے پتہ نہیں یہاں جو چارٹ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے دکھایا ہے - بہت ہی اچھا دکھایا ہے - اب اگر میں اپنے ضلع کی بات کروں جس کا مجھے تھوڑا بہت علم ہے تو جو چھٹا پانچ سالہ منصوبہ ہم نے بھیجا ہے - اس میں تو بہت سی خامیاں ہیں - لیکن اس میں چیئرمین صاحب نے کہا تھا کہ ہم ٹھیک کر دیں گے - اس لئے اس کی نشاندھی کرنا میرے خیال میں بے معنی سا ہے - یہاں پر اس کا کچھ بھی نہیں ہو گا البتہ ایک بات ہے جیسے چوہدری اکرم صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اضلاع میں سڑکیں تو بناتے ہیں لیکن ان کی مرمت کرنے کے لئے ہمارے

پاس کوئی فنڈز نہیں ہوتے - اور یہی وجہ ہے کہ بہت سی سڑکیں ہم ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کو دے دیتے ہیں - اگر ایسا کیا جائے کہ ہمارے پاس ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس جو مرمت کا فنڈز رہیں اگر وہ ہمیں دے دئے جائیں تو ہم کم از کم وہ سڑکیں دوسرے محکموں کو منتقل نہ کرتے رہیں خود ہی بنائیں اور خود ان کی دیکھ بھال کریں - اس کے علاوہ میرے خیال میں میرے پاس اور کوئی بات نہ ہے -

میاں احسان الحق ثانی (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) - جناب چیئرمین اس سے پیشتر میں نے کوشش کی کہ آپ سے کچھ ٹائم مل جائے لیکن مجھے ٹائم نہ مل سکا - چلو آج مجھے موقع مل گیا ہے - میں چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کا شکر گزار ہوں کیونکہ میں نے ان کی ترقیاتی رپورٹ دیکھی ہے اس میں کافی اضافہ ہوا ہے خاص طور پر ہمارے سکولوں میں کافی اضافہ ہوا ہے جناب والا میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا چند ضروری گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں - جناب والا میں نے دیکھا ہے کہ اندر سکول جو پہلے سے چل رہے ہیں ان میں سٹاف موجود نہیں ہے اور سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں - ان کے پاس فرنیچر نہیں ہے بچے باہر دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں - اسلئے میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے جو نئے سکول بنائے ہیں ان کے ساتھ ساتھ وہ پرانے سکول جو پہلے سے چل رہے ہیں ان کی حالت ہمیں ٹھیک کرنی چاہیے - بچوں کیلئے فرنیچر مہیا کرنا چاہیے - سکول کیلئے باقاعدہ سٹاف ہونا چاہیے اس سے زیادہ میں آپ سے ٹائم نہیں لوں گا کیونکہ سب نے باری باری اپنے مسائل پیش کرنے ہیں -

چوہدری محمد شفیع گل - (چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد) جناب والا گزارش یہ ہے کہ سڑکات کے بارے میں میں نے ایک پوائنٹ اٹھایا - اور یہ بات سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں لایا تھا اور کمشنر صاحب کے نوٹس میں بھی لایا تھا - - جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 8 مدیں ہیں جو سڑکات بناتی ہیں یعنی ہائے وے ضلع کونسل رورل ڈویلپمنٹ بنک ہیں جو فوڈ پروگرام میں آ گئے - اس کے بعد میونسپل کمیٹیاں ہیں اسلاع مارکیٹ کمیٹیاں 8 مدیں ہیں جو سڑکیں بناتی ہیں - میں نے یہ گزارش وزیر موصوف میاں صلاح الدین صاحب سے بھی کی تھی کہ وہ کم از کم ایک co-ordinated پروگرام بنائیں تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ کہاں پر سڑکیں ہیں

چکی ہیں اور کہاں ابھی بننی ہیں شاید سیکرٹری صاحب کو ولایت ہے اور یہ گھر بیٹھے 22 لاکھ روپے خرچ کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ ماسٹر پلان بنا رہے ہیں تو میں نے گزارش کی تھی کہ آپ دیکھیں کہ کونسی سڑک بن گئی ہے۔ اگر آپ گھر بیٹھے سڑک بنا لیں گے تو ہمیں کوئی پتہ نہیں چلے گا۔ جناب والا اس سلسلہ میں چٹھی کی نقل میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی تھی کہ coordinated پروگرام بنائیں ورنہ فنڈ کا ضیاع ہو گا اور اس سے کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اس کے بعد جناب والا وقت کی کمی کے پیش نظر زراعت کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ زراعت میں ایک اصول ہے کہ . . . .

وزیر مواصلات و تعمیرات - (میاں صلاح الدین) - جناب والا اگر اجازت دیں تو میں سڑکوں کے متعلق جواب دے دوں۔

چوہدری محمد شفیع گل - نہیں آپ بعد میں جواب دے دیں باہر کشتی کر لیں گے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زراعت کے متعلق ایک accepted principle ہے جس کا نام ہے first five - تو first five میں آپ نے کھالوں پر اتنا زیادہ زور دے دیا ہے - first five میں یہ تمام باتیں آ گئیں agronomy زراعت کے آلات فرٹیلائزر - پلانٹ پروٹیکشن۔ پانی اور پانچواں ہے قرضہ مارکیٹنگ - تو ایسی pack میں اگر package deal کی جائے گی تو تو بہتر ہو گا - اب کھالوں کے متعلق بھی میں تھوڑا سا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ کھالوں سے شاید پانی کی 14 فیصد بچت ہوتی ہے لیکن تین چیزیں چھوڑ دی گئی ہیں - اگر سہاگہ دے کر جتی ہوئی زمین کو پانی دیا جائے تو اس میں 30 فیصد بچت ہو جاتی ہے - اس کے علاوہ جناب والا کھال کے ساتھ کیاری ہمیشہ رہی ہے لیکن انہوں نے اس کو علیحدہ کر دیا ہے - ان کے چیئرمین کی میں بات نہیں کرتا بلکہ کھال والوں کی بات کر رہا ہوں کھال کیاری سسٹم تمام دنیا میں accepted ہے جہاں کھال کی آپ اتنی احتیاط کر رہے ہیں ایک کنال کی کیاری بنا کر پانی دیں گے تو اسطرح دس فیصد بچت ہو گی - دوسرا جناب بارانی علاقوں میں بارش کے پانی کو محفوظ کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس سے جڑی بوٹیاں نکلتے رہیں - یہ بھی accert ہو چکا ہے کہ اگر جڑی بوٹیاں نہیں ہونگی تو پھر اس پر ہل چلانے کی ضرورت نہیں ہے تو اس پر بھی اگر آپ توجہ دیں تو مہربانی ہو گی - اس کے بعد میں سکولوں کے متعلق تھوڑی سی بات کہنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ اس وقت دو سسٹم چل رہے ہیں - ایک تو یہ ہے کہ

ضلع کونسلوں کو سکول دے دیئے جاتے ہیں اور وہ پھر اس کی تقسیم کرتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے کہہ رکھا ہو کہ جہاں بلڈنگ نہیں ملتی محکمہ تعلیم اس پر توجہ دے کر وہ سکول تفویض کر سکتا ہے ۔ جناب والا ضلع کونسل سے بہتر تقسیم محکمہ تعلیم والے نہیں کر سکتے ۔ بلڈنگیں آپ جتنی کہیں گے ہم دیں گے لیکن سکول ہماری مرضی سے دیئے جائیں لیکن یہ نہیں دیئے جا رہے ۔ بلڈنگ آپ ہمارے ذمہ لگا دیں لیکن جب آپ سکول دیں تو ہماری معرفت دیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات - ایسے ہی ہوتا ہے ۔

چوہدری محمد شفیع گل - جناب والا اس طرح نہیں ہوتا میں جو عرض کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ دو قسم کے پروگرام ہیں لیکن آپ کی ایک کی بات کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین - میں آپ کی بات سمجھتا نہیں سکول کنٹرول یا اس کی location کی بات کر رہے ہیں ۔

چوہدری محمد شفیع گل - جناب والا میں location کی بات کر رہا ہوں بس مجھے یہی عرض کرنا تھا ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین شکریہ ۔

جناب حافظ محمد یونس (میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا) ۔ جناب چیئرمین میں آپ کی توجہ سرگودھا کے ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کے ہر صدر مقام پر یونیورسٹیاں موجود ہیں یا پھر بڑے بڑے کالج موجود ہیں جہاں ایم ۔ اے کی کلاسز ہوتی ہیں لیکن سرگودھا ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی یونیورسٹی ہے اور نہ ہی ایم ۔ اے کی کلاسز اس سے پہلے بھی پرنسپل صاحب نے درخواست بھیجی تھی کہ ہمارے پاس سٹاف موجود ہے ۔ کالج کی عمارت بھی کافی وسیع ہے ہمیں صرف ایم ۔ اے ۔ کلاسز کے اجراء کی اجازت دی جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ کیا ایم ۔ اے کلاسز پورے شہر میں نہیں ہیں ۔

جناب حافظ محمد یونس ۔ جناب والا 1963ء سے 1973ء تک وہاں ایم ۔ اے (ہسٹری) کی کلاسز ہوتی رہی ہیں لیکن اب وہ بھی بند ہو چکی ہیں ۔ سٹاف موجود ہے اگر محکمہ تعلیم اس کی اجازت دے دے تو دوبارہ کلاسز شروع ہو سکتی ہیں ۔

جناب چیئرمین - سیکرٹری صاحب اس بارے میں کچھ بتائیں -

سیکرٹری تعلیم - ہم نے اس سلسلہ میں - (این - او - سی) جاری کر دیا ہے - کالج نے یونیورسٹی سے affiliation کے لئے apply کیا ہے اور امید ہے کہ affiliation مل جائے گی -

جناب چیئرمین - کب تک ؟

سیکرٹری تعلیم - جلد -

جناب چیئرمین - جلد کب -

سیکرٹری تعلیم - میں سمجھتا ہوں ایک مہینے کے اندر -

جناب حافظ محمد یونس - دوسری اہم بات یہ ہے کہ وہاں پر ایک گورنمنٹ کالج ہے اور ایک انبالہ مسلم کالج ہیں - یہاں پر صرف دو ڈگری کالج انبالہ مسلم کالج کی عمارت نہ ہونے کے برابر ہے -

جناب چیئرمین - تعلیم پر کل بات کریں گے - کل پورا دن تعلیم کے لئے رکھا گیا ہے - آج آپ ترقیاتی پروگرام پر بات کریں اس میں کوئی ردو بدل ہونا چاہیے یعنی یا نہیں اتنے فیصد یہاں خرچ ہونا چاہیے - اتنے فیصد نہیں ہونا چاہیے اس کو پچاس فیصد کریں یا ساٹھ فیصد کریں - سڑکوں کو آپ اتنا کریں -

جناب حافظ محمد یونس - میں نے جناب اس سلسلہ میں گزارش کرنی تھی کہ اس کالج کا اپنا کیمپس ہے - 40 لاکھ روپے پچھلے سال مختص کئے گئے تھے - یہ عمارت زیر تعمیر تھی لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کس وجہ سے یہ تعمیر بند ہو گئی ہے - تعمیرات کا کافی کام ہو چکا ہے لیکن اس کو مکمل نہیں کیا گیا - میری یہ گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں اگر کوئی فنڈز کی کمی ہے تو اس سال کے اندر پوری کر دی جائے -

جناب چیئرمین - ان کو آپ سلائیڈ دکھائیں تاکہ یہ بتا سکیں کہ اگلے پنجسالہ منصوبے میں کتنی رقم کس مد کے لیے مختص کی گئی ہے - تاکہ یہ اپنی رائے دے سکیں -

(اس مرحلہ پر ترقیاتی پروگرام کی سلائیڈ دکھائی گئی)

آپ ہمیں یہاں کوئی راستہ دکھائیں کہ ہم اس منصوبے کو کیا کریں - ان کو اگلی سلائیڈ دکھائیں -

(اس مرحلہ پر دوسری سلائیڈ دکھائی گئی)

اب یہاں آپ دیکھیں اور اس میں آپ ہماری کچھ راہنمائی کریں - انبالہ سکول کو کل لیں گے -

(سلائیڈ دکھائی گئی)

جناب چیئرمین — آپ یہاں بتائیں - کچھ کم کریں - کچھ زیادہ کریں - کس میں زیادہ دیں - کس میں کم کریں - انبالہ سکول تو کل تعلیم میں آئے گا -

حافظ محمد یونس— ٹھیک ہے جی -

سہر غلام فرید نول (وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) — جناب والا - جیسا کہ ایوان کو معلوم ہے پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور دیہات اگر خوشحال ہیں تو ملک بھی خوشحال ہے چھٹے منصوبہ میں دیہاتوں کی خوشحالی کے متعلق اتنا واضح طور پر نہیں بتایا گیا میرے خیال میں جب تک کسان کو اور اس کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ نہ کیا جائے اس وقت تک ملک کی خوشحالی اور دیہاتوں کی خوشحالی ممکن نہیں ہے اور اس سلسلہ میں صرف سکولوں کا اجراء ہی کافی نہیں ہے عام مشاہدہ ہے کہ تعلیمی معیار روز بروز بڑھنے کی بجائے کم ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیچرز ٹریننگ جو ادارے ہیں ان کے اندر ٹیچر کی ٹریننگ کا کوئی خاص بندوبست نہیں ہے ایک سال کا ٹریننگ پیریڈ ہے جس کی وجہ سے وہ پوری ٹریننگ حاصل نہیں کر پاتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ پ ر دیہاتوں میں یا شہروں میں اچھے طریقے سے درس و تدریس کا کام سر انجام نہیں دے سکتے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ سکول تو دیہاتوں میں ہیں لیکن استانیاں دستیاب نہیں ہیں یہاں پر سکولوں کے اجراء کے لیے رقوم مختص کی گئی ہیں اور یہاں مکتب مسجد سکیم کے تحت سکول کھولے ہوئے ہیں وہاں پر اس منصوبہ کے تحت ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوشن بھی مزید کھولے جائیں اور اس بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ ان میں ٹریننگ period ایک سال سے زیادہ بڑھایا جائے - اور اس کے ساتھ جو تعلیم بالغاں کا سلسلہ ہے اس کا دیہاتوں میں اجراء ہے لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ نتائج اخذ نہیں ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ پروجیکٹ منیجر تو سارے ڈسٹرکٹ کا انچارج ہے وہ نہ تو خود ٹرینڈ ٹیچر ہے نہ ہی اس کو ان اداروں کے چلانے کی کوئی تعلیم دی گئی ہے اس میں بہتر یہ ہے کہ یا تو یہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر کے ماتحت کر دیئے جائیں یا ان کی حاضری کا سلسلہ ریگولر کرنے کے لیے ان کو چیئرمین یونین کونسل کے تحت کر دیا دیا جائے لیکن جناب والا - دیکھنے میں آیا ہے کہ وہاں پر تعلیم بالغاں کا کوئی سنٹر نہیں ہے اور پہلے جو تعلیم یافتہ ہیں ان ہی کے نام رجسٹر میں درج کر دیئے جاتے ہیں اس طریقہ سے قومی خزانے پر یہ خواہ مخواہ کا بوجھ ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہر چیئرمین یونین

کونسل یا ممبر کے ذمہ ان کی حاضری لگا دی جائے یا یہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کے سپرد کر دیئے جائیں تاکہ ان کی نگرانی ہو سکے اور جس مقصد کے لئے یہ ادارے کھولے گئے ہیں ان سے خاطر خواہ نتائج حاصل کیے جا سکیں ۔

اس کے بعد دیہی صحت کے سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ ایک یونین کونسل میں بیشک ایک ہیلتھ سینٹر کھولنے کی اجازت ہے اور یہی قانون بھی ہے لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ کئی یونین کونسلیں تو بہت چھوٹی ہیں مگر کئی بڑی یونین کونسلیں ہیں اور بیس ، بیس میل کے رقبے پر ہیں اور ان کے درمیان کوئی پختہ راستہ نہیں ہے تو جناب والا ۔ میری رائے یہ ہے کہ صحت کے معاملے میں یونین کونسلوں میں بیشک ہیلتھ سنٹروں کا جو اجراء ہے وہ آبادی کی بنا پر رکھا جائے کہ جہاں آبادی زیادہ ہو سنٹر بھی وہاں ہو ۔ ساتھ ہی ادویات کی خرید کا مسئلہ ہے اس میں بھی ترمیم کی جائے جناب والا ۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بہت قیمتی ادویات تو ہسپتالوں میں ہیں لیکن جو روز مرہ کی ادویات ہیں وہ میسر نہیں ہیں اگر اس کی خرید کا سلسلہ مقامی طور پر چیئرمین ضلع کونسل ، ڈی۔ایچ۔او یا ایم۔ایس کے سپرد کر دیا جائے یا اور کوئی ایسی کمیٹی بنا دی جائے تو لازمی طور پر جن ادویات کی مقامی طور پر ضرورت ہے وہ خرید کی جا سکتی ہیں بجائے اس کے کہ صوبے سے خرید کر بھیجی جائیں کیونکہ وہ ادویات مقامی طور پر ان ہی فرموں سے خریدی جا سکتی ہیں اور ان کے ریٹ پریسکرائیبڈ ہوتے ہیں تو جناب والا ۔ اس طریقے سے مقامی ضرورت پوری ہو سکتی ہے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراؤنگا کہ ہمارے پنجاب کا 25 فیصد بجٹ کرایوں کی نذر ہو رہا ہے جتنی بھی سرکاری بلڈنگیں ہیں وہ سب کی سب کرایہ ادا کرتی ہیں مثال کے طور پر پچاس ہزار روپے ماہوار تک سوئی گیس لاہور اور دس ہزار روپے تک سوئی گیس فیصل آباد کرایہ ادا کرتے ہیں اس طرح مختلف دفاتر خواہ یہ پولیس سٹیشن ہیں یا کچہریاں ہیں یا یہ مال خانے ہیں ان کے اکثر دفاتر کرایوں کی بلڈنگوں میں چل رہے ہیں میں بالخصوص پہلے بھی جناب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرا چکا ہوں کہ ہمیں پنجاب کے اندر اپنی بلڈنگوں میں خواہ وہ چھوٹی نوعیت کی ہوں خواہ وہ برآمدوں کی شکل میں ہوں اپنے آپ کو منتقل کرنا چاہئے جیسا کہ جناب میاں صاحب کہہ رہے تھے کہ میں کچھ کہوں تو جناب والا ۔ میں ان ہی سے سوال کرونگا کہ ان کی بلڈنگیں جیسا کہ بحالیات کا

محکمہ ہے جو وہ دوسروں کو آباد کرتے ہیں ان کی اپنی بلڈنگ بھی کرایوں پر چل رہی ہیں آپ کو کوئی بھی دفتر ایسا نہیں ملے گا جو کرایوں کی شکل میں نہ ہو پورے پنجاب کے اندر جہاں نئے اضلاع بنائے گئے ہیں یا جہاں نئے ڈویژن بنائے گئے ہیں ان اضلاع کے اندر ان کی ضروریات کے مطابق بلڈنگیں مہیا کی جائیں اور اس طرح وہ دفاتر جو بڑے بڑے شہروں میں کرایوں کی شکل میں ہیں ان کے لئے اپنی بلڈنگیں مہیا کی جائیں -

دوسرے جناب والا - سڑکات ہیں - وہ ضلع جہاں سے سفر کا فاصلہ ہوتا ہے مثلاً ڈیرہ غازی خان - وہاں اگر ایک پل یا سڑک بنا دی جائے تو ساٹھ میل پر ملتان ہے مگر جس سڑک سے میں نے سفر کیا ہے وہ ایک سو بیس میل ہے اس طرح اضلاع کے اندر چھوٹے راستوں سے چھوٹی سڑکیں اگر بنا دی جائیں تو آپس میں اضلاع کا رابطہ بھی رہے گا اور سفر بھی کم ہوگا -

تیسرے جناب والا - میری تعلیم کے متعلق عرض ہے - جیسا کہ گورنمنٹ کے ہائی سکول - میں ایسے سکولوں کی نشاندہی بھی کر سکتا ہوں جہاں حساب اور عربی کے استاد بھی موجود نہیں ہیں میں ایسے سکولوں کی نشاندہی بھی کر سکتا ہوں جو اسی (80) برس سے پرائمری سکول کی شکل میں ہیں اور میں اس ایوان کے اندر ایسی بات بھی کر سکتا ہوں جیسا کہ سیکرٹری صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک سو بائیس نور پور کے سکول کو ہائی کا درجہ دے دیا گیا مگر جناب والا - 189 کے سکول کو ہائی کا درجہ دے دیا گیا ہے مگر وہ نہیں بنا - تو جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ جو بات آپ کر سکتے ہیں - وہ آپ کہیں اور جو آپ نہیں کر سکتے وہ نہ کہیں تاکہ ہم امید پر زندہ رہیں تاکہ ہم لوگوں کو کہہ سکیں کہ یہ ہو رہا ہے اور یہ ہو جائے گا اور ہمیں امید کے سہارے زندہ نہ رہنے دیں -

اس کے بعد جناب والا - میں سیرگاہوں کے متعلق عرض کروں گا میں بڑا ہی خوش ہوں کہ جناب گورنر پنجاب کی توجہ سے اس ملک پنجاب کی سڑکات کے کناروں پر درخت لگائے جا رہے ہیں درخت ملک کی دولت ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم سیرگاہوں سے محروم ہیں لاہور کے لوگ بڑے خوش نصیب ہیں اور یہاں جناب گورنر پنجاب خود بھی رہتے ہیں اور ان کو اعلیٰ افسران بھی ملتے ہیں جو سیرگاہیں بنا رہے ہیں اسی طرح ہمارے فیصل آباد گیٹ والا پل کے قریب ایک جنگلات کا رقبہ

ہے ہم نے جناب گورنر پنجاب سے فیصل آباد میں بھی درخواست کی تھی اور انہوں نے اپنے بریگیڈئر صاحب سے کہا تھا کہ آپ اسکو نوٹ کریں جہاں بھی پنجاب کے اندر آپ کو ایسے جنگلات میں سیرگاہیں بنانے کا موقع ملے تو وہاں پر سیرگاہیں تیار کرائی جائیں

آخر میں جناب والا بڑے درد دل سے یہ کہوں گا کہ میرے شہر میں ایک کامرس کالج ہے - جس میں آپ دو کلاسز کے اجراء کی اجازت دیں وہاں پر کسی بلڈنگ کی ضرورت نہیں ہے وہاں پر کسی ٹیچر کی ضرورت نہیں ہے صرف اجراء کی ضرورت ہے اس طرح نور پور سکول کیلئے نہ بلڈنگ کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہاں کسی استاد کی ضرورت ہے صرف اجراء کی ضرورت ہے ہمارے پاس فرنیچر تک موجود ہے تو از راہ کرم اس صوبہ پنجاب پر رحم کرتے ہوئے کرائے کی بلڈنگوں سے اپنی جان بچائیے اور سڑکات کو بہتر بنائیں -

سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) : حضور والا چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی مدلل تقریر کے بارے میں جو بنیادی سوال ذہن میں اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب جانتے ہیں ہماری آبادی کی توسیع جو ہے وہ بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق خوفناک سطح پر پہنچی ہوئی ہے - پاکستان کی آبادی کی توسیع 3 فیصد سے غالباً بڑھنے والی ہے - صوبہ پنجاب میں یہ فگرز شاید اس سے بھی اونچا ہو - تو چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ نے جو پچھلے پانچ سال کے ڈویلپمنٹ پروگرام کی ایک جھلک دکھائی ہے - اس سے یہ کوئی نہیں ظاہر ہوا کہ جو آپ نے development activities میں توسیع کی ہے وہ آپ کی آبادی کی توسیع کو match کرتی ہے یا اس سے آگے بڑھتی ہے یا اس کے in arear رہتی ہے اگر آپ کی development increase جو ہے وہ آبادی کی توسیع کی increases کے برابر جاری ہے یا کم ہے پھر صورت حال اور بنتی ہے اور اگر آپ آبادی کی توسیع سے بڑھ کر آپ کی ڈویلپمنٹ پچھلے پانچ سال جو ہوئی ہے پھر صورت حال اور بنتی ہے آئندہ پانچ سال کی منصوبہ بندی کے حوالے سے -

دوسرا سوال جو میرے ذہن میں اٹھتا ہے وہ یہ کہ آپ نے اپنی ایک سلائڈ میں 2.8 فیصد تحقیق کے لیے مختص کیا ہے - مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ بہتر منصوبہ بندی کے لیے یقیناً تحقیق کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے ہمارے ہاں تحقیق کی کمی رہی ہے لیکن ذہن میں جو سوال اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ جو 2.8 فیصد کی فگرز ہے وہ خاصی ہائی محسوس ہو رہی تھی اس چاوٹ کے حوالے

سے - تحقیق جن شعبوں میں کی جاتی ہے کیا یہ سرکاری اداروں کے دائرے اندر ہی ہوتی ہے یا آپ کوئی تعلیمی اداروں یا کوئی پروفیشنل تحقیقاتی اداروں سے تحقیق کرواتے ہیں - میرا سوال یہ ہے آپ نے اگر مثلاً زرعی شعبوں میں تحقیق کرنی ہے اس کی تحقیق کرنے والا ادارہ کون ہے - مثلاً سماجی بہبود میں بھی تحقیقاتی کام کون کرے گا - اس کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں -

جناب والا اسکے بعد آپ نے خود ذہن پر زور دیا ہے energy crises combat کرنے کے سلسلے میں مختلف تجاویز سوچی گئی ہیں - ان میں اضافہ کرنے کی کوشش سے میں یہ سوال اٹھانا چاہتی ہوں کہ آیا آپ پرائیویٹ پاور سپلائی کمپنی برائے رورل ایریا میں لائسنس دینے کیلئے یا اجازت دینے کیلئے تیار ہوں گے یا نہیں چونکہ ایسے شاید کچھ امکانات بن رہے ہیں کہ ایسی پرائیویٹ سپلائی پاورز کمپنیاں interested ہوں جو گاؤں الیکٹریفیکیشن کو undertaken کرنے کیلئے حکومت کی اجازت چاہیں -

جناب والا - ظاہر ہے ایک دیہاتی کونسل سے وابستہ ہونے کی حیثیت سے بہت تسلی ہوئی ہے یہ دیکھ کر آپ کا emaphsis جو ہے وہ دیہی ترقی سے کس حد تک آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں آرہا ہے لیکن دیہی ترقی کے سلسلہ میں میں ایک بہت بڑا گیپ محسوس کیا ہے جس کا آپ نے ذکر نہیں کیا - وہ رورل سینٹیشن کا مسئلہ ہے - اگر آپ اپنے ولیجز کو صحیح معنوں میں بیسویں صدی میں لانا چاہ رہے ہیں - تو میں سمجھتی ہوں کہ یہاں سڑکیں دینا، سکولز دینا، ہسپتال دینا یہ تینوں اہم ہیں - یہ اتنی ہی اہم جتنی اس آبادی کو sanitation provides کی جائے - اس کے بارے میں آپ سے گزارش ہے کہ اس طرف توجہ دی جائے -

آگے بڑھ کر آپ کی ایک سلائیڈ جو پچھلے پانچ سالہ منصوبہ کے سلسلہ میں آئی ہے اس میں زرعی شعبہ کی کوئی ڈویلپمنٹ نہیں دیکھ رہے تھے - وہ شاید وہی سلائڈ ہے جو آپ نے compare کی تھی جو ڈسٹرکٹ سے آپکو پلان آئے ہیں - اس سلائڈ میں ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کا جو component ہے وہ visible نہیں ہے جو کہ ایکو sectoral allocation میں وہ کہاں آ رہا اسی طرح سے غالباً ایک اور سلائڈ میں ایک آئٹم تھی انتظامی صلاحیتوں کو ترقی کے متعلق - یہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ انتظامی صلاحیتوں کی ترقی ایڈمنسٹریٹو مینیجمنٹ کا اس میں sectoral allocation کس طرح

سے بنتا ہے ۔ کون سے ایسے انسٹی ٹیوشن ہیں کہ جس کیلئے یہ ایلوکیشن ہو رہی ہے ۔

جناب والا آگے آپ نے کرافٹ ویلجز کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں ۔ یہ ایک اہم دستکاری پنجاب کی روایات میں سے ہے ۔ اس میں بہت سی معاشی possibilities بھی ہیں ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتی ہوں کرافٹ ویلجز تو شاید ایسا ممکن ہو سکے لیکن ایک مینجمنٹ کے لحاظ سے خاصی complicated exercise ہوگی لیکن اگر اتنا بھی ہو جائے آپ کو جو سمال انڈسٹریز کارپوریشن جس concept میں کاٹیج انڈسٹریز کا ایک حصہ دار ہے سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو اگر bifurcate کر دیا جائے اور ایک علیحدہ کاٹیج انڈسٹریز کے لئے کارپوریشن قائم کی جائے تو اس سے یہ ہوگا کہ دستکار جو مارکیٹنگ ڈیزائن اور کریڈٹ سے محروم ہے ان کے لئے کچھ سلسلہ بن سکے گا ۔ باقی سمال انڈسٹریز میں جو ڈویلپمنٹ کرنی ہے وہ ایک علیحدہ شعبہ میں آ جانی چاہیے ۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گی کہ پنجاب اپنے نام کے حوالے سے ثابت کرتا ہے کہ ہمارا صوبہ دریاوں کا صوبہ ہے ۔ جہاں ہم سڑکوں پر اتنا زور دے رہے ہیں اس کے ساتھ ہمیں برجز کے سلسلہ میں کچھ tie up کرنا چاہیے ۔ جیسا کہ بعض اضلاع ایسے ہیں جہاں سے ایک سے زیادہ دریا بہتے ہیں ۔ وہاں پر جیسے ہم سڑکوں کی توسیع کر رہے ہیں ہمارے کراسنگ پوائنٹ دریاوں کی وہی تین کی تین ہے جو آج سے 60-70 سال قبل انگریز بنا گئے تھے ۔ جہاں پر دریا آتے ہیں وہاں پر برجز کو increase کرنا ہماری جنرل کمیونیکیشن کی ڈویلپمنٹ کا ایک حصہ ہوگا ۔ شکریہ ۔

ملک غضنفر علی (چیئرمین ضلع کونسل — بھکر) جناب والا آپ نے جو نئے اضلاع بنائیں ہیں ان کے لئے خصوصی گرانٹ رکھی جائے ۔ اور چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں نئے اضلاع کیلئے خصوصی گرانٹ دی جائے تا کہ ہم دوسرے اضلاع کے برابر کام کر سکیں — دوسرے یہ ہے کہ ہمارا ضلع بھکر ریلوے لائن کی وجہ سے دو حصوں میں بٹ رہا ہے ایک حصہ غربی آ جاتا ہے اور دوسرا حصہ غربی — پورے ضلع میں تین ریلوے کراسنگ ہیں ۔ ریلوے کراسنگ کیلئے نہ ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس فنڈز ہیں اور نہ کسی مد میں ہمارے پاس فنڈز ہیں اور اس کی وجہ سے سڑکیں رکی ہوئی جاتی ہیں — دونوں طرف آبادی ہے اس کے لئے ریلوے والوں سے بات کرتے

ہیں وہ 10 لاکھ روپیہ 10 سال کی maintenance پہلے مانگتے ہیں اس ریلوے کراسنگ کے لئے کچھ پروویژن کر دی جائے —

دوسرے یہاں محکمہ تعلیم کی طرف سے جو پرائمری سکول خود بنائے جاتے ہیں اس کے لئے دو کمرے اور ایک برآمدہ بنا دیتے ہیں — اب ان کا جو نقشہ گیا ہے اگر کمیونٹی کی طرف سے بلڈنگ بنائی جائے تو اس کے لئے چار کمرے ہیں ایک ہیڈ ماسٹر کا دفتر اس کے دونوں طرف برآمدہ ہے — میری یہ گزارش ہے کہ جو کمرے عوام کی طرف سے بنائے جاتے ہیں وہ اس سے کم ہونے چاہئیں جب یہ خود بنا کر دیتے ہیں تو اس میں دو کمرے ایک برآمدہ ہوتا ہے ۔ اس میں کچھ ترمیم ہونی چاہیے تاکہ عوام کی طرف سے جو بلڈنگ بنے وہ اتنی ہونی چاہئے ، کہ وہ اسے مکمل کر سکیں ۔

جناب چیئرمین — آپ اتنی بلڈنگ بنائیں جتنی آپ بنا سکتے ہیں — ہم تو کہتے ہیں کہ ایک درخت لگائیں اچھا سا سایہ دار ، بس کافی ہے —

ملک غضنفر علی — جناب والا ہمیں یہ تو پتہ چلا ہے انہوں نے ایک نقشہ بھیجا ہے جس میں ایک ہیڈ ماسٹر کا دفتر ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ ایک ایک کمرہ کر کے بنائیں آدھ آدھ کمرہ بنائیں — آج نہیں ایک سال میں بنائیں دو سال میں بنائیں تین سال میں بنائیں — تو ایسے ہے جیسے کوئی نقشہ کھینچ دیتا ہے کوئی پابندی نہیں ہے —

ملک غضنفر علی — جناب والا ہمارے علاقہ میں فلڈ آیا گو آپ نے مہربانی کی — آپ کی خصوصی توجہ سے وہ کٹ کر دیا گیا — کچھ علاقہ سے پانی نکلا ہے باقی 20 ہزار ایکڑ کے قریب زیرِ آب —

جناب چیئرمین — اس پر کچھ وقت لگے گا —

ملک غضنفر علی — یہ مصنوعی فلڈ ہے — دریائے سندھ میں ایک لاکھ 60 ہزار کیوسک پانی کوئی فلڈ نہیں ہے — یہاں پر 4 لاکھ کیوسک پانی جب آتا ہے وہ دریا میں بہتا ہے — کمبری ہینسو سکیم والوں نے بند باندھ کر پورے دریائے سندھ کو بند کر دیا ہے جس کی جنوبی سائڈ پر پانی کے بغیر فصلیں تباہ ہو رہی ہیں شمالی سائڈ جو ہے وہاں چھ چھ آٹھ آٹھ فٹ پانی ہے تقریباً 25 ہزار ایکڑ رقبہ میں پانی بھر گیا ہے۔

جناب چیئرمین — انشاء اللہ وہاں کچھ پل تعمیر کریں گے ۔

شیخ غلام حسین —/ میئر میونسپل کارپوریشن , راولپنڈی

جناب چیئرمین , میں چھٹے پانچ سالہ منصوبے پر شہری آبادیوں کے دو مسائل کے سلسلے میں توجہ دلاؤں گا - ایک تو ہے تعلیمی مسئلہ - میرے علم کے مطابق چھٹے منصوبے میں شہری آبادیوں کے لئے تعلیمی مد میں کوئی رقم مخصوص نہیں کی گئی - اگر یہ بات درست ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ شہری لوگوں کو مکمل طور پر کارپوریشنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا مناسب نہیں , کیونکہ شہروں میں مزدور بھی رہتے ہیں ملازمت پیشہ لوگ بھی رہتے ہیں , ٹیکسی ڈرائیور اور غریب لوگ رہتے ہیں جن کی تعلیمی ضرورت کارپوریشن مکمل طور پر پوری نہیں کر سکتی - اس میں کوئی شک نہیں کہ دیہات کی نسبت شہروں میں یہ سہولت زیادہ ہے کہ پرائیویٹ سکول ہیں لیکن جیسا کہ جناب کو علم ہے , وہ سلاٹر ہاؤس کھلے ہوئے ہیں - بعض سکولوں میں صرف ایڈمشن فیس پانچ سو روپے ہے - پہلی جماعت کے بچے کی ماہانہ فیس ڈیڑھ دو سو روپے ہے اس لیے شہریوں کو مکمل طور پر کارپوریشنوں پر چھوڑ دینا مناسب نہیں مثال کے طور پر پاپولیشن کے لحاظ سے پنڈی کا اگر بیس لاکھ روپیہ ہو جو اسے تعلیمی مد پر ملتا ہے تو آپ اس بیس لاکھ روپے میں سے دس لاکھ روپے بے شک دیہاتی آبادی کو ویٹیج کے لحاظ سے ضرور دیں - مگر اس کے ساتھ ہی 50 فی صد شہری آبادی کو ضرور دیں - ان کو عمارتوں کی شکل میں دیں - باقی سٹاف اور ان کو چلانے کا انتظام مکمل طور پر شہری میونسپلٹی یا کارپوریشن کرے گی - لیکن تعلیمی مد میں ان کا بالکل ہی خارج کرنا مناسب نہیں - ایک تو میری یہ استدعا ہے - دوسرا مسئلہ شہروں میں ٹریفک کا ہے - آئے دن ٹریفک کا دباؤ بڑھ رہا ہے چھٹے منصوبے میں اس مد میں ہر حالت میں پیسہ رکھا جائے اور اوور ہیڈ برجز یا انڈر گراؤنڈ سب ویز بنائے جائیں - بڑے شہروں میں تو ایک سال میں ایک ایک ہزار کی تین تین چار چار سیریز بھی چل جاتی ہیں - اس طریقے سے چار چار پانچ پانچ ہزار وہیکلز کا ایک سال میں اضافہ ہونا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ آئندہ دس سال کے بعد موجودہ سڑکیں ان وہیکلز کو کھڑا کرنے کے لیے بھی شاید ناکافی ہوں گی - اس لیے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور آپ نے اور شعبوں کے لیے جہاں رقم مختص کی ہے , شہری آبادیوں میں [illegible] کے لئے بھی رقم ضرور مختص کی جائے [illegible] میں نے سلائیڈ پر شہری آبادیوں کے لئے ایک فگر پڑھی تھی , 121 کروڑ - میں وضاحت چاہوں گا کہ وہ 121 کروڑ روپیہ جو بتایا گیا ہے وہ جتنی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں , صرف ان کو دیا جائے گا یا تمام [illegible] جو

شہری آبادیاں ہیں ، ان کے لیے کوئی فارمولا بنایا گیا ہے اور اس کے تحت دیا جائے گا ۔ اس کی وضاحت جناب چیئرمین شاید فرما دیں گے ۔ میں صرف یہی عرض کروں گا ۔ کیونکہ شہری آبادیوں کے لیے ہم لوگ سیوریج اور پانی کی سپلائی میں جس قدر الجھے ہوئے ہیں ، وہ اتنا بڑا مسئلہ ہے ۔ اگر تعلیم کے لیے پیسے رکھے ہیں تو شاید میں نہ پڑھ سکا ہوں ۔ اس کی وضاحت ضرور کر دیں ۔ اگر تعلیم کی مد میں شہروں کے لیے روپیہ نہیں رکھا تو ہمیں ہر حالت میں رکھنا چاہیے ۔ میں پھر یہ درخواست کرونگا کہ اگر سکولوں کے لئے عمارتیں ہی فراہم کر دیں تو شہر کی میونسپلٹیوں یا کارپوریشنوں سکولوں کو چلانے کی یقیناً اہل ہوں گی ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) جناب چیئرمین ، میرے پاس ایک دو نکات ہیں ۔ سب سے پہلے تو میں دیہی علاقے میں بجلی کے بارے میں عرض کروں گا ۔ اس وقت حکومت کی جو مقرر کردہ ترجیحات ہیں ، وہ قریب قریب ٹھیک ہیں ۔ سڑکیں ، بجلی ، تعلیم ، صحت ، اس طریقے سے عوام کی ضرورت بھی ہے ۔ بجلی کے لئے بھی میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت بے شمار چھوٹی ڈھوکیں ہیں ، جو باقی رہ گئی ہیں ۔ موجودہ پالیسی کے تحت تو موضع میں جتنی ڈھوکیں شامل ہیں ، ان کو بجلی مہیا کی جا رہی ہے ۔ لیکن پرانے کیسز ایسے ہیں کہ بڑے مواضعات کے ساتھ ، کسی کے ساتھ پانچ ، کسی کے ساتھ چھ ۔ بلکہ درجنوں کے حساب سے بھی ڈھوکیں باقی ہیں اور اس علاقے میں بڑی بددلی پائی جاتی ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ زیادہ مواضعات دینے کی بجائے اگر آپ اس دفعہ یہ توجہ کریں کہ جتنی باقی ماندہ ڈھوکیں ہیں ان کو پہلے مکمل کر لیا جائے یا کوئی ایسا طریقہ کار کریں کہ وہ لوگ بہت لمبے عرصے تک مایوس نہ رہیں ۔ یہاں ایک بات اور عرض کروں گا ۔ ایک بڑا موضع آپ نے منتخب کر لیا ۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا موضع ایک ڈیڑھ سو آبادی والا آپ کے ریونیو ریکارڈ میں dependent موضع ہے ۔ لیکن وہ بالکل نزدیک ہے ، بڑے موضع سے ملا ہوا ہے ۔ تو ہماری پالیسی یا قانون اس چھوٹے موضع کو کور نہیں کر پاتے ۔ تو جہاں آپ نے یہ آدھ میل کی شرط رکھی ہے اگر کوئی چھوٹا dependent موضع بھی اس آدھ میل میں آ جاتا ہے تو اس کو electrify کر لیا جائے ۔ اتنی مہربانی فرمائیں ۔ میرے حلقے میں ایک ایسا موضع تھا ، جج کے ساتھ سکریلا ، تو میں نے نوٹ لکھا ہے کہ یہ دونوں ملے ہوئے ہیں ۔ مہربانی کریں ۔ تو وہ دونوں کر دیں اس طرح اور بھی کافی کیسز ہیں ۔

جناب چیئرمین - وہ تو پھر آپ کو سب کا لکھنا پڑے گا ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - نہیں سر ، یہ ضروری ہے - یہ لوگوں کے حوصلے ، مورال کے لئے ضروری ہے ۔

جناب چیئرمین — آپ کے پس ماندہ علاقوں کے لئے تو بارڈر سٹک ہی علیحدہ ہے - ان کو ہم ایکسٹرا ویٹیج دے رہے ہیں ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل — اگر آپ اس کو accommodate کر سکیں تو اس کو بھی ذہن میں رکھیں - لوگوں میں اس کا تاثر بہت اچھا ہو گا - تعلیم کے لئے میں عرض کروں گا کہ آپ نے ترجیحات میں تعلیم کو ٹھیک رکھا ہے - اس سے ہماری کافی مدد کر رہے ہیں - لیکن لوگوں کا زیادہ تر مطالبہ ہے کہ سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے اور اس کے لئے وہ زیادہ سے زیادہ قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہیں - جناب والا میرے علاقے میں دو یونین کونسلیں ہیں جن میں لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہے وہاں ایک دو تین ہائی سکول کرنے کی اشد ضرورت ہے میچنگ گرانٹ سکیم میں حکومت ہماری مدد کرے ففٹی ففٹی دینے کے لئے لوگ تیار ہیں -زمین تو ہم ویسے بھی مہیا کرتے ہیں- اگر حکومت کچھ بھی مدد نہیں کر سکتی تو ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی گرہ سے عمارت بنا کر دینے کو تیار ہیں- صرف حکومت اوسکے گرین سگنل دے دے اور سٹاف مہیا کر دے - یہ غور طلب چیز ہے-

جناب چیئرمین — میں نے کل اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ہم انہیں اولیت دیں گے جو لوگ اپنے سکولوں کی عمارات وغیرہ بنا لیتے ہیں strategic thrust ویسے بھی ہیں تعلیم پر بہت زور دینا ہو گا اس لئے ہم نے اس کو چنا ہے اور بڑے افسوس کا مقام ہے کہ پنجاب تعلیم میں بہت پیچھے رہ گیا ہوا ہے - میرا خیال ہے کہ تقریباً 13 فی صد عورتیں ہیں جو اس وقت تعلیم یافتہ ہیں یا اس سے شاید کم فگر ہے اس لئے ہمیں وہاں بھی اور توجہ دینی ہو گی - ہم سب کو - یہ تو str ategic thrust آپ کو کرنا ہو گا - ہم کوشش یہ کریں گے کہ 22 فی صد سے تقریباً 60 فی صد تک لے کر جائیں- 55—60 فی صد اور یہ ہو سکتا ہے اگر ہم اس کو ایک تحریک کی طرح چلائیں - اور اس میں زیادہ عمارات کی طرف بھی نہ جائیں بلکہ لوگوں کو پکڑیں اور کہیں کہ آئیے جناب تھوڑا سا آپ پڑھیے

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ۔ اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ دولتانہ انٹرکالج جو 1978 میں منظور ہوا اب عوام اور علاقے کے معززین نے

جناب چیئرمین اب اس موضوع سے باہر نکلیں کیونکہ کل کا پورا دن سکولوں پر گفتگو کے لئے پڑا ہے اتنا emphasis مجھے دیں کہ ہم نے اس کو جو percentage دی ہے ، کم دی ہے ، ٹھیک دی ہے یا زیادہ دی ہے ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ۔ وہ ابھی سٹارٹ ہی نہیں ہوا ۔ پینتیس لاکھ روپے کا بلڈنگ کا منصوبہ ہے ۔ انہوں نے تو ساٹھ لاکھ روپے کی زمین حکومت کے حوالے کردی ہے ۔ اگر آپ 84-1983ء کی اے ۔ ڈی ۔ پی میں اس کو شامل کر پائے تو تین چار لاکھ روپے کی بات ہے ۔ ایک دفعہ سٹارٹ ہوجائے ۔

جناب محمد عمر خان لغاری ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل راجن پور) ۔ جناب گورنر میں راجن پور کی طرف سے عرض کرونگا کہ ہماری مشکلات بہت سی ہیں ۔ چونکہ ہمارا ابھی نیا ضلع بنا ہے وہاں ہمیں ہر سال خاص کر گرمی کی وجہ سے hill torrents لانہوں ایکڑ سیرابی کی وجہ سے زمین برباد ہو جاتی ہیں ۔ اس کے لئے کتنے سالوں سے سکیمیں بنی ہیں channaize کر کے انڈس میں پانی پھینک دیا جائے ۔ کئی سکارپ سکیمیں بنی ہیں لیکن آج تک کوئی پوری طرح سکیم نہیں بنائی گئی ۔ اسکے لئے دو طریقے ہیں ایک تو یہ ہے کہ شروع میں ہی فنڈز لے کر terrace irrigation کریں تاکہ یہ پانی استعمال میں آجائے ۔ اور پھر تین چار لاکھ ایکڑ آباد ہوسکتی ہے اور terrace irrigation سے جو پانی بچے جو نیچے آکر نہروں کو کاٹ کر destroy کرتی ہے ۔ 60-50 ہزار ایکڑ دریا برد کر دیتی ہے ۔ اسلئے اسکو channelize کر کے نیچے آر ۔ ڈی ۔ پی پر جہاں سے انڈس میں جاسکے وہ ضرور کر دیا جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ کس جگہ پر ہے ۔

جناب محمد عمر خان لغاری ۔ یہ راجن پور ہل ٹارنٹس میں جس میں 60 ہزار کیوسک تک پانی آتا ہے ۔ جب بارشیں ہوں یعنی جون جولائی اگست میں تو اس سے پہلے ہمیں زیادہ آلوکیشن دی جائے ۔ تاکہ اسکو چنالائز کیا جائے ۔ پھر ہمارا ضلع ڈیرہ غازی خان میں کھر اور مانکا ڈرینیج سکیموں کے لئے پیسے آ چکے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کام جلد شروع ہوجائے ۔ سڑکوں کا جو معاملہ ہے اس ضمن میں ہماری گذارش ہے لاہور کراچی پشاور روڈ ہے ہم چاہتے ہیں کہ انڈس سپر ہائی

وے جیسے انہوں نے پہلے تجویز کیا تھا - اسے پھر دوبارہ وہیں قائم کیا جائے اس طرح وہ بہت اچھا ہے کیونکہ پانچ سو کلو میٹر بچ جاتا ہے - پشاور تک پانچ سو کلو میٹر کی جو بچت ہو جاتی ہے اس پر جو خرچہ آتا ہے وہ چار سال میں پورا ہو جائیگا - کیونکہ اس سے ڈیزل میں بچت ہو گی - اس سے فارن ایکسچینج کی بچت ہو گی - اور یہ ایک طرح کا ڈیفنس روڈ بھی ہو گا - اور اس طرح ایک نیا ایریا کھل جائیگا - اس لئے میں یہ گذارش کرونگا کہ سنٹرل گورنمنٹ کو کہیں اور انہوں نے پہلے بھی انڈس سپر ہائی وے کے لئے 27 کروڑ کی سکیم کھولی تھی اس کو دوبارہ قائم کرکے بنایا جائے - پہلے پہلے ہی وایا لاہور ڈبل سڑک چل رہی ہے - اس لئے یہ سڑک بہت مفید ثابت ہو گی - یہ ہماری درخواست ہے - اور میں چاہتا ہوں کہ یہ ضرور ہو - تیسری بات یہ ہے کہ تعلیم میں بھی excluded area ہے سکول بھی تھوڑے ہیں - مگر یقین جانئے جب سے ضلع بنا ہے اس علاقے میں استاد نہیں ہیں -

جناب چیئرمین—کیا استاد نہیں ہیں ؟

جناب محمد عمر خان لغاری — جی نہیں ہیں -

جناب چیئرمین— آپ بھرتی کیوں نہیں کرتے ؟

جناب محمد عمر خان لغاری — جناب جب ہم محکمے کو کہتے ہیں اور جب سے اضلاع کی تقسیم ہوئی ہے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور - - - - - -

جناب چیئرمین — سیکرٹری صاحب میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ایسے علاقوں میں جیسے راجن پور ہو گیا یا ڈیرہ غازی خان ہو گیا ایسے علاقوں میں انکے اپنے علاقوں میں پڑھے لکھے لوگ جو ہیں انکو فوری طور پر بھرتی کیا جائے - what is the problem

سیکرٹری تعلیم — یہ پچھلی میٹنگ میں بھی مسئلہ اٹھایا گیا تھا اور اس پر کافی بحث ہوئی تھی لوکل استاد انہیں جو ملتے ہیں وہ ریٹائرڈ ملتے ہیں میری اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی ہم نے طے کیا ہے کہ انکو کرنا چاہیے -

جناب چیئرمین — یہاں کمشنر صاحبان بھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ انکی مدد کریں بلکہ آپ انکو encourage کریں - اگر وہاں کے لوگوں کو وہیں نوکریاں مل جائیں تو ٹھیک ہے یہ لوگ تھوڑے بہت پڑھے لکھے ہیں - that is better than no teacher at all

سیکرٹری تعلیم— ہمیں پسماندہ علاقہ کے لوگوں کو 60 سال سے زائد بھی ملازم رکھنا ہو گا۔ اور اس پر کافی resistance تھی اور وہاں کی ٹیچرز ایسوسی ایشن کی بھی کافی resistance تھی۔

جناب چیئرمین— ان جیسے علاقوں میں there is difference between areas

سیکرٹری تعلیم— بالکل ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین—آپ ان کے علاقے میں ہی انکی مدد کریں بلکہ آپ وہاں خود جائیں۔ کمشنر صاحب بھی جائیں ذرا گھوم آئیے ڈی سی صاحب بھی جائیں۔ تعلیم والے بھی جائیں۔ میاں صاحب آپکو جہاں نشان دہی کریں گے۔ یہ استاد ہیں ان کو آپ رکھیں۔

میاں عبدالغفور مطلوب—ان کے لئے آپ سپیشل الاونس بھی دیں۔

جناب محمد واثق خان—جناب گورنر تعلیم والوں نے تھرڈ ڈویژن والوں پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین— آپ بھی جائیں۔ آپ نے راجن پور دیکھا ہے۔

محمد عمر خان لغاری— جناب والا انڈس سپر ہائی وے کے لئے سنٹرل گورنمنٹ سے پیسے لئے جائیں۔

جناب چیئرمین— آپکو سڑک کے کیا 100 ملے ہیں یا نہیں۔

جناب محمد واثق خان— وہ تو آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے ہمیں ایکسٹرا فنڈز دئیے ہیں۔ چونکہ ہم واقعی بہت پسماندہ ہیں اسلئے آپ نے ہمارے اوپر جو مہربانی کی ہے اسکا فائدہ ہمیں آہستہ آہستہ ملے گا۔ hill torrents سے جو ہر سال تباہی ہوتی ہے۔ آپ یقین جانئیے ان کے ہر سال گھر گر جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین— NESPAK والے اس پر تحقیق کر رہے ہیں آپکو معلوم ہے slow and steady ہو رہی ہے یہ slow ہے لیکن steady ہے؟

جناب محمد عمر خان لغاری— اللہ کرے جی یہ steady ہو؟

جناب چیئرمین— بیگم صاحبہ۔

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی— (صدر ویمن سوشل ویلفئر آرگنائزیشن بہاولپور ڈویژن)۔ صدر محترم مجھے اس بات کی بہت خوشی ہوئی ہے کہ گذشتہ سالوں میں خواتین کی بہبود کے لئے جو کچھ کیا گیا ہے

اس میں کافی اضافہ ہوا ہے اور بہت سی خواتین اس سے مستفید ہوئی ہیں ۔ سماجی بہبود کے اداروں نے کام کیا اور اچھی طرح کیا مگر جس چیز کی ہمیں ضرورت تھی اس کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ مزید مدد دی جائے تاکہ ہم ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکیں ۔ بہاولپور میں گھریلو دستکاریاں بھی ہیں ۔ ان کے فروغ کے لئے اگر تجاویز دی جائیں اور ایسی چیزیں مہیا کی جائیں کہ گھروں میں بیٹھی ہوئی خواتین خوش اسلوبی سے کام کر سکیں تو وہ خواتین جو گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں اپنی روزی بھی کما سکتی ہیں ۔ گذشتہ سال یہاں پر سماجی بہبود کے اداروں نے تربیت گاہیں کھولی تھی اور یہ ایک منصوبہ تھا کہ بیس عورتوں کو بیس مشینیں یعنی ہر عورت کو ایک ایک مشین اور سو روپیہ ماہوار دیا جائے گا ۔ جو نہایت کامیاب رہا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیوہ خواتین جن کو بیس مشینیں یعنی ہر ایک کو ایک ایک مشین ملی انہوں نے سال بھر کام کیا کام سیکھا اور سو روپیہ ماہوار لیا اور تعلیم بالغاں میں شریک ہوئیں ۔ اور انہوں نے تعلیم بھی حاصل کی اور مالی فائدہ بھی حاصل کیا میں چاہونگی کہ اب بجائے بیس خواتین کے اگر تیس یا چالیس خواتین کا ایک ایک بیج ہمیں دے دیا جائے تو وہ ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو گا ۔ کیونکہ سماجی بہبود وہ ادارہ ہے جسکی چیزیں غریب عوام کو فائدہ پہنچاتی ہیں ۔ ہمارے ملک میں غرباء کے جیسے حالات ہیں اگر ان کا اندازہ لگاتے رہیں اور ان کی ضروریات پوری کرتے رہیں تو ہم ترقی کی طرف جا سکیں گے ۔ سوشل ویلفیئر کے جتنے بھی ادارے ہیں وہ سب اس وقت کرائے کی عمارتوں میں ہیں جن پر بے انداز روپیہ محکمہ کا خرچ ہوتا ہے ۔ میری ناچیز تجویز ہے کہ آنے والے منصوبے میں ان کو عمارتیں دی جائیں کیونکہ اگر عمارتیں بن جائیں تو بہت سارا روپیہ ہمارے ملک کا بچ سکتا ہے جو کرائے پر ضائع ہو رہا ہے بڑے بڑے ادارے جنکے نام میں بتلا رہی ہوں وہ ہیں دارالفلاح ۔ دارالامان ، گہوارہ ۔ غنچہ ۔ صنعتگاہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کرائے کی عمارتوں میں ہیں اس کے علاوہ فلاح و بہبود کے جو ادارے شہر میں ہیں وہ بھی کرائے پر ہیں ۔ جن لوگوں نے گھر دئیے ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ اس طریقے سے تھوڑا سا خرچ کرکے ان چیزوں کی ہم دیہاتوں میں جاکر تربیت دے سکیں تو ہم زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ تعلیم بالغاں کے لئے ایک بڑا کام کیا جا سکتا ہے ۔ جو ان لوگوں کو ، عورتوں کو راغب کر سکتا ہے کہ ہم انہیں پڑھا بھی سکتے ہیں ۔ اور وہ پڑھنے کے لئے تیار بھی ہو سکتے ہیں ۔ رسومات کی وجہ سے بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو گھروں سے نہیں نکلتیں ۔

مجھے کچھ عادت بھی ہے اور میں پھرتی بھی ہوں اور مجھے ہر چیز دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ وہ عورتیں جو تھوڑا بہت قرآن مجید پڑھنا جانتی ہیں اور تھوڑی سے عربی جانتی ہیں وہ اپنے اپنے محلے کی غریب عورتوں اور لڑکیوں کو بٹھا لیتی ہیں اور ان کو بغیر کسی لالچ کے کام بھی سکھاتی ہیں ، پڑھاتی بھی ہیں اور ان کو سلائی بھی سکھاتی ہیں ۔ ایسے گھروں کو دیکھا جائے اور کوئی فنڈ میں سے نہیں تھوڑی تھوڑی مدد دی جائے تو میں سمجھونگی کہ وہ خواتین بھی گھر بیٹھے کام کر سکتی ہیں کیونکہ ان کے مرد انہیں باہر نہیں آنے دیتے اور وہ اندر بیٹھ کر کام کرتی ہیں اور بغیر کسی لالچ کے کرتی ہیں ۔ یہ بھی ملک کی ایک خدمت ہے ۔ ان کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے آنے والے منصوبوں میں ان چیزوں کا خیال رکھا جائے ۔ آپ نے جو خواتین کو نمائندگی دی ہے اس میں ان کی حوصلہ افزائی کی ہے ۔ اس کے لئے میں تہہ دل سے ممنون ہوں ۔ کیونکہ جب تک ہم انہیں مل ملا کر کام نہیں کریں گی ہمارے ملک میں وہ چیزیں حاصل نہیں ہو سکیں گی جن کی ہمیں ضرورت ہے ۔ ایک ہمارا جونیئر ماڈل سکول ہے یہ کئی عرصے سے چل رہا ہے مگر ابھی تک اس کو عمارت میسر نہیں ہو سکی ۔ وہ ایک ٹریننگ ادارے میں ہے ۔ جہاں اس وقت بچے درختوں کے نیچے بیٹھتے ہیں ۔ موسم گرما میں ان کو اس لئے بند کر دیا جاتا ہے کہ ان اداروں کے بچے گرمی اور لو سے بچ سکیں ۔

جناب چیئرمین — یہ ادارہ سرکاری ہے ؟

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی — جی بالکل یہ جونیئر ماڈل سکول گورنمنٹ کا ہے اور کئی سالوں سے چل رہا ہے ۔ چونکہ اس میں فیس نہیں ہے اس لئے اس میں بہت تعداد ہوتی ہے ۔

ایک معزز رکن — وہ ادارہ شہر میں ہے ؟

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی — جناب والا ۔ بالکل شہر میں ہے ۔ یہاں عورتوں کا ایک ٹریننگ سنٹر ہے ۔ اس میں وہ بچے بیٹھتے ہیں ۔

جناب سیکرٹری تعلیم — جناب والا ۔ اصل میں یہ سکول ڈپٹی کمشنر نے شروع کیا تھا اور یہ سرکاری سکول ہے اور یہ فی الحال پرائیویٹ بلڈنگ میں ہے ۔ اس کے لئے اصل میں ہمارے پاس کوئی proposal نہیں آئی تھی کہ اس کو fund مہیا کیا جائے ۔

جناب چیئرمین — proposal تو آ گئی ہے ۔ لہذا اس کو آپ proposal سمجھیں اور چلا دیں

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی — جناب والا ۔ وہ سکول ایک تربیتی ادارے میں چل رہا ہے ۔

جناب چیئرمین — کوئی بات نہیں ۔ ہم اس کو کر لیں گے ۔

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی — جناب والا ۔ ایک اور بات جو بڑی اہم ہے وہ بہاولپور میں ہسپتال کے متعلق ہے ۔ جوبلی فیملی ہسپتال مدت سے قائم ہے اور اس کے جائے وقوع کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو کسی صورت میں وہاں سے نہیں ہٹانا چاہیے ۔ سب لوگ وہاں آ کر فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اس ہسپتال کی اتنی اونچی دیواریں ہیں کہ وہاں پر باپردہ عورتیں بیٹھ کر اپنے بچوں کو لے کر علاج بھی کرواتی ہیں اور وہاں رہ بھی سکتی ہیں لہذا میں چاہوں گی کہ جن دو محکموں میں یہ چیز بٹی ہوئی ہے یعنی محکمہ صحت اور بلدیہ تو وہ اس پر فیصلہ کریں اور اس کو صحت والے لیں اور ٹھیک کریں یہ اتنا اہم ہسپتال ہے جسے کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہیے ۔ تمام شہر کے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ باوجود اس کے کہ ہمارے پاس بہت بڑے ہسپتال ہیں مگر جو اسے اہمیت حاصل ہے وہ میں سمجھتی ہوں کسی اور ادارے کو نہیں ہے ۔ اپاہج بچوں کے لیے ادارے چاہئیں ۔ ان کے لیے کوئی ادارہ نہیں ہے ۔ گونگوں اور بہروں کا سکول قائم ہو چکا ہے ۔ اس طرح اپاہج بچوں کے لیے جو mentally retarded ہوں ان کے لئے بھی ہمیں ادارے کی ضرورت ہے ۔

جناب چیئرمین — بالکل ہم کریں گے ۔ کل تعلیم پر بحث ہوگی ۔ سارا دن پڑا ہے ۔

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی — جناب والا ۔ میں صرف اسے آنے والے منصوبے میں رکھنا چاہتی ہوں ۔

جناب چیئرمین — اچھا ۔

سیٹھ محمد عبید الرحمن — (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) ۔ جناب والا ۔ اجازت ہے ۔

جناب چیئرمین — اصل میں آپا بیا رنگ بہتے ہیں کہ ایک دم آنکھ وہیں رک جاتی ہے ۔

سیٹھ محمد عبید الرحمن — جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ جہاں تک آپ کے چھٹے پانچ سالہ منصوبے کا تعلق ہے یقیناً وہ نہایت دانشمندی سوچ فکر اور سمجھ سے تیار کیا گیا ہوگا اور ماہرین نے اس کو تیار کیا ہے ۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنقید جو بنیادی طور پر ہو وہ کم از کم ہمارے علم میں اس وقت تک نہیں آ سکی ورنہ پیش کرتے ۔ البتہ ایک چیز جو آپ کے گوش گزار کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جتنے بھی صاحبان نے اس پر تبادلہ خیال کیا ہے تقریباً سب نے اپنے اپنے علاقے کے مسائل کی جو پرائرٹی تھی اس کا ذکر جناب والا کی خدمت میں کیا ہے ۔ تو اس طرح سے میں چونکہ ایک پسماندہ علاقے کا شخص ہوں جس ڈویژن کی تیرہ ہزار مربع میل زمین غیر آباد پڑی ہو ، پانی نہ ہو اور وہ لوگ ساری عمر قربانی ضرورت میں گھومتے رہے ہوں یقیناً وہ پسماندہ علاقہ ہے ۔ اس میں کوئی کلام نہ ہے نہ کسی کو شک ۔ تو اس سلسلے میں جو گزارش کرونگا جناب کے توسط سے وہ یہ کہ جہاں تک allocation of funds کا تعلق ہے اس میں ہماری کچھ پسماندگی کا بھی خیال رکھ لیجئے تاکہ ہم کسی وقت کم از کم ترقی یافتہ علاقوں کی صف میں شامل ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ جہاں تک مختلف امور کا تعلق ہے اس میں میرے نزدیک جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ جیسے جناب کل بھی فرما رہے تھے کہ صحت کا بحال رکھنا یا بیماری کا انسداد کرنا علاج سے بہتر ہے ۔ تو میرے نزدیک خاص طور پر شہروں میں اور یہ تقریباً تمام پاکستان کا مسئلہ ہے کہ شہری آبادیاں تمام بڑھ رہی ہیں — ہر جگہ صفائی کا مسئلہ روز بروز تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے اور صفائی کے اندر جو سب سے اہم مسئلہ ہے وہ سیوریج سکیم کا ہے — جناب والا — اس سلسلے میں کل میں نے مختصراً بات کرنی چاہی تھی لیکن جناب نے مجھے آج کے لئے حکم دیا تھا تو میں اس کے لئے خاص طور پر جناب سے عرض کرونگا کہ بہاولپور کی سیوریج سکیم جو ہے اس کے لئے خصوصی طور فنڈ پر allocate کئے جائیں کیونکہ اس شہر کی حالت ایسی ہے کہ ایک تو آپ کی کمپری ہینسو comprehensive سکیم چل رہی ہے لیکن اس شہر میں بہت سی un-authorised آبادیاں جو ہیں وہ مختلف جگہوں پر بن گئی ہیں اب اس پانی کا اخراج نہیں ہو رہا ۔ اب اس پانی کا اخراج نہیں ہو رہا اور ایسی صورت میں ہم ہیں کہ جس کا کوئی حل نہیں اگر آپ کمشنر صاحب سے بھی پوچھنا چاہیں گے تو وہ میری تائید کریں گے — کہ بہت سے علاقے ایسے ہیں جو اس comprehensive سکیم کے ساتھ ہم جوڑ نہیں سکتے — لامحالہ وہاں ہمیں چھوٹے چھوٹے لسموزل اور سیوریج سکیم دینی پڑے گی — اس کے لئے آپ کی خدمت میں گزارش

کر رہا ہوں کہ بہاولپور میں خاص طور پر ہمارا جو واٹر سپلائی کا بھی مسئلہ ہے اور ہمارے ہاں جو گندہ پانی ہے جو پیٹ کی بیماریوں کا باعث بن رہا ہے اس کے لئے اور سوریج سکیم کے لئے خصوصی فنڈز مہیا کئے جائیں کیونکہ صفائی کے لئے اس دور کے اندر سیوریج سکیم کا ہونا اور سوریج سکیم کے ساتھ منسلک ہونا نہایت ضروری ہے — اب میں مختصراً عرض کرتا ہوں کیونکہ وہ پانچ منٹ کا گھنٹی والا مسئلہ ہے —

جناب چیئرمین - وہ تو پانچ منٹ کے بعد گھنٹی بجا دیں گے — آپ جو مرضی کہیں

سیٹھ محمد عبید الرحمٰن —ایک اور مسئلہ جناب والا جو ہمارے بہاولپور میں مستقل نوعیت کا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے شہر کے اندر سے بڑی ٹریفک گزرتی ہے مثلاً بہاولنگر سے آئیں — پڑمان سے آئیں فورٹ عباس سے آئیں— احمد پور سے آئیں بہاول پور شہر کے اندر سے گزرنا پڑتا ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ لنک روڈ بنائی جائے مثلاً ایک ہمارے پاس ملتان کراچی روڈ پر ہائی وے بنا دی گئی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ کراچی کو جانے والے تمام بڑے ٹرک اور گاڑیاں اور ٹریلر باہر سے گزر رہے ہیں — لیکن ہمارے بہاولنگر ضلع اور دوسرے علاقہ سے آنے والے لوگ بڑے پریشان ہیں مثلاً ہمارے ہاں ایک شوگر مل بن رہی ہے اس میں گنا لے جانے کے لئے ہمیں اوقات مقرر کرنے پڑ رہے ہیں - ڈپٹی کمشنر صاحب نے مہربانی کی ہے کہ ان کو اجازت دی ہے - کہ وہ اپنی گاڑیاں وغیرہ ٹرالیاں وغیرہ رات کو گزاریں - اس کی بھی ضرورت ہے تو لنک روڈ ضرور بنوائیں یہ آپ نوٹ فرما لیں - جناب والا میں نے تو بہت سی باتیں کرنی ہیں - یہ اب گھنٹی بج گئی ہے -

جناب چیئرمین - بس یہ وقت کی بات ہوتی ہے — اب ہو گیا -

رانا جاوید اقبال - (چیئرمین سیونسول کمیٹی - بہاولنگر) جناب چیئرمین - گزشتہ سال میرے شہر بہاولنگر کی واٹر سپلائی کے لئے جو رقم آپ نے مختص کی تھی وہ سب آپ کے نوٹس میں لایا تھا — اس میں سے 50 فیصد decrease ہو گئی ہے - اور وہ re-appropriation محکمہ نے کر دی تھی لیکن جناب کی خصوصی توجہ سے وہ 15 لاکھ روپے مجھے واپس مل گیا ہے - ہمارے سابقہ ڈپٹی کمشنر صاحب بھی اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں - کمشنر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں — ان کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے - وہ تیس لاکھ روپیہ جو خرچ کئے گئے - میں جناب والا — اس کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ utilization جو ہے وہ proper ہونی چاہئے یہ 30 لاکھ روپے جو گزشتہ دفعہ اے - ڈی - پی میں جناب نے

پبلک ہیلتھ کی سکیم کے لئے مرحمت فرمائے تھے — اس میں سے جناب (میں محکمہ صحت سے معذرت کے ساتھ عرض کرونگا) پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے کسی لوکل کونسل کو اس رقم کے خرچ کرنے کے لئے consult نہیں کیا اور پانی کی چلائی کی لائنیں انہوں نے اس علاقہ کے لئے دی ہیں جہاں پر سیوریج کا قطعاً کوئی بندوبست نہ ہے - اور کچی آبادی ہے - اور وہاں پر انہوں نے 12 انچ کی لائن دے دی ہے - جبکہ ہمارا شہر جو ہے وہ سیم زدہ ہے اور اس میں سیوریج کا سب سے بڑا مسئلہ ہے - وہ سب سے پہلے ہے - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتقامی کاروائی انہوں نے اس سلسلہ میں مجھ سے کی ہے - 30 لاکھ روپے کی وہاں پر واٹر چلائی دے دی ہے جہاں پر پانی کے نکاس کا انتظام نہیں مجھے شہر میں ضرورت ہے وہاں پر 2 انچ یا 3 انچ کی لائنیں ہیں - تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ کہ آئندہ کے لئے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو خاص طور پر پابند کیا جائے کہ یہ لوکل کونسل سے تھوڑا سا مشورہ کر لیا کریں یا ان کی رائے لے لیا کریں - - - -

جناب چیرمین — مکمل —

رانا جناب جاوید اقبال - - - اور اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس پر پابندی یہ ہے کہ جو رقم انہوں نے خرچ کرنا ہوتی ہے - وہ مشترکہ اکاونٹ میں ہوتی ہے - لیکن یہ ہمیں نہ کوئی کاغذ دکھاتے ہیں نہ سکیم دکھاتے ہیں - نہ انسپکشن کراتے ہیں اور اگر ہم ان پر دستخط نہ کریں تو پھر یہ انتظامیہ کی طرف دوڑتے ہیں - کہ اس کی utilization proper نہیں ہو رہی ہے - آئندہ کے لئے اس پر خصوصی توجہ دی جائے - میں مثال دے رہا ہوں - اور اس سلسلہ میں میں نے چیف انجینئر کو چٹھی بھی لکھ دی ہے - کہ یہ جو 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں - وہ غلط جگہ پر خرچ ہوئے ہیں - لیکن اس کے باوجود یہاں پر لگ گیا ہے - وہ 30 لاکھ روپیہ ہمارے کسی کام کا نہیں ہے - پھر میں یہ عرض کروں گا کہ آٹھ ٹیوب ویل اس سال ہم نے چلائے ہیں - لیکن ٹیوب ویل چلنے کے بعد نصف شہر کی آبادی پانی سے محروم ہے ایک پوری ٹینکی زمین بوس ہو گئی ہے اس میں کریک آ گئے ہیں — اس میں ہم پانی نہیں ڈال رہے ہیں — اب ان ٹیوب ویل کا ہمیں تو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے - میں کمشنر صاحب کے نوٹس میں بھی یہ بات لایا ڈویژنل کوارڈینیشن کمیٹی میں کمشنر صاحب نے باقاعدہ ایس - ای - صاحب سے پوچھا اور ایک انکوائری ٹیم مقرر کی - اب دیکھیں جناب والا - رمضان شریف بھی آ رہا ہے - گرمی بھی ہے - آدھے شہر کا پانی بند ہے - دوسرا یہ کہ جیسا عابدہ بہن نے فرمایا ہے چھٹے پانچ سالہ منصوبہ

میں دریاؤں پر پل بنانے کے کام کو خاص طور پر توجہ دی جائے ۔ جناب والا ۔ جب بہاولنگر تشریف لے گئے تھے وہاں پر ہم نے جناب کو گزارش کی تھی کہ ہمارا پورے کا پورا ضلع پنجاب سے کٹا ہوا ہے صرف دریائے ستلج کی وجہ سے اس میں بھکاں کے مقام پر پل کی سخت ضرورت ہے اور اس کے لیے کہا گیا ہے کہ این ۔ او ۔ سی بھی جاری ہوگیا ہے ۔ اس کے لیے رقم مختص کی جائے ۔ شکریہ ۔

جناب سلطان علی چوہدری — (صدر چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب) — جناب والا میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے ۔ آپ کے فاضل چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کی تقریر سننے کے بعد کوئی گنجائش تو نہیں رہی ہے کہ پانچ سالہ منصوبے کے متعلق کچھ کہا جائے پھر بھی میں چند ایک معروضات پیش کروں گا ۔ امید ہے کہ آپ اس پر توجہ دیں گے ۔ پانچواں پانچ سالہ منصوبہ جون 1983ء میں ختم ہوگا ۔ 4 سال کے فگرز موجود ہیں ۔ لیکن پانچویں سال فگرز ابھی پوری طرح سے نہیں ملے لیکن موجودہ اعداد شمار کو representative figures کہا جا سکتا ہے کہ پانچواں پانچ سالہ منصوبہ میں 90 فیصد تک آپ نے پیداواری صلاحیتوں کو چھو لیا ہے ۔ اور یہ بہت اچھی بات ہے کہ پنجاب کی ہی گورنمنٹ نے تقریباً 100 فیصد اس منصوبہ کو مکمل کر لیا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا اور آپ کو مبارکباد بھی دوں گا کہ اس منصوبہ میں آپ کی حکومت نے 6.2 فیصد جی ۔ ڈی ۔ پی میں اضافہ کر کے ایک منفرد حیثیت حاصل کر لی ہے جو کہ اکثر دوسرے ترقی پذیر ممالک میں اس وقت موجود نہیں ہے ۔ زراعت میں ہماری حد 6 فیصد تھی اور انڈسٹری میں 10 فیصد لیکن زراعت میں ہم نے صرف 4.2 فیصد اور انڈسٹری میں 9 فیصد حد حاصل کی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ کا اتنا فضل ہے کہ ہم نے اگرچہ 25 فیصد اگریکلچر کی حد کم حاصل کی ہے پھر بھی ہم نے ہر چیز وافر پیدا کی ہے ۔ گندم وافر ہے ۔ گنا وافر ہے کپاس وافر ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے اور اس کے ساتھ ہی اگرچہ ہم نے صنعتی پیداوار کو بھی پورا نہیں کیا ہے لیکن اس کے باوجود ہماری صنعتی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے ۔ آپ کے پاس فرٹیلائزر بہت ہے آپ کے پاس شوگر بہت زیادہ ہے یہ چند ایک چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے لیے آپ کی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے ۔ پانچویں منصوبہ کی جو ایک خاص خصوصیت تھی ۔ وہ یہ کہ پانچویں منصوبہ میں کوئی نیا منصوبہ نہیں بنایا گیا ہے ۔ صرف جو پچھلے کام تھے ان کی consolidation کی گئی ہے ۔ اس منصوبہ کو اگر آپ consolidation plan کہیں تو زیادہ مناسب ہے ۔ یہ ترقیاتی پروگرام نہیں ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ 1970ء سے 1978ء تک

جیسا کہ فنانس سیکرٹری نے کہا ہے صرف سالانہ پروگرام ہوتا تھا یہ نہیں پتہ ہوتا تھا کہ کس پراجیکٹ پر کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے۔ اس کی کیا پوزیشن ہے تو جس وقت یہ حکومت 1978 میں آئی اور انہوں نے جب دیکھا کہ بہت سے ایسے منصوبہ جات ہیں کہ جن کی situation کا پتہ نہیں چلتا کہ کتنا خرچ ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے یہ منصوبہ بندی کی کہ ان تمام منصوبوں کو جو کہ ابھی تک شروع ہی نہیں ہوئے ہیں ان کو بند کر دیا جائے اور جو منصوبے شروع ہو چکے تھے۔ ان کو مکمل کیا جائے جیسا کہ ہب ڈیم اور پورٹ قاسم کے منصوبے بالکل Mess میں تھے وہ مکمل کر لیے گئے۔ ایک منصوبہ سٹیل ملز کا تھا جو اگرچہ مکمل نہیں ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اگلے سال مکمل ہو جائے گا اس طرح سے اس منصوبہ میں کامیابی مکمل طور پر حاصل کر لی گئی اب عرض یہ ہے کہ کامیابی کس طرح حاصل کرلی گئی ہے۔ کیونکہ چند ایک وجوہات ایسی ہیں جن سے گمان ہوتا تھا کہ یہ کامیابی ممکن نہیں تھی یہ جو کچھ حاصل کیا گیا۔ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے۔ مثلاً اگر انوسٹمنٹ ریشو کا حساب لیا جائے۔ 1977-78ء میں Invested Ratio 16 فیصد تھی اور خیال یہ تھا کہ اس پلین پیریڈ کے بعد تقریباً 20 فیصد ہو جائے گی۔ لیکن آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ انوسٹمنٹ ریشو صرف 14 فیصد رہی۔ دوسری جو ترقی کے لیے جز ضروری ہے وہ یہ ہے کہ گھر کی بچت ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں بچت کی ریشو سب ممالک سے کم ہے۔ لیکن پھر بھی اس بچت کے نہ ہوتے ہوئے بھی ہم نے یہ ترقی کی ہے اور اب تقریباً 8 فیصد بچت ہوئی ہے اس کے علاوہ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ہمارے ہاں 600 ملین ڈالر تقریباً بیرونی امداد ملتی تھی جو کہ منصوبے میں صرف 200 کروڑ روپے رہ گئی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ 30 فیصد کے قریب ہمیں غیر ملکی امداد ملتی تھی جو کہ اس منصوبہ میں صرف 10 فیصد رہ گئی ہے آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ پہلے چار سالوں میں فی کس آمدنی 4e7 روپے تھی لیکن آخری سال میں ہماری آمدنی فی کس 470 روپے تک بڑھ گئی ہے۔ اس طرح سے افراد زر کا ریٹ 16 سے 6 فیصد تک رہ گیا ہے 78-77 میں 11 فی صد ہو گیا ہے یہ بھی ایک بہت بڑی کامیابی ہے اس طرح سے ہماری ایکسپورٹ 11 فیصد تک بڑھ گئی ہے لیکن جناب چیئرمین میں چند ایک حقائق آپ کی وساطت سے فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ ہماری ایگریکلچرل پروڈکشن 4e2 فیصد بڑھی ہے لیکن ہم نے جو ٹارگٹ

رکھا ہوا تھا اس تک ہم نہیں پہنچ سکے خاص طور پر فی ایکڑ پیداوار کی طرف میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں چاول میں 1977-78 میں - - - -

جناب چیئرمین - صرف دو منٹ اور اس کے بعد پھر آخری سپیکر

جناب سلطان علی چوہدری - جناب پانچ منٹ -

جناب چیئرمین - آپ دس منٹ لے بیٹھے ہیں

جناب سلطان علی چوہدری - جناب والا میں بہت اچھی باتیں بتاؤں گا

جناب چیئرمین - تو آپ کا کیا خیال ہے باقیوں نے خراب باتیں بتائی ہیں - (قہقہے)

جناب سلطان علی چوہدری - چلیں جناب دو منٹ میں ہی ختم کر دیتا ہوں بات یہ ہے کہ چاول کی 1977-78 میں 15ء7 من فی ایکڑ پیداوار تھی آج 14ء22 ہے اس طرح پیداوار فی ایکڑ منفی 8ء85 ہو گئی ہے اسی طرح کماد میں 1977-78 میں 394 من تھی اور اب 307 من ہے جو منفی 87 ہے اور مکئی میں تقریباً برابر کا رہا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ گندم اور کپاس میں آپ نے بہت نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے

جناب چیئرمین گنے کا cycle ہے -

جناب سلطان علی چوہدری - گنے اور چاول میں کمی واقع ہو گئی ہے

جناب چیئرمین - گنے میں آپ اوپر گئے ہیں شوگر میں آپ اوپر گئے ہیں -

جناب سلطان علی چوہدری - جناب والا ماڈرن ٹیکنالوجی میں cycle break کیا جا سکتا ہے وہ کوئی بات نہیں ہے اتنا زیادہ فرق نہیں پڑتا اب آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کمی کس وجہ سے ہوئی یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ موسم خراب تھا یا آپ یہ کہہ سکتے ہیں سائیکل تھا یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ بیج کم تھا یا پلانٹ پروٹیکشن کی وجہ تھی نہیں یہ بات نہیں ہے ہیں ! اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے پچھلے پانچ سال سے موسم بہت اچھا ہے یہ تو اس حکومت کی خوش قسمتی ہے اس کے علاوہ 35 کروڑ کا insecticides بکا ہے فرٹیلائزر بکتا نہیں ہر چیز موجود ہے اس کی کیا وجہ ہے اس کی وجہ جناب والا یہ ہے کہ 88 فی صد کاشتکار جو کہ 63 فی صد زمین کے مالک ہیں ماڈرن ٹیکنالوجی کو خرید نہیں سکتے یا

ان تک ماڈرن ٹیکنالوجی نہیں پہنچی جو چیزیں آپ مہیا کر رہے ہیں 12 فیصد اس کو استعمال کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے یہ ترقی ہوئی ہے اپ کا 88 فیصد سیکٹر بالکل dead ہے آپ دیکھیں آپ کا صوبہ سب سے بڑا صوبہ ہے ذرا غور فرمائیے سندھ کے ساتھ میں آپ کا موازنہ کرتا ہوں 1979-80 میں گندم کی پیداوار 1662 per hectre کلوگرام سندھ میں اور ہماری 1481 کلوگرام تھی چاول کی پیداوار فی ہیکٹر 1817 کلوگرام پنجاب 1408 کلوگرام کپاس 351 کلوگرام ہماری 209 کلوگرام اب آپ غور فرمائیں کہ کس وجہ سے پروڈکشن نہیں بڑھ رہی میرے خیال میں اس ملک کے اندر چھوٹے کاشت کار کے لئے ماڈرن ٹیکنالوجی ڈیولپ ہی نہیں کی گئی ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ آپ کے اعداد و شمار challangeable ہیں کہاں ہیں سیکرٹری صاحب پرسوں ہم آپ کو چیلنج کریں گے ۔

جناب سلطان علی چوہدری ۔ ہاں بالکل چیلنج کریں میں کو آپ اس کا جواب دوں گا ۔

جناب چیئرمین totally challengeable ہیں اپ ہماری بات بھی من لیں ہمارا ایک ایکڑ ان کے تین ایکڑ کے برابر ہے پیداوار کے لحاظ سے ۔ پرسوں ویسے ہم اپ کو چیلنج کریں گے ۔

جناب سلطان علی چوہدری—جناب والا یہ ٹیکنالوجی اپ بتائیں ۔

جناب چیئرمین—نہیں آپ بتائیں ہم تعاون کریں گے ۔

جناب سلطان علی چوہدری—بہرحال جناب اپ دیکھیں ۔

جناب چیئرمین—اس گھنٹی بج گئی ہے اب پرسوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سلطان علی چوہدری ۔ بس جناب میں اب ختم کرتا ہوں پنجاب میں 1978-79 میں 43 کروڑ ایگریکلچر کی مد میں رکھا گیا تھا اپ نے 31 کروڑ روپیہ استعمال کیا پھر 47 کروڑ کی جگہ 26 کروڑ روپیہ استعمال کیا گیا اور 80 میں 45 کروڑ کی جگہ 34 کروڑ استعمال کیا تو یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ایگریکلچر پروڈکشن کم ہو رہی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ سلطان صاحب یہ اعداد و شمار اپ کہاں سے لے آئے ہیں ۔

جناب سلطان علی چوہدری میں اعدادوشمار لے آیا ہوں مگر اپ ایک بات من لیں پھر میں بات ختم کرتا ہوں

(قطع کلامیاں)

جناب خاقان بابر - (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی)
جناب والا - پوزیشن یہ ہے کہ بڑی اچھی تقریریں ہوئی ہیں اور بڑے ہی درد دل کا اظہار کیا گیا ہے ہر بولنے والے نے اپنے اپنے علاقے کی بات کی ہے کچھ مجموعی انداز میں میرے بھائی نے ابھی بات کی تھی کہ کسی منصوبے کا تجزیہ کرنے کیلئے اس پر تبصرہ کرنے کیلئے پہلے اس کی نوعیت کو جاننا چاہیئے۔ پھر اس کی تاریخ کو دیکھنا چاہیے کہ کن حالات میں وہ منصوبہ بنا کن مشکلات میں اس پر عملدرآمد کیا گیا اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے یہ پانچ سالہ منصوبہ قومی منصوبہ ہے یہ صوبائی منصوبہ نہیں ہے اس میں صوبے کا ایک حصہ ہے اور یہ بڑی بد ذوقی کی بات ہے کہ پنجاب ، سندھ اور دوسرے صوبوں کا اس طریقے سے مقابلہ کیا جائے یہ بھی میرے خیال میں کوئی خوبصورت بات نہیں ہے میں معذرت کے ساتھ اپنے بھائی سے کہہ رہا ہوں - حضور والا - میں آپ کی توجہ کا طالب ہوں - جس وقت پاکستان معرض وجود میں آیا جس وقت ہم نے آزادی حاصل کی اس وقت یہ خیال کیا گیا کہ منصوبہ ضرور ہو کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکیں گے ہم ترقی نہیں کر سکیں گے چنانچہ صدر ایوب خان مرحوم کے دور میں منصوبوں پر بھرپور دھیان دیا گیا اس کے بعد ایک دور چھ سال کا آیا اور یہ دور جو 71ء سے لیکر 77ء تک کا تھا یہ سیاسی افراتفری اور سیاسی انتشار کا دور تھا میں betray نہیں کرنا چاہتا اس میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ کوئی منصوبہ ہی نہ رہے تو معاملات دگرگوں تھے قومی خزانہ خالی تھا نوٹ پر نوٹ چھپتے رہے مالی حالات خراب تھے ملک کی صورتحال بہت خراب تھی تو جناب والا - ان حالات میں 1977ء میں جب موجودہ حکومت نے take-over کیا تو اس کے بعد 1978ء میں یہ منصوبہ پہلی دفعہ بنایا گیا میرے بھائی نے کہا ہے کہ یہ ترقیاتی منصوبہ نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ یہ نئے سرے سے ایک بنیادی منصوبہ ہے اس منصوبہ میں پچھلے دور میں پچھلی حکومت نے سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے without any planning, without any financial arrargements کچھ منصوبوں کا آغاز کیا نہ ہی ان کے پاس روپے کا کوئی انتظام تھا نہ ہی ان کی کوئی پلاننگ تھی اور نہ ہی کوئی طریقہ کار تھا اور انہوں نے اسکو شروع کر دیا بہت سا روپیہ منجمد ہو گیا اس سے یہ صورتحال پیدا ہوگئی کہ اگر اسکو نہ بنایا گیا تو تب بھی نقصان ہے فنانس کا کیا انتظام کیا جائے تو یہ جو منصوبہ تھا -

جناب سلطان علی چوھدری — میرا خیال ہے کہ ہمارے فاضل دوست نے اپنی لمبی تقریر شروع کر دی ۔

جناب چیئرمین — نہیں ۔ سلطان صاحب آپ بیٹھیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

جناب خاقان بابر — جناب والا ۔ میں اس بنیادی منصوبہ کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک بنیادی منصوبہ تھا میں اسے مختصر کرونگا میں اسے لمبا کرنے کی کوشش نہیں کرونگا ۔ تو جناب بنیادی منصوبہ اسوقت پیدا کیا گیا اسوقت ایک تعطل آگیا تھا منصوبہ بندی ٹوٹ چکی تھی نئے سرے سے ان کا آغاز کرنا تھا کہ اسکو بنیادی منصوبہ کی شکل دی جاسکے اس بنیادی منصوبے پر کن حالات میں بنانے کے بعد اس پر عمل کیا گیا اس کی جناب والا ۔ کچھ تفصیلات آگئی ہیں اور میں مزید تفصیل میں نہیں جاؤنگا ایک موٹی بات کرتا ہوں کہ بین الاقوامی کساد بازاری موجود ہے national and international inflation موجود ہے اور تمام مشکلات جو ممکن ہو سکتی تھیں وہ بھی موجود تھیں اس کے باوجود اس پر عمل کیا گیا اور کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا جس کا جناب والا ۔ یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ آج وہ گاڑی اقتصادی گاؤں کی گاڑی جو پٹڑی سے اتر چکی تھی وہ آج پھر اپنی پٹڑی پر آچکی ہے اور آج ہم کامیاب ہیں کہ نئے منصوبے میں داخل ہو رہے ہیں اور ہم ترقی کی منازل پر آچکے ہیں جہاں ہم آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں گے تو جناب والا میں گزارش کرنا چاہونگا کہ اس منصوبے کے اختتام پر یہ باتیں بالکل واضح ہیں ۔ جناب والا میں قوم کو مبارکباد دونگا آپ کو مبارکباد دونگا قومی سطح پر بات کرتے ہوئے مبارکباد دونگا ہم اس منصوبے کے دوران خوراک میں خود کفیل ہوئے ہیں اس منصوبے کے دوران ہم گندم میں خود کفیل ہوئے ہیں اس منصوبے کے دوران چاول ایکسپورٹ کرنے لگے ہیں اس منصوبے کے دوران چینی میں خود کفیل ہوئے ہیں خود کفیل ہی نہیں ہوئے بلکہ اسے ایکسپورٹ کرنے لگے ہیں اس منصوبے کے دوران ہمارے ملک نے تقریباً خود کفالت حاصل کرلی ہے ولائتی کھاد میں خود کفالت حاصل کر لی ہے ہم نے ترقی کی منازل طے کر لی ہیں بنیاد بن گئی ہے جناب والا ۔ اب اصل بات چھٹے منصوبے کی بات ہے یہ جو چھٹا منصوبہ بن رہا ہے ہمارے لئے سب سے زیادہ خوش آئندہ بات یہ ہے اور میں نے کل بھی عرض کیا تھا میں صدق دل سے بات کرتا ہوں کہ میں بہت خوش ہوں کہ یہ بلدیاتی تجربہ بہت کامیاب رہا ان لوگوں نے بڑی محنت کی ہے ان لوگوں نے ہماری لاج رکھی ہے اور ہماری عزت رکھی ہے میں کہتا ہوں کہ حکومت کا

جو نقطہ نظر ہے وہ یہ ہے کہ اس چھٹے منصوبے کو بنانے کے سلسلے میں ان لوگوں کا تعاون لیا جائے ان کا مشورہ لیا جائے یہ ان کی بنیادی چیز ہے جو پہلے کبھی نہیں تھی یہ بیوروکریٹ فیصلہ نہیں کرے گا زمین پر جو لوگ ہیں وہ دیکھیں گے کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے زمین کی ضروریات کیا ہیں زمین کے لوگوں کے مطالبات کیا ہیں اور زمین پر کیا کچھ ہونا چاہیئے وہ ان حالات کے مطابق منصوبے بنا کر تجاویز پیش کریں گے جس کے کرنے والوں کو دیکھنا ہوگا کیونکہ یہ وہ آنکھیں ہیں جو زمین پر دیکھتی ہیں یہ وہ آنکھیں ہیں جو اصلی بات کو جانتی ہیں تو اس عمل کے نقطہ نظر سے انشاءاللہ یہ چھٹا منصوبہ بہت کامیاب ثابت ہوگا ۔

جناب والا ۔ ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عقلمند آدمی دوسروں کے تجربے سے سیکھتا ہے عقلمند آدمی ماضی کے تجربات سے سیکھتا ہے اور بیوقوف جوتے کھا کر سیکھتا ہے اور دوسرں کے تجربات سے کبھی نہیں سیکھتا ہے میں تفصیل میں نہیں جاونگا صرف اتنی وضاحت کروں گا کہ جب سے پاکستان بنا تھا سب سے زیادہ ترقی صدرایوب خان کے دور میں ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود گڑبڑ ہوئی تو میں اس پر غور کرتا رہا کہ یہ مسئلہ کیا ہے معاملہ کیا ہے تو مجھے تو یوں نظر آیا کہ ایک باپ اپنے بچوں کے لئے گھر بناتا ہے کاشانہ بناتا ہے ان بچوں کے اختیارات میں کٹوتی لازمی بات ہے بچوں کی ضروریات گھٹتی ہیں بچے ناراض ہوتے ہیں اور بیشک احتجاج بھی کرتے ہیں اور یہی اس قسم کا حل ترقی پذیر اقوام کا بھی ہے کہ جو حاکم وقت ہوتے ہیں ان کے سامنے مستقبل کے حسین نقشے ہوتے ہیں وہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل اکٹھے کرنا چاہتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ اکٹھا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس حسین نقشے کو مکمل کر سکیں تو جناب والا ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے حال کی مشکلات نظرانداز ہو جاتی ہیں تو لوگ اس پر agitate کرتے ہیں لوگ اس پر غلط طیش میں آ جاتے ہیں اور جناب والا ۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے یہ سارے ترقی پذیر ملکوں کا حال ہے بیشک محب الوطن لوگوں نے صحیح لوگوں نے بڑی ہوشمندی سے حکومت کی مشکلات کو محسوس کر لیا ہے ۔ یقریباًعام آدمی یہ نہیں سوچتا کہ اسے کیا ملے گا اور ملک کو کیا حاصل ہوگا وہ حساب کتاب کے گورکھ دھندوں میں نہیں جاتا وہ تو اپنے ہی بجٹ کی بات کرتا ہے کہ میرے معاملات کیا ہیں جب وہ اس جھگڑے میں پڑھتا ہے تو زیادہ مشکلات سے تنگ آ کر اس کی پریشانی بڑھتی ہے اس کا دشمن فائدہ اٹھاتا ہے اور ترقی پزیر ممالک کو نقصان ہو جاتا ہے اس

لئے مجھے امید واثق ہے کہ میری اس اپیل کو میری ان گزارشات کو ذہن نشین رکھا جائے گا کہ مستقبل کا خواب دکھاتے دکھاتے کہیں حال کو نہ خراب کر دیا جائے اور ایسا نہ ہو کہ حال کی مشکلات ایسی ہوں کہ دشمن ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے اور ہمیں حال اور مستقبل کے درمیان ایک توازن قائم کرنا چاہیئے انشاء اللہ پروردگار ہمارا حامی وناصر ہوگا۔

جناب چیئرمین—میرے خیال میں اب کافی وقت ہو گیا ہے اس لیے اب میں چیئرمین پی اینڈ ڈی سے کہوں گا کہ اسے sum up کر دیں۔

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں—جناب والا میں عرض کروں گا کہ اربن ڈویلپمنٹ ایک اہم شعبہ ہے اور وہ ابھی تک زیر بحث نہیں آیا جس طرح حکومت نے رورل ڈویلپمنٹ کی طرف خاصی توجہ کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اربن ڈویلپمنٹ کی طرف اتنی توجہ نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین—نہیں دو چیئرمین صاحبان اور دو میئر صاحبان بولے ہیں۔

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں—جناب والا لوکل سطح پر بات ہوئی ہے میں چاہتا ہوں کہ ہمیں بتایا جائے کہ جو پیسہ مختص کیا جاتا ہے اس کا زیادہ حصہ نین ڈویلپمنٹ اتھارٹیز پر خرچ ہوتا جاتا ہے جس طرح آپ نے دیہاتی حلقے کے لیے weightage مقرر کیا ہے اس لئے میری گزارش ہے۔

جناب چیئرمین—وہ تو کہہ چکے ہیں میرے خیال میں آپ نے سنا نہیں اس کے بارے میں تو کہا جا چکا ہے اب میں چیئرمین پی اینڈ ڈی سے کہوں گا کہ اسے اب sum up کر دیں

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کا تبصرہ

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ — جناب میں عرض کروں کہ جناب اکرم صاحب نے اور معزز ممبران نے سوالات اٹھائے ان میں سب سے اہم سوال یہ تھا کہ دیہی علاقوں کے لئے جو weightage ہے وہ اب تقریباً اسی فیصد تک لے جانا چاہیئے میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ جو میں نے اعداد و شمار چوالیس فیصد، ساٹھ فیصد یا پینسٹھ فیصد بتائے تھے ان میں وہ رقم شامل نہیں ہے جس کے درمیان اربن رورل تقسیم نہیں ہو سکتی اس کے علاوہ بھی کچھ ایسی رقومات ہیں جو کہ دیہی علاقوں کو پہنچائی جاتی ہیں۔

دوسرا سوال کہ خصوصی گرانٹ رورل روڈز کو maintain کرنے کیلئے دی جائے تو اس بارے میں ہمارا یہ خیال ہے کہ صوبے کے پاس اتنے زیادہ فنڈز نہیں ہونگے کہ وہ ان سڑکوں کو maintain کر سکیں یہ ضلع کونسلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سڑکوں کو روڈ user charges یا اور دوسرے قسم کے فنڈز raise کرکے حتی الوسع maintain کریں

تیسرے بجلی کے متعلق کہا گیا ہے کہ بجلی کی بھی ترجیحات کی تعیناتی ضلع کونسل کریں ہماری حتی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ یہ جو ابھی ترجیحات ہیں وہ disturb نہ ہوں اور اس کی دقت صرف یہ ہے کہ اس کا گیارہ سو کے وی کا نقشہ صحیح نہیں ہوتا بعض دفعہ لسٹ میں تبدیلی آ جاتی ہے لیکن اب یہ تبدیلی بھی صرف وہاں کی جاتی ہے جس کی ضلع کونسل نے پہلے ہی منظوری دی ہو اور ان کی ترجیحات کو حتی الوسع سامنے رکھا جائے گا ۔

پرائمری سکولوں کی تعلیم کو لازمی کرنا ۔ میرے خیال میں اس کی بھی بہت سی مشکلات ہوں گی کہنا تو آسان ہے لیکن اس کو practically implement کرنا بہت مشکل ہوگا تو جناب والا ۔ میں لوکل کونسلر صاحبان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے میں ہماری کچھ مدد کریں اور لوگوں کو ترغیب دیں کہ وہ پرائمری تعلیم کی طرف توجہ دیں ۔

ضلع وہاڑی سے جناب زاہد صاحب نے سڑکوں کے نقشے کے متعلق فرمایا تھا ۔ اور یہ بہت ہی اہم نقطہ تھا ہم نے اس پر تفصیلی جائزہ لیا ہے اور ہر ضلع کی ہر ایک سڑک کو ایک نقشے میں شامل کیا جا رہا ہے تاکہ ہر ضلع کے متعلق نقشہ ہو نقشے میں تمام سڑکیں خواہ وہ رورل سڑکیں ہوں یا ضلع کونسل کی سڑکیں ہوں خواہ وہ from farms to market روڈز ہوں یا ہائی ویز کی سڑکیں ہوں سب کی سب دکھائی جائیں تاکہ ضلع کونسل جب یہ فیصلہ کرنے لگے کہ انہوں نے کونسی سڑکوں کو اپنے پروگرام میں رکھنا ہے تو وہ نقشہ یا ماسٹر پلان ان کے سامنے ہو۔

ان کا جو دوسرا نقطہ تھا وہ تھا دس فیصد کے حساب سے چھ سو کروڑ روپے کا تھا میرے خیال میں یہ اعداد و شمار ابھی تبدیل ہو رہے ہیں اس کے بارے میں میں ابھی اس وقت بات نہیں کرنا چاہتا ۔

جہاں تک بجلی کی تقسیم کا تعلق ہے ۔ اس کو خالی آبادی کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا نہ ہی اتنے فنڈز ہو سکتے ہیں اس کا گیارہ سو کے ۔ وی ۔ لائن سے دور یا نزدیک ہونا اس پر دار و مدار ہے کہ اس پر کتنا خرچ آتا ہے ہم جوں جوں بجلی کی گیارہ سو کے ۔ وی ۔ لائن سے

آدھے میل کے پرے جا رہے ہیں توں توں اس پر خرچہ بڑھ رہا ہے اور جو دیہات ہیں ان کی کم تعداد electrify ہو سکے گی۔

جناب والا بیگم صاحبہ نے سیالکوٹ سے نالوں کے بارے میں سوال اٹھایا تھا۔ یہ بہت مشکل مسئلہ ہے۔ فلڈ کنٹرول کے سلسلہ میں یہ ہے کہ ابھی ہمارے پاس کوئی adequate data نہیں ہے کیونکہ پلکھو، بسنتھر ایک یا ڈیک جو اس قسم کے نالے ہیں جو کہ flash flood stream ہیں ان کے اوپر پل بنانا آسان کام نہیں ہے چند ایک جگہوں پر پل ہیں باقی جو مسئلہ ان پلوں کا ہے تفصیلاً اس کا جائزہ لیا جائیگا۔ میں نے یہ نکتہ یہاں پر نوٹ کر لیا ہے۔

اس کے بعد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ نے سوال اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ repair کے لیے فنڈز دیئے جائیں۔ repair کے لیے فنڈز ترقیاتی بجٹ سے نہیں دیئے جاتے۔ جہاں تک ضلع کونسلوں کی اپنی سڑکوں کا تعلق ہے وہ ان کو خود maintain کریں۔ ابھی تک یہی پالیسی ہے۔

دوسرا ان کا نکتہ بہت اہم ہے یہ کہ جو پرانے سکولز ہیں ان کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ نئے سکولوں کی طرف توجہ دیں۔ اس کے اوپر ہم نے بہت حد تک پہلے بھی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بہت سے سکولز ہیں جن کی بلڈنگیں نہ تھی ان کو مسجدوں مدرسوں میں شفٹ کیا ہے۔ پھر اپنی مدد آپ کے تحت ہم کمیونٹی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں سکولوں کی بلڈنگز بنا کر دیں تاکہ جو ہمارا back-log ہے باقی ماندہ جو ہے اسکو ہم پورا کر سکیں۔ اور اس کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔

اس کے بعد ایک معزز رکن نے فرمایا کہ سڑکوں کا coordinated پروگرام ہونا چاہیے اس کے بارے میں میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ یہ نقشہ اگر آپ کے سامنے ہو تو آپ کو معلوم ہو کہ کونسا شعبہ ہے کونسا کام کر رہا ہے یا کونسا کام کر چکا ہے۔ یہ coordinated پروگرام جو ہے بہت اچھی طرح سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ زراعت کے بارے میں انہوں نے فرمایا first five package deal میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی چیزیں انہوں نے کہیں ہیں ہم پہلے ہی ان پر بہت توجہ دے رہے ہیں۔ سسبانگہ ہے یا کیاری ہے یا اس کی جڑی بوٹیاں نکالنے کا کام ہے۔ تمام extension کا کام۔ یہ جو زرعی توسیع کا کام ہے حتی الوسع زیادہ سے زیادہ ہم اسکو encourage کر رہے ہیں تاکہ تمام کام اچھی طرح سرانجام دیں۔ چوتھا سکولوں کی لوکیشن کا تھا وہ پہلے ہی ضلع کونسل کی معرفت ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں ایسی کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے۔

ایک معزز رکن جو ڈسٹرکٹ کونسل سرگودھا سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہاں کوئی یونیورسٹی نہیں ہے ۔ جناب گورنر نے اس کے متعلق احکامات فرما دیئے ہیں ۔

پھر ایک معزز رکن نے کہا کہ عام دیہاتی کے بچے کو تعلیم سے بہرہ ور ہونا چاہیے ۔ یہ بہت ہی ضروری بات ہے کیونکہ جو ہماری investment in human capita ہے جب تک یہ نہیں ہوگی تب تک ہماری زراعت میں کبھی بھی پھل نہیں آ سکتا ۔ جب ہم چاہتے ہیں اور ہماری بھی حتی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ ہم اس کی طرف کافی توجہ دیں ۔

جہاں تک ٹیچر ٹریننگ کا تعلق ہے اس پر ہم چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں خاص طور توجہ دیں گے تعلیم بالغاں کے لئے پراجیکٹ میجر کا مسئلہ نہیں ہے ۔ نہ ہی مسئلہ ان کو چیئرمین یونین کونسل کے ماتحت کرنے کا ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب تک تمام لوکل کونسلیں ہماری مدد نہیں کریں گی ۔ رضا کارانہ انجمنیں ہماری مدد نہیں کرینگی تعلیم بالغاں کا مسئلہ آگے نہیں چل سکتا ۔ یہ انقلابی چیز ہونی چاہیے ۔ یہ ایک تحریک کے طور پر ہونی چاہیے ۔

اس کے بعد دیہی صحت کے مراکز پاپولیشن phase کی بنیاد پر ہونے چاہئیں ۔ ہمارا بھی جب شروع میں پروگرام تھا وہ یہ تھا کہ دس ہزار کی آبادی پر مراکز ہوں کیونکہ ہمارے اتنے وسائل نہیں تھے اس لیے پہلے phase میں بیسک ہیلتھ یونٹ کو یونین کونسل کے اوپر رکھا گیا کہ ہر ایک یونین کونسل میں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ ہو جب یہ phase ختم ہو جائے گا تو دوسرے phase میں دس ہزار کی آبادی تک اس کو لانے کی کوشش کی جائے گی ۔

جہاں تک ادویات کی خریداری کا مسئلہ ہے مجھے یقین ہے کہ سیکرٹری ہیلتھ صاحب نے اس کو نوٹ فرما لیا ہوگا لیکن مقامی پرچیز کی ٹوٹل اجازت نہیں ہو سکتی ہے ۔ اس کی خاص فیصد شرح ہوتی ہے جس کے تحت مقامی پرچیز ہو سکتی ہے ۔

فیصل آباد سے جناب صدیق سالار صاحب نے فرمایا ہے کہ کرایوں کی بلڈنگز ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا ایک میجر پروگرام گورنمنٹ آفس بلڈنگز بنانے کا ہے اس پر بہت زیادہ توجہ دی جائے گی خاص طور پر نئے اضلاع کے لئے in fact بہت سے جو نئے اضلاع ہیں جو سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے وہ بہت جامع ہے اس میں ان پر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کی جا رہی ہے تاکہ جلد از جلد جو دفاتر ہیں وہ ان بلڈنگز میں چلے جائیں ۔

جنگلات میں سیر گاہوں کی بات انہوں نے فرمائی ۔ یہ پوائنٹ میں نے نوٹ کر لیا ہے ۔ باقی پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا مسئلہ ہے اپ گریڈ کرنے کی بہت ڈیمانڈ ہے ۔ گذارش یہ ہے اپ-گریڈیشن کسی basis پر ہوتی ہے یہ نہیں کہ سکولوں کو اپ گریڈ کر دیا جائے ۔ کتنے سکولز ہیں کتنے ان میں طلبہ کی تعداد ہونی چاہیئے ۔ آیا اس کے لیے دوسری سہولتیں جو ہیں وہ کمیونٹی دینے کے لئے تیار ہے ۔ ان تمام basis کے اوپر جا کر اس کی اپ گریڈیشن کا جو مسئلہ ہے وہ طے ہوتا ہے ۔

سیدہ عابدہ صاحبہ نے جھنگ سے بہت اہم نکتہ اٹھایا ہے یہ آبادی سے متعلق ہے ۔ آبادی کی جو شرح ہے 3 فیصد پنجاب کی ہے تقریباً 27 فیصد یا اس سے کم ہے لیکن جو نیشنل اکاونٹس ہیں وہ صرف قومی سطح پر بنتے ہیں ۔ ڈویلپمنٹ میں پروڈکشن سیکٹر میں یا over all growth rate کا ہے وہ صوبائی سطح پر نیشنل اکاونٹ نہیں بنتے نہ ہی ان کی اجازت ہے وہ شرح قومی سطح پر پانچ سال کے لیے 6.2 preliminary and tentatively ہے ۔ اگر یہ شرح 6.2 ہے تو آبادی سے بہت زیادہ ہے ۔ اگر یہ شرح درست ہے تو پنجاب کی صورت میں بھی یہ شرح تقریباً لاگو آئے گی ۔ جہاں تک پیداوار کا تعلق ہے ۔

دوسرا مسئلہ ہے تحقیقاتی کوشش کا ۔ یہ بہت اہم نکتہ تھا ۔ ہم نے صرف حکومتی اداروں سے بلکہ حتی الوسع جو ادارہ کسی قسم کی تحقیقات میں ہماری مدد کر سکتا ہے اسکی خدمات ضرور حاصل کریں گے ۔ جس میں یونیورسٹی ہو اور دوسری انسٹی ٹیوشن شامل ہوں ۔

پرائیویٹ پاورز سپلائی کا جو مسئلہ رورل ایریا میں تھا ۔ اس میں واپڈا کی main دقت ۔ وہ یہ کہ کس ریٹ پر بلک پاورز سپلائی جو ہے وہ خریدے ۔ یہ مسئلہ زیر غور ہے ۔ کل اس پر بحث ہوئی ہے ۔ ابھی تک اس کا کوئی فیصلہ ہو نہیں پایا ۔

رورل سینی ٹیشن کا پروگرام بہت important ہے ۔ ہم پہلے ہی چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں اس پر کافی توجہ دیں گے اس پر کافی زور دیا جائے گا ۔

اسکے بعد انتظامی صلاحیتوں کی ترقی کا تھا ۔ اس میں sectoral allocation کی بات نہیں تھی ۔ ہمارا خیال یہ تھا جو بھی ہمارے پاس اس وقت infrastructure ہے ٹریننگ انسٹی ٹیوشن میں وہ ہمارے اپنے NIPA ہے وغیرہ مختلف ڈیپارٹمنٹ کے ہیں ان کو استعمال کیا جائے ان کے علاوہ مختلف

محکموں سے ہم نے گزارش کی ہے کہ اپنے اپنے محکمہ کے اندر اس قسم کی صلاحیت پیدا کریں۔

in service training پروگرام جو ہے وہاں بھی یہ جا سکیں۔ تمام سطحوں پر اور خاص طور پر لوکل کونسلوں کیلئے اور ممبران ضلع کونسل کیلئے ہم نے خاص پروگرام مرتب کئے ہیں تاکہ ان کی انتظامی صلاحیتوں میں اضافہ ہو سکے۔

سمال انڈسٹریز کی جو bifurcation کا مسئلہ ہے یہ نکتہ میں نے یہاں نوٹ کر لیا ہے لیکن یہ بھی غور سے دیکھنے والی چیز ہے۔ لیکن اہم چیز یہ ہے کہ کاٹیج انڈسٹریز کو بہت زیادہ اہمیت دیں گے۔ اس پر ہمارا پورا زور ہوگا۔

برجز کے بارے میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہی ہم نے اس پر کافی کوشش کی ہے۔ طالب والا جھنگ کے قریب ایک برج اور بھی بن رہا ہے۔ یہ جو کراسنگ ہیں ان کا مسئلہ زیر غور ہے اور انشاءاللہ نئے پل تعمیر کئے جائیں گے اس چھٹے منصوبے میں۔

جناب غضنفر علی نے بھکر سے کہا ہے کہ نئے اضلاع کو خصوصی گرانٹ دی جائے۔ جو پیسوں کی تقسیم ہے اسکی ایک weightage ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا اس کے کچھ معیار ہیں اس کے مطابق پیسے دیئے جاتے ہیں۔ اکثر اضلاع ایسے ہیں جن کو ہم نے کافی پیسے دئے ہیں۔

میئر راولپنڈی کارپوریشن نے تعلیمی ایلوکیشن کے لیے فرمایا تھا۔ ہم نے اس میں رورل اربن کی کوئی تفریق نہیں کی۔ لیکن جیسے آبادی کے مطابق ہی پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن distribute ہوگی۔ اس کے بعد ٹریفک کے دباو اوور ہیڈ برجز اور انڈر گراؤنڈ پاسز بہت ہی مہنگی چیزیں ہیں۔ اس طرح کے پروگرام لیکن اس کے چھٹے منصوبے میں ہیں جن کو ہم نے اس وقت زیر غور رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد جو فگر آپ نے quote کی وہ میرے خیال میں 121 کی نہ تھی بلکہ اربن ڈویلپمنٹ کے لیے 184 کی تھی اور وہ " کی جائے گی " والی بات نہ تھی بلکہ ہو چکی ہے۔ کیونکہ چھٹے منصوبے کے میں نے کوئی اعداد و شمار ساری وضاحت کرتے ہوئے نہیں دئیے۔ لیکن آپ کا یہ تصور درست ہے کہ وہ رقم زیادہ تر ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے متعلق تھی۔ اب ہم اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں کہ اربن ڈویلپمنٹ کو زیادہ broad based کیا جائے۔

جناب چیئرمین ۔ آپ پراجیکٹس بنائیے۔ یہ بڑا لازمی ہے۔ یہ

کہہ دینا کہ پیسہ دیں ، کہاں دیں پراجیکٹس بنائیں ۔ پراجیکٹ بائی پراجیکٹ آ جائے گا ۔ پھر انشاءاللہ اس پر ہم آپ کو آگے چلائیں گے ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات — جناب مغل صاحب نے کہا کہ پرانی ڈھوکوں کو بجلی نہیں پہنچائی جا رہی ۔ ہم نے ان کا سب کا ایک منصوبہ بنایا ہوا ہے systemetically ہر ایک کو پیسہ دیا جا رہا ہے تاکہ جو ڈھوکیں رہ گئی ہوئی ہیں ان کو جلد از جلد مکمل کر کر لیا جائے ۔ اب تک جتنے بھی گاؤں ہیں بجلی پہنچائی جا رہی ہے ۔

شیخ غلام حسین ۔ آپ کا جو ارشاد ہے کہ پراجیکٹس بنائے جائیں ۔ تو آئندہ پانچ سالوں میں جو پہلا سال ہے ۔ اس کے لیے کوئی مدت ہے کہ فلاں تاریخ تک ہم پراجیکٹ دے دیں ؟

جناب چیئرمین ۔ وہ آپ بناتے رہیں ۔ وہ تو ایک پراسیس ہے ۔ وہ چلتا رہے گا ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات— اس کے بعد ڈسٹرکٹ کونسل راجن پور سے ایک تو Hill Torrents کی بات ہوئی ۔ Hill Torrents نیچے آ کر manage نہیں ہو سکتے ۔ ان کو اوپر سے ۔ ٹاپ پر manage کرنا پڑتا ہے ۔ پانی ایک دفعہ نیچے آ جائے تو پھر وہ کنٹرول نہیں ہو سکتا ۔ ''آباد'' اس پر سروے اور انوسٹی گیشن کر رہا ہے ۔ دوسری تھی کاہا Torrents ۔ اس کے بارے میں میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ نیس پاک اس پر کام کر رہا ہے اور مئی 1983ء تک ان کی رپورٹ آ جائے گی جس کے بعد فیڈرل اے ڈی پی میں اس کے لیے فنڈ دیے جائیں گے ۔ بیگم صاحبہ نے بہاول پور سے چند ایک سوالات اٹھائے تھے ۔ میں نے وہ تمام نوٹ کر لیے ہیں اور جن جن پیسوں کی سماجی بہبود یا سوشل ویلفیر کے کاموں کے لیے پروگرام کے لیے ضرورت ہو گی وہ ہم حتی الوسیع مہیا کرنے کی کوشش کریں گے ۔ جہاں تک جوبلی فاطمہ ہسپتال کے شہر کے وسط سے باہر لے جانے کا تعلق ہے ، دقت یہ ہے کہ وہاں زمین میسر نہیں ہے ۔

سیٹھ محمد عبید الرحمٰن — گورنمنٹ نے ہمیں لکھا تھا کہ یہ پراپرٹی ہماری ہے ۔ انہوں نے لکھا تھا کہ ہم اس کی بازاری قیمت بتائیں ۔ وہ ہم نے چھتیس لاکھ لکھا ۔ گورنمنٹ نے کہا کہ دو لاکھ دیں گے ۔ ہم نے کہا کہ آپ اگر اچھا ہسپتال دے دیتے ہیں تو جو چاہے ، دیں ، ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے ۔ بیگم صاحبہ کو اس کا علم نہ تھا ، اس لیے انہوں نے یہ سوال کیا ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات—چلیے ۔ اس کے بعد اپاہج بچوں کے بارے میں آپ نے جو فرمایا ، اس کا بھی ایک distinct پروگرام تیار کیا

گیا ہے - چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل بہاول پور نے فرمایا کہ پس ماندہ علاقوں میں زیادہ فنڈ دیے جائیں ، rotate کیے جائیں - میں نے تو ساری بات ہی یہ کہی ہے کہ جہاں تک پسماندہ علاقوں کا تعلق ہے ان کو ہم زیادہ سے زیادہ پیسے دیں گے - اور اس میں میں نے چولستان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے - اس کے بعد چیئرمین ضلع کونسل بہاول نگر نے جو ارشادات فرمائے ، اس کے بارے میں تو پہلے ہی بحث ہو چکی ہے - چوہدری سلطان صاحب نے جو نکات اٹھائے وہ صوبہ پنجاب کے بارے میں نہ تھے - جو انہوں نے اعداد و شمار بتائے وہ قومی سطح پر تھے - لیکن میں ان سے دو تین گزارشات کرنی چاہتا تھا - ایک تو یہ کہ زراعت کا national growth rate جو انہوں نے accept کیا ہے ، وہ 4.6 فی صد ہے - دوسرا یہ ہے کہ جو investment ratio ہے ، مجموعی سرمایہ کاری کی جو ریشو ہے ، وہ فنکشن ہے آپ کی ملکی بچتوں کا - as a function of domestic saving - جو آپ کی ڈومیسٹک سیونگ ہے ، وہ 10 فی صد ہے - 14 over all investment ratio فی صد سے اوپر نہیں ہو سکتی - لیکن اس پر قومی سطح پر بھی کل بہت اہم غور و خوض ہوا ہے اور اس پر چند ایک بہت اہم فیصلے کیے گئے ہیں - اس کے ساتھ جو آپ نے inflation ratio 6 فی صد کہا ہے ، تو 6 فی صد ریٹ کو manage کرنے کے بہت سے مسائل ہیں - کچھ آپ نے چاولوں ، کماد وغیرہ کے بارے میں فرمایا - میرے خیال میں نگرز تو ہم بعد میں بھی طے کر لیں گے - لیکن میں چند نگرز آپ کو دے دیتا ہوں تاکہ آپ بھی اس پر غور فرمائیں -

جناب خاقان باہر — 1977ء سے پہلے ، 1976ء میں چاولوں کا rate of inflation کیا ہے ؟

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات—میں ابھی نگرز آپ کو عرض کر دوں گا - 15 یا 16 فی صد ہے میں عرض کر رہا تھا ، جہاں تک چاولوں کا ذکر تھا ، آپ تو خیر ماہر ہیں ، اس کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے تھا ، باسمتی اور اری - جہاں تک باسمتی کا تعلق ہے ، 1978-79ء کے مقابلے میں پنجاب میں 78 figure acceleration فی صد ہے - پچھلے base period کے اوپر - یعنی اگر 1977-78ء کے اوپر 1982-83ء کو لیں تو 78 فی صد ہے - جو draught ہے وہ اری میں ہے اور یہ ان کا آخری سال میں ہے - لیکن اری کے جو پہلے چند سال ہیں وہ بھی اچھے ہیں - اگر آپ peak figures لیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس پیریڈ کی باسمتی کی percentage کا جہاں تک تعلق ہے اس کی نگر بنتی ہے 87 فی صد acceleration اور جہاں تک اری کا تعلق ہے اس کی بھی ، باوجود ان تمام

دقتوں کے جن کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں ، 16.75 فی صد زیادتی کی فکر رہی ہے - اس پانچ سال میں if you take the peak figures اور چاول کی جو 1 over ریشو 13.20 فی صد ہے - تو یہ چاولوں کے بارے میں تھا -

جناب سلطان علی چوہدری - جناب والا ، میں چاولوں کی مجموعی پیداوار کے متعلق نہیں کہہ رہا - میں per acre yield کے متعلق بتا رہا تھا -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات - میں عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ مہربانی کریں اور peak figure لیں -

جناب سلطان علی چوہدری - میں عرض کر دوں کہ یہ آپ کے اپنے statistics ہیں -

جناب چیئرمین - یہ آپ کو کل یا پرسوں فگرز دیں گے -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات - دوسرا آپ نے جو ماڈرن ٹیکنالوجی کا سوال اٹھایا ہے ، وہ آپ مہیا نہیں کر سکتے - اس وقت صرف بارہ فی صد کے لیے ، 78 فی صد کے لیے نہیں - ہم نے پہلے ہی اس نکتے پر کام کرنا شروع کیا ہے کہ appropriate ٹیکنالوجی اس سیکٹر کے لیے کیسے ڈویلپ کی جا سکتی ہے - چھوٹا ٹریکٹر ، چھوٹا ٹیوب ویل اور ایسے implements جو bullocks کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے ہیں اور اس قسم کے دیگر مشینی اوزار - میں یہاں یہ گذارش کرتا چاہوں کہ سندھ کے ساتھ اس قسم کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے - ہر جگہ کی زمین ، ہر جگہ کی آب و ہوا ، ہر جگہ کے advantage اور disadvantage مختلف ہوتے ہیں - آپ ان دونوں کا مقابلہ اس وقت کر سکتے ہیں جب تمام چیزیں برابر ہوں اور جب عام بحث ہو تو مہربانی کر کے آپ اس کو نوٹ فرما لیجئے گا - میں آپ کو بتا دوں گا کہ کون سے ایسے فکٹر factors ہیں جو یہاں نہیں ہیں یا یہاں ہیں اور وہاں نہیں ہیں - باقی جناب باہر صاحب نے اس کی summing up کر دی تھی اور مجھے اس پر اور کوئی گذارش نہیں کرنی -

Mr. Chairman : Would you like to say a few words about women programme.

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات - جی ہاں - میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ عورتوں کے پروگرام ہم نے ہر ایک سیکٹر میں رکھے ہیں - ہم نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ emphasis دی

جائے ۔ ان کے لیے ہم سپیشل پروگرام مرتب کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں ۔ ویمن ڈویژن کا پروگرام بھی ہے ہمارے اپنے پروگرام بھی ہیں

ملک غضنفر علی ریلوے والے کراسنگ کے لئے گذارش کی تھی ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات ۔ میں بکھر میں بہت مدت رہا ہوں ۔ وہ ایک بہت لمبا ضلع ہے ۔ تو اس میں فرما رہے ہیں کہ اس کی horizontal سڑکیں نہیں ہیں اس کا طریقہ پہلے یہ ہونا چاہیے کہ آپ نشان دہی کریں کہ آبادی کے لحاظ سے کہاں کہاں پر ریلوے کراسنگز کی ضرورت ہے اور جب اس کی نشان دہی ہو جائے تو پھر یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس کے لیے کتنے فنڈ چاہیں اور کتنے عرصے میں اس کو دیکھا جا سکتا ہے ۔

ملک غضنفر علی ۔ ریلوے والے دس سال کا ایڈوانس مانگتے ہیں ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات ۔ وہ تو بعد کی بات ہے کہ وہ کتنا ایڈوانس مانگتے ہیں ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، بکھر کی آبادی بہت scattered ہے ۔ سوال یہ ہے کہ ہم اس کا ایک سروے کروائیں کہ آبادی کے لحاظ سے کہاں کہاں کراسنگز کی ضرورت ہے ۔

ملک غضنفر علی ۔ ایک تو کوئلہ جام کے ساتھ ہے ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات ۔ میں نوٹ کر لیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ جنرل ڈسکشن میں آپ لے آئیے گا ۔ ویسے خواتین کا آپ ذکر کر رہے ہیں ۔ ان سے بڑی توقعات ہیں ۔ ایک چیز میں نے کل بھی اپنے پروگرام کے اندر عرض کی تھی کہ ایک تو اب ہم نے آپ کے کچھ نمبرز بڑھائے ہیں ۔ دوسرے یہ کہ ہمارے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں عورتوں کا ایک "سیل" ہے جس میں کچھ منصوبے بن رہے ہیں ۔ آپ سے گذارش ہے کہ آپ لوگ وہاں آئیے اور ہماری مدد کیجیے ۔ اور یہ نشان دہی بھی کریں کہ آپ کو کون کون سے منصوبے چاہیں ۔ کچھ یہ کر رہے ہیں کچھ ویمن ڈویژن والے کر رہے ہیں ۔ یہ ، دونوں مل کر کریں گے ۔ آپکی ٹیم بنائیں گے ۔ آپ لوگ اس میں آئیں پھر ہماری مدد کریں ۔

الحاج چوہدری محمد حیات ۔ تھور اور سیم کے متعلق کوئی واضح چیز سامنے نہیں آئی ہے ۔

جناب چیئرمین — تھور سیم کی بہت سی سکیمیں ہیں ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — اس میں یہ عرض ہے اور آپکو یاد ہو گا کہ آپ نے روہی نالہ تھور کے متعلق احکام دیئے تھے ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات — سیم اور تھور کے متعلق عرض کر دوں سکارپ 6 باقی سکیموں کا بعد میں ذکر ہوتا رہیگا ۔ یہ منصوبہ 188 کروڑ کا ہے ۔ اسکا ایک حصہ کنال ری موڈلنگ کا ہے یہ ہمارے ذمے تھا باقی وفاقی حکومت نے کرنا تھا ۔ وہ 63 کروڑ کا تھا ۔ یہ 63 کروڑ بڑھ کر 152 کروڑ جمع 114 کروڑ کل 257 کروڑ ہیں ۔ یہ ایک منصوبہ پر خرچ آئیگا ۔ اسکے علاوہ واپڈا جو ہے اس کے سکارپ کے پروگراموں میں بھی ہمارا حصہ ہر سال ہوتا ہے ۔ انکا پروگرام کل تک finalize نہیں ہوا ۔ اسلئے میرے پاس سکیموں کی کوئی تفصیل نہیں ہے ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں صرف آپ یہ غور کریں کہ ایک صوبے میں تین سالوں کے اندر تین سو کروڑ روپے چاہیں ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — اس سکیم کے متعلق جناب گورنر صاحب نے بڑا نوٹس لیا تھا اور بہت سخت نوٹس لیا تھا آخری گورنر صاحب کی آبزرویشن یہ تھی Rate of things is unsatiactory وہاں پینے کا پانی مہیا نہیں ہو رہا ہے ۔ لوگوں میں بیماریاں پھیل رہی ہیں ۔ اسکے متعلق گورنر صاحب واضح احکام دے چکے ہیں لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔

جناب چیئرمین — اسکو جنرل بحث میں بطور individual point پرسوں کر لیں گے ۔ کل تعلیم لے لیں گے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — جناب دو روڈز ہیں ایک ایل ڈی پی میں اور دوسری ہائی وے میں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ کچھ اکٹھا کر لیں گے ۔

اناؤنسر ۔ خواتین و حضرات ایک اعلان سن لیں وزیر صاحب مقامی حکومت و دیہی ترقی نے آج اراکین کونسل کے اعزاز میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا ہے یہ عشائیہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہے یہ شام آٹھ بجے فلیٹیز ہوٹل میں ہے اسکے دعوت نامے جاری کئے جا چکے ہیں آپ سے شرکت کی درخواست ہے ۔ کل اجلاس حسب معمول 9 بجے صبح شروع ہو گا ۔

(اجلاس کی کارروائی 23 مئی 1983ء صبح 9 بجے کیلئے ملتوی ہو گئی)

سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر
عمل درآمد کی رپورٹیں

زرعی سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات	عمل درآمد رپورٹ
1	2	3
1	زرعی سبجیکٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 20 ستمبر 1982ء ، 19 دسمبر 1982ء اور 2 فروری 1983ء میں کوئی نئی سفارش پیش نہیں کی بلکہ مندرجہ ذیل تین سب کمیٹیوں کی رپورٹوں پر تفصیلی غور و خوض کیا جو کہ اگست 1981ء میں تشکیل دی تھیں ۔ (1) سب کمیٹی برائے حلقہ بندی فصلات ۔ (2) سب کمیٹی برائے مارکیٹ کمیٹیز ۔ (3) سب کمیٹی برائے مقابلہ پیداوار فصلات ان تینوں رپورٹوں کے متعلق تفصیلات سامنے درج ہیں ۔	**I ۔ رپورٹ بابت سب کمیٹی برائے حلقہ بندی فصلات ۔** زرعی سبجیکٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 19 ۔ دسمبر 1982ء میں اس سب کمیٹی کی رپورٹ کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ فی الحال صوبہ میں فصلات کی حلقہ بندی ممکن نہیں ۔ اس لئے اس مسئلہ پر مزید کارروائی مناسب وقت تک کے لئے ملتوی کی جائے ۔ **II ۔ رپورٹ بابت سب کمیٹی برائے مارکیٹ کمیٹی ۔** اس کمیٹی کے کنوینر جناب سلطان علی چوہدری نے اپنی رپورٹ زرعی سبجیکٹ کمیٹی میں پیش کی ۔ جس نے اپنے اجلاس منعقدہ 2 فروری 1983ء میں اس پر غور کیا اور سفارشات کو آخری شکل دی ۔ اس سے پیشتر مورخہ 11 دسمبر 1982ء کو محکمہ زراعت نے بھی اسی موضوع پر ایک مذاکرہ لاہور میں منعقد کروایا تھا جس میں صوبہ پنجاب میں مارکیٹ کمیٹیوں کے نظام کی اصلاح کے لئے سفارشات مرتب کی گئیں ۔ علاوہ ازیں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے بھی مارکیٹ کمیٹیوں

کے نام کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں کچھ سفارشات مرتب کیں چونکہ اس ضمن میں مختلف خیالات اور آراء کا اظہار کیا گیا تھا ۔ اس لئے محکمہ زراعت نے زرعی سبجیکٹ کمیٹی کی تجاویز ۔ مجلس مذاکرہ کی سفارشات اور محکمہ کی اپنی رائے پر مشتمل ایک خاکہ تیار کر کے ۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو مزید غور و خوض کے لئے بھیج دیا ہے اب محکمہ مذکورہ تمام سفارشات ۔ تجاویز اور آراء کو یکجا کر کے جناب گورنر صاحب کے حکم کے لئے پیش کرے گا ۔

۱۱۱ - رپورٹ بابت سب کمیٹی- برائے مقابلہ پیداوار فصلات

اس سب کمیٹی نے مورخہ 20 ستمبر 1982ء کو سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کی جسے سبجیکٹ کمیٹی نے معمولی ترامیم کے ساتھ منظور کر لیا ۔ دریں اثنا گورنر پنجاب نے حکم دیا کہ مقابلہ گندم کے موجودہ طریق کار جس میں ٹریکٹر انعام دیا جاتا ہے کے بجائے نیا طریقہ کار وضع کر کے تمام فصلوں کے لیے مقابلوں اور انعامات کی تقسیم کا انتظام کیا جائے ۔ چنانچہ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ایسی سکیم تیار کر لی گئی ہے جس کے تحت تمام فصلوں کے مقابلوں پر انعامات دیئے جائیں گے ۔ یہ سکیم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیج دی گئی ہے۔ منظوری کے بعد اس پر عمل شروع کر دیا جائے گا ۔

اوقاف سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی برائے محکمہ اوقاف کے اجلاس منعقد 18 دسمبر 1982 کی سفارشات کالم نمبر 1 میں درج ۔ ان سفارشات پر محکمہ اوقاف کا تبصرہ عملدرآمد کالم نمبر 2 دیا گیا ہے ۔ اور سپیشل کمیٹی کی سفارشات کالم نمبر 3 میں درج ہیں ۔

کالم نمبر 1	کالم نمبر 2	کالم نمبر 3
سفارشات سبجیکٹ کمیٹی برائے اوقاف	محکمہ اوقاف کا تبصرہ عملدر آمد	سفارشات سپیشل کمیٹی
(1) محترمہ بیگم زبیدہ احسان الحق بہاولپور کی جانب سے خطبا اور آئمہ کو ملازمت میں توسیع دیئے جانے کے مطالبہ پر سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی کہ خطبا آئمہ کے بارہ میں جو کہ علمائے دین اور عمر کے اس مرحلہ پر عوام میں مقبول اور ہر دلعزیز ہوتے ہیں اگر صحت کے لحاظ سے فرائض کی انجام دہی کے لئے طبی لحاظ سے موزوں ہوں تو خاص خاص کیسوں میں معاہدہ کی بنیاد پر توسیع دیئے جانے کے بارہ میں فراخد لانہ رویہ اختیار کیا جائے ۔	محکمہ اوقاف کی موجودہ پالیسی کے مطابق خطباآئمہ کو ملازمت میں توسیع نہیں دی جاتی اور معاہدہ (کنٹریکٹ) پر نہیں رکھا جاتا ۔ بہر حال گذشتہ سالوں میں پالیسی میں لچک کی بنا پر خصوصی حالات میں چند علما کرام کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر (معاہدہ) پر رکھا گیا ہے ۔	موجودہ پالیسی میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ۔ اس پر عملدرآمد جاری رکھا جائے

سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر میاں شجاع الرحمان نے دریافت فرمایا کہ ایک اخباری خبر کے مطابق کیا محکمہ اوقاف کے زون کم کئے جا رہے ہیں ؟ جناب سیکرٹری اوقاف کی جانب سے وضاحت پر کہ راولپنڈی اور سرگودھا زون کو ضم کر کے نیا راولپنڈی زون اور ملتان، بہاولپور زون کو ضم کر کے نیا ملتان زون بنائے جانے کی تجویز محکمہ کے زیر غور ہے ۔ سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی کہ چونکہ محکمہ اوقاف کی جائداد بکھری ہوئی ہے اور عوام کو دوردراز سے نئے زونل دفاتر میں آنے کیلئے تکلیف ہوگی اس لئے دونوں کو ضم کرنا مفادعامہ میں نہ ہوگا ۔ حکومت پہلے ہی ڈویژن اور اضلاع بڑھا رہی ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ محکمہ اوقاف اپنے زونوں میں اضافہ کرے لیکن محدود ذرائع / وسائل کی وجہ سے زونوں میں اضافہ نہ ہو سکتا ہے تو کم از کم موجودہ زونوں کو برقرار رکھا جائے اور ان میں کمی نہ کی جائے ۔

سالانہ بجٹ سال رواں کے اجلاس میں مشاہدات کی روشنی میں موجودہ ملتان اور بہاولپور زون اور راولپنڈی و سرگودھا زونوں کو ضم کر کے نئے ملتان اور راولپنڈی زون تشکیل دینے کی سکیم محکمہ میں زیر غور ہے ۔ محکمہ کو سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات سے اتفاق ہے ۔ اس مسئلہ پر ایک کمیٹی جناب ایڈیشنل چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کی زیر صدارت تشکیل دی گئی ، جس نے اجلاس میں یہ سفارش کی ہے کہ مفاد عامہ کے پیش نظر زونوں کو ضم نہ کیا جائے ۔

کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ مفاد عامہ کے پیش نظر زونوں کو ضم نہ کیا جائے ۔

آبپاشی و قوت برقی سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 9 ستمبر 83-1982 کو 7 نکات پر غور کیا - اور سفارشات مرتب کیں جبکہ دوسرے اجلاس منعقدہ 19 دسمبر 1982ء میں مزید 17 نکات پر غور کیا گیا - اور سفارشات مرتب کی گئیں - ان سفارشات پر فیصلے اور عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ حسب ذیل ہے -

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر پر فیصلے	عملدرآمد رپورٹ
	اجلاس منعقدہ 9 ستمبر 1982ء		
1	سبجیکٹ کمیٹی کو گذشتہ اجلاس منعقدہ 25 مئی 1982ء میں کی گئی سفارشات پر عملدرآمد رپورٹ کے بارے میں آگاہ کیا گیا - کمیٹی نے مختلف نکات پر محکمانہ نقطہ نظر حتمی فیصلے اور ان پر عملدرآمد پر اطمینان کا اظہار کیا - سفارشات نمبر 8 کے ضمن میں جو کہ نہری نظاموں کی ریماڈلنگ کے بارے میں تھی - کمیٹی کا موقف یہ تھا کہ محکمہ آبپاشی	محکمہ اس کے بارے میں پہلے ہی کارروائی کر رہا ہے -	نہروں کی ریماڈلنگ کی سکیموں کی تیاری کے سلسلے میں مختلف نہری نظاموں کا تفصیلی مطالعہ سروے اور تحقیقات کی ضرورت ہوتی ہے - اور اس ضمن میں مختلف ترقیاتی سطحوں اور ان کی مطابقت سے زائد پانی کی مطلوبہ مقدار کو مد نظر رکھ کر تفصیلی امور کا جائزہ لینا ہوتا ہے - یہ کام ایک سکیم کے تحت ہی انجام دیا جا سکتا ہے - اور اس کے لئے (P-C II) سکیم تشکیل دی جاتی ہے - جس کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے - (PC- II) سکیم کی مجاز حکام سے منظوری کے بعد ریماڈلنگ سکیم کی تشکیل کے لئے سروے - تحقیقات اور مطالعہ شروع کیا جا سکتا ہے -

کو نہروں کی ریماڈلنگ کی سکیموں کی تیاری کے لئے کام کا آغاز کرنا چاہئے ۔ کیونکہ نہری نظام رقبہ آبپاشی کی زیادتی اور زیادہ پانی کی کھپت والی فصلات کی وجہ سے بہت زیادہ زیر دباو ہیں ۔		
2 کمیٹی کے گذشتہ اجلاس میں یہ سفارش کی گئی تھی کہ ڈیک بھیڈ اور لیلا نالوں گذر گاہوں کو بہتر بنایا جائے تا کہ ان نالوں سے آئے دن کی طغیانیوں سے چاول پیدا کرنے والے وسیع خصوصاً ضلع شیخوپورہ کے علاقوں کو نقصان سے بچایا جا سکے ۔ اس امر کا اعادہ کیا گیا ۔ کہ اس سلسلے میں جلد عملدرآمد کے لئے واپڈا سے معاملہ کی پیروی کی جائے ۔	سکیم کا تعلق واپڈا سے ہے ۔ جو اس کے بارے میں پہلے ہی تجاویز مرتب کر رہا ہے ۔ محکمہ آبپاشی واپڈا سے معاملہ کی پیروی کر رہا ہے ۔	اس کا تعلق سکارب اپر رچنا (ایک اور ڈیک ڈرینج پیسن) سے ہے ۔ محکمہ آبپاشی کی کوششوں سے مذکورہ سکیم کو ،،اسراعی پروگرام برائے انسداد سیم و تھور،، کے تحت چھٹے مجوزہ پانچسالہ منصوبہ 1983ء تا 1988ء میں شامل کیا گیا ہے ۔ سکیم کا مسودہ واپڈا نے تیار کر لیا ہے ۔ اب اس کا ازسر نو جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ تا کہ ایسی سکیم تشکیل دی جائے ۔ جس سے پہلے مرحلہ میں ڈیک بین کے زیریں حصہ کی اصلاح کی جا سکے یہ ایک بڑا منصوبہ ہے اور اس پر عملدرآمد کا انحصار وفاقی حکومت کی منظوری اور رقم کی فراہمی پر ہے ۔

3 سیم نالوں کے ایک کنارے کے ساتھ ساتھ پشتہ بنا ہوتا ہے جیسے آمدورفت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ جبکہ دوسری جانب کوئی پشتہ نہیں ہوتا موسم برسات میں جب زیادہ بارش ہوتی ہے تو دوسری جانب کناروں سے پانی باہر آ جاتا ہے ۔ جس کے وسیع علاقے اور دیہی آبادیاں خصوصاً ضلع فیصل آباد میں زیر آب آ جاتی ہیں یہ سفارش کی گئی ۔ کہ سیم نالوں کو گہرا اور چوڑا کرنے کے علاوہ دوسرے کناروں پر بھی پشتے تعمیر کئے جائیں ۔ تا کہ کناروں سے پانی باہر نہ آ سکے ۔

محکمہ نے تفصیلی رپورٹ دی ہے ۔ سیم نالوں کے دونوں طرف پشتے بنانے کی تجویز تکنیکی لحاظ سے قابل عمل نہیں ۔

بارش پانی کے نکاس کے لئے سیم نالے نشیبی رقبہ میں تعمیر کئے جاتے ہیں ۔ ایک طرف کنارے کو اونچا کر کے دیکھ بھال اور انسپیکشن کے لئے سڑک بنائی جاتی ہے ۔ اس میں جہاں بھی ضروری ہو بارش کے پانی کو سیم نالے میں داخل ہونے کے لئے گذرگاہیں بنائی جاتی ہیں ۔

سیم نالے کے دوسرے کنارے کو اس لئے اونچا نہیں کیا جاتا تا کہ بارش اور نشیبی رقبوں سے آنے والا پانی بلا روک سیم نالے میں داخل ہو سکے ۔ غیر معمولی بارشوں کے نتیجہ میں سیم نالے کی استعداد سے زیادہ پانی کچھ وقت کے لئے نشیبی علاقوں میں اکٹھا ہو جاتا ہے ۔ تا وقت کہ اس کا نکاس پورا ہو جائے ۔ بعض مقامات پر جہاں سیم نالے نشیب سے گذرتے ہیں ۔ نالے کی استعداد سے وافر پانی ملحقہ نشیبی علاقوں میں بھی جمع ہو سکتا ہے ۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ پانی واپس سیم نالہ کے دوسرے کنارے پر پشتہ کی تعمیر نالہ میں پانی کے داخل ہونے میں باعث رکاوٹ ہوگی اور اس طرح سیم نالہ سے پانی کے نکاس کی کارکردگی میں کمی واقع ہوگی ۔ فنی نقطہ نظر سے سیم نالہ کے دونوں کناروں پر پشتے

4	بارش کا پانی وھاڑی کے نزدیک مناسب نکاس نہ ہونے کی وجہ سکھ بیاس میں جمع ہو جاتا ہے - نکاس آب کی موجودہ قدرتی گزر گاہ (Base line) میں تجاوزات سے پانی کی نکاس بری طرح رک جاتی ہے - زیر زمین پانی کی سطح بھی بلند ہو رہی ہے یہ سفارش کی گئی کہ بیس لائن کا علاقہ اور ضلع فیصل آباد کے بھی ایسے علاقوں کو خالی کر دیا جائے اور قدرتی	سفارش سے اتفاق ہے - اور محکمہ اس کے پانے میں ضروری کارروائی کر رہا ہے -	سکھ بیاس نکاس آب کا منصوبہ واپڈا نے اسراعی پروگرام برائے انسداد سیم و تھور کے تحت تیار کیا ہے اور اس منصوبہ کے تحت سکھ بیاس کی پرانی گزرگاہ کی کھدائی کر کے علاقے سے زائد بارش پانی کے بہتر نکاس کے لئے مناسب اقدام کرنا ہے - منصوبے کے پہلے مرحلہ میں جس میں پانڈو کی ڈرین کا علاقہ شامل ہے - سکیم - منظور ہو چکی ہے اور اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے - پہلے مرحلہ کے مکمل ہونے پر پانڈو کی نکاس آب کے طاس کا تمام بارش کا پانی دریائے ستلج کی طرف موڑ دیا جائیگا - جوکہ اس وقت پرانے سکھ بیاس نالے میں ڈالا جاتا ہے - اس سے وھاڑی کے قریب سکھ بیاس کے علاقہ کے حالات بہتر ہو جائیں گے - زیر زمین پانی کی نکاس کے سلسلے میں یہ تجویز کیا گیا - کہ چونکہ زیر زمین پانی میٹھا ہے - اس لئے زیر زمین پانی کی سطح - کو کنٹرول کرنے کے لئے نجی ٹیوب ویل لگائے جائیں -	بنانا مناسب نہیں ہے - سیم نالوں کو گہرا اور چوڑا کرنے سے سیم نالوں کی اصلاح اور ان کی استعداد بڑھانا مقصود ہے - یہ معاملہ پہلے ہی محکمہ کے زیر غور ہے - اور دستیاب مالی وسائل میں رہتے ہوئے سیم نالوں کی اصلاح اور ان کی کارکردگی بہتر بنانے پر مناسب کارروائی کی جا رہی ہے -

	تکیں اب کو یقینی بنانے کے لئے تجاوزات کو روکا جائے۔		کیونکہ میٹھے پانی کے رقبہ جات میں سرکاری ٹیرب لیل نہیں لگائے جاتے۔ بیس لائنوں کے رقبہ جات کا انتظام محکمہ مال کے سپرد ہے۔ بورڈ آف ریونیو کو لکھا گیا۔ کہ بیس لائن کے علاقہ میں کوئی رقبہ پٹہ پر نہ دیا جائے۔ اور ایسے تمام پٹہ جات جو اضلاع وہاڑی اور فیصل آباد میں دیئے گئے ہیں۔ انہیں منسوخ کر دیا جائے اس سلسلہ میں بورڈ آف ریونیو نے متعلقہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحبان کو ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں۔
5	کمیٹی نے نوٹ کیا کہ اس کے موجودہ ممبران میں لاہور۔ گوجرانوالہ۔ فیصل آباد ملتان ڈویژن کے نمائندے شامل ہیں جبکہ سرگودھا، بہاول پور۔ اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں کی کمیٹی میں کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ تجویز کیا گیا۔ کہ سرگودھا بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں	تجویز کی تائید کرتے ہوئے اس کی روشنی میں کارروائی کی گئی ہے۔ کمیٹی میں مزکورہ ڈویژنوں کی نمائندگی چاہیے۔	کمیٹی کی تجویز محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کو ضروری کارروائی کے لئے بھیج دی گئی۔ سرگودھا ڈویژن سے دو ممبران کمیٹی میں پہلے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جبکہ بہاولپور اور ڈی۔ جی۔ خان ڈویژنوں کی نمائندگی کے لئے بھی محکمہ لوکل گورنمنٹ نے ایک ایک ممبر نامزد کر دیا ہے۔ (ڈی۔ جی خان ڈویژن سے جناب عبدالغفور مطلوب چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور اور بہاولپور ڈویژن سے بیگم زبیدہ احسان الحق حقی)

سے ایک ایک رکن کمیٹی میں شامل کرنے کے لئے غور جائے ۔

6 کمیٹی سے آبیانہ تشخیص کرنے کے موجودہ نظام پر بحث کی اور اس مواقف کا اظہار کیا کہ کاشتہ رقبہ کی بنیاد پر آبیانہ لگانے کی بجائے پانی کی مقدار کی بنیاد پر آبیانہ لگایا جائے ۔ یہ کاشتکار اور حکومت کے مفاد میں ہوگا ۔ کمیٹی نے برطانوی انجمن کاشتکاران کپاس B.C.G.A. فارم خانیوال کا حوالہ دیا ۔ جہاں پانی کی مقدار کی بنیاد پر آبیانہ لگایا جاتا ہے ۔ کمیٹی نے اس نقطہ نظر کا اظہار کیا کہ آبیانے کے اس طریقہ کار کو دوسرے علاقوں میں رائج کرنے پر بھی غور کیا جائے ۔

اس معاملہ میں مختلف شعبوں میں جن میں ادارہ ترقی معاشیات پاکستان (P D E) بھی شامل ہے تفصیلی جائزہ لیا گیا ۔ آخر وفاقی کابینہ نے مئی 1982ء میں اس پر غور کیا آبیانہ تشخیص کرنے کے موجودہ نظام کو ہی جاری رکھنے پر اتفاق کیا گیا ۔

سابقہ حکومت نے سال 76-1975ء کے دوران یہ تجویز کیا کہ پنجاب میں آبیانہ کی وصولی فلیٹ ریٹ سسٹم کی بنیاد پر کی جائے مگر تفصیلی غور کے بعد اس تجویز کو نا قابل عمل سمجھتے ہوئے روک دیا گیا ۔ ادارہ ترقی معاشیات پاکستان (P I D E) نے آبپاشی کے لئے آبیانہ کی شرح اور ڈھانچہ کے بارے میں ایک رپورٹ میں یہ سفارش کی کہ آبیانہ کے موجودہ فصل وار تشخیص نظام کو جاری رکھا جائے ۔ مذکورہ ادارہ نے یہ بھی سفارش کی کہ صوبہ سندھ میں رائج فلیٹ ریٹ آبیانہ کے تشخیص نظام کو ختم کر دیا جائے ۔ ان سفارشات کو قطعی شکل دینے کے لئے وفاقی وزارت پانی و بجلی کے سکیرٹری کی زیر صدارت ایک اجلاس مورخہ 9 نومبر 1981ء کو منعقد ہوا جس میں حکومت پنجاب سندھ سرحد منصوبہ بندی کمیشن وزارت خوراک وزارت مشیر اعلیٰ انجنیرنگ واپڈا اور ادارہ ترقی معاشیات پاکستان کے نمائندوں نے شرکت کی ۔ مذکورہ بالا سفارشات پر متفقہ طور پر سب کی رضامندی

کا اظہار کیا ۔ مندہ میں فلیٹ ریٹ ختم کرنے کی سفارش کے سلسلہ میں نوٹ کیا گیا ۔ کہ یہ نظام وہاں پہلے ہی ختم کیا جا چکا ہے ۔ وفاقی کابینہ نے بھی اپنے اجلاس منعقدہ 23 مئی 1982ء میں ان سفارشات پر غور کیا اور ان کی منظوری دی ۔ مندرجہ بالا صورت حال کے پیش نظر یہ مناسب نہیں ہے ۔ کہ فلیٹ ریٹ کے موضوع کو از سر نو زیر بحث لایا جائے ۔ کیونکہ اس پر کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ ہو چکا ہے ۔

7 ۔ کمیٹی اس موقف کا اظہار کیا کہ فصلوں کی مختلف اقسام کی ترقی سے ان کی پختگی کی تاریخیں بدل چکی ہیں اس لئے ریونیو دستور العمل (Revenue Manual) کے مطابق خرابہ معائنہ کے لئے پہلے کی مقرر کردہ تاریخیں درست نہیں ۔ یہ سفارش کی گئی کہ فصلوں کی پختگی کی تاریخ اور وبائی کیڑوں کے حملے کے موسم کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف فصلات کے لئے معائنہ خرابہ کی تاریخوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے ۔

سفارش کی روشنی میں کاروائی کی گئی ہے ۔

ریونیو دستور العمل کے حصہ اول کے ضمیمہ نمبر 1 کے پیرا نمبر 5 کے مطابق مختلف فصلوں کے لئے (ا) خرابہ معائنہ کے لئے درخواستوں کی وصولی اور (ب) ضلعدار کے معائنہ شروع کرنے کی تاریخوں کا تعین کمشنر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر صاحبان کی باہمی رضامندی سے ہوتا ہے ۔ اس صورت میں جبکہ خرابہ کے ملاحظہ کے لئے موجودہ تاریخوں کو فصلوں کی مختلف ترقی شدہ اقسام کے پیش نظر غیر موزوں سمجھا گیا ہے ۔ تو کمشنر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر صاحبان اس پر متفقہ طور پر نظر ثانی کر سکتے ہیں ۔
اس مقصد کے لئے سپرنٹنڈنگ انجینئر صاحبان کو ہدایت جاری کی گئی ہیں کہ وہ اس معاملہ میں مقامی نائب ناظم

اجلاس منعقدہ 19 دسمبر 1982ء

۱ ۔ دریا خان کے قریب ۔ دریائے سندھ پر دریا خان اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے درمیان پل سے متعلقہ بند تعمیر ہونے کی وجہ سے کچا رقبہ پنجانب جنوب جو قبل ازیں سیلابی آبپاشی ہوتا رہا ہے ۔ اب پانی نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہو چکا ہے ۔ ایک تجویز تھی کہ علاقہ کوٹلہ جام نشیب میں ٹجی ٹیوب ویلوں کے فروغ کے لئے 11 کے وی کی بجلی کی لائنیں بچھائی جائیں لیکن اب یہ تجویز ختم کی جا رہی ہے ۔ کمیٹی نے سفارش کی ۔ کہ چونکہ بجلی کی لائنیں علاقہ میں ٹجی ٹیوب ویلوں کے فروغ کے لئے بہت اہم ہیں اس لئے اس تجویز کو منظور کیا جائے ۔

محکمہ زراعت کو جائزہ کے لئے تجویز بھیجی گئی ۔ بہل قصبہ میں واپڈا کے مجوزہ گرڈ اسٹیشن کی تعمیر کے بعد بجلی کی لائینیں بچھانے پر غور کیا جائے گا ۔

زراعت سے ان کی سفارشات حاصل کرنے کے لئے رابطہ قائم کریں ، تاکہ متعلقہ کمشنر صاحبان سے متفقہ طور پر ضابطہ کے مطابق ان تاریخوں کا دوبارہ تعین کیا جاسکے ٹجی ٹیوب ویلوں کے فروغ کے لئے بجلی مہیا کرنے کا پروگرام اور اس کے تحت سکیمیں محکمہ زراعت کے دائرہ عمل میں ہیں ۔ کمیٹی کی سفارشات محکمہ زراعت کو مزید مناسب کارروائی کے لئے بھیجی گئی ۔

واپڈا نے علاقہ میں بہل قصبہ کے قریب سال 84-1983ء میں گرڈ اسٹیشن کی تعمیر تجویز کی ہے مجوزہ گرڈ اسٹیشن کی تعمیر کے بعد علاقہ میں بجلی کی فراہمی کے لئے 11 کے وی لائینیں بچھانے پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

2 میانوالی دریائی سکیم کے تحت نصف شدہ ٹیوب ویل مناسب طور پر کام نہیں کر رہے ہیں ۔ ان کی مرمت اور دیکھ بھال کا کام بہتر بنایا جائے ۔ اور جو ٹیوب ویل بجلی اور مشینری میں مختلف نقائص کے باعث بند ہو جاتے ہیں ان کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے ۔

محکمہ اس معاملہ میں مناسب کارروائی کر رہا ہے ۔

میانوالی اور بھکر کے اضلاع میں دریائے سندھ کے دریائی علاقہ میں اناج کی پیداوار بڑھانے کے لئے 1964-65 میں زیادہ اناج اگاؤ سکیم کے تحت 150 ٹیوب ویل نصب کئے گئے ۔ 1970ء میں 150 ٹیوب ویل میں سے 16 ٹیوب ویل چشمہ بیراج کی جھیل کے علاقہ میں آ جانے کی وجہ سے ختم کر دیئے گئے ۔ 17 ٹوب ویل بور خراب ہو جانے کی وجہ سے بند ہو گئے ۔ اور باقی 117 ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں ۔

ٹیوب ویل جو عارضی بجلی اور فنی نقائص کی بنا پر بند ہو جاتے ہیں ۔ درست کرکے چالو کر دیئے جاتے ہیں ۔ بمطابق رپورٹ مورخہ 12 دسمبر 1982ء 117 چالو ٹیوب ویلوں میں سے صرف 3 ٹیوب ویل ایک مشینری اور 2 برقی نقائص کی بنا پر بند تھے ۔ جنہیں درست کر کے چلا دیا گیا ہے ۔ جو ٹیوب ویل عارضی بجلی یا مشینری میں نقائص واقع ہونے کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں ۔ انہیں درستگی کے بعد چلا دیا جاتا ہے ۔ بجلی کی کمی بھی برقی رو کے انقطاع کا باعث بنتی ہے ۔ اور اس طرح ٹیوب ویلوں کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے ۔ تاہم متعلقہ چیف انجینئر صاحب کو ہدایت کر دی گئی ہے ۔ کہ

3 میانوالی خوشاب اور بھکر کے اضلاع کی آبپاشی بذریعہ تھل کینال ہوتی ہے۔ یہ نہر 16 لاکھ ایکڑ رقبہ کے لئے 6000 ہزار کیوسک پانی اخراج کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔ بعد میں 6 لاکھ ایکڑ رقبہ اس نہر پر شامل کیا گیا۔ مگر نہر کو ریمائل نہیں کیا گیا۔ نتیجتاً مختلف راجباہ ہائے کو وارہ بندی کے تحت چلایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں تھل نہر پر پانی کی شرح (Water Allowance) بحساب 3ء18 کیوسک فی ہزار ایکڑ ناکافی ہے۔ اسے 5 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے جیسا کہ پنجاب کی دوسری انہار پر ہے بڑھایا جائے۔

محکمہ کی طرف سے تفصیل رپورٹ دی گئی ہے۔ جس سے اتفاق کیا گیا ہے۔

ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال اور ان کی کارکردگی بہتر کرنے کے لئے ضروری کارروائی کرے۔

تھل کینال کے منصوبہ میں جو در اصل 1949ء میں مکمل اور جاری ہوا۔ 18.55 لاکھ ایکڑ رقبہ شامل کیا گیا تھا۔ اور موگوں پر 3ء18 کیوسک فی ایکڑ پانی کی شرح (Water Allowance) سے ہیڈ پر نہر کا اخراج 6780 کیوسک بنتا تھا۔ لیکن دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کے متعلقہ ایڈرسن کمیٹی نے اس کا ڈسچارج زیادہ سے زیادہ 6 ہزار کیوسک مقرر کیا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً پراجیکٹ ھذا کے رقبہ سے باہر اراضی کے چکوک شامل کرکے رقبہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ اب رقبہ 21 لاکھ ایکڑ ہے۔ جس کے لئے 9600 کیوسک ڈسچارج کی ضرورت ہے رقبہ کی زیادتی کے باوجود نہر میں مخصوص کردہ گنجائش پہلے جتنی ہی رہی۔ یعنی 6000 کیوسک اس پابندی کے باوجود تھل کینال 7500 کیوسک تک چلائی جا رہی ہے۔ دوران خریف جبکہ دریا میں پانی کی فراوانی ہوتی ہے۔ تھل کینال 7800 کیوسک تک بھی چلائی جاتی رہی ہے۔ جبکہ اس کی ہیڈ پر ڈیزائن شدہ گنجائش 7500 کیوسک ہے۔ تھل کینال کی ریمائلنگ کے بارے میں غور اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ مطلوبہ اضافی پانی مہیا ہونے کا

یقین ہو جائے - اور یہ معاملہ بین الصوبائی پانی کی تقسیم کے فیصلہ کے بعد ہی طے ہو سکتا ہے

پنجاب کی دوامی انہار کے پانی کی شرح 2.29 سے لے کر 4.25 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے پانچ کیوسک، یا اس سے زائد شرح ششماہی انہار کے لیے مقرر کی جاتی ہے - پانی کی جو شرح تھل کینال کے لئے تعین کی گئی ہے - اس کے حساب سے بھی مطلوبہ پانی کی مقدار میسر نہیں چہ جائیکہ شرح کو اور بڑھایا جائے - سالانہ انہار پر پانی کی شرح اس لحاظ سے بھی نہیں بڑھائی جاسکتی - کیونکہ اس سے سیم ہو جاتی ہے -

4 عیسیٰ خیل اور خوشاب کے وسیع پیداواری علاقہ جو رقبہ موہار کے نام سے موسوم ہے - نو آبپاشی کی سہولتیں مہیا کر کے ترقی دی جا سکتی ہے - مجوزہ کالا باغ ڈیم کے دائیں اور بائیں جانب سے ایک ایک نہر ان رقبہ جات کے لئے نکالی جائے۔

واپڈا کالا باغ ڈیم کی پلاننگ کر رہا ہے - تجویز کے قابل عمل ہونے کے بارے میں جائزہ لینے کے لئے واپڈا کو لکھا گیا ہے -

جناح بیراج کے اوپر کی طرف 13 میل کالا باغ ڈیم کے سلسلہ میں واپڈا تحقیقات کر کے تجاویز مرتب کر رہا ہے - کالا باغ ڈیم کی پلاننگ ڈیزائن اور اس کی تعمیر کا اہتمام واپڈا کے ذمہ ہے - مجوزہ ڈیم سے رقبہ کی آبپاشی کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لینے کے لئے واپڈا کو لکھا گیا ہے -

5 موضع موچھ کے قریب تھل نہر کی برجی 60000 پر واقع پل کے اوپر کی جانب 1976-77ء میں ہونے والے شگاف کے باعث کنکریٹ کا ملبہ نہر کی تہہ میں پڑا ہے - جو پانی کے زیادہ اخراج میں رکاوٹ ہے - پل سے پانی کے ٹکراو کی وجہ سے بھی نہر میں پانی کی سطح پل سے اوپر کی جانب اونچی رہتی ہے - نہر میں پانی زیادہ چلانے کے لئے ملبہ ہٹایا جائے - اور پل اونچا کیا جائے -	تجویز کو مدنظر رکھتے ہوئے کارروائی کی جا رہی ہے	نہر کی تہہ میں ملبہ پانی کے زیادہ اخراج میں رکاوٹ نہیں ہے - موضع موچھ کے سامنے مین لائن اپر کی برجی 59900 پر (وی - آر) دیہی سڑک کا پل بطور زیر آب (Drowned Bridge) ڈیزائن کیا گیا ہے - اس جگہ پر سائفنک کی وجہ سے پل کی اوپر کی جانب پانی کی سطح تقریباً 2.4 انچ اونچی ہوتی ہے - مگر یہ نہر میں 7500 کیوسک تک موجودہ اخراج میں کسی طرح بھی باعث رکاوٹ نہیں ہے - تھل کینال کی استعداد 10000 کیوسک تک بڑھانے کی ایک سکیم بنائی جا رہی ہے اور مذکورہ پل کی ریمائلنگ بھی اس کا جزو ہے - یہ سکیم چھٹے پانچسالہ منصوبہ 1983-88ء میں شامل کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے - علاوہ ازیں نہر کی صفائی اور ملبہ ہٹانے کے بارے میں متعلقہ چیف انجینئر کو ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں -
6 - تھل کینال پر واہ بندی کے باعث اس کے مختلف راجباہوں کو باری باری بند کیا جاتا ہے - حکم راجباہ کو بھکر راجباہ کے مقابلہ میں کم چلائے جانے کے بارے میں بتایا گیا -	معاملہ کا جائزہ لیا گیا ہے - وضاحتی رپورٹ دی گئی ہے - جس سے اتفاق ہے -	تھل نہر کی مین لائن لوئر کی برجی 172000/آر سے حکم راجباہ نکلتا ہے - اوور ہیڈ پر اس کا اخراج 198 کیوسک ہے - بھکر راجباہ مین لائن لوئر کی برجی 304/آر سے نکلتا ہے - اور ہیڈ پر اس کا اخراج 57 کیوسک ہے - ان دونوں راجباہوں میں ریگولیشن پروگرام کے تحت پانی چھوڑا جاتا ہے - پچھلے چھ ماہ کے دوران نہر دو

راجباہ مندرجہ ذیل طریقہ پر جاری کئے گئے ہیں ۔

مہینہ	(تعداد ایام جاری کرنے) حکم راجباہ	بھکر راجباہ
جولائی 1982ء	28	31
اگست 1982ء	30	30
ستمبر 1982ء	30	30
اکتوبر 1962ء	23	31
نومبر 1962ء	27	22
دسمبر 1982ء	26	21
	164	165

7 ۔ تھل کینال کے مختلف راجباہ ہائے جن میں غلاماں اور حکم راجباہ بھی شامل ہیں ۔ کے پائپ موگہ جات (ApM) موگہ جات میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں ۔ اس لئے موگہ جات میں پانی کی کمی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ۔ پانی کی کمی کو پورا محکمہ کی طرف سے وضاحتی رپورٹ دی گئی ہے ۔ جس کے پیش نظر سبجیکٹ کمیٹی کا مطالبہ مظبوط موقف کا حامل نہیں ہے صحیح صورت حال 1950ء میں پراجیکٹ کے آغاز میں تھل کینال سسٹم پر زیادہ تر موگہ جات بصورت نال لگائے گئے ۔ اب پراجیکٹ مکمل طور پر ترقی پا چکا ہے ۔ اور پانی کی ضرورت میں اضافہ ہو گیا ہے نہری پانی کی مساوی تقسیم کے لیے نال ہائے کی بجائے پکے موگہ جات (اوپن فلیوم) یا (A.p.M.) لگانا لازمی ہے ۔ پنجاب کی تمام انہار پر ما سوائے تھل نہر موگہ جات پختہ

کرنے کے لئے غلاماں اور حکم راجباہ کے (A.M.P.) موگہ جات میں کو پرانے پائپ تبدیل کیا جائے۔	سبجیکٹ کمیٹی کے علم میں لائی جاتی ہے۔	ہیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت اب تھل نہر پر بھی 1980-81ء سے موگہ جات نال کی بجائے (ApM) لگائے جا رہے ہیں۔ اور اب تک 13 راجباہوں پر بشمول غلاماں اور حکم راجباہ 602 موگہ جات نال کی بجائے (A.M.P.) اے۔ پی۔ ایم میں تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ تعمیر کے بعد اے۔پی۔ایم موگہ جات کی پڑتال پر جہاں کہیں منظور شدہ اخراج سے کمی پائی گئی موگہ کو درست کرکے پانی کی کمی پورا کر دیا گیا۔ اب تمام موگہ جات منظور شدہ اخراج حاصل کر رہے ہیں۔ کسی مخصوص موگہ کی شکایت کی صورت میں کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔
8۔ نم ڈیم کے رقبہ میں سیم کا مسئلہ ہے۔ نم ڈیم میں جھل جمع ہو جانے سے ڈیم کے اوپر کی جانب کے رقبہ میں سیم بڑھ رہی ہے۔ ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ تاکہ سیم کا خاتمہ ہو اور آبپاشی بھی ہو سکے۔	مسئلہ کا جائزہ لیا گیا۔ ٹیکنیکل وجوہات کی بنا پر ٹیوب ویل لگانے کی تجویز قابل عمل نہیں۔	نم ڈیم کا رقبہ چھوٹا سا پیالہ نما ہے۔ جو پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ پچھلے چند سالوں کے دوران ڈیم سے اوپر کی جانب واقع پرائیویٹ اراضی غیر معمولی بارشوں کے باعث جھل کے پانی کی زد میں آتی رہی ہے۔ یہ اراضیات پہلے ہی بطور رقبہ جھل (pond area) حاصل کر لی گئی ہیں۔ گرد و نواح کے رقبہ میں سیم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس رقبہ میں ٹیوب ویل لگانے کی تجویز قابل عمل نہیں ہے۔ کیونکہ پانک کے لئے علاقہ میں مناسب زیر زمین پانی کی تہہ میسر نہیں۔

9 ۔ چشمہ جہلم رابطہ نہر کے باعث سیم کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ۔ بالخصوص نیا جنڈوالہ ۔ ہرنولی تراگرانوالہ جیون والہ کے مواضعات ذکر کیا گیا ۔ مسئلہ پر قابو پانے کے لئے انتظاامات کا مطالبہ کیا گیا ۔	مسئلہ کی روشنی میں کارروائی کی گئی ہے ۔	چشمہ جہلم رابطہ نہر واپڈا کے زیر انتظام ہے ۔ اور وہی رابطہ انہار کے ساتھ ساتھ سیم کی روک تھام کے اقدامات کی تجاویز مرتب کرنے اور ان پر عملدرامد کا ذمہ دار ہے ۔ واپڈا کو چشمہ جہلم رابطہ نہر سے پیدا شدہ سیم کے مسئلہ کا سامنا ہے ۔ موضعات آدھی کوٹ اور جن کے نزدیک اراضی میں چالیس ٹیوبویل نصب کئے جا چکے ہیں ۔ جو گذشتہ ایک دو سال سے محکمہ آبپاشی کے زیرانتظام کام کر رہے ہیں ۔ واپڈا چشمہ جہلم رابطہ نہر سے متاثرہ رقبہ میں سیم ختم کرنے کے لئے مزید انسدادی تجاویز مرتب کرنے اور ان پر عملدرآمد کے لئے اقدامات کر رہا ہے ۔ کمیٹی کے مطالبہ کی روشنی میں واپڈا کو لکھا گیا ہے اور اس معاملہ میں پیروی بھی کی جا رہی ہے
10 ۔ فیصل آباد ستیانہ روڈ کے ساتھ ساتھ رقبہ جہاں چکوک 235 ر ب 236 ر ب 239 ر ب اور 240 ر ب واقع ہیں بارش اور شہری نکاس کا گندا پانی جمع ہو جانے کے باعث زیر آب ہے یہ پانی چند میل کے اندر پھیلا	مسئلہ کا جائزہ لینے اور اور ضروری اقدامات کرنے کے لئے کارروائی کی گئی ہے ۔	فیصل آباد ۔ ستیانہ روڈ چکوک 235-236-239 اور 240 ۔ ر ب کے قریب سے گذارش ہے چکوک کے بارش پانی اور شہری نکاس کے گندے پانی کے جمع ہو جانے سے سڑک کے گرد و نواح میں رقبہ زیر آب آجاتا ہے ۔ بارش پانی کے اخراج کے لئے دو چھوٹی لنک ڈرینیں بنائی جائیں گی ۔ جن کے لئے سروے کیا جارہا ہے ۔ یہ ڈرین منظوری کے بعد اور رقم

	ہوا ہے ۔ اس پانی کو مدوانہ ڈرین میں ڈالنے کے لئے نالہ تعمیر کیا جائے ۔	کی فراہمی پر تعمیر کی جائیں گی ۔ شہری نکاس کا گندا پانی فیصل آباد ترقیاتی ادارہ برجی نمبر 9000 مدوآنہ ڈرین میں ڈال رہا ہے پہلے اس گندے پانی کا اخراج 60 کیوسک تک تھا اب ایک سو کیوسک تک بڑھ گیا ہے ۔ بغیر صاف کئے گندے پانی کے ڈالنے سے مدوانہ ڈرین سے پانی کا اخراج صحیح طور پر نہیں ہو رہا ۔ برسات کے موسم میں پانی سیم سے باہر بھی آ جاتا ہے اس سلسلہ میں مناسب کارروائی کے لئے سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو لکھا گیا ہے ۔ اور چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کو بھی ضروری اقدامات کے لئے ہدایت دی گئی ہے ۔
۱۱۔ باغات جو دو تین سال سے موقعہ پر لگے ہوئے ہیں کو نہر کا پانی دیا جائے ۔	معاملہ میں وضاحتی رپورٹ دی گئی ہے ۔	باغات کے لئے زائد پانی کے موجودہ قواعد کے تحت ہر نہر پر موگہ کی استعداد کے مطابق اڑھائی فیصد کے حساب سے زیادہ سے زیادہ 18 ایکڑ رقبہ کے باغات کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔ پانی دستیاب ہونے کی صورت میں پہلے آئے پہلے پائے کی بنیاد پر نہ کہ باغ کی عمر کے حساب سے منظور کیا جاتا ہے ۔ ایک نیا لگایا ہوا باغ ایک پرانے باغ سے پہلے زائد پانی حاصل کر سکتا ہے یا اس کے برعکس اس کا انحصار متعلقہ سپرنٹنڈنگ انجینئر کے پاس درخواست کی رجسٹریشن کی بنیاد پر ہے ۔

12 - میلسی رابطہ نہر کی تعمیر سے مواضعات عالم پور - ہری چند ملک پور - غوانس اور خان پور کے رقبہ جات جن کو کرم ہر پانچ سسٹم سے بہم رسانی آب ہوتی تھی منقطع ہوگئے کیادر برانچ کے دھلو مائنر کی ٹیل سے ان رقبہ جات آبپاشی کا موجودہ ذریعہ تسلی بخش طور پر کام نہیں کر رہا ہے ان مواضعات کا رقبہ موضع شیرگڑھ کی طرز پر میلسی لنک کینال میں موگہ جات نصب کر کے آب پاشی کیا جائے -	مسئلہ کا جائزہ لیا گیا ہے لنک سے براہ راست موگہ جات قابل عمل نہیں -	متذکرہ مواضعات کا رقبہ اپر دھلو راجباہ سے آبپاشی ہو رہا ہے - یہ رقبہ جات میلس سرکل میں تھے اور میلسی رابطہ نہر کی تعمیر سے ان کا ذریعہ آبپاشی نیلی بار سرکل کے زیر انتظام آ گیا ہے - اب ان رقبہ جات کو بھی نیلی بار سرکل میں دے دیا گیا ہے - موجودہ صورت میں پانی کی کمی نہیں کیونکہ اس وقت آبپاشی منظور شدہ 70 فیصد شرح کے مقابلہ میں 118 فیصد ہو رہی ہے - تاہم دھلو راجباہ کی ریمانڈلنگ کا کام بھی شروع کیا گیا ہے - جس سے مذکورہ مواضعات کی بہم رسانی آب مزید بہتر ہو جائے گی - ڈاریکٹ موگہ جات سے پانی مہیا کرنے کی تجویز تکنیکی نقطہ نظر سے قابل عمل نہیں -
13 - سدھنائی میلسی رابطہ نہر کے دائیں کنارے کی اخراجی آب ریز (escape) کے ساتھ ساتھ واقع مواضعات شاہ پور خاص شاہ پور ثانی - غوث پور خاص غوث پور ثانی اور چھتانی کا رقبہ نہری	سفارشات پر تکنیکی وجوہات کی بنا پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا -	اخراجی آب ریز صرف ناگہانی ضرورت اور نہر کے حفاظتی نقطہ نظر سے پانی کی زائد سپلائی خارج کرنے کے لئے ہوتی ہے - ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے (Escape) میں باقاعدہ سپلائی جاری نہیں کی جاتی علاوہ ازیں یہ نکاس قدرتی ڈرینج لائین پر ہوتا ہے - اس لئے اسے بطور آبپاشی نہر استعمال نہیں کیا جا سکتا - علاوہ ازیں حدود آبپاشی

	رقبہ سے باہر ہے ۔ رابطہ نہر سے بذریعہ اخراجی آب ریز (escape) ان رقبہ جات کو پانی دیئے جانے کے امکان کا جائزہ لیا جائے ۔		کے باہر نئے رقبہ جات کے لئے ابھی تک نہری پانی دستیاب نہیں ہے ۔
14	ضلع کونسل گوجرانوالہ قلعہ دیدار سنگھ سے جودھپور تک ایک سڑک تعمیر کر رہی ہے ۔ جو موضع ہیگر کے قریب ڈرین کو عبور کرتی ہے ۔ ڈرین پر پل کی تعمیر کا مطالبہ کیا گیا ہے ۔	سڑک ضلع کونسل تعمیر کر رہی ہے ۔ لہذا پل بھی ضلع کونسل کو ہی تعمیر کرنا چاہیئے ۔	سڑک تعمیر کرنے والا ادارہ یعنی ضلع کونسل گوجرانوالہ ڈرین پر پل تعمیر کرنے کا بھی ذمہ دار ہے ۔ تاہم ضلع کونسل کی تحریک پر پل کے مناسب ڈیزائن کے لئے ضروری تکنیکی مشورہ محکمہ آبپاشی فراہم کرے گا ۔
15	بجلی کی سپلائی کے لئے مواضعات کے انتخاب کے موجودہ طریق کار پر بحث ہوئی ۔ موجودہ طریق کار پر اعتراض کرتے ہوئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئیں ۔ (1) ضلع کونسل کی جانب سے مہیا کردہ فہرست مواضعات حتمی سمجھی جائیں ۔	موجودہ طریق کار بامقصد ہے ۔ اور اس کی وضاحت کر دی گئی ہے ۔	منظور شدہ طریق کار کے تحت ضلعی مردم شماری رپورٹ 1972ء میں دی گئی ۔ آبادی کے حساب سے مواضعات جو 11 کے وی لائن کے نصف میل کے اندر ہوں پہلے لئے جاتے ہیں ۔ پہلے سے مقرر کردہ کوئٹہ (Weightage) فارمولا کی بنیادی پر) کے مطابق نصف میل میں مواضعات کی مطلوبہ تعداد نہ ہونے کی صورت میں فاصلہ کی اس شرط میں نرمی بھی کی جاتی ہے ۔ سال میں بجلی مہیا کئے جانے کے لئے مواضعات کی منظوری کے لئے فہرست واپڈا کی طرف سے تحصیل کی بنیاد پر 11 کے ۔ وی

(2) واپڈا 11 کے وی لائن سے نصف میل واقع میں مواضعات کی کی فہرست ضلع کونسل کو مہیا کرے جو آبادی کے مطابق پڑتال کرکے بجلی فراہم کئے جانے والے مواضعات کی فہرست تیار کرے۔ ضلع کونسل اس فہرست کے مطابق مواضعات کی منظوری دی جانی چاہیے		لائن کے نصف میل کے اندر واقع مواضعات کی مہیا کردہ فہرست اور ضلع کونسل کی سفارشات کو مدنظر رکھ کر تیار کی جاتی ہے۔ زیادہ آبادی والے مواضعات تحصیل کے کوٹہ کی بنیاد پر پہلے لئے جاتے ہیں۔ اور ضلع کونسلوں کی طرف سے مہیا کردہ فہرستوں کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔
16 ایشائی ترقیاتی بنک پروگرام کے تحت بجلی-فراہم کئے جانے والے مواضعات کی فہرستوں کی منظوری ضلع کونسلوں سے لی جائے۔	ضلع کونسل سے فہرست کی منظوری ضروری نہیں ہے۔ تاہم ضلع کونسل کو مواضعات کے انتخاب کی غرض سے شامل کیا جا سکتا ہے۔	ایشیائی ترقیاتی بنک پروگرام کے تحت زیادہ آبادی والے مواضعات زیر غور آتے ہیں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے زیادہ آبادی کے مواضعات کی فہرستیں محکمہ واپڈا کو پہلے ہی مہیا کر دی ہیں۔ اس پروگرام کے تحت مواضعات کا انتخاب معاشی مفاد(Economic Return) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جس کے لئے واپڈا ضروری سروے کرکے کوائف اکٹھے کر رہا ہے تاکہ ان کے

		مطابق مواضعات کا تجزیہ کیا جا سکے ۔ مواضعات کے انتخاب کے لئے استحقاق کی ترتیب معاشی مفاد کی شرح کی بنیاد پر ہو گی ۔ چونکہ مواضعات کا انتخاب تکنیکی اور معاشی بنیاد پر کیا جاتا ہے ۔ لہذا ضلع کونسل کی منظوری کی کوئی اہمیت نہیں ہے
17 درج ذیل مواضعات کو بجلی فراہم کرنے کے لئے 11 کے ۔ وی لائن بچھانے کے لئے سفارش کی گئی ۔ (1) تحصیل میلسی میں ٹبہ سلطان پور تا ڈیکوٹا ۔ (2) تحصیل میانوالی میں ہرنولی تا بالا ۔ (3) تحصیل بھکر میں کوٹہ جام سے دفتر یونین کونسل ڈگرولا تک ۔	سفارش کی روشنی میں کارروائی کی گئی ہے ۔	11 کے ۔ وی لائن بچھانے کی ذمہ داری واپڈا وفاقی حکومت کی ہے ۔ سفارشات بغرض غور و ضروری کارروائی واپڈا کو بھیج دی گئی ہیں ۔

زکوات و سماجی بہبود سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	محکمانہ عملدرآمد
1	2
(1) کمیونٹی ہالز کی تعمیر ان مقامات پر جہاں پائیلٹ سنٹر پہلے سے قائم ہیں لوکل گورنمنٹ کی جانب سے قائم کیے جانے والے کمیونٹی ہال کی افادیت کے پیش نظر سبجیکٹ کمیٹی نے اپنی گذشتہ سفارش کا اعادہ کرتے ہوئے تجویز کیا ہے کہ کمیونٹی ہال کی تعمیر ان مقامات پر کی جائے جہاں محکمہ سماجی بہبود کے پائیلٹ سنٹرز پہلے ہی لوکل گورنمنٹ , امداد باہمی اور لائیوسٹاک کے محکموں کے تعاون سے چل رہے ہیں ۔	(1) اس ضمن میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور ڈائریکٹر جنرل دیہی ترقیاتی پروگرام نے ان جگہوں پر جہاں محکمہ سماجی بہبود پہلے ہی ویمن سنٹر قائم کر چکا ہے مزید عمارت کی تعمیر کے پروگرام سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ محکمہ ھذا کے نزدیک لوکل پوائنٹس زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ۔ بہر حال ڈاکٹر مس رفعت رشید صاحبہ پروفیسر سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی کی زیر نگرانی ایک علیحدہ کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے ۔ جو اس مسئلے کا جائزہ لے رہی ہے ۔
(2) محکمہ سوشل ویلفیر کی جانب سے قائم کردہ مختلف اداروں کی مشاورتی کمیٹیوں کی تنظیم نو ۔	(2) تمام مشاورتی کمیٹیوں کی تنظیم نو اس سفارش کی روشنی میں ہو چکی ہے ۔
(3) ترقیاتی سکیموں کی غیر ترقیاتی بجٹ میں منتقلی کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ محکمہ معاشرتی بہبود کی 12 ترقیاتی سکیموں کو غیر ترقیاتی بجٹ میں اگلے مالی سال سے ضرور منتقل کر کر دیا جائے تاکہ محکمہ کو اپنے نئے پروگراموں کی تکمیل کے لیے مناسب رقوم فراہم ہو سکیں ۔	(3) محکمہ خزانہ نے ان ترقیاتی سکیموں کو غیر ترقیاتی بجٹ میں منتقل کرنے سے معذوری ظاہر کی ہے ۔

(4) صوبائی کونسل برائے معذوراں کے لیے عملہ کی فراہمی کمیٹی نے سفارش کی کہ صوبائی کونسل - برائے معذوراں کو اپنے پراجیکٹ سکیموں کو جو کہ معذوراں کی فلاح بہبود سے متعلق ہوتی ہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مندرجہ ذیل عملہ فراہم کیا جائے

1	ڈپٹی ڈائریکٹرز (سٹیلمنٹ)	این پی ایس 18	(1)
2	اسسٹنٹ ڈائریکٹرز	این پی ایس 17	(3)
3	اکاونٹنٹ	این پی ایس 17	(1)
4	سٹینو ٹائپسٹ	این پی ایس 8	(3)
5	اسسٹنٹ	این پی ایس 10	(3)
6	سینئر کلرک	این پی ایس 6	(3)
7	جونیئر کلرک	این پی ایس 5	(5)
8	نائب قاصد	این پی ایس 1	(6)
9	خاکروب	این پی ایس 1	(1)

ڈویژن کے لئے عملہ

1	سیٹلمنٹ آفیسر	این پی ایس 17	(8)
2	سینئر ٹائپسٹ	این پی ایس 8	(8)
3	نائب قاصد	این پی ایس 1	(1)
4	جونیئر کلرک	این پی ایس 5	(8)

مورخہ 27/2/83 کو ایک اجلاس میں جو کہ ایڈیشنل سیکرٹری مالیات کی زیر صدارت ہوا اس مسئلے کا جائزہ لیا گیا اور محکمہ خزانہ نے مطلوبہ عملہ کی فراہمی کی منظوری دینے سے معذوری ظاہر کی - بہر حال یہ مطالبہ از سر نو محکمہ خزانہ کو مکمل کوائف کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے -

5 **محکمہ کے رسالہ ''بہبود'' کی اشاعت**

محکمانہ جریدہ بہبود کی اشاعت کے متعلق جناب گورنر پنجاب کے سابقہ احکامات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کیا گیا کہ معاشرتی بہبود کے پرگراموں کو اجاگر کرنے کے لئے ''پیام زکواتہ'' کے جریدہ سے فائدہ اٹھایا جائے اور محکمہ اپنے منظور شدہ بجٹ سے پمفلٹ وغیرہ جاری کرے۔

5 ان سفارشات پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

6 **فیصل آباد میں ویمن پائیلٹ سنٹر کا قیام**

کمیٹی نے سفارش کی کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ فیصل آباد میں ویمن پائیلٹ سنٹر کی تعمیر کے لئے مطلوبہ فنڈز مہیا کرے

6 ویمنز ڈویژن نے فیصل آباد میں ترمیم شدہ سکیم ویمن سنٹر کمپلکس کی منظوری دے دی ہے اور اس مقصد کے لئے 44ء01/- لاکھ روپے فراہم کر دئیے ہیں اور جلد ہی اس کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

اطلاعات ، ثقافت و سیاحت سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ	سفارشات سپیشل کمیٹی	حکم جناب گورنر صاحب
1	جناب گورنر کو کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ محکمہ اطلاعات میں سیاحت کی منصوبہ بندی	محکمہ ھذا کو اس ضمن میں جناب گورنر کی بھی ھدایات ملی ھیں اور ضروری تجاویز	گورنر صاحب کی ھدایت کے مطابق عمل درآمد ھو رہا ہے۔	گورنر صاحب کی ھدایت کے مطابق ایک ڈائریکٹر سیاحت گریڈ 19 مع

	اور نفاذ کے لئے علیحدہ افسر مقرر کیا جائے ۔	مرتب کی جا رہی ہیں ۔ بعد ازاں محکمہ مالیات کی رائے کے مطابق جناب گورنر کو پیش کی جائیں گی ۔		ضروری عملہ کی تقرری مورخہ 1-4-83 سے کر دی گئی ہے ۔
2	**فروغ سیاحت بمقام نڑا (راولپنڈی)**			
	جناب رشید صدیقی رکن ، کمیٹی ہذا نے تجویز پیش کی کہ سب ڈویژن کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں بمقام نڑ ایک بلند مقام پر واقع ہے ۔ اس مقام کو فروغ سیاحت کے لئے ترقی دی جاوے ۔	محکمہ ہذا نے ڈپٹی ڈائریکٹر تعلقات عامہ پنجاب ، راولپنڈی کو ہدایت کی کہ وہ اس مقام کی موضوعیت کے متعلق رپورٹ بھیجے ۔	رپورٹ کا انتظار کیا جائے بشمول سروے جتنے بھی اس علاقہ میں سیاحان کیلئے مقامات ترقی پذیر ہو سکتے ہیں ، ان کا ایک جامع منصوبہ بنایا جائے ۔	گورنر صاحب نے ملاحظہ کر لیا ہے ۔
3	جناب لیاقت علی ملک ، کنوینر اور جناب رشید صدیقی رکن کمیٹی ہذا نے سفارش کی ہے کہ محکمہ اطلاعات ثقافت و سیاحت کو ایک جداگانہ محکمہ بنایا جاوے۔ جو کہ اس وقت سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا حصہ ہے۔	محکمہ ہذا اس معاملہ میں ضروری تجاویز بنا کر ضروری احکام حاصل کرے گا ۔	اس سے کوئی خاص فرق نہ پڑے گا ۔ کیونکہ پہلے ہی ایک محکمہ ہے ۔ فی الحال اس پر عمل نہ کیا جائے ۔	گورنر صاحب نے ملاحظہ کر لیا ہے ۔

ٹرانسپورٹ سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی -
1	2	3
1- گذشتہ اجلاس مورخہ 26 مئی 1982ء کی کارروائی کی توثیق -		
2 - پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز کو شیڈول بنکوں سے قرضہ کی سہولت مہیا کی جائے - جیسا کہ انڈسٹریل بنک اپنے متعلقہ شعبہ میں قرضہ دیتا ہے -	انفرادی طور پر قرضہ دینے کی حمایت نہیں کی جا سکتی - بس کمپنیوں کی تشکیل کا مسئلہ وفاقی حکومت کے زیر غور ہے - متعلقہ قانون میں درکار ترمیم کے لئے وفاقی حکومت کو بہت پہلے لکھا جا چکا ہے - سپیشل کمیٹی نے مناسب مرحلہ پر وفاقی حکومت سے رجوع کرنے کی تجویز سے اتفاق کیا ہے -	وفاقی حکومت کو یاددہانی کرا دی گئی ہے -

3۔ ڈرائیونگ سکول کے بارے میں وفاقی حکومت کی فراہم کردہ ایک کروڑ بارہ لاکھ روپے کی رقم حکومت پنجاب کو نہیں ملی ۔ ٹریفک پولیس نے قربان لائن لاہور اور گورنمنٹ ٹرانسپورٹ میں ڈرائیونگ سکول کھولنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے لیکن نجی شعبہ میں ایسا نہیں ہوا ۔ ویسٹ پاکستان ٹرانسپورٹ موجل اسٹینڈنس کوآپریٹو سوسائٹی اور پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن سے مالی امداد نیز حکومت پنجاب سے مناسب حد تک رقم بطور قرضہ مہیا کرنے کی درخواست کی ہے ۔	وفاقی حکومت نے رقوم مہیا نہیں کیں ۔ محکمہ ٹریفک پولیس اور پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے اشتراک سے ڈرائیونگ سکول چلنے کے ساتھ ساتھ نجی شعبہ میں بھی ایسے سکول حکومت کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔	ٹی ۔ آئی ۔ جی ٹریفک پنجاب کے تیار کردہ ایک منصوبہ پر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اسے بحیثیت ڈویلپمنٹ سکیم ہونے کے آر ۔ سی ۔ ای اور پی ۔ سی ون تیار کرنے کو کہا ہے ۔ ٹی ۔ آئی ۔ جی ٹریفک ڈویژن کی سطح پر قائم کیے جانے والے سکولوں کے سلسلہ میں یہ کاغذات تیار کریگا ۔ لاہور میں ایک مرکزی سکول کے قیام کی تجویز کو محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اس شرط پر منظور کیا تھا ۔ کہ وفاقی حکومت اس کو اہم رقوم مہیا کرے گی ۔
4 ۔ قانون کی رو سے اگرچہ روٹ پرمٹ جاری کرنے پر کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی روٹ پرمٹوں کی تعداد کا تعین کیا	ترمیم کے لئے وفاقی حکومت کو پہلے بھی لکھا جا چکا ہے ۔ مزید بہتری کے لئے صوبائی	قانون کی رو سے ہر بس مالک کے لئے ضروری ہے کہ آر ۔ ٹی ۔ اے منظور شدہ ٹائم ٹیبل گاڑی میں اور اسٹینڈ پر اویزاں کرے ۔ لیکن آزاد پالیسی کی وجہ سے چونکہ ٹرانسپورٹ کا کاروبار انفرادی مالکان کے

جا سکتا ہے تاہم منظم طور پر ٹائم ٹیبل بنانے کے لئے متعلقہ قانون میں ترمیم ہونی چاہئے۔	ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے غور کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سلسلہ میں بلا تاخیر فیصلہ کیا جانا مناسب ہوگا۔	ہاتھوں میں ہے۔ جو جنرل بس اسٹینڈ پر پہلے وآ اور پہلے جاؤ کے اصول پر اپنی باری سے آتے اور جاتے ہیں کوئی دوسرا ٹائم ٹیبل قابل عمل نہ ہو گا موجودہ طریق کار اس اعتبار سے مثالی ہے کہ یہ مسافروں اور انفرادی ٹرانسپورٹرز کی جملہ تقاضے پورے کرتا ہے صوبائی ٹرانسپورٹ مشاورتی کمیٹی نے اپنے اجلاس میں جو وزیر ٹرانسپورٹ کی صدارت میں مورخہ 9.4.1983 کو منعقد ہوا۔ فیصلہ کیا گیا کہ یہ معاملہ ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جو اپنی اپنی رپورٹ مشاورتی کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے یہ کمیٹی ڈپٹی سیکرٹری ٹرانسپورٹ ڈی۔ آئی۔ جی (ٹی) پنجاب اور ٹرانسپورٹ فیڈریشن و ٹرانسپورٹ ورکر یونین کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہے۔
5۔ گاڑیوں کے کاغذات کی اٹوں پر چیکنگ کئے جانے کے سلسلے میں تمام اضلاع میں ٹریفک چیکنگ ٹیمیں تشکیل نہیں دی گئیں۔	محکمہ داخلہ کو ان کمیٹیوں کے قائم کرنے کی ہدایت جاری کی جائیں۔	محکمہ امور داخلہ کی اطلاع کے مطابق یہ کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں۔

6 ۔ متعدد ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کے زیر انتظام جنرل بس سٹینڈوں پر مناسب سہولتیں نہیں ہیں ۔ اڈا اجات کی آمدنی اڈے کی بہتری کے لئے خرچ کرنے اور متعلقہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کا گاہے بگاہے ان اڈوں کا معائنہ نہ کرنے اور ان کے حسابات کی پڑتال نہ کرنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا ۔	اس ضمن میں محکمہ وفاقی حکومت کو کئی بار لکھا چکا ہے تاہم محکمہ مقامی حکومت دوبارہ ہدایات جاری کرے ۔	محکمہ مقامی حکومت نے 12 اپریل کو تمام کمشنر صاحبان ڈپٹی کمشنر صاحبان اور سربراہان میونسپل کارپوریشن میونسپل کمیٹی ہائے کو ٹاؤن کمیٹی ہائے کو دوبارہ ہدایات جاری کر دی ہیں ۔
7 ۔ بسوں کے ٹائر اور ٹیوب پر کسٹم ڈیوٹی بڑھانے سے قبل ایسی تجویز پر صوبائی حکومت سے مشورہ کر لیا جائے ۔	صوبائی حکومت سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش کو وفاقی حکومت تک پہنچائے ۔ کیونکہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے	وفاقی حکومت سے درخواست کر دی گئی ہے ۔
8 ۔ موٹر وھیکل ایگزمینر کی آسامیوں کی منتقلی زیر صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی پر غور ملتوی کر دیا گیا ۔ کیونکہ تجویز کنندہ حافظ اختر علی صاحب موجود نہ تھے ۔		

9	رکشا ڈرائیوروں کے منہ مانگے دام لینے ، منی بسوں کی ناگفتہ بہ حالت منی بس ڈرائیوروں کی زیادتیوں سے نمٹنے میں پولیس کی ناکامی کے پیش نظر لاہور شہر میں 24 سیٹوں والی چھوٹی بسیں چلانا ناگزیر ہے ۔ ان چھوٹی بسوں میں گنجائش زیادہ ہونے کے علاوہ مسافر کھڑے بھی ہو سکتے ہیں ۔ لہذا شہری روٹوں پر انہیں پرمٹ جاری کیے جائیں ۔	ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور اور صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی زیادہ گنجائش والی چھوٹی بسوں کے لئے نئے روٹ classific کریں گاڑیوں کی پڑتال کے نظام کو بہتر بنایا جانا چاہیے منی بسوں کی پڑتال مزید سخت کی جانی چاہئے ۔	صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی اس سلسلہ میں ایک جامع منصوبہ تیار کر رہی ہے تاکہ ٹرانسپورٹروں کو کسی قسم کی تکلیف بھی نہ ہو ۔ اور دوسری طرف شہریوں کو باعزت اور بہتر سہولت بھی میسر آ سکے ۔
10	گورنمنٹ ٹرانسپورٹ میں نجی ٹرانسپورٹروں کی بسوں کو کمیشن پر دینے کا طریقہ کاروبار غیر آئنی تصور کیا گیا ۔ جس میں پرائیویٹ بس نہ تو پی۔آر۔ٹی۔سی کی	محکمہ قانون پنجاب کی رائے میں نجی ٹرانسپورٹر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے مابین طے پانے والا معاہدہ غیر قانونی نہیں ۔	کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ۔

	ملکیت ہے اور نہ ہی ان کے نام منتقل ہے - بس کا رنگ اور اگر استعمال کرنے کے عوض آمدنی کا 2 فیصد حصہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ وصول کرتی ہے - مارشل لاء ریگولیشن نمبر 56 کے تحت یہ کاروبار ممنوع قرار ہے -	اور گورنمنٹ-ٹرانسپورٹ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے -	
11 - صوبہ میں سڑکوں کی زبوں حالی پر زور دیا گیا ؛ متعلقہ محکموں کو اس طرف پوری توجہ دینے کے لیے کہا جائے - کیونکہ سب سے زیادہ رقم ٹیکن ٹیکس کی صورت میں ٹرانسپورٹرز ادا کرتے ہیں - حادثات کی روک تھام کے لیے بھی یہ ضروری ہے -	قبل ازیں محکمہ شاہرات کو بار بار لکھنے کے باوجود اگر صورت حال جوں کی توں ہے تو اسے ایک پر زور چھٹی لکھی جائے -	صوبے میں سڑکوں کا جال زیادہ سے زیادہ علاقوں تک کئی سالوں میں پھیلایا گیا - اب بڑھتی ہوئی ٹریفک کے دباو کے پیش نظر انہیں کرنے اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے - فراہم کردہ ترقیاتی فنڈ میں رہتے ہوئے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان میں بہتری کی جا رہی ہے 5205 میل سنگل لین سڑکوں میں سے 500 میل فوری بہتری کی حقدار ہیں چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں محدود وسائل کے پیش نظر صرف 1500 میل پر بہتری ہو سکے گی - تاہم محکمہ فراہم کردہ سالانہ maintenance grant میں سے ان سڑکوں کو اچھی حالت میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہے -	

12 - جس طرح ہائی وے پر حادثات میں ہلاک مسافروں کے ورثا کو فی موت 16000 روپے بس مالک کی طرف سے ادا کیے جاتے ہیں - اس طرح شہری روٹوں پر بسوں اور ویگنوں کے روٹ پرمٹ دینے سے پہلے آرٹی ماسے کو معاوضہ کے بارے میں قانونی تقاضہ پورا کرنے کے لئے بس مالک سے ایسی قسم کی یقین دہانی حاصل کرلینی چاہیے -	سٹیج کیرج اور کنٹریکٹ کیرج دونوں کے لئے قانون کی رؤسے ایسا نہ کرنے میں کوئی امر مانع نہیں - خواہ وہ گاڑی شہری روٹ ہو پر یا بین الاضلاعی روٹ پر ہو -	ایسے تمام معاملات میں مجوزہ روڈ سیفٹی آرڈیننس میں شامل کردیئے گئے ہیں - تا ہم حادثات کے سلسلہ میں معاوضہ جات کی ادائیگی کے جملہ معاملات ایک کمیٹی کے سپرد کر دیئے گئے ہیں جس کا سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ قانون ہے یہ کمیٹی جلد رپورٹ پیش کرنے والی ہے ،	
13 - ڈیوٹی پر موجود ڈرائیور اور کنڈیکٹر کے حادثہ میں ہلاک ہو جانے کی صورت میں موٹروہیکل آرڈی نینس 1965 کی دفعہ 67 کے تحت معاوضہ ادا کرنے کے بارے میں مناسب ترمیم کی جائے -	مجوزہ روڈ سیفٹی آرڈیننس میں یہ تمام معاملات شامل کردیے گئے ہیں - یہ آرڈیننس وفاقی حکومت کے زیر غور ہے -	حسب نمبر شمار 12 بالا -	

14۔ ایسی تمام انشورنس کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی جائے جو غیر آئینی طور پر انشورنس کے جعلی سرٹیفکیٹ جاری کرنے میں ملوث ہیں اور انہوں نے گزشتہ دس سال سے حادثات میں ملوث تھرڈ پارٹی انشورنس کے ضمن میں کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا ۔ ایسی کمپنیوں کو توڑ دیا جائے ۔ جو غلط غیر آئینی اور کالا کاروبار کرنے میں مصروف ہیں نیز تھرڈ پارٹی انشورنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا اختیار صرف tarrif انشورنس کمپنیوں کو دیا جائے۔	یہ معاملہ کنٹرولر آف انشورنس کے علم میں لایا جائے جو اس پر کارروائی کا مجاز ہے	کنٹرولر آف انشورنس کو تحریک کر دی گئی ہے ۔	
15۔ میونسپل کمیٹیوں کو شہروں میں داخلہ پر ٹول ٹیکس اور الہ جات میں نافذ فیس ایک ضابطہ کے تحت مقرر کرنی چاہیے ۔ جو معقولیت پر مبنی ہے ۔ ٹھیکے نیلام نہ کئے جائیں ۔ غیر آئینی وصولیاں بند کی جائیں ۔	اس ضمن میں محکمہ مقامی حکومت پہلے سے کچھ ہدایات جاری کر چکا ہے ۔ تاہم اگر کوئی غیر آئینی وصولی کی جا رہی ہے تو اس کی نشان دہی کی جائے ٹھیکوں کی نیلامی کا سلسلہ محکمہ مقامی حکومت کی پالیسی سے تعلق رکھتا ہے ۔		اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے ۔

محنت سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل
1.	لاہور میں سوشل سیکیورٹی ہسپتال کیلئے سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشن (پیسی) کو چاہیئے کہ زمین حاصل کرے ۔	مذکورہ ہسپتال کی تعمیر کیلئے 100 کنال اراضی حاصل کر لی گئی ہے یہ زمین لاہور میں ملتان روڈ پر واقع ہے ۔	زمین حاصل کر لی گئی ہے اس ضمن میں کمیٹی کی سفارش پر پہلے ہی عمل ہو چکا ہے ۔
2.	قانون کے مطابق سوشل سیکیورٹی کے شڈول میں ہر کارکن کا نام اجرت اور دیگر ضروری تفصیلات کے ساتھ آنا ضروری ہے ۔ اس ضمن میں آئندہ اجلاس سے پیشتر کمشنر سوشل سیکیورٹی سے رپورٹ لی جائے ۔	کانٹری بیوشن شیڈول میں یہ تمام کوائف پہلے سے ہی موجود ہیں ۔ تاہم کئی آجر شیڈول کے بغیر ہی ماہانہ کانٹری بیوشن بھیج دیتے ہیں اسکے پیش نظر متعلقہ افسران کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ شیڈول کیساتھ کانٹری بیوشن وصول کریں ۔	تجویز پر عمل درآمد ہو چکا ہے ۔
3.	کنٹریکٹ لیبر کی بابت سوشل سیکیورٹی کی کانٹری بیوشن کیلئے ذمہ داری آجر پر ڈالی جائے ۔	موجودہ صورت یہی ہے کہ کنٹریکٹ لیبر کی پابندی سوشل سیکیورٹی کی کانٹری بیوشن کیلئے ذمہ داری آجر پر ہی عائد کی جاتی ہے ۔ ایسے آجر جنکے کام کیلئے ٹھیکیدار کنٹریکٹ لیبر مہیا کرتا ہے ان کے	تجویز کے ضمن میں قانونی پوزیشن پہلے ہی سے یہی ہے چونکہ معاملہ سپریم کورٹ

	لئے ضروری ہے کہ وہ تمام کنٹریکٹ پر لیبر کو سوشل سیکیورٹی سکیم کے تحت ادارے کے پاس رجسٹر کرائے اور انکی بابت کانٹری بیوشن ادا کرے تاہم چند ایک آجروں نے اس ضمن میں عدالتی سہارہ جوئی کر رکھی ہے اور معاملہ اس وقت سپریم کورٹ کے زیر سماعت ہے - سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد ہی قانونی پوزیشن واضح ہو سکے گی -	کے زیر غور ہے لہذا فیصلہ کا انتظار کیا جائے -
4 - سوشل سیکورٹی اسکیم کو ٹرانسپورٹ ورکرز پر بھی لاگو کیا جائے -	سوشل سیکیورٹی سکیم فی الحال ٹرانسپورٹ ورکرز پر لاگو نہیں ہے اس ضمن میں معاملے کے مضمرات پر غور خوض کیا جا رہا ہے - قباحت یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کمپنیاں موجود نہیں ہیں - عموماً فرد واحد مالک ہے جس کے ملازمین کی تعداد دس سے کم ہوتی ہے - طے شدہ پالیسی یہ ہے کہ سوشل سیکیورٹی سکیم اس ادارے پر لاگو کی جا سکتی ہے جسکے ملازمین کی تعداد دس یا دس سے زیادہ ہو -	یہ معاملہ محکمہ کے زیر غور ہے - محکمہ اس پر جلدی سے فیصلہ کرے -
5 - سوشل سیکیورٹی اسکیم کے تحت کانٹری بیوشن کم از کم اجرت کی بنیاد پر وصول کی جانی چاہیے اور کسی طرح بھی اس سے کم نہیں ہونی چاہیے -	قانون کے مطابق سوشل سیکورٹی کانٹری بیوشن منیمم ویجز آرڈیننس بابت 1961 کے تحت مقرر کردہ کم از کم اجرت کی شرح کے مطابق وصول کی جاتی ہے تاہم جہاں کارکن مہینے کے پورے دن کام نہیں کرتا اور اپنے کام کے دنوں کی اجرت بصورت نقد مالک سے وصول کرتا ہے وہاں کانٹری بیوشن اس اجرت کے مطابق لی جاتی ہے جو کہ لامحالہ کم از کم	قانونی پوزیشن وہی ہے جس کی سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی ہے - تاہم جہاں کس وجہ سے قانونی کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اسکے لیے

	اجرت کی ماہانہ شرح سے کم ہوتی ہے اس سلسلے میں شکایت یہ ہے کہ آجر پوری اجرت ظاہر نہیں کرتا ۔ بلکہ کارکن کے ناغے زیادہ ظاہر کرتا ہے جسکے نتیجے میں کانٹری بیوشن کی رقم کم از کم اجرت سے کم وصول ہوتی ہے اس شکایت کے تدارک کی غرض سے ادارے نے معائنہ ٹیم تشکیل دے رکھی ہے جو اچانک معائنہ کر کے قانونی خلاف ورزیوں کا پتہ چلاتی ہے اور خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف نہ صرف ضروری کارروائی کی جاتی ہے بلکہ کم ادا شدہ کانٹری بیوشن کے بقایا جات بھی بمع جرمانہ وصول کئے جاتے ہیں	معائنہ ٹیم مقرر کی گئی ہے اور کارروائی ہو رہی ہے ۔
6 ۔ حکومت پاکستان نے سرکاری اداروں کے ملازمین کے لئے جس 45 فیصد مہنگائی الاونس کا اعلان کیا ہے اس کا اطلاق نجی اداروں کے ملازمین پر بھی کیا جائے ۔	حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب نئے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں کے گریڈ 20 تک ملازموں کیلئے انکی تنخواہوں کے 45 فیصد کے حساب سے مہنگائی الاونس کی ادائیگی کی بابت ہدایات یکم جولائی 1982ء سے نافذ کی ہیں ان ہدایات کا اعلان نجی شعبہ کے ملازمین پر نہیں ہوتا تاہم مزدروں کے اس مطالبے سے مرکزی وزارت محنت کو پہلے ہی مطلع کیا جا چکا ہے ۔	یہ معاملہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔ صوبائی سطح پر ابھی اسکا فیصلہ نہیں ہو سکتا ۔

7۔ غیر ہنر مند کارکنوں اور ٹیکسٹائل کی صنعت کے کارکنوں کی کم از کم اجرت کی بابت مینیمم ویجز بورڈ کی جو سفارشات حکومت کو بھیجی جا چکی ہیں انکا جلد از جلد فیصلہ کر کے ایوارڈ کا اعلان کیا جائے۔	غیر ہنر مند کارکنوں اور ٹیکسٹائل کی صنعت کے کارکنوں کی کم از کم اجرت کے تعین کا معاملہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے ۔	معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔ محکمہ محنت اس پر جلد فیصلہ کروائے ۔
8 ۔ کم اجرت پانے والے ان سرکاری ملازمین کی بابت جن پر صنعتی تعلقات کے قانون (آئی ۔ آر ۔ او) کا اطلاق ہوتا ہے حکومت اس بات کا خاص خیال رکھے کہ انکو بلا تاخیر ریٹائرمنٹ کے فوراً بعد پنشن ملنا شروع ہو جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ رخصت قبل از ریٹائرمنٹ کے ختم ہونے پر ایسے سرکاری ملازمین کو انکی پنشن کی کتاب (پی پی او بک) انکے حوالے کر دی جائے اور	ایسے سرکاری محکمے اور ادارے جنکے ملازمین پر آئی آر او کا اطلاق ہوتا ہے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے تحت قائم ہیں ۔ ان محکموں اور اداروں کے ریگولر ملازمین کو پنشن کا استحقاق حاصل ہے ۔ صوبائی حکومت کے تحت محکمہ جنگلات محکمہ انہار محکمہ تعمیرات اور محکمہ بلدیات کے ملازمین اس زمرے میں آتے ہیں اس ضمن میں ہدایات پہلے ہی سے موجود ہیں تا ہم اس سفارش پر عملدر امد کی غرض سے محکمہ خزانہ سے درخواست کی جائے کہ وہ ان ہدایات پر سختی سے عملدار آمد کرائیں اور دوسرے وفاقی وزارت محنت سے رجوع کیا جائے کہ وفاقی حکومت کے تحت قائم ایسے محکموں اور اداروں کو لکھے کہ وہ اپنے ملازمین کو ریٹائر ہونے پر پنشن سے متعلقہ کاغذات بر وقت فراہم کریں ۔	اس سلسلہ میں ہدایات کئی مرتبہ جاری کی جا چکی ہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہدایات پر عملدر امد نہ کرنے کی صورت میں متعلقہ اہلکاروں سے باز پرس کی جائے اور محکمہ کے سربراہ ذاتی طور پر دلچسپی لیکر پنشن کی فوری ادائیگی کرائیں ؛

	اس ضمن میں جو دفاتر متعلقہ کاغذات مکمل کرنے کے ذمہ دار ہیں انہیں اس امر کا پابند کیا جائے کہ وہ کاغذات کی تکمیل کے سلسلہ میں اپنا فرض پورا کریں۔		
9۔	اگر کوئی معائنہ ٹیم تشکیل دی جائے تو اسمیں صرف سبجیکٹ کمیٹی کے ارکان کو ہی شامل کیا جائے۔	ابھی ایسی کوئی معائنہ ٹیم تشکیل نہیں دی گئی۔ اگر ایسا کوئی فیصلہ کیا گیا تو اس سفارش کو مد نظر رکھا جائے گا۔	تجویز واضح نہیں ہے سبجیکٹ کمیٹی اسکی مزید وضاحت کرے اور محکمہ محنت اس پر غور و خوض کے بعد اپنی سفارش پیش کرے۔
10	اوورسیز ورکرز فاونڈیشن کو صوبائی حکومت کی تحویل میں دیا جانا چاہئیے تاکہ وہ مقاصد پورے ہو سکیں جنکیلئے یہ فاونڈیشن قائم کی گئی تھی اور جب تک یہ فاونڈیشن صوبائی حکومت کی تحویل میں نہیں آتی اسکے	اوورسیز ورکرز فاونڈیشن ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے محنت، افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیوں کی وزارت کے تحت قائم کی گئی ہے۔ جسکا مقصد سمندر پار کارکنوں کی فلاح و بہبود کیلئے کام کرنا ہے۔ صوبائی محکمہ محنت کی رائے میں یہ ادارہ بدستور مذکورہ بالا وفاقی وزارت کے زیر اہتمام رہنا چاہئیے تاہم اس ادارے کو یہ تحریر کیا جانا چاہئیے کہ اسکے	محکمہ کی تجویز سے اتفاق ہے

	فنڈز میں پنجاب کا حصہ پنجاب کے اوورسیز ورکرز کی فلاح بہبود پر خرچ ہونا چاہیئے۔	فنڈز میں پنجاب کا حصہ پنجاب کے اوورسیز ورکرز کی فلاح وبہبود پر بھی خرچ کیا جائے ۔	
11۔	ڈائریکٹوریٹ آف ٹریڈ یونین ایجوکیشن جو پروگرام وفاقی سطح پر چلا رہا ہے اسے اسکی بجائے صوبائی سطح پر چلایا جانا چاہیئے کیونکہ صوبائی حکومتیں علاقائی حالات اور ٹریڈ یونین کے مسائل سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں۔	محکمہ محنت اس سفارش سے متفق نہیں ہے ۔ ڈائریکٹوریٹ آف ٹریڈ یونین ایجوکیشن عالمی ادارہ محنت کے فنی تعاون سے وزارت محنت کے زیر انتظام قائم کیا گیا ہے اسکا اپنا تنظیمی ڈھانچہ ہے جسکے مطابق تدریسی عملہ بھرتی کیا گیا ہے یہ عملہ جدید تدریسی تکنیکوں اور تعلیمی تقاضوں کے مطابق ٹریڈ یونین ایجوکیشن پروگرام کی نشو و نما میں موثر کردار ادا کر سکتا ہے ۔ چونکہ اس پروگرام کے تحت ہر صوبے میں ایک مرکز قائم کیا گیا ہے اسلئے ڈائریکٹوریٹ کا رابطہ لامحالہ صوبائی حکومتوں کیساتھ رہے گا ۔ حکومت پنجاب نے محکمہ محنت کے زیر انتظام جو تعلیمی مراکز قائم کئے ہیں یہ کوشش ہوگی کہ انکا رابطہ ڈائریکٹوریٹ آف ٹریڈ یونین ایجوکیشن کے تحت پنجاب میں قائم کئے جانے والے مرکز سے رہے ۔	محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے ۔
12۔	اسلام آباد میں جو ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قائم کیا جا رہا ہے اسے راولپنڈی میں قائم کیا جائے ۔ علاوہ ازیں نیشنل	اس ضمن میں وزارت محنت سے پہلے ہی خط و کتابت اور گفت و شنید ہو چکی ہے مگر وہ اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتے ۔	چونکہ تجویز کا تعلق مرکزی وزارت محنت سے ہے اس لئے محکمہ محنت حکومت پنجاب اس بارہ

ووکیشنل ٹریننگ پروجیکٹ کے تحت جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد میں قائم کیا جانا ہے اسے لاہور میں قائم کیا جائے۔		میں دوبارہ مرکزی وزارت محنت سے رابطہ قائم کرے۔
13۔ رخصت برائے تعلیم معہ تنخواہ کی بابت عالمی ادارہ محنت نے معاہدہ نمبر 140 منظور کیا ہے حکومت پاکستان کو اس کی توثیق کرنی چاہئیے۔	محکمہ محنت کی رائے میں مذکورہ معاہدے کی توثیق کی ضرورت نہیں حکومت خود وقت کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں ضروری قوانین بنا سکتی ہے۔ ہمارے ہاں اب بھی معمول یہی ہے کہ کارکنوں کے جو تعلیمی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں ان میں شرکت کرنے والے کارکنوں کی شرکت کے دنوں کی تنخواہ وضع نہیں کی جاتی۔	محکمہ کی سفارش سے اتفاق ہے۔
14۔ ورکرز ویلفیئر اسکیم کے تحت جو رہائشی منصوبے زیر کار تھے، وفاقی حکومت کو سفارش کی جائے کہ انہیں دوبارہ چلانے کے احکامات جاری کرے۔	اس بارے میں وفاقی کابینہ نے ایک ورکنگ گروپ تشکیل دیا ہے جو کہ کابینہ کو یہ سفارش کرے گا کہ ورکرز ویلفیئر فنڈ کیسے اور کن جگہوں پر خرچ کیا جائے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ پلاننگ ڈویژن سوائے بلوچستان کے ہر صوبے کے لئے ایک ہزار سے کم لاگت کے مکانات کا منصوبہ بنائے اور منظوری کے لئے کابینہ میں پیش کرے۔	صوبائی حکومت کو ان فیصلوں کا مرکزی حکومت سے انتظار ہے۔

صوبائی حکومت کو ان فیصلوں پر عملدرآمد کا انتظار ہے۔

15	جیسا کہ حکومت صنعتی ترقی کے پیش نظر ملک میں ذمہ‌دار ٹریڈ یونین کے وجود کو ناگزیر سمجھتے ہوئے وفاقی اور صوبائی سطح پر ان کے رہنماوں اور عہدیداروں کی تعلیم کا بندوبست کر رہی ہے۔ ضروری ہے کہ معاشرے میں ان کے منفرد پیشہ وارانہ مقام کو وہی درجہ دیا جائے جو سماجی کارکنوں، صحافیوں، فنکاروں۔ وکیلوں وغیرہ کو حاصل ہے تاکہ سماجی اور سرکاری سطح پر ٹریڈ یونین کے عہدیداروں کو بھی وہی مقام اور مراعات حاصل ہوں۔ جو ان دوسرے پیشہ ور حضرات کو حاصل ہیں۔	یہ تاثر کہ ٹریڈ یونین رہنماوں کی اہمیت کسی اور سماجی اور پیشہ وارانہ طبقے سے کم ہے، صحیح نہیں ہے۔ ان کے منفرد مقام اور ان کی معاشرتی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ہی حکومت نے انہیں مجلس شوری صوبائی کونسل اور دیگر اداروں میں شریک کار کیا ہے۔ تاہم محکمہ محنت اس امر کی حمایت کرتا ہے مراعات کی فراہمی میں ٹریڈ یونین رہنماوں کو دیگر پیشہ وارانہ حقوق کے برابر حقدار تصور کیا جائے۔	تجویز واضح نہیں ہے۔ سبجیکٹ کمیٹی اس بات کی وضاحت کرے کہ وہ کون سے حقوق اور ہیں۔ جن کے بارہ میں ٹریڈ یونینوں کے حقوق کی کی سفارش کی گئی ہے۔

16۔ محکمہ محنت کے ذیلی دفاتر فی الحال کرائے کی عمارتوں میں ہیں ۔ ان کے اپنے دفاتر تعمیر ہونے چاہئیں اور جہاں تک ممکن ہو لاہور میں تمام دفاتر ایک ہی جگہ تعمیر کئے جائیں ۔	محکمہ محنت اس تجویز سے متفق ہے ۔	اصولی طور پر اس بات سے اتفاق ہے کہ تمام محکموں کے اپنے دفاتر ہونے چاہئیں ۔ تاہم اس کا انحصار مالی وسائل پر ہے ان جوں جوں مالی وسائل اجازت دیتے ہیں عمارات تعمیر ہوتی ہیں۔ محکمہ محنت ایک مرحلہ وار تفصیلی پلین تیار کر کے پی اینڈ ڈی کے پاس بھیجے ۔

تعلیم سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلہ میں محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت
ہر سٹر سکولوں پر ایک سسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر مقرر	محکمہ تعلیم کو اس تجویز سے اتفاق ہے اور محکمہ نے 454 موجودہ آسامیوں کے علاوہ 219	بجٹ 84-1983ء کے اعلان کے بعد پہلے مرحلے میں 70 اسسٹنٹا

کیا جائے ۔	مزید اسامیوں کے لئے محکمہ خزانہ کو درخواست کی ۔ محکمہ خزانہ فی الحال 70 اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کی اسامیوں مالی سال 1983-84ء کے لئے منظور کی ہیں جن کی باقاعدہ منظوری 1983-84ء کے بجٹ کے اعلان کے بعد جاری کر دی جائے گی ۔	ایجوکیشن آفیسرز کی اسامیوں کی منظوری کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا ۔ اگلے مالی سال میں بقایا اسامیوں کے حصول کے لئے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جائے گا ۔
نئی اسامیاں منظور کر کے ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر زنانہ ایجوکیشن آفیسر مقرر کی جائے۔	محکمہ تعلیم اس تجویز سے اتفاق کرتا ہے گیارہ ضلعوں کے لئے منظوری بیشتر ازیں حاصل کی گئی تھی اور وہاں اس کے مطابق زنانہ ایجوکیشن آفیسر کام کر رہی ہیں ۔ اس سال چھ ضلعوں کی منظوری حاصل کی جا سکتی ہے ۔ ضروری احکام بجٹ 1983-84ء کی منظوری کے بعد جاری کر دیئے جائیں گے ۔ باقی دس اضلاع کے لئے اگلے سال پھر محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جائے گا ۔	مالی سال 1983-84ء کے بجٹ کے اعلان کے بعد چھ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز (زنانہ) کی اسامیوں کی منظوری کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا ۔
ہر ڈویژن کی نظامت تعلیمات میں سکولوں اور کالجوں کی تعداد اور ان کے کام کے بوجھ کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت کے مطابق باقاعدہ	ہر ڈویژن میں سکولوں اور کالجوں کے الگ الگ ڈائریکٹوریٹ ہیں اور ہر ڈائریکٹوریٹ میں اصولی طور پر ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیم کی اسامیاں ہونی چاہیں اس مقصد کے لئے تین نئے ڈائریکٹوریٹ کے لئے ڈپٹی ڈائریکٹرز کی اسامیاں منظور کرانے کے لئے	مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔

ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیم سکولز/ کالجوں کی اسامیاں منظور کی جائیں ۔	محکمہ خزانہ سے رجوع کیا گیا جسے محکمہ خزانہ نے منظور نہیں کیا ۔ البتہ محکمہ تعلیم نے ضرورت کے مطابق پرانے ڈائریکٹوریٹ میں سے کچھ ڈپٹی ڈائریکٹرز کی اسامیاں محکمہ خزانہ کی منظوری سے نئے ڈویژن میں تبدیل کر دی ہیں ۔	
لوکل گورنمنٹ بورڈ کی طرح محکمہ تعلیم کا بھی اس قسم کا بورڈ ہونا چاہیے جو محکمہ تعلیم کی تمام خالی جگہوں کے لئے موزوں امیدواروں کا انتخاب کرے ۔	سپیشل کمیٹی نے محکمہ کی سفارشات سے اتفاق نہیں کیا ۔ لوکل گورنمنٹ بورڈ صرف لوکل کونسل سروس کے ملازمین کی تعیناتی کا فیصلہ کرتا ہے ۔ جو نیم سرکاری ملازمین ہیں جب کہ محکمہ تعلیم کے ملازمین سرکاری ملازمین ہیں ۔ جن کی تعیناتی پبلک سروس کمیشن ہی کر سکتا ہے ۔	مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔
آئندہ سکول اور کالج میں پرچیز اس طریقہ سے کی جائے کہ سکولوں میں سکول سینٹر کا ہیڈ ماسٹر ایک مرکز کونسل کا نمائندہ اور اے ای او اور کالجوں میں پرنسپل اور کالج کونسل کے نمائندے پرچیز کریں	گورنر صاحب کی منظوری سے کمیٹیاں بنائی جا چکی ہیں ۔ اور مہر شدہ نمونے محفوظ رکھنے کیلئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔	مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔

اور ساتھ ہی Sealed Sample
مہر شدہ نمونہ جات رکھنے کی
سفارش بھی کی جاتی ہے -

خوراک سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 19 دسمبر 1982 کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ -	اس بارے میں محکمانہ کارروائی کی تازہ/ ترین صورت حال
1	2	3	4
1	راشن ڈپو کی الاٹمنٹ کے بارے میں سفارش کی گئی کہ اگر ممکن ہو تو مستحق میدواروں کو اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا جاوے - کہ وہ اسی دیہہ دیہات یا شہری علاقہ کی صورت میں اسی حلقہ انتخاب کے رہائشی ہوں جس میں راشن ڈپو واقع ہے -	حلقہ انتخاب دیہہ میں رہائش کی شرط مارچ 1982ء میں بہت غور و خوض کے بعد منظور کی گئی تھی - اس کو تبدیل کرنے یا ختم کرنے کا کوئی جواز نہیں پایا گیا - اس لئے تجویز نا منظور ہوئی	کسی کاروائی کی ضرورت نہ ہے -
2	سفارش کی گئی کہ نئے ڈپو بنانے سے متعلقہ الاٹمنٹ بورڈ کی سفارشات ضلعی دفاتر ڈپٹی ڈائریکٹر خوراک میں موصول ہونے پر تین دن کے اندر نمٹا دی جائیں -	سفارش منظور ہوئی -	ہدایات جاری کر دی گئی ہیں

صحت سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات	سپیشل کمیٹی کا فیصلہ	فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل
	1	2	3
1	سفارش کی گئی ہے صوبہ پنجاب میں میڈیکل یونیورسٹی کا قیام کیا جاوے۔	محکمہ اس کے تمام مضمرات تفصیلی جائزہ لے اور اپنی سفارشات پیش کرے۔	میڈیکل یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں اپنی صوبائی محکمہ صحت نے دوسرے متعلقہ محکموں سے تفصیلی گفت و شنید کی ہے ان کی سفارش یہ ہے کہ علیحدہ یونیورسٹی قائم کرنے کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہیں اس سے نظم و نسق اور ہڑتالوں جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں اس لئے اس پرعمل درآمد نہ کیا جاوے۔ میڈیکل یونیورسٹی کے قیام کیلئے منظوری اور اخراجات مرکزی حکومت کے ذمہ ہونگے اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے حکومت پنجاب کی توجہ وفاقی ورکنگ گروپ برائے منصوبہ بندی کی ان سفارشات کی طرف دلائی کہ چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے دوران کوئی نئی یونیورسٹی قائم نہیں کی جائیگی۔ سفارشات پر سوچ بچار جاری ہے۔ مرکزی حکومت کے چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے اعلان کا انتظار کیا جائیگا۔

2۔ لیڈی ڈاکٹروں کے سائل ہسپتالوں میں رہائش گاہ کا معقول انتظام نہیں ہے۔	اصولی طور پر اتفاق ہے مگر اسکا انحصار وسائل پر ہے۔ متعلقہ محکمہ اپنی سکیم بنا کر محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کو بھیجے۔	عموماً ہر تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں لیڈی ڈاکٹر کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے جہاں کہیں یہ انتظام نہیں وہاں مکان کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں محدود وسائل کے مد نظر مرحلہ وار سکیم محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کو بھیج دی گئی ہے جو منصوبہ میں شامل کر لی گئی ہے
(ب) تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں خواتین ڈاکٹروں کیلئے دور دراز مریضوں کو دیکھنے کیلئے اور رہائش گاہ سے انہیں جانے کے لئے سفری سہولت کا انتظام نہیں ہے۔	ہر رورل ہیلتھ سنٹر میں ایک گاڑی مہیا کی جاتی ہے اگر ضرورت پڑے تو اس سے کام لیا جاوے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید ٹرانسپورٹ کی سفارش کی جاتی ہے۔	خواتین ڈاکٹروں کو اجازت نہیں کہ وہ مریضوں کے گھر میں جا کر انکا علاج کریں لیکن ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ جب خواتین ڈاکٹر کسی ڈیوٹی پر جائیں تو انکو ایک Female attendent اور ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے۔
(ج) لوکل انتظامیہ کے افسران اپنا ناجائز اثر و رسوخ استعمال کرتے ہیں اور بے جا خواتین ڈاکٹروں کو اپنے	محکمہ کی تجویز سے اتفاق ہے۔	اس سلسلہ میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ اس قسم کے واقعات کے اعادہ کی روک تھام کیلئے مناسب اور موثر اقدامات کریں اور سیبران برائے فلاحی کمیٹیوں سے رابطہ قائم کریں۔ اگر کوئی

		اور احباب کے گھر پر معائنہ کیلئے اور میڈیکولیگل کیسوں میں حسب دلخواہ رائے کیلئے مجبور کرتے ہیں -
(د) خواتین ڈاکٹروں کو انتظامیہ میں نمائندگی مناسب نہیں دی جاتی ہے -	محکمہ اس کا تجزیہ کرے اور اگر کہیں خواتین ڈاکٹر کا تقرر کیا جا سکتا ہے تو کیا جاوے -	پیچیدہ مسئلہ پھر بھی پیدا ہو تو مقامی محکموں سے رابطہ قائم کیا جاوے - مسئلہ نہ حل ہونے کی صورت میں ذاتی رابطہ سے صوبائی محکمہ کی توجہ مبذول کرائی جاوے -
		مناسب نمائندگی دی جاتی ہے - این پی ایس - 17 تک خواتین - ڈاکٹر کا کیڈر علیحدہ ہوتا ہے لیکن اسکے بعد خواتین اور مرد ڈاکٹروں کی سینیارٹی اکٹھی کر دی جاتی ہے اور اہلیت کی بنیاد پر ترقی دی جاتی ہے - مندرجہ ذیل انتظامی آسامیاں پر خواتین ڈاکٹر فرائض انجام دے رہی ہیں - 1- پرنسپل فاطمہ جناح میڈیکل کالج - لاہور 2- پرنسپل پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول - لاہور 3- پرنسپل پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول - ملتان 4- میڈیکل سپرنٹنڈنٹ لیڈی ولنگٹن ہسپتال لاہور 5- میڈیکل سپرنٹنڈنٹ لیڈی ایجسن ہسپتال لاہور 6- انسپکٹرس ہیلتھ سروسز پنجاب - لاہور

(ر) خواتین ڈاکٹروں کو ملک کے اندر اور باہر اعلیٰ تعلیم کے مواقع نہیں دئیے جاتے۔	محکمہ اعداد و شمار اکٹھے کرے اور کمیٹی کو پیش کرے۔	یہ درست نہیں ہے۔ ملک کے اندر پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ میں مرد اور خواتین ڈاکٹروں کے لئے مساوی مواقع موجود ہیں چناو ایک کمیٹی سیرٹ پر کرتی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں کے دوران اعلیٰ تعلیم کیلئے مندرجہ ذیل خواتین ڈاکٹروں کو بیرون ملک بھیجا گیا۔ سال 1979 — 2 سال 1980 — 3 سال 1981 — 3 سال 1982 — 1 سال 1983 (اپریل) — 1
3۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ہسپتالوں میں بہبود مریضاں کمیٹیوں کی فوری تشکیل کریں کے انہیں فعال اور موثر بنایا جاوے۔	تجویز پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔	سوبے کے تمام ہسپتالوں میں بہبود مریضاں کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے اور یہ کمیٹیاں مریضوں کی فلاح و بہبود کیلئے نہایت موثر انداز میں اپنا کام سر انجام دے رہی ہیں اس سلسلہ میں ان کمیٹیوں کے باقاعدہ اجلاس بھی ہو رہے ہیں۔

4 ۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ صوبہ کے ہسپتالوں اور میڈیکل کالجوں کی کارکردگی کو مطلوبہ معیار پر قائم رکھنے کیلئے انسپکشن سسٹم جاری کیا جاوے ۔ تاکہ وقتاً فوقتاً ہسپتالوں کا معائنہ ہوتا رہے اور خامیوں کی نشاندھی کر کے اصلاح احوال کی کوشش کی جاوے ۔	عمل درآمد ہو رہا ہے ۔	میڈیکل کالجوں میں انسپکشن پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے دائرہ اختیار میں ہے پنجاب کے تمام ہسپتالوں کی انسپکشن وقتاً فوقتاً ضلعی اور صوبائی سطح پر ہوتی رہتی ہے ۔ جسکی رپورٹ کی بنیاد پر مختلف تجاویز پر عملدرآمد کیا جاتا ہے ۔ اسکے علاوہ تمام ہسپتالوں کی کمیٹیوں میں جن میں عوام کے نمائندے شامل ہیں ان مجوزہ ہسپتالوں کا معائنہ کرتی ہیں اور انکی رپورٹ کی بنیاد پر بہتری/ترقی کے لیے اقدامات کئے جاتے ہیں ۔
5 ۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ پبلک ہیلتھ کانفرنس منعقدہ جون 1982 کی کارروائی کو کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جاوے ۔	کالج آف کمیونٹی میڈیسن کو ہدایات کر دی گئی ہیں کہ وہ کارروائی کو کتابچہ کی شکل میں شائع کرے ۔	کتابچہ شائع ہو چکا ہے ۔

مقامی حکومت و دیہی ترقیاتی سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات	حتمی فیصلے	عمل درآمد رپورٹ
	(1) سبجیکٹ کمیٹی برائے نقل و حمل سفارش زیر بحث آنے کے بعد اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ محکمہ مقامی حکومت نے پہلے سے ہی بذریعہ مراسلہ نمبر ایس 3-14-6/80 مورخہ 19-8-80 لوکل کونسلوں کو ہدایت جاری کر دی ہیں کہ جنرل بس سٹینڈوں پر بنیادی سہولتوں کا اہتمام کریں ۔ البتہ کمیٹی نے سفارش کی کہ محکمہ مقامی حکومت ان ہدایات پر سختی سے عمل درآمد کے لئے دوبارہ مقامی کونسلوں کو ہدایات جاری کریں ۔	ہدایات دہرائی جا چکی ہیں ۔	
	(2) صوبائی کونسل کے پچھلے اجلاس میں ایک سوال اٹھایا گیا تھا کہ آیا مقامی کونسلوں کے چیرمین کا انتخاب آئندہ الیکشن میں بذریعہ Direct vote ہونا چاہیے ۔ کمیٹی نے اس سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ رقبہ اور آبادی کے وسعت کے پیش نظر چیئرمین ضلع کونسل میئر میونسپل کارپوریشن اور چیئرمین میونسپل کمیٹی کے انتخابات کے سلسلے میں ایسا کرنا ممکن نہیں ہے ۔ علاوہ ازیں براہ راست الیکشن سے چیئرمین اور کونسل کے ارکان کے درمیان رسہ کشی ہونے کا بھی امکان ہو گا چیئرمین کی نظر میں کونسل کے ارکان کی رائے کی اتنی اہمیت نہیں ہو گی جتنی اس	لوکل گورنمنٹ کمیشن کی سفارشات کا انتظار کیا جائے ۔	فی الحال مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔

وقت ہے ۔ کمیٹی نے اس رائے کا اظہار کیا کہ اس معاملہ کو لوکل گورنمنٹ کمیشن کی سفارشات مکمل ہونے تک ملتوی کیا جائے ۔ یہ مسئلہ ان کے جاری کردہ سوال نامے میں شامل ہے ۔

(3) سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ آیا کمشنر صاحبان/ڈپٹی کمشنر صاحبان کو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت تفویض کردہ اختیارات میں کوئی تبدیلی ہونی چاہیے ۔ کمیٹی گورنمنٹ کی موجودہ جاری کردہ ہدایات سے مطمئن نہ تھی۔ جس کے تحت کمشنر صاحبان کو دو کونسلرز اور ایک افسر پر مشتمل لوکل کمیٹیاں بنانے کا اختیار دیا گیا تھا ۔ جو کہ میئر صاحبان / چیرمین صاحبان کونسلرز صاحبان کے خلاف زیر دفعہ 29 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس شکایات کی چھان بین کر سکے کمیٹی نے سفارش کی ۔ کہ کمشنر صاحبان کو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت تفویض کردہ اختیارات مکمل طور پر واپس لے کر سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت کے سپرد کئے جائیں ۔ کمیٹی نے مزید سفارش کی کہ وزیر برائے محکمہ مقامی حکومت کی صدارت میں ایک نظر ثانی بورڈ قائم ہونا

محکمہ مقامی حکومت اس مسئلے کے متعلق گورنر صاحب کی منظوری کے لئے تجاویز مرتب کرے ۔

دفعہ 29 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ترمیم کر کے کمشنر صاحبان کو تفویض کردہ اختیارات حکومت نے واپس لے لئے ہیں ۔ جہاں تک نظر ثانی کا تعلق ہے ۔ ترمیم شدہ ارڈیننس کے تحت اپیلٹ اتھارٹی قائم کی جارہی ہے جو کہ ایک ٹریبونل کی کام کرے گی ۔

			سیکرٹری کے فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کر سکے۔
(4) لوکل کونسلروں کے اجلاس منعقدہ اسلام آباد کے دوران صدر مملکت نے ہدایت کی تھی کہ یونین کونسلروں کی طرح ٹاؤن کمیٹیوں کو بھی اچھی اور بہت بہتر کارکردگی پر تیس ہزار اور پچاس ہزار کے انعامات دئیے جائیں۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ ڈویژن کی سطح پر مقابلے منعقد کئے جائیں اور مندرجہ ذیل طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ (1) بہتر صفائی و تمام صفائی و سیوریج سسٹم کی دیکھ بھال اور گندے پانی کے نکاس۔ (2) گلیوں اور بازاروں میں ہدایات کے مطابق ناجائز تعمیرات کو ہٹانا۔ (3) بجٹ کے موقع پر سب سے زیادہ تناسب پر لوکل ٹیکسوں کی وصولی۔ (4) بجٹ میں حاصل شدہ ترقیاتی رقوم کی سب سے زیادہ تناسب سے استعمال۔	محکمہ مقامی حکومت کے نمائندہ نے بتایا کہ چیف سیکرٹری صاحب کی زیر صدارت سیکرٹریوں کے اجلاس میں فیصلوں کے مطابق جناب گورنر کے احکامات حاصل کئے جا رہے ہیں۔	محکمہ کو فوری طور پر فیصلہ کرنے کی ہدایت کی گئی۔	
(5) سابقہ اجلاس صوبائی کونسل کے دوران ایک ممبر نے تجویز پیش کی تھی کہ پنجاب گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کے تحت بنائے گئے رولز کے مطابق کمشنر صاحبان	محکمہ مقامی حکومت اس مسئلے کے متعلق گورنر صاحب کی منظوری کے لئے بذریعہ سمری تجویزات مرتب	پنجاب لوکل گورنمنٹ (چھٹی ترمیم) آرڈیننس 1982ء کے ذریعہ کمشنر	

کو تفویض کردہ اختیارات بابت ضلع کونسل / میونسپل کارپوریشن واپس لے کر حکومت کے پاس رہنے دیا جائے ۔

کرے

صاحبان کو تفویض کردہ اختیارات واپس لے لئے گئے ہیں ۔

(6) سپیشل کمیٹی نے سبجیکٹ کمیٹی برائے امور حیوانات کی مندرجہ ذیل سفارش پر غور کرنے کو کہا تھا ۔

سفارش سے اتفاق ہے ۔

یہ امر واضح ہے کہ ہر کونسل شفاخانہ حیوانات کو عمارات کو عملہ ادویات حتیٰ کہ سانڈ بیل وجانڈ ہوش بھی مہیا کرتی ہے ۔ اب جبکہ ٹاؤن کمیٹی میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن کو بھی میلہ منڈی منعقد اور نیلام کرنے کے اختیارات دے دئے گئے ہیں ۔ اس صورت میں ٹاؤن کمیٹی 5 میل میونسپل کمیٹی 10 میل اور کارپوریشن 20 میل کے دائرہ کی حدود میں واقع تمام شفاخانہ جات کے تمام اخراجات برداشت کرے جو اس وقت ضلع کونسلیں برداشت کرتی ہیں ۔ کمیٹی برائے محکمہ مقامی حکومت نے سفارش سے اتفاق کرتے ہوئے شرط پیش کی کہ صرف وہ کارپوریشن اور اور میونسپل کمیٹیاں جو منڈی مویشیاں منعقد کرتی ہیں اپنے اپنے دائرہ اختیار میں موجود ڈسپنسریاں چلائیں ۔

(7) سپیشل کمیٹی کے پچھلے اجلاس میں سبجیکٹ کمیٹی برائے انڈسٹریز کی سفارش پر محکمہ مقامی حکومت کی سبجیکٹ کمیٹی کی رائے طلب کی تھی کہ آیا میونسپل کمیٹیوں کو کمرشل سنٹروں اور مارکیٹوں میں فائر بریگیڈ مہیا کرنے چاہیں کمیٹی نے محسوس کیا کہ محکمہ مقامی حکومت نے پہلے ہی میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو ہدایات جاری کر رکھی ہیں کہ منڈیوں کے قریب فائر سٹیشن قائم کر دیں۔	کسی مزید فیصلہ کی ضرورت نہیں۔
(8) محکمہ خوراک کے جانب سے جاری کردہ نوٹیفیکشن نمبری جس کے تحت مغربی پاکستان (تقسیم خوراک) آرڈر 1967 کی شق نمبر سی - 11 میں ترمیم کی گئی ہے زیر بحث آیا اس ترمیم کے مطابق الاٹمنٹ بورڈ کے اجلاس کے لئے کورم چار ممبران پر مقرر کیا گیا ہے کمیٹی کی رائے کے مطابق اس ترمیم سے کوئی خاص فائدہ نہ ہو گا۔ کیونکہ ممبران کی تعداد عموماً چار ہی ہوتی ہے۔ لہذا کورم کل ممبران کا 50 فیصد مقرر کیا جائے اور نمائندہ محکمہ خوراک کو کورم میں شامل تصور کیا جائے۔	تجویز سے اتفاق ہے۔

(1) سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کے اجلاس منعقدہ 19-12-1982 کے دوران تجویز پیش کی گئی کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ مرکز کمیٹی کے اجلاس میں شامل نہ ہونے والے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کرنے کے اختیارات ہونے چاہیں۔ اس پر کمیٹی نے سفارش کی کہ اگر مرکز کمیٹی کی قرارداد پر کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی جائے تو ضلع کونسل کو رجوع کیا جائے۔ جو متعلقہ محکموں کے ضلعی حکام سے رابطہ قائم کریں۔ اگر ضلع کونسل ایسا کرنے میں ناکام ثابت ہو تو چیئرمین ضلع کونسل اس مسئلہ کو رابطہ کمیٹی کے سپرد کر دے۔	مرکز کونسل کے اجلاس میں غیر حاضر اہلکاروں کے متعلق اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ مقامی حکومت آفسر مجاز کو برائے مناسب کارروائی تحریک دے۔ البتہ جہاں مرکز کونسل کی قرارداد پر محکمہ تعمیل نہ کرے تو ضلع کونسل متعلقہ محکمہ کے سربراہ سے رجوع کرے مزید براں اگر ضلع کونسل بھی ناکام رہے تو معاملہ ضلعی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں پیش کیا جائے۔ بہرحال موجودہ طریقہ کار کے مطابق غیر حاضر سرکاری افسران اہلکاران کے خلاف کارروائی کے لئے متعلقہ محکموں کو لکھا جاتا ہے۔	نئے طریقہ کار کے مطابق سب محکمہ جات و متعلقین کو مطلع کیا جا رہا ہے۔	
(2) کمیٹی نے سفارش کی کہ ٹیکسوں اور لوکل کونسل کے بقایا جات کی وصولی کے لیے پروجیکٹ مینجروں کو کلیکٹر کے اختیارات دیئے جائیں۔	ایسا کرنا ممکن نہیں۔ لہذا موجودہ طریقہ کار جاری رہے۔	مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔	

3) پراجیکٹ مینجروں کو ہر ماہ 10 راتیں فیلڈ میں گذارنے کی تجویز پر کمیٹی نے سفارش کی کہ موجودہ طریقہ کار جاری رہے البتہ پراجیکٹ مینجروں کے لئے T.A. D.A. کی کوئی گرانٹ نہیں دی جاتی - لہذا متعلقہ اتھارٹی کو رجوع کیا جائے کہ مینجروں کے Normal Touring کے لئے T.A. D.A. گرانٹ مخصوص کی جائے -	چونکہ پراجیکٹ ایریا بہت کم ہوتا ہے - لہذا پراجیکٹ مینجر کو دس راتیں فیلڈ میں گذارنے کی ضرورت نہیں - البتہ پراجیکٹ مینجروں کے لئے دورہ کرنے کے لئے بجٹ میں معقول رقم مختص کی جائے -		
(4) (الف) کمیٹی نے سفارش کی کہ مصالحتی کمیٹی کو توہین پر جرمانہ کی رقم پچاس روپے سے بڑھا کر پانچ سو روپے کی جائے -	(الف) چونکہ دوسری تمام فوجداری عدالتوں کو توہین پر جرمانہ کی رقم دو سو روپے پر مختص ہے - لہذا فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ اختیارات میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے -	سفارش سے اتفاق ہے -	مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے -
(ب) کمیٹی نے سفارش کی کہ 427 و 428 اور 429 کے تحت فوجداری مقدمات مالیتی ایک سو روپے جو کہ مصالحتی عدالتوں کے دائرہ اختیار میں ہیں - شق نمبر 6 اور (15 پارٹ) مصالحتی کورٹ آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت آنے والی جائداد و مویشی جن کی مالیت مبلغ 110 روپے تک ہے کو بڑھا کر 500 روپے کر دی جائے -			قانون میں ترمیم کی جا رہی ہے -
(ج) کمیٹی نے سفارش کی کہ دیہاتی علاقوں کے دیوانی نوعیت کے مقدمات مثلاً ٹھیکہ جات وصولی		سفارش سے اتفاق کرتے ہوئے حکومت نے پاورز کی حد دیہاتی	قانون میں ضروری ترمیم کی جا رہی ہے -

منقولہ جائداد یا اس کی مالیت یا غیر قانونی قبضہ یا منقولہ جائداد کو نقصان پہنچانے کے سلسلے میں متعینہ قیمت کی حد ایک ہزار سے بڑھا کر 1500 روپے اور ٹاؤن کمیٹی میونسپل کمیٹی میونسپل کارپوریشن میں قیمت کی حد 10 ہزار روپے سے بڑھا کر 15000 ہزار روپے کر دی جائے ۔

علاقوں میں ایک ہزار روپے سے بڑھا کر پانچ ہزار کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ البتہ ٹاؤن کمیٹیوں میونسپل کمیٹیوں میں موجودہ دس ہزار کی حد برقرار رہے گی ۔

(د) کمیٹی نے سفارش کی کہ ناقابل دست اندازی پولیس کے مقدمات مصالحتی عدالتوں کے دائرہ اختیار میں لائی جائیں ۔

(د) سفارش اتفاق نہیں کیونکہ بعض جرائم ناقابل دست اندازی پولیس ہونے کے باوجود مثلاً جعلساز ہی سخت سزا کے حقدار ہوتے ہیں ۔ لہذا تمام ناقابل دست اندازی پولیس جرائم مصالحتی عدالت کے دائرہ اختیار میں نہیں دئے جا سکتے البتہ سبجیکٹ کمیٹی ایسے جرائم جن کو وہ خصوصاً مصالحتی عدالت کے دائرہ اختیار میں دینا چاہتے ہیں ۔ ان کی نشان دہی کر کے فہرست مرتب کریں ۔

(5) کنوینر نے تجویز پیش کی کہ ریتال درکالی خورد روڈ ۔ جھنگل بھوٹہ روڈ نیز یونین کونسل جاتلی

اس سفارش کے مطابق چیرمین ضلع کونسل راولپنڈی فوری طور پر ضروری

لئے چالو سکیم میں فنڈز کی فراہمی کی جائے کمیٹی نے سفارش کی کہ ان سکیموں کے بارے میں ضلع کونسل راولپنڈی کو غور کرنے کے لئے لکھا جائے ۔

کارروائی کے لئے ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں ۔

امن عامہ سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	رپورٹ عملدرآمد
1	صوبائی کونسل کے ممبران کے لئے اسلحہ کے لائسنسوں کا کوٹہ مقرر کیا جائے ۔	اسلحہ کے لائسنسوں کا کوئی کوٹہ کسی بھی ادارے کے ممبران بشمول وفاقی کونسل مقرر نہیں کیا گیا ۔ کونسل کے گذشتہ اجلاس میں بھی یہ وضاحت کر دی گئی تھی کہ اسلحہ کے لائسنسوں کا کوٹہ مقرر نہیں کیا جا سکتا ۔
2	اضلاع میں اسلحہ کے لائسنس ضلعی کونسلروں کی سفارش پر جاری کئے جانے چاہیں ۔	ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو یہ ہدایات جاری کی جا چکی ہیں ۔ کہ وہ اسلحہ کے لائسنس جاری کرتے وقت ضلعی کونسلروں اور دوسرے منتخب نمائندوں کی سفارشات کو ملحوظ خاطر رکھیں ۔
3	امن عامہ کی سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران کو اصلاح معاشرہ کی کمیٹی برائے انسداد رشوت ستانی میں نمائندگی دی جائے ۔	سبجیکٹ کمیٹی برائے امن وعامہ کے درج ذیل ممبران کو کمیٹی برائے انسداد رشوت ستانی و ناجائز حصول جائیداد کے ممبران نامزد کر دیا گیا ہے ۔ 1 ۔ جناب خاقان بابر ۔ لاہور ۔

2 - جناب نوابزادہ لیاقت علی خان : ملتان ۔

3 - جناب میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد انور خان ۔ اٹک ۔

4 - صوبائی کونسل کے ارکان کو جسٹس آف پیس مقرر کیا جائے ۔

تمام ممبران صوبائی کونسل کو جسٹس آف پیس مقرر کر دیا گیا ہے ۔

5 - جیب تراشی کے متعلق قانون کو مزید سخت بنایا جانا چاہیے ۔ پولیس کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ اس مذموم کاروبار کے تمام ایسے اڈوں کا قلع قمع کریں ۔ جہاں جیب تراشی کو تربیت دی جاتی ہے ۔ اور انہیں تحفظ دیا جاتا ہے ۔

تعزیرات پاکستان کے مطابق کسی جیب تراش کو اس کا جرم ثابت ہونے پر تین سال تک قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے ۔ اور دوسری دفعہ جرم ثابت ہو جانے پر اسے دس سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے ۔ اس جرم کی یہ سزا کافی تصور کی گئی ہے اور اسمیں ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ۔ محکمہ پولیس کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ کہ وہ موثر طریقے سے جیب تراشی کا سدباب کریں ۔

6 - جرائم کی تفتیش میں ممبران ضلع کونسل زکواۃ اور عشر کمیٹیوں کے چیئرمین صاحبان علماء اور معززین علاقہ کو شامل کیا جانا چاہیے اس سے تفتیش کام کا معیار بہتر ہو گا ۔

اس ضمن میں واضح ہدایات پہلے سے موجود ہیں ۔ پولیس منتخب نمائندوں اور علاقہ کے معززین سے جرائم کی تفتیش میں امداد حاصل کرنے کی پابند ہے ۔ تاکہ مقدمات کی تفتیش صحیح انداز میں ہو سکے ۔

امور پرورش حیوانات سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	سفارش پر حتمی فیصلے	محکمانہ کارروائی
1 ہر سال ہارس اینڈ نیشل شو کے اختتام پر آئندہ شو منعقد کرنے کے بارے میں متوقع تاریخ کا اعلان کر دیا جائے تاکہ افزائشی حیوانات میں دلچسپی رکھنے والے لوگ اپنے پروگرام پیشگی مرتب کر سکیں ۔	سبجیکٹ کمیٹی کی یہ تجویز پہلے بھی گورنر صاحب کو بھیجی گئی تھی جس پر انہوں نے فرمایا کہ مہینے کا تعین تو ہو سکتا ہے مگر تاریخ مقرر نہیں ہو سکتی ۔	جناب گورنر صاحب کے حکم کے مطابق مزید کارروائی کی ضرورت نہیں
2 سرکاری مویشی فارموں سے جو جانور برائے نسل کشی زمینداروں کو قیمتاً دئیے جاتے ہیں اور ان پر کچھ زائد رقم برائے نسل کشی بھی وصول کی جاتی ہے اس ضمن میں کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ آئندہ رجسٹرڈ فارمز کو ایک جانور بغیر نسل کشی کی زائد رقم لگائے دیا جائے ۔	چونکہ جانور نسل کشی کے لئے دئیے جاتے ہیں ۔ اس لئے یہ جانور کم قیمت پر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔	جناب گورنر صاحب کے حکم کے مطابق نسل کشی کی رقم میں کمی جنوری 1982 سے کی جا چکی ہے جس کی شرح درج ذیل ہے برائے مینڈھا و بکرا — سابقہ شرح 100% — موجودہ شرح 40% برائے سانڈ بیل اے کلاس — 100% — 50% بی کلاس — 50% — 25% سی کلاس — 25% — 15% لہذا مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے

3	جدید ذبح خانے اور جدید در زیر گوشت کی دوکانوں کے لیے درآمد ہونے والی مشنری پر دس سال کے عرصہ کے لئے کوئی درآمدی ڈیوٹی اور دوسرے ٹیکس نہ لگائے جائیں۔	اس کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے۔	یہ سفارش وفاقی حکومت کو بحوالہ چھٹی نمبری 35-SO(T)/L &DD/82 بتاریخ 14-4-1983 ۔
4	قائم شدہ مرغی خانوں ، انڈوں ، دودھ اور گوشت کی پیداوار اور اسکی نقل و حمل پر کوئی ٹیکس یا محصول چونگی نہ لگائی جائے۔	مجوزہ طریقہ کار کے مطابق محکمہ کو پہلے لوکل گورنمنٹ سے مشورہ لینا چاہیے۔	محکمہ لوکل گورنمنٹ نے بحوالہ چھٹی نمبری VI(LG)i(3)/83 بتاریخ 16-4-1983 کو اطلاع دی ہے کہ چونکہ لوکل باڈیز کی مالی حالت پہلے ہی کمزور ہے لہذا اس سفارش پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا ۔
5	ملک میں خشک دودھ کی بڑھتی ہوئی درآمد کا جائزہ لیا جائے اس کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائے اور ایک ادارہ قائم کیا جائے جو ملک میں دودھ کی درآمد کا جائزہ لے۔	اس کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے صوبائی حکومت کو اس مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔	یہ سفارش وفاقی حکومت کو بذریعہ چٹھی نمبری 35-SO(T)L&DD/82 مورخہ 3-1-1983 کو بھیج دی گئی ہے۔

6 ۔ سرکاری اراضیات جو پٹہ پر دی جاتی ہیں ان کو ملیکتی حقوق نہ دیئے جائیں فوج کے لیے بھی جو زمینیں مختص کی گئی ہیں ان کو بھی پرورش حیوانات کی مخصوص شرائط پر دیا جائے ۔	گورنر پنجاب کے حکم کے تحت اس مسئلہ کا جائزہ لیا جا رہا ہے اس سلسلہ میں ایک خلاصہ گورنر صاحب کو بھیجا جا چکا ہے جس پر انہوں نے کچھ ہدایات بھی دی ہیں جن کی روشنی میں مزید کارروائی کی جا رہی ہے ۔	اس سلسلے میں وزیر زراعت و پرورش حیوانات کی سرکردگی میں مورخہ 25 اپریل 1983ء کو ایک میٹنگ ہو رہی ہے ۔ اس میٹنگ کے فیصلوں کے مطابق مزید کارروائی کی جائے گی ۔
7 ۔ سویابین جو ایک اعلی قسم کی پروٹین مہیا کرنے کا ذریعہ ہے ۔ جانوروں کی خوراک کا اہم جزو تصور کیا جاتا ہے اس کی کاشت کو مقبول بنایا جائے اس کے لیے رقبے مختص کئے جائیں اور اسے مستقبل کی فصل بنایا جائے ۔	فی الحال تجرباتی طور پر محکمہ زراعت نے پندرہ سو ایکڑ اراضی پر سویابین کی کاشت کی ہے اس رقبہ کو آہستہ آہستہ بڑھایا جائے گا	محکمہ زراعت سویابین کی کاشت پر عمل درآمد کر رہا ہے لہذا اس پر مزید کاروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔
8 ۔ سٹاک اسسٹنٹوں کو اون کی مشینی کترائی کے فن میں باقاعدہ تربیت دی جائے اور اس امر کو کامیاب بنانے کے لیے ملازمت میں موجودہ سٹاک اسسٹنٹوں کی تربیت کا بھی بندوبست کیا جائے	باقاعدہ تربیت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا محدود طریقے پر تربیت کا انتظام موجود ہے ۔ تاہم تربیت کے لیے ایک مربوط مرحلہ وار پروگرام ترتیب دیا جانا چاہیے ۔	ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات بہراد نگر ضلع اوکاڑہ میں اون کی مشینی کترائی کے فن میں باقاعدہ تربیت دینے کا انتظام موجود ہے اس سلسلہ میں سٹاک اسسٹنٹوں کی ٹریننگ کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

9 - چولستان میں جو رقبہ جات افزائشی حیوانات زیر غور ہیں ان کا جلد از جلد فیصلہ کیا جائے اور شرائط طے کی جائیں - رقبہ کی الاٹمنٹ محکمہ پرورش حیوانات کی حتمی سفارشات پر کی جائے -	تجویز نامکمل ہے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے تفصیلات آنے پر پیش کی جائے -	زمینوں کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں مورخہ 27-3-83 کو چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی میٹنگ میں قواعد و ضوابط پر بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ مجوزہ شرائط محکمہ لائیو سٹاک کی سکیم کے مطابق ہونی چاہیے - محکمہ لائیو سٹاک نے زمینوں کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں جو شرائط مرتب کی ہیں وہ مورخہ 25-4-83 کو اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں پیش کی جا رہی ہیں یہی منظوری کے بعد یہ بورڈ آف ریونیو اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو برائے مناسب کارروائی بھیج دی جائیں گی -

امداد باہمی سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلہ میں محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال
(1) پنجاب کوآپریٹو یونین صوبہ بھر کی کوآپریٹو سوسائٹیز کا نمائندہ یونین	(1) محکمہ امداد باہمی اگرچہ اس سفارش کے حق میں ہے - لیکن چونکہ اس کا تعلق	یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے - اس

ہے ۔ جس کا مستقبل آمدنی کا دیگر کوئی ذریعہ نہ ہے ماسوائے کرائے کے جو وہ اپنی ملکیتی عمارت کے سالانہ کرائے کی صورت میں حاصل کرتی ہے۔ مگر اس آمدنی پر اس ادارہ کو انکم ٹیکس , دولت ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اس کی وجہ سے اس ادارہ کو شدید مالی بحران کا سامنا ہے ۔ لہذا کمیٹی پر زور سفارش کرتی کہ پنجاب کواپریٹو یونین اور دیگر کواپریٹو ادارہ جات کو انکی عمارتوں سے سالانہ کرایہ سے حاصل شدہ آمدنی کو انکم ٹیکس دولت ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس سے مستثنے قرار دیا جائے اور انہیں واحد شخص کی بجائے اشخاص کا مجموعہ تصور کیا جائے ۔	محکمہ جات ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور مالیات سے تھا لہذا ان کی طرف رجوع کیا گیا ۔ ہر دو محکمہ جات نے کمیٹی کی اس سفارش سے اتفاق نہیں کیا نیز چونکہ ایک کواپریٹو ادارہ (دی کواپریٹو یونین لاہور) نے اس سلسلہ میں عدالت عالیہ میں رٹ دائر کی ہوئی ہے لہذا محکمہ مالیات نے مزید کارروائی اس رٹ کے فیصلہ کی متضمنات (implications) کی روشنی میں کرنے کی یقین دہانی دلائی ہے۔	لیے اس پر کارروائی نہیں کی جا سکتی۔
(2) کمیٹی نے سفارش کی چونکہ انسپکٹران اور سب انسپکٹران کے کام اور انکی ذمہ داریوں میں کافی اضافہ ہوا ہے	(2)ا یہ سفارش دو دفعہ پہلے بھی کی جا چکی ہے ۔ اس ضمن میں محکمہ کی طرف سے یہ موقف اختیار کیا گیا تھا ۔ کہ چونکہ	یہ تجویز پہلے بھی آ چکی ہے ۔ محکمہ کی سفارش سے اتفاق

لہذا ان کے موجودہ بے سکیل پر نظر ثانی کرتے ہوئے انہیں بالترتیب سکیل نمبر 14 اور 7 دیا جائے اور اسے اس طرح بہتر کارکردگی اور نگرانی کے لیے سرکاری ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرنے کی بھی سفارش کرتی ہے۔

انسپکٹران و سب انسپکٹران کی تنخواہوں کا معاملہ دیگر سرکاری ملازمین کی طرح موسی پالیسی سے منسلک ہے لہذا انکی تنخواہوں نظر ثانی کرنا مناسب خیال نہ کیا گیا۔ تاہم ان کو زکوٰۃ کے حسابات کی جانچ پڑتال کا کام کرنے کے عوض مبلغ -/150 اور -/100 روپے بالترتیب دیے جا رہے ہیں۔

(ii) انسپکٹران و سب انسپکٹران امداد باہمی کو بحیثیت سرکاری ملازم دیگر ملازمین کی طرح ٹرانسپورٹ کے لیے قواعد کے مطابق hire purchase سہولتیں میسر ہیں۔ علاوہ ازیں گذشتہ سال ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے توسط سے چلنے والے خصوصی پروگرام کا crop intensification کے تحت ضلع اوکاڑہ و ساہیوال میں چھیاسی (86) بائیسکل مالیتی -/66,000 روپے عملہ میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

صنعت و تجارت سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلے میں محکمہ کی طرف سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال
1-	میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ وفاقی حکومت سے درخواست کی جائے کہ کم از کم دو تجارتی بنکوں کے صدر دفاتر لاہور / اسلام آباد منتقل کر دیئے جائیں -	متذکرہ تجویز وفاقی حکومت کو پہلے بھی بھجوائی گئی تھی کہ تجارتی بینکوں کے صدر دفاتر کراچی سے اسلام آباد اور اگر ممکن ہو تو لاہور تبدیل کر دئیے جائیں - یہ تجویز وفاقی کابینہ کے اجلاس مورخہ 14-11-1981 واقعہ لاہور میں بھی رکھی گئی تھی - ان کے فیصلے کا انتظار کیا جائے -	وفاقی حکومت کے فیصلے کا انتظار ہے -
2-	میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ اگر مندرجہ بالا ممکن نہ ہو تو بنکوں کے مقامی بورڈوں کو مکمل اختیارات تفویض کئے جائیں تاکہ وہ	ایضاً	ایضاً

متعلقہ معاملات کو نپٹا سکیں ۔جیسا کہ ماضی میں ہوتا آیا ہے ۔		
3- میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ اگر تجویز مندرجہ 2(ا) بالا قابل قبول نہ ہو تو نجی شعبہ کو پنجاب میں ایک تجارتی بنک کھولنے کی اجازت دی جائے ۔	ایضاً	ایضاً
4- میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا : (الف) کہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن لاہور میں بااختیارات ذیلی دفتر قائم کریں جو روئی کے حصول کا بلحاظ اقسام مجاز ہو ۔ اور وہ مقامی ملوں کو اسکی ترسیل اور قیمت کی وصولی کے بارے میں حتمی فیصلہ کر سکے ۔	وزیر صنعت نے وفاقی وزرا صنعت اور خزانہ سے یہ معاملہ اٹھایا تھا ان کے فیصلے کا انتظار کیا جائے ۔	ایضاً
(ب) کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن پنجاب میں روئی کے ذخیرے کی گنجائش کا مناسب بندوبست کرے تاکہ ملوں کو اپنی ضروریات کراچی سے نہ پوری کرنی پڑیں ۔		
5- میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ investment promotion bureau اپنا ایک ذیلی دفتر لاہور	یہ معاملہ وزارت صنعت حکومت پاکستان سے پہلے ہی اٹھایا	وفاقی حکومت کے فیصلے کا انتظار ہے ۔

میں بھی کھولے ۔	گیا ہے لہذا ان کے فیصلے کا انتظار کیا جائے ۔	
6. مسٹر عبدالقیوم بھٹی نے بتایا کہ یہ تشویشناک بات ہے کہ وفاقی حکومت سارے ملک میں ایندھن پر سرچارج میں یکسانیت پیدا کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے ۔ ایسی صورت میں پنجاب اور شمالی علاقوں کی صنعتوں کو نقصان پہنچے گا کیونکہ ملک میں بجلی کی شرح مختلف ہے ۔ پنجاب میں بجلی کے نرخ پہلے ہی زیادہ ہیں اور ایندھن پر اضافی رقم سے ان علاقوں کی صنعتوں پر مزید بوجھ پڑے گا ۔ اور وہ دوسروں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی ۔ تجویز کیا گیا کہ پیشتر اسکے کہ وفاقی حکومت کوئی حتمی فیصلہ کرے یہ بات انکے علم میں لائی جائے ۔	یہ معاملہ وفاقی حکومت سے اٹھایا جائے کیونکہ وہی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے ۔	وفاقی حکومت کو یہ معاملہ ارسال کر دیا گیا ہے ۔
7. میاں تجمل حسین نے فرمایا کہ شاہدرہ کا علاقہ مستقل نمائندگی کیلئے کئی وجوہات کی بنا پر موزوں نہیں ۔ اس جگہ پر پہلے لگائی گئی نمائشیں زیادہ کامیاب نہ تھیں ۔ یہ جگہ ایک جامع نمائش بالخصوص بین الاقوامی نمائش کیلئے بھی موزوں نہیں ۔ فیصلہ کیا گیا ۔ کہ میاں	میاں تجمل حسین کی یادداشت کا انتظار کیا جائے ۔	یادداشت آنے پر مزید کارروائی کی جائیگی ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مقامی انتظامیہ کی مدد سے مناسب جگہ کی تلاش

تجمل حسین ایک تفصیلی یادداشت محکمہ صنعت کو اس سلسلے میں ارسال کریں گے ۔		مسلسل جاری ہے اور اس کا جلد ہی بندوبست کر لیا جائے گا ۔
8۔ مسٹر احسان الحق ثانی نے ظاہر کیا کہ واپڈا نے 1981ء کے بعد صنعتی صارفین کیلئے مستقل شرح میں ڈیڑھ گنا اضافہ کر دیا ہے ۔ اور وہ اس اضافی بوجھ کے متحمل نہیں ۔ فیصلہ کیا گیا کہ واپڈا سے درخواست کی جائے کہ وہ اس فیصلے پر نظر ثانی کرے ۔	تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ معاملہ واپڈا سے اٹھایا جائے ۔	واپڈا سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ متذکرہ فیصلے پر نظرثانی کرے ۔

مواصلات و تعمیرات سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبرشمار	تجاویز سبجیکٹ کمیٹی	سفارشات سپیشل کمیٹی	عمل درآمد کی رپورٹ
1	چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ نے تجویز کیا کہ سڑک شکرگڑھ سکھو چک براستہ مریال کی تعمیر کے لیے موجودہ مالی سال میں فنڈز مہیا کیےجائیں ۔	تجویز منظور کر لی گئی ہے ۔	سڑک کے لیے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اور اس کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے ۔

2 - چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ نے آگاہ کیا کہ ضلع کونسل نے کچھ سڑکوں پر جو فارم تا مارکیٹ سڑکات کے پروگرام میں شامل کر لی گئیں ہیں embankment اور سولنگ کا کام کیا ہوا تھا ۔ اس لئیے ان کے تخمینہ جات تیار کرتے وقت ضلع کونسل کے کیے ہوئے کام کو مدنظر رکھا جائے ۔ انہوں نے سفارش کی کہ تخمینہ تیار کرنے کے لیے ان سڑکوں کا فیلڈ سروے کرتے وقت ضلع کونسل کے نمائندہ کو بھی شریک کیا جائے ۔	فارم تا مارکیٹ کے تخمینہ جات تیار کرتے وقت ضلع کونسل کے مکمل کردہ کام کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور ان سڑکوں کے فیلڈ سروے کے لیے ضلع کونسل کے نمائندہ کی شراکت کی تجویز پر محکمہ کو اتفاق ہے ۔ سپیشل کمیٹی بھی محکمانہ رائے سے اتفاق کرتی ہے ۔	سڑکوں کے تخمینہ جات میں ضلع کونسل کے مکمل کردہ کام کا پہلے ہی حساب رکھا جاتا ہے ۔ فیلڈ سروے میں ضلع کونسل کے نمائندہ کی شراکت کی تجویز سے اتفاق ہے اور اس ضمن میں محکمہ کے تمام ضلعی سربراہوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔
3 - چیئرمین ضلع کونسل نے مذید تجویز کیا کہ تعمیری کاموں کے ٹینڈر ضلع کونسل کے نمائندہ کی موجودگی میں کھولے ۔	ٹینڈرز کی وصولی کے وقت ضلع کونسل کے نمائندہ کی موجودگی سے محکمہ کو اتفاق ہے ۔ تاہم ضلع کونسل کے نمائندہ کی مقررہ وقت پر غیر موجودگی ٹینڈر وصول کرنے کے عمل پر اثر انداز نہیں ہونی چاہیے ۔ سپیشل کمیٹی بھی محکمانہ رائے سے اتفاق کرتی ہے ۔	سپیشل کمیٹی کی سفارشات کے مطابق محکمہ کے ضلعی سربراہوں کو عمل درآمد کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

4 - ضلع راجن پور سے فاضل ممبر نے تجویز کیا کہ انڈس ہائی وے کی بہتری اور کشادگی کی سکیموں کے لئے اضافی فنڈز مہیا کئے جائیں اور کام کی رفتار کو تیز کیا جائے - فاضل ممبر نے مزید تجویز کیا کہ کام کی کوالٹی کو بہتر بنایا جائے -	انڈس ہائی وے کی کشادگی کے لیے 60 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی - جس کو بڑھا کر 70 لاکھ روپیہ کر دیا گیا ہے کوالٹی کنٹرول کو بہتر کرنے کے لیے بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں -	اضافی رقم کے مہیا کرنے کی سفارش پر عمل درآمد ہوگیا ہے - سڑک کی تعمیر کی رفتار کو تیز کرنے اور کوالٹی کنٹرول کو بہتر بنانے کے لیے محکمہ کے ضلعی اہل کاران کو ہدایات جاری کر دی ہے -
5 - فاضل ممبر نے تجویز کیا کہ سڑک کے تعمیری کوائف کو سائٹ پر نمایاں طور پر مشتہر کیا جاوئے -	سفارش پر عمل درآمد کے لیے ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں -	سفارش پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے -
6 - وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات نے تجویز کیا کہ اضافی منظور شدہ لمبائی سے جو سڑکات تجویز کی گئی ہیں انکی تعمیر موجودہ مالی سال میں شروع کی جائے -	سڑکوں کی تعمیر ان کی ترجیحات کی مناسبت سے کی جاتی ہیں - نئی منظور شدہ سڑکوں پر انشاءاللہ اگلے مالی سال میں کام شروع کیا جا سکے گا	اضافی منظور شدہ لمبائی کے تحت تجویز کی جانے والی سڑکوں پر اگلے مالی سال میں ان کی ترجیحات کے مطابق کام شروع کیا جائے گا -
7 - وائس چیئرمین ضلع کونسل نے تجویز کیا کہ جی ٹی روڈ کے ساتھ تجاوزات کو ہٹایا جائے -	تجاوزات ہٹانے میں مختلف پیچیدگیاں حائل ہیں - تاہم اس کے لیے مرحلہ وار پروگرام کے	تجاوزات کو ہٹانے کی مہم تیز کرنے کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں -

	تحت سہم شروع کی جائے اور محکمۂ مواصلات اس کام کے لیے مجسٹریٹ اور پولیس کی نفری حاصل کرنے کی سکیم پر غور کرے۔	علاوہ ازیں مجسٹریٹ اور پولیس کی نفری حاصل کرنے کے لیے تجاویز مرتب کی جا رہی ہیں۔
8۔ وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے تجویز کیا کہ		
(i) جنجا گڑھا ٹھوک بدھال سڑک کا پہلا چار فرلانگ کا ٹکڑا محکمہ ہائے وے اپنی تحویل میں لے اور اس کی حالت کو بہتر بنائیں۔	محکمانہ رائے کے مطابق جو ایجنسی سڑک بناتی ہے وہی اس کی دیکھ بھال اور مرمت کی ذمہ دار رہنی چاہیے اور سپیشل کمیٹی محکمانہ رائے سے اتفاق کرتی ہے۔	جنجا گڑھا بدھال سڑک کا پہلا چار فرلانگ کا ٹکڑا ضلع کونسل کی تحویل میں ہی رہے۔
(ii) چاتلی داتا بھاٹ سڑک کا پہلے دو میل کے ٹکڑا کو ضلع کونسل نے تعمیر کیا تھا۔ محکمہ ہائے وے اسے اپنی تحویل میں لے اور اس سڑک کی اگلے پانچ سالہ پلان میں باہل تک (تقریباً تین میل) توسیع کر دی جائے۔ تاکہ وہ دو تحصیلوں کو ملائے۔	ضلع کونسل کی سڑکوں کی حکومتی تحویل میں لینے کے سلسلہ میں محکمانہ رائے کے متعلق اوپر جواب دیا گیا جہاں تک سڑک کی توسیع کا تعلق ہے۔ ضلع کونسل آئندہ پروگرام مرتب کرتے وقت اس پر غور کرے۔	ضلع کونسل کے تعمیر کردہ پہلے دو میل کے ٹکڑا کو حکومتی تحویل میں نہیں لیا جا سکتا تاہم سڑک کی توسیع کے لیے ضلع کونسل آئندہ پروگرام مرتب کرتے وقت غور کرے۔

(iii) سود یا ٹھیکریاں سڑک جو فارم تا مارکیٹ پروگرام کے تحت زیر تعمیر ہے کی چھان گاؤں تک (تقریباً 4 فرلانگ) پانچ سالہ پروگرام میں توسیع کر دی جائے ۔	ضلع کونسل سڑک کی توسیع کی منظوری کے لیے مقررہ طریق کار اختیار کرے اور آئندہ پروگرام مرتب کرتے وقت اس پر غور کرے ۔	سڑک کی توسیع کی منظوری کے لیے ضلع کونسل آئندہ پروگرام مرتب کرتے وقت غور کرے ۔
9 ۔ وائس چیئر مین ضلع کونسل نے 25 مئی 1982 کے کونسل کے مباحثات کا حوالہ دیتے ہوئے زور دیا کہ سکھو گوجر خان سڑک کی تعمیر کو اگلے پانچ سالہ پروگرام میں شامل کیا جائے ۔ اس کی کل 12 میل لمبائی میں سے تین میل پہلے ہی پختہ ہو چکی ہے ۔	ضلع کونسل آئی سڑکوں کی منظوری کے لیے مقررہ طریق کار پر عمل کرے اور اگلا پروگرام مرتب کرتے وقت اس پر غور کرے ۔	ضلع کونسل مقررہ طریق کار اختیار کرتے ہوئے اس سڑک کی تعمیر کے لیے آئندہ پروگرام مرتب کرتے وقت غور کرے ۔

ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	سپیشل کمیٹی کی سفارشات	محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی صورت حال
نمبر 1 سیٹھ عبیدالرحمن	سپیشل کمیٹی محکمہ کی مندرجہ ذیل سفارشات سے اتفاق کرتی ہے ۔	
ہاوسنگ سکیم نمبر 3 بہاولپور کیلئے مزید زمین کی ضرورت ہے ۔	80 ایکڑ اراضی ہاوسنگ سکیم نمبر 3 کیلئے حاصل کر لی گئی ہے ۔ جس میں سے صرف 29 ایکڑ نجی	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لی ہیں

مزید برآں سکیم کی تکمیل میں تاخیر ہو رہی ہے۔ صرف چالیس ہزار روپے اس مقصد کیلئے مخصوص کئے گئے ہیں مزید برآں ہاوسنگ سکیم نمبر 2 کیس عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔ اسلئے سکیم نمبر 2 کیلئے مخصوص رقم سکیم نمبر 3 کی تکمیل کیلئے خرچ کی جائے۔	مالکان سے حاصل کی گئی ہے۔ بقیہ رقبہ محکمہ زراعت اور میونسپل کارپوریشن کی ملکیت ہے نجی مالکان کی مزید اراضی حاصل کرنے ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ سکیم نمبر 3 کیلئے منظور شدہ زمین کی حد پوری ہو چکی ہے۔ موجودہ مالی سال میں سکیم نمبر 2 کیلئے 20 لاکھ روپے مخصوص کیے گئے ہیں تاکہ عدالت عالیہ کے فیصلے کے بعد ترقیاتی کام فوراً کیا جا سکے لہذا ایک سکیم سے دوسری سکیم کیلئے رقم کی منتقلی مناسب نہیں۔ مزید برآں ہاوسنگ سکیم نمبر 3 اپنی تعمیر کے پہلے سال میں ہے جبکہ اس وقت صرف زمین کی قیمت ادائیگی نقشہ جات کی۔ تیاری اور ابتدائی تعمیراتی کاموں کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے 40 لاکھ روپے کی رقم کافی ہے۔	حسب ہدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے
نمبر 2 مسٹر محمد بلال طور			
ڈسٹرکٹ ہاوسنگ آفیسر مظفر گڑھ کو ڈیرہ غازی خان تبدیل کیا جائے۔ چونکہ اس وقت زیر تکمیل سکیمیں ڈیرہ غازی خان اور فورٹ منرو میں واقع ہیں تاکہ عوام کو ڈی گ ڈی مظفر گڑھ نہ جانا پڑے۔	یہ محکمہ کا انتظامی مسئلہ ہے جس پر محکمہ مناسب کارروائی کر چکا ہے۔ ایک نیا سب ڈویژن اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور دیگر عملہ پر مشتمل اگلے سال کے بجٹ میں منظور ہو چکا ہے۔ امید ہے اس سے عوام کی جائز مشکلات دور ہو جائیں گی۔	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لی ہیں۔ حسب ہدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے۔

نمبر - 3 میاں عبد الخالق

ٹیوبوزل اسٹیشن رحیم یار خان مکمل ہو چکا ہے - لیکن واپڈا نے اب تک بجلی مہیا نہیں کی - اس لئے یہ کام نہیں کر رہا ہے - سبجیکٹ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ بجلی کی مہیائی فوری طور پر مہیا کی جائے۔	محکمہ پہلے بھی کارروائی کر چکا ہے - اور بجلی کی مہیائی دسمبر 1982 میں مہیا کر دی ہے - ٹیوبوزل اسٹیشن تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے -	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لیں ہیں حسب ہدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے -

نمبر 4 میاں عبد الخالق

میونسپل کمیٹی رحیم یارخان نے آب رسانی کی توسیع سکیم کیلئے مارچ 1982ء میں 10 لاکھ روپے ایکسیئن رحیم یار خان کے اکاونٹ میں جمع کرائے تھے لیکن جمع شدہ رقم سیورج سکیم رحیم یار خان کی مد میں منتقل کر دی گئی - اس لئے آب رسانی کی سکیم منظور نہ ہوسکی اگر آب رسانی کی سکیم منظور کر لی جائے تو میونسپل	محکمہ کارروائی کر چکا ہے محکمانہ سب کمیٹی نے اس آب رسانی سکیم کی منظوری دے دی ہے - میونسپل کمیٹی کی طرف سے جمع کرایا جانے والا 10 لاکھ روپے اس سکیم پر خرچ کیا جائے گا -	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لیں ہیں - حسب ہدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے -

کارپوریشن فوری طور اپنا حصہ جمع کرا دے گی -		
نمبر 5 مسٹر محمد بلال طور میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان نے دس لاکھ روپے ایک سال پہلے جمع کرائے تھے لیکن آبرسانی سکیم کیلئے انتظامی منظوری اب تک جاری نہیں کی گئی -	پروونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے 2 جنوری 1983 کو سکیم ھذا کی منظوری دے دی ہے - سکیم ھذا پر کام شروع ہو چکا ہے -	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لیں ھیں - حسب ھدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے -
نمبر 6 مسٹر محمد عبیدالرحمن سیوریج ٹریٹمنٹ اسٹیشن کچی آبادی بھٹہ نمبر 1 ، 2 ، 3 ، اب تک مکمل نہیں ہوا - کچھ عرصہ پہلے میونسپل کارپوریشن نے اپنے ذرائع سے اسے تعمیر کرنے کی کوشش کی تھی - اگر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اس کی تکمیل کر دے تو کمیٹی ھذا اپنے حصے کی رقم پیشگی ادا کرنے کو تیار ہے -	یہ گورنمنٹ کی منظور شدہ سکیم نہیں ہے اس لیے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اسے صرف ،،ڈیپازٹ ورک،، کے طور پر اپنے ذمے لے سکتا ہے - بشرطیکہ میونسپل کمیٹی سکیم ھذا کی پوری لاگت ادا کر دئے -	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لیں ھیں - حسب ھدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے -

نمبر 7 مسٹر محمد عبید الرحمن سیوریج سکیم بہاولپور کیلئے اے - ڈی - پی ، 1982-83ء میں مخصوص شدہ تیس لاکھ روپے خرچ کیا جا چکا ہے سکیم کے جلد تکمیل کیلئے مزید فنڈ مہیا کئے جائیں -	معاملہ محکمہ منصوبہ بندی کو بھیجا جاچکا ہے - اگر فنڈز موجود ہوئے تو مزید رقم فراہم کر دی جائے گی -	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لیں ہیں - حسب ہدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے -
نمبر 8 مسٹر محمد بلال طور محکمہ پبلک ہیلتھ انجینرنگ کے انجینر صاحبان ایکس کیڈر اسامیوں پر ترقی پر پابندی کی وجہ سے ترقیاتی اداروں میں پہلے سے حاصل سہولتوں/ترقی کے مواقع سے محروم ہوگئے ہیں - اس پالیسی میں کئی قباحتیں ہیں انجینرز ان اسامیوں پر ڈیپوٹیشن پر	یہ قطعی طور پر قواعد ملازمت کا معاملہ ہے اور اسے حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق طے کیا جائے -	متعلقہ سفارشات گورنر صاحب نے دیکھ لیں ہیں - حسب ہدایت محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے -

جانے کے خواہش مند نہیں ہیں چنانچہ ترقیاتی ادارے ان کی ماہرانہ خدمات سے محروم رہتے ہیں ۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایکس کیڈر اسامیوں پر ترقی دینے کا پرانا طریقہ کار پھر سے رائج کیا جائے یا گریڈ نمبر 20 کی اسامیاں پر جو مختلف قرضوں کی شرائط کے مطابق پبلک ہیلتھ انجینرنگ کے انجینرز صاحبان میں سے پر کی جائیں اور انہیں محکمہ مذکورہ کا سپکیڈر تصور کیا جائے ۔

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا ساتواں اجلاس

(پیر 23 مئی 1983ء 9 شعبان المعظم 1403ھ)

اجلاس کی کارروائی صبح 9 بجے زیر صدارت گورنر پنجاب جناب چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں شروع ہوئی

اناونسر — نحمدہ ونصلی علی الرسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواتین و حضرات ۔ السلام علیکم ۔

صوبائی کونسل پنجاب کے ساتویں اجلاس کا آج تیسرا دن ہے جناب گورنر پنجاب جو صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں تشریف لا چکے ہیں اللہ تعالیٰ کے بابرکت کلام سے اجلاس کی باضابطہ کارروائی کا آغاز ہوتا ہے تلاوت قرآن پاک جناب قاری علی حسین صدیقی فرمائیں گے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

س نساء آیت 114 س حجرات آیت 9 س انفال آیت 29

سورہ نساء آیت 114

لوگوں کے بہت سے مشورے اچھے نہیں ہوتے ہاں اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے۔ جو خیرات، اچھے کام یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔ اور جو ایسے کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اسکو بڑا زبردست اجر عطا کریں گے۔

سورہ حجرات آیت 9

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو تم زیادتی کرنے والے فریق سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور پوری طرح انصاف سے کام لو بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سورہ انفال آیت 29

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے حق و باطل میں فرق و امتیاز پیدا کرنے والی طاقت پیدا کر دے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تم کو معاف کر دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اناونسر - خواتین و حضرات آج کے منعقدہ اجلاس کے پہلے چالیس منٹ سوالات اور ان کے جوابات کیلئے وقف ہیں - آج تین محکموں سے متعلق سوالات کے جوابات دیے جائیں گے - محکمہ خوراک محکمہ تعلیم اور محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی - فاضل ارکان سے گزارش ہے کہ وہ سوالات پڑھنے کی زحمت نہ فرمائیں - سوال کا نمبر اور سوال کرنے والے فاضل رکن کے نام کا اعلان کر دیا جائے گا اور متعلقہ محکمہ کے وزیر اس کا جواب عنایت فرمائیں گے - سب سے پہلے ہے محکمہ خوراک اس کا صرف ایک سوال ہے -

سوالات اور ان کے جوابات

ایکسائز ڈیوٹی کا خاتمہ

219 - **میاں غلام محمد سمونکا** (وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں زمیندار گنے کی کاشت پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور اس کی پیداوار کا تخمینہ 150 من فی ایکڑ ہے -

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ شوگر ملوں کی انتظامیہ نے 30 میل گنے کا زون کم کر کے 20 میل کر دیا ہے -

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملز مالکان نے 80 فیصد گنا اٹھانے کی بجائے اس میں سے 20 فیصد گنا اٹھانے کے احکام جاری کئے ہیں

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زمیندار دفعہ 144 کے نفاذ کے پیش نظر گنے سے گڑ نہ بنانے اور گنا ملوں کو ہی مہیا کرنے پر مجبور ہیں جس سے زمینداروں کو تو خسارہ ہو رہا ہے مگر ملز مالکان کروڑوں روپے کا مفاد اٹھا رہے ہیں -

(ہ) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زمیندار کو 100 من گنا کے عوض 5 کلو چینی دی جاتی ہے جب کہ صدر جنرل محمد ایوب خان مرحوم کے دور میں 100 من گنا کے عوض ایک من چینی دی جاتی تھی -

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت زمیندار کو 100 من گنا کے عوض ایک من چینی دینے کو تیار ہے اور چینی کی قیمتوں کو مستحکم کرنے کی غرض سے ایکسائز ڈیوٹی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خان لغاری) (الف) محکمہ زراعت کی تخمینہ رپورٹ کے مطابق سال 82-1981 ضلع بہاولنگر کی فی ایکڑ گنا کی پیداوار تقریباً 360 من تھی -

(ب) یہ درست نہیں ہے

گنے کی پیداوار کو مد نظر رکھتے ہوئے بہاولنگر شوگر مل چشتیاں کے لیے سال 81-1980ء اور 82-1981 کے دوران گنے کا زون 30 میل تک مقرر کیا گیا تھا 83-1982ء میں بھی اس مل کا زون گزشتہ سال کی طرح 30 میل ہی مقرر کیا گیا ہے اور اس میں کوئی کمی پیشی نہیں کی گئی -

(ج) بہاولنگر شوگر ملز نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ جو گنا زون کے اندر موجود ہے اور جس کی حد مقرر کی گئی تھی وہ تمام خرید کر مل 8 جون 1982ء کو بند کر دی تھی حکومت کے علم میں یہ بات نہیں آئی کہ مل مالکان نے 80 فیصد گنا اٹھانے کی بجائے 20 فیصد گنا اٹھانے کے احکام جاری کیے تھے اور نہ ہی اس قسم کی کوئی شکایت کاشت کاروں کی طرف سے موصول ہوئی تھی مل انتظامیہ اس قسم کے احکامات جاری کرنے کی مجاز بھی نہیں ہے -

(د) اس ضمن میں دفعہ 144 کا نفاذ نہیں کیا گیا شوگر ملوں کے زون ایریا کے کاشتکاروں کے لیے لازم ہے کہ وہ شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ 1950ء کے تحت کنزن کمشنر پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ حد کے مطابق اپنا 80 فیصد گنا مقررہ نرخ پر شوگر ملوں کو مہیا کریں شوگر ملوں کو گنے کی مسلسل فراہمی یقینی بنانے کے لئے اور چینی کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے زون ایریا میں شوگر کین کنٹرول آرڈر 1972ء کے تحت گڑ بنانے کی پابندی ہے چونکہ مل مقررہ زون کے اندر کاشت گنے کا 80 فیصد حصہ مقرر شرح پر اٹھانے کی پابند ہے اس لیے کاشت کاروں کو کسی نقصان کا احتمال نہیں ۔

(ھ) اس وقت زمیندار کو 100 من گنا کے عوض 15 کلو چینی دی جاتی ہے جب کہ سال 69-1968ء کے دوران 100 من گنا کے عوض ایک من چینی دی جاتی تھی مگر اس وقت گنے کی قیمت صرف 2.50 روپے فی من تھی جب کہ سال 31-1980 سے 9 روپے فی من کے حساب سے ملیں گنا خریدتی ہیں

(و) گنے کے عوض دی جانے والی چینی کا کوٹا بڑھانے کی کوئی تجویز صوبائی حکومت کے زیر غور نہیں کھلے بازار میں چینی وافر مقدار میں اور معقول قیمت پر دستیاب ہے چینی پر محصول آبکاری مرکزی حکومت وصول کرتی ہے صوبائی حکومت اس ضمن میں کچھ کرنے سے قاصر ہے ۔

میاں غلام محمد سمونکا جناب والا ۔ میں اس کے متعلق عرض کرونگا جواب میرے خیال میں بہت دیر سے دیا گیا ہے کیونکہ یہ سال 82 ۔ 81ء کا سوال تھا اس کی اہمیت تو 82 تا 81ء میں ختم ہو گئی تھی البتہ ایک دو چیزوں کے متعلق میں گزارش کرونگا کہ گنے کی پیداوار جو فی ایکڑ کے حساب سے

کی جاتی ہے - وہ 150 من ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ 360 من - میرا نہ تو 150 من سے واسطہ ہے اور نہ ہی 360 من سے جناب والا - میرا مقصد یہ ہے کہ گنے کی پیداوار کا تخمینہ اس لحاظ سے کیا جائے جس کے مطابق اس کی مناسب اوسط پیداوار ہو کیونکہ بعض گنے کے کھیتوں میں گنا ایک ہزار من بھی ہوتا ہے لیکن اس کا ایگریمنٹ ایک سو پچاس یا تین سو ساٹھ من ہوتا ہے - جب اس کا معاہدہ کا وزن ختم ہو جاتا ہے تو زمیندار کو indent حاصل کرنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہوتی ہے اور بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک سو روپیہ فی indent اسے ادا کرنا پڑتا ہے اسلئے میں گزارش کرونگا کہ تخمینہ اوسط کھیت کی پیداوار کے مطابق ہونا چاہیئے -

اس کے بعد میں عرض کرونگا کہ ایک سو من گنے کے عوض صدر ایوب خان کے دور میں زمیندار کو ایک من چینی رعایتی نرخ پر دی جاتی تھی اس وقت وزن کے پیمانے سیروں میں ہوا کرتے تھے تو اس وقت فی سیر ایک روپیہ کم ہوتا تھا جو اس وقت پندرہ سیر چینی مل رہی ہے وہ ڈپو ہولڈر کے ہی نرخ کے مطابق ہوتی ہے حالانکہ اس کا رعایتی نرخ ہونا چاہیئے -

دوسرا آپ نے فرمایا ہے کہ اس وقت گنے کی قیمت صرف اڑھائی روپے فی سیر تھی جو آج 9 روپے ہے - وہ میرے خیال میں آپ نے تفریحیہ جواب دیا ہے - حالانکہ آپ خود زمیندار ہیں اور یہ بات آپ کے علم میں بھی ہے کہ اس وقت گنے کی قیمت تین گنا بڑھی ہے مگر زمیندار کو آٹھ یا پونے آٹھ روپے ملتے ہیں - لیکن آپ خود فرمائیں کہ اس وقت گنے کی پیداوار حاصل کرنے کیلئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی تھی ان کے نرخ کیا تھے ٹریکٹر کی قیمت کیا تھی جو میرے خیال میں دس گنا بڑھی ہے اور اس طرح کھاد ہے ڈیزل ہے دوسری کیڑے مار ادویات ہیں - میں یعنی صدر ایوب کے ایوبی دور میں کیڑے مار ادویات ہمیں مفت ملتی تھیں اور محکمہ زراعت کے بیلدار مفت سپرے کیا کرتے تھے اب آپ اس وقت کی قیمت کا بھی اندازہ لگائیں مگر اب تو بیلدار وقت ہی نہیں دیتے اگر وہ مل بھی جائیں تو فی ایکڑ چودہ روپے مزدوری لیتے ہیں مشین کا بھی

تیرہ یا چودہ روپے فی یومیہ ہمیں کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے تو آپ کو اندازہ ہونا چاہیئے اس وقت جو گنا کے نرخ ہیں اس پر میں کچھ زیادہ وضاحت نہیں کرنا چاہتا لیکن میرے خیال میں زمیندار مطمین نہیں ہیں اسلئے کہ ان کی ایک تو آپس میں کوئی تنظیم نہیں اور دوسرا یہ کہ وہ صبر سے زیادہ کام لیتا ہے تیسرا اسلئے کہ ان خوردنی چیزوں کی ہر طبقہ کو ضرورت ہوتی ہے اس میں میرے مزدور بھائی ملازم ہوتے ہیں اور دیگر شہری بھی ہوتے ہیں اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں یہ بہت کم قیمت ہے جس کی آپ نے نو روپے فی من آخریہ قرار دیا ہے ۔ اس کے علاوہ جو خوردنی باقی چیزیں ہیں اف کی قیمت صرف دو یا چار روپے بڑھتی ہے تو باقی چیزوں کے نرخ بھی بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں اسلئے میں تجویز کرونگا کہ سو من کے عوض ایک من چینی دی جائے اور اس کا رعایتی نرخ مقرر کیا جانا چاہیئے ۔

وزیر خوراک — یہاں پر آپ نے دو نکات اٹھائے ہیں ایک آپ نے کہا ہے کہ زمینداروں کو شوگر کین کے عوض جو چینی دی جارہی ہے وہ کم ہے اس میں آپ نے ایوب خاں کے زمانے کا ذکر کیا ہے تو نہ صرف قیمت کا فرق ہے بلکہ اس وقت زمیندار کو ساٹھ گرام فی کس ہر ماہ چینی ملتی تھی اس وقت 350 گرام فی کس ہر ماہ چینی مل رہی ہے جو کہ آپ کو ہم ڈپو کے ذریعے فراہم کر رہے ہیں ۔

دوسرا اس وقت ہم 15 کے۔جی۔ چینی دے رہے ہیں اور جتنی بھی گنے کی سپلائی ہے آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال ایک خاص حد تصدیق کے مطابق اس پر مقرر تھی ہم نے اس کو اب waive کردیا ہے اب جتنی سپلائی ہو گی اس کے اوپر 15 کے۔جی۔ کے حساب سے آپ کو چینی ملے گی ۔ دوسرے اس وقت ایوب خان کے زمانے کی مارکیٹ پوزیشن دیکھیں تو چینی اتنی وافر مقدار میں بازار میں آپ کو نہیں ملتی تھی اب آپ جتنی چینی چاہیں آپ کو مہیا ہو جاتی ہے رہا یہ سوال کہ زمیندار کو ایک روپیہ کم پر یہ چینی مہیا کی جائے تو گذشتہ برس تک یہ معمول رہا ہے مگر حال میں شوگر مل کی طرف سے قیمت 6-80 روپے مقرر ہے اور

اور اس سے کم قیمت پر ہم دے ہی نہیں سکتے کیونکہ ایک چیز کی قیمت پیداوار 6.80 روپے ہے' وہ آپ کو سات روپے میں مہیا کی جارہی ہے تو یہ آپ کو تقریباً پوری قیمت کے اوپر مہیا کی جا رہی ہے -

دوسرا آپ کا سوال گنے کی قیمت کے بارے میں تھا میں عرض کروں گا کہ اس وقت ہم زمیندار کو جو قیمت ادا کر رہے ہیں وہ دنیا میں سب سے زیادہ ہے اصل ہماری مشکل اوسط قیمت کی ہے کہ ہمارا زمیندار بھائی اپنی yield نہیں بڑھا رہا اس لیئے قیمت کے لحاظ سے ہم سب سے زیادہ اس وقت گنے کی قیمت ادا کر رہے ہیں -

دوسری چیز آپ نے کہی ہے کہ جب کسی زون میں کسی خاص زمیندار کھیتوں کی assessment کی جاتی ہے تو وہ صحیح نہیں ہوتی ہے اس میں میں عرض کروں گا کہ میں نے پچھلے سال بھی اس کے متعلق بہت ہی clear instructions دی تھیں اور شوگر مل کے پٹواری آپ کے علاقے کے نمبردار اور چیرمین یونین کونسل یا وہاں کے ممبر اور آپ کے متعلق جو بھی زمیندار ہوں انہوں نے مل کر اوسط لگائی تھی پھر بھی اس کے باوجود زمیندار صاحبان کی اس پر تسلی نہیں ہوئی اور پچھلے سال کنٹریکٹ سسٹم دیکھا ہو گا کہ سب شوگر ملوں کو کنٹریکٹ فارم دیا گیا تھا جو زمیندار چاہے کنٹریکٹ کر لے کہ جناب اتنا وزن گنا وہ آپ کو سپلائی کریں گے اور مل اس کو اٹھانے کی پابند ہو گی اور ہم نے اس چیز کو یقینی بنایا کہ ملیں گنا اٹھائیں گی آپ کو یہ بھی پتہ ہو گا کہ میں نے لیٹ ہونے پر شوگر مل مالکان سے پرمیم لیکر دیا ہے تو اگر یہی دو سال تھے تو اس کے متعلق مختصر میں نے آپ بتا دیا ہے :

میاں غلام محمد سمونکا - جناب نے فرمایا ہے کہ جہاں پر گنے کی قیمت باہر کی مارکیٹ سے زیادہ ہے اگر یہ بات بھی آپ فرما دیتے کہ وہاں پر ٹریکٹروں کھاد اور ادویات کی قیمت کیا ہے تو میرے خیال میں زیادہ وضاحت ہو جاتی اور میں سب بھائیوں کو علم ہو جاتا کہ باہر کیا قیمت ہے اور یہاں کیا قیمت ہے

وزیر خوراک ۔ اگر اس کا بھی مقابلہ کریں تو بات سمونکا صاحب وہاں پر ہی آئے گی کہ ہماری اوسط ہر فیلڈ میں اتنی کم ہے کہ ہم اپنا خرچہ بھی پوری طرح سے نہیں نکال رہے

سیٹھ محمد عبدالرحمن (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) جناب والا 150 من فی ایکڑ لکھا ہوا ہے اگر 150 کی yield ہو تو کیا گنے کی کاشت پر جو خرچہ آتا ہے تو اب بحیثیت زمیندار کے یہ بتائیں گے کہ یہ زمیندار کے لئے economical ہے یا نہیں

دوسرے اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو شوگر ملیں دھاندلی کر رہی ہیں کیا وہ آپ کے نوٹس میں ہے یا نہیں مثلاً میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں پر جتنی شوگر مل مالکان نے ایک نہیں دس نہیں سینکڑوں فرضی کاپیاں بنائی ہوئی ہیں اور وہ غریب کاشت کار جس کی دو یا چار ایکڑ زمین ہے اور اس نے ایک یا دو ایکڑ کاشت کئے ہیں ان سے یہ گنا چھ یا سات روپے فی من لیتے ہیں اور ان فرضی کتابوں پر وہ شامل کر لیتے ہیں وہ بیچارہ چھوٹا زمیندار یا کاشتکار اس لئے کماد نہیں بجھوا سکتا کہ وہاں مل مالکان نے یہ صورت حال پیدا کر رکھی ہے اور وہ آپکو یاد ہو گا کہ پچھلے سال بھی اپریل تک مل ایریا کے لوگوں نے گنا نہیں اٹھوایا جس سے فصلیں سوکھ گئیں اور زمیندار کا اگر ایک ہزار من فی ایکڑ کا target تھا تو واقعی اسے ایکسوپچاس من فی ایکڑ ملا اسلئے میری استدعا ہے کہ اس صورت حال کو بہتر بنانے کیلئے آپ کوشش کریں کیونکہ اس وجہ سے زمیندار اور کاشتکار مل مالکان کے ہاتھوں لٹ رہا ہے

وزیر خوراک جہاں آپ نے فی ایکڑ اوسط کے بارے میں بات کی تو اس بارے میں میں عرض کروں کہ جو اوسط میں نے آپ کو بتائی ہے کیونکہ سمونکا صاحب کو صحیح فیگرز پتا نہیں اس لحاظ سے بھی 360 من کا ٹارگیٹ آپ کا پورا نہیں ہوتا تو یہی میں گزارش کر رہا تھا کہ آپ اپنی فی ایکڑ پیداوار کو بڑھائیں ۔

جہاں تک مل میں بد انتظامی کا تعلق ہے اس کے بارے میں غالباً آپکو معلوم نہیں ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں شوگر مل زون کے سمیران وہاں کے مراکز کے چیئرمین اور اے سی متعلقہ جو

اس کمیٹی کا چیرمین ہے کمیٹی کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ ہر کسی کے ساتھ انصاف ہو اور وہ اعتراض کرے ہم نے وساری پاورز آپ کو دے رکھی ہیں آپ اس سے فائدہ اٹھائیے

سیٹھ محمد عبیدالرحمن - جناب والا آپکے کاغذات میں موقع نام کی قطعاً کوئی چیز نہیں ہے کوئی شخص جا کر نہیں دیکھتا خاص طور پر چھوٹے یونٹ کے لوگ جن کی چار یا پانچ ایکڑ زمین ہے ان کی بری حالت ہے وہ چھ روپے بن گیا

وزیر خوراک گزشتہ سال کے دوران دو ماہ یہ کمیٹی پرسٹ سسٹم کو خود کنٹرول کرتی رہی اور چلاتی رہی

سردار محمد عارف خان—پوائنٹ آف آرڈر—جناب والا گزارش یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں میں نے ایک سوال کیا تھا جس کا نمبر 259 - اس میں اس وقت کے وزیر تعلیم نے فرمایا تھا -

جناب چیئرمین—تعلیم کے سوال تو ابھی کرنے لگے ہیں -

سردار محمد عارف خان - جناب والا پچھلی میٹنگ میں جو سوال اٹھائے گئے تھے اس وقت میں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ جو قومیائے گئے ادارے ہیں سکولوں اور کالجوں کے ان کے سینیر سٹاف کی سنیارٹی لسٹ کب تک بنے گی - وزیر موصوف نے فرمایا کہ ایک ماہ کے اندر ان کی سنیارٹی لسٹ بنادی جائے گی - اس اجلاس کو اب چھ ماہ ہو چکے ہیں - اس وقت یہ لگی ہوئی تھی کہ پروموشن نہیں ہوگی

جناب چیئرمین— آپ تشریف رکھیں - اس کے اوپر آ جائیں گے - تعلیم کا آج پورا دن پڑا ہوا ہے -

محکمہ تعلیم

ضلع اٹک میں فنی تعلیمی اداروں کا قیام

222- میجر(ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ ضلع اٹک میں فنی تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں حالانکہ مذکورہ ضلع میں تیل و دیگر قدرتی معدنیات کے ذخائر کی موجودگی کے پیش نظر مذکورہ اداروں کی اشد ضرورت ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع میں فنی تعلیم کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل بتائے گی

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) (الف) یہ درست نہیں کہ ضلع اٹک میں فنی تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں ضلع اٹک میں اس وقت مندرجہ ذیل فنی ادارے کام کر رہے ہیں ۔

1۔ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ، اٹک
2۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین ، اٹک
3۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین ، تلہ گنگ ۔

تاہم یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام ضلعوں بشمول ضلع اٹک مزید فنی اداروں کی اشد ضرورت ہے چونکہ مالی وسائل حسب ضرورت اب ستیاب نہیں ہو سکے ۔ اس لیے جتنی پیش رفت کی ضرورت تھی وہ ابھی تک حاصل نہیں ہو سکی ۔

(الف) چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں فنی تعلیم کو کافی زیادہ مالی وسائل کی دستیابی کی امید ہے ۔ چنانچہ توقع ہے کہ چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے دوران ضلع اٹک میں محکمہ تعلیم کے زیر انتظام ایک پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ، دو مزید کمرشل ادارے اور خواتین کے دو فنی ادارے قائم کیے جاسکیں گے ۔

ہماری اطلاع کے مطابق محکمہ صنعت کے زیر انتظام دو تین ووکیشنل سنٹر یا ٹریڈ سکول قائم کئے جانے کی تجویز ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان- جناب والا میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور مطمئن نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جواب میں فرمایا گیا ہے کہ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اٹک میں ہے یہ بارہ سال پہلے اٹک کنٹونمنٹ کی چھوٹی سی ایک لائبریری میں قائم کیا گیا اور آج تک وہیں قائم ہے - دو سو لڑکے وہاں تربیت حاصل کر رہے ہیں - کسی نے اس کی طرف غور نہیں کیا - اتنے وسیع و عریض ضلع کے اندر کوئی بھی کمرشل انسٹیٹیوٹ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ادارہ ہے جسے معیاری فنی ادارہ کہا جا سکے جواب میں کہا گیا ہے کہ خواتین کیلئے ہے تلہ گنگ میں انسٹیٹیوٹ قائم ہے جہاں ابھی 12 لڑکیاں داخل ہوئی ہیں میں انسٹیٹیوٹ کا نام بتا دیا گیا ہے جو سوال میں نے بھیجا تھا - نمبر 337 وہ Accept بھی ہوا تھا وہ اس فہرست میں نہیں آیا - اس میں میری گذارش یہ تھی -

وزیر تعلیم - مجھے سوال نمبر 222 کے بارے میں کوئی سوال کرنا چاہیں یا مزید وضاحت چاہیں تو میں حاضر ہوں -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - اس میں یہ درخواست کی تھی میرے ضلع میں فنی یا دیگر تعلیمی ادارے مڈل لیول کے بھی نہیں ہیں اور وہ میرے ضلع کے رقبہ یا آبادی کے مطابق نہیں ہیں - میرے ضلع کی آبادی دوسرے جو اضلاع ہیں انکی نسبت آبادی اتنی ہے جتنی ان کی ہے اور رقبہ ان سے دوگنا ہے - لیکن ہمارے ہاں فنی ادارے ان سے آدھے بھی نہیں ہیں اب گریڈیشن کے معیار کو جج کرنے کی اور فنی تعلیم کو جاری کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ہماری تعلیم میں جو و اوسط ہے وہ بہت ہی کم ہے جیسے کل جناب گورنر صاحب نے فرمایا ملکی اوسط تعلیم بہت کم ہے ہماری تعلیم یافتہ خواتین کی تعداد 3 فیصد ہے - لیکن مردوں کی دیہی علاقوں میں 14 فیصد بھی نہیں ہے اس لئے یہ بہت ہی اہم چیز ہے جس کے لئے میں درخواست گزار ہوں

کہ ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم کا معیار بڑھایا جائے خاص طور پر ان لوگوں کا جو ملک کی خدمت میں سب سے آگے دفاع اور اور دوسرے معاملات میں کام کرتے ہیں ۔ لیکن افسوس کے ساتھ گذارش کرونگا کہ تعلیم کے معاملہ میں ان کو سب سے پیچھے رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ علاقہ لاہور سے زیادہ دور ہے ۔ مہربانی کر کے اسکا صحیح جائزہ لیں ۔ میری ڈویژن کا مقابلہ کر لیں یہ ادارے راولپنڈی اور جہلم میں ہیں لیکن اٹک میں مڈل سکول کیوں نہیں ہیں۔ لڑکیوں کے سکول بالکل ہی نہیں ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ میجر صاحب اگر اجازت ہو تو جواب دوں ۔ جہاں تک آپ کے سوال نمبر 337 کا تعلق ہے یہ تو میرے پاس نہیں ہے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس کو دوبارہ چیک اپ کر لوں گا ۔ اگر سوال کیا ہے اور اپڈیٹ ہوا تو ریکارڈ پر کیوں نہیں آسکا ۔

جہاں تک سوال نمبر 222 کا تعلق ہے میں نے عرض کی ہے کہ آپ نے فنی تعلیم کے بارے میں سوال کیا اور میں نے آپکو یہ ادارے بتا دیئے کہ وہاں موجود ہیں جواب آپ نے پڑھ لیا ہو گا ۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں آپکی اطلاع اور خوشخبری کیلئے بھی لکھ دیا ہے کہ ایک پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ اٹک کو الاٹ کیا جا رہا ہے انشاءاللہ وہ قائم ہو جائیگا ۔ باقی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ادارے موجود ہیں لیکن معیاری اور غیر معیاری ہونے کے بارے میں مزید دیکھ لیں گے کہ ان کو کس حد تک معیاری بنایا جا سکتا ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ میں مشکور ہوں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے خدا کرے اس پر عمل ہو مثلاً اٹک میں ایک کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہے تلہ گنگ کے لڑکوں کو کمرشل ایجوکیشن کے لئے اٹک جانا پڑتا ہے اس بات پر بھی غور فرمائیں ۔

وزیرتعلیم ۔ آپ نے مکمل ضلع اٹک کے متعلق سوال کیا ہے اس لئے تمام ضلع کے متعلق آپکو انفرمیشن دے دی گئی ہے جو ادارے موجود ہیں آپ نے کہا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہیں ہم نے تین ادارے آپکو بتائے ہیں چوتھا ادارہ جو پولی ٹیکنک کا ہے وہ انشاءاللہ اگلی پلاننگ میں آپ کو مل جائیگا ۔

چوھدری محمد صدیق سالار - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ضمنی سوال جو کرنا ہو وہ صرف سوالی شکل میں ہو

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان — جناب والا یہ بے جا اعتراض نہ کیا کریں سپلیمنٹری ہم کر رہے ہیں - آپکو کیا تکلیف ہے

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین —میجر صاحب آپ مجھے ایڈریس کریں

شیخ غلام حسین — یہ بات درست ہے کہ بعض حضرات مداخلت کرتے ہیں چھ مہینے کے بعد یا پانچ مہینے کے بعد اجلاس ہوتا ہے ہر شخص اپنے ضلع کا ایک مسئلہ لے کر آتا ہے جناب گورنر صاحب کی طرف سے پورا دن بحث کرنے کی اجازت ہے بعض لوگ خواہ مخواہ اس میں مداخلت کرتے ہیں

جناب چیئرمین — اجازت نہیں ہے اس پر پورا دن اجازت نہیں ہے اس کو ہم ختم کر رہے ہیں -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان جناب آپ بے فکر ختم کریں لیکن دوسرے کے پیٹ میں درد نہیں ہونا چاہئے -

جناب چیئرمین - آپ صرف اسکے اوپر stick کیجئے گا - اگلا سوال آپ تشریف رکھیں

(قطع کلامیاں)

وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی (ملک اللہ یارخاں) میں معزز اراکین کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ضمنی سوال پوچھتے وقت یہ خیال پیش نظر رکھیں کہ وہ صرف ضمنی سوال ہو نہ کہ کوئی تجویز ہو سوال اور تجویز میں بہت فرق ہے اور رائے دینے میں بھی اور سوال کرنے میں بھی بہت فرق ہے -

جناب چیئرمین - اگلا سوال -

مڈل سکول مسلم آباد کو ھائی سکول کا درجہ دینا

282 - ملک غلام شبیر جوئیہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان نے اپنی قرار داد نمبری 22 مورخہ 29 اپریل 1982ء کے ذریعے متفقہ طور پر یہ سفارش کی تھی کہ مڈل سکول سلیم آباد تحصیل جام پور (موجودہ ضلع راجن پور) کو ترقی دے کر ہائی سکول بنا دیا جائے۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ مڈل سکول کو ترقی نہیں دی گئی بلکہ اس کی بجائے حکومت نے دوسرے نو سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کی منظوری دے دی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مڈل سکول سلیم آباد کو ان سکولوں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا جنہیں ہائی سکول کا درجہ دینے کی منظوری دی گئی ہے۔ نیز اس سکول کو کب تک ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور)

(الف) متعلقہ قرار داد محکمہ کے علم میں نہیں تاہم سوال میں مندرج تاریخ قرارداد سے واضح ہوتا ہے کہ ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان نے یہ قرارداد راجن پور کے ضلع بننے سے پہلے کی ہے۔ لہذا ضلع راجن پور کے لیے غیر موثر تصور کی جائے۔ تاآنکہ متعلقہ ضلع کونسل اس کی تصدیق نہ کرے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 83-1982ء میں ضلع راجن پور کے لیے دو سکول مختص کیے گئے تھے۔ سکولوں کے نام ضلع کونسل کو تجویز کرنا تھے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل نام تجویز کیے جن کا درجہ بڑھا دیا گیا۔

1۔ گورنمنٹ مڈل سکول سکھائی والا۔

2۔ گورنمنٹ مڈل سکول حاجی پور۔

مزید برآں سوشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ایک مڈل سکول کا درجہ مزید بڑھایا گیا جس کا نام ضلع کونسل نے تجویز کیا جو مندرجہ ذیل ہے

گورنمنٹ مڈل سکول شکار پور۔

مذکورہ بالا ترقیاتی پروگرام کے تحت ضلع کونسل نے مڈل سکول سلیم آباد کے لئے کوئی سفارش نہیں کی ۔

(ب) حکومت نے ضلع کونسل کی سفارش میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے ۔

(ج) جزو (الف) (ب) کا جواب نفی میں ہے ۔ جیسا کہ (الف) و (ب) بالا کے تحت وضاحت کی گئی ہے ۔ مزید براں مجوزہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 84-1983ء میں بھی ضلع راجن پور کے دو مڈل سکولوں کا درجہ بڑھانا ۔ ان کے لیے ضلع کونسل راجن پور نے مندرجہ ذیل سکولوں کے نام تجویز کیے ہیں ۔

1۔ گورنمنٹ مڈل سکول رسول پور تحصیل جام پور ۔

2۔ گورنمنٹ مڈل سکول بنگلہ اچھا تحصیل روجھان ۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ۔ جناب والا میرا تعلق میانوالی سے ہے پورا نام غلط لکھا گیا ہے کیونکہ میں ڈیرہ غازی خان سے تعلق نہیں رکھتا ۔

وزیر تعلیم ۔ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کسی صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک سکول ہے یہ سکول سلیم آباد تحصیل جامپور میں ہے جسکو ترقی دے کر ہائی سکول نہیں بنایا گیا ۔ کوئی صاحب مزید اسکے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر جناب سیکرٹری اسمبلی نے اس سوال سے متعلق فائل جناب چیئرمین کو پیش کی

جناب چیئرمین ۔ جوئیہ صاحب یہ دستخط آپکے ہیں جو آپکو دکھا رہے ہیں فائل میں دستخط آپکے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جوئیہ صاحب آپکے دستخط کرکے سلیم آباد سکول کی بابت پوچھا گیا ۔

جناب چیئرمین ۔ اگلا سوال لے لیجئے ۔ دستخط چیک کر لیجئے گا

اناؤنسر ۔ اگلا سوال نمبر 283 ہے جو ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کی طرف سے ہے

وزیر تعلیم ۔ یہ بھی راجن پور ضلع کی بابت ہے ۔ اب اس کو بھی Deny کرتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین - آپ اسکو بھی چیک کر لیجئے گا -

مڈل سکول مسلم آباد کی عمارت میں کمروں کا اضافہ

283 - ملک غلام شبیر جوئیہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مڈل سکول سلیم آباد ضلع راجن پور کی نئی تعمیر شدہ عمارت صرف چھ کمروں پر مشتمل ہے

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ یہ چھ کمرے آٹھ جماعتوں کے لیے ناکافی ہیں

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان نے اپنے اجلاس منعقدہ 6 دسمبر 1981ء میں سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 83-1982ء میں مذکورہ سکول کی عمارت میں دو کمروں کے اضافہ کے لیے 25 000 روپے کی رقم مختص کی تھی لیکن مذکورہ دو کمرے ابھی تک تعمیر نہیں کیے گئے

(د) اگر محولہ بالا اجزا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ مڈل سکول میں مطلوبہ دو کمروں کا اضافہ کب تک کیا جائے گا

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) - (الف) درست ہے -

(ب) درست ہے -

(ج) درست نہیں - ضلع کونسل نے حتمی فیصلہ کے وقت اس سکول کو فہرست میں شامل نہیں کیا -

(د) یہ ذمہ داری متعلقہ ضلع کونسل کی ہے اگر ضلع کونسل کی طرف سے 84-1983 میں اس سکول کے لئے دو اضافی کمروں کی تجویز آئے تو منظور کی جا سکتی ہے -

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے پرائمری سکولوں کو ترقی دینا

303 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں واقع گورنمنٹ پرائمری سکولوں جنال - سوہری - جھونگل اور رتھالی کو ترقی دینے کے لیے پی سی فارم بھیجے گئے تھے اور گورنر ڈائریکٹو کے تحت ان کی منظوری بھی ہو چکی ہے مگر تا حال اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ترقی پانے والے سکولوں کی عمارات کی توسیع کے لیے فنڈز کی فراہمی کے لیے درخواست کی گئی تھی

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کو ترقی دینے اور عمارات کے لیے فنڈز کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) (الف) مذکورہ سکولوں کے لیے گورنر صاحب نے جائزہ لینے کا حکم دیا تھا ۔ لہذا یکم جولائی 1982ء کو کیس گورنر صاحب کو پیش کیا گیا ۔ جس پر گورنر صاحب نے حکم دیا کہ عام سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لیے جو مروج طریقہ ہے اس پر ان سکولوں کے درجہ بڑھانے کا معاملہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمینٹ کے ذریعہ چلایا جائے چنانچہ یہ کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا گیا وہاں سے یہ حکم ہوا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کی متعلقہ سکیم میں ترجیحات اور مقررہ ضابطہ کے مطابق ان سکولوں کو شامل کرایا جائے یعنی ان سکولوں کا درجہ بڑھانے کا مطالبہ ضلع کونسل کو پیش کیا جائے جس وقت وہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھانے کا فیصلہ کر رہے ہوں ۔ جہاں تک پی سی ۱ تیار ہونے کا تعلق ہے ان پر کوئی رقم اس وقت جاری نہیں کی جا سکتی جب تک ترقیاتی بجٹ کی متعلقہ سکیم کی فہرست میں ضلع کونسل ان سکولوں کو شامل نہ کریں

(ب) ابھی جب کہ مذکورہ سکولوں کا درجہ بڑھانے کی منظوری ہی نہیں ہوئی تو عمارت میں توسیع کا مرحلہ ہی نہیں آیا

(ج) جزو ہائے (الف) اور (ب) کے جوابات کی روشنی میں فنڈز مہیا کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - (وائس چیرمین ضلع کونسل ، راولپنڈی) -

جناب والا ' میں اس میں ایک دو نکات واضح کروں گا - میرا یہ خیال ہے کہ ایم ایل اے ڈائریکٹر ضلع کونسل کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ ہی اے ڈی پی کا محتاج ہوتا ہے - جب ایم ایل اے ڈائریکٹر ہو چکا ہو تو پھر ضلع کونسل میں اس کو واپس نہ بھیجا جائے -

جناب چیئرمین - کیا ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - جناب والا ' یہ سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کی بات ہے -

وزیر تعلیم - اگر سوال نمبر 303 کے بارے میں مزید وضاحت کی ضرورت ہے تو میں حاضر ہوں -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - میں سوال نمبر 303 ہی کی بات کر رہا ہوں -

وزیر تعلیم - آپ کا سوال تو بڑا مختصر ہے کہ ان سکولوں کو ترقی دینے کے لئے پی سی ا فارم بھیجے گئے تھے اور گورنر ڈائریکٹو کے تحت ان کی منظوری بھی ہو چکی ہے - مگر تا حال اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے - جواب واضح ہے کہ گورنر صاحب کا ڈائریکٹو اس بارے میں ہوتا ہے کہ اس کی feasibility کو چیک کیا جائے ' ایگزامن کیا جائے - جب وہ ایگزامن کیا گیا اور ہم نے 83 - 4 - 4 کو آپ کو مطلع بھی کر دیا تھا - کہ یہ اس feasibility رپورٹ کے اندر نہیں آتا - اگر آپ اپنی ایلوکیشن میں چاہتے ہیں جو ڈسٹرکٹ کونسل کے یہاں ہوتی ہے ' باقاعدہ on the weightage formula and on the basis of the population اور جو اس کی existing facilities ہیں اس کی بابت جو ایلوکیشن آپ کے پاس ہوتی ہے اس میں اگر آپ چاہیں تو بھیج سکتے ہیں -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - 20 نومبر 82ء کا آپ کا ریفرینس ہے جس میں سے آپ کی اطلاع کے لئے ایک دو سطریں پڑھ دیتا ہوں :-

The following schemes have been approved under Governor's Directive :—

(a) 6 Middle Schools to be up graded to High Standard.

(b) 8 boys Primary Schools to be up graded to Middle standard.

اور آگے لکھا ہے -

Copy of each scheme along with copy of administrative approval is enclosed for ready reference. It is, therefore, requested to allocate the funds at an early date.

تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورنر ڈائیریکٹو میں تو یہ چیزیں منظور ہو چکی ہیں -

وزیر تعلیم - یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اس کی feasibility کو چیک کیا جائے مگر جب معاملہ ایگزامن ہوا ' فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس گیا تو یہ فیصلہ ہوا کہ ہمارے اس کرائٹیریا کے مطابق ، اس میں یہ سکیم فٹ نہیں کرتی - اور اگر ان سکولوں کو آپ بڑھانا چاہیں تو اپنی ایلوکیشن میں رکھیں - مزید کوئی وضاحت چاہتے ہیں تو یہ جواب آپ کے لیے حاضر ہے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل گورنرز ڈائیریکٹو کو quote کر رہے ہیں کہ جب گورنر ڈائیریکٹو ہو چکا تو پھر -

وزیر تعلیم گورنر صاحب کا ڈائریکٹو صرف ایگزامن کرنے کی حد تک تھا کہ اس کی feasibility رپورٹ کو چیک کر کے دیکھ لیا جائے - اگر اس میں فٹ کرتا ہے تو اس کو منظور کیا جائے - سارے پراسیس سے گزر کر ، فنانس ڈیپارٹمنٹ سے گزر کر یہ فیصلہ ہوا کہ یہ اس میں منظور نہیں ہوا -

جناب چیئرمین Governor's Directive is no short cut. It still has to go through the process.

وہ آپ کا نوٹس لیں گے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل جناب والا ضلع کونسل نے اس کو recommend کیا ہوا ہے - اگر تو فنڈز کی بات ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں عوام کافی تعاون کرنے کو تیار ہیں ہم فنڈی فنڈی ادا کرنے کو تیار ہیں - گورنر صاحب کے ڈائیریکٹو میں جو سکول approve ہو چکے اگر ان کو implement کرنے میں فنڈز مانع ہیں تو وہ بات بھی آپ ہم سے آسانی سے طے کر سکتے ہیں -

وزیر تعلیم - مغل صاحب میرا خیال ہے کہ اس سوال کے متعلق یہ ایک اضافی سوال نہیں ہے یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے جس کو آپ ڈسکس کر رہے ہیں -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل- میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے میں نے مباحثات کی کتاب سے تراشہ دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ سکھو میں پہلے ہی لڑکوں کا ہائی سکول موجود ہے لڑکیوں کے مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے تو زمین پر سکول ہائی نہیں ہوا یہاں پر آپ نے یہ ارشاد فرما دیا یا یہ درست ہو جائے یا وہاں پر سکول ہائی کر دیا جائے یہ بھی گورنر صاحب کا ڈائریکٹو ہے -

وزیر تعلیم - آپ کس سکول کی بات کر رہے ہیں ؟

لیفٹیننٹ (کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - سکھو مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے سے متعلق یہ ضمنی سوال میں عرض کر رہا ہوں -

وزیر تعلیم - اس سوال میں اس سکول کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے یہ ضمنی سوال نہیں ہے - اس پر آپ علیحدہ بات کرلیں کیونکہ ان سکولوں کی فہرست میں یہ سکول شامل نہیں - یہ جو بات آپ کر رہے ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ایک مسئلے کو طے کرنا ہے چاہے اس وقت کریں یا بعد میں کریں یہ سکولوں کے اپ گریڈ ہونے کا مسئلہ ہے This has to be settled کیونکہ ہم نے واپس جا کر لوگوں کو اپنی کارکردگی بتانی ہوتی ہے

وزیر تعلیم - ابھی اس کے بعد تعلیم پر بحث شروع ہوگی اس میں دو دن پڑے ہیں آپ جتنی باتیں مرضی کر لیجئے گا

تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں گرلز مڈل سکول کا درجہ بڑھانا

331-جناب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان) کیا وزیرتعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ جناب گورنر صاحب نے تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے لئے دو گرلز مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کے احکامات صادر فرمائے تھے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ حکم کے تحت میری تفصیلی رپورٹ Comments پر محکمہ تعلیم اپنی سمکن العمل Feasibility Report بھی پیش کرچکا ہے ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے اس ضمن میں ابھی تک کوئی سمت پیش رفت نہیں کی ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تحصیل شجاع آباد میں واقع مذکورہ سکولوں کو کب تک ہائی کا درجہ دینے کی توقع ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) (الف) جی نہیں ۔ جناب گورنر صاحب نے ملتان کے دورہ کے دوران ہر دو مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے بارے میں صرف جائزہ لینے کے احکامات صادر فرمائے تھے

(ب) جی ہاں ۔ محکمہ تعلیم نے متذکرہ ہر دو سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زنانہ ملتان سے سمکن العمل رپورٹ حاصل کی ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ سمکن العمل رپورٹ کی روشنی میں معاملہ پر غور کیا گیا ہے رپورٹ کے کوائف کی بنیاد پر یہ سکول up gradation کے اہل نہیں

(د) محکمہ کی رائے میں یہ سکول اس قابل نہیں کہ انہیں ہائی کا درجہ دیا جائے تاہم اگر ضلع کونسل اپنے کوٹہ میں سے انہیں ہائی کر دے تو محکمہ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا

جناب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان)

جناب سوال کا سارا جواب ہی غلط دیا گیا ہے - پہلی بات یہ ہے کہ گورنر صاحب نے ملتان کے دورے کے دوران نہیں بلکہ یہاں پچھلی دفعہ جب گورنر صاحب سے میٹنگ ہوئی تھی تو اس وقت انہوں نے فرمایا تھا کہ دجاع آباد میں ان سکولوں کو اپ گریڈ کر دیا جائے کیونکہ وہاں رورل ایریاز میں لڑکیوں کے لئے کوئی بھی سکول نہیں آگے لکھا ہے کہ feasibility رپورٹ کے مطابق یہ سکول اس قابل نہیں کہ ان کو اپ گریڈ کیا جائے - غلطی سے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے مجھے بھی feasibility رپورٹ کی کاپی بھیج دی تھی وہ میں پڑھکر سنا دیتا ہوں -

وزیر تعلیم — وہ آپ کو کس نے بھیجی تھی ؟

جناب لیاقت علی خان — جناب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے

وزیر تعلیم — یہاں سیکرٹریٹ سے یا وہاں آپ کے؟

جناب لیاقت علی خان— سیکرٹریٹ والوں نے ایک کاپی آپ کو بھیجی تھی اور ایک کاپی مجھے -

وزیر تعلیم—آپ کے ملتان ڈویژن سے ؟

جناب لیاقت علی خان - جی ہاں ! ملتان ڈویژن سے -

وزیر تعلیم - میں اس میں پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ اس کی feasibility رپورٹ ڈویژن ہیڈ کوارٹر تک مکمل نہیں ہو جاتی - ان کی رپورٹ آنے کے بعد ہمارے سیکرٹریٹ میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر ایک مزید پروسیس ہوتا ہے - پھر جا کر مکمل رپورٹ جو تیار ہوتی ہے کہ آیا اس میں شارٹ فال ہے یا یہ اس پروسیس میں پورا اترتا ہے ہم اس کو ٹیک اپ کر سکتے ہیں -

جناب لیاقت علی خان- کرائٹیریا بتا دیں کہ کیا ہے -

وزیر تعلیم—کرائٹیریا آپ کو بتا دیا ہے کہ آخری جو مڈل کلاس ہے جن طلبا نے امتحان کلیر کرنا ہوتا ہے ان کی تعداد پچاس ہونی چاہیے اور تین چار فیڈنگ سکول ہونے چاہیں - اس کرائٹیریا پر آپ کا پروپیسس پورا نہیں اترا

جناب لیاقت علی خان - 42 طلبہ طالبات ہیں -

وزیر تعلیم—ٹوٹل تعداد نہیں آخری آٹھویں کلاس جنہوں نے امتحان کلیر کرنا ہے ان کی تعداد کم از کم پچاس ہونی چاہیے اور تین چار سکول فیڈنگ ہونے چاہیں - اگر اس پر یہ پروپیس پورا اترتا ہے - Your are most welcome - آپ آئیں

جناب لیاقت علی خان- اس طرح تو لڑکیوں کا سکول اپ گریڈ نہیں ہو سکے گا - یہ میں آپ کو definitely بتا سکتا ہوں -

وزیر تعلیم—پھر اس کو آپ اپنے ڈسٹرکٹ کونسل کے کوٹے میں ڈالیں اور اس کو بھیج دیں - ہم اس کو بغیر کسی سے پوچھے up Grade کر دیں گے -

جناب لیاقت علی خان — ملتان ضلع کو ایک سال تو کوٹہ ملا ہی نہیں - دوسرے سال میں ایک ایک تحصیل کو ایک ایک سکول ملا ہے - اتنا بڑا ضلع ہے - اس کے لیے ایک سکول تحصیل کے لئے تو بہت کم ہے

وزیر تعلیم - میرا خیال ہے کہ کرائٹیریا جو گورنر صاحب نے فرما دیا ہے - بڑا ہی weightage فارمولا ہے - existing facilities پاپولیشن density اور کئی چیزیں دیکھنے کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کہاں اپ گریڈ ہوں ؟

جناب لیاقت علی خان - اس میں ملتان شہر کو بھی شمار کر لیتے جس میں پندرہ ہائی سکول ہیں اور سارے ضلع میں ٹوٹل آٹھ ہائی سکول ہیں - تو weighage تو وہیں خراب ہو گیا کہ تعلیمی ڈویژن ملتان شہر لے گیا -

وزیر تعلیم - اس کو آپ عام بحث میں کر لیں اس میں ہم انشاءاللہ دیکھیں گے کہ یہ فارمولا از سر نو بنایا جائے

گورنمنٹ ڈگری کالج پسرور میں لیکچرار کا تقرر

354 چوہدری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ)

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج پسرور ضلع سیالکوٹ میں 77-1976ء سے باضابطہ طور پر ڈگری کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے -

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں طلباء کی موجودہ تعداد کے پیش نظر انگلش - اردو - معاشیات - سیاسیات - تاریخ اور اسلامیات کے مضامین کے لیکچرارز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے - نیز مذکورہ کالج کے حصہ انٹرمیڈیٹ کے بیالوجی کے مضمون کے لیے بھی کسی لیکچرار کے تقرر کا ارادہ رکھتی ہے

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) : (الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج پسرور میں ڈگری کلاسز کا اجراء ہوچکا ہے -

(ب) اس کالج میں اس وقت گیارہ اسامیاں گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ ہیں - جس کی تفصیل حسب ذیل ہے -

1 - گریڈ 19 کا ایک پرنسپل -

2 - گریڈ 18 کے دو اسسٹنٹ پروفیسر -

3 - گریڈ 17 کے آٹھ لیکچرار -

انگریزی ، اردو معاشیات ، سیاسیات ، تاریخ اور اسلامیات کا ایک، ایک لیکچرار اس کالج میں کام کر رہے ہیں اور لیکچرار کی کوئی اسامی خالی نہیں -

بیالوجی انٹر کلاسز کے لیے کوئی منظور شدہ پوسٹ نہیں ہے - آئندہ مالی سال میں اس پوسٹ کے لیے گنجائش رکھی جائے گی -

چوہدری اختر علی - مجھے کافی تسلی ہو گئی ہے کہ بیالوجی اس کیلئے انٹر کلاسز کیلئے جو آسامی تھی ، آئندہ مالی سال میں گنجائش رکھی جا رہی ہے - میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب اس کالج کا باقاعدہ اجراء 77-1976ء میں ہو چکا ہے تو اتنے عرصے میں بیالوجی کے لیکچرار کی جگہ کیوں نہیں رکھی گئی ؟

وزیر تعلیم sanctioned posts آپ کے پاس مکمل ہیں - کوئی ایک پوسٹ بھی خالی نہیں - بیالوجی کے لئے نئی پوسٹ سینکشن ہونی ہوتی ہے اس کے لئے بتا دیا گیا ہے کہ اس مالی سال میں انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے لیے سینکشن ہو جائے اور اس کے against تعیناتی بھی ہو جائے - باقی آپ کی سیٹیں پوری ہیں -

چوہدری اختر علی - چلیے درست مان لیتے ہیں -

وزیر تعلیم - آپ کا شکریہ -

اناونسر - اب محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات کے جوابات دیے جائیں گے - پہلا سوال ہے جناب شیخ محمد لطیف کی طرف سے - سوال نمبر ہے 246 -

مخدوش دیوار کی مسماری

246 شیخ محمد لطیف (سینئر وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور) - کیا وزیر مقامی حکومت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 25 جولائی 1981 کو ایک نوٹس نمبری 2035 بنام شمشاد علی خان 36 بی کوئنز روڈ لاہور کارپوریشن نے ایک مخدوش دیوار برائے مسمار زیر دفعہ (2) - 79 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جاری کیا تھا

کوائف نوٹس درست ہونے اور مزید کوئی حکم امتناعی جاری نہ ہونے کے باوجود اس پر تاحال عملدرآمد نہیں ہوا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ دیوار کے گرنے سے کافی جانی اور مالی نقصان ہونے کا احتمال ہے۔

(ج) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جزو الف میں مندرج دیوار کو ابھی تک مسمار نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) الف درست ہے مسٹر شمشاد علی خان مالک بی 36 کوئینٹر روڈ کو 25 جولائی 1981 کو بذریعہ نوٹس بوسیدہ دیوار گرانے کی ہدایت کی گئی تھی مالک مذکورہ نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہ کی لیکن دیوار کا مخدوش حصہ خود بخود گر گیا اس طرح کسی مزید کارروائی کی ضرورت باقی نہ رہی۔

(ب) دیوار کا جو حصہ مخدوش تھا وہ گر چکا تھا اور وہاں اب خار دار تار نصب ہے اب اس سے کسی جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔

(ج) جوابات الف اور ب میں اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے۔ یہاں اس بات کا بھی ذکر مناسب ہوگا کہ دیوار کے متعلق ایک تنازعہ سول کورٹ میں زیر سماعت ہے

شیخ محمد لطیف - میں عرض کروں گا جزوی طور پر یہ جواب درست ہے یہ دیوار بڑی لمبی چوڑی ہے۔ اس کا ایک حصہ خود بخود گر گیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - آپ نے جواب سنا ہے کہ یہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ ہم اس میں اس وقت تک کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے جب تک کہ عدالت فیصلہ نہیں کرتی۔

شیخ محمد لطیف - جناب کارپوریشن کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ مقدمہ چل رہا ہے یا نہیں چل رہا اگر دیوار خطرناک ہے تو یہ ان کی ڈیوٹی ہے کہ اس کو گرا دیا جائے - خواہ وہ کسی کی ملکیت ہو - آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ مقدمہ کا جواب آنے سے پہلے فیصلہ ہو چکا ہے - اس میں کورٹ کی ڈگری ہو چکی ہے اس کے علاوہ کارپوریشن کی ڈیوٹی ہے کہ جو عمارت خطرناک ہو اس کو گرا دیا جائے - چاہے وہ کسی کی ملکیت ہو میں عرض کرتا ہوں اس کا ایک پورشن گر گیا ہے یہ ایک لمبی دیوار ہے ایک حصہ جو ملحقہ کوٹھی کے کمرہ کا حصہ ہے میں اس کو نہیں گرا سکتا اس لئے میں نے جواب میں لکھ دیا تھا کہ میں گرانے سے معذور ہوں آپ گرا دیں - آپ کی ڈیوٹی ہے میں خرچہ برداشت کر لوں گا قانون بھی یہی ہے کہ اگر میں نہ گراوں تو کمیٹی خود بخود گرا دے - اس کا مجھ سے خرچہ وصول کر سکتی ہے - دیوار موجود ہے میں نے خود دیکھا ہے وہ خطرناک ہے اس کا صرف ایک پورشن گر گیا ہے باقی تمام موجود ہے ابھی تک وہ خطرناک حالت میں ہے - قانوناً کارپوریشن کی ڈیوٹی ہے - کہ گرا دے چاہیے میری ملکیت ہو یا کسی اور کی ملکیت ہو -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - کیا آپ نے یہ ضمنی سوال کیا ہے ؟ گزارش ہے کہ میں نے آپ کے سوال کا جواب دیا ہے یہ آپ کا خیال ہے کہ وہ دیوار اس وقت بھی خطرناک ہے لیکن کارپوریشن کا یہ خیال نہیں ہے -

میں عرض کرتا ہوں کہ اسکے بارہ میں جو جوابات فراہم ہوتے ہیں وہ ادارے کی طرف سے ہوتے ہیں اگر آپکو اس بارے میں شک ہے یا خیال ہے کہ جواب درست نہیں ہے تو ہم پھر کارپوریشن سے دوبارہ اس بارہ میں پوچھیں گے کہ انہوں نے یہ جواب درست دیا ہے یا غلط دیا ہے

شیخ محمد لطیف - میں بھی یہی چاہتا ہوں -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - اگر آپکے خیال میں جواب درست نہیں ہے تو ہم دوبارہ ان سے دریافت کر لیں گے -

شیخ محمد لطیف — بالکل صحیح ہے

ٹاؤن کمیٹیوں کے چیف آفیسرز کو سکیل نمبر 11 کی عطائیگی

276 - جناب غلام فرید خان مرانی (چیئرمین ضلع کونسل لیہ)

کیا وزیر بلدیات و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب کی چٹھی نمبر LCS/Acctt Misc-2 (20) 27-II مجریہ 15 اکتوبر 1978ء کے بموجب جن ٹاؤن کمیٹیوں میں سرنٹنڈنٹ چونگیات (سکیل 11) تعینات ہیں وہاں کے چیف آفیسروں (سکیل 8) کو بلحاظ سینیارٹی یکم نومبر 1978ء سے سکیل نمبر 11 دے دیا جائے

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کمشنر ملتان نے مذکورہ چٹھی کے برعکس متذکرہ چیف آفیسروں کو یکم نومبر 1978ء کی بجائے یکم جولائی 82ء سے سکیل نمبر 11 دینے کے احکام صادر فرمائے اور ضلع کونسل لیہ کے ٹیکسیشن آفیسر (مسٹر عبدالمجید سابق چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی خان گڑھ) کو نظر انداز کر دیا گیا جس کے باعث اہلکار مذکور کو مالی نقصان سے دو چار ہونا پڑا —

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت اہلکار مذکور کے نقصان کا ازالہ کرنے کی غرض سے اسے یکم نومبر 78ء سے سکیل نمبر 11 دے کر بقایا جات کی ادائیگی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) (الف) درست ہے - (ب) و (ج) - حکومت نے کمشنر ملتان ڈویژن کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ حکومت کی چٹھی مورخہ 15 اکتوبر 1978ء نمبر LCS (Acctt)-2 (20)/70. T II کے مطابق عملدرآمد کریں -

جناب غلام فرید خان مرانی — اب ضلع کونسل لیہ ڈیرہ غازی خان کے ڈویژن میں ہے اسلئے کمشنر ڈیرہ غازی خان سے متعلقہ ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — ہم دوبارہ آپ کے کمشنر صاحب

کو 21 مارچ کو چٹھی لکھی تھی جو پہلے 3 مارچ کو لکھی تھی -

لاہور میونسپل کارپوریشن کے اساتذہ کو چارج الاؤنس کی عطائیگی

280۔ سردار خورشید (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) :- کیا وزیر مقامی حکومت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبری ایف-ڈی-بی-سی- 19-5-77-بی-ٹی- 1 مورخہ 8 اگست 1982ء کے بموجب محکمہ تعلیم کے اساتذہ کرام کو تیس فیصد کے حساب سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ بلدیات لاہور میونسپل کارپوریشن کے سکولوں کے اساتذہ کو بھی 30فیصد سلیکشن گریڈ دینے کو تیار ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ مراسلہ کے بموجب محکمہ تعلیم کے سیکنڈری سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں - ہیڈ مسٹریسوں اور مڈل - پرائمری سکولوں کے مقدم ترین (senior most) اساتذہ کو علی الترتیب 50 روپے - 30 روپے چارج الاونس دے دیا گیا ہے -

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ بلدیات لاہور میونسپل کارپوریشن کے ہیڈ ماسٹروں - ہیڈ مسٹریسوں کو 50 اور مڈل - پرائمری سکولوں کے مقدم ترین (senior most) اساتذہ کو 30 روپے ، 20 روپے چارج الاونس دینے کو تیار ہے - اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)

(الف) یہ درست ہے -

(ب) صوبائی حکومت نے سلیکشن گریڈ کے بارے میں صرف محکمہ تعلیم کے اساتذہ کے بارے میں فیصلہ کیا ہے - چونکہ بلدیات خود مختار ادارے ہیں - انہوں نے اپنے وسائل کو مدنظر رکھ کر ہی کوئی فیصلہ کرنا ہوتا ہے - اس لئے حکومت نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ یہ ہدایات ان کو بھی دی جائیں تاہم لوکل کونسلوں کے مختلف اساتذہ کی طرف سے درخواستیں موصول ہونے پر ہم نے پنجاب کے کمشنر صاحبان کو ایک مراسلہ بھیجا ہے کہ اپنی سفارشات لوکل کونسلوں کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ارسال کریں اس بارے میں کمشنر صاحبان کے جوابات کا انتظار ہے -

(ج) درست ہے -

(د) فی الحال لاہور میونسپل کارپوریشن کے وسائل ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتے -

سردار خورشید - جناب چیئرمین مجھے جواب سے اتفاق نہیں ہے - صوبائی حکومت اساتذہ کے مسئلے کو take up کرتے ہوئے دونوں فرق یعنی محکمہ تعلیم اور بلدیہ کے اداروں کے اساتذہ میں کوئی فرق نہیں رکھتا چاہئے - یا میری رائے میں بلدیہ کے اداروں کو بھی محکمہ تعلیم کے سپرد کر دیا جائے - کیونکہ valid charges نہیں اگر ان کے لئے بھی محکمہ تعلیم کے اساتذہ کی طرح valid charges ہوں تو وہ خود ہی اپنی سیٹ رکھیں - اور تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کی کوشش کریں - اساتذہ اس چکر میں پڑتے ہیں - کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے - محکمہ تعلیم کو علیحدہ مراعات دی جاتی ہیں - اور بلدیاتی ادارے دیکھتے رہ جاتے ہیں - اس لئے میری درخواست ہے کہ کم از کم صوبائی حکومت انکو فریق نہ بنائے - بلکہ یونیفارم پالیسی کے تحت ایک جیسی راہ اختیار کرنی چاہئے تاکہ بلدیاتی اداروں کے جو اساتذہ ہیں ان کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے بقیہ جواب سے مجھے اتفاق ہے -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - آپکو علم ہے کہ بلدیات خود مختار ادارے ہیں اور وہ تمام قواعد جو حکومت کے ملازمین پر محکموں کے

متعلق ہیں ان پر تمام قواعد لاگو نہیں ہوسکتے ۔ بیشمار محکموں کے اپنے اپنے قواعد ہیں اس طرح بلدیات کے بھی اپنے قواعد ہیں ہر بلدیہ کا اپنا طریقہ کار ہے اپنے وسائل ہیں یہ اپنے وسائل کے مطابق اپنی بلدیہ کے ملازمین کو تنخواہ اور الاؤنس دیتے ہیں ۔ اساتذہ کی تنخواہیں یا الاونس کا مسئلہ آپکی اپنی بلدیہ کا مسئلہ ہے بہتر ہو گا کہ آپ اس مسئلہ کو اپنی بلدیہ میں اٹھائیں ۔

لاہور میونسپل کارپوریشن کے سپر ٹنڈنٹوں کو سکیل نمبر 15 کی عطائیگی

281- سردار خورشید (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) کیا وزیر مقامی حکومت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری ایف ڈی ۔ پی ۔ آر ۔ 29 ۔ 10 ۔ 77 مورخہ ستمبر 1980ء کے بموجب سینئر سپرنٹنڈنٹ اور جونیئر سپرنٹنڈنٹ نان سیکرٹریٹ آفس کے سکیل نمبر 13 اور 11 پر نظر ثانی کر کے انہیں سکیل نمبر 15 دے دیا گیا مگر لاہور میونسپل کارپوریشن کے سینئر سپرنٹنڈنٹ اور جونیئر سپرنٹنڈنٹ کو تاحال سکیل نمبر 15 نہیں دیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ بلدیات لاہور میونسپل کارپوریشن کے سینئر سپرنٹنڈنٹ اور جونیئر سپرنٹنڈنٹ کو بھی سکیل نمبر 15 دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)

(الف) جی ہاں۔

(ب) تمام سپرنٹنڈنٹوں کو سکیل نمبر 15 نہ دینے کی وجوہ یہ ہیں کہ اس مسئلہ کو محکمہ مالیات کی طرف بھیجا گیا ۔ جنہوں نے مشورہ دیا کہ مقامی کونسلوں کے صرف وہ سپرنٹنڈنٹ سکیل نمبر 15 کے اہل ہیں جو منسٹریل اسٹیبلشمنٹ میں بھرتی ہوئے تھے ۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ چونگی سپرنٹنڈنٹ ویکسینیشن سپرنٹنڈنٹ وغیرہ وغیرہ سکیل نمبر 15 کے اہل

نہیں ہے اس معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے تقریباً تمام لوکل کونسلوں کے صرف آفس سپرنٹنڈنٹ کو سکیل نمبر 15 دے دیا گیا یہاں یہ وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ ضروری نہیں کہ حکومت جو مراعات اپنے ملازمین کو دیتی ہے وہ مقامی کونسلوں کے ملازمین کو بھی دی جائیں - مقامی کونسلوں کے ملازمین کو مراعات متعلقہ کونسلوں کی مالی پوزیشن دیکھ کر دی جاتی ہے کیونکہ حکومت اس ضمن میں کوئی گرانٹ نہیں دیتی چند ایک مقامی کونسلیں پہلے ہی اپنی آمدنی کا 50 فیصد سے زیادہ ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مراعات پر خرچ کر رہی ہیں اور ترقیاتی کاموں کے لیے بہت کم رقم خرچ ہو رہی ہے - ملازمین کی تنخواہوں میں وقتاً فوقتاً اضافہ اور دیگر ٹیکسوں میں چھوٹ سے مقامی کونسلوں کی مالی حالت کافی حد تک متاثر ہوئی ہے اس لیے حکومت کو ہر فیصلہ کافی غور و خوض اور لوکل کونسلوں کی مالی حالت کو پیش نظر رکھ کر کرنا پڑتا ہے۔

سوال نمبر 285 کا محرک موجود نہیں - پڑھا نہیں گیا - صرف پکارا گیا -

رحمان پورہ لاہور میں گلی نمبر 21 کی سطح کو اونچا کرنا

285 - ملک محمد عاشق (چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ رحمان پورہ لاہور کی گلی نمبر 21 ابوالفضل سٹریٹ نزد شرقپوری بلڈنگ کی اور گرد کی گلیوں نمبری 25 اور 26 اور 27 کو پختہ کرتے وقت مذکورہ گلی نمبر 21 سے اونچا کر دیا گیا ہے۔ نتیجتاً بارش کے دنوں میں سارا پانی گلی نمبر 21 میں جمع ہو کر گھروں میں داخل ہو جاتا ہے ؛

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت گلی نمبر 21 کو بھی دوسری گلیوں کی اونچائی کے برابر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ (ملک اللہ یار خاں) ۔ (الف) یہ حقیقت نہیں کہ رحمان پورہ کی گلی نمبر 21 ابوالفضل سٹریٹ کا لیول ارد گرد کی گلیوں نمبر 25 ، 26 اور 27 سے نیچا ہے بلکہ گلی نمبر 21 ، 23 ، 25 اور 26 کا لیول تقریباً برابر ہے ۔ ان گلیوں کی تعمیر کافی عرصہ قبل کی گئی تھی ۔ گلی نمبر 27 جس کی فرش بندی پچھلے سال ہوئی تھی ۔ اس کا لیول مذکورہ تمام گلیوں سے تقریباً 6 انچ اونچا ہے جہاں تک گلی نمبر 21 میں بارش کے دنوں میں پانی کھڑا ہونے کا تعلق ہے اس گلی میں محکمہ واسا ایل ڈی اے نے سیور پائپ ڈالنا تھا ۔ جس کی وجہ سے گلی نمبر 21 کا لیول اونچا نیچا ہو گیا ہے اور اس وجہ سے مذکورہ گلی میں بارشوں کے دنوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے ۔

(ب) اس کا جواب اوپر دے دیا گیا ہے ۔ اس سال اے ڈی پی میں اس کام کے لیے رقم مختص نہیں ۔ تاہم آئندہ مالی سال میں اس کو زیر غور لایا جائے گا ۔ بشرطیکہ حلقہ کونسلر اس کام کو ترجیح دیں ۔

لوکل کونسلز رولز مجریہ 1979ء کے تحت ضلع کونسل کے وائس چیئرمینوں کو اختیارات کی تفویض

304 ۔ جناب محمد اسلم بلوچ ۔ (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل فیصل آباد) ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ لوکل کونسلز رولز مجریہ 1979ء میں وائس چیئرمین ضلع کونسل کو عوام کا منتخب نمائندہ کی حیثیت سے کوئی اختیارات یا ذمہ داریاں تفویض کی گئی ہیں ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا رولز میں چیئرمین ضلع کونسل کے نااہل قرار دیئے جانے ، لمبی رخصت پر جانے ، بیماری اور موت واقع ہونے کی صورت میں وائس چیئرمین کو اختیارات تفویض کرنے کی شق موجود ہے -

(ج) آیا حکومت جزو (ب) میں مذکورہ امکانی صورت حال کے علاوہ بھی متعلقہ رولز میں ترمیم کر کے وائس چیئرمین ضلع کونسل کو اختیارات دینے کو تیار ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خاں)

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء کے تحت وائس چیئرمین ضلع کونسل کے لئے علیحدہ اختیارات کا تعین نہیں کیا گیا -

(ب) یہ بھی درست ہے کہ آرڈیننس کی دفعہ 36 کی ترمیم شدہ شق 2 الف کے مطابق چیئرمین کے نااہل قرار دیئے جانے یا کسی اور وجہ سے اپنے فرائض سرانجام نہ دے سکنے کی صورت میں چیئرمین کے اختیارات وائس چیئرمین استعمال کرنے کے مجاز ہیں -

(ج) فی الحال ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے - اس سلسلہ میں کسی جانب سے اگر کوئی ٹھوس تجاویز موصول ہوئیں تو ان پر غور کیا جائے گا -

جناب محمد اسلم بلوچ : جناب والا مجھے جزو ب اور ج سے اتفاق نہیں ہے مجھے وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو چیئرمین ضلع کونسل کو ہیں - میں چیئرمین کی پاورز exercise کرتا ہوں لیکن جن چیئرمینوں یا وائس چیئرمینوں کی آپس میں نہیں بنتی کیا حکومت چاہتی ہے کہ وہ داتا دربار میں یا کسی اور مسجد میں دعائیں مانگیں کہ فلاں چیئرمین یا میئر نااہل قرار دیا جائے یا اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا اسے ایسی بیماری لگ جائے کہ وہ ٹھیک ہی نہ ہو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ وائس چیئرمین ، میئروں یا چیئرمینوں کو بد دعائیں دیں

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔اس ضمن میں گذارش ہے کہ اس مسئلے کو آپ بلدیاتی سبجیکٹ کمیٹی میں اٹھائیں اور وہاں اس ضمن میں جو بحث ہو گی اور جو سفارشات مرتب کرنی ہوں گی وہ حکومت کو روانہ کریں گے ان پر غور کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین — سردار صاحب آپ کچھ کہہ رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی— بلدیات کی سبجیکٹ کمیٹی میں اس سوال کو اٹھائیے ، وہاں اس پر غور کیا جائیگا وہاں بحث ہوگی اور جو وہ سفارشات مرتب کریں گے وہ حکومت کو پیش کی جائیں گی۔

شاہجمال روڈ پر سے نکاسی آب کے لئے فٹ پاتھ کی تعمیر

313۔ سیدہ ساجدہ نیر عابدی (خاتون کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) — کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں شاہ جمال روڈ کو فیروز پور روڈ ۔ شادماں روڈ کو ملانے والے نہر کے پل گلبرگ کو پختہ ہوئے کافی عرصہ ہونے کے باوجود کبھی مذکورہ سڑک پر پانی جمع نہیں ہوتا تھا ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک پر گذشتہ سال بغیر منصوبہ بندی کے ایک ٹکڑے پر فٹ پاتھ کی تعمیر ہونے سے مذکورہ سڑک پر بارش کے دنوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے اور آمد و رفت میں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے جز و (ب) بالا میں مندرج فٹ پاتھ کی تعمیر سے قبل موجودہ صورت حال درپیش نہ تھی کیونکہ بارش کا پانی گرد و نواح کی نشیبی گراؤنڈ میں سما جاتا تھا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑکوں کے گردو نواح کے مکینوں ۔ راہگیروں اور حضرت شاہ جمال کے مزار کے [illegible] سہولت کے پیش نظر

فٹ پاتھ کی تعمیر اور نکاسی آب کے تدارک کے لیے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے

وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی (ملک اللہ یار خاں) :

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے۔ یہ فٹ پاتھ کا ٹکڑا لاہور میونسپل کارپوریشن نے بنوایا ہے

(ج) درست ہے۔

(د) یہ بھی درست ہے مذکورہ فٹ پاتھ کے بننے سے پہلے بارش کا پانی سڑک پر جمع نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ گرد و نواح کے نشیبی حصہ میں چلا جاتا تھا۔ لیکن جب رفتہ رفتہ ان نشیبی علاقوں میں نجی کوٹھیاں اور مکانات تعمیر کرلیے گئے تو اس جمع شدہ پانی سے ان مکانوں اور ان کی سرحدی دیواروں کو اس پانی سے نقصان پہنچنے کا احتمال بڑھ گیا۔ ان دنوں لاہور میونسپل کارپوریشن نے عوام کی سہولت اور بڑھتی ہوئی آمد و رفت سے پیدا شدہ خطرات سے بچنے کے لیے عوام کیلئے محفوظ فٹ پاتھ بنوا دیئے مگر نتیجتاً تمام بارش کا پانی رک کر اکٹھا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ چونکہ ویسے بھی علاقہ مجموعی طور پر نشیبی تھا۔ اس لیے اس علاقہ میں پہلے ہی بارش کے پانی کے نکاس کے لیے ایک مربوط منصوبہ کے تحت واسا نے چھوٹے اور بڑے پکے نالوں کا نظام تعمیر کیا ہے۔ اب اس اضافی وجہ کے رونما ہونے سے جو حالات پیدا ہوئے ہیں اس سے عہدہ برا ہونے کے لئے بھی اضافی نالوں کی منصوبہ بندی کر لی گئی ہے۔ پہلے تو یہ کام چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں شامل ہے۔ جو کہ واسا کا عظیم تر لاہور کا آب رسانی او رنکاسی آب کا تیسرا منصوبہ ہے۔اس کے علاوہ اس کام کو فوری انجام دینے کے لئے اس کا مخصوص پی۔ سی آئی (P.C.I.) بنایا جا رہا ہے جس کے منظور ہونے اور رقم

فراہم ہونے پر کام توجیحی بنیادوں پر سر انجام دیا جائے گا ۔

سیدہ ساجدہ نیرعابدی جناب والا یہ میرا سوال نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — یہ آپکا سوال نہیں کیا آپ نے یہ سوال نہیں کیا ۔ (اس موقعہ پر سیکریٹری اسمبلی نے فائل متعلقہ وزیر متعلقہ کو پیش کی ۔ اور انکا سوال تحریری طور پر دکھایا گیا ۔)

جناب چیئرمین آپ نے نہیں کیا۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی - نہیں میں نے نہیں کیا ۔

اموات و پیدائش کی رجسٹریشن فیس

339 - **چوہدری محمد اقبال ڈار** (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، شیخوپورہ) : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیاتی اداروں میں اموات اور پیدائش کے لیٹ اندراج پر 50 پیسے فی یوم جرمانہ عائد کیا جاتا ہے جس کے عوام متحمل نہیں ہو سکتے اور شدید احتجاج کرتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جرمانے کو ختم کرنے یا کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) — الف) جی ہاں ۔ جرمانہ صرف اس صورت میں عائد کیا جاتا ہے جبکہ اندراجات ساٹھ یوم کی مقررہ مدت کے بعد کرائے جائیں ۔ 50 پیسے فی یوم کا جرمانہ ایسا نہیں ہے کہ عوام اس کے متحمل نہ ہو سکیں جرمانہ عائد کرنے کا فیصلہ وفاقی حکومت کی ہدایت کے مطابق کیا گیا ہے ۔ اس بارے میں صوبائی حکومت کو کبھی کوئی احتجاج موصول نہیں ہوا ۔

(ب) چونکہ مذکورہ جرمانہ حکومت پاکستان کی ہدایت پر عائد کیا گیا ہے ۔ صوبائی حکومت اسے ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار— جناب والا ۔ جہاں تک اس جواب کا تعلق ہے وہ تسلی بخش نہیں ہے لیکن حال ہی میں لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں جو مراسلہ پہنچا ہے اور جو فیصلہ اس میں کیا گیا ہے وہ کافی حد تک قابل قبول ہے اس لئے میں مطمئن ہوں البتہ جو جواب صوبائی کونسل کے جواب نامے میں دیا گیا وہ تسلی بخش نہیں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—جناب والا ۔ اگر یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے تو معزز رکن اس پر ضمنی سوال کر سکتے ہیں ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار—جناب والا حکومت کے مراسلہ سے بات ختم ہوگئی ہے مزید سوال کی ضرورت نہیں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—اگر آپ کو اس سے اتفاق نہیں ہے اور اس کے باوجود آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ جو جرمانہ عائد کیا گیا ہے مناسب نہیں ہے تو میں آپ سے گذارش کرونگا کہ اس مسئلے کو آپ بلدیات کی سبجیکٹ کمیٹی میں اٹھائیے گا ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار—جناب والا ۔ ہمیں چٹھی پہنچی ہے جس کی رو سے یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے ۔ شائد جناب کے علم میں نہیں کہ وہ چٹھی پنجاب لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں پہنچ چکی ہے ۔ جس میں ہمیں اختیار دیا گیا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ دو سو روپے جرمانہ کر سکتے ہیں۔ آٹھ آنے روز کا جرمانے والا طریقہ ختم کر دیا گیا ہے وہ بات نہیں کہ ایک آدمی بیس سال کا ہے اور بیس سال کے بعد اس کا نام درج ہوتا ہے اور وہ ہزاروں روپے جرمانہ ادا کرے وہ نہیں ہے اسکی آخری حد دو سو روپے مقرر کر دی گئی ہے ۔ اور وہ قابل قبول ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے بعض احباب کی طرف سے یہ تجویز موصول ہوئی ہے کہ اس جرمانے کو قطعی طور پر عائد نہ کیا جائے ۔ میں اس لئے عرض کر

رہا تھا کہ اگر اس ضمن میں کوئی تجویز ہو یا کوئی صاحب پھر بھی مطمئن نہ ہوں تو انہیں اس مسئلے کو سبجیکٹ کمیٹی میں اٹھانا چاہیے - لیکن اگر آپ مطمئن ہیں تو فبہا -

چودھری محمد اقبال ڈار — جی مطمئن ہیں -

غیر مسلم متروکہ وقف عمارات کی بلدیہ اٹک کو واپسی

342 - الحاج شیخ آمر الٰہی (چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک)

کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی اٹک شہر میں بارہ پرائمری مڈل سکولوں کو چلا رہی ہے جن میں چھ سکولوں کی عمارت بلدیہ کی اپنی ملکیت ہے جب باقی چھ کے لئے کرایہ کی عمارتیں ہیں -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلدیہ اٹک کی حدود میں مندرجہ ذیل غیر مسلم متروکہ وقف کی چار عمارتیں بغیر کسی مصرف کے خالی پڑی ہیں -

1- عمارت نمبر 142	B-IV/73/D
2 - عمارت نمبر 154	B-IV/73/D
3 - عمارت نمبر 67	B-IV/35/E
4 - عمارت نمبر 119	BXII/119

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ بلدیات و دیہی ترقی کے توسط سے غیر مسلم متروکہ وقف عمارات کے حصول کے لئے بارہا کوشش کی گئی ہے لیکن تاحال اس بارہ میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے -

(د) آیا یہ حقیقت ہے کہ ماہ اگست 1981ء جناب میاں حیات بخش صاحب چیئرمین پنجاب سوشل ویلفیئر کونسل نے جناب گورنر کی ہدایت کے پیش نظر مذکورہ عمارات کا معائنہ کیا اور اپنی رپورٹ جناب گورنر کو پیش کی -

(ھ) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ عمارات کو بلدیہ اٹک کے حوالے کرنے کے لئے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خاں)
(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) جی ہاں -

(د) میاں حیات بخش صاحب نے دوسری وقف عمارت (I سناتن دھرم مندر نمبر 133 بلاک ڈی 2 سناتن دھرم گرلز سکول نمبر 110 ، 111 بلاک ڈی 3 آریہ سماج پائی سکول کی عمارت اور 4 رہائشی پلاٹ نمبر 61 ای بلاک) کے متعلق اپنی رپورٹ گورنر کو بھیجی تھی -

(ھ) حکومت پنجاب نے شق (ب) متذکرہ وقف عمارات بلدیہ اٹک کو الاٹ کے لئے متعدد بار وقف متروکہ املاک بورڈ حکومت پاکستان کو لکھا ہے مگر تا حال فیصلہ کا انتظار ہے

الحاج شیخ امر الہی — جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری صرف اتنی عرض ہے کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے ہم سے کوئی چیز پوچھی جاتی ہے تو ساتھ ہدایات ہوتی ہیں کہ اس کو جواب ایک مہینے کے اندر دیا جائے اور اگر ہم وہ جواب نہ دیں تو پھر ہم سے باز پرس بھی ہوتی ہے کہ جواب بھی دیں اور ساتھ Explonation بھی دیں کہ یہ جواب آپ نے کیوں نہیں دیا ۔ جناب یہ سکولوں والا معاملہ تین سالوں سے چل رہا ہے جس کی بابت 1981ء میں گورنر صاحب نے بھی ہدایات جاری کی تھیں اور میاں حیات بخش صاحب موقع پر گئے تھے انہوں نے تمام بلڈنگز بھی دیکھی تھیں اور وہ پلاٹ بھی دیکھے تھے مگر تا حال معاملہ وہیں کا وہیں ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — جناب والا ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ حکومت پاکستان کو اس ضمن

میں دوبارہ درخواست کریں ہم پھر دوبارہ اس ضمن میں ان کو گذارش کریں گے۔

الحاج شیخ امر الٰہی ۔جناب والا اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دور میں نہیں ہو سکتا شاید اگلے پانچ سالہ منصوبے میں آ جائے تو آ جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔جناب والا گذارش ہے کہ یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں وہ حکومت پاکستان نے کام کرنا ہے۔ ہم پھر دوبارہ ان سے درخواست کریں گے۔

سوال نمبر 350 اور 351 پکارے گئے لیکن متعلقہ ممبر صاحب موجود نہیں تھے

کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

350 ۔ میاں عبدالخالق (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان)۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں منظور شدہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جانے کے ضمن میں کوئی واضح پالیسی تیار کی جا رہی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلدیہ رحیم یار خان میں واقع غیر منظور شدہ کچی آبادیوں کے ضمن میں بلدیہ کی جانب سے مقرر کردہ قیمت کی منظوری بالترتیب ضلع و ڈویژنل کمیٹی (برائے کچی آبادیاں) بھی دے چکی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت بلدیہ رحیم یار خان کی حدود میں واقع مذکورہ آبادیوں کو منظور شدہ مارکیٹ ریٹ پر مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)۔(الف) جی ہاں ۔ اس ضمن میں پالیسی مرتب کر لی گئی ہے۔

(ب) بلدیہ رحیم یار خان کی طرف سے غیر منظور شدہ کچی آبادیوں کی زمین کے لئے مقرر کردہ قیمت کی منظوری ضلع و

ڈویژنل کمیٹی نے عطا نہیں کی - کیونکہ حکومت کی پالیسی کے مطابق صرف منظور شدہ کچی آبادیوں کی زمین کے نرخ کا ہی فی الحال تعین کیا جانا درکار ہے -

(ج) جواب (ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے -

بلدیہ رحیم یار خان کے کونسلر کے خلاف مقدمہ کا اندراج

351 - میاں عبدالخالق (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان)-- کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ رحیم یار خان کے کونسلر چوہدری شیر محمد کے خلاف سرکاری رقوم خرد برد کرنے کے سلسلے میں تقریباً دو سال قبل مارشل لاء قوانین کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جناب کمشنر صاحب بہاولپور ڈویژن نے مذکورہ کونسل کو نااہل قرار دیا تھا اور سیکرٹری محکمہ بلدیات و دیہی ترقی نے اپیل بھی خارج کر دی -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کونسلر کے خلاف ابھی تک چالان نہ کرنے اور اتنی تاخیر کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)--(الف) جی ہاں - (ب) جی ہاں -

(ج) ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے بتایا ہے کہ اس معاملہ میں ڈپٹی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر صاحب بہاول پور سے متعدد بار گفتگو کی گئی - انھوں نے ابتدا میں اس کیس کو ملٹری کورٹ کے حوالے کرنے کی اجازت دی تھی لیکن ثبوت ناکافی ہونے کی بنا پر یہ اجازت بعد میں واپس لے لی گئی اور یہی وجہ ہے کہ عدالت میں بھی ابھی تک چالان پیش نہیں کیا جا سکا -

ضلع کونسلوں کو بذریعہ پروجیکٹ کمیٹی منصوبوں کی منظوری

353 - جناب محمد بشارت راجہ (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی)

کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ مئی 1982ء میں ضلع کونسلوں کو بذریعہ پروجیکٹ کمیٹی ایک لاکھ روپے کی مالیت کے منصوبوں پر کام کرنے کی اجازت دی گئی تھی ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا فیصلے کا سیکرٹری محکمہ بلدیات دیہی ترقی اور وزیر قانون صاحب نے اپنے اپنے خطاب میں اعادہ بھی کیا تھا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جناب گورنر صاحب کے احکام کے باوجود ان پر کوئی تحریری کارروائی نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (الف) درست ہے

(ب) درست ہے

اس بارے میں ضروری ہدایات بذریعہ چٹھی نمبری SO/X(RD)7-54/82 مورخہ 18 اگست 1982ء کو جاری ہو چکی ہے

جناب محمد بشارت راجہ - جناب والا ۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں کیونکہ جہانتک میری اطلاع ہے یہ چٹھی پراجیکٹ کمیٹی کے سلسلے میں نہیں ہے ۔ جناب گورنر آپ کو یاد ہوگا کہ یہ مسئلہ 1982ء سے چل رہا اور مجھے پتہ نہیں کہ یہ محکمہ اس سلسلے میں کیوں لیت ولعل سے کام لے رہا ہے ۔ یہ چٹھی مجروانزری کمیٹیوں سے متعلق ہے نہ کہ پراجیکٹ کمیٹیوں کے متعلق ۔ اور 26 مئی کو وزیر قانون نے اپنے خطاب میں یہ بات فرمائی تھی کہ ایک لاکھ روپے تک کام کروانے کی اجازت دے دی گئی ہے لیکن فی الحال اس وقت تک کوئی چٹھی جس میں ایک لاکھ روپے تک کے منصوبوں پر کام کرنے کی اجازت ہو جاری نہیں ہوئی ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — میں اس کا جواب آپ کو اسی سیشن کے بعد روانہ کردونگا۔

چوہدری اختر علی ۔ جناب والا اس سلسلہ میں اس ہاوس میں میں نے موو (move) کیا تھا اور ایک لاکھ روپے تک یہاں منظوری ہوئی تھی کہ کارپوریشنیں اور ضلع کونسلیں ایک لاکھ روپے تک پراجیکٹ کمیٹیوں کے لئے کام کروائیں گی یہاں حکومت میچنگ گرانٹ کے سلسلے اتنا زور دے رہی ہے اور لوگوں نے اس میچنگ گرانٹ سکیم کو انتہائی ذوق شوق سے قبول بھی کیا ہے اس سلسلے میں اگر اپنے منصوبے یا دس دس یا بیس بیس ہزار روپے کی چھوٹی چھوٹی سکیمیں پراجیکٹ کمیٹی سے کروائیں تو لوگ اپنی مدد اپ کے تحت مٹی بھی ڈالنے کو تیار ہیں اور نقد بھی دینے کو تیار ہیں اور اس ہاوس کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے میں یہ سوال کرونگا کہ یہاں جناب گورنر صاحب نے جو اعلان فرمایا تھا اس پر آجتک عمل کیوں نہیں ہوا —

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - جناب والا میں نے عرض کیا ہے کہ اس ضمن میں چٹھی بھیجی گئی ہے آپ کو اس سے اتفاق نہیں ہے میں نے جواب دیا ہے ۔

نوابزادہ مظفر علی خان — جناب والا اس چٹھی سے کسی کو اتفاق نہیں ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب والا اس سلسلے میں نے جواب دیا ہے کہ اس کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ وہ صرف سیروائزری کمیٹی کے بارے میں نہیں بلکہ پراجیکٹ کمیٹیوں کے متعلق بھی ہے لیکن آپ کو اگر اس بارے میں کوئی وضاحت وصول نہیں ہوئی تو

جناب محمد بشارت راجہ — جناب والا — آپ کے چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں کسی کے پاس وہ چٹھی نہیں پہنچی —

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب والا — میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس سیشن کے بعد اس کی وضاحت آپ کو روانہ کردونگا —

نوابزادہ مظفر علی خان — جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ آپ اس بارے میں ایک واضح ہدایت فرما دیں کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے

جناب چیئرمین— نہیں آپ سن نہیں رہے ہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں کہ

نوابزادہ مظفر علی خان جناب والا۔ ٹھیکے دار ہمیں بڑا تنگ کر رہے ہیں اگر جلد ہی مطلع کر دیا جائے تو ہم ان سے بچ جائینگے

جناب چیئرمین بالکل درست ہے — ہم آپ کو اس کا جواب دینگے

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - جناب والا آپ نے بھی کہا کہ عمل نہیں ہوا آپ کے کہنے پر اگر عمل نہیں ہوا تو پھر کس کے کہنے پر عمل ہوگا۔

جناب چیئرمین ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اس کا جواب دیں گے کہ یہ منسٹر انچارج ہیں اور انہوں نے یہ کہا ہے

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - جناب والا۔ اس وجہ سے تو ہمارے پورے سال کے کام رکے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ یہ آپ کو جواب دینگے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ اس سیشن کے بعد دوسرے دن آپ کو انشاءاللہ یہاں سے جواب چلا جائیگا۔

جناب چیئرمین آپ کو پورا پورا جواب دینگے اور آپ کی تسلی کریں گے بلکہ میں بھی پوچھنا چاہونگا کہ یہ کیوں نہیں ہو رہا ؟

نوابزادہ مظفر علی خان ۔ جناب والا ۔ جواب نہ دیں بلکہ اس پر عمل درآمد کیا جائے ۔

جناب چیئرمین بالکل ۔

سیدہ عابدہ حسین - (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) جناب والا۔ میری استدعا یہ ہے کہ جیسے آپ یہ اختیار ہمیں دیتے ہیں تو اس کے

ساتھ پراجیکٹ کمیٹی کی عملدرآمد کے کچھ قواعد وضوابط بھی ہونے چاہییں - اسسٹینٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ جن کا فنکشن As Secreretary to the Committee ایک احسن فنکشن ہے وہ پراجیکٹ کمیٹی کی میٹنگز میں نہ تو کوئی تسلسل رکھتے ہیں نہ ان کی کوئی صحیح میٹنگ ہوتی ہے - Bu: t:::: project Committees have not been functioning as Committees تو اس کو آپذرا ساتھ ہی لے لیں -

جناب چیئرمین - ساتھ ہی لے لیں -

چودھری اختر علی - بیگم صاحبہ میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ کمیٹی ڈویلپمنٹ کی آپ بات کر رہی ہیں اور ہم ضلع کونسل کے فنڈز کی بات کر رہے ہیں کیونکہ سینکشن Sanction ضلع کونسل کے فنڈز کی ہوئی تھی -

وزیر مقامی بلدیات و دیہی ترقی - یہ فنڈز وہ ہیں جن کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ بذریعہ پراجیکٹ کمیٹی آپ کو اختیار دیا جائے -

جناب محمد بشارت راجہ - جناب والا - ایک لاکھ روپے تک کے جو منصوبے ہیں ان پر عملدآمد پراجیکٹکمیٹیوں کے ذریعے کروانے کی اجازت دی جائے -

ایک ممبر - رورل ڈویلپمنٹ کو تو پہلے ہی ہے -

جناب بشارت راجہ - جناب والا - رورل ڈویلپمنٹ کے لئے تو پہلے ہی اجازت موجود ہے -

وزیر قانون و تعلیم - جناب والا اگر اجازت ہو تو وضاحت کر دوں میں جناب چیئرمین کی اجازت سے یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ ایک اجلاس یہاں اس ہاؤس میں ہوا تھا جس میں میچنگ گرانٹ ڈسٹرکٹ کونسلز کے فنڈز اور پراجیکٹ کمیٹیز کے متعلق چند فیصلے ہوئے تھے اور جناب نے فرمایا تھا کہ اس بارے میں ایک تو جو پراجیکٹ کمیٹیز کام کرتی ہیں وہ ہمیں رورل ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت اور ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین اس کا چیئرمین ہوتا ہے اور اے ڈی ایل جی (لوکل گورنمنٹ) اس کا سیکرٹری ہوتا ہے دو ممبر اور نامزد ہوتے ہیں اور وائس چیئرمین ہوتا ہے - اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ کونسل کو اپنے فنڈز سے پراجیکٹ کمیٹیز کے ذریعے ایک لاکھ روپے تک اس طرح کارپوریشنوں اور ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپلٹیز کو پچاس پچاس ہزار روپے تک پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے کام کرنے کی جناب والا نے اجازت یہاں فرمائی تھی اور اعلان ہوا تھا - میرا تو خیال

تھا کہ یہ ہدایات جاری ہو چکی ہیں لیکن پتہ چلا ہے کہ ابھی تک آپ کے محکمے سے ہدایات جاری نہیں ہوئیں ۔ بہرحال وزیر موصوف کی بات کے بعد کہ اس کو چیک کر کے ضروری ہدایات جاری کر دی جائیں گی میرے خیال میں اس میں کوئی مزید ابہام نہیں ہونا چاہیے ۔

مغربی پاکستان لوکل کونسل سروس رولز 1963ء کے تحت بھرتی

355 ۔ چوہدری جلال دین — (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل لیہ) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ مغربی پاکستان لوکل کونسل سروس رولز 1963ء کے تحت 50 فیصد خالی آسامیاں نچلے درجے کے ملازمین کی ترقی کے ذریعے اور 50 فیصد براہ راست نئی بھرتی کے ذریعے پر کی جانی مقصود ہوتی ہیں ۔

(ب) اگر ایسا ہے تو مذکورہ رولز کے پیش نظر ملتان ڈویژن میں 1971ء تا 30 جون 1982ء لوکل کونسل سروس درجہ دوئم (جونیئر) کی ایڈمنسٹریٹو برانچ کی کتنی خالی آسامیوں پر درجہ سوئم (سینئر) کے اہل کاروں کو ترقی دی گئی اور کتنے افراد نئے بھرتی کئے گئے ۔ نیز ان کے نام مع تاریخ تعیناتی کیا ہیں

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — ملک اللہ یار خان ۔

(الف) درست ہے ۔

(ب) حکومت نے اس سلسلے میں ہدایات جاری کر دی ہیں کہ سروس رولز 1963ء کے مطابق عملدرآمد کر کے حکومت کو رپورٹ ارسال کی جائے ۔

اس کا تازہ جواب وصول ہو گیا ہے جو میں عرض کرتا ہوں ۔ میں نے جزو (ب) میں یہاں لکھا تھا کہ ہم نے ہدایات جاری کردی ہیں رپورٹ کے بارے میں وہ موصول ہو چکی ہے اور اس ضمن میں گذارش ہے کہ

جو ملازمین ڈائریکٹ بھرتی ہوئے ہیں ان کی تعداد 9 ہے اور جن کے سکیل نمبر 8 میں محکمانہ ترقی ہوئی ہے ان کی تعداد 8 ہے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی - جناب والا گزارش ہے کہ ڈی لیمیٹیشن delimitation جو ہو رہی ہے اس سلسلہ میں آپ نے کوئی ہدایات جاری نہیں کی ہیں کہ پنجاب کونسل کے ارکان سے بھی مشورہ کر لیا جائے ڈپٹی کمشنر صاحبان نے جتنی بھی میٹنگز کی ہیں اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ کوئی مشورہ نہیں کیا گیا۔ ہمیں کیوں محروم رکھا جا رہا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - میری گذارش یہ ہے کہ اس سلسلہ میں تمام اختیارات الیکشن اتھارٹی کو حاصل ہیں قواعد اور قانون کے مطابق تمام اختیارات الیکشن اتھارٹی کو دے دئے گئے ہیں اپنے قواعد کے تحت حد بندی کرتے ہیں اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی - جناب چیئرمین حد بندی کی بات اپنی جگہ ہے وہ الیکشن اتھارٹی یا کوئی اور کرے مثلاً ایسی ہدایات گو جاری ہوئی ہیں جیسا کہ سننے میں آیا ہے کہ وفاقی کونسل کے جتنے ممبران ہیں ان کی باقاعدہ میٹنگ کال کر کے ان سے مشورہ لیا جائے ایسا تاثر دیا گیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - بیگم صاحبہ اس سوال کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مناسب وقت نہیں ہے اگر آپ اس کی وضاحت چاہتے ہیں تو اس اجلاس کے بعد آپ مجھ سے ملیں

جناب چیئرمین - جی ہاں آپ اس کو جنرل ڈیبیٹ میں لے آئیں۔

اناؤنسر - آج کے ایجنڈے کا دوسرا آئٹم ہے۔ جناب وزیر تعلیم چوہدری عبدالغفور آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں تعلیمی حکمت عملی کے موضوع پر تمہیدی کلمات فرمائیں گے اور بعد میں اس پر بحث ہوگی۔

آئندہ پانچ سال منصوبہ کی تعلیمی حکمت عملی اور وزیر تعلیم کے تمہیدی کلمات

وزیر تعلیم - (چوہدری عبدالغفور) جناب چیئرمین - فاضل اراکین کونسل ملکی تعمیر و ترقی میں تعلیم جو کردار ادا کرتی ہے - اس سے کم و بیش ہر شخص آگاہ ہے - جب یہ تصورات مطابق قومی ترقی کے لئے تعلیم کو صنعت و حرفت، زراعت، کان کنی وغیرہ کے مقابلہ میں بہترین سرمایہ کاری

کا نام دیا جاتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ تعلیم صرف رقوم خرچ کرنے والا شعبہ ہے ۔

جناب چیئرمین — یہ میں عرض کروں کہ گیلری میں بیٹھے ہوئے حضرات چپ چاپ کارروائی سنیں ۔ اگر آپ نے وہاں پر بحث شروع کردی تو اس ہاوس کا تمام کام بند ہو جائے گا ۔

وزیر تعلیم — صنعت اور زراعت وغیرہ پیداواری شعبے ہیں ۔ یہ تصور کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ۔ آج کے دور میں ہم بہتر غذا بہتر لباس اور مواصلات نقل و حمل سے بہتر ذرائع کے حصول میں کوشاں ہیں یہی وجہ ہے کہ عام طور پر افراد معاشرہ اور حکومتیں اپنے ترقیاتی منصوبوں میں سب سے زیادہ سرمایہ کاری کے لئے انہیں شعبوں کو ترجیح دیتے ہیں ۔ لیکن درحقیقت افراد کی بہترین تربیت کو ان سب پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے بیسویں صدی کی تاریخ شاہد ہے ۔ کہ تعلیم یافتہ ہنر مند اور بہترین صلاحیت کے ذہن رکھنے والے افراد ہی قوموں کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں تعلیم کی اس اہمیت کے پیش نظر قیام پاکستان سے لیکر ابتک ہر دور میں ہر نظام حکومت کے تحت یہ کاوشیں ہوتی رہی ہیں کہ ہم نظام تعلیم کو بہتر سے بہتر طور پر آراستہ کر سکیں ۔ اور اس کو صحیح راستہ پر گامزن کر سکیں ۔ اس سلسلہ میں قومی سطح پر مختلف تعلیمی کمشن مقرر کئے گئے ۔ بے شمار تعلیمی کانفرنسیں ہوئیں۔ اور اس میں ایک بہت ہی مشہور کانفرنس اور تعلیمی رپورٹ "شریف کمیٹی" کے نام سے مشہور ہے جس میں یہ امر بطور خاص پیش نظر رکھا گیا کہ ہمارا ملک ایک نظریاتی ملک ہے اور اس نظریاتی ملک کے لئے تعلیم کو بھی ایک خاص نظریاتی سطح پر استوار کرنا چاہیے ۔ چنانچہ اس رپورٹ کے بعد ایک دور ایسا آیا ۔ جو کہ 1970ء سے لے کر 1977ء تک کا دور تھا ۔ میں عرض کروں گا کہ یہ دور کسی پنج سالہ مربوط ترقیاتی پروگرام کی بجائے یک سالہ ترقیاتی پروگرام کا تھا ۔ بجائے اس کے کہ کوئی پنج سالہ منصوبہ بنایا جاتا سال بہ سال منصوبہ بندی کی گئی ۔ اور اس طور پر تعلیم کے میدان میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکا ۔ دوسرے میدان اس وقت زیر بحث نہیں ہیں بلکہ آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح کے پیش نظر ہم تعلیم کے میدان میں بہت پیچھے رہ گئے یہی وجہ تھی کہ ہمارا یہ پانچواں پانچ سالہ منصوبہ شروع ہوا ۔ تو اس

کے ہدف کو پورا کرنے کے لئے جو دشواریاں ہمارے سامنے آئیں میں ان کا اظہار چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اس ایوان میں کر چکے ہیں۔ تاہم کوشش یہ کی گئی کہ ان تمام شعبوں میں توقعات سے بڑھ کر اضافہ کیا جائے موجودہ حکومت نے بر سر اقتدار آتے ہی تعلیم کے ڈھانچے کو نظریاتی بنیادوں پر استوار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور ایک جامع تعلیمی پالیسی مرتب کی جس پر عمل درآمد کرنے کے لئے مستقل لائحہ عمل تیار کیا گیا جس میں نصاب تعلیم کی اصلاح اور خواندگی کی شرح اور بنیادی تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کے علاوہ فنی اور سائنسی تعلیم و ترویج نیز اساتذہ کی پیشہ وارانہ صلاحیت کو بہتر بنانے کے پروگرام میں شامل ہیں پانچویں پانچ سالہ منصوبہ کا باقاعدہ اجراء 1978ء سے ہوا۔ اس سال قومی امنگوں کی آئینہ دار نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان بھی ہوا۔ چنانچہ منصوبے کے تمام تر پروگراموں کو پالیسی کے مقاصد کے حصول کے لئے از سر نو مرتب کیا گیا۔ سکولوں اور کالجوں کی تدریسی کتب پر نظر ثانی کر کے انہیں اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ انٹرمیڈیٹ ڈگری کالج اور پیشہ وارانہ تعلیمی اور فنی تعلیمی اداروں میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے مضامین کو لازمی اور ضروری قرار دیا گیا۔ اور لازمی مضامین کے طور پر ان کو پڑھانے کا کام بھی شروع ہوا۔ اس منصوبے میں اہم پیش قدمی کے لئے پرائمری تعلیم اور پیشہ وارانہ تعلیم کے شعبے منتخب کئے گئے۔ تاکہ نہ صرف ناخواندگی کا بوجھ کم ہو بلکہ تعلیم کی معاشی افادیت میں بھی اضافہ ہو۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں حکومت اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس میں خاطر خواہ اضافہ نہیں کر سکی۔ اور مجھے حقیقتاً افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ وقت میں 35 سال گزرنے کے باوجود ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہماری شرح خواندگی 24 فیصد سے بڑھنے نہیں پائی ہے۔ اس میں خواتین کی شرح خواندگی 14 فیصد ہے۔ اور دیہات میں خواندگی کی شرح فیصد تو اس سے بھی کم ہے اور وہ ہے صرف سات فیصد۔ مزید افسوس کی بات ہے کہ بعض

ایسے ممالک جو کہ وسائل کے اعتبار سے پاکستان سے بہتر نہیں اور حالانکہ وہ پاکستان بننے کے کافی دیر بعد آزاد ہوئے ۔ انہوں نے اس میدان میں خاصی ترقی کی ہے اور 60 سے 70 فیصد تک شرح خواندگی میں اضافہ کیا ہے یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ غیر منقسم ہندوستان میں یا آزادی سے قبل پنجاب کو اہم مقام حاصل تھا اور تعلیمی میدان میں اس کو فوقیت حاصل تھی اب اگرچہ حکومت نے گاؤں گاؤں قریہ قریہ تعلیمی میدان میں وسیع تعلیمی ادارے قائم کئے ہیں اور اس پر اخراجات بھی بے شمار آ رہے ہیں اس کے باوجود ہم آج یہ مسئلہ آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں تاکہ آپ کے تعاون ذہنی فراست اور تدبر سے اس کو حل کرنے کے لئے آپ حکومت کو اپنی مشاورت سے نوازیں کہ آخر یہ کیا وجہ ہے کہ تمام تر سرمایہ کو خرچ کرنے کے باوجود اور تمام تر کوششوں ، کاوشوں اور منصوبہ بندی کے باوجود شرح خواندگی میں ہم اضافہ کیوں نہیں کر پا رہے ہیں ۔

قومی سطح پر اخبارات میں اور دیگر ذرائع ابلاغ میں وقتاً فوقتاً تعلیم کے شعبہ پر تنقید تو ہوتی رہتی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اصلاح احوال کیلئے کوئی ٹھوس عمل اب تک ہمارے سامنے کوئی صاحب پیش نہیں کر پائے۔ اسلئے بھی آپ کی خدمت میں یہ گذارش کی جارہی ہے کہ آپ حضرات کی ذہن و فراست پر اعتماد کرتے ہوئے جناب گورنر صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم یہ مسئلہ آپ کے سامنے رکھیں تاکہ چھٹا پنجسالہ منصوبہ شروع ہونے سے قبل آپ کی اراء اور تجاویز اس میں شامل کرسکیں اور منصوبہ یہ جو کہ چھٹا پنجسالہ قومی منصوبہ ہے اس کے حصول کیلئے جو ضروری باتیں ہیں اس کو سہ طرفہ پیش رفت کے طور پر پیش کیا جارہا ہے جس میں پرائمری تعلیم بالغان فن تعلیم کے ذریعہ عوام کو خواندہ بنانے اور انہیں اپنے اپنے کام زیادہ بہتر طور پر سر انجام دینے کے قابل بنانا بنیادی مقصد قرار دیا گیا ہے امید ہے ان تینوں شعبوں میں بیک وقت پیش رفت سے مقاصد کے حصول کی منزل انشاءاللہ قریب تر آ جائے گی ۔ اس سے پہلے میں صوبہ میں ناخواندگی کے اہم پہلو کی طرف توجہ دلا چکا ہوں اس مسئلہ کے حل کیلئے چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں خصوصی توجہ دی جا رہی ہے ۔ جناب گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق بالغ افراد کی

ناخواندگی دور کرنے کے لئے جیسا کہ جناب گورنر نے اپنی ابتدائی تقریر میں بھی یہ مسئلہ آپ کے سامنے رکھا ۔ پروگرام وضع کیا گیا ہے ۔ جس کیلئے محکمہ تعلیم دوسروں محکموں سے بھر پور تعاون کرے گا ۔ تاکہ ہم سب مل کر ناخواندگی کی لعنت سے چھٹکارہ حاصل کریں ۔ اس مقصد کیلئے دوسرے محکموں سے تعاون کرتے ہوئے سکولوں کالجوں فنی تعلیم کے اداروں کے اساتذہ اور طلباء کی مدد سے ناخواندہ افراد کو خواندہ بنانے کا کام شروع کیا جائے گا ۔ لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک عوامی نمائندے اور تمام محکمہ جات اپنے بھر پور تعاون کا مظاہرہ نہ کریں ۔ آپ اس بات سے بھی اتفاق کریں گے کہ تعلیم کے پورے ڈھانچے کی اساس پرائمری تعلیم ہے ۔ جب تک ہم اپنے پرائمری تعلیم کے ڈھانچے کو درست نہیں کر پاتے اور اس میں کوئی نہ کوئی خرابی موجود ہے اسوقت تک ہماری دوسری تعلیم کی جملہ خامیاں جو ہیں وہ ہم دور نہیں کر پائیں گے ۔ اعلیٰ سطح کی تعلیم میں چاہے وہ سیکنڈری تعلیم ہو ' چاہے وہ کالجز کی تعلیم ہو یا یونیورسٹی کی تعلیم ہو ۔ اگر ان میں کوئی خامیاں موجود ہیں تو میرے خیال میں وہ محض اور محض اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ہمارے پرائمری ڈھانچے میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور موجود ہے ۔ جس کی بنا پر ہم مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر پا رہے ۔ جس پر ہم اتنا بڑا قومی سرمایہ اپنے بجٹ کا صرف کر رہے ہیں ۔ اتنی بڑی تعداد حکومت کے ملازمین کی اور پوری حکومت اس بات کے لئے کوشاں ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ عام شہری یہ توقع رکھتا ہے کہ صرف حکومت ہی اپنے وسائل سے تعلیم کی ہر سطح پر مناسب سہولتیں مہیا کرے یا کم از کم پرائمری کی سطح پر تو ہر بچے کے لئے گھر کے قریب ہی کہیں سکول موجود ہو تا کہ بنیادی تعلیم سے وہ محروم نہ رہ جائے لیکن جہاں تک اس مسئلے کا تعلق مالی وسائل فراہم کرنے سے ہے ۔ وہاں عوام کے معاشی نقطہ نظر میں ' معاشی تقاضوں میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ۔ جہاں تک وسائل کا تعلق ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جناب گورنر نے اس ایوان میں ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ستر لاکھ بچوں میں سے صرف 31 لاکھ بچے پرائمری تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں اور 39 لاکھ بچے جو سکول جانے کی عمر میں آتے ہیں ابھی تک

تعلیم حاصل نہیں کر پا رہے تو ان اعداد و شمار کی روشنی میں اگر اپنے موجودہ وسائل کو تعلیم کے ضمن میں دگنا بھی کر دیں تعلیم کے اداروں کو دگنا کر دیں ۔ اساتذہ کی تعداد کو دگنا کر دیں تو ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ کیا ہمیں یہ عمل جو ہے اس کو بروئے کار لانے کے لئے اپنے قومی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ممکن ہے کہ ہم اتنے وسائل خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں اور دوسرا مسئلہ جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ مہیا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ہمارے موجودہ ادارے جنہیں ہم نے اس قابل بنا لیا ہے ۔ اپنی تمام تر استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے کیا ان میں پوری استعداد سے کام لیا جا رہا ہے ۔ جو ادارے قائم ہیں کیا ان اداروں میں پوری استعداد کے مطابق بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا موجودہ سکولوں کی ہولڈنگ پاور کو ہم مزید بڑھائیں تاکہ یہ جو مین پاور کا ضیاع ہو رہا ہے ۔ سرمایہ کا ضیاع ہو رہا ہے وہ بچ جائے کیونکہ جہاں سکول موجود ہیں وہاں بچے موجود نہیں ہیں اور بعض جگہوں پر بچے اتنے زیادہ ہیں کہ وہاں پر سکولوں کی کمی محسوس ہو رہی ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہم نے غور و خوض کرنا ہے اور ہمیں امید ہے کہ آپ ہمیں اس میں اپنی مشاورت سے نوازیں گے جہاں تک حکومت کا تعلق ہے حکومت نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ وہ محلہ سکولوں کی شکل میں مساجد سکولوں کی شکل میں اور ان سکولوں کے لئے کہ جن کی اپنی عمارتیں بھی موجود نہیں ہیں ان کو ایک سے لیکر تیسری جماعت تک کی تمام کلاسوں کو مساجد میں منتقل کردیا جائے ۔ چونکہ حکومت کے لئے اپنی موجودہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اتنی بڑی سکولوں کی تعداد کو یکمشت یا قلیل عرصہ میں عمارتیں مہیا کردی جائیں ۔ چنانچہ یہ مسئلہ بھی آپ کے سامنے غور طلب ہے کیا ہم اس حقائق کی روشنی میں ان کو عمارتیں مہیا کرسکتے ہیں ۔ کیا ہمارے موجودہ وسائل اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ تمام اخراجات حکومت برداشت کرے اور اس کے برعکس پرائیویٹ سکول 250 روپے بلکہ اس سے بھی زیادہ ماہوار فیس لے رہے ہیں اور حکومت کے سکول 75 پیسے سے شروع ہوکر کچھ معمولی فیس وصول کر رہے ہوں یہ بھی آپ کے سامنے ایک چیلنج کی

حیثیت رکھتا ہے کہ ہمیں اس معاملہ میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے دوسری سب سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ تعلیم کے متعلق عوام کے نقطہ نظر میں جب تک بنیادی تبدیلی نہ لائی گئی اور والدین کا بچوں کو سکول نہ بھیجنے کا رجحان اگر باقی رہا تو سکول اپنی گنجائش سے کم بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں گے اسطرح وسائل کی کمی کے ساتھ ساتھ وسائل کا زیاں بھی ہوتا رہے گا ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہئے کہ بچوں کو بنیادی تعلیم دلانے سے والدین کی عدم دلچسپی کی کیا وجوہات ہیں کیا ابتدائی تعلیم معاشی تقاضوں سے عہدہ براہونے میں حائل ہے ۔ اگر ہے تو ہم اسے معاشی طور پر کتنا سود مند بنا سکتے ہیں لیکن میں یہاں یہ بات بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہر مسئلہ میں اور صرف معاشی پہلو کو نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ ہمارے سامنے ایک بنیادی نظریہ حیات ہے جس کی تکمیل کے لئے ہمیں اپنے تمام تعلیمی اداروں کو تعلیمی نظام کو مربوط کرنا ہے ۔ اس کے علاوہ بھی بنیادی نظریاتی فلسفے کے تحت اس کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ ہم اپنے مالک حقیقی کو پہچان سکیں ۔ اور کائنات میں اپنے مقام کا تعین کرسکیں اور اپنی زندگیوں کو اللہ کے دین کے مطابق ڈھال سکیں ۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم کے ذریعہ اسلام کے نقطہ نظر کو عام کرنے کے لیے بھی جدوجہد کریں اور بقول حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ بے علم نتوان خدا را شناخت اسلئے یہ ضروری ہے کہ ہم عوام کو بنیادی تعلیم کی اہمیت کی طرف متوجہ کروائیں تاکہ تخلیق پاکستان کا یہ اہم مقصد بھی پورا ہو ۔ شعبہ پرائمری میں زیادہ وسائل مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ وسائل کے زیاں کو روکنا بھی ایک مسئلہ ہے ۔ وسائل کا زیاں روکنے کی ایک صورت یہ ہے کہ سکولوں میں طلباء گنجائش سے کم نہ ہوں دوسری صورت یہ ہے کہ جو سکول بنے ہوئے ہیں ان میں شکست وریخت کو روکنے اور بروقت مرمت کا انتظام ہوتا کہ نئے سرے سے تعمیر کی ضرورت پیش نہ آئے ۔ اب آپ سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے علاقہ میں اس امر کا بھی جائزہ لیں کہ پرائمری سکولوں میں زیاں کی ان دونوں صورتوں کو کیسے روکا جائے ۔ گذشتہ سالوں میں پرائمری تعلیم کے شعبہ میں ایک دلچسپ مسئلہ

آئندہ پانچ سالہ منصوبہ کی تعلیمی حکمت عملی اور وزیر تعلیم کے تمہیدی کلمات کی بات سنی جاتی رہی ہے میرا اشارہ غیر موئی یا ghost school سکولوں کی طرف ہے اگر یہ ghost سکول علاقہ میں موجود ہیں تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ محکمہ تعلیم کے ریکارڈ میں تو وہ سکول موجود ہیں اور اساتذہ کی تنخواہیں بھی جاری ہیں لیکن موقع پر وہ سکول موجود نہیں ہیں ۔ میرے خیال میں ہم اس قابل نہیں ہو سکے کہ اس بات کا صحیح اندازہ کر سکیں کیونکہ اس بارے میں درست اعداد و شمار مہیا نہیں ہو رہے ۔ اگر آپ کسی ghost سکول کی نشاندھی کر سکیں تو ہم آپ کے مشکور ہونگے کیونکہ جب تک آپ اپنے علاقوں میں یہ بات تسلی سے تصدیق نہ کر لیں کہ کوئی ایسا ghost موجود ہے تو ہم کارروائی نہیں کرسکتے البتہ میں نے اپنے محکمہ کو ہدایت کر دی ہے کہ ہر ممبر کے حلقہ میں جو سکول sanctioned ہیں جو پرائمری مڈل ادارے بھی موجود ہیں ان کی لسٹ ہم آپ کو دستیاب کر دیں گے لیکن یہ آپ کا فرض ہے کہ اگر کوئی ایسا ادارہ موجود ہے تو اس کی نشاندھی کریں تاکہ اس الزام میں جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے اس سے ہم چھٹکارا حاصل کر سکیں اور ان سے بہتر استفادہ حاصل کر سکیں ۔ ایک سب سے بڑا مسئلہ جس کے بارے میں جناب گورنر نے خصوصی طور پر ہدایت فرمائی اور اس کو جناب گورنر صاحب اور محکمہ مالیات کی وساطت سے طے بھی کر لیا گیا ۔ سنگل سکول ٹیچر پرائمری ٹیچر ہیں یہ بھی ghost سکولوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے ۔ اگر کوئی سنگل سکول ٹیچر گھر سے نہیں آتا تو وہ سکول بند ہو کر ناپید ہو جاتا ہے اور gnost سکولوں کی لسٹ میں شامل ہو جاتا ہے ۔ جناب گورنر کی خصوصی ہدایت کے تحت محکمہ مالیات نے اتنی پوسٹیں sanction کر دی ہیں کہ اپریل 1984 سے کوئی ایسا سکول صوبے میں نہیں رہے گا جو سنگل ٹیچر پرائمری سکول کے طور پر کہلائے اس سے بھی ghost سکولوں کی تعداد میں کمی اور معیار تعلیم کو بہتر بنانے میں انشاءاللہ خاطر خواہ مدد ملے گی ۔
ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس کے لئے جناب چیئرمین صاحب بھی خاصے متفکر رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً کوشش بھی کرتے رہتے ہیں اور ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں پرائمری اسکولوں میں خاص طور پر دیہاتی سکولوں میں لیڈی ٹیچرز اپنی حاضری کو یقینی نہیں بنا سکیں وہاں پر اکثر اساتذہ غیر حاضر رہتے ہیں تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس مسئلے کا کیا حل ہے اور کس طرح سے ان کی حاضری کو یقینی بنایا جا سکتا ہے تاکہ وہ اپنے اپنے سکولوں میں ہر وقت حاضر ہوں لیڈی ٹیچرز کے لئے وہاں کیسا ماحول پیدا

کیا جائے ان کی آمد و رفت کے کیسے ذرائع ہوں ان کے لئے ہوسٹلز ایک متفقہ جگہ پر قائم کیا جائے تاکہ ان کو موقع پر پہنچایا جا سکے یا لایا جا سکے یہ ایسے مسئلے ہیں جو میں اس ایوان کے سامنے رکھ رہا ہوں تاکہ آپ اپنی آراء سے ہمیں نوازیں اور ہم بہتر فیصلے کر سکیں تاکہ جو مین پاوور ہمارے پاس موجود ہے اور جو اللہ کے فضل سے ہمارے پاس پرائمری ٹیچرز کی ایک فورس یا فوج ظفر موج موجود ہے اس سے ہم بہتر سے بہتر استفادہ حاصل کر سکیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ رزلٹ حاصل کر سکیں اس لئے بھی ہمیں اس مسئلہ میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے ایک اور مسئلہ جو آپ کا توجہ طلب ہے اور جس کے لئے آپ کی آراء کی ضرورت ہو گی اور اس مسئلہ میں آپ کی بھرپور شمولیت کی استدعا کروں گا اور وہ مسئلہ ہے معذور اور یتیم بچوں کا مسئلہ معاشرے میں عام طور پر عدم توجہ کے باعث یہ ساری عمر محرومی کا شکار رہ جاتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں کسی کو یتیم کہنا یا اچھے بھلے آدمی کو یتیم کہہ کر اس کو مخاطب کرنا اس کو گالی نکالنے پر دلالت کرنا ہے۔ یتیموں کو اسلام میں بہت فوقیت دی گئی ہے اور یہی بات معذور افراد کے لئے ہے تو کیوں نہ ہم ان یتیموں کو اور معذور افراد کو ایک ہنر مند کے طور پر اور بہتر شہری کے طور پر تیار کر کے اپنی صفوں میں کھڑا کریں تاکہ انہیں ایک اعلیٰ معاشرے کا حصہ شمار کر سکیں بجائے اس کے کہ وہ اس ملک پر ایک بوجھ بنیں اسلئے حکومت کی طرف سے جناب گورنر صاحب کی طرف سے اور جناب صدر پاکستان کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے انشاءاللہ اس چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں حکومت اس بات کی کوشش کرے گی کہ ان اداروں کو بہتر سے بہتر بنایا جائے اور ان افراد کو ایسا ماحول مہیا کیا جائے کہ وہ اہم شہریوں کے طور پر ہماری صفوں میں شامل ہو کر اور شانہ بشانہ چل کر اپنا رول ادا کر سکیں۔

ایک اور نقطہ فنی تعلیم کا ہے فنی تعلیم تو ویسے ہر دور میں اہم رہی ہے لیکن موجودہ دور میں صنعتی تجارتی اور زرعی شعبے میں ترقی کیلئے بالکل ناگزیر ہوگئی ہے ہمارے ملک کیلئے فنی تعلیم اس لحاظ

سے بھی اہم ہے کہ پچھلے چند سالوں سے فنی تعلیم سے آراستہ ہمارے ہنر مند بڑی تعداد میں مشرق وسطیٰ اور دیگر ممالک میں جا چکے ہیں اور وہاں پر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اس طرح یہ اپنی معاشی ضروریات کو پورہ کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کیلئے قیمتی سرمایہ بھی فراہم کرتے ہیں اس مقصد کے حصول کیلئے صوبے کے مختلف علاقوں میں کمرشل کالج پولی ٹیکنک ادارے اور ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کھولنے کا پروگرام ہے اس پروگرام کی تکمیل کے بعد فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کیلئے وسیع بنیاد مہیا ہو جائے گی جس پر اعلیٰ ٹیکنالوجی کے حصول کی راہ انشاءاللہ ہموار ہو سکے گی ۔

اساتذہ کی تربیت ایک اہم مسئلہ ہے جس کیلئے جناب گورنر ہمیشہ زور دیتے رہے اور دے رہے ہیں اساتذہ نظام تعلیم میں مرکزی کردار کے حامل ہوتے ہیں بلکہ ایک مقولے کے مطابق کوئی بھی نظام تعلیم اپنے اساتذہ سے بہتر نہیں ہو سکتا اسلئے اساتذہ کے عملی اور تدریسی ماحول اور پیشہ وارانہ صلاحیتوں میں اضافے کی کوشش سے چشم پوشی ممکن نہیں تاکہ وہ علم سے اپنے آپ کو باخبر رکھ سکیں اور جدید تدریسی طریقوں کو اپنے ماحول اور ضرورتوں کے مطابق اپنا سکیں چنانچہ اس منصوبہ میں مجوزہ پروگراموں پر عملدرآمد سے اسکولوں اور کالجوں کے کل اساتذہ کی تقریباً کافی تعداد اس سے استفادہ حاصل کرنے کے قابل ہو جائے گی لیکن تعلیمی اداروں کے تمام اساتذہ کو دوران ملازمت انسروس ٹریننگ دینا ایک بہت بڑا کام ہے اس منصوبہ کو تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپ کی کی توجہ تعاون اور مشورے کی ضرورت ہے ۔

اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ روائیتی استاد کا مسئلہ ہے جس کو ہم ٹریڈیشنل ٹیچر کہتے ہیں اور جس نے اپنی تمام تر زندگی اپنے اخلاقی کردار قومی روایات اور تعمیری قوتوں کیلئے بسر کی تھی اور ان میں شمار ہوتا تھا یہ استاد اب معاشرہ سے غائب ہوتا جا رہا ہے بلکہ ایک کمرشل رجحان معاشرے میں ظہورپذیر ہو رہا ہے اس میں ہم اس کی پوزیشن کو کس طرح بحال کریں اور کس طرح ہم اس استاد کو دوبارہ پیدا کریں یہ اپ کیلئے ایک سوال ہے جس کے حل کے لئے ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہو گی

جناب ، تعلیم کے بارے میں میری یہ چند ایک معروضات ہیں جنہیں مسئلے کی صورت میں پیش کرتے ہوئے میں اس بات کا متمنی ہوں کہ اپ اپنے

اپنے تجربات فہم و ادراک حسن و تدبر کی روشنی میں ان مسائل کے حل کیلئے اپنی اپنی بیش قیمت تجاویز سے ہمیں نوازیں تاکہ ہم مل جل کر ان مسائل پر قابو پا سکیں پاکستان پائندہ باد ۔

آئندہ پانچ سالہ منصوبہ کی تعلیمی حکمت عملی پر عام بحث

جناب سراج قریشی ۔ (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) جناب چیئرمین میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ادھر سے شروع فرمایا ہے۔

جناب والا ۔ میں عرض کرونگا کہ حکومت پنجاب صوبہ میں تعلیمی نظام کی اصلاح اور تعلیم کے فروغ کیلئے جو منصوبہ بندی کر رہی ہے وہ قابل قدر ہے حکومت اس پر خاصہ سرمایا خرچ کر رہی ہے لیکن اس میں کچھ انتظامی طور کی میرے پاس تجاویز ہیں جن سے لوگوں کی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے ۔ سب سے پہلے جناب والا ۔ عام شکایت ہے کہ امتحانی پرچوں کی قابلیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ رشوت اور سفارش کی بنیاد پر نمبر لگائے جاتے ہیں محنتی اور حقدار طالب علم کا حق دوسروں کو دے دیا جاتا ہے اور یہ جادو کا کھیل صرف ثانوی بورڈ تک نہیں بلکہ یونیورسٹی تک چلتا ہے اور کنٹرولر امتحانات کے دفتر سے لوگوں کو ایسی طلاعات مل جاتی ہیں کہ آپ کے پرچے کہاں گئے ہیں آپ جائیے اور ممتحن کو راضی کرکے اپنی مرضی کے نمبر خود لگوا لیجئے تو جناب والا ۔ گزارش کرونگا کہ اس سارے نظام کو موثر طور پر اصلاح کیلئے غور فرمائیں اور اس طرح کا بندوبست کریں کہ حقدار طالب علم کو بھی صحیح نمبر ملیں اور کوئی دوسرا اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے ۔

دوسرے جناب والا ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اندرون شہر رنگ محل ہائی سکول لاہور کا دورہ فرمایا تھا اس کے بعد آپ نے احکامات بھی جاری فرمائے تھے کہ اس کی بلڈنگ بنائی جائے لیکن جناب والا ۔ ابھی تک مختلف قانونی پیچیدگیوں کی بناء وہ بلڈنگ اسی طرح پڑی ہوئی ہے ۔ حالانکہ وہاں کے تاجروں نے اپنے پلے سے کچھ رقم بھی خرچ کی تھی تو جناب والا ۔ میری گزارش ہے کہ یہ لاہور کا بہت ہی اہم تاریخی اسکول ہے اور لاہور کے مرکزی علاقے میں واقع ہے اس لئے سکول کی عمارت بنانے کیلئے کوئی ایسا بندوبست کر دیا جائے کہ ایک بہتر نئے سکول کی مناسب وقت پر تعمیر ہو سکے ۔

جناب چیئرمین—وہاں پر میرے خیال میں کورٹ ایکشن کی وجہ سے کام نہیں ہوا ۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ؟

سیکرٹری تعلیم (جناب احمد صادق ۔ میں) ۔ جناب والا ۔ کورٹ ایکشن کی وجہ سے وہ رکا ہوا ہے ہم نے پچھلے مالی سال میں جو فنڈز دیئے تھے وہ ختم ہوگئے ہیں اب اس نئے مالی سال میں ہم ان کو اس کام کیلئے فنڈز دیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب سراج قریشی ۔ جناب والا ۔ تیسرا میرا پوائنٹ ہے کہ جناب منسٹر صاحب اسکولوں میں پڑتال کے بندوبست کی بابت فرمارہے تھے تو جناب والا ۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ اسکولوں میں استاد یا استانیاں چھٹی کی درخواستیں لکھ کر متعلقہ ہیڈ ماسٹر کو دے جاتی ہیں اور ان کے ساتھ باقاعدہ سودے بازی ہوتی ہے کہ اگر پڑتال کیلئے کوئی افسر آ گیا تو پھر فوری طور پر میری چھٹی کا اندراج کرلیں لیکن اگر کوئی نہ آیا تو اگلے دن وہ درخواست پھاڑ کر حاضری لگا دی جاتی ہے اور یہ سلسلہ ملی بھگت سے چلتا ہے تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ان کا بندوبست اس طرح سے کیا جائے کہ جتنی بھی چھٹی کی درخواستیں ہوں ان کا باقاعدہ اندراج کیا جائے اور باقاعدہ اس کا ایک رجسٹر رکھا جائے تاکہ فوری طور پر ایسی درخواستیں نہ تو داخل کی جاسکیں اور نہ ہی غائب ہوسکیں اس طرح ان کا کچھ نہ کچھ سدباب ہوگا اور اسکولوں میں استانیوں کی حاضری بڑھ سکے گی ۔

اسکے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ لاہور کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ لاہور سے باہر کے قصبات اور چھوٹے شہروں کی آبادی کا بھی او اس طرف ہے اس لئے لاہور میں خاص طور پر اندرون شہر سکولز اور لج مزید قائم کئے جانے کی اشد ضرورت ہے اور چھٹا پانچ سالہ منصوبہ میں ہور کے لئے خاص طور پر اس مقصد کے لئے رقم رکھی جائے ۔

لاہور میں بچوں کے داخلے کی مشکلات روز بروز بڑھ رہی ہیں اور ایک بڑا مسئلہ آج کل بچوں کو سکول میں داخل کروانے کا ہے ۔

والدین پریشان ہیں ۔ خاص طور پر پہلی جماعت کے بچے داخلے کیلئے کوئی اصول مد نظر نہیں رکھا جاتا ۔ اس میں صرف اپنی پسند کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پہلی جماعت کے بچے کے داخلے کا امتحان ہوتا ہے اور جو پرچے لئے جاتے ہیں اسکی کوئی بنیاد یا اسکی کوئی وجہ نہیں ہوتی جس بچے نے پہلی جماعت میں داخل ہونے کیلئے آنا ہے اس کیلئے تحریری امتحان یا اس سے پوچھ گچھ کرنے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی اسکے بعد اپنی مرضی سے نمبر لگانا اور اپنے پسندیدہ بچے کو داخلہ دینا افسوسناک امر ہے لہذا اس نظام کی اصلاح کی بھی اشد ضرورت ہے پہلی جماعت کے بچے کا کس طرح سے امتحان ہوگا کس طرح سے ان کو داخل کیا جائیگا ۔ میرے خیال میں سب سے بہتر بات یہ ہے کوئی بھی سکول خواہ وہ کسی بھی علاقہ میں ہے وہاں اس علاقہ کے ارد گرد کے مکینوں کے بچوں کو ترجیح دی جائے ۔ ان کے بچوں کو وہاں داخل کیا جائے تاکہ ان کی آمد و رفت کی مشکلات میں ان کا خاتمہ ہو اور قریبی سکول میں پڑھنے سے وہ بچے بھی زیادہ بہتر طریقہ سے سکول پہنچ سکیں گے ۔ شکریہ ۔

سردار فضل احمد خاں لنگاہ - (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور)
جناب والا یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس پر اگر کوئی ٹھوس قسم کی تجویز آئی تو اس کے لئے وقت سات آٹھ منٹ ہونا چاہئے میں مختصرا عرض کروں گا ہمارے پاس چونکہ اس وقت یا مقصد تعلیم نہیں ہے جتنا بھی ہم پیسہ خرچ کررہے ہیں اس کا زیاں ہورہا ہے اور دوسری طرف طلبا جب باہر نکل کر آتے ہیں وہ معاشرے کے لئے سود مند افراد ثابت نہیں ہوتے جو نہ صرف اپنے لئے بھی وسائل پیدا نہیں کرتے بلکہ سوسائٹی کے لئے frustration کا مقام پیدا کرتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان کو ٹھوس بنیادوں پر استوار کیا جائے سب سے اہم بات یہ ہے کہ شہر اور دیہات میں چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں کوشش کی گئی ہے کہ دیہات کی اسی فیصد آبادی کو آگے بڑھایا جائے تو میں تھوڑے سے اعدادو شمار دونگا کہ شہر اور دیہات میں شرح خواندگی کیا ہے شہری خواندگی سے admitted مراد ہے کہ وہ اخبار پڑھ سکے یا کوئی سادہ سا خط لکھ سکے ۔

جہاں تک 1972ء کی مردم شماری کا تعلق ہے جیسا کہ وزیر تعلیم صاحب نے بھی فرمایا ہے شرح خواندگی پورے پاکستان کی تقریباً 1981 کے مطابق 22.03 فیصد ہے 1972 میں اس کی شرح خاندگی 21.07 تھی جس میں مرد 23.03 اور عورتیں 11.06 تھیں اس میں شہری مرد 49.09 ہیں اور زنانہ 35.09 ہیں اس میں ابھی آبادی میں بھی مردوں کی شرح خواندگی 22.06 ہے اور مستورات کی بہت ہی افسوسناک حد تک 4.07 ہے ۔ اب دیکھنا ہے کہ 1978 میں جو پالیسی بنائی گئی تھی اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا ہے یا نہیں ہوا 1971 کی مردم شماری کے مطابق جیسا کہ اس وضاحت کی گئی ہے ٹوٹل 23.03 ہے جس میں مرد 31.08 ہیں اور زنانہ سائڈ جو ہے وہ 13.07 ہے شہری مرد 51.5 اور زنانہ 33.7 فیصد ہیں ۔ دیہی مرد 23.1 فیصد ہیں اور زنانہ 5.5 فیصد ہیں اس میں آپ یہ دیکھیں گے کہ دیہات اور شہر میں کتنا بڑا فرق ہے ۔

جناب والا 1981ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی کی شرح 23.3 فیصد ہے ۔ شہر کی شرح خواندگی 43 فیصد ہے اور دیہات میں 14.08 فیصد ہے ۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں کوشش کی جائے کہ دیہات کی شرح خواندگی میں اضافہ ہو مگر پہلے on the whole پورے ملک کی شرح خواندگی بڑھے ۔ اپنے ریجن جس میں انڈونیشیا سری لنکا جاپان ملائشیاء وغیرہ شامل ہیں ۔ ہمارا پاکستان خواندگی کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے ۔ جس طرح چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں پلاننگ کی گئی ہے کہ ہم شہری خواندگی 50 فیصد سے بڑھا کر 77 فیصد کریں گے تو اس سے بہت خاطر خواہ نتائج برامد ہونگے ۔ اسکے متعلق تجویز ہے کہ سب سے زیادہ توجہ پرائمری تعلیم پر دی جائے اور اس کے لئے میں نے جو تجویز عرض کی ہے کہ آئندہ پانچ سال تک کوئی نیا مردانہ کالج نہ کھولا جائے زنانہ حد تک بے شک کھولے جائیں تاکہ زنانہ سائڈ compete کر سکے ۔

2۔ اسکے بعد آئندہ پانچ سال تک کوئی نیا پرائمری سکول نہ کھولا جائے ۔

3۔ آئندہ سال سے چوتھی جماعت تک مخلوط تعلیم ہونی چاہئے ۔

5۔ جہاں آبادی زیادہ ہو اور ایک سے زیادہ پرائمری سکول کی ضرورت ہو وہاں نیا سکول نہ کھولا جائے بلکہ اس کی عمارت میں ڈبل شفٹ ہونی چاہئے اور ہر شفٹ کا نیا عملہ ہو۔

6۔ ہر پرائمری سکول میں آئندہ پانچ سال تک 40 طلبا کیلئے ایک ٹیچر ہونا چاہئے جناب وزیر تعلیم صاحب نے بھی فرمایا ہے اور جناب گورنر صاحب کی بھی یہ خواہش ہے۔ میں اپنی خواہش کا احترام کرتا ہوں۔ جہاں آپ سنگل ٹیچر سکول کھولیں گے وہاں یہ بھی latitude ملے گا۔ اگر ڈبل کورس سکول ہوگا تو وہ اس میں خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے کہ یہ سنگل ٹیچر ہونا چاہئے۔ اس میں 40 طلبا کی حد تک ایک ماسٹر ہونا چاہئے اسکے بعد اگر طلبہ کی تعداد 40 سے گھٹ کر 25 ہو جائے پھر سکول کو کسی دوسری موزوں جگہ پر شفٹ کردیا جائے۔

7۔ اسکے بعد اگر مسجد سکول میں کوئی میٹرک پاس ریٹائرڈ آدمی ملتا ہے یا تھرڈ ڈویژن بھی ملتا ہے اور مطلوبہ تعداد کا خاطر خواہ انتظام ہو جاتا ہے تو اس آدمی کو ڈیڑھ سو سے دوسو تک ماہوار ماہانہ دیا جائے اس طریقے سے بھی ہماری پرائمری ایجوکیشن آگے بڑھے گی۔

پرائیویٹ سکولوں کے متعلق میں ضرور عرض کروں گا کہ 1978 کے کمیشن میں بھی پرائیویٹ تعلیم کے متعلق ان کی حوصلہ افزائی کیلئے کہا تھا۔ پرائیویٹ تعلیم کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ایک تو گورنمنٹ پر بوجھ کم ہوگا دوسرے competition پیدا ہوگا جس سے ہمارے تعلیمی معیار پر اچھا خاصا اثر پڑے گا۔

اسکے بعد جس طرح آئندہ پانچ سال تک نئے کالج نہ کھولے گئے نئے پرائمری سکول نہ کھولے گئے ان کے جتنے فنڈز بچیں گے وہ موجودہ پرائمری سکول جتنے buildingless ہیں ان کو ہر سال 20 فیصد کے حساب سے عمارت اور فرنیچر بنانے کیلئے دیا جائے۔ اس طریقے سے ہمیں اچھی خاصی کامیابی حاصل ہوگی۔

اسکے بعد پرائمری سکولوں کو مڈل۔ہائی اور کالجز سے بالکل علیحدہ کردیا جائے۔ پرائمری تعلیم کا وزیر بھی علیحدہ۔سیکرٹری بھی علیحدہ ہونا چاہئے اسکا بجٹ بھی علیحدہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت ہمارا بجٹ 50 فیصد کالج اور یونیورسٹی پر خرچ

ہوتا ہے اور اس 50 فیصدی میں سے باقی پرائمری تعلیم پر خرچ ہوتا ہے اور ۸0 فیصد حصہ صرف نان ڈویلپمنٹ پر لگتا ہے تنخواہوں پر لگتا ہے اس لئے پرائمری تعلیم آگے نہیں جاسکتی ۔ اگر پرائمری سیکشن بالکل علیحدہ ہوتو اس پر خاطر خواہ توجہ دی جائے گی دوسرے میں نے عرض کی ہے اس طرح فنڈز بچیں گے اور موجودہ شرح خواندگی بڑھ سکے گی۔

اسکے بعد موجودہ تعلیم بالغان کے سنٹر ہیں ۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے یہ پیسے کا زیاں ہے اور اس سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہورہا لیکن میں اسکی افادیت تسلیم کرتا ہوں کہ تعلیم بالغان کے سنٹر موجود رہیں اور انکو محکمہ تعلیم سے منسلک کردیا جائے ۔ اگر یہ میری تجویز قبول کر لی جائے کہ پرائمری شعبہ علیحدہ ہو جائے تو اس میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا ۔

اس کے بعد ہر فیکٹری ، ہر مل اور ہر بڑے کاروباری ادارے پر یہ پابندی لگا دی جائے کہ وہ اپنے اخراجات پر اپنے اپنے علاقے میں پرائمری سکول کھولیں ۔ ہر پڑھا لکھا شخص جب ملازمت کے لیے جاتا ہے اس کے میرٹس کے نمبر دیکھے جاتے ہیں کہ اس نے سوشل activity میں کیا حصہ لیا ہے ، سوشل سروسز کیا کی ہیں تو اس کی میرٹ میں یہ اضافی نمبر بھی ملنے چاہئیں کہ اس نے کتنے لوگوں کو خواندہ کیا ہے ۔ اگر کوئی شخص خود بخود اپنی زمین یا مکان پرائمری تعلیم کے لئے محکمہ تعلیم کے نام منتقل کر دیتا ہے تو وہاں عملہ بھیجنے میں حکومت کو حوصلہ افزائی کرنی چاہیے ۔ اس کے بعد پرائمری تعلیم سے اوپر کی حد تک میں عرض کروں گا کہ آئندہ پرائمری سکولوں کی تعداد اگر بڑھے تو چھٹی جماعت کا اجراءاسی سکول میں ہونا چاہیے ۔ انٹر کالج کھولنے کا سلسلہ بالکل بند کیا جائے ۔ اگر آئندہ کالج کھولے جائیں تو ہائی سکولوں میں ہی گیارھویں اور بارھویں کلاس کا اجراء کیا جائے ۔ باقی ڈگری کالج علیحدہ ہونا چاہیے ۔

جناب چیئرمین — کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ پرائمری چھٹی جماعت تک ہونی چاہیے ؟

سردار فضل احمد خان لنگاہ — چھٹی تک ۔ اس پرائمری سکول میں ایک کلاس کا اضافہ کر دیا جائے ۔ پھر مڈل میں ساتویں اور آٹھویں ہو ۔ گیارھویں اور بارھویں اسی ہائی سکول میں کھولی جائیں ۔ اس میں تھوڑا سا اضافہ ہوگا ، دو چار کمرے بنیں گے اور تقریباً اسی عملے سے اس کا کام چل جائے گا ۔ پرائیویٹ سکولوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کو باقاعدہ ریگولارائز کیا جائے جیسا کہ 1978ء کی nationalization پالیسی میں وضاحت کی گئی ہے اور اس کے باقاعدہ رولز بنائے جائیں تاکہ فیس ایک جیسی ہو ۔

جناب چیئرمین—اچھی بات ہے لنگا صاحب آپ کا شکریہ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ—میں دو منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین—ٹھیک ہے دو منٹ کا معاہدہ ہے۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ—اس کے بعد ہے بامقصد تعلیم۔ پرائمری سے اعلیٰ تعلیم تک نظریاتی سائنسی پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی جائے چوتھی جماعت تک کا نصاب اس طرح ہونا چاہیے کہ طلبہ کے دماغ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور کوشش کی جائے کہ چوتھی جماعت تک بچے کو اس کی اپنی زبان میں ہی پڑھایا جائے کیونکہ بچے انگریزی یا دوسری زبانوں کو بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ پانچویں سے دسویں تک مذہبی سائنسی اور ٹیکنیکل تعلیم ہونی چاہیے۔ میٹرک کے بعد کا طریقہ ایسا ہونا چاہیے کہ نظریاتی سائنسی ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ علیحدہ علیحدہ کلاسیں ہونی چاہییں اور ہر آدمی جو راہ چاہے وہی اختیار کر سکتا ہے۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کرتا اور راستے میں ہی ڈراپ ہو جاتا ہے تو وہ معاشرے کا ایک بے کار رکن ثابت ہوتا ہے اور وہ frustration پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد اخلاقیات کا پہلو پرائمری سے اعلیٰ تعلیم تک جاری رکھا جائے۔ کوشش کی جائے کہ تعلیمی ادارے سیاست میں ملوث نہ ہونے پائیں۔ میں آخر میں خاص طور پر یہ عرض کروں گا کہ تھرڈ ڈویژن کی پوزیشن کو ختم کیا جائے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا یا اس کا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ تھرڈ ڈویژن بھی frustration

نہ پیدا کر سکیں اور نظام امتحان میں کوئی واضح تبدیلی فرمائی جائے تاکہ taleuted غریب آدمی کو آگے سیٹ پر انے کا موقع ملے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ پیسے یا کسی دوسرے طریقے سے uutaleuted آدمی سیٹ لے جاتا ہے اور taleuted آدمی رہ جاتا ہے۔

جناب چیئرمین — ہارون صاحب۔

چوہدری ہارون الرشید تبسم — (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران، پنجاب)

جناب والا۔ میں پانچ منٹ کے پانچ مبارک ہندسے کو قائم رکھنے کی کوشش کروں گا۔

جناب والا میں دور دراز کے دیہات کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پاکستان کے معرض وجود میں انے سے قبل ایک قانون بنا تھا کہ چیچک کا ٹیکہ لگوانا لازمی ہے جسکی وجہ سے چیچک کا انسداد ہو گیاتھا۔اسطرح دیہاتوں میں پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دے دیاجائے۔ اس پر عمل بھی ہو گا اور ثواب بھی حاصل ہوگا۔ یہ سختی نہیں بلکہ عبادت اور دیہاتی لوگوں کی فلاح ہوگی۔ اسکے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ ہمارے دیہاتی مواضعات میں سے پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں وہ بڑی اچھی طرح اخبار پڑھ سکتے ہیں۔ مجھے دیہات میں جانے کا شوق ہے جب کبھی میں دیہاتوں میں جاتا ہوں مجھے دیکھکر بچے اکٹھے ہو جاتے ہیں کہ آپ کوئی اخبار لائے ہیں۔ انہیں شوق ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بچہ اخبار پڑھ لے اس کا دماغ اور سوچنے کا انداز کچھ اور ہو جاتا ہے۔ اسلیے میں یہ تجویز کروں گا کہ دیہات میں پرائمری تک تعلیم کو لازمی قرار دیاجائے۔ ٹھیک ہے جناب۔ آپ خوش ہوئے ہیں میں نے اسلئے سمجھا ہے کہ آپ میری تائید کر رہے ہیں۔ پہلی دوسری تجویز دیہات میں لیڈی ٹیچر کے متعلق تھی۔ ہم نے اس کا ایک نتیجہ نکالا ہے۔ جو بھی لیڈی ٹیچر ہو اسکی سکول میں تعیناتی کے لئے نزدیک ترین سکول کو اولیت دی جائے۔ بجائے دور دراز تعیناتی کے اس دیہات کی یا اس سے ملحقہ دیہات کی یا نزدیک لیڈی ٹیچر لگائی جائیں۔ وہ آسانی سے آجا سکتی ہیں اور حاضر بھی رہ سکتی ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم نے تجربے کے طور پر دیکھا ہے کہ یہ جو آپ دیہاتی سڑکیں تیار کر رہے ہیں

میں یہ حقیقتاً کہتا ہوں اس سے نہ صرف زرعی معیشت میں بلکہ تعلیم میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ۔ سڑکوں کو دیکھا ہے کہ سائیکلوں پر بچے آ جا رہے ہیں' کتابیں باندھی ہوئی ہیں' ماسٹر دیہات میں پڑھانے کے لئے جا رہے ہیں اور بچے شہروں میں پڑھنے کے لئے آرہے ہیں۔ یہ محض ایگریکلچرل روڈز نہیں' یہ تعلیمی سڑکیں بھی کہلانے لگی ہیں ۔ تعلیم کے متعلق میری چوتھی گزارش ہے ۔ کہ وزیر تعلیم صاحب نے نہایت محنت کے ساتھ رپورٹ بنائی ' وہ رپورٹ ہمارے ضمیر اور ہمارے دلوں کا نچوڑ تھی ۔ میں ایک اور گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ جو سکولوں اور کالجوں میں شور پڑھتے ہیں ' جس سے ہمارے بچوں کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہے اس کے لئے ایک بڑی اعلیٰ تجویز ہے جو استعمال نہیں کی جاتی ۔ جب کسی سکول یا کالج میں بچے اس قسم کی حرکات کریں یا شور کریں تو ہمیں والدین کو بلوانا چاہئے بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ باتیں کریں ' یا سختی کریں یا ان کی باتیں سنیں ۔ ان کے والدین کو بلوانا چاہئے ۔ ہم والدین کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ ہم غریبی میں بھاری اخراجات اور فیسیں ادا کریں اور ہمارے بچے تعلیمی اداروں میں جا کر اس غنڈہ گردی میں شامل ہوں ۔ اکثر جگہ میں نے یہ بتایا ہے اور یہ تجربہ اچھا ثابت ہوا ہے ہر کالج میں والدین کی لسٹ ہوتی ہے ۔ کوئی بھی ایسی بات ہو تو پرنسپل صاحب ہیڈماسٹر صاحب فوراً والدین کو اطلاع دیں والد آئے گا تو سب سے پہلے اسکے متعلق بڑا ایکشن لے گا ۔

جناب چیئرمین ۔ بیگم صاحبہ آپ کچھ فرمائیں گی ؟

بیگم ممتاز بو کرامت ۔ (رکن پاکستان ہلال احمر) ۔ میں ایک تجویز پیش کرتی ہوں کہ پرائمری تعلیم کو ضرور لازمی رائج العمل کرنا چاہئے ۔ اس کے بغیر ہم کبھی آگے نہیں بڑھیں گے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ چائلڈ لیبر پر اگر آپ توجہ دیں اور اس کو روک سکیں تو یہ بہت ہی موزوں ہو گا ۔ اس کے لئے کم از کم بارہ یا اگر ہو سکے تو چودہ سال تک کی عمر مقرر کرنی چاہئے ۔

پھر یہ بچے پڑھنے ضرور جائیں گے ۔ ٹیچر کا جو کردار ہے میں معافی چاہتی ہوں ان میں dedication بالکل نہیں ہے ۔ اور بعض اوقات یہ ڈھرنہ ٹرینڈ

بھی نہیں ہوتیں ۔ یہ کس طرح رکھی جاتی ہیں مجھے پتا نہیں ۔ مگر اس کا بھی خیال کرنا چاہیے کہ ٹیچر وہ رکھی جائے جسے سکھانے کا شوق ہو ورنہ بے کار بات ہے ۔ ایڈمشن پر میں یہ کہوں گی کہ ماں باپ چاہتے ہیں کہ بچے پڑھیں ۔ مگر ایک تکلیف ضرور ہوتی ہے کہ انہیں داخلہ نہیں ملتا ۔ اس کی بھی کچھ سہولتیں ڈھونڈنی پڑیں گی کہ اگر ایک سکول میں بچے نہیں جاسکتے تو نزدیک اور کوئی سکول ہو جہاں انہیں داخلہ مل جائے ۔ فیس کے متعلق عرض ہے کہ فیس ضرور رکھنی چاہیے ۔ جب ماں باپ کچھ پیسے دیں گے تو پھر وہ بچے کو پڑھنے کے لئے ضرور بھجوائیں گے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب ہم مفت دوائیاں دیتے ہیں تو بالکل پانی میں بہہ جاتی ہیں ۔ لیکن اگر اس کے تھوڑے سے پیسے لیتے ہیں بہت کم فیس تو وہ ضرور استعمال کی جاتی ہیں ۔ اسی طرح میں سکول فیس کے بارے میں کہوں گی کہ تھوڑی بہت سکول فیس رکھنی چاہیئے ۔

دوسری بات میں کہوں گی کہ جو دیہات کے سکول ہیں ان کے متعلق ابھی ایک معزز رکن نے فرمایا کہ ٹیچرز کو وہیں سے رکھنا چاہیے جس گاؤں سے وہ تعلق رکھتے ہوں ۔ کیونکہ اس میں رہائش کی آسانی ہوتی ہے لیکن اگر دور سے آنا ہو جیسے لاہور سے آنا جانا ۔ چھٹیاں لینا تو اس طرح سے پڑھائی میں بہت نقص پہنچتا ہے ۔ ایک اور بات میں جو بتاؤں گی آپ کے جو میڈیکل کالجز ہیں یہاں لڑکوں کو 670 نمبروں پر داخلہ ملتا ہے اور لڑکی کے داخلے کے لئے 696 نمبر تک داخلہ نہیں ملتا ۔ اسلئے یہ تمام باتیں اگر ہم سوچ سمجھ کر کریں تو مجھے یقین ہے کہ تعلیم ضرور بڑھیگی ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ کریڈٹ تو لڑکیوں کو جاتا ہے ۔ یہ تو بہت ہائی نمبر ہیں ۔

بیگم ممتاز یو کرامت ۔ وہ کوشش تو بہت کرتی ہیں لیکن بعض اوقات وہ داخلہ نہیں لے سکتیں ۔

جناب چیئرمین ۔ لڑکیوں کے نمبر بہت ہائی ہیں ۔

بیگم ممتاز یو کرامت ۔ بعض بچیاں داخلہ نہیں لے سکتیں ان کو بھی چانس ملنا چاہیے ۔

Mr. Chairman: What she Means is that there should be an open competition.

بیگم ممتاز بو۔ کراست۔ نہیں نہیں۔ وہ حاصل تو کرتی ہیں۔ لیکن ہر ایک تو اتنے high نمبر نہیں کرتی بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جو حاصل نہیں کرتیں ان کو بھی تو چانس ملنا چاہئے۔

جناب حاجی مقصود احمد بٹ۔(صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ لاہور)جناب والا آج کی بحث کا موضوع بہت اہم ہے تعلیم کے محکمہ پر ملک کے دفاع کے بعد کروڑوں روپے خرچ ہو رہا ہے۔ جیسا کہ وزیر تعلیم صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔ جہاں سکول ہیں وہاں بچے نہیں ہیں۔ جہاں بچے ہیں وہاں سکول نہیں ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ باغبانپورہ میں ایک حاطم ہائی سکول ہے جس میں صرف 35 بچے ہیں اور استاد وافر تعداد میں موجود ہیں۔ پھر اس طرح ایک مسلم ہائی سکول گھوڑے شاہ ہے جہاں 90 بچے ہیں اور اساتذہ کی تعداد زیادہ ہے۔ اسطرح پچھلے دنوں شاہ عالم مارکیٹ میں پاک سٹینڈرڈ ہائی سکول کو دوسرے سکول کی عمارت میں منتقل کیا گیا ہے جس میں تقریبا چار سو بچے زیر تعلیم ہیں۔ کیا یہ سکول دوسرے سکول میں مدغم نہیں ہو سکتے۔ اس میں ایک تو جہاں استاد کم ہیں وہاں بہتر صورت پیدا ہو جائے گی اور بچے صحیح طرح سے تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ اس طرح دوسرے بہت سے سکولوں میں میرا جانا ہوا ہے۔ میرا واسطہ انجمن تاجران لاہور سے ہے ابھی رنگ محل ہائی سکول کے بارے میں کہا گیا تھا اس سکول کی تعمیر و مرمت ہم نے شروع کرائی تقریبا 40 ہزار روپے لگانے کے بعد عدالتی رکاوٹ ہو گئی جسکی وجہ سے کام بند ہو گیا اگر آج بھی ہمیں وہاں جگہ خالی مل جائے ہم سکول تعمیر کرنے کے لئے تیار ہیں اس بنیاد پر ہم نے لاہور کے بہت سے سکول تعمیر و مرمت کرائے ہیں جس میں مصری شاہ ہائی سکول لاہور قابل ذکر ہے وہاں بہت سے معزز ہستیاں جا چکی ہیں۔ وہ کبھی چھوٹا ہائی سکول کہلاتا تھا آج اپنی مدد آپ کے تحت بہترین سکول بن چکا ہے۔ وہاں

تاجران بیشمار امداد دیتے ہیں ۔ اگر اس نقش قدم پر دوسرے ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی چلیں تو تاجران ان کے لئے بھی حاضر ہیں ۔ اور مالی امداد کے لئے ہر وقت تیار ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ جسطرح تھانیدار کسی ڈاکو کو گولی مار دیتا ہے تو اسکو فوراً محکمہ کی طرف سے ترقی دی جاتی ہے ۔ کیا محکمہ کی طرف سے اس استاد کو جو سینکڑوں بچوں کی اصلاح کرتا ہے ترقی نہیں مل سکتی ۔ اسکے لئے چند تعریفی کلمات بھی نہیں کہے جاتے ان باتوں کی وجہ سے بعض جگہ اچھا کام نہیں ہوا میری گزارش ہے کہ جہاں ہم تاجران بڑھ چڑھ کر تعاون کر رہے ہیں حکومت کو بھی چاہئے کہ ان کی دیکھ بھال کرے ۔ محکمہ کے افسران وہاں اب جاتے ہی نہیں اس سے پہلے جب وہاں آنا جانا ہوتا تھا دیکھ بھال ہوتی تھی اب وہاں کوئی افسر نہیں جاتا کسی سکول یا کالج میں کوئی دیکھ بھال نہیں ہو رہی ہے میری ایک چھوٹی سی رائے ہے کہ سکول میں نارمل فیس لگا دی جائے تو عوام کو کوئی اعتراض نہ ہو گا اور حکومت کا بوجھ بھی کسی حد تک کم ہو جائیگا گورنمنٹ ہائی سکول اور قومیائے گئے سکولوں کا آپس میں مقابلہ کرایا جائے تو میرے خیال میں اس سے بہتر نتائج برآمد ہوں گے

میاں محمد منیر سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور جناب چیئرمین تعلیم کی بات ہو رہی ہے لاہور میں ایک چیز عجیب و غریب دیکھنے میں آئی ہے ہر تین ماہ بعد ایک اردو سکول انگلش میڈیم ہو جاتا ہے اور انگلش میڈیم اردو میڈیم ہو جاتا ہے جس کے ثبوت میں اگر آپ چاہیں تو 2/3 سکولوں کی مثالیں دے سکتا ہوں کورس کی تبدیلی عجیب و غریب طریقے سے ہو رہی ہے جب کزنل صاحب سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ اوپر سے پالیسی مسلط ہوئی ہے اب اگر انگلش میڈیم کورس ہے تو اگلا کورس اردو میڈیم ہو گا ۔ یہ سب تین مہینوں کے بعد ہوتا ہے ۔ والدین کو سارا کا سارا کورس ہر تین ماہ کے بعد نیا لے کر دینا پڑتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب میں تعلیم کا مقصد نہیں ہو رہی ہے ملک کا بجٹ بائیس ارب روپے ہے اور (22 ارب روپیہ) وہ مزدور جو اپنا خون پسینہ نکال کر باہر سے لاتے

ہیں آخر وہ کون سا طبقہ ہے وہ لوہار ہیں ۔ وہ ترکھان ہیں ۔ بجلی والے ہیں ۔ اور دیگر کاریگر حضرات ہیں یہاں دیہاتوں میں جب تعلیم کی بات ہوتی ہے تو ان کی نظر میں پٹواری ہیں تحصیل دار ہے ۔ قانون گو ہیں کلرک ہیں ۔ مجسٹریٹ ہیں ۔ اس قسم کے طبقات ہیں لیکن تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو فنی ماہرین پیدا کرے ۔ جس ملک میں ٹیکنیشن پیدا ہوئے ہیں انہوں نے جاپان بنایا ہے ۔ جس ملک میں غلامی دور میں بابو پیدا ہوئے ہیں انہوں نے پاکستان بنایا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ تعلیم با مقصد ہونی چاہئے ۔ بے مقصد تعلیم دینا بچے کو بیکار کرنے کے مترادف ہے ۔ میں نے 25/26 سالہ ملازمت کے دور میں چھوٹے طبقے کے سپروائزر کی حیثیت سے بھی فرائض سرانجام دیئے ہیں میرا ایمان ہے کہ آدھ پڑھا لکھا آدمی جو اخبار پڑھ سکتا اور خط لکھ سکتا ہو وہ اچھا مزدور نہیں ہو سکتا وہ کبھی مزدوری نہیں کر سکتا اور نہ ہی ٹوکری اٹھائے گا ۔ وہ تو صرف ہال بنائے گا سینما دیکھے گا ٹی وی پر خبریں سنے گا ۔ وہ صرف معاشرے پر بوجھ بن کر رہ جائے گا نہ وہ کاریگر بنے گا اور نہ اچھا فکسر بنے گا کیوں کہ بابو بننے کے لئے اس کے پاس وسائل نہیں ہوں گے اس لئے وہ بابو بھی نہیں بن سکے گا ۔ میرا مقصد ہے کہ تعلیم با مقصد ہونی چاہئے مثال کے طور پر انگلینڈ میں ہر بچہ بنیادی تعلیم مکمل کرکے جب باہر نکلتا ہے یا تو وہ بہترین الیکٹریشن ہوتا ہے یا بہترین فٹر ہوتا ہے یا بہترین فکسر ہوتا ہے یا بہترین ویلڈر ہوتا ہے ۔ بہترین کاریگر ہوتا ہے اس کے علاوہ تعلیم بھی اس کے پاس ہوتی ہے ۔ یہاں جب انگریز نے ریلوے انسٹیٹیوٹ کھولا تھا ہمیں تو اب پولی ٹیکنیک کھولنے کا شوق پیدا ہوا ہے مگر ریلوے سکول جب کھولا گیا میرے والد صاحب اس سکول میں پڑھتے تھے انہوں نے بتایا کہ انہوں نے پرائمری سکول سے بجلی کا کام وائنڈنگ کا کام لوہار کا کام ترکھان کا کام سیکھنا شروع کر دیا تھا ۔ ریلوے نے اپنی ضروریات اس وقت اس تعلیمی ادارے سے پوری کیں مگر جس وقت ان کو پروگرام کے تحت اس سکول کو چھوڑنا تھا تو انہوں نے ایک کلریکل طبقہ پیدا کرنے کا طریقہ پیدا کیا اور نتیجہ کے طور پر تعلیمی نظام برباد ہو کر رہ گیا ۔

میں جناب کی خدمت میں عرض کروں کہ اس وقت تیسری جماعت میں آٹھ مضامین پڑھائے جا رہے ہیں - بچے تعلیم سے متنفر ہو رہے ہیں - جس وقت بچے کے سامنے سکول کا نام لیا جاتا ہے اور اس کو گدھے کا بوجھ لادنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ روتا ہے تیسری جماعت کا بچہ آٹھ مضامین پڑھ رہا ہے یہ کس طرح ممکن ہے - مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ تعلیم کے شعبہ میں اس ملک میں کیا سازش ہو رہی ہے - تو میری بنیادی گذارش ہے کہ تعلیم با مقصد دی جائے - بامقصد تعلیم یہ نہیں کہ بڑے آدمی کے بیٹے نے ضرور سی ایس پی بننا ہے - اس لئے اس کے لئے چیف کالج کی تعلیم کا معیار ہونا چاہیے - غریب آدمی کے بچے نے کھیتی باڑی کرنی ہے اس لئے اس کو اخبار تک محدود رکھا جائے یہ تعلیمی ناانصافی ہے غیر اسلامی ہے - غیر اسلامی معاشرے کی نشاندھی ہے اس لئے میں التجا کرونگا کہ تعلیم کا معیار مساوی ہونا چاہیے دیہات کے لئے شہر کے لئے - امراء کے بچوں کے لئے غربا کے بچوں کے لئے - غرض کہ سب پاکستانی کے بچوں کے لئے اور سب پنجابی بچوں کے لئے مساوی قسم کا تعلیمی معیار ہونا چاہیے اور تعلیم کا معیار بامقصد ہونا چاہیے - جناب والا - چیف کالج اور میرے علاقے بھائی کا سکول ان دونوں کا مقابلہ کریں کہ میرے بھائی سکول میں ٹاٹ بھی موجود نہ ہو اور چیف کالج میں گھوڑا سواری کے لئے تین ہزار روپے کا ملازم رکھا ہوا ہو - یہ تعلیم نہیں ہو رہی بلکہ یہ تعلیمی ناہمواری ہے غیر مساوی تعلیمی پالیسی کی وجہ سے اس ملک میں تعلیم کے شعبہ میں نفرت اور برائیاں جنم لے رہی ہیں - تو میں جناب والا سے درخواست کروں گا کہ چونکہ قوم کو بنانے میں تعلیم کی بڑی اہمیت ہے اس لئے آپ بطور گورنر پنجاب تعلیم کے معیار کو مساوی کریں - تعلیم میں یہ تفاوت کہ تعلیم کے سلسلے میں دیہات میں یہ ہوگا چیف کالج میں یہ ہوگا - فلاں جگہ یہ ہوگا - فلاں جگہ یہ ہوگا نہایت غیر مناسب ہے - برائے مہربانی اس کو ختم کیا جائے اب میری آخری تجویز ہے جو کہ میرے پہلے فاضل دوست نے بھی دی ہے - میں اس Suggest کرتا ہوں کہ آپ ہر ڈیپارٹمنٹ سے ایجوکیشن ٹیکس لیتے ہیں - مثال کے طور پر واپڈا شاید 180 روپے فی ملازم دیتا ہے - ریلوے

بھی شاید اسی طرح دیتی ہے اور دیگر انڈسٹریلسٹ کچھ ٹیکس دیتے ہیں
- - - -

آوازیں - Education Cess

میاں محمد منیر - ٹیکس یا Education Cess جو کچھ بھی ہے وہ ادا کیا جاتا ہے اور محکمہ تعلیم وصول کرتا ہے مثال کے طور پر ریلوے کے ملک بھر میں قریباً پونے دو لاکھ ایمپلائز ہیں - واپڈا میں بھی تقریباً اتنی تعداد ہے - پی ڈبلیو ڈی کے ملازمین بھی ہیں غرض کہ جتنے بھی محکمہ جات ہیں ان کے لئے اپنے ملازمین کی تعداد کے لحاظ سے کچھ ریشو ratio گورنمنٹ لیول پر مکس کر دی جائے مثلاً واپڈا جس کے لاہور میں اگر تیس ہزار ملازم ہیں تو تیس ہزار ملازمین کے لئے اسے ایک کالج ایک سکول اتنے پرائمری سکول کھولنے ہونگے اور وہ اپنے recources سے کھولے چاہیے cess دینا پڑے یا نہ دینا پڑے اس کا بندوبست کیا جائے اور نتیجے کے طور پر جتنی پرائیوٹ انڈسٹریز ہیں ان پر بھی یہ قانون لاگو کیا جائے - کہ وہ جتنے بھی ملازم رکھیں مثال کے طور پر سو سے زیادہ ملازم رکھتا ہے تو وہ سو فیملی کو فیڈ کر رہا ہے تو اس پر یہ لازمی ہو کہ وہ ان کی تعلیم کے لئے سکول کھولے - پرائمری سکول کھولے یا جو بھی مناسب ہو - دو چار دس انڈسٹریز اکٹھی کرکے ایک انڈسٹری ایریا میں ان کے لئے یہ قانون بنا دیا جائے - تو جب تک اس چیز کا پریکٹیکل a accept حل نہیں کیا جائے گا تعلیم کا یہ مشکلات سے بھرپور قصہ ختم نہیں ہوگا ایک بات بیگم صاحبہ نے اور میرے بھائی صاحب نے بھی فرمائی تھی کہ سکولوں میں کالجز میں مداخلتیں ہو رہی ہیں میں بڑے ادب سے عرض کرونگا کہ جناب اسمیں پولیٹکل پارٹیز ملوث ہیں تعلیمی اداروں میں سیاسی پارٹیاں مداخلت کر رہی ہیں وہ بچے جنہوں نے کل مجسٹریٹ بننا ہے جنہوں نے کل ڈاکٹر بننا ہے جنہوں نے کل انجینئر بننا ہے انکو غنڈہ بنایا جارہا ہے ان کے ہاتھوں میں ریوالور دیے جارہے ہیں - ان کو سٹین گنیں دی ہوئی ہیں انکو ہر طرح کا اسلحہ دیا ہوا ہے - یہ وہ بچے ہیں جنہوں نے ہماری آنے والی نسل کے رکھوالے بننا ہے ان کو تعلیمی اداروں میں ان bad political parties نے غنڈہ - اسلحہ باز اور لوفر (roguest scomdrals) بنا

ہوا ہے جس وقت دوسرا موضوع آئے گا تو آپکی خدمت میں جو کچھ مزدور طبقہ میں ہورہا ہے وہ عرض کرونگا - مگر خدا کے لئے آپ تعلیمی اداروں کو بچائیں - میں صوبہ سرحد کے گورنر صاحب کو سیلوٹ کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اچھا ایکشن لیا ہے کہ ساری یونیورسٹیوں میں اس قسم کا ban لگا دیا ہے وہاں گولیاں چلیں بچے شہید ہوئے - مارے گئے - وہ ہمارے بچے تھے پاکستان کے بچے تھے - اسمیں پولیٹکل پارٹیاں ملوث ہیں انہوں پولیٹکل ایکشن کرتے ہوئے یونیورسٹیاں بند کروائیں میں نے عرض کیا ہے کہ میں پھر کسی موقع پر مزدوروں کے سلسلے میں بات کرونگا کہ پولیٹکل پارٹیاں کیا کر رہی ہیں تعلیم کی چونکہ بالخصوص بات ہو رہی ہے اسلئے مہربانی کرکے یونیورسٹیوں میں سکولوں میں پولیٹکل پارٹیوں کی مداخلت اور انکے بغل بچوں کو خدا کے لئے ختم کریں - ورنہ یہ تعلیمی نظام برباد ہو رہا ہے اور برباد ہو جائے گا میں ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں - بہت بہت شکریہ -

جناب چیئرمین - مغل صاحب کیا خیال ہے ساڑھے گیارھے بجے تک چائے نہ پی جائے -

(اس مرحلہ پر چائے کے لئے آدھ گھنٹہ تک کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوگئی)

(چائے کے وقفے کے بعد جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) -

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) جناب والا میری ایک تحریک التوائے کار ہے کہ ایک معزز رکن اپنے جوش خطابت میں کچھ ایسی باتیں کہہ گئے ہیں جو اس وقت موجود نہیں ہیں -

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے - یہ اسوقت کرلیں کے جب معزز موصوف موجود ہوں گے -

شیخ غلام حسین - ٹھیک ہے جناب والا زیادہ مناسب یہی ہے کہ وہ خود بھی ہوں

جناب چیئرمین - تب تک کے لئے رک جائیے جب تک ہم مغل صاحب کو سن لیتے ہیں -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) عالی جاہ قومی سطح پر خواندگی کی شرح کو بہتر بنانے کے

لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تعلیم نسواں کو فروغ دیا جائے کیونکہ آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ عورتوں پر مشتمل ہے اس کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں بھی تعلیم کو پھیلایا جائے کیونکہ وہاں پر کافی سکوپ موجود ہے میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ارین سکولوں میں داخلہ نہیں مل رہا خصوصاً پرائمری کلاسز میں ۔ اس کے برعکس دیہاتوں میں حاضری بہت کم ہے دیہاتوں میں حاضری کم ہونے کی میرے خیال میں وجہ یہ ہے کہ دیہاتی لوگ تعلیم کو ذریعہ معاش سمجھ کر حاصل کرتے ہیں اور ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے کہ انکا بچہ کم از کم میٹرک تک پہنچ جائے تاکہ وہ اپنا روزگار تلاش کر سکے یا پھر فنی تعلیم حاصل کرے جس سے ان کی معاشی حالت بہتر ہوسکے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دیہاتوں میں خصوصاً لڑکیوں کے اسکولوں کی انتہائی کمی ہے جناب میری پانچ یونین کونسلیں ہیں اور ان پانچوں میں ایک بھی لڑکیوں کا ہائی سکول نہیں اور جہاں تک لڑکوں کے اسکولوں کا تعلق ہے ایک ایک مڈل اسکول ان پانچ یونین کونسلوں میں ہے اس مسئلے کا بھی کسی طرح حل تلاش کرنا ہو گا پھر پرائمری سطح پر تعلیم کا معیار کمزور ہونے کے باعث بھی والدین زیادہ دلچسپی نہیں لیتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بچوں کا وقت ضائع ہو رہا ہے تو اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اگر پرائمری تعلیم کے نصاب میں کچھ تھوڑا سا ردو بدل کیا جائے زیادہ مضامین نہ رکھے جائیں تو بہتر ہوگا ساتھ ہی سنگل ٹیچر اسکول کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے کئی دنوں تک اسکول بند پڑے رہتے ہیں خصوصاً گرلز پرائمری سکولوں کی حالت اس لحاظ سے بڑی خراب ہے ایسے پرائمری اسکولوں کو جیسے میرے اپنے علاقے میں سو سال سے ایک پرائمری اسکول ہے ان کو اپ گریڈ کرنے کا بھی خاطر خواہ انتظام ہونا چاہئیے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے فروغ جب تک Comonunity Participibeon نہیں ہوتی ہم اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل نہیں کر پائیں گے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عوام اس میں بھرپور تعاون کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں یہاں تک لوگ تیار ہیں کہ اگر ان کے اسکولز اپ گریڈ کر دیئے جائیں تو وہ اپنی گرہ سے عمارت بنا کر دینے کو تیار ہیں خواہ یہ لاکھوں روپے

مالیت کی ہو تو جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ اس بارے میں سوچ سمجھ کر سکیم بنائی جائے میں یہ کہوں گا کہ جو سکولز اپ گریڈ ہوتے ہیں ان میں لوگوں کی Contribution ہو اس کو اگر زمین کی قیمت شامل کرکے میچنگ گرانٹ کی صورت میں 50 فیصد کردیا جائے تو ہمارا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا ابھی لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اگر ان کو اجازت مل جائے تو وہ اپنے طور پر بھی اپنے مسائل حل کرلیں گے ۔

جناب والا تعلیم کو بہتر بنانے میں ایک چیز اور مانع ہے وہ ہے فیلڈ سٹاف کی کمی یا فیلڈ سٹاف کے پاس سہولتوں کا فقدان اگر سکولوں کی تعداد بڑھ رہی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ فیلڈ سٹاف کی تعداد بھی بڑھنی چاہئے ۔ اسکے ساتھ ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی ان کو ملے تاکہ وہ دور دراز علاقوں تک پہنچ سکیں ۔ کاغذوں کے اوپر یہ بات صحیح ہے ۔ کہ A.E.O. کو ہر تین مہینے میں سکول کو دیکھنا چاہئے مگر میرا خیال ہے وہ سارے سال میں ایک سکول بھی نہیں دیکھ سکتے ۔ اگر ٹرانسپورٹ کا انتظام تحصیل کی سطح پر ہو جائے تو صورت حال بہتر ہو جائے گی ۔ یہی میری گزارش تھی ۔

جناب چیئرمین ۔ کھر صاحب ۔

ملک غلام محمد مجتبےٰ غازی کھر (چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ) مقرر بول رہے ہیں ۔

جناب محمد واثق خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل ۔ اٹک) پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا محکمہ تعلیم نے میٹرک تھرڈ ڈویژن ان ٹرینڈ ٹیچرز پر پابندی لگائی ہوئی ہے ۔ ڈسٹرکٹ اٹک میں کئی لوگ ایسے ہیں جو ہمارے پاس آئے اور کہتے ہیں کہ ہمیں ماسٹر بھرتی کرادیں لیکن ان کی ڈویژن تھرڈ ہوتی ہے ان کو محکمہ تعلیم والے نہیں رکھتے اس لئے یہ پابندی اٹھانی چاہئے ۔

جناب چیئرمین ان ٹرینڈ ٹیچرز کی ۔

جناب محمد واثق خان ۔ استاد وہاں دوسرے مل نہیں رہے ۔ کئی سکولز ایسے ہیں جو بغیر استادوں کے پڑے ہوئے ہیں ۔

جناب عبدالکریم دریشک - (چیئرمین ، ضلع کونسل راجن پور) جناب والا راجن پور کے لئے میڈیکل کالج کی سیٹوں کا کوٹا مقرر کر دیا جائے ۔

جناب چیئرمین - اور کچھ کہنا ہے ۔

جناب عبدالکریم دریشک - بس جناب ۔

میاں عبدالغفور مطلوب - (چیئرمین میونسپل — کمیٹی راجن پور) جناب والا تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کو کوئی بھی نظر انداز نہیں کر سکتا اور موجودہ حکومت اس کی طرف خصوصی طور پر توجہ دے رہی ہے اسکے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ دسمبر 1981 میں راجن پور تحصیل میں انٹر گرلز کالج کی منظوری دی تھی انٹر گرلز کالج راجن پور میں قائم ہو چکا ہے لیکن اس کیلئے عمارت اس وقت تک نہیں ہے یہ عارضی طور پر گورنمنٹ ہائی سکول راجن پور کی عمارت کا ایک حصہ اسے دے دیا گیا ہے لیکن وہ عمارت بے حد بوسیدہ اور خراب ہے اس میں جو طالبات مقیم ہیں ان کی رہائش کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ۔ کیونکہ جو طالبات دیہاتوں یا دور دراز مقامات سے آتی ہیں وہ روزانہ واپس نہیں جاسکتیں یہ کہا جاتا ہے کہ ان کیلئے جو گرلز کالج منظور شدہ ہے اسکا کرایہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ اس کی مرمت کے لئے رقم دی جا سکے بہتر یہ نہیں کہ اس گرلز کالج کی مرمت کیلئے کچھ پیسے دے دیئے جائیں طالبات اور باہر سے جو لیکچرار آئیں گی ان کی رہائش کا انتظام ہو جائے گا

جناب چیئرمین — راجن پور کی آپ بات کرتے ہیں

میاں عبدالغفور مطلوب—میں راجن پور کے متعلق عرض کر رہا ہوں

جناب چیئرمین — Mr Chairman are we not giving special concession to rajanpur

سیکرٹری تعلیم - جناب والا عارضی طور پر اسکو پرائیویٹ بلڈنگ میں رکھا گیا ہے لیکن چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ہماری کوشش ہے کہ اس کالج کو بلڈنگ مہیا کی جائے

جناب چیئرمین — لیکن یہ نیا ضلع ہے صادق صاحب میں آپ سے عرض کروں گا کہ جتنے نئے اضلاع ہیں یا نئے ڈویژن ہیں ان کو ہر چیز میں ذرا سی priority دیں ۔

میاں عبدالغفور مطلوب — اگر 1983 میں اس کی مرمت کیلئے کچھ پیسے دے دیئے جائیں تو کم از کم جو باہر سے لیکچرار آئیں گی ان کی رہائش کا انتظام ہو جائیگا ورنہ باہر سے طالبات بھی وہاں نہیں آئیں گی اور نہ ہی لیکچرارز آئیں گی۔

جناب چیئرمین یہ آپ کریں۔

میاں عبدالغفور مطلوب — جناب والا دوسری چیز یہ ہے ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے ابھی تک کتابیں نہیں پہنچی بچوں کا نقصان ہو رہا ہے تعلیمی سال اسی طرح ختم ہو جائے گا اور اس سے ناقابل تلافی نقصان ہو گا

وزیر تعلیم — (چودھری عبدالغفور) معزز ممبران سے میری استدعا ہے کہ ہم نے آپکی مہربانی سے اور توجہ سے آج کے دن بحث کا اغاز کیا ہے محکمہ تعلیم پر جو جنرل پالیسی ہے ہمیں اسکے ڈھانچے کی نظام تعلیم کی نصاب کو جو مشکلات ہیں یا اسکی Implementation میں جو ہم مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر پا رہے ہیں اگر ممبران اپنی آج کی بحث کو اس حد تک محدود رکھیں تو مہربانی ہو گی جو آپ کے انفرادی مسائل ہیں کالج اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کے کل اور پرسوں دو دن اس کیلئے مختص کر دیئے گئے ہیں آج کے لئے ہم آپکے شکرگزار ہوں گے کہ matter policy کے متعلق بحث کی جائے کہ ایجوکیشن کو کس طریقے پر صحیح لائنوں پر چلایا جا سکے اس لئے جو مثبت انداز میں تجاویز ہوں گی ہم ان کا خیر مقدم کریں گے

جناب خاقان بابر — (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) جناب والا اگر بحث کا آغاز میں پہلے شروع کر دیتا تو بحث کا رخ اور ہوتا میں یہ چاہتا تھا کہ بحث کا رخ صحیح سمت میں ہو بلکہ جیسا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وزیر صاحب نے بیان کیا ہے اصل موضوع یہ نہیں ہے کہ انفرادی مسائل کی بات کی جائے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتماعی طور پر مسائل کو پیش کیا جائے

جناب چیئرمین — بابر صاحب اپ بہت experienced ہیں یہ تو آپ مانئے ہیں کل نیا ضلع بنا ہے یہ پہلی دفعہ بول رہے ہیں کوئی بات

نہیں منسٹر صاحب نے اس بحث کا تھوڑا سا رخ ٹھیک کر دیا ہے یہ ہمارے لئے لوگ ہیں بڑے سپیشل لوگ ہیں یہ پہلی دفعہ تو آئے ہیں یہ آپکو دیکھ کر و ن کر سیکھیں گے آپ تو بہت experienced ہیں چلیئے آپ سے شروع کرتے ہیں —

شیخ غلام حسین - (سٹور سیرنسپل کارپوریشن راولپنڈی) جناب والا میرے معاملہ کی اہمیت اس قدر ہے کہ کارروائی کو روک کر میری بات کو سنا جائے - بات یہ ہے کہ میرے فاضل رکن نے جوش خطابت میں کچھ ایسے جملے کہے ہیں جس سے ہماری دل آزاری ہوئی ہے -

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین — آپ تشریف رکھیں -

شیخ غلام حسین — جناب والا ان کا یہ ارشاد تھا کہ با مقصد تعلیم حاصل کرنے والوں نے جاپان بنایا ہے اور بےمقصد تعلیم اور غلامانہ ذہنیت رکھنے والوں نے پاکستان بنایا ہے -

(قطع کلامیاں)

میاں محمد منیر — جناب والا میرا مقصد یہ نہیں تھا -

شیخ غلام حسین — آپ میری بات سن لیں - ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ اگرچہ ہمارے پاس اس وقت بے مقصد تعلیم تھی مگر ہم نے پاکستان بنایا ہے لیکن بامقصد تعلیم والے اس وقت بھی اکھنڈ بھارت چاہتے تھے - وہ اس وقت بھی مادہ پرستی چاہتے تھے - اگر مادہ پرستی ہمارا مقصد ہوتا تو میں دعوے سے کہتا ہوں انگریز سے زیادہ آج تک اس ملک میں سستا کپڑا سستا اناج ہمیں نہیں مل سکا لیکن اس ملک کے رہنے والوں نے مادیت پر لعنت بھیجی اور بنیادی طور پر کہا کہ پاکستان ہمارا ہے ہمیں اپنے اس ملک میں وہ خطہ چاہئے جہاں ہم اپنے عقائد کی بنیاد پر اور مسلمان ہوتے ہوئے ہم یہاں اپنی اسلامی ریاست قائم کریں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی پاکستانی کا یہ شیوہ نہیں رہا (قطع کلامیاں) آپ سن لیں آپ جوش خطابت میں بہت کچھ باتیں کہہ گئے ہیں جو ہمارے جذبات کو مجروح کرتی ہیں - اس لئے میری درخواست

ہے ۔ کہ ایسے الفاظ واپس لئے جائیں اور کارروائی سے ان الفاظ کو حذف کیا جائے ۔ ہماری اس میں بہت توہین ہے ۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جن لوگوں نے یہ پاکستان بنایا ہے انہوں نے اپنی بیٹیوں اور ماؤں بہنوں کی قربانیاں دی ہیں ۔ ان کا مقصد ہرگز یہاں جاپان بنانا نہیں تھا ان کا مقصد یہاں اسلامی ریاست کا بنانا اور اس پر ہمیں فخر ہے کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ اس وقت کے بابو لوگ اور غلامانہ ذہنیت رکھنے والوں نے پاکستان بنایا غلط ہے ۔ وہ اس وقت بھی ہندوستان کے حمائیتی تھے اور آج بھی جب کوئی صورت حال ہوتی ہے وہ کھلے بندوں پھر اکھنڈ بھارت کا نعرہ لگاتے ہیں اس لئے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں —

میاں محمد منیر۔ جناب والا مجھے ایک منٹ کی اجازت دی جائے ۔ میں ہاوس کے ان جذبات کی قدر کرتا ہوں ۔ اگر میرے منہ سے کوئی ایسے الفاظ نکل گئے ہیں جن سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے یا ان الفاظ سے کہ پاکستان کلرکوں نے بنایا ہے تضحیک مقصد نہیں تھا میرا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان میں کلرک ذہنیت پیدا کی گئی پاکستان بنانے والوں کی نہیں ۔ پاکستان بننے کے بعد ہوئی پاکستان بنانے والوں نے ایسی کوئی چیز نہیں کی (قطع کلامیاں) میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب خاقان بابر — جناب والا موضوع یہ تھا کہ تعلیم جو ہے اس میں حکومت کو مشکلات درپیش ہیں ۔ عوام کو بھی مشکلات درپیش ہیں ۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے اور اس کا سد باب کیا ہے ۔ presntation سے جو کہ وزیر صاحب نے کی تھی میں یہی سمجھا تھا ۔ جناب والا پوزیشن یہ ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے لاہور کی بات کر لی جائے لمبی بات کروں گا تو وقت کم رہ جائے گا پوائنٹ بھی چھوٹ جائیں گے ۔ لاہور میں انجمن حمایت اسلام بہت سے سکولز چلاتی ہے اسی طرح سناتن دھرم والوں کے سکولز تھے ۔ ڈی اے وی کالج والوں کے سکولز تھے ایک سکول سینٹرل ماڈل سکول تھا جو حکومت کی طرف سے چلتا تھا ۔ باقی تمام تعلیمی ادارے سکول کی سطح پر اور کالجوں کی سطح پر تمام کے تمام پرائیویٹ انجمنیں چلاتی تھیں اور مقابلہ بھی ہوتا تھا سپورٹس میں بھی مقابلے ہوتے تھے تعلیم میں بھی مقابلے ہوتے

تھے اور داخلے کی بھی مجبوری نہیں ہوتی تھی اور بات آگے سے آگے بڑھتی گئی آپ نے بذات خود بڑی مہربانی کی نئے سرے سے اسلامیہ کالج کو renovate کیا جہاں کا میں طالبعلم ہوں یہ ایک پرائیویٹ ادارے کا کالج تھا اس کالج سے تحریک پاکستان نے جنم لیا تھا اور پاکستان کیلئے جتنا کام اسلامیہ کالج نے کیا کوئی اور اس سے زیادہ کلیم نہیں کر سکتا جناب والا ، اس طرح علیگڑھ کا حال تھا تو میں گزارش یہ کرنا چاہونگا اگر میں تفصیل میں چلا جاؤں تو میرا وقت پھر ضائع ہو جائے گا ۔ پچھلی حکومت نے مخصوص مقاصد کے تحت اندھا دھند تمام قومی اداروں کو اپنی ملکیت میں لے لیا وہ ڈکٹیٹر شپ کی طرف رجوع کر رہے تھے اور ہر ایک کو غلام بناتے تھے اس قومی مفاد کو بالکل بالائے طاق کرتے ہوئے سب کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتے تھے اور اس خاص نقطہ نظر سے انہوں نے تمام کے تمام تعلیمی ادارے قومیا لئے افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری حکومت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ ان کو ڈی—نیشنلائز کر دیا جائے اور دوسری طرف طلبہ اس کے خلاف باہر آتے ہیں انہوں نے ٹھیک کہا ہے کہ والدین سے پوچھیئے اور جناب برا نہ مانا جائے ہم نے بھی ماسٹر صاحبان دیکھے ہیں ہمیں بھی ماسٹر صاحبان پڑھاتے تھے میں مطمئن تھا ان کو پتہ تھا کہ اس کا حساب کمزور ہے سکول کا ماسٹر بغیر فیس لئے تین ، چار مہینے پڑھاتا رہا تاکہ کا رزلٹ اچھا ہو تو ماسٹروں کی بھی پدرانہ شفقت ہوتی تھی وہ کاروباری نہیں ہوتے تھے بیوروکریٹس نہیں ہوتے تھے آج چاہے پروفیسر ہو یا ماسٹر انہوں نے بیوروکریٹس کی اختیار کر لی ہوئی ہے اور وہاں پر سیاست ہو رہی ہے اسلئے کہ ان کی بیوروکریٹک پوزیشن قائم رہے تو وہ جو اساتذہ اور شاگرد کی notion تھیں وہ انہوں نے ختم کردی 1971ء سے 1977ء تک یہ ساری بات ہوئی ہے ہماری حکومت احتیاط سے کام کرتی ہے یہ گڑبڑ کریں گے ان بچوں کے والدین سے پوچھیئے ان کا اسمیں کوئی دخل نہیں رہ گیا بچے کیوں نکلتے ہیں استاد انہیں خود نکلنے دیتے ہیں اسلئے کہ ان میں ان کے اپنے ذاتی مفادات ہوتے ہیں تو جناب والا ۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ آپ کو اس وقت کے قومیائے گئے اداروں کو ڈی—نیشنلائز کرنا چاہیئے اور انجمن حمایت اسلام کو پھر اس طور پر کام کرنے دینا چاہیئے جسطرح پہلے

کیونکہ تھی اس طرح سے مثبت نتائج پیدا ہوسکتے ہیں ابتدا حکومت اور مرعوب کرنے کوالے لوگوں کو سڑکوں کے اوپر لے آتے ہیں یہ عوام کی ذمہ داری ہے یہ میڈیا کی ذمہ داری ہے یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے اس طرز عمل کو روکیں اور کہیں کہ تم اسمیں دخل نہ دو ۔ جناب والا کردار کا فقدان ہے جو مصیبت کا باعث بنا ہوا ہے قول و فعل کا تضاد ہے جو مشکل کا باعث بنا ہوا ہے آج میں لمبی بات نہیں کرونگا کیونکہ میرا نقطہ جو میں یہاں بیان کرنا چاہونگا وہ غرق ہو جائے گا۔ جناب والا ۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن کی بات چھوڑی ہے میں نے حضور سے اجازت مانگی تھی جب بات اٹک کی ہوئی تھی ۔ میں پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں میں پاکستان سے تعلق رکھتا ہوں میرا صرف لاہور سے تعلق نہیں ہے میرا سارے ملک سے تعلق ہے جب کوئی بات ہوتی ہے تو میں اس ملک کی بات کرنا پسند کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ جو ہیں یہ سارے کے سارے حکومت نے کھول رکھے ہیں ایک یا دو ہیں جو پرائیویٹ ادارے چلا رہے ہیں تو حکومت نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے یہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ آج ہمارے لئے غنڈہ گردی کی آماجگاہیں بن گئی ہیں اور وہاں پر گڑبڑ ہو رہی ہے ایک ڈی۔ایس۔پی۔ مر چکا ہے کئی افسر زخمی ہوچکے ہیں اور ان کے ذہن میں کیا ہے کوئی پروفیسر یہ سوچتا ہے کہ میں سینارٹی کی بنیاد پر ٹیکنیکل ایجوکیشن بورڈ کا چیئرمین بن جاوں کوئی کہتا ہے کہ میں سیکرٹری ایجوکیشن ہو جاوں انہوں نے اپنے دوست رکھے ہوئے ہیں اپنے ساتھی رکھے ہوئے ہیں ان سے وہ تخریبی کام لیتے ہیں دل کھول کر آپ اجازت دیجیئے اعلان کیجیئے کہ اٹک میں پانچ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کھولنے کی اجازت دی جاتی ہے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے لوگ موجود ہیں جو وہاں پر پانچ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کھول دیں گے ایسی کوئی بات نہیں ہے پرائیویٹ اداروں کی حوصلہ افزائی کیجائے اول تو اگر حکومت جرات کرکے ان کو ڈی ۔ نیشنلائز کر دے تو اسکے نتائج مثبت نکلیں گے اور اگر نہیں کرسکتی اور کچھ مجبوریاں ہیں تو پھر پرائیویٹ اداروں کی حوصلہ افزائی کیجیئے اس طریقہ سے ان کی حوصلہ افزائی کیجیے کہ مقابلہ ہو اور مقابلے میں آپ ان کہہ سکیں کہ تمہیں اتنی تنخواہیں دیتے ہیں تم اتنے پیسے لیتے ہو تمہارا یہ رزلٹ آیا ہے مقابلہ سامنے آجائے گا تو انہیں بھی اپنی حیثیت کا پتہ لگ جائے اسلئے کہ میں ا

اب انکے ہاتھ ہے اور تعلیمی اداروں میں گڑبڑ کی وجہ جناب والا - یہی ہے اسکو دور کئے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا -

دوسرے جناب والا - میں آپ سے گزارش کرونگا کہ جو لوئر سٹیج پر پرائمری اسکول ٹیچر ہوتا ہے وہ بہت غریب ہوتا ہے میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ پرائمری تعلیم کو دوسری تعلیم سے علیحدہ کر دینا چاہیے پرائمری ٹیچرز کی ایک تو تنخواہیں کم ہیں دوسرے اس کا سماج میں مقام کم ہے یہ بالکل درست بات ہے کہ لاہور والے ہم کو لاہوری ہی سمجھتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ ہمارا ابھی دیہات سے تعلق ہے تو مجھے یہ پتا ہے کہ سکول ٹیچر کی تنخواہ کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی مراعات کیا ہیں میں پرائمری کی بات کر رہا ہوں اوپر والے تو اور بھی بڑے طریقوں سے کماتے رہتے ہیں ڈیڑھ یا دو سو روپے کی ٹیوشن کے بغیر کوئی بچہ نہیں پڑھتا لاتو وہ اور بات ہے لیکن جناب والا - یہ دوسری تجویز ہوگی جو پ کا لوئر سٹاف پرائمری کا ہے جہاں آپ بلڈنگیں بنا رہے ہیں اپ نے تحاشہ خرچ کر رہے ہیں میں ذاتی طور پر اس بات کا معترف ہوں کہ آپ نے حقیقتاً اس سلسلے میں بڑا کام کیا ہے

جناب والا - پرائمری والوں کی تنخواہیں اور انکے سکیل ایسے ہیں کہ میں کیا بیان کروں اور بیان کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ ان کا دو یا تین نمبر سکیل رکھ کر نہ ان کا مزاج اچھا ہو سکتا ہے اور نہ ہی انکی نفسیات اچھی ہو سکتی ہے اور نہ وہ اچھے نتائج بر آمد کرسکتے ہیں۔

جناب والا - آخری پوائنٹ کے طور پر زیادہ وقت ضائع نہیں کرونگا مختصر بیان کرونگا کالج میں ایک ادارہ یونین ہے میں بھی اسلامیہ کالج یونین کا سیکرٹری رہا ہوں یونین ازم کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ مسلمہ اور بین الاقوامی اصول ہے خواہ لیبر کی یونین ہو یا کالج کی یونین ہو اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے جناب والا۔ عملا پوزیشن یہ ہے کہ سیاسی جماعتوں نے اپنی جماعتوں کے رضا کار طبقے کو طلبہ کا نام دیا ہوا ہے اور وہ انجمنیں بنی ہوئی ہیں جو یونین سے مختلف ہیں اور وہ سیاست ہو رہی ہے حکومت نے سیاست بند کی ہوئی ہے اور وہ ادارے بنے ہوئے ہیں اور میں نام لینا نہیں چاہتا کیونکہ آپ کو اسکا پتا

ہے جو ان سیاسی جماعتوں کا کام اس وقت کر رہے ہیں جبکہ سیاست پر پابندی ہے جناب یا تو سیاست کو کھول دیجیے پھر ہم بھی دیکھیں گے کہ یہ کیا کرتے ہیں اور ہم کیا کہتے ہیں ہمیں بھی کہنے کی اجازت ہوگی اگر سیاست پر پابندی رکھنا ہے تو پھر عملی سیاست تو ہو رہی ہے اس کو روکنے کیلئے لازمی ہے کہ جتنی انجمنیں طلبہ کی جماعتوں کے ہراول دستے کے طور پر کام کر رہی ہیں ان جماعتوں کو فوری طور پر بین کیا جانا چاہیئے قوم ساری کی ساری آپ ساتھ ہوگی وہ کیا کرتے ہیں وہ اساتذہ کو بلیک میل کرتے ہیں پروفیسروں کو بلیک میل کرتے ہیں وہ جلسازی بھی کرتے ہیں پاس بھی ہوتے ہیں یہ جو شکایت آرہی ہے کہ پرچوں میں گڑبڑ ہے یہ جناب بالکل درست ہے لیکن جناب ڈیکلیریشن آجائے تو اس میں وہ بات بھی اسکا حصہ ہے اگر ایک فیشن بن جائے جیسے آج سے سات برس پہلے شراب پینا فیشن تھا چوری کرنا ایک فیشن تھا بدتمیزی کرنا فیشن تھا قتل کرنا فیشن تھا آج یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں تو یہ ایک دور تھا جس دور میں یہ ساری گڑبڑ ہوئی تو اسکو سیاست میں جنابوالا آپ درست کر سکتے ہیں ایک یہ انجمنیں بند کیجیے یونین ازم کو اکیڈمک اور کلچرل مقاصد کیلئے استعمال کیا جانا چاہیئے جو آج سے پہلے بھی ہوتا تھا اور اب ساری دنیا میں ہوتا ہے۔

تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر خدا طاقت دے تو ڈی نیشنلائز کیجیئے چھٹیوں میں ڈی نیشنلائز کیجیے ان تین مہینوں میں مالکوں کے ہاتھوں میں دے دیجیئے پھر ہم دیکھیں گے کہ نتیجہ کیا برآمد ہوتا ہے گھبرانے کی بات نہیں ہے باہر بچوں کو نکال دیتے ہیں یہ ایک معیوب عیب ہے اساتذہ خود سامنے ہو کر آئیں جس میں ان کا مفاد ہو اس کیلئے جرات کر کے سامنے آنا چاہیئے اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ بچوں کو بازار میں لے آئیں میرا مفاد ہے تو مجھے سامنے آ کر بات کرنی چاہیئے پھر یہ غیر اخلاقی حرکت جو استادوں نے کی ہے اسکی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیئے اور میں بات کو ختم کرنے سے پہلے گزارش کروںگا کہ جب تک ڈی نیشنلائزیشن نہ ہو جب تک یہ جو ادارے بنے ہوئے ہیں اور جو طلبہ کی انجمنیں بنی ہوئی ہیں یہ ختم نہ ہوں اس وقت تک نہ تعلیمی ایجنڈا نکلے اور نہ ہی بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر گلشن خالق مرزا خاتون کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب گورنر و وزراء کرام اور معزز ارکان کونسل ۔یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ اگلے پانچ سالہ منصوبہ کی تیاری کے سلسلے میں قوم کو پہلی بار سوچ بچار میں شامل کیا گیا ہے اس طرح باہمی اعتماد کی جو فضا پیدا ہوئی ہے اس کے لئے میں مبارکباد دیتی ہوں ۔ اس وقت قوم ہر سطح پر اس مصروفیت میں شامل نظر آ رہی ہے کہ آئندہ ترقی کے پروگراموں پر سوچ بچار کرے اور اپنی رائے کا اظہار کرے ۔ میں اس حقیقت کی طرف بھی نہایت خوشی سے اشارہ کرنا چاہتی ہوں کہ عوام کی خواہشات اور ماہرین کی سوچ میں اتنی ہم آہنگی پائی گئی جو یقیناً ایک بہتر مستقبل کی ضامن ثابت ہو گی ۔ جناب والا تعلیم کا مسئلہ اتنا اہم اور اتنا سنگین ہے اور اتنی بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر یقیناً ہماری ملی و قومی زندگی کا دارو مدار ہے اور اس پر قومی نقطہ نگاہ سے جتنا بھی غور کیا جائے کم ہے ۔ تعلیم ہمارے لئے محض ایک سماجی و معاشی ضرورت ہی نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ بھی ہے سب جانتے ہیں کہ ہمارے دین کی بنیاد اقراء پر رکھی گئی ۔ ہمیں بتایا گیا کہ طالب علم ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے ہمیں ہدایت کی گئی کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے اور جیسا کہ ابھی وزیر تعلیم نے بھی اشارہ کیا ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت گویا کہ خدا کی شناخت کے لئے بھی علم ہی بہترین ذریعہ ہے ۔ جناب چیئرمین یہ اسلام کے علمی و تحقیقی مزاج کا ہی ایک فیضان تھا کہ دسویں صدی میں دنیا کا پہلا سائنسی انسائیکلو پیڈیا اخوان الصفا کے نام سے بغداد کے مسلمانوں نے مرتب کیا جو 32 جلدوں میں شائع ہوا اور ہمارے لئے آج بھی فخر کا باعث ہے لیکن جناب والا اس وقت اسلامی دنیا میں اور بالخصوص پاکستان میں تعلیمی اور اخلاقی پسماندگی کی جو صورت حال ہے وہ نہ صرف تشویشناک ہے بلکہ ایک نہایت زبردست خطرہ کی علامت ہے شرح خواندگی پر آپ نے غور کیا ۔ تعلیمی اداروں کے انحطاط پر غور کیا گویا جہالت کا ایک طوفان ہے یہ ہی exploision of ignorence اس میں کون سا سماجی نقاضی

یا خاص منصوبہ کتاب ہو سکتا ہے جہاں اتنا اندھیرا ہو وہاں نظریاتی استحکام کیسے پیدا ہو گا۔ یہ سوال ہمارے لئے نہایت اہم ہے اور پھر وہ جو کہتے ہیں unless you have a dream how can you have your dream be come true.

لیکن جناب ہم تو بد قسمتی سے خواب دیکھنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے پھر اسکی تعبیر کیسے سچی ہو۔

وہ ذوق شوق کہاں سے لائے کہ ہم تسخیر کائنات کی جدوجہد میں شامل ہو سکتے۔ پھر حال اللہ کا احسان ہے امید کی کرن ابھی موجود ہے۔ کہ تمام لوگوں میں احساس زیاں موجود ہے۔ اور علم کی طلب پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ کافی اداروں نے کوشش کی ہے کہ وہ اپنی سفارشات ہم تک پہنچائیں اور والدین نے بھی اس سلسلے میں ہم سے رجوع کیا ہے۔ کہ اس غور فکر میں انہیں بھی شامل کیا جائے اور میں سمجھتی ہوں یہ بہت نیک فال ہے۔ حکومت کی کوشش اس بارے میں قابل تحسین ہیں۔ بلکہ حالیہ اعلان اسلام آباد اس بات غماض ہے کہ پوری اسلامی دنیا کو اس چیلنج کا احساس ہے۔ اور مجلس قائمہ نے ایک اعلان میں مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ امت مسلمہ کی بیداری اور معاشرہ کی جدید سائنسی خطوط پر استواری کے لئے جدوجہد کریں۔ جناب والا اس اہم مرحلے پر خواندگی اور تعلیم کے مقاصد پر بھی غور کرنا بے حد ضروری ہے جیسے کہ ابھی ایک فاضل رکن نے اشارہ کیا ہے کہ بے مقصد معلیم تخریب کاری کی طرف لے جاتی ہے۔ جناب ہم ایک ایسی قوم ہیں جنکے اپنے عقائد ہیں اپنے نظریات ہیں ایک حتمی نظریہ زندگی ہے ایک واضح نصب العین ہے ہمیں لازماً اپنی نئی نسلوں کو اسی طور پر تیار کرنا ہے کہ وہ اس نصب العین کو اپنی قدروں کو اپنی تہذیب کو آگے بڑھائیں اور اسکے امین ثابت ہوں۔ اسکے لئے یہ امر بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ ہم ایک خصوصی نظام تعلیم رائج کریں۔ جو کہ باقی دنیا کے لئے بھی مثال بن سکے۔ ایسا نظام تعلیم جو طلبہ میں اپنے نظریہ حیات کی تفہیم و آگہی پیدا کرے زندگی کا مقصد مفہوم سامنے لائے۔ دنیا میں انسان کی حیثیت توحید رسالت اور آخرت کے مسائل ان پر واضح کئے جائیں اور انفرادی اور اجتماعی زندگی پر انکے اثرات اخلاقیات کے اسلامی اصول اور اسلامی ثقافت کی نوعیت اور مسلمان کا مشن اور اس کے تقاضے رفتہ رفتہ بتدریج اسکو ذہن نشین

کیا جائے حتی کہ ان کی شخصیت اس سانچے میں ڈھل جائیں انہیں باور کرایا جائے کہ وہ اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے اور انسانیت کی معراج کے لئے وہ دنیا کی تمام قوتوں اور تمام علوم کو کسطرح صحیح سمت میں استعمال کر سکتے ہیں کیا ہمارا موجودہ نظام اس پیمانے پر پورا اترتا ہے یہ یقیناً اسکا جواب نفی میں ہے ۔ جناب والا موجودہ نظام تعلیم جسے ہمارے لئے درآمد کیا گیا تھا وہ آزاد اور بے عقیدہ نظام تعلیم ہے اسکی بنیادی غلطی یہی ہے کہ وہ اجتماعی تصورات کسی علمی مذہب العین کے تصور سے خالی ہے آج اہل مغرب خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انکا نظام تعلیم بے شک طالب علم کو علم کے مختلف شعبوں کے بارے میں بہت دور تک لے جاتا ہے ۔ لیکن انکی زندگی مرکزیت کے احساس سے محروم رہ جاتی ہے اور وہ زندگی کے بنیادی حقیقی اور زندہ مسائل پر عبور نہیں رکھتے وہ انفرادی خول میں بند ہوکر ایسی تنہائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ کہ انہیں منشیات کے سہارے لینے پڑتے ہیں کیا ہم مستقبل میں کسی ایسے خطرہ کو مول لینے کے لئے تیار ہیں یقیناً یہ ہمارے لئے لمحہ فکر یہ ہے جناب چیئرمین اب میں چند ایک سفارشات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں (1) شعبہ تعلیم پر سرمایہ کاری کو بھی پیداواری سرمایہ کاری سمجھا جائے اور ہنگامی بنیادوں پر جیسے ابھی ایک library ess یا education کا ذکر ہورہا تھا تعلیمی میں سے اسکا دائرہ زیادہ پھیلایا جاسکتا ہے چونکہ یہ ایک ہنگامی مسئلہ ہے (2) یکساں ذریعہ تعلیم اور یکساں نصاب تعلیم کا مسئلہ بھی اس پنج سالہ میں حل کر لینا چاہئے کیونکہ طبقاتی کشمکش اس سے پیدا ہونا لازمی ہے ۔ جو قومی یکجہتی اور استحکام کے لئے خطرہ بن سکتی ہے (3) دینیات کو صرف ایک مضمون تک مخصوص کرکے دین و دنیا کی تفریق نہ کیجائے ۔ بلکہ اسلام کے بنیادی تصورات کے مطابق ہر مضمون کے نصاب کو ریوبو کیا جائے ۔ میرا مطلب ہے کہ شروع میں بسم اللہ اور آخر میں وماعلینا الا البلاغ کہنے سے سارے مضمون کا متن اسلامی نہیں ہوجاتا ۔ بلکہ مضمون کے ہر زیر و زبر پر غور کرنا ضروری ہے ۔ (4) تعلیمی اداروں کے ماحول اور اساتذہ کے کردار کو اسلام کی صحیح عکاسی کرنا چاہئے کیونکہ اسلامی نظام تعلیم کا مدعا

عمل کے بغیر ممکن نہیں - میری تجویز ہے کہ سال میں ایک بار یوم اساتذہ منایا جائے - اور استاد کے احترام کو اجاگر کیا جائے - اور اس کو اپنی ذمہ داریوں اور اپنے پیشے کے تقدس کا احساس دلایا جائے (5) والدین اور معاشرے کو ذرائع ابلاغ اور مقامی حکومتوں کے ذریعے سے یہ شعور دیا جائے کہ اوائل عمر سے ہی اسلام کے بنیادی تصورات کو بچے کے ذہن نشین کرانا کسقدر ضروری ہے بچے کو قرآن و حدیث اور اخلاقیات بنیادی فقہ اور عربی زبان کو پورے شوق و دلچسپی سے عملی مثالیں دے دے کر پڑھایا جائے تاکہ ہماری نسلیں درسگاہوں سے بہترین انسان بن کر باہر نکلیں۔ (6) شرح خواندگی کی خوفناک صورت حال سے باہر آنے کے لئے جنگی بنیادوں پر حکمت عملی کی تعمیر کی جائے اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے قوم کے ہر فرد کو شامل کیا جائے ریٹائرڈ اساتذہ کا فائدہ اٹھایا جائے جسطرح فوج میں ایکس سروس مین کو بلایا جاتا ہے اس طرح ریٹائرڈ اساتذہ کو بھی دعوت دی جائے اور انکی امداد لی جائے موجودہ اساتذہ اور طالب علموں کو چھٹیوں میں مراکز میں لایا جائے ان کو اہداف دئے جائیں اور چھٹیوں کے خاتمے پر ان کی ایکچوالجمنٹ کر کے حوصلہ افزائی کی جائے (7) تعلیم بالغان کے لئے زیادہ سے زیادہ سمعی و بصری آلات سے مدد لی جائے کسی عمر میں کوئی شخص لکھنا نہ بھی سیکھ سکے بلکہ صرف زندگی کا مفہوم جان جائے اور کچھ پڑھنا سیکھ جائے تو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تو مسئلہ حل ہو جائے گا

انسانیت کا شعور پیدا کر دینا ہمارا اصل مقصد ہونا چاہیے

اپنے اہل قلم و اہل دانش کی خصوصی پزیرائی کی جائے -

(8) جناب والا تاریخ پاکستان سے متعارف کرانے کے لئے کیٹیلاگ cata ogue تیار کروائی جائیں اس کے لئے میکسیکو کی مثال دی جا سکتی ہے کہ ایک دفعہ دیواری تصاویر murals بنوا لی جائے پھر ان کے replicas متعلقہ کونسلوں کو تقسیم کر دئے جائیں اور قومی دنوں میں نمایاں جگہوں پر انہیں آویزاں کیا جائے تاکہ اپنی تحریک ہے اپنی کوششوں سے اور اپنی struggle سے عوام تحریک پاکستان

ہے روشناس ہو سکیں (9) اس کے بعد میں کچھ فزیکل ایجوکیشن کے سلسلہ میں کہنا چاہتی ہوں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں جسمانی اور ذہنی صحت کا بہت بڑا دخل ہے کھیلوں کو قومی وسائل کے عین مطابق اور اسلامی حدود کے اندر زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے سرکاری سپورٹس بورڈ جو ضلع میں اور ہر تحصیل میں کام کر رہے ہیں ان کی کارکردگی پر نظر ثانی کی جائے انہیں یہ اختیار نہ دیا جائے کہ وہی کھیلیں آرگنائز کریں اور کثیر سرمایہ ان پر خرچ کریں جبکہ اعزازی انجمنیں بنا کر ان کے ذریعے کھیلوں کو ترویج دی جائے تمام انسٹی ٹیوشنز میں صحت کا صبح باقاعدہ پروگرام ہو جیسے پی ٹی کا کسی زمانے میں ہوتا تھا یہ نہیں کہ چند ٹیمیں تیار ہو گئیں اور اس سے محسوس ہو گیا کہ ہماری ساری قوم کی صحت درست ہو گئی خواتین کی کھیلوں کی سہولت کے لئے میں یہ خصوصی سفارش کرونگی کہ ان کے لئے خصوصی کوچنگ سینٹر اور ملٹی پرپز کمیونٹی سنٹر بحال تعمیر کئے جائیں اور اس سلسلے میں لیڈیز کلب کی عمارت کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ان کو سہولتیں دی جائیں سپورٹس بورڈ کے پاس فنڈز ہوتے ہیں وہ انہیں equipmen مہیا کریں۔ اور ان کی رہنمائی کریں اور آرگنائز کرنے میں مدد دیں۔ اسی ضمن میں ایک عام مشاہدہ اور سامنے آیا ہے کہ خواتین کے جب میچیز آرگنائز کئے جاتے ہیں وہ اگر باپردہ ہوں تو ان میں دو سو اڑھائی سو طالبات حصہ لیتی ہیں اور open کئے جاتے ہیں ان میں بیس پچیس سے زیادہ طالبات کی تعداد نہیں ہوتی اس لئے بھی یہ خیال رکھا جائے کہ خواتین کے لئے الگ کوچنگ سنٹر بنائے جائیں اور یہ حقیقت میں حوصلہ افزائی ہو گی۔ اس کے بعد last but not the least خواتین کا ایک دیرینہ مطالبہ پیش کرنے کی جسارت کرونگی جس کے لئے نہایت بے چینی کا عالم بھی اب نظر آنے لگا ہے وہ خواتین یونیورسٹی کا قیام ہے۔ پاکستان کی نصف آبادی کا یہ ایک اہم مطالبہ ہے اور یہ ان کا ایک جائز حق ہے کہ انہیں اعلیٰ اور خصوصی تعلیم کے لئے ایک علیحدہ جگہ مہیا کی جائے۔ ان کے لئے خصوصی درسگاہیں ہوں۔ خواتین کی جسمانی، جذباتی اور نفسیاتی ضروریات اور تغیر پزیر کیفیات کے پیش نظر سلیبس بنائے جائیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی اہتمام ہو اور سپیشل

ماحول مہیا کیا جائے کہ وہ پوری توجہ اور یکسوئی سے وقت کا فائدہ اٹھا سکیں اور قوم کی مستقبل کی صحیح معمار بن کر سامنے آ سکیں اور فخر نسوانیت بن کر معراج انسانی میں بھرپور کردار ادا کر سکیں ۔ اگر بظاہر نہایت آزاد خیال ممالک میں خواتین کی یونیورسٹیاں ہو سکتی ہیں تو میں اس بات کو سمجھ نہیں پائی کہ ہمارے لئے کیا امر مانع ہے ۔ ابھی ہم کوریا کے مطالعاتی دورے پر گئے وہاں پچاس میں سے اٹھارہ یونیورسٹیاں خواتین کے لئے وقف تھیں اور پچھلے بہت عرصے سے وہ کام کر رہی ہیں ۔ وہاں ایک خاتون سے جو انگلش لٹریچر میں گریجویٹ تھی ۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کسی complex کا شکار ہوتی ہیں جب کبھی آپ کسی competition میں آئیں یا آپ کے ساتھ distinction برتی جاتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ نہیں ۔ ہم تو انتہائی آزادی سے سہولیت سے اور انتہائی توجہ سے اپنی پڑھائی میں مشغول رہتے ہیں اور کسی قسم کی کمی محسوس نہیں کرتے بلکہ خوب انجوائے کرتے ہیں ۔ البتہ شام کو ہماری دوسری activities مصروفیات ہوتی ہیں اور ہم جہاں چاہیں جا سکتی ہیں لیکن یونیورسٹی کے لئے وہ لوگ انتہائی مطمئن تھیں کہ ان کے لئے علیحدہ یونیورسٹی ہے جو خواتین کے لئے ایک بڑی سہولت ہے جناب میں پورے کہنا چاہونگی کہ امریکہ جاپان حتی کہ سوشلسٹ ممالک میں بھی خواتین کی یونیورسٹیاں موجود ہیں تو نفاذ اسلام کا دعوے رکھنے والے پاکستان میں ان یونیورسٹیاں کے قیام میں کیا امر مانع ہے یہ ایک سوچنے کی بات ہے ۔ جناب والا اس میں فنڈ کا معاملہ ہے تو خواتین نے اسلام آباد کی کانفرنس میں بھی یہ کہا تھا کہ ہم خود اس کے لئے فنڈز جمع کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ کوئی ہمیں ٹکٹ چھپوا دیں ۔ خواتین یونیورسٹی کے نام پر یا کچھ ہی فنڈز raise کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا جائے ہم ایک ایک مٹھی آٹا سکیم بھی شروع کر سکتی ہیں آپ بسم اللہ تو کیجئے اور دیکھئے کہ اس میں کتنے فنڈ آتے ہیں ۔ شکریہ ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

جناب چیئرمین ۔ اس فنڈ میں سے آپ انہیں ایک کھڑی ضرور لیکر دیں ۔ آپ کچھ فرمائیں گے ۔ You must stick to five minutes

الحاج شیخ امر الہی ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک) جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں تک پرائمری تعلیم کا تعلق

ہے ہمارے پاکستان میں اس کی اشد ضرورت ہے ۔ اور یہ compulsory ہونی چاہیے ۔ لیکن اگر میں صرف پرائمری تعلیم تک اپنے آپ کو محدود رکھوں اور ہم دس سال بعد یا پانچ سال بعد یہ فخریہ طور پر کہہ سکیں کہ ملک میں اسی فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہوگئے ہیں کیونکہ انہوں نے پرائمری تک تعلیم حاصل کر لی ہے تو یہ کوئی قابل ستائش بات نہیں ہے ۔ اس وقت ہم نے دنیا کے بڑے ترقی یافتہ ملکوں کا مقابلہ کرنا ہے ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا ہمسایہ ملک سائنس میں کتنی ترقی کر رہا ہے وہ ہوائی جہاز بنا رہے ہیں ۔ میزائل بنا رہے ہیں ۔ اٹامک ویپن بنا رہے ہیں تو ہمیں مقابلہ میں بھی سب سے زیادہ توجہ اس سائنٹفک تعلیم کی طرف دینی چاہیے سائنٹفک اور ٹیکنیکل تعلیم کی ہمارے پاس جو موجودہ لیبارٹریز ہیں ان میں latest eqiupment ہونے چاہییں ۔ ہمارے پاس بڑے بڑے اور فرسودہ equipment ہیں ۔ کئی جگہ کالجوں میں لیبارٹریاں ہیں ہی نہیں یا ان میں کوئی چیز بھی نہیں ہے ۔ اس لئے ہماری لیبارٹریز اور ہمارا ریسرچ کا جو محکمہ ہے ان کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ ہمارے ملک میں talents کی کمی نہیں ہے ۔ ہمارے جو اچھے تعلیم یافتہ سائنسدان ہوں جو اچھے پڑھے لکھے ہوں ان کو اپنے ہمسایہ ملکوں میں جو زیادہ ترقی یافتہ ہیں وہاں مزید تعلیم کے لئے بھیجنا چاہیے ۔ اور حکومت کو اس سلسلے میں ان کے اخراجات برداشت کرنے چاہئیں ۔ ہمیں اس وقت اچھے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے ۔ اچھے انجینئرز کی ضرورت ہے ۔ تو ہمیں تعلیم کو صرف پرائمری تک یا مڈل تک یا ایف اے تک محدود نہیں کرنی چاہیے بلکہ اعلیٰ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ تو یہ ہیں جناب میری تھوڑی سی گزارشات ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ تو شیخ صاحب تقریر کر چکے ہیں۔

شیخ غلام حسین ۔ جناب والا ۔ میں نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی ۔ تعلیم پر کوئی بات نہیں کی تھی ۔

جناب چیئرمین ۔ میں تو کل کی بات کر رہا ہوں ۔ کل کوئی شخص رہ گیا تھا جو تقریر نہیں کر سکا ۔ بشارت صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

شیخ غلام حسین جناب والا ۔ شہری آبادیوں میں تعلیم کے بارے میں مجھے کچھ کہنا ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں ۔

جناب چیئرمین بشارت صاحب پہلے تقریر کرلیں کیونکہ یہ تو بولے ہی نہیں ۔

جناب محمد بشارت راجہ ۔ (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) جناب چیئرمین ۔ میں دیہی علاقوں میں تعلیمی مسائل کے متعلق عرض کرونگا ہمیں سب سے پہلے تو اس بات پر خوشی ہے کہ وزیر موصوف نے جو باتیں کہیں وہ کافی حوصلہ افزا ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر ان پر پوری طرح عملدرآمد کیا گیا تو انشاءاللہ یہ جو تعلیمی مسائل دیہاتی علاقوں میں ہیں وہ حل ہو جائیں گے ۔ سب سے پہلے جو میں فاضل رکن نے بات کہی تھی کہ پرائمری تعلیم دیہاتی علاقوں میں لازمی قرار دی جائے تو ہم اس سے کلی طور پر اتفاق کرتے ہیں اور یہ راست اقدام ہو گا ۔ اور اس سے دیہی علاقوں میں تعلیمی معیار بڑھے گا اور اس کے بعد پرائمری سکولوں کے اجرا کے سلسلے میں بات ہوئی تھی تو جناب انگاہ صاحب نے ایک بات کہی تھی کہ آئندہ نئے پرائمری سکولوں کا اجراء ختم کیا جائے اور جو پہلے سے موجود پرائمری سکول ہیں انکو بہتر بنایا جائے ۔ تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ یہ ہر ضلع کی سطح پر اور اپنے اپنے ضلع کے حالات کے مطابق فیصلہ کیا جائے کہ جہاں پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے وہاں تو اجرا کیا جائے لیکن بغیر کسی ضرورت کے اوپر ٹھونس دیا جانا کہ یہاں اتنے پرائمری سکول کھولے جائیں یہ بالکل غلط ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں اور ہم نے دو دفعہ ضلع کونسل کی طرف سے ریزولوشن بھی کئے کہ ہمارے ضلع میں پرائمری سکولوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ بلکہ ہمیں پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈیشن کی ضرورت ہے ۔ اور مڈل سے ہائی سکول تک اپ گریڈیشن کی ضرورت ہے ۔ اور ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے ۔ جو پہلے سے پرائمری سکول موجود ہیں ۔ ان میں بہتر تعلیمی سہولیات دی جائیں ۔ اس طرح ہمارے دیہاتوں میں اساتذہ کے نہ جانے کا مسئلہ تھا ۔ جناب کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے ۔ کہ پہاڑی علاقوں میں اساتذہ نہیں جاتے ۔ اس میں سب سے پہلا بنیادی عنصر یہ ہے میں

معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ محکمہ کی غلط حکمت عملی کی وجہ سے ہے ۔ اس طرف سے پہلے بھی بعض فاضل ارکان نے بات کی ہے ۔ کہ شہروں کے رہنے والے اساتذہ کو دیہاتوں میں پوسٹ کر دیا جاتا ہے ۔ دیہاتوں میں زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم نہیں ہوتی ۔ اس لئے وہ وہاں پر نہیں رہتے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سکول بند ہو جاتے ہیں جناب کے سامنے میری تحصیل اور تحصیل کہوٹہ دونوں تحصیلوں کی پوزیشن موجود ہے کہ وہاں پر تحصیل پنڈی یا گوجر خاں تحصیل کے اساتذہ لگا دیئے جاتے ہیں ۔ نتیجہ کے طور پر وہ اساتذہ وہاں نہیں جاتے ہیں اور وہ سکول بند ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ مقامی اساتذہ کو ترجیحی بنیادوں پر موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنے مقامی علاقوں میں کام کر سکیں ۔ اسی طرح سے جناب کے نوٹس میں ایک اور بات بھی تھی کہ غیر تربیت یافتہ (ان ٹرینڈ) اساتذہ کو موقع دیا جائے ۔ کہ وہ آگے آکر پڑھا سکیں ۔ اس کے لئے بھی مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جناب نے احکامات صادر فرمائے تھے ۔ اور اس کے لئے جناب نے relaxation of age limit بھی فرمائی تھی ۔ اور جناب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ سابق فوجی ہو یا کوئی اور ایسا پڑھا لکھا آدمی ہو تو اسکو لگا دیا جائے ۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے ۔ کہ آج تک ان ٹرینڈ اساتذہ کو تعینات ہی نہیں کیا گیا ۔ اور جو کوئی سامنے آتا ہے اس کو تھرڈ ڈویژن کی بنا پر یا عمر کا بہانہ کرکے ترجیح نہیں دی جاتی نتیجہ کے طور پر وہ جو پسماندہ علاقے ہیں وہ پسماندہ سے پسماندہ تر ہوتے جا رہے ہیں ۔ اس طرح سے جناب والا ایک اور مسئلہ یہاں پر معذور بچوں کی تعلیم کے متعلق اٹھایا گیا ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ گذارش کروں گا کہ شہروں میں تو اس قسم کے ادارے موجود ہیں جو کہ معذور بچوں کو تعلیم دیتے ہیں لیکن دیہاتیوں میں اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی تو آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں دیہی علاقوں میں بھی معذور بچوں کے لئے سکولوں کا اجرا کیا جائے یا ایسے ادارے بنائے جائیں جہاں معذور بچے تعلیم حاصل کرسکیں اس طرح سے جناب والا ایجوکیشن سیس کے بارہ میں بات ہو رہی تھی تو اس سلسلہ میں راولپنڈی ضلع کے حوالے سے کچھ

آئندہ پانچ سالہ منصوبہ کی تعلیمی حکمت عملی پر عام بحث
فگرز دے کر آپکی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ تقریباً آٹھ لاکھ
روپے سالانہ education cess حکومت پنجاب کی طرف سے موصول ہوتا ہے۔
اس 8 لاکھ میں سے قانون کے مطابق تقریباً 50 فیصد ہمیں مزدوروں کے
بچوں کو stepend کے طور پر واپس کرنا ہوتا ہے۔ اور 50 فیصد کو
ہم supply of equipment کے لئے استعمال کرتے ہیں اس سپلائی آف
ایکوپمنٹ سے مراد یہ کہ سکولوں کو فرنیچر کی فراہمی اور سائنس کا
سامان مہیا کرنا ہمارے راولپنڈی ضلع میں 4 سکول ایسے ہیں۔
جو کہ Education Cess پر چل رہے ہیں۔ اب وہاں پر سامان کی
گنجائش نہیں ہے میں نے تحریری طور پر سیکرٹری لیبر کو بھی لکھا ہے
اور اس سلسلہ میں میں نے ایک سوال بھی بھیجا ہے کہ ہمیں اس بات
کی اجازت دی جائے کہ 50 فیصد supply of equipments پر جو ہم خرچ کرتے
ہیں وہ سکولوں کی مرمت پر لگایا جائے۔ کیونکہ سامان کی ضرورت ہے
سکول گر رہے ہیں ان کی مرمت نہیں ہو رہی ہے۔ تو ایجوکیشن سیس
کی رقم سکول کی مرمت پر خرچ کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین۔ شیخ صاحب آئیے

شیخ غلام حسین - (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی جناب
چیئرمین آج کا موضوع ہے تعلیم۔ تعلیم سلسلہ میں ایک تو پاکستان
دنیا کے نقشہ میں بہت پیچھے ہے اور دوسرا پاکستان کے اندر پنجاب
کا صوبہ سب سے پیچھے ہے پیشتر کمزوریوں کی نشاندہی میرے دو تین
فاضل دوستوں نے پہلے کر دی ہے۔ میں صرف پانچ چھ تجاویز پیش کرتا ہوں
جو تعلیم کو شہری علاقوں میں مزید پھیلانے میں ممد معاون ثابت ہو سکتی
ہیں اس دفعہ جیسا کہ آپ نے فگرز بتائے ہیں۔ پنجاب میں 41 فیصد بچے
تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور باقی 59 فیصد بچے ایسے ہیں جن کو
داخلہ یا تو نہیں مل سکا ہے یا اپنی کسی اور وجہ سے وہ تعلیم سے
محروم ہیں ہمارے شہری علاقے میں تعلیم کو پھیلانے میں دشواریاں
ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تدریس عملہ پر Age limit جب آپ لگاتے
ہیں تو نوجوان لڑکے اس طرف راغب نہیں ملتے بلکہ 55 اور 60
سال سے زیادہ عمر کے لوگ ملتے ہیں یہ جو gap ہے۔ یہ جو عملی

کمزوری رہا اگر کوہم انقلابی صورت میں ہنگامی صورت پورا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں رولز ریگولیشن سے ہٹکر کچھ سوچنا ہو گا اور ضابطوں سے ہٹ کر سوچنا ہوگا پروگرام کی ترتیب ایسی ہو کہ ایک سال کے اندر کم از کم اس پروگرام کی کوئی نہ کوئی شکل یا بنیاد پڑ جائے سڑکیں آپ لوگ بناتے ہیں وہ ٹوٹی پھوٹی دھتی ہیں پھر بناتے ہیں اس لئے بنیادی طور پر تعلیم کا جو حصول ہے یہ فراہم کرنا ہر بلدیاتی ادارے کی بنیادی ذمہ داری میں ہونا چاہئیے ایک تو یہ ہے کہ عمر کی پابندی کو ختم کیا جائے اسطرح شاید ہمیں ایسا عملہ مل سکتا ہے جو تدریس عمل کا کام کرے دوسرا یہ تھا کہ بلدیاتی ادارے جہاں شہری علاقہ میں سکول قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس میں ایک incentive کے طور پر جیسا کہ آپ نے matching grants میں رکھا ہوا ہے ۔ کہ حکومت 50 فیصد گرانٹ دیتی ہے اگر لوگ 50 فیصد اپنے طور پر فنڈز اکٹھا کریں ۔ اسی طرح سے سیوریج اور واٹر سپلائی کی سکیموں میں حکومت کا یہی طریقہ کار ہے کہ وہ ادارہ 25 فیصد دے تو باقی قرضہ کی شکل میں ہوتا ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ اگر تعلیم کے پھیلانے کے سلسلہ میں یہ صورت اختیار کر لی جائے کہ 25 فیصد وہ ادارہ دے جو کہ اپنے ہاں جتنے سکول تجویز کرتا ہے وہ 25 فیصد نقد جمع کرائے اور 75 فیصد بقایا گرانٹ قرضہ کی صورت میں جیسا کہ ہم دوسری سکیموں سیوریج یا پانی کی سپلائی کی سکیموں کی صورت میں کرتے ہیں تو تعلیم کی صورت میں بھی اگر یہ کیا جائے تو شہری علاقہ میں تعلیم پھیلانے کے لئے مدد مل سکتی ہے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر شہروں میں ہم سکول تجویز بھی کریں ۔ تو شہروں میں گنجان آبادی ہے اور پلاٹوں کی قیمت بے حد زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمیں ایک سکول کے لئے زمین دستیاب ہونے میں بھی دشواری آئے گی ۔ اس سلسلہ میں میں یہ کہوں گا کہ ہمارے پاس بلدیاتی اداروں میں بے شمار ایسے پلاٹ موجود ہیں جو کہ پارکوں کے لئے مخصوص ہیں جن کی ابھی تک ہم نے نہ تو کوئی چار دیواری بنا سکتے ہیں ۔ اور جس کے لئے پابندی یہ ہے پارکوں کے پلاٹ کی کسی صورت میں بھی conversion نہیں ہو سکتی ۔ اس کے اندر یہ کیا جائے کہ وہاں کی کونسل اگر یہ پاس کرے کہ اس علاقہ میں جو پلاٹ ہیں ۔ جو کہ پارک کے لئے مخصوص

ہیں مثلاً دو پلاٹ ہیں ان میں سے ایک پلاٹ یا اگر ایک ہی ہو تو اس میں بھی اگر کونسل ترجیح دے کہ یہاں پر ہمیں فوری طور پر سکول بنانا چاہیئے تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہم سکیمیں بنائیں لیکن آگے جگہ میسر نہ ہو۔ اس لئے ہر علاقہ میں پارکوں کے لئے جو جگہ ہے۔ اس میں سے کچھ پارک ایسے کہ وہ ڈیویلپڈ ہیں۔ اور کچھ ویسے پڑے ہوئے ہیں۔ تو ان میں اگر سکول بنانے کی تجویز ہو تو اس پر پابندی نہ لگائی جائے۔ اس کے بعد جناب والا مساجد میں جو سکول قائم کرنے کی تجویز ہے اس کے لئے کوئی سکیم دی جائے مثلاً ہمارے راولپنڈی میں 200 سے زائد مساجد ہیں۔ اور کارپوریشن کے پاس 50 وارڈ ہیں۔ اور سکول کارپوریشن کے پاس صرف 20 ہیں۔ اگر ہم ان 200 مساجد کے علماء کو اس بات پر راضی کریں کہ وہ اپنے ہاں کم از کم پہلے سال میں پرائمری کی پہلی جماعت کا اجرا کریں تو اس کے لئے کوئی ضابطے بنا کر دئے جائیں کہ اس مسجد کے سکول کے پاس شدہ لڑکے کو سرٹیفکیٹ دیا جائے گا اور اسے ویسے تصور کیا جائے گا اور اسے ماسٹر لگانے کے لئے تنخواہ کا گریڈ دیا ہوگا۔ اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی کریں تو ہم یقینی طور پر شہروں کی مساجد میں یہ سکول قائم کر سکتے ہیں۔ فیس کے بارے میں جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم ایک روپیہ فیس ضرور رکھی جائے یہ ایک احساس کمتری ہے کہ ایک طرف تو لوگ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار فیس دے کر پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مفت پڑھنے والوں میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے ایک آخری مسئلہ جناب والا یہ ہے کہ محکمہ اوقاف کے پاس بے شمار پراپرٹی ہے میرے علم میں ہے کہ راولپنڈی میں ایسی ایسی جگہیں ہیں جن کا محکمہ اوقاف صرف دس روپے کرایہ لیتا ہے۔ اور عام حالات میں شاید وہ جگہ ایک ہزار روپے ماہوار پر بھی کرایہ پر نہ مل سکے۔ میں ان کی نشاندھی کر سکتا ہوں اگر اوقاف ڈیپارٹمنٹ ہمیں اپنی ایسی تمام پراپرٹی فہرست مہیا کرے۔ تو ایسی جگہ مل سکتی ہے جہاں پر سکول قائم ہو سکیں۔ تعلیم کے فروغ میں یہ ایک ذریعہ معاون بن سکتا ہے۔

بیگم نجمہ حمید (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) گوجرانوالہ ڈویژن بنا ہے تو اس میں نیا بورڈ بنایا جا رہا ہے۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ گوجرانوالہ میں جو نیا بورڈ بنے گا اس سے

امتحانات میں کرپشن اور زیادہ بڑھے گی - پہلے بھی بہت بورڈ ہیں - سرگودھا بورڈ - فیصل آباد بورڈ - ملتان بورڈ - لاہور بورڈ تو اس ایک بورڈ کا اگر اور اضافہ ہوا تو سیالکوٹ سے گوجرانوالا اور گوجرانوالہ سے سیالکوٹ لوگ امتحان لینے آئیں گے پرچے جائیں گے - پہلے ہی تعلیم کا سٹینڈرڈ اس لئے گر گیا ہے کیونکہ بورڈ بہت زیادہ ہو گئے ہیں - لوگ اتنی آسانی سے وہاں پہنچ سکیں گے اور بڑی آسانی سے پیپروں کا پیچھا ہو سکتا ہے تو اس لئے میں یہ چاہتی ہوں کہ اور نئے بورڈ نہ بنائے جائیں اس طرح لوگ اور زیادہ قریب قریب ہو جائیں گے اور واقفیت آسانی سے نکل آئے گی - پنجاب چھوٹی سی جگہ ہے اس لئے میں چاہتی ہوں کہ نیا بورڈ نہ بنایا جائے اس سے رشوت کے نئے دروازے کھلیں گے - اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ گوجرانوالا بورڈ نہ بنایا جائے کیوں کہ پہلے کافی سارے بورڈ موجود ہیں -

دوسری میری تجویز یہ ہے کہ پہلے بورڈوں کے الیکشن ہوا کرتے تھے - تو اس میں یہ ہوتا تھا کہ الیکشن میں جو منتخب ہو کر آتا تھا وہی بورڈ کا ممبر ہوا کرتا تھا لیکن اب چیئرمین صاحب اور سیکرٹری صاحب نامزد کرتے ہیں بلکہ نامزد کرتے ہیں - میں چاہتی ہوں پھر سے وہی پرانا طریقہ کار اختیار کیا جائے کیوں کہ منتخب لوگ بتا سکیں گے کہ کونسی بات غلط ہو رہی ہے اور کونسی صحیح ہو رہی ہے - موجودہ طریقہ کار کے مطابق جو چیئرمین صاحب اور سیکرٹری صاحب کی ناپسند کا آدمی ہو گا یا جس کو سیکرٹری صاحب نے نامزد کیا ہو گا وہ ان کی غلطیاں انہیں نہیں بتا سکے گا -

تیسرا میرا پوائنٹ یہ ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی حوصلہ افزائی کی جائے - کیونکہ وہ لوگ اتنا خرچ کرنے کے بعد سٹینڈرڈ کو قائم رکھتے ہیں - یہ ٹھیک ہے کہ وہ ان کی آمدنی کا ذریعہ ضرور ہوتے ہیں لیکن چونکہ ہمیں سکولوں کی ضرورت ہے اگر ہم ان کی حوصلہ افزائی کریں گے تو اس طرح تعلیم کا معیار بہتر ہو گا - میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے انکم ٹیکس سوشل سیکورٹی - پراپرٹی ٹیکس والے انہیں تنگ کرتے ہیں تو مالکان یہ کہتے ہیں کہ جتنی سرمایہ کاری ہم نے سکول بنانے - بلڈنگ تک کی ہے تو کیوں نہ ہم چھوٹی سی فیکٹری لگا لیں

جو زیادہ بہتر ہے ۔ اس طرح لوگ سکول بند کر دیں گے اور سکولوں کی تو یہاں پہلے ہی کمی ہے تو لہذا میں یہ گزارش کروں گی کہ ٹیکسیز والے ان سکول مالکان کو اتنا تنگ نہ کریں کہ وہ سکولوں کا کاروبار ہی چھوڑ دیں اور اچھے سٹنڈرڈ کے سکول یہاں ختم ہوتے جائیں ۔

ایک بات اور میں نے آپ سے عرض کرنی تھی کہ کالجوں میں یونین ختم ہونی چاہیے ۔ بہت سے معزز ارکان نے یہاں کہا ہے کہ یونین ختم نہیں ہونی چاہیے لیکن میں صحیح کہہ رہی ہوں کہ سیاسی لوگوں نے ان یونین والے لوگوں کو آگے کیا ہوا ہے ۔ ماں باپ اپنی مالی مشکلات باوجود بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ان کے بچوں کے دو دو سال ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں ۔ سیاست دانوں نے اپنے بچے تو باہر بھیجے ہوئے ہیں اور وہ باہر کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ ہمارے بچے گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں ان کا ایک سال نہیں دو دو تین تین سال ضائع ہو جاتے ہیں میں اس کی پر زور مذمت کرتی ہوں اور یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ یونین پر مکمل طور پر پابندی ہونی چاہیے ۔ تحریک پاکستان والے طلباء اور تھے اور آج کل والے طالب علم اور ہیں اس لئے ہر کالج میں یونین ختم کی جائے یہ کالج سیاسی اکھاڑے بن گئے ہیں اور ہم یہ جو سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہ تعلیم حاصل نہیں کر رہے بلکہ ان لوگوں کو سیاست دانوں نے اپنی آواز بنایا ہوا ہے ان کی آواز چونکہ آجکل بند ہے اس لئے انہوں نے طلباء کو آگے لگایا ہوا ہے ماں باپ اتنے پریشان ہیں جس کی کوئی حد نہیں جن والدین کی پانچ چھ سو تنخواہ ہے اور وہ دو سو روپے بچوں کی فیس ادا کرتے ہیں اور ان کے دو تین سال ضائع ہو جاتے ہیں اس سے اندازہ لگائیں کہ ان والدین پر کیا گزرتی ہے ۔

یہاں کہا گیا ہے کہ یکساں تعلیم ہونی چاہیے تو میں یہ کہوں گی کہ یکساں تو کبھی کچھ نہیں رہا ۔ شروع سے لیکر اب تک فرق آ رہا ہے تو خدا کے لئے سکولوں کے سٹنڈرڈ کو ختم نہ کیا جائے جو سکول بڑے ہیں انہیں بڑا ہی رہنے دیا جائے اور جو چھوٹے ہیں

انہیں چھوٹا ہی رہنے دیا جائے ۔ یکساں تو کبھی کچھ نہیں ہوا ۔ پانچ انگلیاں برابر نہیں ۔ انسان برابر نہیں تو آپ تعلیم کیسے یکساں کر سکتے ہیں ۔ فرسٹ آنے والا لڑکا اور ہے فیل ہونے والا لڑکا اور ہے ۔ تو میں عرض کروں گی کہ ایک جیسے تو طالب علم بھی نہیں ہو سکتے میں یہ کہوں گی کہ جو سٹینڈرڈ والے سکول ہیں انہیں سٹینڈرڈ اداریے ہی رہنے دیں ۔ ایجی سن کالج کی مثال دی گئی ہے ۔ حسن ابدال کالج ہے ، کیڈٹ کالج ہے تو اس کی میں مثال دوں گی کہ وہاں پر جو اچھے بچے نکلتے ہیں ۔ جن ہیروں کی تراش اچھی ہو سکتی ہے انہیں ہی تراشنا چاہئے ان پر فرق نہیں پڑنا چاہیے کہ ان کا لیول اس طرح قائم کیا جائے جن کا سٹینڈرڈ پہلے ہی کافی حد تک ختم ہو چکا ہے ۔ تو میں اس بات کی مخالفت کرتی ہوں کہ تمام سکولوں کے سٹینڈرڈ یکساں کر دیے جائیں بلکہ میں یہ کہوں گی کہ جس طرح ان کے سٹینڈرڈ ہیں وہی سٹینڈرڈ قائم رکھیں جس آدمی کے اندر استطاعت ہے وہ ان سکولوں میں پڑھائیں جن لوگوں کی استطاعت نہیں ہے وہ نہ پڑھائیں ۔

معزز رکن لنکہ صاحب نے یہاں ایک بات کی تھی کہ وہ اگر 150 روپے بھی ٹیچر کو دے دیں تو وہ پڑھا لیں گے تو میں یہ کہتی ہوں کہ 45 روپے ان پڑھ مزدور لیتا ہے جس 1300 روپے ماہوار تنخواہ بنتی ہے تو جس آدمی کو آپ 150 روپے ماہوار دیں گے وہ مجاہی طور پر اتنا پریشان ہو گا کہ اس نے پڑھانا کیا ہے ' لکھانا کیا ہے اور اس نے نئی پود کیا تیار کرنی ہے جس آدمی کو یہ فکر ہو گی کہ میں گھر میں کیا کھاؤں گا کیسے تو وہ پڑھائے گا کیا ۔ 150 روپیہ آجکل چیز کیا ہے ؟ انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ 150 روپے میں وہ پڑھائیں گے آپ خود ہی سوچیں 1300 روپے ماہوار تو ایک ان پڑھ مزدور کماتا ہے دوسری طرف آپ تعلیم بھی ضروری کرتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ 150 روپے ماہوار میں ایک استاد تک بچوں کو تعلیم دے ۔ خدا کے لئے جنہوں نے یہ بات کی ہے وہ کچھ تو سوچیں جس آدمی نے میٹرک تک اتنے مشکل حالات میں پڑھا ہو گا ۔ ڈیڑھ سو روپے سے بہتر ہے کہ وہ اینٹیں نہ ڈھو لے وہ مزدوری نہ کر لے تو میں اس کی مخالفت کرتی ہوں اور یہ اور یہ بھی کہتی ہوں کہ یہ بڑی زیادتی کی بات ہے کہ ایک تعلیمیافتہ انسان کو آپ 150 روپے میں تول رہے ہیں ، کمال ہے آپ کی (قہقہہ)

ایک اور بات یہ انہوں نے کہی ہے کہ فیکٹری ایریا میں سکول نہیں بنانے چاہیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ انہیں ضرور سکول بنانے چاہیں اس لئے کہ وہ جو کام نیکی کا کرنا چاہتے ہیں انہیں آپ کیوں ختم کرا رہے ہیں ۔ اگر فیکٹری والے پرائمری ، مڈل یا ہائی سکول بناتے ہیں تو انہیں آپ سکول بنانے دیں ۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مزدوروں کے بچوں کو پڑھائیں ۔ کیوں آپ انہیں منع کرتے ہیں کہ وہ اپنے علاقہ میں سکول نہ بنائیں انہیں سکول ضرور بنانے چاہیں اگر یہ کام دولت والے کر سکتے ہیں اگر وہ اپنے مزدوروں کو خوش کرنے کیلئے پیسہ خرچ کرتے ہیں تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے بلکہ انہیں سکول بنانے کی آپ اجازت دیں اور مزدوروں کے علاقہ میں سکول لازمی کریں ۔ شکریہ ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین - (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ)

جناب چیئرمین وزیر تعلیم چوہدری عبدالغفور صاحب نے کچھ باتیں کی ہیں ان سے ایسے محسوس ہوا ہے کہ ان کی اور ان کے محکمہ کی یہ خواہش ہے کہ جو تعلیم کی حالت غیر تسلی بخش ہے اس کا تجزیہ کیا جائے اور اس کے کچھ حل کی صورت تلاش کی جائے ایک بیماری کا صحیح علاج کرتے وقت پہلے اس کی صحیح تشخیص کرنا ہوتی ہے میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گی کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیم کے میدان میں برصغیر میں ہم خاص طور پر بہت پیچھے رہ گئے ہیں یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں بھی ہم خاصے پیچھے رہ گئے ہیں اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں خواتین کی خواندگی کی شرح محض 12 فیصد ہے اور دیہات میں محض 5 فیصد ہے اس کی بنیادی ذمہ داری اساتذہ کی کمیونٹی پر آتی ہے یہ میں اسلئے کہتی ہوں کہ اساتذہ ہمارے ہاں حق اور فرض کو پہچاننے سے قاصر ہیں اپنے حقوق کے بارے میں تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا حق کیا ہے لیکن جس حق کے باعث ان کو فرض ادا کرنا ہوتا ہے وہ نہیں سمجھتے یہاں پر ghost سکولوں کی بھی بات ہوئی ہے اور چوہدری صاحب نے کہا ہے کہ یہاں Ghost سکولوں کی نشاندھی کی جائے یہ حقیقت ہے سکول چلتے رہے ہیں اور آج بھی چل رہے ہیں اگر ان کا تجزیہ کرا جائے تو یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ اساتذہ اور اسطلیاں تنخواہ لینے کیلئے تو تیار ہو جاتے ہیں لیکن اپنی تعیناتی پر

پڑھانے کیلئے انہیں 101 exouses پیش آتے ہیں ٹرانسپورٹ الاونس
نہیں ہے رہائش نہیں ہے یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے تو یہ جب سروس
محکمہ تعلیم میں اختیار کرتے ہیں تو ان کو سب معلوم ہوتا ہے کہ
دیہاتوں میں سہولیات میسر نہیں ہونگی ان کو معلوم ہوتا ہے یہ بھی تنگی
ہوگی وہ بھی پریشانی ہوگی تو وہ پھر اس ملازمت میں کیوں آتے ہیں ۔
یعنی کہ محکمہ تعلیم بے روزگار افراد کا ایک یتیم خانہ بنا ہوا ہے اور
دیہاتوں میں تو یہ تکلیف اور بھی زیادہ ہے ۔ میرا مطلب ہے ڈسٹرکٹ لیول
پر اگر آپ تعلیم کیلئے ایک کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو دس لاکھ
تک کا فائدہ بھی پبلک کو نہیں ہو رہا ۔ وہ تمام سلسلہ اس حد تک محدود
ہے کہ چند سو افراد کو تنخواہیں مل رہی ہیں ۔ تعلیم بالغاں سنٹر اور
پرائمری سکول یہ تو ایک بہانہ ہیں تنخواہیں حاصل کرنے کا یہ تعلیمی
ادارے نہیں ہیں اور اس سلسلہ میں جب اساتذہ سے بات کی جاتی ہے تو وہ
اپنے مسائل سے آگے بڑھنے کو تیار نہیں ہوتے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو آپ کا
انسپکشن سٹاف ہے اس کا بھی بالکل برائے نام سلسلہ ہے اس کے باوجود کہ
ان دنوں ڈسٹرکٹ میں تو انٹرنیشنل ایجنسیز کی donations سے کچھ سپیشل
قسم کی جیپس بھی ان کے حوالے ہیں اس کے باوجود کہ ایجوکیشن افسر ہے
ڈپٹی ایجوکیشن افسر ہے اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر ہے کارکنوں کی ایک فوج
ہے لیکن انسپکشن برائے نام ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ اگر انسپکشن ہو تو آپ کا
نظام تعلیم صحیح نہ ہو اور اس وقت ایک ترقی پذیر مملکت کی حیثیت سے
limited resources رکھتے ہوئے جو آپ تعلیم پر sectoral allocations کرتے
رہے ہیں اس ان sectoral allocations کا بھی فائدہ اگر آپ کو نہیں ہوگا
تو آپ پھر اپنے sectoral allocations مزید بڑھا دیں گے تو اس سے مسئلہ
تو حل نہیں ہوگا اس طرح تعلیم بالغاں کی بھی بات ہے بلدیاتی اداروں کے
ذریعے سے ہر مہینے ان سنٹروں کے لئے تنخواہیں issue ہوتی ہیں ۔ میں
اپنے ضلع کے بارے میں وثوق سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ میرے ضلع میں
ایک بھی تعلیم بالغاں کا سنٹر صحیح معنوں میں کام نہیں کرتا اور ہر مہینے
مجھے اپنی ضمیر کشی کر کے تنخواہوں کا چیک جاری کرنا پڑتا ہے اور
متعدد بار میں نے یہ امر محکمہ بلدیات اور محکمہ تعلیم کے نوٹس میں لانے
کی کوشش کی ہے لیکن ہم سب اس tendency میں گرفتار ہیں ۔ we want

to sweep all our Problems under carpet. ان کی تہہ تک پہنچنے کیلئے کوئی بھی تیار نہیں ہے کوئی بھی یہ کہنے کو تیار نہیں ہے کہ یہ بہتر ہوگا کہ ان کو disband کردیں۔

جناب چیئرمین— آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ ہم اس کو کر چکے ہیں میں نے یہ کہا تھا کہ یہ اب ان کے محکمے سے نکل کر ایجوکیشن محکمے کے ماتحت آ گیا ہے اور ہم ایک خاص قسم کا جامع پروگرام تعلیم بالغاں کے بارے میں بنائیں گے اور یہ جس صورت میں اس وقت ہے اس صورت میں نہیں رہے گا۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین—حضور والا جہاں تک ہائر ایجوکیشن کا تعلق ہے یعنی سیکنڈری ایجوکیشن کا تعلق ہے میں لانہ صاحب سے متفق ہوں کہ جب تک ہم اپنی تعلیم کو سیکٹرلی نہیں بانٹیں گے اور سوشلائزڈ تعلیم کی طرف نہیں چلیں گے تو ہمارا یہ جو مسئلہ ہے کہ بے تکی قسم کی تعلیم حاصل کریں اور پھر روزگار کی تلاش میں چل پڑیں تو یہ سلسلہ compound ہوتا چلا جائے گا۔

خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں اگلے روز ڈاکٹر محبوب الحق کا ایک بیان میری نظر سے گزرا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ saparation amounts to aparthied اور یہ آج کل کی دنیا میں بات صحیح بھی ہے آپ دونوں باتیں نہیں کر سکتے کہ آپ کی قوت نسواں آپ کے nation building processes میں حصہ بھی لے اور پھر ان کو segregated proceses میں بھی پابند کریں یہ دو contradictary terms ہیں۔ اس میں orthodoxy کی جو بھی تلخ opinion ہو اس کو کسی نہ کسی سٹیج پر face کرنا ہو گا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نصف آبادی صحیح معنوں میں روپ کی معیشت میں اور آپ کے سماج میں اپنے جائز فرائض ادا کر سکے اور اور وہ بنیادی حقوق جو ہمارے دین نے تمام ملت اسلامیہ کو دیئے ہیں ان کو حاصل ہوں

تو پھر ہم اس segregation process کو تعلیم میں خاص طور پر afford نہیں کر سکتے۔ تو جناب اس سلسلے میں میری یہ استدعا ہے کہ اگر ہم صحیح معنوں میں اپنی تعلیم کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں endemic قسم کی solution کرنا ہوگی سب سے پہلے جو ٹیچرز

community ہے اس کی طرف توجہ دینا ہو گی اور پھر deological frontiers کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے یہ examine کرنا ہو گا کہ یہ 5 فیصد خواتین کی دیہی آبادی جو خواندہ ہے اس کی وجوہات کیا ہیں کیا ان کی وجہ نہیں ہے کہ خواتین opperssed ہیں اور ان کے opperssed ہونے کیا وجہ ہے اور کیا وجوہات ہیں جو اس آپریشن کو فروغ دیتی ہیں اور کس طرح ہم نے اس آپریشن کو دور کرنا ہے۔

بہت ۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ــ جناب والا ۔ میں نہایت معذرت سے اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں کیونکہ یہاں پر ابھی سپیشلائزڈ ایجوکیشن کا ذکر ہوا ہے ۔ جناب سپیشلائزڈ ایجوکیشن کی طرف خصوصی توجہ ضرور دی جانی چاہیئے اور خواتین یونیورسٹی کے لئے یہی میری سب سے بڑی دلیل ہے کہ خواتین سپیشل مخلوق ہیں اور ان کی خصوصی اہمیت اور عظیم فرائض کا تقاضا ہے کہ انہیں خصوصی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جائے اور ایسی درسگاہیں مہیا کی جائیں جہاں وہ مکمل دلجمعی سے صحیح تعلیم کی سمت پیش رفت کر سکیں ۔ دوسرا اہم نقطہ یہ ہے جناب کہ خواتین یونیورسٹی کا مطلب یہ نہیں کہ دوسری یونیورسٹیوں میں لڑکیاں بالکل نہیں جا سکیں گی ۔ ریلوے compartments میں جو خاتون جہاں جہاں بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ سکتی ہے ۔ لیکن اگر لمبے سفر کیلئے اپنی سہولت آرام اور عزت و تحفظ کے لئے وہ لیڈیز کمپارٹمنٹ میں برتھ ریزرو کروانا چاہتی ہیں تو ہمیں ان کے لئے رکاوٹ نہیں بننا چاہیے بلکہ یہ خواتین کا جائز حق ہے جو انہیں دلوانا ہمارا فرض منصبی ہے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ۔ فیصل آباد ۔ جناب والا ۔ میں بیگم عابدہ صاحبہ کی تائید کرتے ہوئے اور اس حصے کو چھوڑتے ہوئے دوسرے حصے کی طرف اونگا آپ کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں پوزیشنیں ۔ اپنے اختیارات سے تجاویز کر چکی ہیں حتی کہ یونیورسٹیوں میں داخلے تک میں ان کا دخل ہو چکا ہے تو جناب والا میں یہ عرض کرونگا

کہ یہ حکومت اتنی مضبوط ہونے کی بنا پر ان کو دائرہ اختیار تک محدود کیوں نہیں کر سکتی انہیں چاہیئے کہ انہیں اپنی حدود سے تجاوز نہ کرنے دیں خواہ کچھ بھی ہو یہ چیز آپ کے سامنے ہے کہ امتحانات کے وقت آئے دن ہڑتالیں ہی نہیں ہوتیں بلکہ دیکھتے ہیں کہ طالب علموں نے دیوالوں میزوں پر رکھے ہوتے ہیں اور وہ پرچے حل کر رہے ہوتے ہیں وہ ہمارے ہی بچے ہیں مگر ہمارے والدین اور اساتذہ اتنے ڈر چکے ہیں کہ وہ بتا نہیں رہے کہ یہاں سنٹر میں کیا ہو رہا ہے اس بزدلی کو اس جمود کو کون آ کر توڑے گا۔ کون ان کی زیادتیوں کو روکے گا آخر تو ان کو روکنا پڑے گا آپ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات کے ریکارڈ کو دیکھ لیں آپ کو پنجاب کے لڑکے انگلش، جدید ٹیکنالوجی یا سائنس کے پرچوں میں فیل نظر آئیں گے۔ اب تو جناب والا۔ حالات یہ ہو چکے ہیں کہ اب آپ کے لڑکے عربی، فارسی تک پڑھائی کرنا چاہتے۔ جناب والا۔ عربی فارسی ہماری زبانیں ہیں مگر جدید ٹیکنالوجی اور سائنس کی طرف ہمارے طلبہ کا جو رجحان ہوا چاہیئے وہ نہیں ہے۔

تیسرے جناب والا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ہمارا آج کل کا ماسٹر جو ہمارے طالب علموں کو باہر سڑکات پر لے آیا ہے تو اگر کوئی طالب علم خدانخواستہ کسی حادثہ کا شکار ہو کر چل بسا تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی کیا اس استاد سے پوچھا گیا کہ تم نے ایسی حرکت کیوں کی۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ سے درخواست کرونگا کہ پرائمری ایجوکیشن کے متعلق یہ جو کہا گیا ہے کہ اس کو ضرور لازمی کیا جائے اس پر ضروری عمل کیا جائے۔ اس منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے دیگر افسران و عملہ کے علاوہ آپ کے پاس دو بااختیار افسر ہیں ایک ڈپٹی کمشنر اور ایک ایس۔ ایس۔ پی یا ایس پی ان کی بھی ڈیوٹیاں لگائی جائیں کہ چیک کریں کہ دیہی آبادیوں میں کس کس نے اپنے بچوں کو سکول داخل کروایا ہے

محکمہ تعلیم کے ویاطت سے ان کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر مہینے میں دوبار معائنہ کریں آپ کا جو بہترین ادارہ ہے مثلاً یونین کونسل کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے حلقے کے اندر پرائمری سکولوں کو چیک کرے اور وہ دیکھے کہ کونسا ماسٹر اس وقت اپنے گاؤں میں اپنے

جانوروں کو چارہ ڈال رہا ہے یہاں پر تو یہ کہا جا رہا ہے کہ دیہی آبادی میں رہنے والے ماسٹر کو اس گاؤں میں رہنے دیا جائے میں اس بات کا شاہد ہوں کہ جو ماسٹر اپنے ہی گاؤں میں لیے ہوئے ہیں وہ سکول میں آنے کی بجائے زمین پر اپنے جانوروں کو چارہ ڈال رہے ہیں جناب والا میں یہ کہونگا کہ ان کو نزدیک تو کیا جائے مگر اپنے ہی گاؤں میں مت رہنے دیا جائے اور یونین کونسل کو با اختیار کیا جائے کہ وہ ان کی سخت چیکنگ کر سکے جب تک آپ یونین سسٹم کا سختی سے محاسبہ نہیں کریں گے تب تک ان کے حالات صحیح نہیں ہو سکتے یہ افسر ہم میں سے ہیں یہ باہر سے نہیں آئے ہوئے یہ بھی کسی کے بیٹے ہیں ان کے اپنے بیٹے ہیں ان کے بیٹے کالجوں میں پڑھ رہے ہیں - ہمارے بچے بھی پڑھ رہے ہیں - ہم سب کو اپنی آنے والی نسل کو دیکھنا ہو گا کہ یہ کہاں جا رہی ہے جناب والا مجھے خوشی ہے کہ صوبہ سرحد ہمارا ایک حصہ ہے وہ پھولوں کی طرح مہکے ہم اس پر خوش ہیں مگر اس کی آبادی ہماری آبادی سے بہت کم ہے مگر وہاں یونیورسٹیاں ہمارے برابر ہیں کالج ہمارے برابر ہیں لیکن اگر آپ یونیورسٹی گرانٹ اور سکول گرانٹ جو ان کو ملتی ہے اس کو آپ دیکھیں تو پنجاب تو بہت پیچھے ہے کروڑوں روپیہ دوسرے صوبوں کو دیا جا رہا ہے مگر میرے صوبے میں خواہ زرعی یونیورسٹی ہے یا پنجاب یونیورسٹی ان کو دوسرے صوبوں کے برابر رقمیں نہیں مل رہی ہیں اب یہ آپ کے فرائض میں شامل ہے آپ پر ہمارے پورے صوبے کو اعتماد ہے آپ ہمارے محبوب گورنر ہیں آپ ہمارے کام دیہی آبادیوں تک پہنچا رہے ہیں مگر جناب آپ ہماری ایجوکیشن پر نظر رکھیں اور ہماری وہ گرانٹس جو کہ مرکزی حکومت سے ہمیں ملتی ہیں ان میں کمی کیوں ہو رہی ہے یہ آپ کے فرائض میں شامل ہے اور افسر اعلیٰ جو آپ کے ساتھ ایڈیمک کام کرتے ہیں ان سے آپ کہیئے کہ گونگوں اور بہروں کی طرح خاموش مت بیٹھیں اور پنجاب کے حقوق کیلئے وہاں لڑیں ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن پوائنٹ آف آرڈر جناب والا انہوں ایک غلط بات کی ہے میں اسکی وضاحت چاہتا ہوں - جو تعلیمی اداروں میں ایس - بی اور ڈی - سی کا دخل آپکے سامنے پیش کیا ہے یہ بالکل غلط

بات ہے اس کے متعلق میرا خیال ہے ہاوس میں ایک شخص بھی نہیں ہوگا جو تعلیمی اداروں میں ان لوگوں کی مداخلت پسند یا برداشت کرے گا ۔ یہ اس ملک کیلئے بھی انتہائی نقصان دہ عمل ہے ۔ میرے بھائی نے یہ بات بغیر سوچے ہوئے کہہ دی ہے ۔

چوھدری محمد صدیق سالار۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

سیٹھ محمد عبیدالرحمن ۔ Thank you very much جناب والا آپ کے سلسلہ میں جس سب سے اہم بات کی طرف اس وقت تک کسی دوست نے توجہ نہیں دی وہ یہ ہے کہ ان اساتذہ کی جن کے شاگرد ان کے مضامین میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کریں ان کی appreciation ہو اور جن اساتذہ کے بچے کمزور رہتے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) ہم نے بھی تعلیم پر بات کرنی ہے ۔ مفید تجاویز میں میں عرض کروں گا کہ ہمارے وقت میں یہ ہوتا تھا میں یہ عرض کرونگا کہ اب اس طرح سے بات نہیں چلے گی ۔ روحانیت کی بات پہلے تھی یہ سیدھی سی بات ہے ۔ اس طرح تعلیم کا معیار درست ہوگا اگر کوئی appreciation نہ ہویا اسکی کوئی سزا نہ ہو پھر کام نہیں چل سکتا ۔

ملک غضنفر علی ۔(چیئرمین ضلع کونسل بھکر) جناب والا ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک ڈگری گرلز اور بوائے کالج کا ہونا لازمی قرار دیا جائے ۔ پورے ڈسٹرکٹ میں لڑکیوں کا ڈگری کالج موجود نہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں ہے

ملک غضنفر علی ۔ پورے ضلع میں ڈگری کالج نہیں ہے ایک انٹر کالج پورے ضلع میں ہے جس کی وجہ سے لڑکیوں کا انٹر کرنے کے بعد ڈگری کے لئے باہر جانا بہت مشکل ہے ۔ دوسرے یہ ہے کہ آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں ہائی سکول جو ہے ان کو انٹر کا درجہ دیا جائے ایک دو کمرے انٹر کالج کا کام دے سکیں گے ۔

جناب والا دیہاتوں میں اساتذہ اور استانیوں کی یہ پوزیشن ہے کہ وہ وہاں جانے کیلئے تیار نہیں حتیٰ کہ ہمارے ضلع میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے پانچ ماہ سے کوئی دورہ نہیں کیا ۔ اور ابھی تک کوئی نہیں آیا ۔ جب پوچھا جاتا ہے تو یہی جواب آتا ہے کہ وہاں کوئی جانے کے لئے تیار نہیں جس کی وجہ سے ہماری تعلیم کا سارا نظام رکا پڑا ہے ۔

جناب چئرمین۔ یہ کونسی جگہ کا ذکر کر رہے ہیں

ملک غضنفر علی۔ یہ ضلع بھکر کی بات ہے۔

جناب چئرمین۔ آگے۔

ملک غضنفر علی۔ بس جناب۔

جناب احسان الحق ثانی۔ (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد)۔ جناب چئرمین صوبہ پنجاب میں جتنی بھی کارپوریشنیں ہیں یا بلدیاتی ادارے ہیں انہوں نے اپنے پرائمری سکول جو کھولے ہیں وہ باقاعدہ حکومت سے منظوری کے لئے کھولے گئے ہیں لیکن محکمہ تعلیم ان کو دل سے تسلیم نہیں کرتا۔ ان کی عمارتیں ہم خود بناتے ہیں۔ ٹیچر ہم خود مہیا کرتے ہیں۔ اسکے اخراجات بلدیہ برداشت کرتی ہے لیکن جس وقت ان سکولوں کے بچے پرائمری پاس کرنے کے بعد کسی ہائی سکول میں جاتے ہیں تو ان کو داخلہ نہیں ملتا۔ ان کیلئے یہ بڑی دشواری ہوتی ہے۔ آپ براہ مہربانی محکمہ تعلیم سے کہیں کہ جو ہمارے بلدیاتی سکول ہیں ان کو تسلیم کیا جائے۔ جو بچے یہاں سے پرائمری پاس کر کے جاتے ہیں ان کو باقاعدہ داخلہ دیا جائے۔

اسکے علاوہ حکومت کی طرف سے ان سکولوں کو باقاعدہ گرانٹ دی جاتی تھی لیکن کئی سال سے ان سکولوں کو کوئی گرانٹ نہیں دی گئی۔ برائے مہربانی وہ گرانٹ باقاعدہ جاری کی جائے تاکہ ان سکولوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو سکے۔ میں آپکو اپنی طرف سے ایک تجویز یہ دوں گا کہ ایک کلاس میں 60 سے زائد طلبہ یا طالبات کو داخلہ نہ دیا جائے۔ میں نے ایسے سکول بھی دیکھے ہیں جہاں پر کلاس ڈیڑھ ڈیڑھ سو بچے ایک کلاس میں پڑھتے ہیں اور وہ اس طرح بیٹھے ہوتے ہیں جس طرح مرغیوں کے بچے کسی ڈبے میں بند کئے ہوئے ہوں۔ اسکے متعلق خاص خیال رکھا جائے شکریہ۔

ملک غلام شبیر جوئیہ۔ (چئیرمین ضلع کونسل میانوالی)۔ جناب والا حکومت نے جس طرح تعلیم کی روشنی ہر جگہ اور ہر دیہات میں پھیلائی ہے اس کی ہم تعریف کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا پہلے جو انگریزوں کے وقت سکولز ہوتے تھے تین تین چار چار

میل دیہاتوں میں لڑکے پیدل چل کر پڑھتے تھے - سکول میں جو ماسٹر تھے وہ چٹائیوں پر بیٹھ کر ان بچوں کو تعلیم دیتے تھے - پہلی تعلیم اس وقت کی تعلیم سے بہت بہتر تھی - کیا وجہ ہے کہ اتنے سکول بھی ہمارے ہاں کھولے گئے مگر تعلیم بچوں کی بد سے بدتر ہو رہی ہے اس پر کئی دوستوں نے کافی کچھ کہا ہے - جو پسماندہ علاقے ہیں خاص طور پر میں اپنے ضلع میانوالی کی بات کروں گا - تحصیل عیسیٰ خیل پہاڑی علاقے ہے وہاں سکولوں میں پڑھانے کیلئے کوئی نہیں جاتا - کئی سکولز ہمارے ہاں ایسے ہیں مثلاً کندیاں اور کلمیری میں جہاں ہائی سکولز ہیں ہیڈ ماسٹر نہیں ہیں - اس طرح میں عرض کروں گا کہ کوالیفائڈ آدمی جو پڑھانے والے ہیں ہر سکول میں اپنے اپنے علاقے کے ہونے چاہئیں تا کہ لڑکوں کا تعلیمی معیار درست رہے باقی جو دیہاتی سکولز ہیں ان میں غیر حاضری کا کوئی حساب نہیں ہے یہ نہیں کہ وہاں لڑکے نہیں ہوتے دیہاتی بالکل اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں ان کو پورا علم ہے کہ انہوں نے بچوں کو پڑھانا ہے لڑکے بد دل اس لئے ہو جاتے ہیں کہ جب وہ سکول میں جاتے ہیں وہاں استاد نہیں ہوتا جب استاد موجود نہ ہو تو بچے کس طرح پڑھیں گے دیہاتوں میں جو تعلیم کی شرح ہے اس میں کمی آ رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں استاد پڑھانے والے نہیں ہوتے استانیوں کے متعلق یہ ہے کہ شہروں میں عام طور پر بچیاں پڑھی ہوئی ہوتی ہیں جبکہ دیہاتوں میں پڑی ہوئی نہیں ہیں وہ بچیاں شہر سے دیہات میں پڑھانے کیلئے جانا پسند نہیں کرتیں نہ ان کا دیہاتوں میں رہائش کا انتظام ہے اس لئے میں عرض کروں گا کہ گرلز پرائمری سکول کیلئے کوارٹر کا ہونا لازمی ہے تاکہ وہاں بچیاں آرام سے باپردہ اور حفاظت سے رہ سکیں

دوسرے فنی سکولوں کی بابت ڈائریکٹر صاحب نے بھی اور وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ فنی تعلیم لازمی ہے ہمارے میانوالی میں 65 ہزار ایکڑ رقبہ چشمہ Atomic energy کے لئے حاصل کیا گیا ہے لیکن اس علاقے کا کوئی ایسا آدمی نہیں جو ٹیکنیکل کام جانتا ہو ایک تو انہوں نے اپنا رقبہ چھوڑ دیا ہے اپنا گھر چھوڑ دیا ہے لیکن ان کو نوکری کیلئے میں نہیں کہہ سکتا چونکہ وہاں ٹیکنیکل کام ان بچوں کو نہیں

سکھایا گیا اور نہ ہی فنی تعلیم دینے کا کوئی انتظام ہے اس لئے ٹیکنیکل سکول چھوٹے اور بڑے ہر ضلع میں ہونے چاہئیں

باقی جو کالج ہیں ان کے متعلق عرض کرونگا کہ جس طرح لاہور میں اچھے کالجوں کی سہولتیں میسر ہیں اسی طرح ہر ضلع میں بہترین کالج کا ہونا ضروری ہے تاکہ دیہاتوں سے جو لڑکے لاہور آتے ہیں ان پر اخراجات کا بوجھ نہ پڑے کئی غریب بچے ہیں وہ خرچ برداشت نہیں کر سکتے اسلئے اپنے ضلع میں بہترین کالج ہو وہاں ہر قسم کی سہولتیں ہونی چاہئے ۔شکریہ ۔

جناب چیئرمین ۔شیخ صاحب

شیخ محمد اقبال ۔(چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ)

جناب چیئرمین میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے بھی آج خیالات کے اظہار کا موقع ملا ہے ۔ آج بحث ہو رہی ہے یا تجاویز پیش ہو رہی ہیں کہ تعلیم کو کیسے فروغ دیا جائے ۔ اس میں چند تجاویز پیش کروں گا سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ دیہاتی علاقوں کے جتنے سکول ہیں ان کو ضلع کونسلوں کی تحویل میں دے دیا جائے پچھلے سالوں سے جو سسٹم چل رہا ہے اس کے تجربے کے نتیجے میں یہ نکلا ہے کہ تعلیم پہلے سے بد تر ہوتی جا رہی ہے ۔ جب تک یہ سکول ضلع کونسلوں کے پاس نہیں ہوں گے اس وقت تک تعلیم کو فروغ نہیں ملے گا ۔ کیونکہ ضلع کونسلوں میں یونین کونسل کے ممبر ضلع کونسل کے ممبر چیک کرتے ہیں اور استاد صاحبان کو ڈر ہوتا ہے کہ اگر ہم سکول نہ گئے تو یہ میری غیر حاضری لگائیں گے اور ضلع کونسل میں میرے خلاف قرار داد پاس ہو گی تو میری یہ گذارش ہے کہ سکول ضلع کونسلوں کو واپس دے دیئے جائیں ۔ چند مہینے پہلے ایسی تجاویز پیش کی گئی تھیں اس کے خلاف ٹیچرز یونین نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا کہ جو نظام چل رہا ہے اسی طرح چلتا رہے تو اس میں انہیں فائدہ ہے ۔ اگر یہ سکول ضلع کونسلوں کی تحویل میں آ گئے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعلیم کو فروغ ملے گا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ٹیچرز یونین اور سٹوڈنٹس یونین کو آپ کلی طور پر ختم کر دیں جب تک یہ ختم نہیں ہوں گی تعلیمی ادارے صحیح طریقے پر نہیں چل سکیں گے ۔ جناب والا اگر آپ کی حکومت نے موجودہ حکومت نے یہ کارنامہ سرانجام نہ دیا تو اس کے بعد آنے والی کوئی سیاسی حکومت یہ کام نہیں کر سکتی ۔

جناب والا ایک تجویز ہے میں چونکہ ٹرانسپورٹر بھی ہوں ۔ سمجھا یہ جائے گا کہ یہ شاید اپنے لیے یہ بات کرتا ہے ۔

جناب چیئرمین اپنے لئے بھی کرنا چاہیے ۔

شیخ محمد اقبال جناب میں یہ گزارش کروں گا کہ بچوں کو رعایت ضرور ہونی چاہیے ۔

لیکن یہ طریقہ کار ختم کر دیا جائے کہ سو سو پچاس پچاس بچے چھٹیوں میں اور سکول ٹائم کے بعد بسوں کی چھتوں پر اور بسوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حادثات ہوتے ہیں ۔ ایسا قانون بنایا جائے کہ ہر بس سے سو دو سو یا پانچ سو روپے ماہوار فنڈ لیا جائے اور کالجوں سکولوں میں اس کو جمع کروا دیا جائے اور بچے ٹکٹ لے کر سفر کریں ۔ یہ تعلیم میں بہت بڑا ہرج ہے کہ بچے سارا دن بسوں میں سفر کرتے ہیں ۔ جناب تو گورنر ہاؤس میں بیٹھتے ہیں ہم سڑکوں پر جاتے ہیں ۔ ایک ایک بس میں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ بچے سکول ٹائم کے بعد رات کو اور چھٹیوں میں سفر کرتے ہیں ۔ رعایت ہونی چاہیئے ۔ لیکن اس کا طریقہ کار یہ نہیں ہونا چاہیے جس طریقہ سے آج کل یہ رعایت حاصل کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ میونسپل کمیٹی جھنگ کی دعا پیش کر رہا ہوں ۔ پچھلے مالی سال میں ہم نے نئے سکول کھولنے تھے ۔ ہم نے اساتذہ اور استانیوں کے لیے گنجائش رکھی تھی ۔ ڈی سی صاحب کو لکھا ۔ اے ڈی عاری صاحب نے اس پر رپورٹ کی کہ یہ 50 فی صد سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے ۔ ہم آپ کو منظوری نہیں دے سکتے ۔

ہمارے کمشنر صاحب بہت اچھے ہیں ۔ وہ جھنگ تشریف لے

گئے ۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارشات پیش کیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ایجوکیشن والوں سے Justification لکھوا کر بھیجیں کہ آیا واقعی آپ کو ضرورت ہے ۔ ہم نے ایجوکیشن والوں کو لکھا ۔ انہوں نے 93 آسامیوں کے لیے لکھا کہ میونسپل کمیٹی چھنگ کو 93 استاد اور استانیوں کی ضرورت ہے ۔ جبکہ ہم نے اساسیوں کے لیے لکھا ۔ ہمیں آج تک یہ منظوری نہیں ملی ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن میونسپل کمیٹیوں کو ضرورت ہے ان کے لیے پچاس فی صد کی شرط نہ رکھی جائے۔ شہروں کی آبادی آئے دن بڑھ رہی ہے ۔ دیہاتوں سے لوگ شہروں کو منتقل ہو رہے ہیں ۔ میونسپل کمیٹیوں کے لئے یہ شرط کہ پچاس فی صد سے زیادہ آپ خرچ نہیں کر سکتے اس میں سے ایجوکیشن اور صفائی کا عملہ نکال دیا جائے تاکہ ہم آئندہ بجٹ میں یہ آسامیاں رکھ کر نئے سکول کھول سکیں ۔ کیونکہ حکومت کی خواہش بھی یہ ہے ۔

کہ تعلیم عام ہو ۔ پرائمری تعلیم ہم میونسپل کمیٹی والے چلا رہے ہیں ۔ خاص طور پر بجٹ سے پہلے جون سے پہلے پہلے مہربانی فرما کر اگر کوئی ایسا مراسلہ ہے تو اس کو ختم کر دیا جائے یا اگر قانون میں ترمیم کرنی ہے تو اس میں پچاس فی صد والی شرط ختم کر دی جائے تاکہ ہم نئے سکول بنا سکیں ۔ نیا بجٹ آ رہا ہے ۔ پچھلے سال کا ہم نے یہ پاس کیا ہوا ہے اور دو سکول ہم آج تک اس وجہ سے نہیں کھول سکے کہ منظوری نہیں ہوئی ۔ شکریہ ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) :

جناب والا دوران گفتگو مردوں سے زیادہ میں خواتین سے مخاطب ہوں ۔ تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے بچے کی پہلی درس گاہ ماں کی گود ہے ۔ تمام مائیں اپنے بچوں کو اس طرح تربیت دیں اور پالیں کہ ان کی گود بچے کے لیے تعلیم و تربیت کا گہوارہ بن جائے ۔ ہمارے معاشرے کی اخلاقی قدریں گرنے کی جہاں اور بہت سی وجوہات ہیں ایک سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہماری ماؤں نے اخلاقی برائیوں تعلیمی معیار بچوں کو گھر میں ہر وقت بری باتوں سے روک تھام یہ پابندیاں ختم کر دی ہیں اور سمجھ لیا ہے کہ بچہ سکول چلا جائے ۔ اس کی اخلاقی تعلیم اور ہر قسم کی تربیت درسگاہ میں ہو جائے گی مائیں اپنی ذمہ داریوں سے ایک

طریقے سے وہ سبکدوش ہیں ۔ جب کہ یہ غلط ہے اور ہمارے تعلیمی معیاد کے لیے ناکافی ہے ۔ اس کے علاوہ میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ تعلیم کے لئے لوگوں کا رجحان پرائیوٹ سکولوں میں زیادہ بڑھ رہا ہے یہ نسبت سرکاری سکولوں کے یہ ایک نفسیاتی امر بھی ہے کہ سرکاری سکولوں میں تعلیم مفت مل جاتی ہے ۔ پرائیویٹ سکولوں میں ایک تو فیسیں دینے کا چارم ہے اور ایک یونیفارم وغیرہ کی attraction ہے جس کی وجہ سے عام طور پر دیہاتوں میں بھی میں نے یہ دیکھا ہے کہ جہاں پرائیویٹ سکول کھلے ہیں بچے زیادہ تر وہاں جا رہے ہیں اس لئے ہمارے سرکاری پرائمری سکولوں میں بہت کم تعداد میں بچے آ رہے ہیں ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ سرکاری اسکولز میں بھی تھوڑی بہت فیس ان اداروں میں لازمی ہونی چاہیے تاکہ فیس دے کر والدین بچے کو پابندی سے سکول بھیجیں ۔ شکریہ ۔

مس بلقیس خانم — (خاتون کونسلر ضلع کونسل ساہیوال)

جناب والا 25 مئی 1982ء کے پنجاب کونسل کے اجلاس میں میرا سوال نمبر 180 تھا جس میں میں نے ضلع ساہی وال میں گرلز مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کی گزارش کی تھی جو وزیر تعلیم صاحب سے مشورے کے بعد جناب گورنر نے منظور کر دی تھی مگر ابھی تک اس گرلز ہائی سکول کی منظوری کے بعد عمارت وغیرہ کے لیے کوئی کوٹھا نہیں ملا میں اس کی وضاحت چاہوں گی ۔ جناب والا ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جس طرح اب شہری سکولوں میں عربی کے پیریڈ ہوتے ہیں لیکن ابھی دیہی علاقوں میں اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے جو کہ میں بہت اہم سمجھتی ہوں تیسری بات یہ ہے کہ تعلیم بالغاں کے جو مراکز کھلے ہوئے ہیں وہ اتنی کامیابی سے نہیں چل رہے میں سمجھتی ہوں کہ ٹیچروں کی کم تنخواہوں کی وجہ سے وہ نہیں چل رہے ان کی تنخواہوں میں تھوڑا بہت اضافہ کریں کیونکہ جیسے کہتے ہیں کہ بوڑھے طوطے کو پڑھانا وہ بھی اسی طرح اپنا ذہن خرچ کرتے ہیں ان کی تنخواہیں زیادہ کر دیں تاکہ تعلیم بالغاں کے مراکز زیادہ سے زیادہ کامیابی سے چل سکیں ۔ شکریہ ۔

بیگم زبیدہ جعفری (خاتون کونسلر میونسپل کارپوریشن ملتان) ۔

جناب گورنر میں وزیر تعلیم کی تقریر سے یہ اخذ کر پائی ہوں

کہ آپ کی خواہش ہے کہ خامیاں خصوصاً دیہی پرائمری مدارس میں موجود ہیں انکے لئے تجاویز دی جائیں ۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دیہی مدارس کافی کھلے ہوئے ہیں ۔ لیکن وہ صرف کاغذات پر ہیں ۔ وہاں اساتذہ ہوتے ہیں نہ طلباء ہوتے ہیں ۔ میں نے ایک تجربہ ملتان کارپوریشن میں کیا ہے ۔ ملتان کارپوریشن کے کافی مدارس تھے لیکن وہاں بھی حالت غیر تسلی بخش تھی ۔ کبھی کوئی اساتذہ آتے کبھی نہ آتے بچوں کی تعلیم کا بہت نقصان ہو رہا تھا ۔ چنانچہ اسکی روشنی میں ایک تجویز پیش کی ۔ کہ اگر یہ ممکن ہو سکے ڈسٹرکٹ کونسل کے اراکین کی ایک کونسل بنائی جائے کہ وہ جاکر انکو چیک کرے ہو سکتا ہے جو اساتذہ غیر حاضر ہوتے ہیں اس خوف سے کہ ان کی چیکنگ ہو گی وہ اپنی حاضری دینے لگ جائیں ۔ دوسرے میں نے تعلیم کے معاملے میں کارپوریشن سے ایک پوسٹ ایجوکیشن آفیسر کی کری ایٹ کرائی تھی جسکی صرف ڈیوٹی یہ ہے کہ روزانہ وہ تمام پرائمری ہائی سکولز کو چیک کرتی ہے ۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا اس سال ہم نے ایک پرائمری امتحان سنٹر قائم کیا جس میں تمام پرائمری مدارس میں سے پانچویں جماعت کی طالبات کا امتحان لیا گیا اس کا خاطر خواہ اثر ہوا ۔ اساتذہ نے پڑھایا اور سرکاری وقت کے علاوہ اوور ٹائم بغیر کسی معاوضہ کے دیا ۔ اگر یہ کام دیہاتی مدارس کے لئے بھی کر لیا جائے ۔ اور ڈسٹرکٹ کونسل والے ایک ایک پوسٹ ایجوکیشن آفیسر کری ایٹ کریں جنکی صرف یہ ڈیوٹی ہو کہ وہ روزانہ مدارس کی چیکنگ کریں تو میں امید کرتی ہوں کہ خامی کافی حد تک دور ہو جائیگی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو نصاب خصوصاً پرائمری مدارس کا وہ بہت مشکل نصاب ہے ۔ ایک بچہ جسکی عمر پانچ سال ہے وہ 35 سیر کا بستہ اٹھا کر چلتا ہے چونکہ اس میں کئی کاپیاں ہوتی ہیں کئی مضامین کی کتابیں ہوتی ہیں یہ اسقدر مشکل ہے کہ بچہ ذہنی طور پر انکو برداشت نہیں کر سکتا ۔ اور خصوصاً دیہاتی علاقوں کے لئے نصاب بہت ہی نا مناسب ہے ۔ دیہات میں ہمیں ایسا نصاب دینا چاہیے ۔ جو وہاں کے معاشرے اور وہاں کے ماحول کے مطابق ہو دیہات میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جب ایک

بچہ 5 - 10 سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے والدین اسے اپنے ساتھ کام پر لے جاتے ہیں اور وہ اسے ورکنگ ہینڈ یا ارننگ ہینڈ سمجھتے ہیں - جب ایک بچہ کو ہم پرائمری سکول میں بھیجتے ہیں تو وہ 5 - 7 مضامین سائنس حساب جغرافیہ اسلامیات - معاشرتی علوم وغیرہ پڑھ نہیں پاتا - لازمی امر ہے کہ وہ بے دل ہو کر واپس چلا جاتا ہے - اگر ہم اس نصاب میں تھوڑی سی ترمیم کریں اسکو سہل بنائیں اور بچوں کو ماحول اور معاشرے کے مطابق نصاب دیں تو میں یقین سے کہہ سکتی ہوں آپکی تعلیم کو فروغ ہو گا نصاب میں ترمیم کرنے کے لئے بہتر ہو گا - کہ والدین کو بھی شریک کیا جائے - ماہرین نصاب کو شریک کیجے ان اساتذہ کو شریک کریں جو خصوصاً دیہات میں تعلیم دیتے ہوں - ان کو پتہ ہو گا دیہاتی بچے کا رجحان کس طرف ہے - اس نصاب میں زراعت ، مشینری ، بیج کا اچھا برا ہونا ایسی ایسی چیزوں کو شامل کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ بچہ ایسی تعلیم کی طرف زیادہ راغب ہو گا - نسبتاً ان مضامین کے جو ہم ان بچوں کو پڑھاتے ہیں یعنی سائنس فزکس وغیرہ اگر اس نصاب میں ترمیم کر کے اسکو سہل بنا دیا جائے - تو بہت اچھی بات ہو گی - تیسری بات اساتذہ کرام دیہی میں یہی چاہتے ہیں ایک بار پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایک استاد کی تنخواہ شہر کے جمعدار سے کم ہے - شہر میں ایک جمعدار غالباً لاہور میں 560 سے روپے زاید لیتا ہے اور ایک اساتذہ کی تنخواہ 345 یا 450 روپے ہے اگر اس میں اضافہ کر دیا جائے - تو ممکن ہے انکو کشش ہو اور اساتذہ وہاں جائیں اور خصوصاً خواتین دیہات میں نہیں جاتیں انکی عزت کا تحفظ نہیں انکو رہنے کو جگہ نہیں ملتی کئی استانیوں کو جب متعین کیا جاتا ہے تو انکا وہاں جانا محال ہوتا ہے وہ صبح ایک میں جانے کے لئے پکڑتی ہیں پھر آگے سے دوسری اور کئی میل پیدل چلنا پڑتا ہے تو مہربانی سے اس طرف توجہ دی جائے - ایک سب سے اہم بات ہمارے پی ٹی سی سنٹر سکولوں کے متعلق ہے جب لڑکیاں داخلہ کے لئے آتی ہیں خصوصاً میٹرک پاس تو وہ ڈومی سائل تو لاتی ہیں دیہات کا - کہ فلاں دیہات سے تعلق رکھتی ہوں اسلئے مجھے داخلہ کے لئے فوقیت دی جائے ترجیح دی جائے لیکن جب ہم نوکری

کے لئے انکو کہتے ہیں کہ وہ دیہات میں جائیں تو وہ جانے کے لئے وہاں تیار نہیں ہوتیں اسلئے ایک شرط عائد کردی جائے کہ جو لڑکی ڈومیسائل جس دیہات کا لائے اس پر لازمی ہو وہ تین برس وہاں ملازمت کرے پھر یتیم بچو کے تعلیم وتربیت کے لئے معذور بچوں کے لئے شہروں میں دارالفلاح قائم ہیں ہمارے یہاں بھی ہیں وہاں ان بچوں کو صرف دسویں جماعت کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ دسویں تک پڑھانے کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ اسے دوبارہ سڑک پر پھینک دیتے ہیں کہ جاؤ ٹھوکریں کھاؤ جو مرضی ہو سو کرو ۔ میں نے ملتان کے دارالفلاح کے لئے ایک تجویز پیش کی ہے اور اسکو پاس کرالیا ہے کہ یتیم بچہ ایک سال یا نو ماہ آپکے پاس رہیگا اسکے بعد آپ اسکو ٹیکنیکل سکول میں بھیج دیں ۔ وہاں سے ٹیکنیکل ٹریننگ دلوائیں تاکہ وہ خود کفیل ہو سکے ۔ اگر آپ ایسے دارالفلاح دیہات میں قائم کردیں اور وہاں بھی انکو اس قسم کی ٹریننگ دی جائے ۔ بیشک وہ آٹھویں کے بعد یا دسویں کلاس کے بعد ٹریننگ لے لیں تو بہت ہی اچھی بات ہے ۔ اور یہ ہمارے لئے بھی مفید ہوگا ۔ چونکہ یہ دیہی مدارس ہی آپکی ایک بنیاد ہیں اور آپکی بنیاد مضبوط استوار نہیں ہوں ہی اس وجہ سے آپکی بلڈنگ کسی صورت میں پائدار قائم نہیں ہوسکتی ۔ اسلئے برائے مہربانی اسطرف توجہ دیں ۔ جیسا میں نے عرض کیا ہے ویسا ہی کیا جائے ۔ بابر صاحب نے فرمایا تھا کہ مدارس ڈی نیشنالائز کئے جائیں ۔ حضور والا یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے ۔ آپکے لئے یہ نیشنلائزڈ سکول ایک سفید ہاتھی کی مانند ہیں آپکو آمدنی تو ایک پیسہ کی نہیں ہے لیکن خرچ بہت ہورہا ہے ۔ اور ادھر ان کا ڈی نیشنالائزڈ کرنا آپکے لئے مشکل ہے ۔ میں معذرت کے ساتھ کہونگی کہ وہاں جتنے اساتذہ کرام ہیں وہ کاہل ہوچکے ہیں وہ پڑھانے اور کام کرنے کی طرف کم توجہ دیتے ہیں تنخواہیں لینے کے لئے بالکل مستعد ہیں کیونکہ ان کو اب گریڈ کے مطابق تنخواہیں ملتی ہیں اور تمام مراعات انکو میسر ہیں ۔ پہلے ان سکولوں کو انجمنیں چلاتی تھیں ۔ وہ کام بھی خوب لیتی تھیں اور تنخواہیں بھی ٹھیک

سلتی تھیں ۔ لیکن اب یہ کسی سے نہیں ڈرتے کسی کی بات نہیں سنتے اب ہم کیا توقع کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ آئندہ کام کریں گے یا تو انکی ذہنی ٹریننگ ہو شاید وہ کام کر سکیں مگر یہ آپکے لئے مشکل بات ہے ۔ اگر ڈی نیشنالائزڈ ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ مشکل بات ہے ایک اور عرض کرنا چاہتی ہوں آپ کے پاس ایڈ ہاک سٹاف ہے ان کے لئے کچھ کیجئے ان کی عمر کا بہترین حصہ آپکے کالجز میں مدارس میں گذر گیا ہے ان کو اب کہا جاتا ہے کہ تم نے فلاں امتحان پاس نہیں کیا فلاں جگہ تم نہیں آئے ہم تم کو مستقل نہیں کرتے ۔ مہربانی کر کے اس کی طرف توجہ دیں ۔ شکریہ ۔

بیگم عارفہ طوسی (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن لاہور) ۔ جناب چیئرمین ! جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کسی قوم کو ذہنی وسعت دینے کے لئے تعلیم کا ہونا نہایت ضروری ہے اور جیسا کہ ہماری موجودہ حکومت تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دے رہی ہے اور بجٹ کا زیادہ حصہ تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کرونگی کہ ہمارے دیہات تعلیم میں بہت پیچھے ہیں ۔ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شہر میں الاونسز وغیرہ زیادہ ہیں اور دیہات کے اساتذہ کو شہر کی نسبت الاونسز کم ملتے ہیں یہ میں یہ تجویز کرونگی کہ اربن اور رورل ایریا میں الاونسز برابر ہونے چاہئیں تاکہ تعلیم کو فروغ ہو سکے ۔ دوسری وجہ یہ ہے دیہات میں سکول تک پہنچ بہت مشکل ہے جو ٹیچرز اربن ایریا سے دیہاتوں میں جاتے ہیں وہ چار پانچ میل پیدل چل کر جاتے ہیں اور بارش میں یا موسم جب خراب ہو تو وہاں جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے ۔ مجھے چند ایک دیہات میں جانے کا اتفاق ہوا ہے میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اساتذہ کا دیہات میں نہ جانا یہی وجہ ہے اور وہاں کے سکولوں کا بند ہونا بھی یہی وجہ ہے ۔ کیونکہ وہاں کی پہنچ ٹھیک نہیں ہے ۔ اگر اپروچ ٹھیک کر دی جائے ۔ تو اس سے بہتر نتائج سامنے آسکتے ہیں تیسری بات جو میں عرض کرنا چاہتی ہوں ہمارے لاہور میں بہت سی اسامیاں خالی پڑی ہیں ڈی پی آئی کی اسامی ابھی تک خالی ہے اور

ہم اپنے مسائل کسی کے آگے بیان نہیں کر سکتے ۔ برائے مہربانی اسکو جلد پر کریں تاکہ جو ہمارے ذہن میں تجاویز ہیں جو کام ہیں جو ہم نے لینے ہوتے ہیں وہاں کوئی ذمہ دار آدمی بیٹھا ہو ۔

جناب چیئرمین - میاں صاحب ۔ یہ ملتان والے کہہ رہے تھے کہ ہم سے کہہ ہی نہیں رہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بالکل کونے میں بیٹھتے ہیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خاں - جناب والا ۔ گوجرانوالہ رہ گیا تھا ۔

میاں شجاع الرحمن - (میئر لاہور میونسپل کارپوریشن)- جی ہاں دیکھئے اب باری آئی ہے ۔

جناب چیئرمین - جی ابھی کہاں لاہور کی تو ابھی باری آئے گی ۔ پہلے ملتان تہ ہو جائے ۔

میاں شجاع الرحمن جی ٹھیک ہے ۔

جناب لیاقت علی خاں - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان) جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کی جو پوسٹ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہم پوسٹ ہے ۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ پنجاب میں اس وقت جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر لگے ہوئے ہیں وہ زیادہ تر bad reputed آدمی ہیں ۔ محکمہ ایجوکیشن کے جو بدنام اشخاص ہیں زیادہ تر انہیں اکثر جگہوں پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر لگایا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین جو بدنام ہیں اس کی qualification یہ ہے کہ اگر ڈی ۔ ای ۔ او لگتا ہو تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب لیاقت علی خاں - جناب والا ۔ اس کی وجہ تو میں بتاتا ہوں کہ کیسے لگ جاتے ہیں جو honest ہیں وہ لگنا نہیں چاہتے کیونکہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کی بڑی Tiring Job ہے اور جو Corrupt ہیں ان کے لئے بڑی Lucrative پوسٹ ہے ۔ تو وہ کسی نہ کسی طرح سے کوشش کر کے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر لگ رہے ہیں ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو جو پچیس تیس فیصد شکایات آتی ہیں

وہ صرف اس وجہ سے آئی ہیں کہ اگر نیچے اچھے آدمی ہوں گے آپ تک شکایات زیادہ پہنچیں میں سمجھتا ہوں کہ اس پر وزیر تعلیم اور سیکرٹری تعلیم کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور یہ ایکسرسائز کرنی چاہیے کہ جو لوگ اس وقت لگے ہوئے ہیں ان کا ریکارڈ کیسا ہے۔ اور اچھے لوگوں کو ان کی جگہ پر لے کر آئیں۔ دوسری جو آج بحث ہوئی ہے اس میں دو پوائنٹس ایسے ہیں جن کی تقریباً سب نے تائید کی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ متفقہ فیصلہ ہے ایک تو یہ کہ رورل ایریا میں ایجوکیشن خاص طور پر جو Female ایجوکیشن ہے اس کی بہت بری حالت ہے لہذا اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ ایک اور بات ہے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سٹوڈنٹ یونین پر مکمل پابندی لگا دی جائے جناب والا رورل ایریا میں ایجوکیشن کی لوگوں نے بات کی ہے کہ وہاں رورل ایریا میں لازمی تعلیم کر دینی چاہئے تو میرا خیال ہے کہ جب تک آپ کے پاس وسائل نہ ہوں گے۔ سکول بلڈنگ نہ ہو گی یا ٹیچر نہ ہوں گے تو آپ سو فیصد لازمی تعلیم کیسے کریں گے۔ اس وقت حال یہ ہے کہ رورل ایریا میں female ٹیچرز جتنی بھی لگی ہوئی ہیں وہ شہروں کی رہنے والی ہیں اور ان کی اگرچہ حاضری لگ رہی ہے مگر وہ وہاں پر موجود نہیں ہوتیں اور رورل ایریاز کے سکول بند پڑے ہوئے ہیں مگر ہم جب بات کرتے ہیں کہ رورل ایریاز میں سکول اپ گریڈ کریں وہاں پر ہائی سکول کھولیں تو منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں جو Criteria رکھا ہوا ہے اس کے مطابق اپ گریڈ ہو سکتے ہیں آپ Criteria کو پکڑ کر بیٹھے رہیں رورل ایریاز میں نہ سکول اپ گریڈ ہوں گے نہ وہاں پر لڑکیاں سکول کریں گی نہ آپ کو ٹیچر ملیں گے نہ Literacy rate پانچ فی صد سے اوپر جائے گا تو میری گزارش یہ ہے کہ رورل ایریاز کے لئے یہ جو Criteria ہے اس کو توڑ دیا جائے۔ اگر آپ نے لٹریسی ریٹ کو اوپر لے جانا ہے اور خاص طور پر فیمیل سائیڈ پر تو اسے بڑھایا جائے۔

جناب چیئرمین — Vtew دیجئے اور آگے آئیے۔

جناب لیاقت علی خاں—بہتر جناب - جناب والا - سٹوڈنٹس یونین کے متعلق تقریباً سب لوگوں نے تائید کی ہے کہ اس پر پابندی لگا دینی چاہیے میرا خیال ہے کہ مغربی ممالک میں بھی سٹوڈنٹس کو اتنی آزادی نہیں ہے - جتنی پاکستان میں ہے اتنی جمہوریت دنیا کے کسی کونے میں نہیں ہے جس قسم کی ہمارے کالجز میں اور یونیورسٹیوں میں ہے - روز سٹوڈنٹ قتل ہو رہے ہیں اور حکومت خاموش تماشاء دیکھ رہی ہے - مجھے سمجھ نہیں لگتی کہ آپ لوگ یہ کیوں برداشت کر رہے ہیں جبکہ پنجاب کے تمام اضلاع کے الیکٹیڈ لوگ آپ سے کہہ رہے ہیں - آپ سے گزارش کر رہے ہیں تو آپ یہ حکم کیوں صادر نہیں کرتے کہ سٹوڈنٹ یونین پر پابندی لگا دی جائے - ایک بات فیس کے متعلق ہوئی ہے تو میں نے سنا کہ 1950ء میں ہائی سکولوں کی فیس چار پانچ روپے تھی جو کہ آج چالیس پچاس روپے کے برابر ہوتی ہے تو میں یہ نہیں کہتا کہ چالیس پچاس روپے فیس لگا دی جائے - مگر کچھ نہ کچھ فیس ضرور لگا دی جائے لوگ آپ کے معیار تعلیم سے اس وقت اتنے تنگ آچکے ہیں کہ یہ کچھ نہ کچھ فیس دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ آپ Quality of Education کو Improve کریں اور بے شک کچھ نہ کچھ nominal فیس ضرور لے لی جائے - چیئرمین پی اینڈ ڈی سے میں نے ایک Classification لینی تھی کل انہوں نے یہاں فگرز پڑھی تھی اس میں لکھا تھا کہ 1978ء سے لیکر 1983 تک 143 کروڑ روپے پرائمری ایجوکیشن پر خرچ ہوئے تھے جن میں سے 107 کروڑ روپے خرچ ہوئے - اگر یہ بات ٹھیک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ 40 فیصد پیسہ کس وجہ سے ایجوکیشن پر خرچ نہیں ہو سکا - بہرحال آئندہ کے لئے خاص خیال رکھا جائے اور P. C. کے حساب سے ایجوکیشن کے لئے پیسہ آپ کو ویسے ہی بڑھا دینا چاہیئے اور جو پیسہ ہے وہ مکمل طور پر خرچ ہونا چاہیئے شکریہ -

جناب چیئرمین - چیئرمین پی اینڈ ڈی موجود ہیں ۔ ۔ ۔ جی آپ آئیے

جناب محمد اکرم چوہدری - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال) - جناب چیئرمین دو پوائنٹس پر زیادہ زور دیا گیا ہے میں ان سے

بالکل متفق ہوں لیکن جن دو پوائنٹس پر میں ایک دو گذارشات کرنا چاہتا ہوں ان میں سے سب سے پہلے تو یہ ہے کہ دیہی ایریا میں خواندگی کی شرح کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے اور دوسرا پوائنٹس یہ ہے کہ روز بروز جو معیار تعلیم گررہا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں ۔ اور اس کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے ۔ تو میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے جس کی آج دوستوں نے تائید بھی کی ۔ جناب چیئرمین میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ چیز مشاہدے میں آئی ہے کہ جو بچے ہوٹلوں یا زمینداروں کے ڈیروں پر نوکری کرنے کے قابل ہوتے ہیں اس وقت انکی عمر تقریبا دس گیارہ برس ہو چکی ہوتی ہے ۔ تو دس گیارہ برس کی عمر تک پہنچنے میں وہ پرائمری تعلیم مکمل کر چکے ہونگے ۔ جناب والا دوستوں نے فیس کے متعلق بھی کہا ہے ۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ دیہاتی ایریا میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو نہایت غریب اور مزدور طبقہ پر مشتمل ہیں ان کے سکول میں نہ کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ غریب ہیں ۔ ان کے پاس بچے کو سکول میں قاعدہ اور تختی خرید کر دینے کے لے فائد پیسے نہ ہوں ۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح بچے کو کسی نوکری پر لگا کر پیٹ پالا جائے ۔ تو میں یہ کہونگا کہ اگر ہو سکے تو ان غریب لوگوں کو عشر و زکواۃ فنڈ سے مفت کتاب اور اور تختی خرید کر دی جائے اور انہیں سکول پہنچایا جائے ۔ میں یہ کہونگا کہ جب آپ تعلیم کو لازمی قرار دے دیں تو اس کے ساتھ عشر اور زکواۃ کمیٹی کو اس بات کا پابند کر دیں کہ اس گاؤں میں جتنے بھی غریب والدین کے بچے ہیں ان کو وہ تختی اور قاعدہ وغیرہ مہیا کریں اور پرائمری تعلیم کے تمام اخراجات عشر و زکواۃ کمیٹی اٹھائے ۔ وہ آسانی سے اٹھا سکتی ہے ۔ جناب والا۔ میرا دوسرا پوائنٹ معیار تعلیم کا ہے ۔ تو معیار تعلیم کے متعلق سب دوستوں کو معلوم ہے بلکہ کافی لوگ وضاحت کر چکے ہیں کہ پرائمری سکول کی سطح پر تکول ٹیچر بچوں سے اپنے مویشیوں کے لئے چارہ اور کھیتی باڑی کا کام لینا شروع کر دیتے ہیں ۔ پہلے تو اس کا تدارک کیا جائے تو جب بچہ مڈل سکول میں پہنچتا ہے تو ڈیکھنے

میں آیا ہے کہ وہاں سب سے پہلے دیکھا دیکھی سگریٹ پینا شروع کر دیتا ہے - اسی طرح وہ دوسرے شغل شروع کر دیتا ہے - اس کی کیا وجوہات ہیں کہ ٹیچر اور والدین کا بچوں کے اوپر صحیح کنٹرول ہی نہیں رہا - میں یہ کہونگا کہ بچوں کے والدین کو ایک یا دو ماہ بعد کوئی موقع مہیا کیا جائے کہ وہ سکول میں آئیں - ان کے بچے کی قابلیت کے متعلق پراگریس رپورٹ ان کو پیش کی جائے یا یہ نہ ہو سکے تو ہر ماہ ہر بچے کی تعلیمی قابلیت کی پروگریس رپورٹ بذریعہ ڈاک والدین کے پاس پہنچنی چاہیے کہ ان کے بچے نے اس ماہ میں کیا قابلیت یا کیا کارکردگی دکھائی ہے تاکہ والدین کے نوٹس میں آتا رہے کہ انکا بچہ کیسے چل رہا ہے یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ جب ایک سال کے بعد اساتذہ پراگریس رپورٹ بھیجنا چاہتے ہیں تو طلباء کلرک صاحبان سے ملکر وہ پروگریس رپورٹ بھی نکلوا لیتے ہیں - اس سلسلے میں اگر والدین کو آگاہ رکھا جائے تو میرے خیال میں کوئی بہتر صورت پیدا ہوگی - ایک اور بات جس کے متعلق کافی دوستوں نے کہا ہے وہ یہ کہ ہمارے سکول اور کالجز میں سیاست نے گھر کر رکھا ہے - جناب والا - میں یہ عرض کرونگا کہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کو ضلع کونسل کا چیئرمین بننے کے لئے اتنے اخراجات اور الیکشن campaign چلانا نہیں پڑتی جتنی کہ کالج کی یونین کا چیئرمین بننے کے لئے پورے ضلع میں الیکشن campaign کی جاتی ہے - جیپیں دوڑتی ہیں اور پتا نہیں کیا کچھ ہوتا ہے - اس کے بعد یونین کا نام آتا ہے کہ یہ پی - ایف - ایس ہے یہ جمعیت طلباء ہے - پتا نہیں کیا کچھ آجاتا ہے - اسلحہ اور فنڈ ساتھ ساتھ آتے ہیں - میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر ان سیاسی اکھاڑوں کو بند کر دیا جائے تو معیار تعلیم بلند ہو جائے گا -

جناب والا یہ لوگ بجائے اس کے کہ بچوں پر رحم کھائیں یہ ان کو غنڈے بنادیتے ہیں - اس کا تدارک کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر سوچنا ہوگا - جب یہ سوچا جاتا ہے کہ اس کا تدارک کیا جائے تو سب سے اہم مسئلہ جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ بچے strikes کر دیتے ہیں - اور بچوں کی strikes جو ہیں - کوئی بھی حکومت ہو اس کی کمزوری کی آئینہ دار ہوتی ہیں - جب بھی بچوں نے

کوئی strikes کی - تو اس سے حکومت نے آنکھ چرانے کی کوشش کی - میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا - ہم سب آپکے ساتھ ہیں - ان بچوں کو ان طلباء کو الٹا لٹکا دیا جائے - ان کو ختم کر دیا جائے اس strikes کے ساتھ نہایت سختی سے نپٹا جائے - اور اس کی حوصلہ شکنی کی جائے - جب یہ حکومت سوچتی ہے کہ اس سے strikes کو ہوا ملے گی اور دوسری سیاسی جماعتیں اس میں شامل ہوں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پیچھے ہٹ گئی ہے - جب تک حکومت پورے حوصلے کے ساتھ اس کی حوصلہ شکنی نہیں کرے گی - اس وقت تک کام نہیں چلے گا -

اس مرحلہ پر

(ظہر کی آذان سنائی دی -)

جناب چیئرمین—آپ کا وقت پہلے ختم تھا - اب آپ آئیے سردار صاحب -

سردار محمد عارف خان—(وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) - جناب والا - جو باتیں پہلے کہی گئی ہیں میں ان کو نہیں دہراؤں گا - مڈلنٹس فیڈریشن وغیرہ کے ہم بھی سخت خلاف ہیں - اس پر ضرور پابندی لگائی جائے - میں چند تجاویز پیش کروں گا جناب والا - جب ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس پرائمری تعلیم ہوتی تھی - اس وقت کا ریکارڈ دیکھیں اور اب ریکارڈ دیکھیں اس میں آپ کو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا - میری پہلی تجویز جنابوالا یہ ہے کہ پرائمری تعلیم کو علیحدہ کر کے ڈسٹرکٹ کونسل کو دے دی جائے اور دوسرا یہ ہے کہ گاؤں میں جتنے بھی بچیوں کے سکول ہیں ان میں سے 80 فیصد بند رہتے ہیں استانیاں سکولوں میں جاتی نہیں ہیں کیوں کہ اکثر اوقات استانیاں یہاں لاہور سے جاتی ہیں وہ دیہاتوں میں بالکل نہیں جاتی ہیں اور اس سلسلہ میں ڈی - ایم - ایل - اے صاحب جب قصور گئے تھے تو اس کے متعلق ان کو بھی بتایا گیا تھا اور وہاں پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر صاحب نے یہ بتایا تھا کہ ہمارے پاس جو eriteria ہے اس کو تبدیل کیا جائے اس کے علاوہ ہم وہاں پر دوسری استانیوں کو فی الحال تعینات

نہیں کر سکتے جناب والا ۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک رجسٹر رکھا جائے جو بھی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر یا اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اس علاقہ میں معائنہ کے لئے آئے وہ یونین کونسل کے رجسٹر میں اس دورے کا اندراج کرے کہ آج میں نے فلاں گاؤں میں فلاں سکول کا معائنہ کیا ہے یہ لوگ گھروں میں بیٹھ کر جھوٹے دورے بناتے ہیں اور وہاں پر اپنے دفتروں میں بیٹھ کر اساتذہ سے رجسٹر منگوا لیتے ہیں اور ان میں اندراج کر لیتے ہیں کہ ہم نے اس سکول کا معائنہ کیا ہے اور فلاں دیہات کا دورہ کیا ہے اور فلاں دیہات میں فلاں سکول کو دیکھا ہے درحقیقت یہ کسی بھی سکول میں نہیں جاتے ہیں میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ کسی بھی جگہ پر آپ پرائمری سکول میں چلے جائیں پانچویں جماعت کے بچے کو کوئی کتاب دے دیں اور اس کو کہیں کہ اس کو پڑھو ۔ تو وہ ایک لفظ بھی صحیح نہیں پڑھ سکے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک استاد ہوتا ہے اور 5 کلاسیں ہوتی ہیں ہر کلاس میں سو یا ڈیڑھ سو بچہ ہوتا ہے وہ ان تمام کلاسوں کو تو وقت نہیں دے سکتا وہ ایک وقت میں ایک کلاس کو پڑھاتا ہے تو وہ جس کلاس کو پڑھا رہا ہوتا ہے اس کے علاوہ باقی تمام کلاسوں کے لڑکے وہاں سکول میں موجود شرارتیں کر رہے ہوتے ہیں اور استاد کا ان پر کوئی کنٹرول نہیں ہوتا اس کے علاوہ میں نے دیہاتوں میں یہ بھی دیکھا ہے کہ استاد وہاں پر بہت کم سکول کھولتے ہیں ۔ اگر کھولتے بھی ہیں تو وقت پر تو کبھی بھی سکول نہیں کھولتے مثلاً اگر سکول لگنے کا وقت صبح سات بجے کا ہے ۔ تو استاد صاحب دس یا گیارہ بجے وہاں گاؤں میں پہنچیں گے ۔ اور وہاں پر بچوں کو اپنے ساتھ باہر لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے لے جائیں گے ۔ یا اپنے مویشی چرانے کے لئے ان کو لے جائیں گے ۔ تو اس وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو سکولوں میں نہیں بھیجتے ہیں کہ جب ان کے بچوں نے اساتذہ کے مویشی ہی چرانے ہیں ۔ یا ان کے لیے لکڑیاں ہی لانی ہیں تو وہ کیوں نہ اپنے گھر کا کام کریں اس پر سختی سے پابندی لگائی جائے ۔ اور خاص طور پر یونین کونسل کے چیئرمین کو یہ اختیار دیا جائے یا ممبر یونین کونسل کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ سکول کا معائنہ کر سکے

اور جہاں پر استاد نہ ہوں ۔ ان غیرحاضری لگا سکے ۔ ایک بہت ضروری بات یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی گذشتہ اجلاس میں ایک سوال دیا تھا جس کا نمبر 2.59 تھا ۔ اس وقت وزیر تعلیم چھٹہ صاحب تھے ۔ انہوں نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ جو سکول قیوم ہائے گئے ہیں ان کا جو ministerial staff ہے ایک ماہ کے اندر اندر انکی فہرست بنا کر ان کا گریڈ مقرر کیا جائے گا لیکن وہ ماہ بھی گذر گیا ان کا ابھی تک کچھ نہیں بنا ہے ۔ اس وقت Ban تھا ۔ کہ جب تک ان کا کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا کوئی Promotion نہیں ہو گی ۔ اب Ban ختم ہو گیا ہے ۔ ان کی List نہیں بنی ۔ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے ۔ اس کی امداد فرمائی جائے ۔ اس کا کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے ۔

— شکریہ —

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں — (میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ)

جناب والا ۔ اس وقت ہم قومی المیہ پر بحث کر رہے ہیں صوبہ پنجاب اپنے ترقیات کا تقریباً 11 سے 12 فیصد حصہ اس مد میں خرچ کر رہا ہے اور تقریباً 110 کروڑ روپے تین سالوں میں خرچ ہوئے ہیں ہم اپنے ہدف کو کافی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور اللہ کے فضل سے کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے ۔ چونکہ اسوقت چھٹے پنج سالہ منصوبے کے لئے suggestions مانگی گئی ہیں ۔ اسلئے میں یہ گذارش کروں گا ۔ کہ یہ جو اعداد شمار تھے کہ اس مد میں allocation کو کم کر دیا جائے یہ میرے خیال میں درست نہیں میں یہ عرض کروں گا کہ اس مد میں رقم کو یا تو اتنا رکھا جائے یا اسے بڑھا دیا جائے ۔ اس کے علاوہ اس مد کے اخراجات maintenance پر utilization پر consolidation پر ہونے چاہئیں ۔ جو سکول پہلے قائم کئے گئے ہیں ان پر توجہ دی جائے utilization consolidation and maintenance سے میری مراد یہ ہے کہ جتنے سکول قائم کئے گئے ہیں ان سے پوری طرح استفادہ حاصل کیا جائے ۔ اس کے لئے اس سلسلہ میں عوام کے نمائندے بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں پہلے تو والدین کو راغب کیا جائے کہ

وہ اپنے بچوں کو سکولوں میں بھیجیں اوراس کے بعد بتدریج ہم اس سطح پر پہنچ سکتے ہیں کہ پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے ۔ اگر یہ وقتی طور پر ممکن نہ ہو تو بتدریج ہم اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں اس کے علاوہ میری گذارش یہ ہے کہ پرائمری تعلیم پہلی سے چوتھی تک کی جائے اور ان اداروں میں مخلوط تعلیم رائج کی جائے ۔ اوران میں معلمات کی تعیناتی کی جائے اس طرح ہمارے اخراجات میں بہت زیادہ کمی واقع ہو جائے گی ۔ دوسری میری گذارش یہ ہے کہ جس طرح ہم سیکٹر میں پبلک participation کی بات کرتے ہیں ہم لوگوں کو اس بات پر مائل کرتے ہیں کہ وہ سکولوں کے لئے فرنیچر ، جگہ ، عمارت مہیا کریں ۔ جناب والا پبلک participation کی ایک صورت یہ بھی ہے ۔ کہ والدین سے کچھ فیس وصول کی جائے لیکن یہ معمولی سی ہو ۔ اگر حکومت اس چیز پر مائل نہ ہو تو پھر بلدیاتی لوکل اربن کونسل جو حکومت کا بہت بڑا بوجھ اٹھا رہے ہیں ان کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنے اداروں میں جن پر اپنے ترقیاتی اخراجات کا بہت زیادہ حصہ خرچ کر رہے ہیں وہاں یہ nominal فیس چارج کر لیا کریں ۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ معیار تعلیم کی طرف ہمیں خصوصی توجہ کرنی ہوگی صرف سکول کھول دینے سے استاد مہیا کر دینے سے ہم شرح خواندگی کو نہیں بڑھا سکتے ہمیں بچوں میں اس بات کا احساس پیدا کرنا ہو گا کہ ہم نے یہ ملک کیوں حاصل کیا اس ملک کی اساس کیا تھی دینی تعلیم نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان کی تعلیم کو نصاب تعلیم میں زیادہ نمایاں مقام ملنا چاہیے اس کے علاوہ تعلیمی ڈھانچے کی ایک اہم بات یہ ہے کہ پرائیویٹ سکول جو کھل رہے ہیں ان کو کس دائرہ کار میں رہتے ہوئے ان کے لیے کوئی کوڈ آف کنڈیکٹ تیار کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے خصوصی طور پر ان اداروں کی جو کمرشل بنیادوں پر نہیں چلائے جا رہے اور جن کو کوئی رفاہی ادارے چلا رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ یہاں ڈی نیشنلائزیشن کی بات بھی ہوئی ہے میں اپنے ساتھیوں کے خیالات کی بھرپور تائید کرتا ہوں کہ وہ انجمنیں یا وہ ادارے جو ان کو رفاہی طور پر چلا رہے تھے اور اساتذہ کو مناسب تحفظ دئیے ہوئے تھے کیونکہ آج اساتذہ صرف اسلئے مخالفت کر

رہے ہیں کیونکہ انہیں یہ احساس ہے کہ ہمیں سروس کا تحفظ نہیں ہو گا ان اداروں میں اساتذہ کو ملازمت کا تحفظ دیتے ہوئے ذی نیشنلائزیشن کر دینی چاہیے ۔ اس کے علاوہ میں اپنی بہن کی اس تجویز کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں خواتین کے لئے ایک الگ یونیورسٹی ہونی چاہیے ۔ یہ اس وقت حکومت کے لئے موقع ہے اور خواتین کی ضرورت ہے اس لئے یہ یونیورسٹی ضرور ہونی چاہیے اس کے علاوہ وہ فرد جو اس پورے نظام کو چلا رہا ہے جو اس پورے نظام کی کامیابی کا ضامن ہے اس کی طرف بھی توجہ کی جانی چاہیے اس کے معیار کو بلند کیا جانا چاہیے اس کو ضروری سہولتیں دینی چاہیں رورل الاؤنس ملنا چاہیے ۔ میں ایک بات بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس ایوان میں ان لوگوں نے جو نمائندگی کا دعوی کرتے ہیں انہوں نے اس ادارے کو ختم کرنے کی تجویز پیش کی ہے جو کہ نمائندگی کا حق ادا کر رہے ہیں کسی نظام میں خرابی ہو سکتی ہے وہاں کوئی تخریبی کام ہوا ہو گا ۔ لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان اداروں کو بالکل ختم کر دیا جائے جہاں جہاں غلط کام ہوا ہے وہاں اس کی اصلاح کی جائے لیکن نظام کو ختم کرنا کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہو گا بلکہ ان بچوں کی مناسب تربیت ہونی چاہیے وہ لوگ جو ان کی نمائندگی کرتے ہیں ان کا کوئی معیار مقرر کیا جائے تاکہ وہ صحیح طور پر ان بچوں کی ان اداروں کی نمائندگی کر سکیں ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ آپ یونین کی بات کر رہے ہیں ۔

ڈاکٹر کیپٹن اشرف ارائیں ۔ جی ہاں ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یونین رہنی چاہیے ؟

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان اداروں میں جہاں کوئی تخریبی کام ہو رہا ہے اس کی اصلاح کی جانی چاہیے لیکن اس نظام کو ختم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بعض جگہ پر یہ لوگ تعمیری کام بھی کر رہے ہیں (قطع کلامیاں)

سیدہ ساجدہ نور عابدی ۔ معزز رکن کی یہ بات ٹھیک ہے کہ خواتین کی الگ یونیورسٹی ہونی چاہیے

بیگم نجمہ حمید جناب والا تعلیمی اداروں میں جمہوریت صرف تعلیمی اداروں میں کیوں ہو کر رہ گئی ہے جمہوریت اگر اوپر نہیں ہے تو نیچے سے آپ کیوں شروع کر رہے ہیں

جناب اشفاق شاہد ۔ جناب والا جب ملک میں سیاست بند ہے تو تعلیمی اداروں میں سیاست کیوں چل رہی ہے ہم اپنے بچوں کو بھیڑوں کی طرح وہاں بھیجتے ہیں معصوم بچے ہوتے ہیں وہ جب وہ وہاں پلتے ہیں تعلیم حاصل کر لیتے ہیں تو وہ بھیڑیے بن جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے

جناب چیرمین ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ وہ out of conviction کہہ رہے ہیں یا ویسے ہی کہہ دیا ہے

جناب حاجی محمد اسلم بٹ (میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) جناب والا نظام تعلیم کو بہتر بنانے کیلئے تعلیم کو عام کرنے کیلئے ملک سے جہالت ختم کرنے کا جو عظیم کوشش اس حکومت نے کی ہیں اس کیلئے ہم آپ کے شکرگزار ہیں ۔ سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ ہی تعلیمی معیار کم ہوا ہے ۔ میرے خیال میں جو تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لئے گئے تھے ان کو واپس کردینا چاہیے ۔ کوئی بھی ادارہ ہو حکومت اس کو بہتر طور پر نہیں چلا سکتی میرے خیال میں عوام اس کو بہتر طریقہ پر چلا سکتے ہیں ۔ اس کی مثال میں آپ کو یہاں دیتا ہوں ۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ بات تعلیم کی ہو رہی ہے اور مثال ٹرانسپورٹ کی دی جارہی ہے ابھی دو روز کی بات ہے میں نے اخبارات میں پڑھا کہ ٹرانسپورٹ جس پر اربوں روپیہ لگا ہوا ہے خسارے میں جارہی ہے ۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آجکل لوگ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ میں روپے کے ساتھ آنے دینے کو اپنی بسوں کو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ میں ڈال رہے ہیں پھر بھی پیسہ کماتے ہیں لیکن جہاں حکومت کا اربوں روپیہ لگا ہوا ہے وہ ادارہ نقصان میں جاتا ہے ۔ یہی حال تعلیمی اداروں کا ہے جس پر کروڑوں اربوں روپے کے

حساب سے سرمایہ لگتا ہے اور اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے صفر نکلتا ہے اسلئے میری یہ التجا ہے میری یہ درخواست ہے کہ ان اداروں کو واپس کردیا جائے۔ (قطع کلامیاں) میں پھر یہاں ایک مثال پیش کروں گا اور مثال پنجابی میں دوں گا کہ اک آدمی پنڈ توں شہروچ ایا تے رستے وچ اس نے اک دکان دیکھی جتھے پکوڑے وک رہے سن۔ اس نے اوھدے کول دوانی دے پکوڑے کے لئے دکاندار نے دونی واپس کردتی اس نے سوچیا دوانی دے لئے تے دوکاندار نے دوانی سینوں واپس کر دیتی اے۔ تے ایدے وچ انے اجے وی کوئی پیشے کمائے نیں۔ اس واسطے میری اے گذارش ہے کہ اے ادارے سائے کولوں کڑوراں اربواں روپے لیندے نیں۔ لیکن اجے وی اے سمجھدے نیں کہ اسی نقصان وچ جارے آں۔ اس لئے بہتر یہ ہو گا کہ اس کو واپس کیا جائے۔ دوسرا اساتذہ کے معیار زندگی کو بلند کیا جائے سکولوں میں جبری ٹیوشن کو ختم کیا جائے۔ امتحانات میں ہونے والی دھاندلی اور ناجائز ذرائع کو روک تھام کی جائے پرائیوٹ تعلیمی اداروں کے لئے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے پرائمری سکولوں میں اسلامی تعلیمات پر توجہ دی جائے۔ سکولوں میں قاری رکھے جائیں۔ اس سے بھی ضروری ایک بات یہ ہے کہ فنی تعلیم کی طرف توجہ دی جائے بلکہ اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے شکریہ۔

حاجی محمد علی (جوئر مین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)۔ جناب چیرمین میں تقریر کرنا نہیں چاہتا صرف ایک نکتہ پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ کالجوں میں سیاست کو عمل دخل نہیں ہونا چاہیے یہ گندے ذہنوں کی پیداوار ہے جو لیڈر شپ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی پیداوار ہے، جو لوگ ان یونین والوں سے تخریبی کارروائیاں کراتے ہیں اور طالب علموں اور اساتذہ سے تخریبی کارروائیاں کراتے ہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا یونینوں کو کالج میں مکمل طور پر بند کر دینا چاہیے اور ان کا کالجوں میں کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے یہ گندے ذہنوں کی پیداوار ہیں ان کی پیداوار ہیں جو لیڈر بننا چاہتے ہیں اور ملک میں تخریبی کارروائیوں کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بس مجھے یہی عرض کرنا تھا۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین - جناب والا لیڈر شپ کا غلاظت سے تو کوئی تعلق نہیں - فاضل رکن کو اپنے یہ الفاظ واپس لینے چاہیں -

جناب چیرمین : وہ دیکھیں بیگم صاحبہ کیا کہہ گئیں -

جناب حاجی محمد علی - جناب والا میں بیگم صاحب کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ میں ان لیڈروں کی بات نہیں کر رہا بلکہ ان لیڈروں کی بات کر رہا ہوں جو تخریب کاری میں مبتلا ہوتے ہیں - جو ملک کو برباد کرنا چاہتے ہیں ملک کے دشمن ہیں اور قوم کے دشمن ہیں - میں نے تو صرف ان کی نشاندہی کی ہے -

جناب چیرمین - ٹھیک ہے -

رانا نذیر احمد خاں (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالا) جناب والا - میں عرض کروں گا کہ تعلیمی اداروں میں یونین کو ban کرنے کے لئے اس ایوان میں ہم سب متفق ہیں - میں جامعہ پنجاب کا طالب علم رہنے کی حیثیت سے اس پر تفصیل سے عرض کروں گا کہ اس فیصلے کے بعد کیا نتائج برآمد ہوں گے میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں فیصلہ تو ویسے اکثریت کا ہوگا - جناب والا میں جامعہ پنجاب کا طالب علم رہا ہوں اور میں جامعہ پنجاب کے اندرونی حالات سے واقف ہوں یہ تو میرے سامنے بزرگ ہیں اور میں ان کا طالب علم رہا ہوں اور حال ہی میں میں وہاں سے میں گریجوایشن - اور ایم اے کیا ہے جب ہم یونین کے الیکشن لڑتے تھے تو میں نے دیکھا ہے کہ طوفان بد تخیری یہ جو سیاست آتی ہے یہ اساتذہ کے رنگ ذریعے آتی ہے طالب علموں سے ڈائریکٹ کوئی بھی سیاسی جماعت رابطہ قائم نہیں کرسکتی یہ جو ساری کی ساری سیاست ہے اس میں سیاسی جماعتیں ملوث ہوتی ہیں وہاں پر جو غنڈہ گردی ہوتی ہے یا اسلحہ سپلائی کیا جاتا ہے یا ہماری معاشی امداد کی جاتی ہے یہ سب کچھ اساتذہ کے ذریعے طالب علموں کو پہنچایا جاتا ہے تو جناب والا - میں عرض کروں گا کہ تعلیمی اداروں میں یہ جو اساتذہ کی تنظیمیں ہوں یا جو گروہ بندی ہے اس پر اگر آپ کڑی نظر رکھیں تو تعلیمی اداروں کا ماحول 1970 سال سے پہلے کا ہو جائے گا اور وہاں پر جو تعلیمی سرگرمیاں

گئوں کی اور یونین کی سرگرمیاں ہونگی ان میں سیاست ملوث نہیں ہوگی کیونکہ وہاں پر اساتذہ سیاست پیدا کرتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق اپنے ڈیپارٹمنٹوں میں داخلے کرواتے ہیں اور پھر گروہ بندی ہوتی ہے اور اس سے تعلیمی اداروں کا ماحول خراب ہوجاتا ہے اس وجہ سے ہمارے جو بزرگ یہاں بیٹھے ہیں ان کو غنڈہ گردی نظر آتی ہے ان کو وہاں پر بگڑا ہوا ماحول نظر آتا ہے اور اس میں وہ حق بجانب ہیں کہ وہاں پر غنڈہ گردی ہے وہاں پر ماحول خراب ہے میں سمجھتا ہوں اور جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ اس ملک کی آخری منزل جمہوریت ہے اگر ہم نے تعلیمی اداروں میں یونین کی سرگرمی پر پابندی لگا دی تو میرا خیال ہے کہ ہمارا جو بنیادی پلیٹ فارم ہے اور جہاں سے ہمارے طالب علم سیاسی طور پر بھی ٹرینڈ ہو کر آتے ہیں وہ ختم ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں جو ماحول ہے وہ دو گروہوں میں بٹا ہوا ہے ایک کہتا ہے کہ یہ سبز گروہ ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ سرخ گروہ ہے اگر آپ نے ان پر یہ پابندی لگا دی تو یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں گے کیونکہ ان کے لئے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا کوئی پلیٹ فارم ہی نہیں رہے گا پھر ان کو بہکانا سیاستدانوں کے لئے اور آسان ہو جائے گا یونین والوں کو یہ پتا ہے کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے اگر آپ یونینوں میں یا تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی ختم کرنا چاہتے ہیں تو اساتذہ کی تنظیموں یا اساتذہ کی گروہ بندیوں کو ختم کرنا چاہیے۔

اس کے بعد جناب والا۔ میں یہ گذارش کرنا چاہتا تھا کہ وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا ہے اس بات کی نشان دہی کریں کہ دیہاتی علاقوں میں تعلیم سے عدم دلچسپی کی جو فضا پیدا ہوگئی ہے اس کو کیسے ختم کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ دیہاتوں میں عدم دلچسپی کی فضا پیدا ہی نہیں ہوئی اگر تمام کے تمام دیہاتی علاقوں کا سروے کیا جائے یا کوئی ایکسر سائز کی جائے تو واضح ہو جائے گا کہ دیہاتی بچوں کے والدین خود یہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے پڑھیں جیسے حکیم صاحب نے فرمایا ہے

کہ اساتذہ گاؤں کی طرف جا رہے ہوتے ہیں اور طالب علم اپنے سائیکلوں پر شہر کی طرف آ رہے ہوتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ گاؤں میں کوئی پڑھانے والا ہی نہیں ہے اگر دیہاتوں میں اساتذہ جائیں اور وہاں پر ان کو پڑھائیں تو کوئی بھی ایسا والد نہیں ہے جو اپنے بچے کے بارے میں یہ چاہتا ہو کہ اس کے بچے کو تعلیم نہیں ملنی چاہیئے ہر گاؤں میں اتنے سکول اب تک کھل چکے ہیں کہ مزید کھولنے کی بالکل ضرورت نہیں اگر ان کو صحیح طریقے سے چلایا جائے ان کی نگرانی کی جائے اور ان میں اساتذہ آ کر پڑھائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خواندگی کی جو شرح سات فیصد ہے وہ آپ دیکھیں گے کہ دو تین سالوں میں وہ پچاس فیصد سے زیادہ ہوجائے گی ہم والدین سے پوچھتے ہیں کہ آپ بچے کیوں نہیں بھیجتے وہ کہتے ہیں کہ اگر وہاں پر بھی انہوں نے کھیلنا ہے تو گھر پر ہی کیوں نہ کھیل لیں جب وہاں پر پڑھنا ہی نہیں تو کیوں اپنے بچے کو سکول میں بھیجیں جو اساتذہ ہیں وہ یونین کے سرگرم رکن ہوتے ہیں سارا دن کچہریوں میں اور دفتروں میں جا کر گزارتے ہیں بستہ طلبا کے ہاتھوں میں ہوتا ہے مگر گاؤں میں ان بچوں کو پڑھانے والا کوئی موجود ہی نہیں ہے۔

جناب والا۔ ایک اور مسئلہ ہے گوجرانوالا میں ہمارے مڈل سکول بند پڑے ہیں 145 ۔ سی ۔ ٹی اور ایس ۔ وی ۔ اساتذہ کی سیٹیں خالی پڑی ہیں اور ٹرینڈ اساتذہ ہمیں نہیں ملتے وہاں پر ہم انٹرینڈ اساتذہ بھی نہیں لگا سکتے اس وجہ سے ہم نے جتنے نئے سکولوں کا اجراء کیا ہے ان میں استاد ہی نہیں ہیں اور سکول بند پڑے ہیں اسلیئے میری گذارش ہے کہ جتنی دیر سی ۔ ٹی ۔ اور ایس ۔ وی ۔ اساتذہ ہمیں نہیں ملتے ان پر انٹرینڈ اساتذہ لگانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہاں پر تعلیمی ادارے کھل سکیں کیونکہ ایک سو پچاس کے قریب اسامیاں گوجرانوالا میں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا فاضل رکن نے فرمایا ہے کہ یہاں کالجوں میں سیاست کی ٹریننگ دی جاتی ہے تو میں عرض کرونگا کہ وہاں پر پڑھائی کرائی جاتی ہے سیاسی ٹریننگ نہیں دی جاتی۔

چوہدری اختر علی ۔ جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ پلاننگ ڈویژن جب کہ اسکے مطابق عمل جائے ۔ منصوبہ بندی کرتا ہے تو آپ نے فارمولا تعین کر رکھا ہے

میں یہ عرض کرونگا کہ ضلع کونسل کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے ضلع میں پرائمری سکول مڈل سکول یا ھائی سکول جو ترجیحی بنیادوں چاھیں وہ کریں جہاں سے ھمیں الاٹمنٹ کرکے دی جاتی ہے میں سمجھتا ھوں بلکہ یہ اچھی بات نہیں ہے یہ ھم پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ ھم لوگوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ھیں اور ان کی ضرورت کے تحت ھی ان کی پلاننگ کریں گے

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ھم اکھٹے بیٹھکر کریں گے ۔

چوھدری اختر علی ۔ اگر پرائمری سکول زیادہ ھونے ۔اھیں تو م پرائمری سکول لے لیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ ھو گیا ۔

چوھدری اختر علی ۔ اگر ھائی سکول لینا چاھیں تو ھائی سکول لے لیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ ھو گیا ٹھیک ہے

چوھدری اختر علی ۔ جناب والا سائینس لیبارٹریز تو ھم نے بنادی ہے لیکن سائینس کے اساتذہ نہیں ھیں اساتذہ کے بغیر سکول کا کیا فائدہ جب سکول چل ھی نہیں رھے تو پیسے بھی ضائع ھو رھے ھیں اس سے کوئی مقصد حل نہیں ھو رھا

نوبزادہ مظفر علی خان ۔ جناب والا میری گزارش اور چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں سب سے زیادہ توجہ تعلیم پر دی جائے اس شعبہ میں زیادہ سے زیادہ فنڈ مختص کئے جائیں کیونکہ جب آپ لوگوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر دیتے ھیں تو وہ خود بخود کام کرنے کے قابل ھو جاتے ھیں اسلئے یہ بنیادی چیز ہے جناب والا یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ پڑھا لکھا آدمی مزدوری نہیں کرے گا یا وہ اچھا کسان نہیں بنے گا تو ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ یہ بات درست نہیں ہے مزدور بھی وھی اچھا ھوگا جو تعلیم یافتہ ھوگا اور آج کا کسان بھی وھی اچھا ھوگا جو تعلیم یافتہ ہے حتیٰ کہ انسان بھی وھی اچھا ھوگا جو تعلیم یافتہ ھوگا ۔ جناب والا ۔ میری گزارش ہے کہ نئے تعلیمی ادارے قائم ادارے کرنے

کے ساتھ ساتھ جو موجودہ ادارے ہیں ان کو consolidate کیا جائے اور ان کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کی جائے -

جناب والا سیدہ عابدہ صاحبہ نے بالکل درست فرمایا ہے کہ اساتذہ کو نئے نئے گریڈ دینے کے ساتھ یہ ہدایت بھی کی جائے کہ وہ اپنے پیشہ وارانہ فرائض کو خوش اسلوبی سے سر انجام دیں کیونکہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ معیار تعلیم انحطاط پذیر ہے -

جناب چیئرمین اور اسکے ساتھ کردار بھی

نوابزادہ مظفر علی خان - جناب والا - وہ سب چیزیں اس میں آتی ہیں - اس کے علاوہ پرائمری اسکولوں کے سلسلے میں حکومت نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ لوگ ان کو عمارتیں وغیرہ خود اپنی مدد آپ کے تحت دیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک نہایت ہی مستحسن اقدام ہے اللہ کا فضل ہے کہ آج ہماری حالت بہت بہتر ہے ماضی میں تو اس دیہات کے غریب کاشتکار مالیہ بھی ادا نہیں کر سکتے تھے تو اس زمانے میں دیہاتیوں نے کاشتکاروں نے شہروں میں ایسے ایسے بڑے بڑے ادارے قائم کئے جن کی اہمیت میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی اپنے وسائل ہونے کے باوجود حکومت کے بڑے بڑے ادارے بھی ان اداروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جناب وزیر بلدیات آپ کے پاس بیٹھے ہیں یہ اس کے بات شاہد ہیں کہ جس طرح آپ نے تعلیمی معیار اور کردار کی بات کی ہے وہ ادارے بھی اس کی زندہ مثال ہیں -

یہاں پر ڈی - نیشنلائزیشن کی بات ہوئی - مجھے پتا نہیں کہ اس میں اس وقت کیا مصلحت تھی ان لوگوں نے کیا سوچا مگر ایک حقیقت ہے کہ یہ انتہائی غلط قدم تھا اور آج یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ڈی - نیشنلائزیشن کی گئی تو ان اداروں کا معیار گر جائے گا تو جناب والا - چونکہ ہمارے بزرگوں کا خون پسینہ ان اداروں میں شامل ہے اور آج ہم جب ان کی حالت اور معیار دیکھتے ہیں کہ وہ عالی شان اداروں جو ایک ایک مٹھی آٹا چندہ اکٹھا کرکے قائم کئے گئے تھے آج ان کی کس قدر بہتر حالت میں ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے اس کے بارے میں دلیل دی جاتی ہے کہ اگر یہ اداروں ڈی - نیشنلائز ہو گئے تو ان کا معیار گر جائے گا آپ مہربانی کرکے اگر

تعلیمی اداروں کے نتائج اداروں کے کوائف دیکھیں کہ پہلے ان کی کارکردگی کیا تھی اور اب ان کی کار کردگی کیا ہے -

ایک آخری بات مختصراً کرنا چاہتا ہوں وقت کی کمی کے پیش نظر - جو نئی منصوبہ بلندی چھٹے پانچ سال منصوبہ میں کی جائے اس میں گولز سکولوں پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر گرلز سکول قائم کئے جائیں کیونکہ طالبات کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ وہ دور دراز کے علاقوں میں جا کر تعلیم حاصل کریں -

جناب لیاقت علی ملک — (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفرگڑھ) جناب والا ایک منٹ

جناب چیئرمین — ایک منٹ آپ لیں گئے یا ایک پوائنٹ پیش کریں گئے -

جناب لیاقت علی ملک — ایک منٹ لوں گا — جناب والا ابھی تعلیمی درس گاہوں میں غنڈہ گردی کی بات ہو رہی تھی - دو کالعدم سیاسی جماعتیں ایسی ہیں جن کی میں نشاندہی کروں گا -

جناب چیئرمین — نہیں -

جناب لیاقت علی ملک — ٹھیک ہے - میں نام نہیں لوں گا - ایک تو کالجوں میں — یونیورسٹیوں میں اور سکولوں میں ایک سیاسی جماعت نے اپنے نمائندے چھوڑے ہوئے ہیں - ان کے اپنے چیلے ہیں جو اسلام کے نام پر غنڈہ گردی کرتے ہیں -

جناب چیئرمین — دیکھیے آپ پوائنٹ پر آئیں -

جناب لیاقت علی ملک — چلئے میں اس پوائنٹ کو ختم کرتا ہوں - یونین سسٹم کو Ban کردینا چاہئے اسکی کوئی ضرورت نہیں — قطعاً کوئی ضرورت نہیں - اگر کوئی سٹوڈنٹس کی یونین بنائی ہے تو انکے کی بنادی جائے — بجائے سٹوڈنٹس کے ان کے Parent کی یونین بنا دیجئے -

جناب والا دوسری میری گذارش کھیلوں کے متعلق ہے - طالبعلموں کے ذہن تخریبی کاروائیوں سے ہٹانے کیلئے تعلیمی درسگاہوں میں کھیلوں کو فروغ دیا جائے - اسکے بعد جہاں تک Students concession کی بات ہے ٹرانسپورٹ ان کیلئے قطعی Ban کر دی جائے اس کی کوئی ضرورت نہیں

سکولوں اور کالجوں کے وقت میں
طلبا آوارہ گردی کر رہے ہوتے ہیں صرف اس concession کی وجہ سے اس کو مکمل طور پر ban کیا جائے ۔

جناب والا ۔ سب سے آخر میں میں گذارش کروں گا کہ جو امتحان کا طریق کار ہے ہمارے ہاں ایک گروپ اساتذہ کا ایسا ہے جو بورڈ اور یونیورسٹی میں پیسے دے کر امتحانوں میں ڈیوٹیاں اپنی لگواتا ہے اور وہ وہاں سے رقمیں اکٹھی کر کے جیبیں بھرتے ہیں by rotation امتحان میں ڈیوٹی لگنے کی ہر ایک کی باری ہونی چاہئے جو اچھے لوگ ہوں وہ پھر بعد میں بھی سلیکٹ کر کے لگنے چاہئیں ۔ اس کاروباری حساب میں ان corrupt اساتذہ کی ڈیوٹیاں نہیں ہونی چاہئیں ۔

جناب والا ۔ دوسرا گروپ ایسا ہے جو پرچوں کے متعلق بتاتا کہ اپ کے امتحان کے پرچے کہاں گئے ہوئے ہیں ۔ تیسرا گروپ ایک اور ہے جو رقمیں لے کر سرٹیفکیٹ تقسیم کرتا ہے ۔ سند بغیر پڑھے لکھے بغیر کسی چیز کو چیک کرکے تقسیم کرتا ہے ۔ چوتھا گروپ ایک ایسا ہے جس کا کام یہ ہے کہ اسکو رقم دے دی جائے وہ کسی اور آدمی کو آپ کی جگہ امتحان میں بٹھا دے گا وہ آدمی اپ کی جگہ امتحان دے گا اور وہ پاس ہو کر اپ کو سرٹیفکیٹ دلائے گا ۔ ان چیزوں کا سختی سے نوٹس لیا جائے ۔

جناب والا ۔ آخری گذارش یہ کروں گا کہ ہیلز ہاوس میں کچھ لیکچرار پھرتے ہوئے کل نظر ائے جن کی یہ گذارش تھی کہ ان کا مطالبہ آپ کی خدمت میں پہنچایا جائے ۔ ایڈ ہاک بیسز پر کچھ لیکچرار لگے ہوئے ہیں جن کی سروسز تین تین چار چار سال کی ہے ۔ ان کی گذارش یہ ہے کہ جیسے پہلے ایڈ ہاک بیسز پر لگنے والوں کو کنفرم کیا جاتا رہا ہے انہیں بھی کنفرم کیا جائے تاکہ وہ دل لگا کر سٹوڈنٹس کو پڑھائیں اور اس تذبذب میں نہ رہیں کہ کب انہیں نکالا جائیگا ۔ مہربانی ۔

جناب چئیرمین ۔ میاں شجاع الرحمن صاحب

میاں شجاع الرحمن ۔ جناب چئرمین تعلیم کے اوپر تمام حضرات نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ ہر پوائنٹ لسکس ہوا ہے ۔ میں خاص طور پر یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو تعلیمی ادارے کارپوریشن کے

تحت چلتے ہیں ان کو ہم عام طور پرائمری سکول تک یعنی پانچویں جماعت تک چلاتے ہیں ۔ اگر ہماری کونسل منظور کر دے تو ہم انکو مڈل تک لے جاتے ہیں ۔ اسی طرح شہروں میں پنجاب گورنمنٹ بے شمار پرائمری سکول اور مڈل سکول چلا رہی ہے ۔ اس سلسلے میں جو شہروں میں داخلے کی بات ہے وہ زیادہ تر اس وقت درپیش آتی ہے ۔ جب بچے نویں اور دسویں کلاس میں جاتے ہیں ۔ جو بچے مڈل سکولوں میں مڈ کلاس پاس کرتے ہیں ان کو نویں اور دسویں میں داخلہ نہیں ملتا اس مشکل کو اس طریقے سے حل کیا جائے کہ کارپوریشن کو مڈل تک سکول چلانے کی اجازت دے دی جائے ۔ پنجاب گورنمنٹ نویں اور دسویں جماعت کے سکولز خود چلائے ۔ جب وہ مڈل سکول سے پاس ہو کر نکلیں تو وہ تمام سکولز جو اس وقت وہ چلا رہی ہے وہ سب کے سب ہائی سکولز قرار دے دیئے جائیں تاکہ عام لوگوں کو نویں اور دسویں میں داخلہ مل سکے ۔ جو بچے اس وقت تک مڈل تک تعلیم سکولوں میں حاصل کر رہے ہیں ان کو کارپوریشن کے سکولوں میں داخل کر دیا جائے کیونکہ ہمارے سکولوں میں خاصی تعداد بچوں کی ہے اور ہمارے پاس خاصی جگہ بھی موجود ہے ہم ان کو داخل کر سکتے ہیں ۔

جناب والا جس طرح کہ بجٹ میں مختص کیا ہے کہ 30 فیصد رقم لڑکوں کی مرمت کیلئے رکھی جائے 20 فیصد اس کام کے لیے رکھی جائے 2 فیصد کھیلوں کے لئے رکھی جائے اسی طرح یہ بھی ہونا چاہئے کہ تعلیم کے لیے کم از کم 20 یا 25 فیصد حد مقرر کر دی جائے تاکہ ہر کونسل اپنا 20 فیصد بجٹ تعلیم پر خرچ کرے خاص طور پر دیہاتوں میں اگر تعلیم بالغاں کو اس طریقہ پر فروغ دیا جائے تو یہ کام بہتر طور پر سر انجام پاسکتا ہے۔کیونکہ میں سمجھتا ہوں دیہاتوں میں بالغ لوگ زیادہ تر ہمیں ایسے ملتے ہیں جو پڑھے لکھے نہیں ہیں ۔ جہاں تک ہمارے پریذیڈنٹ صاحب نے یہ کہا ہے کہ each one teach one اسی طرح میں یہ کہوں گا جتنے پڑھے لکھے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم بھی کم از کم ایک آدمی کو تعلیم دیں ۔ ہم اپنا ایک ٹائم مقرر کریں کہ اتنے بجے سے لے کر اتنے بجے تک جس وقت بھی میں فارغ ہوں گا میں اپنی خدمات پیش کرتا ہوں ۔ آپ لوگ میرے گھر پر آ کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح

جو نابالغ لوگ ہیں وہ گھروں میں جا کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس طرح یہ ہو گا کہ اگر ایک آدمی ایک مہینے میں دس آدمیوں کو پڑھاتا ہے تو سال میں وہ کئی آدمیوں کو پڑھا سکتا ہے ۔ پڑھانے کے سلسلے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو میٹرک پاس کروانا ہے ۔ ہم نے ان کو اتنی تعلیم دینی ہے کہ وہ کچھ پڑھ لکھ سکیں اور وہ اپنے دستخط کر سکیں ۔ اسے پتہ ہو کہ جس پر میں دستخط کر رہا ہوں اس میں کیا لکھا ہے نہ کہ وہ صرف انگوٹھا لگا رہا ہے اور اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے اگر ہم اتنا ہی کر لیں کہ کم از کم جو لوگ ہمارے پاس کارخانوں میں ہمارے دفتروں میں انگوٹھا لگاتے ہیں ان کو اپنے دفتر میں بلا کر یہ کہنا شروع کر دیں کہ وہ یہاں دستخط کریں تاکہ جو اپنی تنخواہ لیتے ہیں اس پر کم از کم دستخط تو کر لو ۔ یا جن لوگوں کو نماز نہیں آتی ان کو نماز پڑھا دیں ۔ اگر اس کو نماز آ گئی وہ بھی پڑھا لکھا شخص بن جائے گا ۔ جس کو دستخط کرنا آ جائے گا وہ بھی اپنے آپ کو پڑھا لکھا سمجھنے لگ جائے گا ۔ ان چیزوں کا دفتروں سے آغاز کرنا چاہیے ۔ ہمارے تمام دفتروں میں چاہے وہ سرکاری ہیں چاہے وہ غیر سرکاری ہیں ان جگہوں پر جو لوگ انگوٹھے لگا کر اپنی تنخواہیں وصول کرتے ہیں ان کو سپرنٹنڈنٹ صاحبان ۔ مینیجر یا افیسر صاحبان اتنا لکھا پڑھا دیں کہ وہ دستخط بھی کر سکیں اور انہیں پتہ بھی ہو کہ وہ کس چیز پر دستخط کر رہے ہیں ۔

جناب والا — اسی طرح یونین کے متعلق بات ہوئی ہے ۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے جب ہم کالج میں پڑھتے تھے کوئی یونین نہیں ہوتی تھی وہاں Tutoiral گروپ ہوتے تھے ۔ اگر ان Tutorial Groups کو واپس لایا جائے اور ان یونینوں کو ختم کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔ اس Tutorial Group میں first year سے لے کر 6th year تک لوگ ہوتے تھے ۔ ساتھ ایک پروفیسر ہوتا تھا ان کا آپس میں تبادلہ خیال ہوتا تھا جو آپس میں بیٹھ کر اپنی باتیں کرتے تھے ۔ جن چیزوں کی جس طالب علم کو تکلیف ہوتی تھی ان کو دور کیا جاتا تھا ۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ کالجوں پر یونین کا قبضہ ہے ۔ پرنسپل صاحبان بے بس ہیں ۔ جو

یونین والے کہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ بس ہے وہ ان کے قبضہ میں ہے داخلہ ہے وہ بھی ان کے قبضہ میں ہے ۔ یہاں تک جو فنڈ جمع ہوتا ہے وہ سارے کا سارا ان کے قبضہ میں ہے حالانکہ اصولی طور پر جو فنڈز ہیں وہ پرنسپل کے اختیار میں ہونے چاہئیں اور بس والا معاملہ جو ہے وہ بھی پرنسپل کے اختیار میں ہونا چاہئے ۔

کیونکہ میں خاصا وقت لے چکا ہوں اس لئے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ پوائنٹ اور بھی تھے انشاء اللہ میں کل بات کر لوں گا ۔ بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ۔

جناب اشفاق شاہد — (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) — جناب والا میرا خیال ہے کہ معزز ایوان اس بات پر متفق ہے کہ یونین سسٹم یونیورسٹی اور کالجز میں ban کر دیا جائے ۔ آپ کی کیا verdict ہے۔ (قہقہہ) ۔

عرض یہ ہے کہ میرے پاس بھی 9 پوائنٹ ہیں مگر ایک عرض کروں گا جہاں تک لاچار معذور غریب یتیم بچوں کا تعلق ہے ہم نے لاہور شہر میں ایک پروگرام بنایا ہے جس میں تاجر برادری بھی ہمارے ساتھ ہے شاید میاں نواز شریف بھی ہمارا ساتھ دیں ۔ ہمیں دس پانچ یا دو ایکڑ ایسی زمین دی جائے جو شہر اور گاؤں کے درمیان ہو ۔ جہاں ہم ایسا فنی سکول کھولیں جس میں نادار غریب بچے ہوں اور ان کا ہوسٹل بھی ساتھ بنائیں ۔ وہ بچے وہاں پرائمری تعلیم بھی حاصل کریں گے اور فنی تعلیم بھی ۔ اور اس کے ساتھ مزید تعلیم بھی اگر وہ لینا چاہیں ۔ کم از کم اپنے اپنے گھر میں وہ بجلی نلکے کا کام اور دیگر مرمتیں کر سکیں ۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے اپنے بھائی جب سکول میں پڑھتے تھے تو وہ چھوٹی چھوٹی میزیں اور دوسری چیزیں بھی بنا کر ساتھ لایا کرتے تھے لاہور شہر کے لیے ایسا فنی تعلیم کا سکول ضروری ہے جناب ڈائرکٹر جنرل ایل ڈی اے تشریف فرما ہیں ۔ اگر یہ ایسا سکول بنا دیں تو میں لاہور میں ایسی انجمن بناؤں گا جو اس سکول کو چلائے گی ۔ جنرل صاحب سکولوں کے لیے عمارات عموماً دے دیتے ہیں ۔ فنی سکول کے لیے

بھی ایک عمارت دے دیں - وہ جگہ ایسی ہونی چاہیے کہ جو شہر میں نہ ہو بلکہ شہر سے ذرا باہر ہو -

جناب چیئرمین - آپ منصوبہ بنائیں - میں اس میں آپ کی مدد کروں گا -

جناب اشفاق شاہد — بہت شکریہ -

الحاج چودھری محمد حیات — (جنرل سیکرٹری پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن) ایک بڑا ضروری پوائنٹ ہے کہ سکولوں میں فوجی تربیت ضرور دی جائے اس کے علاوہ عربی زبان کو بھی کورس میں شامل کیا جائے - ٹریفک قوانین کو بھی سلیبس میں شامل کیا جائے - پولی ٹیکنیک ٹریننگ سکول کا بھی اہتمام کیا جائے -

میاں عبدالخالق — (چیرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان) معذور بچوں کے لیے ایک سکول ہونا چاہیے -

جناب چیرمین اس کا تو بڑا مقام ہے -

میاں عبدالخالق معذور بچوں کے لیے ہر ضلع میں ایک سکول کھولنا چاہیے -

جناب چیئرمین ایک نہیں بہت سکول کھولیں گے

جناب خاقان بابر — (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) میں اپنی تجویز کے ضمن میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں - یونین اور سیاسی جماعتوں کی ہراول دستہ جماعتوں در مختلف چیزیں ہیں یونین تعلیمی مقاصد کے لیے ضروری ہے یہ جماعتیں جو سیاسی جماعتوں کی نمائندہ ہیں یہ طوفان برپا کو رہی ہیں ان پر پابندی لگنی چاہیے - یونین پر پابندی نہیں لگنی چاہیے -

(قہقہے)

جناب چیئر مین - یہ تو آپ الٹ بازی کہا گئے - وزیر تعلیم شروع کیجیے -

وزیر تعلیم کا تبصرہ

وزیر تعلیم - (چودھری عبدالغفور) جناب چیرمین معزز اراکین پنجاب کونسل میں محکمہ تعلیم اور اپنی طرف سے جناب چیرمین کا شکرگزار

ہوں کہ انہوں نے آج پورا وقت محکمہ تعلیم کی اچھائیاں اور برائیاں بتانے اور اس کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز پر صرف کرنے کی اجازت دی ۔ میرے اراکین بھائیوں نے جس جذبہ ایمانی جوش ولولے اور خلوص کے ساتھ محکمہ تعلیم کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں میں اس کےلیے ان کا حقیقی طور پر شکر گزار ہوں ۔ نظام تعلیم کی بات ہوئی نصاب تعلیم کی بات ہوئی معیار تعلیم کی بات ہوئی اور اقدار تعلیم کی بات ہوئی جذباتی تقریریں بھی تھیں اخلاقی تقریریں بھی تھیں اور اس کے ساتھ منطقی ٹھوس اور دلائل سے بھر پور تجاویز بھی سامنے آئیں ۔ اس کے لئے میں آپ حضرات کی کاوش اور کوشش کا شکر گزار ہوں ۔ جہاں تک نظام تعلیم کا تعلق ہے ، میں اپنی ابتدائی گزارشات میں یہ واضح کر چکا ہوں کہ واقعی نظام تعلیم ایسا ہونا چاہئے جو ہمیں مادر پدر آزاد معاشرے کی طرف آلے جائے ۔ بلکہ ہمارے اسلامی شعار کے اندر رہتے ہوئے ہمیں ایک مقصد اور منزل کی طرف لے جانے کی کوشش کرے ۔ نظام تعلیم میں یہی وہ مرحلہ ہے یہی وہ کوشش ہے جس کو کامیاب کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے یہ سب کچھ کیا ہے ۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ جناب گورنر نے اس اجلاس کا انعقاد کرتے وقت اس موقع و محل کو بھی مد نظر رکھا کہ آئندہ چھٹے پانچ سالہ منصوبے سے اور جو نیا بجٹ تشکیل پا رہا ہے آپ کی آراء سے مستفیض ہونے کے لئے یہ وقت ہمیں عنایت فرمایا ۔ اس میں آپ کی طرف سے مناسب اور انتہائی مدلل تجاویز آئیں ۔ ہم ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور اپنی آئندہ پالیسی وضع کریں گے ۔ انشاءاللہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس سے قبل کہ ہم آپ کی تمام تجاویز کو مربوط کر کے جناب گورنر کے سامنے رکھیں گے ، ہم ڈیپارٹمنٹ کے طور پر اپنے طور پر ہر ایک تجویز نوٹ کر رہے ہیں ہم نے اپنے طور پر ڈائری maintain کو لی ہے ۔ ایک مفصل میٹنگ میں ان کو طے کریں ، ان کی چھان بین کر کے ان کو feasibility کو دیکھ کر ، ان کو اچھے طریقے سے ایک مربوط شکل دے کر گورنر صاحب کے سامنے لئے جائیں گے اور انشاءاللہ آپ کو آئندہ اجلاس میں

بتائیں گے کہ ان پر ہم نے کتنا عمل درآمد کیا اور کس حد تک ہو ان پر عمل کر پائے - جہاں تک آپ کی طرف سے دلائل اور تجاویز کا تعلق ہے ، اس بارے میں سب سے پہلے امتحانی مرکز ، پرچوں کی مارکنگ اور اس قسم کی ایک بات کی گئی تھی - میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ اس دفعہ ہم نے کوشش کی ہے کہ جو مراکز قائم کیے جائیں ، ان کے لیے جو عملہ لگایا ، جائے ان کا مناسب بندوبست کیا جائے ان کی سپرویژن کا اور چیکنگ کا انتظام کیا جائے squads بنائے جائیں اور ان کی وقتاً فوقتاً چیکنگ کی جائے - ہم نے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ یہ سب چیزیں جو اس دور میں ہوتی رہیں اب نہ ہوں خاص طور پر آج کل ایف - ایس سی کا امتحان ہو رہا ہے - اس امتحان کے نتیجے میں پروفیشنل کالجوں میں داخلے ہونے ہوتے ہیں - یہ امتحانات زیادہ اہم ہوتے ہیں - یہ ایک چھوٹی سی بات تھی - لیکن مارکنگ کے معاملے میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ ہم نے اس سے قبل ہی یہ بندوبست کر لیا ہے کہ نہ تو کہیں پرچے بھیجیں گے نہ کسی کو پتا چل سکے گا کہ کس کے پرچے کس ممتحن کے پاس جا رہے ہیں بلکہ ہم ایگزا مینرز کو بورڈ ہی کی عمارت میں مختلف کمروں میں روزانہ بٹھائیں گے - انہیں پرچے پرچے یا کچھ پرچے دیں گے کمروں میں انہیں بٹھا کر ، بند کر کے ، ان کے مارکنگ کرنے کے بعد روزانہ ان سے پرچے واپس لے لیں گے اور اگلے دن انہیں نئے پرچے تقسیم ہوا کریں گے انشاء اللہ - یہ ممکن نہ ہو گا کہ کوئی طالب علم ، یا کوئی والدین ، یا کوئی ٹیچر ، یا وہ ممتحن اس امر کی نشان دہی کر سکے کہ کس طالب علم کا پرچہ کس ممتحن کے پاس جا رہا ہے یا وہ کس کا پرچہ مارک کر رہا ہے - انشاء اللہ ، حتی الوسع انسانی کوشش یہ ہو گی کہ اس کو بہتر سے بہتر بنایا جائے - (نعرہ ہائے تحسین) دوسرا سب سے بڑا مسئلہ جو سامنے آیا ہے، وہ ہے داخلے کا مجھے اس کا احساس ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس دن سے پنجاب گورنمنٹ نے مجھے یہ کام سونپا ہے ، اس دن سے لے کر آج تک اس [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سائڈ سے پرنسپلز کے ساتھ میٹنگز کر چکا ہوں اور ان کا سروے بھی ہم تقریباً مکمل کر چکے ہیں کہ پریشر سکولز کی نشاندہی کی جائے ۔ ان میں کتنے طالب علم داخل ہو سکتے ہیں کتنے سٹاف کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس existing facilitfies کیا ہیں ان کو locality wise کس طرح ہم مہیا کر سکتے ہیں ۔

تاکہ گلبرگ کے لوگ سنٹرل ماڈل سکول میں داخل ہونے کے لئے نہ آئیں ، باغبان پورہ کے من آباد میں نہ آئیں ، سمن آباد کے لوگ باغ بان پورہ نہ جائیں ، ٹریفک کے مسائل حل ہوں اور والدین کی پریشانی ختم ہو ۔ انشاءاللہ ہر مرحلے میں ہر locality میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ تمام تعلیمی اداروں کو standardise کر کے ہم اتنے معیاری سکول کم از کم وہاں قائم کر دیں کہ والدین کو داخلے کے معاملے میں پریشانی نہ ہو ۔ اس بارے میں ہم دن رات کام کر رہے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ اگر اس داخلے کے وقت کچھ تکالیف محسوس ہو رہی ہیں تو آنے والے داخلوں کے وقت انشاءاللہ یہ تکالیف نہیں ہوگی ۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں ۔ لاہور یا اس جیسے اور شہروں میں جہاں والدین کو بے انتہا پریشانیاں ہیں ہم اس مسئلے کو انشاءاللہ حل کریں گے اور آپ کو اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ معیاری تعلیمی اداروں میں آپ کے بچوں کو داخلے ملیں ۔ اداروں کے جو نیشنلائزڈ سکول ہیں ، جن میں کہ اکثر اساتذہ ، میں سب اساتذہ کی بات نہیں کر رہا ، بے کار بیٹھے رہتے ہیں ۔ طالب علم نہیں ہوتے ۔ ان کو بھی ہم بنیادی طور پر اس سطح پر لائیں گے کہ اچھے ادارے کے طور پر ان کو قائم رکھ سکیں اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے لوگ اپنے بچے ان کے حوالے کر سکیں ۔

اسکے بعد یا مقصد تعلیم کی بات ہوئی ہے ۔ میں اس بات کی تائید کرتا ہوں ۔ میں پی اینڈ ڈی حضرات کے ساتھ میٹنگ کرونگا ہمیں اب یہ سوچنا ہوگا کہ اس تعلیم کو کتنی زیادہ دیہاتی علاقوں میں پھیلایا جائے ۔ ہمیں موجودہ بلدیاتی تعلیمی اداروں کو اپ گریڈیشن کرنے کے لئے بھی دیکھنا پڑیگا ۔ کہ تعلیم کو بہتر اور معیاری بنانے کی ضرورت ہے ۔

یا غیر معیاری اداروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ موجودہ اداروں کو اکٹھا کر کے اپنی پوزیشن کو کنسالیڈیٹ کر کے ہم آگے بڑھیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ تعلیم یافتہ بچے پیدا کئے جائیں۔ اور انکو معیاری تعلیم دی جائے۔ انشاءاللہ یہ یہ بھی کوشش کریں گے کہ اپنے موجودہ اداروں کو بنائیں اور ضروری ہوا تو وہاں نئے ادارے بھی کھولیں۔ اسلئے اس بارہ میں کام ہو رہا ہے۔ اور انشاءاللہ آپ دیکھیں گے۔ کہ 5/6 ماہ کے عرصہ میں اس کام کا سروے کرنے کے بعد ایک رپورٹ پیش کریں گے۔ یہاں ایک سب سے ضروری بات جو ہوئی ہے۔ وہ یہ تھی کہ پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہئے تعلیم کو لازمی قرار دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ اگر کوئی بچہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ادارے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جسطرح ٹیکے لگانے کے وقت اسکا چالان کرنا پڑتا تھا تو پھر والدین کا چالان کرنا پڑیگا۔ اس بات کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا۔ کہ کیا ہمارے یہاں موجودہ ادارے اس قابل ہیں۔ کیا ہم نے لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کر لیا ہے کیا ہمیں معاشی طور پر اس طرح کے خاندان میسر ہیں کہ وہ اپنے سب بچوں کو لازمی طور پر اپنی روزی میں منسلک کئے بغیر اس میں الجھاو پیدا کئے بغیر سکول going age میں جاتے ہی وہاں داخل کرا دیں۔ اگر ہم نیا مسئلہ پیدا نہیں کر رہے تو پھر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ہم سب والدین کا چالان کرانا پسند کریں گے یا ابھی انکو موقع دیں گے یا ہم اپنے طور پر ان کو اس کام کے لئے راغب کریں۔ ان کو ہم کس قسم کا ان ٹوئس دیں۔ کہ وہ اپنے طور پر بچوں کو داخل کرائیں۔ اور اس بات کی بھی ہمیں certainity دینی ہوگی کہ انکے نزدیک ترین علاقے میں لڑکیوں کے لئے اور لڑکوں کے لئے ہر علاقے میں تعلیمی ادارے موجود ہیں۔ تاکہ انکو کوئی تکلیف نہ ہو میں اس بات کے لئے بھی یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم صوبائی حکومت کی طرف سے اس بات کو شروع کریں۔ پہلے ایک تفصیلی جائزہ آپ لوگوں کے ذریعے آپ لوگوں کے تعاون سے کرائیں گے۔ کہ ہم اس قابل ہو چکے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے ادارے موجود ہیں کہ

لوگ بآسانی اپنے بچوں کو ان اداروں کے سپرد کر سکیں - اور اسکے علاوہ جو بھی پیچیدگیاں ہیں انکو مد نظر رکھتے ہوئے انشاء اللہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں گے اور آپ حکومت کو ایسا کرنے میں تیار پائیں گے - دوسری سب سے بڑی بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم بالغاں کو ہم کسطرح موثر ادارے کے طور پر سامنے لا سکتے ہیں - جناب گورنر نے ابھی آپکے سامنے ایک فاضل رکن کے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ کہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ سے لے کر یہ ادارے محکمہ تعلیم کے سپرد کر دئے جائیں - انکے سپرد کرنے سے انکی حالت بہتر نہیں ہو جائی - ہمارے اپنے پاس بیشمار ادارے موجود ہیں - جو غیر معیاری اور غیر مطمئن انداز میں چل رہے ہیں - اسلئے ہم اپنے طور پر اس قابل نہیں ہو سکے - تعلیم بالغاں کو ایک موثر ادارے کے طور پر چلانے کے لئے ہمیں بہت کچھ کرنا پڑیگا - ہم اس پر کام کر رہے ہیں - ہم اس میں مدلل قسم کی سکیم تیار کر رہے ہیں - انشاءاللہ اسپر کیبنٹ میں بحث کریں گے - اور باقاعدہ طور پر منظوری لیں گے - اسکے لئے جو کام بھی ممکن ہو سکا کریں گے - لیکن ہم اس مرحلے میں فیصلہ کن انداز میں داخل ہو چکے ہیں - کہ ہم ان بالغاں کو معمولی تعلیم دینے سے گریز نہیں کریں گے - بلکہ اگر ہم شرح خواندگی بڑھانا ہے تو ہمیں انکو دینی تعلیم میں بھی شامل کرنا پڑیگا - یہ اور بات ہے کہ ہم اپنی ناکامی کا اعتراف کریں - یا اپکی مدد سے اسکو اسپرد کریں اور ان اداروں کو بہتر بنا کر اس قابل بنائیں کہ اپنے بالغ افراد کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر سکیں اداروں میں سیاست کی بات ہوئی غنڈہ گردی کی بات ہوئی یونین ازم کی بات ہوئی - استادوں کے اس میں ملوث ہونے کی بات ہوئی اور یہ بھی بات ہوئی کہ وہاں کس طرح اسلحہ بہم پہنچایا جاتا ہے کسطرح وہاں پالٹی بازی ہوتی ہے - کسطرح وہاں بچوں کو قربان کیا جاتا ہے - کسطرح لیڈران اپنی مداخلت کرتے ہیں یہ اتنا بڑا مسئلہ بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ نہیں بھی ہے - لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اپکی آرا ہمارے سامنے ہیں - جسطرح کی آرا کا اظہار ہوا ہے - یہاں پریس بھی موجود ہے یہاں نمائندے بھی موجود ہیں جو لوگ اس سے واقف ہیں - قوم کیا چاہتی ہے والدین کیا چاہتے

میں حکومت انکی آرا پر چلتی ہے اور جو عوام چاہتی ہے اسکو مدنظر رکھتے ہوئے سارے کام کرنا پڑتے ہیں ۔ لیکن اب سے یہ ضرور عرض کریں گے ۔ انشاء اللہ ہم اس کو ضرور دیکھیں گے اور مناسب وقت پر جو قدم بھی اس سلسلے میں مناسب ہوا حکومت انشاءاللہ اسکو کرنے کے لئے نہیں ہچکچائیگی لیکن اس کے لئے کئی ایک پہلوؤں کا جائزہ لینا ضروری ہے جو کمٹمنٹ کرنے سے پہلے دیکھنا ہوگا۔ کیا ہم ان کو بہتر بنا سکتے یا انکو Ban کر سکتے ہیں لیکن ابھی اسکا فیصلہ کرنے کے لئے وقت درکار ہوگا ۔ انشاء اللہ اس پر کچھ نہ کچھ فیصلہ ضرور کریں گے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ تعلیم واقعی ایک پیداواری شعبے کی صف میں شامل ہو گئی ہے ۔ جو قوم اپنے بچوں کو بہترین صلاحیتوں کے ساتھ بہترین ازمان کے ساتھ آراستہ نہیں کرتی اور آئندہ آنے والی نسلوں کو ایک بہتر پاکستان حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں کرتی اور ایک ایسی نسل کو پیدا نہیں کرتی جس کے لئے فخر کیا جا سکے کہ انکے ہاتھ میں ہمارا پاکستان محفوظ ہو گا ۔ تو وہ قوم یقیناً اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو رہی۔ جو خواب حضرت قائداعظم نے حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ کے ساتھ مل کر دیکھا تھا انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ معیار تعلیم کو ان کی خواہشات کے مطابق بنایا جائے اور اس بارہ میں محکمہ تعلیم کے دائرہ کار میں یا حکومت کے دائر کار میں جو کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے وہ ہم کریں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سب سے زیادہ ضروری بات یہاں ہوئی ہے وہ یہ ہوئی کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے ساتھ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا کیا رول ہونا چاہئے ۔ اس بارہ میں 1972ء میں جو کچھ ہوا ہے وہ آپکے سامنے ہے اسکا نتیجہ بھی آپکے سامنے ہے اس بارہ میں ہم ان حضرات کے ممنون اور مشکور جنہوں نے صحت مند تعلیمی ادارے پرائیویٹ طور پر قائم کئے ہوئے ہیں ۔ اور انکو معیاری تعلیم کے طور پر ان بچوں کو تعلیم دینے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کر رہے ہیں ۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ ہم ان اچھے غیر تجارتی تعلیمی اداروں اور مراکز کی حوصلہ افزائی کریں گے ۔ جو صرف قومی اور اسلامی نقطہ نظر سے قائم کئے جائیں

گے ۔ انکو اگر سرکاری امداد کی ضرورت بھی ہوئی تو انشاءاللہ اس کو بھی زیر غور لایا جائیگا اس بات کا بھی خیال رکھا جائیگا کہ ایسے تمام تجارتی تعلیمی ادارے ہمارے نظریات کو نظریاتی مرحلوں کو عبور نہ کریں اور ان کے کورسز انکے نصاب تعلیم کو بھی دیکھنا ہو گا ۔ کہ آیا وہ کس طرف جا رہے ہیں ہمارے بچوں کو کیا تعلیم دی جا رہی ہے ۔ وہ انکو کیا سبق پڑھا رہے ہیں ۔ ان کے لئے میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جناب گورنر کے حکم کے تحت ہم ایک قانون بنا رہے ہیں ۔ اسکی ڈرافٹنگ مکمل ہو چکی ہے بہت جلد اس کو زیر بحث لائیں گے ۔ کم سے کم ہم یہ نہیں چاہتے کہ پرائیویٹ میدان میں تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے ۔ یا انکی حوصلہ شکنی کی جائے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تعلیمی ادارے میدان میں آئیں اور ہمارا ہاتھ بٹائیں تاکہ بچوں کو اچھی تعلیم دے سکیں اسکے ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ آیا وہ تعلیمی ادارے کونسی تعلیم دے رہے ہیں ان کے کورسز اور نصاب کیا ہے کونسی کتابیں پڑھائی جا رہی ان کا سٹینڈرڈ آف ایجوکیشن کیا ہے کیا وہ والدین کے مفاد میں ہے وہ تعلیمی ادارے جو مینیمم ریکوائرمنٹ پوری کر رہے ہیں انشاءاللہ رجسٹریشن کا قانون بہت جلد ہو جائیگا ۔ تا کہ صحت مند تعلیمی ادارے معرض وجود میں آئیں اور انکی حوصلہ شکنی بھی نہ ہو سکے ۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی عرض کروں گا کہ ایسے اداروں کو تجارت کے طور پر نہیں بلکہ صحت مند تعلیمی اداروں کے طور پر ابھرنا ہو گا ۔ اور تعلیمی اداروں کے ساتھ ان کو قوم کی صحت کا خیال رکھنا ہو گا۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں جہاں تک فیس کی بات ہے میں نے مختصرا بات کی تھی ان اداروں کو تعلیم کے میدان میں اتنا پھیلا دینے کے بعد کیا یہ ممکن ہے کہ سٹینڈرڈ کی معیاری تعلیم دینے کے لیے حکومت اپنے تمام تر ذرائع اور اپنے موجودہ مالی وسائل کے اندر رہ کر اخراجات کو پورا کر سکتی ہے۔ آپ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کا میں مشکور ہوں آپ نے اسکو مثبت انداز میں سوچا حقائق کا سامنا کرتے ہوئے آپ نے اس بات پر رائے زنی کی کہ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ فیس لگانی پڑیگی ۔ لیکن اس بات کو بھی مد نظر

رکھنا پڑے گا کہ والدین پر اسکا بوجھ نہ پڑے اور اسکو بتدریج رائج کیا جائے ۔ تا کہ غریب سے غریب والدین بھی اپنے بچوں کو تعلیم دینے کی خاطر نہ ہچکچائیں ۔

اس کے علاوہ میں عرض کروں کہ بہت اچھی تجاویز آپ کی طرف سے سامنے آئی ہیں ۔ حقیقت میں میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ایسی ایسی تجاویز ہمارے سامنے آئی ہیں جو ہم ڈیپارٹمنٹ میں بیٹھ کر اپنے اذہان سے نہیں سوچ سکتے تھے ۔ ہم نے اس سے پہلے بھی اس بارے میں سوچنے کے لئے کوشش کی ہے لیکن آپ کی طرف سے بہت مثبت انداز میں بہت ہی اچھے انداز میں یہ تجاویز سامنے آئی ہیں ۔ مثلاً فیکٹریوں کو یا جو سیمی اٹانومس باڈیز ہیں یا ایسے ادارے ہیں جن کی خاص تعداد میں ملازمین ہیں ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے تعلیمی ادارے قائم کریں اور کس حد تک قائم کریں کس سطح پر قائم کریں ۔ اس کے علاوہ جو آپ نے کورسز کی بات کی ہے کہ یہ ہیوی ہو گئے ہیں اور بستے بہت وزنی ہو گئے ہیں ۔ یہ بات واقعی بہت عرصے سے محسوس کی جا رہی ہے کہ ہمارے چھوٹی عمروں کے بچے جو ہیں ان کے ذہنوں پر زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے اور اس سے drop out کا سسٹم جو ہے یا بددلی جو ہے یا والدین اور بچوں کا آپس میں رابطہ کم ہو کر رہ گیا ہے ۔ جناب والا ۔ ایک بات جو میں ابتدا میں کہنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ جو تعلیمی معیار کو نہ اپنانے کی کمزوری تھی اور سب سے بڑی وجہ افراتفری کی ۔ سیاست کی، غنڈہ گردی کی اور تعلیمی ماحول کو پراگندہ کرنے کی ہے وہ صرف اور صرف ایک وجہ ہے کہ ہم نے اسلامی اقدار کو چھوڑ دیا ہے ۔ ہم نے اپنے بچوں پر جو گرفت ہوتی تھی یا والدین کا ان کے ساتھ ذہنی یا خاندانی یا خونی رشتہ ہوتا تھا اس کی گرفت کمزور ہوتی گئی ۔ ہم نے ان کو سکول میں یا کالج میں داخل کرایا لیکن ہم نے یہ سوچنا چھوڑ دیا کہ یہ ہمارے بچے ہیں ۔ ہماری ان پر supervision نہیں ہوتی ۔ ہم ان کو جا کر دیکھتے نہیں کہ وہ سکولوں میں جا کر کیا کرتے ہیں ۔ والدین ان کو کالجز میں بھیج کر بھول جاتے ہیں کہ یہ ان کا بچہ ہے ۔ اور جو اساتذہ ہیں ان کے لئے بھی میں عرض کرونگا کہ وہ بھی اس بات کو بھول جاتے

میں کہ ان کا کیا فرض ہے، یہ ان کے بچے ہیں۔ ان کا جو ذہنی رشتہ بچوں کے ساتھ ہوتا تھا یا والدین کا اساتذہ کے ساتھ ہوتا تھا یا اساتذہ کا بچوں کے ساتھ ہوتا تھا وہ کمزور پڑ گیا اور اس رابطہ کی کمزوری کی وجہ سے یہ مشکل سامنے آ رہی ہے۔ اگر ہم اس رابطہ کو مزید بڑھائیں اور مضبوط کریں تو انشاء اللہ ہم یقیناً اس مکدر فضا کو دوبارہ پہلے والی خوشگوار فضا میں واپس لا سکتے ہیں اور تمام افراتفری کو ختم کر کے ہم ایک دفعہ پھر انشاء اللہ وہ پرانا ماحول پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جناب اشفاق شاہد — جناب والا۔ انہیں اقدار کو بھول کر وہ شرارتیں کرتے ہیں۔

وزیر تعلیم — جناب والا۔ میں عرض کروں کہ یہ سب سے بعد میں بات کر لیں۔ میں انشاء اللہ موجود ہوں گا۔ ایک ضروری بات جو رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ "یکساں نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں مکمل اسلامی نکتہ نظر"۔ ایک بات جو بہت اہم کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تمام ملک میں یوم اساتذہ اور یوم والدین منانے کا فیصلہ کرنا ہے۔ یہ اتنی بڑی تجویز ہے کہ میں انشاء اللہ اسے جناب گورنر کے سامنے رکھوں گا کہ استاد کے وقار اور مقام کو واپس حاصل کرنے کے لیے اساتذہ اور والدین کا رشتہ دوبارہ استوار کرنے کے لیے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ تعلیمی میدان میں یہ ان اداروں میں کیا ہوتا ہے سال میں ایک دفعہ ایسا انتظام ضرور ہونا چاہیے کہ تمام بچوں کے والدین جب وہ یونیورسٹی میں آئیں۔ چاہے وہ کالج میں آئیں یا جس جس جگہ ان کے بچے ہیں وہاں ایک دن ایسا منایا جانا چاہیے کہ وہاں آ کر والدین کو اجازت ہو کہ اپنی رائے کا اظہار کریں اور اساتذہ کو اجازت ہو کہ اپنی رائے کا اظہار کریں اور دیکھیں کہ وہاں کوئی کیا شرارت کر رہا ہے اور تعلیمی ماحول کو کون برا کر رہا ہے۔ یہ بات ہے یہ بات میں انشاء اللہ ایک بہترین تجویز ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کو جاری و ساری کریں۔ اس سے جب ماحول میں وہ سامنے آئیں گی اور ہم تعلیمی اداروں کو زیادہ بہتر زیادہ بہتر بنانے کے قابل ہو سکیں گے۔ ملازمت کے انٹرویو کے وقت یہ رشتہ نمبروں کی صورت میں مدنظر رکھا جائے کہ بچوں کو پڑھایا۔ یہ

بھی بہت اچھی تجویز ہے ۔ اساتذہ کا معیار بلند کرنا اور ان کو مقامی جگہ پر متعین کرنا خاص طور پر لیڈی ٹیچر کو اپنے اپنے علاقوں میں لگانا یہ بھی ایسی تجاویز ہیں جن کے لیے انشاء اللہ پہلے سے غور کر رہے ہیں ۔ کوشش کریں گے کہ جو ان علاقوں کے ریٹائرڈ لوگ ہوں چاہے وہ over age ہوں ان کو ہم پہلے ہی relax کر رہے ہیں بلکہ گورنر صاحب کی پالیسی پہلے ہی اتنی واضح ہے کہ جب سے میں آیا ہوں اپنے ہاتھوں سے ایسی فائلیں گزری ہیں کہ پندرہ پندرہ سال کی بیس بیس سال کی relaxation گورنر صاحب نے ان ریٹائرڈ اساتذہ کو دی ہے جو اس قابل ہیں کہ محنت کریں اور بچوں کو پڑھائیں ۔ اپنی اپنی جگہ پر آئیں اور اپنے اداروں کو کامیاب بنائیں اس بارے میں کوئی مشکل نہیں ہے ۔ جہاں جہاں ایسے آدمی اور ہماری مائیں بہنیں ہیں جن کی عمر زیادہ ہے اور وہ تعلیم دے سکتی ہیں تو ہم اس بات کے لیے تیار ہیں کہ انہیں relax کیا جائے اور ان کی تھرڈ ڈویژن والی بات ہوئی ہے اس بارے میں میرے پاس اب بھی لسٹ موجود ہے اور میں نہیں چاہتا کہ آپ کے سامنے رکھوں ۔ ہمارے ہاں تھرڈ ڈویژن والے untrained ٹیچر لگانے کی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ لیکن ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں ان کو داخل کریں ۔ تو اس میں جب داخل کریں تو تھرڈ ڈویژن کو داخل نہ کیا جائے ۔ اور ایک معیار کو قائم رکھا جائے ۔ کوشش کر رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ سکول کھولے جائیں تاکہ ہم ایسے اساتذہ کو جب تک ہمارے پاس مین پاور نہ ہوگی کہ ان اساتذہ کو تیار کیا جائے اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنایا جائے ۔ معائنہ اور سپرویژن کی بات ہوئی تھی ۔ آپ کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہمارے جو افسران ہیں وہ وہاں معائنہ نہیں کرتے ۔ یہ بڑی اچھی تجویز تھی کہ جب وہ جائیں تو لوکل چیئرمین لوکل ممبر کے پاس باقاعدہ جہاں رجسٹرڈ سکول ہیں ان کا وہاں اندراج ہو ۔ ان کی نوٹیفکیشن ہو آیا وہ جاتے ہیں ۔ انسپکشن کرتے ہیں یا نہیں کرتے ۔ آیا ان اداروں یا پرائمری سکولوں کو ہم نے ڈسٹرکٹ کونسل یا یونین کے سپرد کرنا ہے یا نہیں کرنا ۔ اس سلسلے میں پہلے فیصلہ ہوا تھا اس میں کچھ نظرثانی ہوئی ۔

ہم وعدہ کرتے ہیں کہ انشاءاللہ اس پر دوبارہ غور کریں گے اگر ممکن ہوا یا جس شکل میں ممکن ہو کہ انشاءاللہ وہ بھی آپ کے سامنے رکھا جائے گا - سائنس اور ٹیکنالوجی کی جو تعلیم ہے اس کی کتنی ضرورت ہے - اس کا کتنا base ہونا چاہئیے - اس کا انشاء اللہ گورنمنٹ کو پوری طرح احساس ہے اور ریسرچ کے معاملے میں بھی ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ ہم اس پر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کریں اور زیادہ سے زیادہ ادارے اس بارے میں قائم کئے جائیں - میچنگ گرانٹ کا ایکپوائنٹ تھا - اس کے علاوہ کارپوریشن کے سکول کے بارے میں ایک بات ہوئی کہ ہم ان کو recognise نہیں کرتے - یہ ثبوت میرے پاس ابھی تک یہ موجود ہے کہ ہماری طرف سے کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ کارپوریشن سے جو بچے پاس کر کے آئیں ان کو ہم اپنے سکولوں میں داخلہ نہ دیں لیکن معیار قائم رکھتے ہوئے ہم یہ کوشش ضرور کریں گے کہ ان کو ہم ٹیسٹ لے کر جو بھی ہمارے پاس مدرسے ہیں ان میں داخلہ دیں - یہ بات البتہ ہم نے سوچنا ہو گی کہ دیہاتی علاقوں میں نئے سکول کھولنے کی بجائے اپگریڈیشن کی زیادہ ضرورت ہے - جناب گورنرصاحب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ اس بارے میں ہم نظر ثانی کریں اور دیکھیں کہ اپگریڈیشن کے بارے میں کیا criteria ہونا چاہیے کیا دیہاتوں میں نئے سکول کھولنے کی ضرورت ہے یا موجودہ سکولوں کو اپگریڈ کرنا چاہیے - خالی آسامیوں کے سلسلہ میں ہم نے جو سب سے پہلے کام کیا اور جناب گورنر صاحب کی ہدایات آئی اور میں نے ڈائریکٹو جاری کر دیا اور تمام اضلاع سے کوشش کر رہے ہیں کہ یہ detailed list لے کر ہم اس کو دیکھیں کہ کتنی پوسٹیں خالی ہیں - کیوں خالی ہیں with reasons وہ fill کیوں نہیں ہوئیں - یہ ہماری اپنی کمزوری ہے یا ہمارے پاس ٹرینڈ اساتذہ موجود نہیں ہیں یا کیا بات ہے - تو ہم انشاء اللہ آپ کی تمام تجاویز کا تفصیلی طور سے جائزہ لینگے اور ان کا حل ڈھونڈیں گے اور ان سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے انشاء اللہ ہم ان تجاویز کو عمل کے دائرہ کار میں لانے کے لئے کوشش کریں گے -

جناب والا - میں جناب گورنر پنجاب کا اور سب حضرات کا مشکور ہوں کہ آپنے تعلیم کے میدان میں اتنی اچھی تجاویز دیں - بہت بہت

شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب اشفاق شاہد — جناب والا ۔ تمام شہر بلکہ تمام پنجاب میں ایک قسم کی آگ لگی ہوئی ہے۔ کوئی آدمی کوئی ممبر نہیں کہتا کہ یونیورسٹیوں میں ہوسٹلوں میں جو شرارتیں ہوتی ہیں ان شرارتوں میں ایک جماعت کو حکومت کا تحفظ حاصل ہے ۔ وہ اس کا مجھے جواب دیں

جناب چیئرمین — کسی کو کسی کا تحفظ نہیں ہے

اناونسر — خواتین و حضرات چند ضروری اعلانات سن لیجئے ۔ پہلا اعلان تو ظہرانے کے بارے میں ہے جس کی میزبانی لاہور میونسپل کارپوریشن کر رہی ہے ۔ آج فلیٹیز میں اجلاس کے خاتمے کے بعد ہے ۔ کارڈ آپ کو جاری کئے جا چکے ہیں ۔

دوسرا اعلان یہ ہے کہ آج ساڑھے تین بجے سے جناب گورنر پنجاب کچھ ممبران سے ملاقات فرمائیں گے ۔ جو اراکین صوبائی کونسل اس سلسلے میں ملاقات فرمانا چاہتے ہیں وہ میجر اقبال صاحب سے ملاقات کر لیں ۔

تیسرا اعلان یہ ہے کہ آج شام کو معزز اراکین کونسل کے اعزاز میں ایک خصوصی تفریح پروگرام کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ لاہور آرٹ کونسل الحمرا آرٹ کونسل میں ایک ڈرامہ آپ کے لیے پیش کرے گی ۔ اس کے بھی کارڈ آپ کو جاری کئے جا چکے ہیں ۔ صرف اس میں وقت کی تبدیلی درکار ہے ۔ اس میں آٹھ بجے وقت دیا ہوا ہے ۔ آپ وہاں ساڑھے سات بجے تشریف لے آئیں ۔ تاکہ وہ تفریح پروگرام باآسانی آپ کی خدمت میں پیش کیا جا سکے ۔

آخری اعلان اس سلسلے کا آج سیکرٹ کمیٹیوں کے اجلاس کے بارے میں ہے جو آج شام کو اس صوبائی اسمبلی کی عمارت میں پانچ بجے ہونگے ۔ اس سلسلے میں کمروں کے نمبر الاٹ کئے جا چکے ہیں ۔ نوٹس تحریری صورت میں آپ کو تقسیم کیا جا چکا ہے ۔ اگر مزید کسی کو ضرورت ہو تو وہ یہاں سے معلوم کر لیں کہ ان کے محکمے کا کس نمبر کے کمرہ میں اجلاس ہوگا ۔ شکریہ ۔

(اجلاس کی کارروائی 24 مئی 1983 صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا ساتواں اجلاس

(منگل 24 مئی 1983ء 10 شعبان المعظم 1403ھ)

(اجلاس کی کارروائی صبح 9 بجے زیر صدارت جناب گورنر پنجاب / چیئرمین صوبائی کونسل ' پنجاب ' لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان شروع ہوئی -)

اناونسر - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - بسم اللہ الرحمن الرحیم خواتین و حضرات ، السلام علیکم - صوبائی کونسل پنجاب کے ساتویں اجلاس کا آج چوتھا دن ہے - جناب گورنر پنجاب جو کہ صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں تشریف لاچکے ہیں - ان کی اجازت سے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے ہوتا ہے - قاری علی حسین صدیقی تلاوت کلام پاک فرمائیں گے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

وَاذْکُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ فَاٰوٰکُمْ وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○

س مائدہ آیت ۸ - س نحل آیت ۹۷ - س انفال آیت ۲۶ - س نحل آیت ۹۰

سورۃ المائدہ آیت ۱۰۸ اے ایمان والو اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کیلئے سیدھے اٹھ کھڑے ہو اکرو اور لوگوں کی عداوت تم کو کبھی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف چھوڑ دو تم انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح خبردار ہے -

سورہ نحل آیت ۹۷ - ۱۸ جس نے اچھے کام کئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہاں وہ ایمان والا ہو تو ہم اس کو دنیا میں عیش و طرب کی زندگی بسر کرائیں گے اور ان لوگوں کو آخرت میں انکی عمدہ کارکردگی کا پہلے سے بھی بہتر اجر عطا کریں گے -

سورہ انفال آیت ۲۶ : اور تم اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے اور تم ڈرتے رہتے تھے کہ (مخالف) تم کو اچک نہ لیں پس اللہ نے تمہاری جگہ دی اور اپنی تائید و نصرت سے تم کو قوت بخشی اور کھانے کیلئے بہتر رزق عطا کیا تاکہ تم شکر گزار بنو -

بلاشبہ اللہ تم کو انصاف کرنے ، احسان کرنے اور رشتہ داروں کو مالی مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں سے مطلق برائیوں سے اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے نصیحت کرتا ہے تم کو کہ تم یاد رکھو - وما علینا الا البلاغ

اناؤنسر - خواتین و حضرات پہلے چالیس منٹ سوالات کے لئے وقف ہیں - آج کے سوالات محکمہ مال ، محنت ، صنعت و حرفت ، امداد باہمی ، آب پاشی و برقی قوت ، زراعت محکمہ امور پرورش حیوانات اور ٹرانسپورٹ کے متعلق ہیں - پہلا سوال نمبر 277 -

سوالات اور انکے جوابات

مالیہ سے مستثنیٰ اراضی سے مالیہ کی وصولی

277-ملک محمد شفیع (چیرمین میونسپل کمیٹی لیہ) - کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع لیہ میں مالیہ سے مستثنیٰ اراضیات پر صرف لوکل ریٹ وصول کرنے کی بجائے بیک وقت مالیہ اور لوکل ریٹ دونوں وصول کئے جاتے ہیں - حالانکہ جن اراضیات پر مالیہ واجب الادا ہوتا ہے ان پر لوکل ریٹ وصول نہیں کیا جانا چاہیئے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تضاد کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (ملک اللہ یار خاں) (الف) و (ب) - لوکل ریٹ کا اطلاق ماسوائے بنجر اور غیر ممکن اراضیات کے دیگر تمام اراضیات پر ہوتا ہے اور یہی قانون ضلع لیہ میں بھی رائج ہے - فاضل رکن کا یہ تاثر صحیح نہیں کہ جن اراضیات پر مالیہ واجب الادا ہو ان پر لوکل ریٹ وصول نہیں کیا جانا چاہیئے -

مالیہ تشخیص جدید کا نفاذ

278-محمد شفیع خلجی - (چیرمین ضلع کونسل بھکر) - کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بھکر میں بندوبست اراضی کا کام مورخہ 30 نومبر 1932ء سے ختم ہو چکا ہے اور مہتمم محکمہ بندوبست اراضی کا دفتر بھی بند کر دیا گیا ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مہتمم بندوبست نے نئی شرح مالیہ علاقہ تھل و کچھ ضلع بھکر میں بدوں سماعت و صحیح تشخیص اراضیات مالیہ غیر مستقل تجویز کیا ہے جو سابقہ مجوزہ مالیہ کی نسبت پانچ چھ گنا زائد ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ممبر بورڈ آف ریونیو کو بھکر بھیجنے کو تیار ہے تا کہ وہاں کے زمینداروں کی معروضات کی روشنی میں مالیہ کی تشخیص جدید کے احکامات جاری کریں؟

وزیر مال۔ (ملک اللہ یار خان) ۔ (الف) یہ درست ہے

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ مہتمم صاحب بندوبست نے بہ منشاء فقرہ 514 ۔ (الف) ہدایت نامہ بندوبست زیر قاعدہ 21 قواعد تشخیص مالیہ زمین سال 1968ء خلاصہ تجاویز جمع جدید بابت ضلع بھکر (سابقہ تحصیل) بغرض مشتہری بہ آگاہی عام جملہ مالکان حقداران اراضی نمبرداران ، چیئرمین صاحبان ، ضلع کونسل ، جملہ چیئرمین صاحبان یونین کونسل ہائے ، کونسلر صاحبان مشتہر کی گئی کہ اگر کسی حقدار اراضی کو اس بارے میں کوئی اعتراض ہو تو اس علان کی اشاعت کے 30 دن کے اندر اپنے اعتراضات اصالتاً وکالتاً پیش کر سکتے ہیں ۔ تاکہ ان اعتراضات پر کارروائی حسب ضابطہ کی جائے ۔ بہرحال اعتراضات موصول شدہ کو بعد سماعت حسب ضابطہ منفصل کیا گیا اور معترضین کی معقول دلائل و براہین کی بنیاد پر تسلی و تشفی کرائی گئی ۔

(ج) اس کی ضرورت نہیں ۔

ملک غضنفر علی ۔ جناب والا ۔ میں جواب سے مطمئن ہوں ۔

اناونسر ۔ سوال نمبر 321 حاجی محمد شریف خان بلوچ

ضلع خوشاب کے لیے ضلعی صدر مقام

321۔حاجی محمد شریف خان بلوچ (چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب) ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ خوشاب کو ضلع کا درجہ دیتے ہوئے صدر پاکستان نے خوشاب شہر کو ہی ضلعی صدر مقام قرار دئیے جانے کا اعلان فرمایا تھا ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ضلع کے تمام ضلعی دفاتر بمقام جوہر آباد بنائے جانے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تضاد کی وضاحت کی جائے کہ آیا مذکورہ ضلع کا ضلعی صدر مقام خوشاب ہو گا یا کہ جوہر آباد ؟

وزیر مال (ملک اللہ یار خاں) ۔ (الف) جناب صدر پاکستان نے خوشاب کو ضلع کا درجہ دینے کا اعلان فرمایا تھا جس پر عمل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلعی دفاتر اس وقت جوہر آباد میں قائم کئے گئے ہیں کیونکہ خوشاب میں کوئی مناسب عمارت اور نہ ہی ایسی اراضی فوری طور پر دستیاب تھی ۔ جس پر دفاتر یا سرکاری مکانات تعمیر کئے جا سکیں ۔

(ج) اس امر پر کافی غور کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ چونکہ جوہر آباد اور خوشاب کا درمیانی فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین میل ہے اس لیے آئندہ چند سالوں میں ہی ان دونوں شہروں کے مضافات آپس میں مل جائیں گے ۔ بلکہ موجودہ صورت کے پیش نظر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ خوشاب و جوہر آباد اب بھی جڑواں شہر کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس لیے معزز رکن کا یہ تاثر درست نہیں ہے کہ موجودہ صورت حال میں کوئی غیر آہنگی یا تضاد ہے ۔

حاجی محمد شریف خاں بلوچ ۔ جناب والا صدر پاکستان نے خوشاب کو ضلع کا درجہ دے کر ہم پر احسان عظیم کیا ہے ۔ یہ وہاں کے عوام کی بہت بڑی خواہش بھی تھی ۔ صدر پاکستان نے اپنے اعلان میں یہ بھی واضح فرمایا تھا کہ ڈسٹرکٹ خوشاب کا ہیڈ کوارٹر بھی خوشاب میں ہو گا ۔ جناب والا یہ کام حکومت کے کرنے کا ہے اگر حکومت یہ کام نہیں کر سکتی تو عوام کیسے کر سکتے ہیں یہ ایسی تو کوئی مشکل

بات نہیں ہے آپ اس کے لیے رقبہ حاصل کر سکتے ہیں اور دفاتر بنائے جاسکتے ہیں۔ جناب والا خوشاب اور جوہر آباد کی پبلک میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے، ہر معاملے میں ایسے اختلاف پایا جاتا ہے جیسے دو قومیں ہوں یہ بات جناب والا کے نوٹس میں بھی آتی رہتی ہے ہر مسئلہ پر خوشاب اور جوہرآباد کو علیحدہ شہر تصور کیا جاتا ہے اس لیے میری یہ گذارش ہے کہ آپ نے (ج) جزو میں جو جواب دیا ہے کہ کسی وقت یہ دونوں شہر اکھٹے ہو جائیں گے۔ سر کیسے اکھٹے ہو جائیں گے جناب والا ان دونوں شہروں کے درمیان جو جنگل کا رقبہ ہے وہ نام کا جنگل ہے آپ وہاں دفاتر بنا دیں۔ میں نے گذشتہ اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ دونوں شہروں کے درمیان جو جنگل ہے آپ بھی وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اس جنگل میں جناب نہ تو کوئی کارآمد لکڑی ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز صرف اور صرف کانٹے دار جھاڑیاں ہیں پچیس چھبیس سال گذر چکے ہیں محکمہ جنگلات نے یہ رقبہ موضع خوشاب سے Acquire کیا ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جنگلات کو اس عرصہ میں اس رقبہ سے کتنی آمدنی ہوئی ہے؟ ایک ہزار ایکڑ رقبہ ہے اس کے ساتھ ہی ملحقہ لائیو سٹاک کا رقبہ ہے وہ تقریباً ڈیڑھ ہزار ایکڑ رقبہ ہے درمیان میں روڈ پر جو رقبہ ہے محکمہ جنگلات کے رقبے میں سے 200 یا 300 ایکڑ رقبہ محلقہ جوہرآباد اور خوشاب روڈ سے آپ لے لیں اور لائیو سٹاک کا 300 ایکڑ رقبہ بھی اس میں شامل کر دیں تو یہاں صرف تین سو چار سو بھینس ہیں یہ تقریباً 1500 ایکڑ رقبہ ہے اس لیے میری گذارش ہے کہ آپ اس درمیانی علاقہ میں دفاتر بنا دیں آپ کا ان دونوں شہروں پر احسان عظیم ہو گا جوہرآباد والے بھی یہی چاہتے ہیں اور اس طرح دونوں شہروں کے عوام کو سہولت ہوجائے گی۔

وزیر مال ۔ جناب والا یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے اس مسئلے کے بارے میں ابھی حتمی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ میں نے اپنے گذشتہ دورہ خوشاب میں خوشاب کے بلدیاتی اراکین سے گزارش کی تھی بالخصوص ضلع کونسل کے اراکین سے کہ اس ضمن میں آپ دوبارہ آپس میں صلاح مشورہ کریں میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ آپس میں مل بیٹھ کر غوروخوض کریں اور پھر اس کے بعد اپنی رائے اور مشورے سے ہمیں آگاہ کریں۔

جہاں تک موجودہ صورت حال کا تعلق ہے معزز رکن جانتے ہیں کہ ضلع کا درجہ دینے کے اعلان کے بعد ہمیں فوری طور پر دفاتر کی ضرورت تھی اور چونکہ جوہر آباد میں دفاتر موجود تھے اسلیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ فوری طور پر جن دفاتر کی ہمیں ضرورت ہے ۔ وہ دفاتر وہیں

رہیں اور تمام سرکاری ملازمین کو رہائش اور دفاتر کیلئے جگہ مہیا کی گئی لیکن حتمی طور پر اس بارے میں فیصلہ نہیں کیا گیا ابھی یہ مسئلہ زیر غور ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہم خوشاب اور جوہر آباد تمام ضلع کے کونسلر کی آراء کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے کہ کوئی حتمی فیصلہ ہو۔

حاجی محمد شریف خان بلوچ ۔ جناب والا میری ایک اور گزارش ہے کہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے دو تین سال پہلے اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ جوہر آباد میں کوئی سرکاری عمارت تعمیر نہ کی جائے کیونکہ یہ علاقہ سیم زدہ ہے اس لئے اس رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔

وزیر مال ۔ جناب والا یہ امر بھی پیش نظر اور محلوظ خاطر رکھا جائے گا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ عمارت اسوقت تک شروع نہیں کی جائیں گی جسوقت تک اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

جناب اشفاق شاہد ۔ جناب والا میں آپ کی اطلاع کیلئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر تعمیر شدہ عمارت یا زیر تعمیر عمارات کو سیم نقصان نہیں پہنچا رہی۔

وزیر مال ۔ آپ تشریف رکھیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چلڈرن ایجوکیشن سیس (آرڈیننس 1982ء) کے تحت سہولتیں

649۔ جناب محمد بشارت راجہ ۔ (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ایک ہزار روپے ماہانہ تنخواہ پانے والے ورکرز کے بچوں کو چلڈرن ایجوکیشن سیس (آرڈیننس 1982ء) کے تحت میٹرک کی سطح تک تعلیمی سہولتیں حاصل ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گذشتہ دس سال کے اندر ورکرز کی ماہانہ اجرت (تنخواہ) کئی گناہ بڑھ چکی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ سہولت سے استفادہ کے سلسلے میں رقم کی حد ایک ہزار سے دو ہزار کرنے کو تیار ہے۔ نیز تنخواہ میں اضافہ کے پیش نظر مذکورہ سیس میں سے سہولتیں

بی ۔ اے تک اور مدارس کی مرمت وغیرہ پر خرچ کرنے کے لیے غور کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر محنت ۔ (ملک اللہ یار خان) (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔
(ب) کارکنوں کی اجرت میں گذشتہ دس سال کے عرصے میں اضافہ ہوا ہے ۔ لیکن اسے کمی کیا نہیں کہا جا سکتا ۔

(ج) چونکہ ورکرز چلڈرن (ایجوکیشن) آرڈیننس 1972ء وفاقی قانون ہے ۔ اس میں ترمیم کرنے کا اختیار بھی وفاقی حکومت کو ہی حاصل ہے ۔

جناب محمد پشارت راجہ ۔ جناب والا میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ کیا حکومت پنجاب اس سلسلہ میں مرکزی حکومت کو کوئی سفارشات بھیج سکتی ہے ؟

وزیر محنت ۔ اس ضمن میں ہم نے پہلے ہی سفارشات بھیج دی ہیں ۔ معزز رکن کی اطلاع کیلئے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ابھی چند روز ہوئے وفاقی حکومت نے اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جو کہ ان امور پر دوبارہ غور و خوض کر رہی ہے اور اس امر پر بھی غور کیا جا رہا ہے کہ ایک ہزار کی حد کو بڑھا کر 1500 یا 2000 کر دیا جائے ۔ لہذا یہ مسئلہ زیر غور ہے ۔ ابھی چند روز ہوئے اس سلسلہ میں ایک میٹنگ بھی ہوئی تھی ۔

تارکول کی خرید پر جمع کرائی گئی رقم کی واپسی

333۔چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی منیجر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) کیا وزیر صنعت و ترقی معدنیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے مورخہ 2 مارچ 1973ء کو 400 ٹن تار کول کی خرید کے لیے مبلغ 2،07،89.32 روپے ڈائریکٹر آف انڈسٹریز پنجاب لاہور کے پاس جمع کرائے تھے لیکن تاحال تار کول کی سپلائی نہیں کی گئی ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخہ 11 اگست 1981ء کو سند واپسی رقم (Refund Voucher) کے ذریعہ سے ڈائریکٹر آف انڈسٹریز سے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا جس کی ایک نقل اے جی پنجاب کو بھی ارسال کی گئی ۔ اس کے باوجود مذکورہ رقم واپس نہیں کی گئی ہے ۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رقم واپس کرنے کے لیے اقدامات کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقیات (ملک اللہ یار خان)
(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ناظم صنعت و معدنی ترقیات پنجاب نے اٹک آئل کمپنی راولپنڈی سے 400 ٹن تار کول کی سپلائی کے لیے ایک معاہدہ کیا تھا جو بعد میں فنی وجوہات کی بنا پر منسوخ کر دیا گیا جیسا کہ حصہ (ب) سے ظاہر ہے۔

(ب) ناظم حسابات (Accountant General) پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 10 اگست 1980ء کے ذریعے میونسپل انجینئر بلدیہ , فیصل آباد کو ہدایت کی تھی کہ مطلوبہ بل سند واپسی رقم (Refund Voucher) کے فارم پر بمعہ نقلی چالان (متعلقہ ضلعی افسر) حسابات۔ (District Account Officer) جسکے ذریعہ رقم جمع کروائی گئی تھی پر دوبارہ پیش کریں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متذکرہ ہدایات پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ میونسپل انجینئر بلدیہ فیصل آباد کو چاہیے کہ وہ ناظم حسابات (Accountant General) پنجاب کی ہدایت کے مطابق ضابطے کی کارروائی پوری کریں۔

چوہدری محمد صدیق سالار - جناب والا جواب تو آپ نے بہترین تیار کیا ہے۔ 1973ء میں فیصل آباد میونسپل کارپوریشن نے تارکول کے سلسلہ میں ایک معاہدہ کیا۔ اس کے بعد نہ تو کارپوریشن کو تارکول دی گئی اور نہ ہی پیسے واپس کئے گئے ابھی آپ نے ناظم حسابات کے متعلق کہا ہے یہ ناظم حسابات ہمیں ملتا ہی نہیں ہے۔ ہم نے اے جی افس میں بھی لکھ کر بھیجا تھا کہ ہماری رقم واپس کی جائے یا ہمیں تارکول مہیا کیا جائے۔ اسلئے میری گزارش یہ ہے کہ آپ ناظم حسابات کو اپنی ہی زبان میں کہدیں تو شاید ہمیں ہماری رقم واپس مل جائے۔ باقی جواب بہترین الفاظ میں دیا گیا ہے۔

وزیر صنعت و ترقی معدنیات - میرا خیال ہے کہ معزز رکن نے جواب کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی اس میں میں نے گزارش کی ہے کہ ناظم حسابات کی طرف سے ایک اعتراض اٹھایا گیا تھا۔ جس کا جواب آپ کی میونسپل کارپوریشن کے ناظم حسابات نے دینا تھا اور اس ضمن میں 13-9-82 کو دوبارہ آپ کو اطلاع دی گئی کہ ریکارڈ میں مطلوبہ رقم کا اندراج 3-73 تا 12-73 تھا وہ نہیں مل رہا۔ اس لئے آپ کو یہ گزارش کی گئی کہ آپ کے جو ڈسٹرکٹ اکاونٹس آفیسر ہیں ان سے اس رقم کے خزانے میں جمع کروانے کے بارے میں تصدیق کریں۔ اب اس تصدیق کے بارے میں آپ نے مطلع کرنا ہے۔ آپ کے ڈسٹرکٹ اکاونٹس آفیسر نے اس بارے میں تصدیق کر کے یہاں اطلاع دینی ہے جو ابھی تک موصول نہیں ہوئی

چوہدری محمد صدیق سالار - ٹھیک ہے -

اناؤنسر—سوال نمبر 347 - یہ جناب میاں فضل احمد صاحب کی طرف سے ہے

بجلی اور گیس کی کمیابی

347 - میاں فضل احمد — (رکن پنجاب سوشل سروسز بورڈ) کیا وزیر صنعت و تجارت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ بجلی اور گیس کی کم بہم رسانی کی وجہ سے صوبے کی برآمدی صنعت کو غیر ملکی زر مبادلہ کا کافی نقصان ہوا ہے —

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بجلی و گیس کی کم بہم رسانی کی وجہ سے بیروزگاری کا مسئلہ پیدا ہوا ہے اور صنعتی کارکنوں کی آمدنی پر اثر پڑا ہے - اگر ایسا ہے تو اس معاملے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں ؟

وزیر صنعت و تجارت - (ملک اللہ یار خاں) - (الف) بجلی اور گیس کی پیداوار میں بحران کی وجہ سے نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ملک میں صنعت پر کچھ اثر ہوا ہے چونکہ برآمدات میں کمی بیشی کے اعداد و شمار ادارہ فروغ برآمدات اکٹھے کرتا ہے - اس لیے ہمارے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ بجلی اور گیس کی کمی سے برآمدات کس حد تک متاثر ہوئی ہے -

(ب) بجلی اور گیس کی کم بہم رسانی کی وجہ سے بے روزگاری یا کارکنوں کی آمدنی میں کمی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا -

میاں فضل احمد—آپ نے فرمایا ہے کہ کچھ اثر ہوا ہے دراصل ان دنوں حالات ایسے تھے کہ ہفتہ میں دو دن کارخانوں میں گیس کی سپلائی بند رہتی تھی اور ایک دن پورے چوبیس گھنٹے بجلی بند رہتی تھی باقی کارکردگی کے جو چار دن رہ جاتے ہیں ان میں چار گھنٹے یومیہ بجلی بند رہتی تھی اس کا مطلب یہ ہوا کہ سات دنوں میں سے صرف ار دن بجلی یا گیس فراہم ہوتی تھی اور کارخانے چلتے تھے یہ کہنا کہ کچھ اثر نہیں پڑا درست نہیں بلکہ بہت اثر پڑا ہے ٹیکسٹائل کے کارخانے سات دن کام کرتے ہیں اور ان کو چھٹی نہیں ہوتی واپڈا کا یا فرما دینا کہ انہوں نے چھٹیوں کو مختلف دنوں میں تقسیم کر دیا تھا

اور اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا حقیقت پر مبنی نہیں سات دنوں میں جو کارخانہ چار دن بند رہے گا اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کچھ اثر پڑے گا یا کتنا اثر پڑے گا ۔

دوسرے آپ نے فرمایا تھا کہ یا فروغ برآمدات کا محکمہ ہے اعداد و شمار جمع کرنا ان ہی کا کام ہے میری تو سوال کرنے کی خواہش یہی تھی کہ آپ اس لاعلمی سے نکل کر خود اندازہ فرمائیں کہ ہفتے میں سات دن کی بجائے تین دن جو کارخانہ چلے گا اس سے برآمدات پر کتنا اثر پڑے گا اگر وہ اثر حکومت پنجاب کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہ مرکزی حکومت کا کام ہے تو پھر آپ اپنے صوبے اور اپنی صنعتوں کو کس طرح بچائیں گے ۔

میاں تجمل حسین ــ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ مجھے ادارہ وفاقی شماریات کے اعداد و شمار حاصل ہوتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاٹن یارن میں جنوری ، فروری کی پروڈکشن میں 13.3 فیصد کمی ہوئی ہے کاٹن کلاتھ میں 5.3 فیصد کی کمی ہوئی ہے مگر کیمیکلز میں بھی کوئی 21.9 فیصد کی کمی ہوئی ہے مائلڈ سٹیل انجینئرنگ میں تقریباً 3.1 فیصد کی کمی ہوئی ہے اور یہ وہ وقت تھا جس وقت کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا بحران تھا تو ہمیں اس سے یہ احساس کرنا چاہیئے کہ Infra structure کی جو ضروریات خاص کر انڈسٹری کیلئے پوری کرنی ہیں جس سے وہ اہم چیزیں بنتی ہیں اور پروڈکشن آنے سے ہمارے ملک میں قیمتوں کا توازن برقرار رہتا ہے اس کو بہت اہمیت دینی چاہیئے ہمارے Infra strecture کے جتنے بھی محکمے ہیں سوئی گیس ہو یا بجلی ہو ان کی جتنی ہماری ترقی ہو رہی ہے اس کے مطابق انتظامات کرنے چاہیں کیونکہ ہماری ترقی ان کی ترقی کے ساتھ منسلک ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ یہ لوڈ شیڈنگ ایک محدود عرصہ تک رہی اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا ضرور اثر پڑا ہے لیکن جو آپ نے اعداد و شمار پڑھے ہیں اور برآمدات میں کمی کی وجہ صرف گیس یا بجلی کی کمی ہی نہیں ہو سکتی اس کی کچھ اور وجوہات بھی ہو سکتی ہیں لیکن ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ بجلی اور گیس کی کمی کی وجہ سے صنعت پر ضرور اثر پڑا ہے لیکن بعض اوقات ایسے حالات بھی پیدا ہو جاتے ہیں جن پر ہمارا اختیار نہیں ہوتا معزز اراکین اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ موجودہ صورت میں بھی بجلی اور

گیس کے بحران سے ہم ابھی تک نہیں نکل پائے اور صورتحال ابھی کچھ اور دیر شاید رہے حکومت پاکستان کی کوشش ہے اور وہ انتہائی خلوص سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس بحران پر قابو پائیں اور انہیں اس بات کا احساس ہے کہ اگر اس قسم کے مزید ارات بجلی اور گیس کی فراہمی کی وجہ سے پڑے تو یقیناً اس کا بہت زیادہ برا اثر پڑے گا لیکن بعض مجبوری حالات کی بنا پر شاید ابھی کچھ دیر اور ہمیں اس بحران سے دوچار ہونا پڑے گا اور معزز اراکین بھی اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں ہماری انتہائی کوشش ہے کہ ہم بجلی کی پیداوار کے سلسلے میں گیس کی فراہمی کے سلسلے میں جو مناسب اقدامات کئے جاسکتے ہیں وہ کریں اور وہ کئے بھی جا رہے ہیں -

جناب صالح محمد نیازی جناب والا - میں اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ معمولی اثر پڑا ہے معمولی اثر نہیں پڑا اس سے ایک لاکھ پاوور لومز کے ورکرز سات دن تک بے روزگار رہے اور ان کو کوئی تنخواہ نہیں ملی ٹیکسٹائل ملز کے ورکرز مہینے میں سات دن بے روزگار رہے اس طریقے سے سوئی گیس اور گھی ملز کے ورکرز مہینے میں سات دن بے روزگار رہے ہیں ورکروں کی اجرت پر بھی اثر پڑا ہے اور پیداوار کے اضافے پر بھی اثر پڑا ہے اس کی وجہ ایک اور بھی ہے کہ یہ بحران کچھ تھا اور کچھ بنایا بھی گیا یہ اس طریقے سے کیا گیا کہ جن لوگوں نے سوئی گیس والوں کو اور بجلی والوں کو پیسے دے دیئے ان کے کھاتے چلتے رہے اور جنہوں نے پیسے نہیں دیئے ان کے کھاتے بند رہے تو جناب والا - یہ بازار دو ' تین مہینے گرم رہا - جناب نے فرمایا ہے کہ سوئی گیس اور بجلی کے اضافے کے متعلق سوچ بچار کی جارہی ہے - میں اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ یہ جو چوری ہوتی ہے اور یہ فراڈ ہوتا ہے اگو اس کو روک لیا جائے تو بجلی اور گیس کی کمی نہیں ہے - سوئی گیس کا ذکر ہماری اسمبلی میں آج تک نہیں چلا حالانکہ سوئی گیس میں جتنی چور بازاری اور بلیک مارکیٹنگ ہو رہی ہے اتنی کسی اور ادارے میں نہیں ہو رہی لیکن ہم بات نہیں کرتے ہیں گھریلو استعمال کے لئے بھی تب سوئی گیس ملتی ہے جب ایک کرنے والا صارفین پانچ چھ سو روپے دیتے ہیں اور بنگلے والوں سے دو ' دو ہزار روپے سوئی گیس لگانے کا لیتے ہیں تب وہ سوئی گیس وہاں پر مہیا کرتے ہیں تو سوئی گیس کا تمام کاروبار محلوں میں ' شہروں میں اور کارخانوں میں چور بازاری اور بلیک مارکیٹنگ پر چل رہا ہے تو جناب والا - وہ گیس کیسے پوری ہوگی وہ تو خود بحران پیدا کریں گے اس طرف بھی حکومت توجہ دے جس طرح ایگریکلچر

ضروری ہے اس سے زیادہ ہماری صنعت کے میدان میں ترقی بھی ضروری ہے اور سوئی گیس اور بجلی کے بحران میں ہمیں اس دفعہ پنجاب کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے اور یہ نقصان ورکروں کو بھی ہوا ہے اور حکومت کو بھی ہوا ہے اور اس بلیک مارکیٹنگ اور چوربازاری کو روکنے کی کوشش کی جائے ۔ شکریہ

وزیر صنعت — میں معزز رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے یہ آپ کا خیال ہے اور آپ نے بعض امور کی نشاندھی کی ہے اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن بہتر ہوگا کہ اس سلسلے میں اگر آپ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو دو دنوں میں ہم عام بحث شروع کر رہے ہیں اس وقت آپ اس امر پر ہمیں تفصیل سے آگاہ کریں ۔

میاں فضل احمد — جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ کیا آپ آئندہ یہ انتظام فرما سکتے ہیں کہ بجلی اور گیس ایک ہی دن بند ہوا کرے ایسا نہ ہو کہ سوموار کو بجلی بند ہو اور منگلوار کو گیس بند ہو یہ دونوں آپس میں collaboration کر لیں تو اس سے کم از کم فیکٹریوں کا بند ہونا ختم ہو جائے گا ۔

وزیر صنعت — جناب والا ۔ گزشتہ بحران کے دوران بھی ہم نے کوشش کی تھی اور محکموں کے ساتھ ، منتظمین کے ساتھ ، واپڈا کے ساتھ اور سوئی گیس والوں کے ساتھ باقاعدہ طور پر ہم مشورہ کرتے رہے ہیں اس کے ساتھ ہی ہم صنعتکاروں کے ساتھ بھی مشورہ کرتے رہے اور باہمی گفت و شنید اور صلاح مشورہ کے بعد ہی بجلی بند کرنے کے جو اوقات کار تھے وہ مقرر کئے گئے اور آئندہ بھی ہماری یہ کوشش ہوگی کہ یہ اوقات کار اس طرح سے ترتیب دیئے جائیں ہماری صنعت اور اداروں پر ان کا برا اثر نہ پڑے ۔

اناؤنسر — اگلے تین سوالات محکمہ امداد باہمی سے متعلق ہیں ۔ پہلا سوال نمبر 218 میاں غلام محمد سموکا صاحب کی طرف سے ہے ۔

شرح سود کا خاتمہ

218 ۔ میاں غلام محمد سموکا — (وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ زمینداروں کو امداد باہمی کی سوسائٹیوں کی جانب سے ایک فصل سے دوسری فصل تک قرضہ ملتا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بسا اوقات آفات سماوی کی بنا پر پیداوار کی کمی کے باعث مذکورہ قرضہ جات کی واپسی بروقت ممکن نہیں ہوتی - نتیجتاً زمینداروں کو ۱۱ فیصد سود تاریخ اجراء قرضہ سے ادا کرنا پڑتا ہے جس سے وہ قرضہ کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں —

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی صورت میں خصوصی رعایت دینے اور شرح سود ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر امداد باہمی (جناب غضنفر محمد خان) —
(الف) جی ہاں -

(ب) جی ہاں -

(ج) ایسی کوئی تجویز محکمہ کے زیر غور نہیں ہے -

میاں غلام محمد سموکا—جناب والا میں تھوڑی سی گزارش کروں گا - یہ پہلے بھی حکومت کی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے زراعت کو فروغ دینے کیلئے فصل کی کاشت سے فصل کی برداشت تک بلا سود قرضے کی سہولت دی ہے لیکن اس سلسلہ میں میرا سوال ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ سود بھی چھوڑ دیا جائے لیکن میرا خیال ہے کہ اس شخص سے جس کی فصل کسی قدرتی وبا کی وجہ سے خراب ہو جائے اور فصل نہ ہو تو وہ اپنا قرضہ اس مقررہ تاریخ تک ادا نہیں کر سکتا اگر اسکی فصل خراب ہو جائے اسکو دوسری فصل تک سہولت دینی چاہئے تاکہ وہ سود کے دباؤ میں نہ آئے—

چودھری محمد صدیق سالار—اسلامی مملکت میں سود بالکل حرام ہے سود بالکل چھوڑ دیا جائے—

(قطع کلامیاں)

میاں غلام محمد سموکا—بالکل حرام ہے آپ درست فرما رہے ہیں - سود بالکل نہیں ہونا چاہئے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے ہم خاموش ہیں —

وزیر امداد باہمی — میں آپکی بات سمجھ گیا ہوں اب جواب سن لیجئے - ضمنی سوال کیلئے ضمنی چیز ہوتی ہے - اس کے متعلق مختصراً یہ ہے کہ کوئی آفات ارضی و سماوی حد سے زیادہ ہو جائے تو اسکے لئے حکومت اقدام کرتی ہے جیسے ابھی حال ہی میں کیا ہے جیسے

پچھلے دفعہ بھی کیا تھا ۔ چونکہ یہ قرضہ سنٹرل کوآپریٹیو بنک سے لیا جاتا ہے اور حکومت کی گارنٹی پر لیا جاتا ہے ان سے پوچھنا ضروری ہو جاتا ہے ۔ اب بھی حکومت نے ان علاقوں میں جہاں ژالہ باری سے نقصان ہوا ہے اور پچھلے سال بھی راولپنڈی اور کچھ علاقوں میں جہاں نقصان ہوا تھا یہ اقدامات کئے تھے لیکن ہر اس شخص کو جس کی یہ سوچ ہو کہ اس کا نقصان ہو گیا ہے اور وہ یہ قرضہ ادا نہیں کر سکتا اس طرح جنرل چھوٹ نہیں دی جا سکتی ۔ حکومت پنجاب اس سود کی رقم کو ادا کرتی ہے ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کے کسانوں کی ملکیت یا جو اسکے برابر کے رقبہ پر کاشت کرتے ہیں ۔ یہ ملکیت 44 لاکھ 45 لاکھ بلکہ 55 لاکھ سے بڑھ جاتی ہے اسکو اس طرح معاف نہیں کیا جا سکتا سوائے ان علاقوں کے جہاں ریلیف کمشنر صاحب اعلان کرتے ہیں ۔ ڈسٹرکٹ اتھارٹی کے ساتھ جانچ پڑتال کرنے کے بعد ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دے چکے ہیں ان کیلئے یہ چھوٹ دی جاتی ہے اور وہ بھی مرکزی کو آپریٹو بنک کے ذریعہ ۔

میاں غلام محمد سموکا ۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ جنرل معافی دی جائے ۔ میری گزارش ہے کہ آپ ضلع بہاول نگر میں جا کر دیکھیں ۔ تین تحصیلیں سیم کی زد میں آئی ہوئی ہیں ۔ اگر تھوڑی سی بارش ہو جائے تو فصل ختم ہو جاتی ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب اور کمشنر صاحب کی تصدیق کے بعد اگر ایک شخص کی فصل خراب ہو جاتی ہے تو اسکو یہ رعایت ملنی چاہئے تاکہ اس پر اتنا بوجھ بھی نہ پڑ جائے کہ وہ کبھی بھی نہ ادا کر سکے ۔

وزیر امداد باہمی ۔ خرابی کیلئے قاعدہ مقرر ہے اس کے مطابق کام کیجئے بلکہ اگر مجھے صرف شبہ ہو گیا کہ یہ فصل کسی وجہ سے خراب ہو گئی ہے اس لئے میں قرضہ ادا نہ کروں تو اس بات کو مان لینا بڑا مشکل ہے کوئی ذریعہ تو ہونا چاہئے میں نے آپکو بتایا ہے کہ طریقہ کار موجود ہے اسکے مطابق عمل کیجئے ۔

میاں غلام محمد سموکا ۔ وہ تو کر نہیں سکتے ۔ جب بھی ہم نے سوال اٹھایا ہے اسکا جواب نفی میں دیا جاتا ہے صرف منسٹر صاحب اس واسطے کہ وہ پڑھے لکھے ہوتے ہیں وہ جواب دیتے ہیں ان لوگوں کو کوئی معقول جواب دینا چاہئے نہ کہ اس سوال کو رد کر دیا جائے ۔ میری استدعا ہے کہ مہربانی کرکے جس شخص

اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ جس شخص کی فصل بالکل ختم ہوگئی ہے وہ قرضہ کس طرح ادا کرے گا ۔ اس پر سود کا بوجھ مزید بڑھے گا ۔ اور اسطرح جو پہلے سہولت دی گئی ہے وہ اس کا پوری طرح فائدہ نہ اٹھا سکے گا ۔

وزیر امداد باھمی—پہلے آپ نے بات کی ہے ۔ اتفاقی حادثات سے یا کچھ مشکلات کی وجہ سے رعایت دی جائے اب آپ نے سیم کا ذکر بیچ میں کر دیا ہے ۔ سیم تو اتفاقی حادثہ نہیں سیم تو رہے گی جب تک اسکے لئے تدارک نہ کیا جائے ۔ آگے جو سوال آ رہا ہے اس میں آپکو بتا دیا جائیگا ۔

میاں غلام محمد سموکا—سیم زدہ زمین پر تھوڑی سی بارش بھی اثر انداز ہو سکتی ہے یا کوئی ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ فصل نہیں ہوتی ۔

وزیر امداد باھمی—میں نے آپکو طریقہ کار بتا دیا ہے اسکے مطابق عمل کیجئے ۔

جناب محمد اکرم چوھدری—(وائس چیئرمین ضلع کونسل ساھی وال) جناب والا کوآپریٹو کی طرف سے ایک فصل پر قرضہ زیادہ دیا جاتا ھے تو کیا وجہ ھے دوسری فصل کیلئے قرضہ بہت گھٹا دیا جاتا ھے جس کی وجہ سے کسانوں کیلئے بڑی مشکلات پیدا ھوتی ھیں ۔

وزیر امداد باھمی—آپ جتنا قرضہ مانگیں میں آپکو دینے کیلئے تیار ھوں ۔

جناب محمد اکرم چوھدری—نہیں ۔ جناب والا دوسری فصل کیلئے بہت کم قرضہ دیا جاتا ھے ۔

وزیر امداد باھمی—فیڈرل منسٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ پچھلی خریف میں 41 کروڑ 70 لاکھ کے قریب قرضہ بانٹا ھے ۔ انہوں نے کہا اور چاھئے اور لے لیجئے ۔ آپکو غلط فہمی ھے 100 کروڑ روپیہ قرضہ کیلئے موجود ھے اس دفعہ ربیع میں منسٹر صاحب نے کہا اگر کچھ اور چاھئے تو 110 کروڑ تک لے لیجئے—72 کروڑ خرچ آئے ھیں ۔ قرضے کی کوئی کمی نہیں اتنا کریڈٹ ملا ھے ۔آپکو کچھ سلائڈ دکھائی جائیں گی اس سے آپکو پتہ چلے گا کہ قرضے کی تو کوئی کمی نہیں ۔ جتنا قرضہ چاھئے آپ لے لیجئے ۔

جناب محمد اکرم چوہدری—پہلے یہی تھا ۔ پہلے فصل ربیع پر زیادہ خرچ ہوتا تھا لیکن خریف پر بالکل کم کر دیا جاتا تھا ۔

وزیر امداد باہمی—آپ مانگئے خریف پر ہم آپکو دیں گے اس سے اور کیا چاہئے آپکو—مانگئے آپ ۔

سردار محمد عارف خان—جناب والا میری گزارش ہے کہ قرضہ بر وقت دیا جائے ۔

وزیر امداد باہمی—غالباً یہ مخصوص قسم کا سوال ہے ۔ اس کے متعلق آپ کوئی ضمنی سوال کیجئے یا کوئی دوسرا سوال اٹھائیے ۔ یہ ضمنی سوال میں نہیں آتا آپ سوال کیجئے ہم انشاءاللہ اس کا جواب یکشن اینڈ فگرز سے دیں گے ۔

سرکاری ملازمین کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ

270—جناب سراج قریشی—(صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور)
کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو رہائشی پلاٹ دینے کے لئے اپریل 1979ء میں حکومت پنجاب کے زیر سرپرستی ایک ادارہ معرض وجود میں لایا گیا تھا جس کا نام دی پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ" ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب کے ان ملازمین کی معتد بہ تعداد نے جو کہ مذکورہ سوسائٹی کے ممبر بنے، پلاٹوں کی قیمت وغیرہ ادا کر دی ہے ۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جزو (ب) میں مذکورہ ملازمین کو ابھی تک کوئی پلاٹ وغیرہ الاٹ نہیں کیئے گئے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک پلاٹوں کی الاٹمنٹیں کیوں نہیں کی گئیں اور کب تک متوقع ہیں ؟

وزیر امداد باہمی—(جناب غضنفر محمد خان) (الف) جی ہاں درست ہے دی پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی 14 مارچ کو رجسٹرڈ ہوئی تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔ درست ہے۔

(ج) جی ہاں درست ہے ۔

(د) بنیادی طور پر یہ سوسائٹی صرف 21 ممبران کے ساتھ رجسٹر ہوئی تھی جس کے بعد صوبہ بھر کے تمام ایسے سرکاری ملازمین سے جو سوسائٹی کے بائی لاز کے تحت ممبر بننے کے اہل تھے درخواستیں طلب کی گئیں ۔ ممبر شپ کی درخواستیں وصول کرنے کے لیے آخری تاریخ میں وقتاً فوقتاً توسیع کی جاتی رہی تاکہ زیادہ سے زیادہ ملازمین اس سکیم سے استفادہ کر سکیں ۔ اس عرصہ کے دوران سوسائٹی کی کالونی کے لئے جگہ کا انتخاب کیا گیا اور اس کے حصول کے لیے کلکٹر صاحب ضلع لاہور نے 12-8-1979 کو لینڈ ایکیویزیشن ایکٹ مجریہ 1894 کی دفعہ (4) کے تحت نوٹیفیکیشن جاری کیا ۔ متذکرہ قانون کے تحت مالکان اراضی سے براہ راست زمین خریدنے کے لیے سیکرٹری صاحب حکومت پنجاب محکمہ امداد باہمی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل کی گئی۔

مورخہ 15 جنوری 1980ء تک 3143 مختلف گریڈ کے ملازمین کی طرف سے درخواستیں برائے ممبر شپ وصول ہوئیں جن میں سے صرف 1372 ملازمین نے سوسائٹی کے مطالبہ کے مطابق پوری قیمت زمین ادا کر دی تھی ۔ اور 880 ملازمین نے جزوی طور پر جب کہ 891 ملازمین نے قیمت بالکل ادا نہ کی ۔ اس صورتحال کے تحت سوسائٹی کی انتظامیہ نے سکیم پر دو مرحلوں میں عملدرآمد کرنے کا فیصلہ کیا ۔ تاکہ مزید تاخیر سے بچا جا سکے ۔ پہلے مرحلہ میں ایسے تمام ملازمین کو جنہوں نے قیمت زمین مکمل طور پر ادا کر دی تھی ۔ شامل کیا گیا ۔ اور ان کے پلاٹ سائز کے استحقاق کے مطابق رقبہ کی ضرورت کا تعین کیا گیا ۔ جس کے بعد مالکان سے براہ راست زمین خرید کرنے کی کارروائی شروع کی گئی ۔ زمین کی خرید کے پیچیدہ مراحل میں سے گزرنے کے بعد پہلے مرحلہ کے لیے کل 1868 کنال زمین خرید کی گئی ۔ رقبہ کا سروے وغیرہ اور ٹاؤن پلاننگ مکمل کرنے کے بعد یہ پلان لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ان کی منظوری کے لیے مئی 1981ء کو ارسال کیا گیا جو ان کے زیر منظوری ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ترقیاتی کاموں کے لئے ڈیزائن وغیرہ تیار کرنے کے لیے سوسائٹی کی انتظامیہ نے وفاقی حکومت کی مشہور فرم نیشنل انجینئرنگ سروسز آف پاکستان کو مقرر کیا ۔ جو اس کام پر مصروف ہیں ۔ اس میں بھی انتظامیہ کو ایل ڈی اے کے ساتھ کچھ مشکلات کا سامنا ہے ۔ جو

طے کی جا رہی ہیں ۔

ٹاؤن پلاننگ کی ایل ڈی اے سے منظوری حاصل ہونے کے بعد موقع پر سڑکوں اور پلاٹوں کی نشاندھی کر دی جائے گی ۔ اور اس کے ساتھ ممبران کو پلاٹ الاٹ کر دئیے جائیں گے ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ کام آئندہ جون تک مکمل ہو سکے گا ۔ جس کے بعد ضروری کارروائی مکمل ہونے پر ترقیاتی کام شروع کر دیا جائے گا ۔

جناب سراج قریشی ۔ جناب والا میں آپکے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں ۔

وزیر امداد باھمی ۔ ایک مزید اطلاع سن لیں شاید اس سے آپ مطمئن ہو جائیں ۔ یہ پرانا سوال تھا ۔ مزید جو اطلاع آئی ہے (یہ جواب پرانا تھا) ایل ڈی اے نے منظوری دے دی ہے اس سال مارچ میں ۔ انجینئرنگ ۔ ڈیزائن جسکو نیشنل انجینئرنگ سروسز آف پاکستان بنا رہی ہے ۔ جب site ڈویلپمنٹ مکمل ہو جائے گی تو Phase wise کی الاٹمنٹ مکمل کر کے کام شروع ہو جائیگا ۔

جناب سراج قریشی ۔ آپ فرما رہے ہیں کہ ایل ۔ ڈی ۔ اے نے منظوری مارچ میں دی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے کافی سالوں سے غریب سرکاری ملازمین نے پیسے دیئے ہوئے ہیں تین ہزار میں سے دو ہزار یا 22 سو افراد سے ادائیگی کر دی ہے ۔ اس کا کیا قصور ہے کہ یہ سال ہا سال سے انتظار کرتے رہیں ۔ خاص طور پر جو ایماندار ہیں جو آپکے ملازمین چھوٹی چھوٹی تنخواہیں لینے والے ہیں ۔ بچت کر کے انہوں نے آپکو پیسے دیئے ۔ محض سرکاری سرخ فیتے کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں ۔ آپ نے اس میں خاص طور پر لکھا ہے کہ ہم نے ایل ڈی اے کو پلان دے دیا ہے اور ایل ۔ ڈی ۔ اے دو سال سے اسکو زیر غور رکھ کر بیٹھا ہوا ہے اسکی کیا وجہ ہے ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل جناب جنرل انصاری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ اسکی وضاحت فرمائیں ۔ یہ سرکاری سکیم جس کا منصوبہ حکومت نے بنایا جس کی پلاننگ حکومت نے کی ۔ سرکاری پیسہ تھا ۔ اسکو ایل ۔ ڈی ۔ اے نے دو سال سے زیر غور رکھا ہوا ہے ۔ اگر سرکاری سکیموں کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو دوسری سکیموں کا کیا حشر ہو گا ۔

وزیر امداد باھمی ۔ یہ سرکاری سکیم نہیں ہے ۔

اس مرحلہ پر وزیر مال ملک اللہ یار خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سراج قریشی - سب سے پہلا فقرہ ہے کہ مالکان اراضی سے براہ راست زمین خریدنے کیلئے سیکرٹری حکومت پنجاب محکمہ امداد باہمی کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی —

جناب قائم مقام چیئرمین — سوسائٹی کچھ ممبران مل کر بناتے ہیں کوآپریٹو سوسائٹی سرکار نہیں بناتی — آپ بھی ممبر بن جائیے — میں بھی ممبر بن سکتا ہوں —

جناب سراج قریشی — میں سرکاری ملازم نہیں ہوں —

جناب قائم مقام چیئرمین — اگر آپ کل کو ملازم سرکار ہو جائیں آپ بھی اسکے ممبر بن سکتے ہیں —

جناب اشفاق شاہد — جناب والا میرا خیال ہے اس کا جواب جنرل انصاری صاحب خود ہی دیں —

جناب قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خان) — اگر سوال آپ اس ادارے سے کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیئے علیحدہ سوال آپکو بھیجنا پڑے گا — جہاں تک موجودہ سوال کا تعلق ہے اسکے با ضمنی سوالات کو امداد باہمی تک ہی محدود رکھیں —

جناب سراج قریشی — اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ,,انتظامیہ کو ایل۔ڈی۔اے۔کے ساتھ پچھلے دو سال سے کچھ مشکلات کا سامنا ہے،، انہوں نے جواب میں ایل۔ ڈی۔ اے۔ کا تذکرہ کیا ہے اس لیئے میں عرض کروں گا کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ اسکی وضاحت فرما دیں کہ کیا مشکلات ہیں — دو اڑھائی سال سے سکیم پاس نہیں کی اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین — اس کے بارے میں اگر معزز رکن کچھ مزید کہنا چاہتے ہیں تو آئندہ دو دنوں میں بحث کے دوران یہ مسئلہ اٹھائیں اس کا جواب ان کو ملے گا —

جناب اشفاق شاہد — میرا خیال ہے کہ اب موقع مناسب تھا

وزیر امداد باہمی - اس مسئلے پر بحث ہو سکتی ہے —

جناب سراج قریشی - جواب میں لکھا ہے کہ آئندہ جون تک یہ کام مکمل ہو جائے گا ۔ جون تو سات دن کے بعد آجائے گا ۔ تو کیا سات دن کے بعد اس سارے منصوبے کی تکمیل ہو جائے گی اور الاٹمنٹ ہو جائے گی ؟ کیا اس سوال کے آنے کے بعد اتنی تیزی ہو جائے گی ؟

وزیر امداد باہمی — جون تک مشکلات حل ہو جائیں گی میں نے سات دن نہیں کہا جون کہا ہے ہے اور جون ۳۰ تاریخ کو ختم ہوتا ہے ایل۔ڈی۔اے نے اس کے فیز نمبرا کی منظوری دے دی ہے اور اس کا فزیکل لے آؤٹ شروع ہو گیا ہے اس کے لیے منظوری کے بعد کچھ ایڈجسٹمنٹ کرنی ہیں اور وہ نیس پاک کو جو ان کے کنسلٹنٹس ہیں بتا دیا گیا ہے پلاٹس وغیرہ کی نمبرنگ کے بعد جون کے مہینے میں بیلٹ کے ذریعے پلاٹ الاٹ کردیے جائیں گے۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ مائنرایڈ جسٹ منٹ کرنے کے بعد balloting کے ذریعہ پلاٹ الاٹ کر دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں تھا کہ جون تک ہو جائے گا۔ اگر آپ کہیں کہ مکان بھی بن جائیں تو وہ پھر یہ ممکن نہیں۔

دودھ دینے والے جانوروں کی پرورش کے لیے بلاسود قرضے کی فراہمی

323۔ مس بلقیس خانم — (خاتون کونسلر ضلع کونسل ساہی وال) کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ امداد باہمی نے ایک سال قبل دودھ دینے والے جانوروں کی پرورش کے سلسلہ میں قرضہ کے حصول کے لیے سوسائٹیاں رجسٹر کی تھیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سوسائٹیوں نے تا حال اس ضمن میں بلا سود قرضوں کا اجراء نہیں کیا ہے اور نہ ہی محکمہ کی جانب سے کسی واضح پالیسی کا اعلان کیا گیا ہے

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت دودھ دینے والے جانوروں کی پرورش کے لیے بلاسود قرضے کے اجراء کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (جناب غضنفر محمد خان)—(الف) جی ہاں گزشتہ تین سال میں 147 انجمن ہائے ڈیری کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹر ہوئیں جو اپنی مدد آپ کی بنیاد پر منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

(ب) محکمہ پرورش حیوانات پنجاب نے صوبہ میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لیے ایک سکیم منظور کی ہے۔ اس

سکیم کے تحت محکمہ امداد باہمی سے دودھیل جانوروں چلنگ پلانٹس (Chilling plants) اور انسٹولیٹر ٹینکز Insulator Tankers کی خرید کے لیے منظور ہونے والے قرضہ جات پر سود کی ادائیگی محکمہ لائیو سٹاک کرے گا ۔ اس مقصد کے لیے مالی سال 83-1982ء میں مبلغ پنسٹھ ہزار (65000) روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔

اس سلسلہ میں محکمہ پرورش حیوانات نے محکمہ امداد باہمی سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے محکمہ کے افسران کو ہدایات جاری کریں کہ وہ دودھیل جانوروں چلنگ پلانٹس اور انسٹولیٹر ٹینکز کی خرید کے لیے کواپریٹو سوسائٹیوں کو قرضہ جات جاری کریں تاکہ سود کی مہیا کردہ رقم خرچ ہو سکے ۔

(ج) مذکورہ بالا سکیم نافذ العمل ہے رجسٹرڈ کواپریٹو سوسائٹیاں محکمہ امداد باہمی سے فوری طور پر قرضے حاصل کر سکتی ہیں ۔ اس سلسلہ میں ڈائریکٹر جنرل (تو سیعی) محکمہ پرورش حیوانات نے چار اشخاص کی درخواستیں رجسٹرار امداد باہمی پنجاب ، کو قرضہ جات کی منظوری کے لیے بھیجی ہیں ۔

مس بلقیس خانم - جناب والا ، جیسا کہ اپ نے سوال نمبر 323 کے جواب میں کہا ہے 147 سوسائٹیاں رجسٹرڈ ہوئی ہیں ۔ آیا فی الواقع یہ رجسٹر کی گئی ہیں یا لمیٹڈ سوسائٹیاں بنائی گئی ہیں کیا ایسی صورت تو نہیں کہ سوسائٹیاں لمیٹڈ بنائی گئی تھیں جن میں دفعہ 17 - اے کے قوانین انجمن امداد باہمی کے تحت ممبران کو ڈیکلیریشن داخل کرنا پڑتا ہے کے تحت اراضی و ممبران کی جائیداد مکفول کرلی جاتی ہے ، اس وجہ سے یہ سوسائٹیاں ناکام ہو چکی ہیں ۔

وزیر امداد باہمی—یہ آپ ضمنی سوال کر رہی ہیں یا کوئی بیان دے رہی ہیں ؟

مس بلقیس خانم—جی میں ضمنی سوال کر رہی ہوں ۔ سوسوئٹیاں لمیٹڈ ہونے کی صورت میں غیر ممالک لوگ تو ممبر بن ہی نہیں سکتے ۔ ان کے پاس مکفول کرانے کے لیے کوئی جائیداد نہیں ہوتی ۔ یہ سوسائٹیاں رجسٹر ہونی چاہییں تاکہ شخص ضمانت پر قرضے حاصل کر سکیں اور غیر

مالک بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ کیونکہ دودھ کی فروخت زیادہ تر غیر مالک لوگ ہی کرتے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔۔۔اس ضمن میں اگر آپ کو کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کیجیے ۔ آپ اپنے خیال یا رائے کا اظہار اس موقع پر نہیں کر سکتیں ۔ اس سوال کے بارے میں اگر آپ کو کوئی ضمنی سوال پوچھنا ہے تو وہ پوچھیے ۔

مس بلقیس خانم۔۔۔یہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے غیر مالک مزارع قسم کے لوگ اپنی ساری زندگی بھینس بکری کے ساتھ گزارتے ہیں ۔ جب کہ حکومت دیہی ترقی کی طرف توجہ دے رہی ہے تو ایسے لوگوں کو اپنے منصوبے میں جگہ کیوں نہیں دے رہی ۔ انہیں بھی قرضے ملنے چاہیں جو غیر مالک لوگ ہیں ۔

وزیر امداد باہمی۔۔۔میں آپ کو مختصراً بتاتا ہوں کہ ہم نے ایک سکیم بنائی ہے جس میں درمیانی مدت کے قرضے (medium term loans) جانوروں پر دیے جائیں گے ۔ بھینسوں یا کسی چیز پر تو قرضہ دیں گے آخر جانور رکھتے ہیں تو جانور مکفول کریں اس کے مطابق اب ہم نے سکیم بنائی ہے اور جن کے پاس جانور ہیں گائیں ہیں بھینس ہیں وہ مکفول کر کے قرضے لے سکتے ہیں اب اس میں مسئلہ یہ تھا کہ وہ پروڈکشن لون ہو یا میڈیم ٹرم لون ہو اس میں مرکزی حکومت بھی involve ہوتی ہے ان سے بات چیت ہو رہی ہے اور فیڈرل منسٹر بھی راضی ہو گئے ہیں کہ بجائے ماہوار قرضے کے یا ہر چھٹے ماہ قرضہ وصولی کے وصولی کی مدت کو ایک سال کیا جائے کیونکہ بھینس اور گائے کا دودھ دینے کا جو طریق کار ہے وہ گندم اور کپاس کی فصل سے مختلف ہے ۔ کبھی وہ سوکھتی ہیں کبھی دودھ دیتی ہیں ۔ تو ان کو بھی قرضہ ملے گا جن کے پاس جانور ہیں ۔ بغیر جانوروں کے تو امداد باہمی جانوروں کے لیے قرضے نہیں دے سکتی ۔ زمین ہونا شرط نہیں ہے ۔ زمین کے بغیر بھی اگر کسی کے پاس جانور ہیں تو قرضہ مل سکتا ہے ۔ ملکیت زمین شرط نہیں ہے ۔ لیکن جانور ہونا چاہیے ۔ اور کوئی جگہ ہونی چاہیے جہاں وہ جانور رکھے جائیں ۔ ہوا پر تو جانور زندہ نہیں رہ سکتے ۔

علاقہ کچہ (سندھ تاس) ضلع بھکر میں ٹیوب ویلز تنصیب کی سکیم

290۔۔۔**ملک غضنفر علی**۔۔۔(چیئرمین ضلع کونسل بھکر) کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ دریا خان ڈیرہ اسماعیل خان پل کی تعمیر کی بنا پر پشتہ برائے سڑک بنایا گیا تھا ۔ نتیجتاً کوٹلہ جام سے بجانب جنوب تا حد موضع ابھل نشیبی علاقہ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ رقبہ جو دریائے سندھ کے نالوں سے سیراب ہوتا تھا ، مذکورہ پشتے کی تعمیر سے بنجر ہونا شروع ہو گیا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پشتے کی تعمیر کے پیش نظر پانی سے محروم ہونے والی اراضی کو پانی مہیا کرنے کے سلسلے میں علاقہ کچھ (سندھ تاس) کے لیے محکمہ زراعت نے ایک سکیم بنائی تھی تاکہ بجلی کی لائنیں مہیا کی جائیں اور ٹیوب ویلز نصب کئے جا سکیں ۔ جس کے پیش نظر مذکورہ علاقے کے زمینداروں نے مبلغ 4000/- روپے بطور زر ضمانت بھی جمع کرائے تھے ۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مجوزہ سکیم بجلی برائے تنصیب ٹیوب ویلز کے ضمن میں بطور زر ضمانت جمع کرائی جانے والی رقوم بھی واپس کر دی گئی ہیں اور مذکورہ سکیم کو ختم کر دیا گیا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم کو ختم کرنے یا معرض التوا میں رکھنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر زراعت ۔ (جناب غضنفر محمد خان) (الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ پشتہ بننے کی وجہ سے کوٹلہ جام اور موضع ابھل کا درمیانی سیلابہ رقبہ متاثر ہوا ہے اور سیلابی پانی رک جانے کی وجہ سے کمی آب کا شکار ہے ۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ مذکورہ علاقہ میں نئے بجلی کے ٹیوب ویل لگانے کے لیے بجلی کی لائنیں مہیا کی جائیں ۔ نیز درخواست دہندگان سے چار ہزار روپے فی ٹیوب ویل ضمانت طلب کئے گئے ۔

(ج) یہ درست ہے کہ زر ضمانت جو بنک گارنٹی کی صورت میں تھی درخواست دہندگان کو واپس کر دی گئی ۔

(د) مذکورہ علاقہ میں بجلی کی لائنیں مہیا کرنے کے لیے منصوبہ تیار کرنے کی غرض سے علاقہ کا تفصیلی سروے کیا گیا لیکن جب واپڈا سے اسٹیمیٹ تیار کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے بتایا کہ علاقہ بہل میں ٹیوب ویلوں کو بجلی پہنچانے کے لیے موجودہ لائنیں کام نہیں دے سکتیں اور بھکر سٹیشن سے لے کر بہل تک 14 میل لمبی نئی لائن لگانی پڑے گی جس پر بہت زیادہ خرچ اٹھتا تھا اور جو کہ ایک لاکھ روپیہ فی ٹیوب ویل کے لگ بھگ تھا ۔ اس کے برعکس واپڈا سے یہ معلوم ہوا کہ واپڈا کے ایک منصوبے کے تحت 84 ۔ 1983ء میں بہل ہی میں گرڈ سٹیشن تعمیر ہونا شروع ہو جائے گا ۔ بہل میں گرڈ سٹیشن بننے سے مجوزہ لائن کا خرچ بہت کم ہو جائے گا ۔ لہذا منصوبہ پر مزید عمل درآمد ملتوی کر دیا گیا اور درخواست دہندگان کو زر ضمانت واپس کر دیا گیا ۔ جیسا کہ اوپر مذکورہ ہے آئندہ ایک دو سال میں بجلی کی لائن اس علاقہ میں پہنچ جائے گی اور ٹیوب ویلوں کے چلانے کے لیے بجلی مہیا ہو جائے گی ۔ یہ کوشش کی جائے گی ۔ کہ یہ گرڈ سٹیشن سال 84 ۔ 1983ء کے دوران شروع ہو کر اختتام پذیر ہو ۔

ملک غضنفر علی ۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ جو دریائے سندھ پر بند باندھا گیا ہے اس کی وجہ سے اس کی شمالی سائیڈ کا 25 ہزار ایکڑ رقبہ زیر آب آچکا ہے ۔ اس وقت بھی وہاں اٹھارہ بیس ہزار ایکڑ پر چھ فٹ پانی کھڑا ہے ۔

وزیر زراعت ۔ یہ اس کا ضمنی سوال نہیں ہے ۔ اصل سوال میں یہ جنوبی حصے کی بات کر رہے تھے ، اب شمال میں چلے گئے ۔ جنوب کی بات کیجیے ۔

ملک غضنفر علی ۔ اس کے متعلق کہا ہے کہ اس کی شمالی سائیڈ میں چھ فٹ پانی کھڑا ہے اور اس کی جنوبی سائیڈ بنجر ہو چکی ہے ۔ پانی کے بغیر ہے ۔ اس میں کوئی نکاس کا بندوبست کیا جائے جس طرح پہلے دریائی پانی سے رقبہ سیراب ہوتا تھا ، بھکر سے بہل بس تحصیل کا ہیلٹ ہے ۔ یہ ہمارے ضلع بھکر کا زرخیز ترین علاقہ ہے ۔ وہاں بجلی کی لائنیں

پہلے سے ہیں ۔ ان کے لیئے بجلی کا جلد انتظام کیا جائے ، ورنہ یہ علاقہ بھی بنجر ہو جائے گا ۔

وزیر زراعت - سروے کے بعد یہ رپوٹ آئی ہے کہ ان بجلی کی لائنوں سے ٹیوب ویل نہیں چل سکتے ۔ اس کے لیا گرڈ سٹیشن تعمیر ہوگا ۔ انشاءاللہ ، ہم اس کو ضرور مکمل کروائیں گے ۔ ایسی چیزوں میں کچھ تاخیر ہو جاتی ہے ۔ جہاں تک شمالی علاقے کا تعلق ہے ۔ حالانکہ وہ ضمنی سوال نہیں ہے ، جیسے ہی اس کے بارے میں اطلاع آئی تو حکومت پنجاب نے ریلیف کمشنر صاحب کو وہاں بھیجا اور انہوں نے بتایا کہ واقعی رقبے میں پانی ہے ۔ اس کی بجائے اس پل تک پہنچنے کے لیئے سات میل لمبی ایک سڑک بنادی گئی ہے اور اس میں دو کریکس Cracks تھے جس میں دریائے سندھ کا پانی جاتا تھا ۔ انہوں نے بھی گزر گاہ وہاں نہیں بنائی اسکو کاٹ دیا گیا ہے ۔ اس سے پانی رک گیا ہے ۔ پانی اتر رہا ہے ۔ آئندہ ڈیزائن میں وہ یقیناً جگہ رکھی جائے گی کہ پانی گزرتا رہے ۔ تو اس سے غالباً دوسری مشکل بھی تھوڑی کم ہو جائے گی ۔

ملک غضنفر علی - ٹھیک ہے سر ۔

دیہاتوں میں مارکیٹ فیس کی بندش

305 جناب محمد اسلم بلوچ (وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد) کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں مارکیٹ کمیٹیوں کی حدود صرف غلہ منڈیوں کی چاردیواری تک محدود ہوتی تھی اور غلہ منڈیوں میں آمدہ اشیاء پر مارکیٹ فیس وصول کی جاتی تھی ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دیہاتی علاقہ میں جنس کے بدلے معمولی اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے ۔ مگر مارکیٹ کمیٹیوں کا عملہ دیہات کے معمولی دکانداروں سے بھی بیوپاریوں جیسی بھاری لائسنس فیس اور جرمانہ وصول کرتا ہے ۔ اس امر کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی کہ مارکیٹ کمیٹیاں بھی دیہاتی علاقہ سے ٹیکس وصول کریں جب کہ ضلع کونسلیں اور یونین کونسلیں پہلے ہی مذکورہ دیہاتی علاقہ سے ٹیکس اور فیس وصول کرتی ہیں ۔

(ج) آیا اس امر کی وضاحت کی جائے گی کہ مارکیٹ کمیٹیوں نے دیہاتوں سے وصول کی گئی مارکیٹ فیس اور جرمانے کی

رقوم سے دیہاتی علاقہ میں کسی قسم کے تعمیراتی کام سر انجام دیے ہیں - اگر جواب نفی میں ہے تو دیہاتی علاقہ سے مارکیٹ کمیٹوں کا مارکیٹ فیس اور جرمانہ وصول کرنے کا جواز کیا ہے اور کیا حکومت اسے بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت — (جناب غضنفر محمد خان) (الف) یہ حقیقت کے برعکس ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کی حدود صرف غلہ منڈیوں کی چاردیواری تک محدود ہوتی تھی - بلکہ زرعی پیداوار کے قوانین مجریہ 1939ء کی دفعہ 3 اور 4 کے تحت ہر مارکیٹ کمیٹی ایک نوٹیفائیڈ ایریا برائے کنٹرول خرید و فروخت زرعی اجناس تعین کرنے کی مجاز تھی - جو پولیس اسٹیشن کی حدود تک مقرر تھا - اس وقت بھی پنجاب مارکیٹ آرڈیننس 1978ء کی دفعات 3 اور 4 کے تحت ویسا ہی عمل کیا جاتا ہے - جہاں تک اجناس پر مارکیٹ کمیٹی کی فیس کی وصولی کا تعلق ہے - یہ درست ہے کہ غلہ منڈی میں زرعی اجناس کی خرید و فروخت پر مارکیٹ فیس زیر رولز 36 آف مارکیٹ (جنرل) رولز 1979ء وصول کی جاتی ہے - جو مارکیٹ فنڈ میں جمع ہوتی ہے -

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ دیہاتی علاقوں میں جنس کے بدلے معمولی اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور مارکیٹ کمیٹیوں کا عملہ دیہات میں معمولی دکانداروں سے بھی بیوپاریوں جیسی بھاری لائسنس فیس اور جرمانہ وصول کرتا ہے بلکہ زیر رولز 6 مارکیٹ جنرل رولز 1979ء کے مطابق دیہاتوں میں زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والے دوکانداروں سے صرف 20 روپے سالانہ لائسنس فیس وصول کی جاتی ہے - اس برائے نام فیس عائد کرنے سے مارکیٹ کمیٹی کا مقصد صرف ایسے دوکانداروں کو رجسٹرڈ کرنا مقصود ہوتا ہے - تا کہ کاروبار میں زرعی اجناس کی خرید و فروخت کے سلسلے میں جملہ بے ضابطگیوں کا تدارک کیا جا سکے - دوسرا بڑا مقصد زمینداروں کو تحفظ پہنچانا مقصود ہے - ایسے معمولی دوکانداروں سے کوئی بھاری فیس لائسنس اور جرمانہ وصول نہیں کیا جاتا بلکہ دیہی علاقوں میں قائم شدہ بڑی جننگ فیکٹریوں اور تیل نکالنے والے کارخانوں ، شوگر ملز ، رائس ملز ، فلور

ملز اور وولن ملز وغیرہ کے کاروبار کرنے والے مالکان سے مبلغ - 200 روپے سالانہ مارکیٹ فیس وصول کی جاتی ہے - یہ قابل ذکر بات ہے کہ محکمہ زراعت کا زرعی اجناس کی پیداوار اور ان کی مارکیٹنگ سے گہرا تعلق ہے - منڈیوں کا زرعی پیداوار کا ایکٹ 1939ء کے اجراء کا اصل مقصد زمیندار کی خرید و فروخت کے سلسلے میں اس کی ہر طرح سے معاونت کرنا اور تحفظ بہم پہنچانا تھا - ان سہولیات کے بدلے مارکیٹ کمیٹیاں بہت معمولی فیس وصول کرتی رہی ہیں - ایکٹ 1939ء کی ترمیم کے بعد آرڈیننس 1978ء معرض وجود میں آیا جس کی اصل غرض و غایت میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی - اگر ضلع کونسلیں اور یونین کونسلیں اس سے پیشتر کسی اور قسم کا ٹیکس اور فیس وصول کرتی ہیں تو اس کا زرعی اجناس کی خرید و فروخت کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں -

(ج) حقیقت یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں دیہی علاقوں سے وصول کی گئی لائسنس مارکیٹ فیس کی رقوم سے دیہی علاقے میں ذیلی منڈیاں تعمیر کرتی ہیں - جو ان کے پیداواری علاقوں کے نزدیک ہوتی ہیں یہاں زمیندار اپنی زرعی اجناس کو اچھے داموں فروخت کر سکتا ہے - اس طرح وہ دیہی بیوپاریوں کی لوٹ کھسوٹ سے بھی محفوظ رہتا ہے - علاوہ ازیں مارکیٹ کمیٹیاں منڈیوں میں پکی سڑکیں ' تھڑے جات نالیاں , پلیاں , زمینداروں کیلئے پینے کا پانی , گڈہ شیڈ روشنی , صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی ہیں - مزید برآں بیشتر مارکیٹ کمیٹیاں محکمہ خوراک اور پاسکو کے قائم کردہ خریداری مراکز پر ٹھنڈے پانی کا انتظام اور فرشی ترازو فراہم کرتی ہے - شوگر ملوں میں گڈا خانہ بڑے فرشی کنٹے اور ریسٹ ہاؤس وغیرہ تعمیر کرنا بھی مارکیٹ کمیٹیوں کے ترقیاتی کاموں میں شامل ہیں - یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں لائسنس مارکیٹ فیس کے عوض کوئی سہولتیں اور تعمیراتی کام نہیں کرتیں - ان تمام سہولیات کے علاوہ حکومت پنجاب مارکیٹ کمیٹیوں کے فنڈ سے دیہی علاقوں میں نزدیکی منڈیوں تک پکی

کی خاطر چھوٹی پلیاں تعمیر کرنا چاہتی ہے اور یہ ان کے آئندہ پروگرام میں شامل ہیں ۔ مزید برآں زمینداروں کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کی فصلوں کا انعامی مقابلہ ہر مارکیٹ کمیٹی اپنے حلقے میں ہر سال منعقد کرتی ہے ۔ مارکیٹ کمیٹیاں اپنے اپنے حلقوں میں ترقی دادہ آلات بھی تقسیم کرتی ہیں ۔

جناب محمد اسلم بلوچ ۔ لوگ اپنے گھروں سے دانہ وغیرہ لاتے ہیں اور ان سے ضرورت کی چیزیں حاصل کرتے ہیں ۔ دیگر یہ بھی فرمایا ہے مارکیٹ کمیٹیاں علاقہ کی ڈویلپمنٹ غلہ منڈی کی حدود میں ڈویلپمنٹ کرتی ہیں ۔ دوسرے علاقہ میں نہیں کرتیں آپ صرف رپوٹوں پر اکتفا کرتے ہیں صرف رپوٹوں پر اکتفا نہ کیا کریں ۔ میں آپکو اپنے علاقے لے چلتا ہوں سیرا راوی کا علاقہ ضلع فیصل آباد ہے ۔ آپ تاندلیانوالہ مارکیٹ کمیٹی اور جڑانوالہ مارکیٹ کمیٹی کی کارگرد گی ثابت کریں کہ وہاں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے ۔ علاقہ پسماندہ ہے دیہاتی لوگوں کے لیے آج تک وہاں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے ۔

وزیر زراعت ۔ میں مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے متعلق معلومات نہیں فراہم کر سکتا ، معلوم کر کے بتاسکونگا ۔ کہ انہوں نے کیا کیا ہے ۔ کیا کچھ اور کیا کچھ نہیں کیا اب تک میرے پاس جو اطلاعات آئیں ہیں کہ ان کے مطابق مارکیٹ کمیٹی نے شوگر ملز اور گندم کی خریداری کے مراکز اور اس میں چھ آرام گاہیں قائم کی ہیں ۔

جناب محمد اسلم بلوچ ۔ میں آپکو اپنے علاقے میں لے چلتا ہوں کہ وہاں کونسی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے ۔

وزیر زراعت ۔ میں آپکے علاقے کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ ہی نہیں اور بھی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ۔ پانچ گڈے خانے بنوائے گئے ہیں ۔ پانچ فرشی کنڈے لگوائے ہیں 25 نلکے جات لگوائے ہیں ٹھنڈے پانی کی فراہمی کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اور سائے کے لیئے 8 شامیانے لگوائے ہیں ۔ چار ٹھڑا جات بنائے ہیں ۔ اور چار جگہ روشنی کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اسکے علاوہ مارکیٹ کمیٹی کے پاس اتنے فنڈز نہیں کہ وہ سڑکیں بنوائے ۔ لیکن ان جگوں پر جہاں پلیاں وغیرہ کی کمی ہے وہاں پلیوں کی منظوری دے دی گئی ہے ۔ اور آئندہ سال کے بجٹ میں اس قانون میں جو تھوڑی [illegible] کی ضرورت ہے ۔ وہ کی جاری

ہے اور باقی پلیاں وغیرہ بنانے کی اجازت دے دی جائے گی ۔

چوھدری محمد صدیق سالار ۔ وزیر زراعت نے کہا ہے کہ آپکی کمیٹیاں شہروں پر بھی ٹیکس عائد کرتی ھیں ۔ یہی کمیٹیاں شہریوں سے ٹیکس وصول کرتی ھیں ۔ ضلع کونسل کی منڈیاں شہری دوکان داروں سے منڈیوں کے علاوہ ٹیکس لینے کی مجاز نہیں ھیں ۔ جب کہ کارپوریشن اپنے اپنے ٹیکس لے رھی ھیں ۔ یہ غلہ منڈیوں تک محدود ہو سکتی ھیں مگر ان کمیٹیوں نے آپ کے شہر کے بازاروں میں گلی کوچوں میں ٹیکس لینے شروع کر دئے ھیں ۔ اب تین ٹیکس چلتے ھیں ۔ مارکیٹ کمیٹی ٹیکس ۔ کارپوریشن ٹیکس اور کہیں گورنمنٹ کا ٹیکس یہ تو نہیں ہونا چاہئے کہ ھر شہری تین ٹیکس ادا کرے ۔

وزیر زراعت — ایک شہری چار ٹیکس ادا کرتا ہے ۔

چوھدری محمد صدیق سالار — سوال یہ ہے کہ مارکیٹ ٹیکس غلہ منڈی تک محدود ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — یہ تو آپ کی ایک تجویز ہے ۔ میں معزز ارکان سے گذارش کروں گا کہ آپ اس سوال کے بارے میں کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاھتے ھیں تو سوال کی صورت میں پوچھا جائے نہ کہ تقریر کی صورت میں ۔

جناب نواب علی بھٹی — (وائس چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ) علمی طور پر ایک کھوکھے والا ہے وہ چائے بناتا ہے ۔ اس سے بھی فیس وصول ہوتی ہے ۔ ایک موچی جوتی بناتا ہے اس سے بھی فیس وصول کی جاتی ہے بغیر یہ امر جانتے کہ اس پر یہ فیس لاگو ہوتی ہے یا نہیں اس ضمن میں وضاحت فرمائی جائے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ؟

وزیر زراعت — آپ مجھے کسی موچی کا نام بتائیں ہم تحقیق کریں گے اس طرح تو بڑا مشکل ہو جائے گا ۔ آپ اس قسم کے سوالات جنرل بحث میں لے آئیں ۔ اس میں بحث کر لیں گے ۔ یہاں ایک سپیسیفک سوال ہے ۔ اس کا جواب دیا گیا ہے اگر اس پر کوئی سوال کرنا ہے کریں ۔ اگر آپ موچی کا نام بتا دیں تو اس کو پکڑ لیں گے ۔ اور اس طرح موچیوں کو پکڑنا بڑا مشکل ہے ۔

جناب سراج قریشی — انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ مارکیٹ کمیٹی نئی منڈیاں تعمیر کرتی ہیں ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ صفائی وغیرہ کا انتظام بھی کرتی ہیں اس کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ اکبری منڈی لاہور ۔ ۔ ۔ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ سوالات ضمنی سوالات کی شکل میں کریں ۔ تجویز وغیرہ نہیں ۔ آپ سوال کریں ۔

جناب سراج قریشی — سوال یہ ہے کہ اکبری منڈی لاہور کو ابھی تک کیوں منتقل نہیں کیا گیا ۔ اور کیا سبزی منڈی لاہور کی صفائی کا کوئی بندوبست ہے ۔

وزیر زراعت — اکبری منڈی کی تبدیلی کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے آگے سوال کیجئے ۔

جناب سراج قریشی — کیونکہ منڈیوں کی بات ہو رہی ہے کیا اس میں اکبری منڈی شامل نہیں ہے ۔

وزیر زراعت — سوال اس کی منتقلی کے متعلق نہیں تھا میرے پاس اس کا جواب ہے لیکن اس کی دینے کی ضرورت نہیں ہے اس طرح تو کئی منڈیاں ہیں رہا صفائی کا سوال تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سراج قریشی — صفائی کے متعلق ہی عرض کر دیں ۔

وزیر زراعت — صفائی کے بندوبست کا جہاں تک سوال ہے یہاں میئر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ خود بتا دیں گے کہ صفائی کے لئے مارکیٹ کمیٹی نے ان کو پیسہ دیا ہے کچھ ملازم دئے ہیں ۔ کچھ ٹرک بھی دئے ہیں ۔

میاں شجاع الرحمان — اگر آپ فرمائیں تو میں بیان کر دوں ۔

وزیر زراعت — جی نہیں ۔ یہ سارے شہر کی صفائی کا مسئلہ ہے کوئی اکبری منڈی کا ہی نہیں ۔ اس کو ضمنی سوال میں نہ لائیے اس کا باقاعدہ سوال اٹھائیے ہم اس کا جواب دیں گے ۔

ملک غضنفر علی — کھویا بنانے والے بھویاریوں کو یہاں موچی کے لفظ سے منسوب کیا گیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — Disallowed -

ایک معزز رکن - ایک کھویا بنانے والے سے بھی ٹیکس لیا جاتا ہے میں ثابت کرسکتا ہوں —

وزیر زراعت - دیکھئے کھویا دودھ سے بنتا ہے دودھ زراعت کی پیداوار ہے —

شیخ غلام حسین - میں راولپنڈی کی مارکیٹ کمیٹی کے حوالے سے عرض کرونگا کہ کیا پنڈی مارکیٹ کمیٹی پورے پنڈی میونسپل ایریا پر لاگو ہوگی یا اس کے لئے کوئی خاص مخصوص علاقہ ہے —

وزیر زراعت - مجھے اسکی تفصیل معلوم نہیں - اگر آپ کہیں گے تو بتادیں گے —

شیخ غلام حسین - میری اطلاع کے مطابق پنڈی میں کوئی بھی علاقہ نوٹیفائڈ نہیں ہے —

وزیر زراعت - میں یہ آپ کو پتہ کرکے بتا دونگا کہ آیا نوٹیفائڈ ہے یا نہیں - یہ پورے شہر پر نہیں ہو سکتا - جہاں مخصوص علاقہ جات ہیں وہاں ہے - میں نے کہا ہے - یہ نوٹیفائڈ ایریاز ہیں جو ایریا نوٹیفائڈ ہوگا - وہاں یہ لاگو ہوگا —

چوہدری محمد صدیق سالار - جناب والا - غلہ منڈیاں بھی تو نوٹیفائڈ ایریاز میں ہیں —

وزیر زراعت - نہیں جی - سالار صاحب آپ میری بات تو سنیں - شاید آپ نے میرا جواب نہیں سنا —

شیخ غلام حسین - جناب والا - میں تقریر نہیں کر رہا - صرف ایک سوال کی وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا یہ پورے شہر پر لاگو کیا جاتا ہے یا مخصوص ایریا پر لاگو کیا جاتا ہے ؟

وزیر زراعت - جناب والا - نوٹیفائڈ ایریا پر لاگو کیا جا سکتا ہے جو بذریعہ نوٹیفیکیشن علاقہ بنادیا جاتا ہے - اس میں اگر راولپنڈی شہر آتا ہے تو راولپنڈی شہر پر بھی ٹیکس لاگو ہو جائے گا - اگر راولپنڈی شہر نوٹیفیکیشن میں نہیں آتا تو اس پر ٹیکس لاگو نہیں ہوگا - اس سوال کا جواب میں آپکو کل دونگا کہ کیا پوزیشن ہے - اس وقت جواب نہیں ہے —

شیخ غلام حسین - ٹھیک ہے —

جناب قائم مقام چیئرمین - دیکھئے یہ قواعد کے متعلق ہے - اگر اس ضمن میں آپ مزید پوچھنا چاہیں گے تو اگلی بحث کے دوران پوچھ لیں —

شیخ غلام حسین - جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ کیا پورے علاقے میں جہاں شہر سے نام موسوم ہوتا ہے۔ پورے شہر پر لاگو کرتا ہوتا ہے یا اس کے لئے علاقہ مخصوص کیا جاتا ہے ؟

وزیر زراعت - جناب والا ۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ نوٹیفائڈ ایریا پر لاگو کیا جاتا ہے —

جناب محمد واثق خاں - جناب والا ۔ جہاں کوئی غلہ منڈی نہیں ہے وہاں مارکیٹ کمیٹی کی کیا ضرورت ہے ؟

وزیر زراعت - جناب والا ۔ مارکیٹ کمیٹی تو اس علاقہ میں ہوگی جہاں پہ غلہ جاتا ہے یا جہاں پہ خرید و فروخت ہوتا ہے —

جناب محمد واثق خاں - جناب والا ۔ وہاں پر نہ تو گورنمنٹ کی طرف سے اور نہ پرائیویٹ انجمن کی طرف سے کوئی غلہ منڈی ہے ۔ سبزی منڈی بھی نہیں ہے ۔ وہاں کچھ بھی نہیں ہے تو وہاں مارکیٹ کمیٹی بنانے کا کیا فائدہ ہے —

وزیر زراعت - آپ نام لیجئے ہم وہاں غلہ منڈی بنوا دیں گے —

جناب محمد واثق خاں - جناب والا ۔ میں غلہ منڈی بنوانے کے متعلق نہیں کہہ رہا بلکہ میں یہ سوال کر رہا ہوں کہ وہاں مارکیٹ کمیٹی کی کیا ضرورت ہے جہاں غلہ منڈی ہی کوئی نہیں ہے ۔

وزیر زراعت - جناب والا ۔ غلہ منڈی بھی بن جائے گی —

جناب محمداسلم بلوچ - جناب والا ۔ آپ نے تو وہاں منڈی بنا دیا ہے غلہ منڈیوں کی ضرورت ہی نہیں ہے —

جناب قائم مقام چیئرمین - میں معزز اراکین کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ منڈیوں کے بارے میں ، مارکیٹ کے بارے میں اگر ان کے خیال میں کوئی تجاویز ہیں یا وہ مارکیٹ کمیٹیوں کے قواعد اور قانون سے مطمئن نہیں ہیں تو وہ آئندہ کے لئے عام بحث کے دوران اپنا اظہار خیال فرما سکتے ہیں —

اب وقت وقفہ سوالات ختم ہوگیا ہے —

(سوالات و جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فتح پور ضلع لیہ میں بجلی کی فراہمی

278 - ملک محمد شفیع - (چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ فتح پور ضلع لیہ میں بجلی کی فراہمی کے لئے قبل ازیں بھی استدعا کی گئی تھی اور معلوم ہوا تھا کہ پاور سب اسٹیشن کی تنصیب کے لئے ضروری اقدام کئے جا رہے ہیں مگر تاحال اس ضمن میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تاخیر کی وجوہ کیا ہیں اور یہ مسئلہ کب تک حل کیا جائے گا —

وزیر آبپاشی و قوت برقی (جناب غضنفر محمد خان) (الف) قصبہ فتح پور ضلع لیہ میں واپڈا کی 66 کے - وی گرڈ اسٹیشن لگانے کی تجویز ہے اور اس سلسلے میں جگہ کا انتخاب جلد کیا جا رہا ہے —

(ب) جزو (الف) جزو (ب) کی وضاحت کرتا ہے —

سیم اور تھور کے خاتمہ کے لئے منصوبے

309 - **چوہدری غلام حیدر سجاد**— (صدر کسان بورڈ ' پنجاب' فیصل آباد) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا حکومت نے تھور سیم کی لعنت کے خاتمہ کے لئے کوئی منصوبہ بنایا ہے - اگر بنایا ہے تو اس پر اب تک کتنا کام ہوا ہے اور کس قدر کامیابی ہوئی ہے نیز اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہے —

(ب) پنجاب کے سیم اور تھور سے متاثرہ اضلاع کے رقبہ کی تفصیل دی جائے اور ان ترجیحات کی وضاحت کی جائے جن پر عمل پیرا ہوکر اس لعنت کے خاتمہ کی کوشش کی جا رہی ہے - نیز ہر متاثرہ ضلع میں کارکردگی کی علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے —

وزیر آبپاشی و قوت برقی (جناب غضنفر محمد خان) - (الف) جی ہاں - وفاقی حکومت کی ہدایت پر واپڈا نے سیم اور تھور کی لعنت کے خاتمہ کے لئے ایک تیز رفتار پروگرام برائے انسداد سیم اور تھور (Accelerated Programme for Control of Water logging and Salinity) بنایا ہے - اس پر سال 75-1974ء سے عمل درآمد شروع ہوا - اس پروگرام کے لئے فنڈز وفاقی حکومت مہیا کرتی ہے اور مختلف سکیموں پر واپڈا صوبائی حکومتوں کے مشورہ سے وفاقی حکومت کی منظوری کے بعد عمل درآمد کر رہا ہے - اس پروگرام کے تحت پنجاب میں اب تک 2368 نئے ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں اور 1122 ناکارہ ٹیوب ویل تبدیل کئے جا چکے ہیں —

مذکورہ پروگرام سے قبل بھی واپڈا نے پنجاب میں 1961ء سے 1973ء تک سیم و تھور کے خاتمہ کیلئے 4 پراجیکٹ (سکارپ نمبر 1 نمبر 2 ۔ نمبر 3 اور نمبر 4) مکمل کئے ۔ ان کے تحت 42 لاکھ 21 ہزار ایکڑ رقبہ میں 6844 ٹیوب ویل لگائے گئے اور 287 میل لمبی سیم نالیاں بنائیں ۔ یہ ٹیوب ویل زیادہ تر میٹھے پانی کے علاقہ میں لگائے گئے ۔ زیر زمین پانی کی سطح کنٹرول کرنے کے علاوہ ان سے آبپاشی کے لیے زائد پانی بھی مہیا کیا گیا ۔ ابتدائی سالوں میں ان ٹیوب ویلوں سے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوئے ۔ لیکن اب ٹیوب ویل پرانے ہونے کی وجہ سے ان کی استعداد کم ہوگئی ہے اور کئی ٹیوب ویل ناکارہ ہو چکے ہیں ۔ اس وجہ سے نتائج متاثر ہو رہے ہیں ۔ ناکارہ اور کم استعداد والے ٹیوب ویل واپڈا مذکورہ بالا پروگرام کے تحت تبدیل کر رہا ہے لیکن مطلوبہ فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے رفتار سست رہی ہے ۔ آئندہ ٹیوب ویلوں کی تنصیب صوبائی حکومت کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے ۔ اسکے لئے کثیر رقوم کی ضرورت ہوگی اور محدود وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ممکنہ اقدامات کئے جائیں گے ۔

مذکورہ بالا تیز رفتار پروگرام 21 سال میں (1974-75ء تا 1994-95ء) مکمل ہونے کی تجویز تھی لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے مجوزہ مدت کے اندر منصوبہ کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کی توقع نہیں ۔

(ب) واپڈا کے جون 1982ء کے سروے کے مطابق پنجاب میں 246 لاکھ ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے 28 لاکھ ایکڑ رقبہ (11.4 فیصد) سیم سے متاثرہ ہے ۔ اس رقبہ میں زیر زمین پانی کی سطح 5 فٹ یا اس سے کم گہرائی پر ہے ۔ ڈائرکٹر لینڈ ریکلیمیشن پنجاب کے سال 1981-82ء کے تھور سروے کے مطابق پنجاب کے کل تقریباً 228 لاکھ 66 ہزار ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے 27 لاکھ 27 ہزار ایکڑ رقبہ (11.92 فیصد) تھور سے متاثرہ ہے ۔

چھٹے پانچ سالہ منصوبہ (1983-88) میں سیم و تھور کے لئے ایسی سکیمیں جن پر عمل درآمد ہو رہا ہے انہیں ترجیحی بنیادوں پر پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا ۔ اس کے علاوہ ایسے رقبہ جات کے لئے سکیمیں تجویز کی گئی ہیں جہاں زیر زمین پانی کھاری ہے محدود وسائل کے پیش نظر ایسے رقبہ جات جہاں زیر زمین پانی

میٹھا ہے وہاں نجی شعبہ میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی حوصلہ افزائی کی جائے گی ۔

کھاری پانی کے ایسے رقبہ جات جہاں زیر زمین پانی کی سطح زیادہ تر 5 فٹ تک کی گہرائی پر ہے ان کی اصلاح کے لئے سکیمیں تجویز کی گئی ہیں ۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں سکیمیں شامل کرنے کے لئے حسب ذیل امور کو مدنظر رکھ کر ترجیحات کا تعین کیا گیا ہے ۔

(i) زیر زمین پانی کا کھاری ہونا ۔

(ii) سیم اور تھور سے متاثرہ رقبہ کا سائز ۔

(iii) زیر زمین پانی کے بلند ہونے کی رفتار ۔

(iv) رقبہ کی پیداواری صلاحیت ۔ آبادی متاثرہ رقبہ وغیرہ ۔

چھٹے پانچ سالہ منصوبہ (88-1983ء) میں مندرجہ ذیل نئی سکیمیں تجویز کی گئی ہیں ۔

(1) سکارپ لوئر رچنا (پہاڑنگ ' سمندری I ' II سب یونٹ) ۔

(2) سکارپ شورکوٹ کمالیہ (کھاری پانی کا رقبہ)

(3) سکارپ تھل مہاجر برانچ (کھاری پانی کا رقبہ)

(4) سکاپ اپر رچنا (ڈیگ ڈرینیج ایسن ۔ مرحلہ I)

(5) ٹیوب ویل الیکٹریفیکیشن (میٹھے پانی کے رقبے)

(6) سکارپ ٹرانزیشن سکیم ۔

(7) سکارپ ۔ سی ۔ بی ۔ ڈی ۔ سی (بقایا رقبہ)

(8) بی ۔ ایس ۔ لنک ڈرینیج پراجیکٹ ۔

(9) سکارپ ڈی ۔ جی ۔ خان (کھاری پانی کا رقبہ)

(10) ریماڈلنگ فقیریاں ۔ سلانوالی ڈرینیج سسٹم ۔

(11) سکارپ فورڈ واہ ۔ صادقیہ (بقایا رقبہ)

(12) سکارپ لوئر رچنا (گوجرہ ۔ کھیوڑہ سب یونٹ)

سکیمیں جن پر عمل درآمد شروع ہے اور انہیں چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں مکمل کیا جائے گا وہ حسب ذیل ہیں ۔

(1) سکارپ نمبر 2 (کھاری پانی کا رقبہ)

(2) سکارپ پنجند عباسیہ (یونٹ I تا یونٹ V)

(3) ناکارہ ٹیوب ویلوں کی تنصیب ۔ مرحلہ نمبر 2 ۔

(4) ڈرینیج سکیم چشمہ ۔ جہلم لنک ۔

(5) ڈرینیج سکیم تریموں ۔ سندھنائی لنگ ۔

(6) سکارپ لوئر رچنا (خیر والا یونٹ)

(7) سکارپ سی ۔ بی ۔ ڈی ۔ سی (پانڈو کی یونٹ)

(8) سکارپ فورڈ واہ صادقیہ (یونٹ II)

متاثرہ اضلاع میں اقدامات کی تفصیل حسب ذیل ہے —

نام ضلع 31 جنوری 1983ء تک جو کام مکمل کئے گئے —

	تعداد ٹیوب ویل	سیم نالیاں (میل)
(1) سرگودھا	1955	89
(2) جھنگ	868	142
(3) مظفر گڑھ	1430	150
(4) فیصل آباد	593	48
(5) گجرات	894	214
(6) بہاول پور	194	—
(7) گوجرانوالہ	601	—
(8) رحیم یار خان	441	—
(9) بہاول نگر	226	—
(10) قصور	10	—
(11) شیخو پورہ	1922	—
(12) سیالکوٹ	78	—
کل	9212	643

صنعتی پیداوار کے لئے بجلی کی فراہمی کی منصوبہ بندی

327 ۔ میاں تجمل حسین (سابق صدر لاہور اسٹاک ایکسچینج)۔کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بجلی اور گیس کی قلت کی بنا پر حالیہ توانائی کے بحران سے صنعتی پیداواری صلاحیت بری طرح متاثر ہو رہی ہے جو کہ پہلے ہی بحران کا شکار تھی ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گھریلو صارفین کی لوڈ شیڈنگ ختم کر کے صنعتوں کے لئے برقرار رکھنے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صنعتوں کی بجائے گھریلو صارفین کو ترجیح دینے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت صنعتی پیداوار کے نقصان کے ازالہ کے لیے کوئی منصوبہ بندی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ۔ (جناب غضنفر محمد خان)

(الف) واپڈا کی رپورٹ کے مطابق بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے باعث پیداوار کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا کیونکہ ۔

1 ۔ ہمہ وقت صنعتوں اور تین شفٹوں میں کام کرنے والی صنعتوں کے لئے لوڈ شیڈنگ نہیں کی گئی ۔البتہ ان صنعتوں کے مالکان سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ رضاکارانہ طور پر بجلی کے انتہائی استعمال کے اوقات میں اپنے ہاں اس کی کھپت میں 25 فیصد کمی کریں ۔

2 ۔ ایک اور دو شفٹوں میں کام کرنے والی صنعتوں کے لئے مقامی ایوانہائے صنعت و تجارت کے مشورے سے ہفتہ وار تعطیل کو ہفتے کے مختلف دنوں میں تقسیم کیا گیا ۔

3 ۔ 11 کے وی فیڈروں کے ذریعے برقی رو کی فراہمی کے سلسلے میں متعین پروگرام مرتب کیا گیا اور اس میں ان فیڈروں سے بجلی حاصل کرنے والی صنعتوں کے متاثر نہ ہونے کا خیال رکھا

گیا ۔ اس طرح ان صنعتوں میں آٹھ سے دس گھنٹے تک روزانہ کام کو یقینی بنایا گیا ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ برقی پیداوار کے عمل میں بہتری آنے کی بدولت لوڈ شیڈنگ میں خاطر خواہ کمی کر دی گئی ہے ۔

(ج) واپڈا کی لوڈ شیڈنگ کی بناء پر صنعتی پیداوار میں قابل ذکر تخفیف نہیں ہوئی ۔ جیسا کہ جواب (الف) اور (ب) میں واضح کیا گیا ہے اس بنا پر ہونے والے نقصانات کے ازالہ کی کوئی تجویز واپڈا یا صوبائی حکومت کے زیر غور نہیں ۔

دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی کے لئے طریق کار ۔

332 ۔ **جناب لیاقت علی خان** ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ جن مواضعات میں ''ولج الیکٹریفکیشن'' مکمل ہو جاتی ہے وہاں موجودہ طریق کار کے تحت صرف 20 مکانات کو غیر مشروط ترجیحی بنیاد پر بجلی مہیا کر دی جاتی ہے اور باقی درخواستوں کو رخ فیتے کی نذر کر دیا جاتا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جن مکانات کو بجلی فراہم نہیں کی جاتی ان کے معاملات ایک ایک سال زیر غور رہنے سے رشوت کا باعث بنتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت Electrified مواضعات کے تمام مکینوں کی درخواستیں یکساں طور پر منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (جناب غضنفر محمد خان)

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے ۔

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے ۔

(ج) مواضات کے مکینوں کی درخواستیں یکساں طور پر منظور کی جاتی ہیں ۔ جن کی درخواستیں پہلے آتی ہیں ان کو کنکشن پہلے دیا جاتا ہے ۔

لوڈ شیڈنگ کے باعث متبادل انتظامات

346 ۔ **میاں فضل احمد** ۔ (رکن پنجاب سوشل سروسز بورڈ)
کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ایا یہ امر واقعہ ہے کہ دسمبر 1982ء سے 15 فروری 1983ء تک صوبہ میں بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ سے صنعتی پیداوار کا کافی نقصان ہوا ۔

(ب) لوڈ شیڈنگ کتنا عرصہ جاری رہنے کا امکان ہے اور اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کیا متبادل انتظامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ۔ (جناب غضنفر محمد خاں)
(الف) یہ امر واقعہ ہے کہ 26 دسمبر سے لے کر 17 فروری 1983ء تک دریاؤں میں پانی کی کمی کے باعث واپڈا کو لوڈ شیڈنگ کرانا پڑی لیکن جہاں تک ممکن ہو سکا صنعتی یونٹس کو بجلی فراہم کی گئی تینوں شفٹوں میں متواتر چلنے والی انڈسٹریز لوڈ شیڈنگ سے مستثنی رہیں ۔ لہذا صوبہ میں صنعتی پیداوار کا زیادہ نقصان نہ ہوا ۔

(ب) 17 فروری 1983ء کے بعد لوڈ شیڈنگ بند کر دی گئی صرف دکانوں ' کمرشل اداروں و چھوٹی انڈسٹریز کی ہفتہ وار چھٹیوں ' سجاوٹ اور سٹریٹ لائٹ کی 50 فیصد بندش ابھی تک برقرار ہے ۔ حکومت بجلی کی پیداوار بڑھانے کے مختلف منصوبوں پر کام کر رہی ہے ۔ فی الحال لوڈ شیڈنگ کے ذریعے ہی بجلی کی بچت ممکن ہے ۔

گائے کے معاوضے کی ادائیگی

352 ۔ **مہر غلام فرید نول** (وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ)
کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ سید کرم حسین شاہ ڈائریکٹر لائیو سٹاک فارم اور ڈاکٹر طالب حسین لائیو سٹاک آفیسر جھنگ نے ایک گائے نمبر ایس جے 40/19 جو کہ یکم مارچ 1982ء کو بمقام لاہور ایک اہم معزز غیر ملکی مہمان کو بطور تحفہ پیش کی جانی تھی پرائیویٹ لائیو سٹاک فارم شاہ چیونہ سے حاصل کی تھی ۔

(ب) اگر ایسا ہے تو مذکورہ گائے کا کس قدر معاوضہ ادا کیا گیا ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں

اور حکومت کب تک معاوضہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات (جناب غضنفر محمد خاں) (الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) اس گائے کا معاوضہ مبلغ 10 ہزار روپے بذریعہ بنک ڈرافٹ نمبر 15676265 مورخہ 23 اپریل 1983ء بذریعہ سپرنٹنڈنٹ تجرباتی فارم رکھ بھونیکے بحوالہ چھٹی نمبری 31516 بتاریخ 24 اپریل 1983ء کو ادا کر دیا گیا ہے۔

سرکاری تحویل میں چلنے والی ٹرانسپورٹ

314 - **الحاج چوہدری محمد حیات** (جنرل سیکریٹری پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن) کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ اور پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن ہر دو ادارے ہر ماہ خسارے میں چل رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ اداروں کے نقصانات کو برداشت کرتی رہے گی۔ نیز مذکورہ اداروں کے کل قرضہ جات اور ذمہ داریوں کی تفصیلات کیا ہیں —

وزیر ٹرانسپورٹ - (جناب غضنفر محمد خان) (الف) جی ہاں - دونوں ادارے خسارے میں چل رہے ہیں ؟

(ب) پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کا خسارہ 30 جون 1983ء تک وفاقی حکومت برداشت کرے گی - جہاں تک پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کا تعلق ہے - حکومت پنجاب سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے - حکومت کی مسلسل کوشش ہے کہ یہ خسارہ کم سے کم ہو۔ مذکورہ اداروں کے کل قرضہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے —

PUNJAB ROAD TRANSPORT BOARD, LAHORE

Statement Showing liabilitie as on 30-4-1983

(Rupees in Crore)

(*i*) Debenture Loan Principal.	Rs. 25·03	
(*ii*) Interest accumulated.	Rs. 20·01	
(*iii*) Penal Interest (Approximate).	Rs. 07·16	
(*iv*) Bridge Financing Loan (ABL).	Rs. 00·50	
(*v*) Italian Credit.	Rs. 00·04	Rs. 52·74

	(Rupees in crore)	
(vi) Punjab Government Loan :		
(a) A.D.P. Loan	03·32	
(b) Development Loan (Buses)	04·22	
(c) Temporary Loan (Salaries/Bonus)	12·86	Rs. 20·40
(vii) Sundry Suppliers		Rs. 01·15
(viii) Employees CPF/Gratuity		Rs. 02·21
(ix) Token Tax Payable		Rs. 03·64
	Total ..	Rs. 80·14
(x) Equity Participation :		
Prior to 1970 (Pb).	03·47	
Prior to 1970 (Pak. Railways)	01·16	
1973 to 1976 (Pb.)	15·00	Rs. 19·63
	Total	Rs. 99·77

گوشوارہ برائے اخراجات آمدن و مالی امداد موصولہ از حکومت پاکستان
از یکم فروری 1977ء تا 30 جون 1982ء

سال	تخمینہ مالی اخراجات	آمدنی	حکومت کی مالی امداد	کل آمدن	خسارہ جات
1976-77	2,66,77,024	1,53,70,726	75,00,000	2,28,70,726	38,06,298
1977-78	6,86,,66,074	4,28,63,044	2,51,00,000	6,79,63,044	7,03,030
1978-79	7,88,58,327	5,02,60,125	2,50,00,000	7,52,60,125	35,98,202
1979-80	9,11,36,796	5,24,93,832	2,28,00,000	7,52,93,832	58,44,964
1980-81	10,23,08,000	6,14,41,000	4,52,30,000	10,66,71,000	43,63,000
1981-82	12,02,82,502	8,45,15,488	4,25,16,200	12,70,31,688	67,49,136
کل میزان	48,79,30,773	30,69,44,215	16,81,46,200	47,50,90,415	1,28,40,358

گوشوارہ برائے اخراجات آمدن و مالی امداد موصولہ از حکومت پاکستان
از یکم جولائی 1982ء تا 28 فروری 1983ء و میزان کل

سال	تخمینہ مالی اخراجات	آمدنی	حکومت کی مالی امداد	کل آمدن	خسارہ جات
1-7-82 تا 31-1-83	8,93,03,394	5,72,71,831	2,30,65,000	8,03,36,831	89,66,563
فروری	1,08,84,044	80,33,414	32,95,000	1,13,28,414	+ 4,44,370
میزان	10,01,87,438	6,53,05,245	2,63,60,000	9,16,65,245	85,22,193
میزان بمطابق 30-6-82	48,79,30,773	30,69,44,215	16,81,46,200	47,50,90,415	1,28,40,358
کل میزان	58,81,18,211	37,22,49,460	19,45,06,200	56,67,55,660	2,13,62,551

صوبہ میں حادثات کا تدارک

329 - **جناب صالح محمد نیازی** (صدر لیبر یونین - سرگودھا) — کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں آئے دن ٹریفک کے حادثات میں اضافہ کے باعث قیمتی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے —

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ مہلک اور ہولناک حادثات کے تدارک کے لئے صوبہ میں بسوں کی لمیٹڈ کمپنیاں بنا کر ٹائم ٹیبل کے تحت گاڑیاں چلانے اور ملازمین سے دس گھنٹے سے زائد کام نہ لینے نیز کمیشن سسٹم ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے —

وزیر ٹرانسپورٹ - (جناب غضنفر محمد خان) (الف) اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹریفک کے حادثات ہو رہے ہیں اور اس میں جانی نقصان بھی ہوتا ہے - تاہم 1982ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت 1983ء کی پہلی سہ ماہی میں 105 حادثات کی کمی ہوئی ہے —

(ب) ہولناک حادثات کا براہ راست لمیٹڈ کمپنیوں کی تشکیل سے کوئی تعلق نہیں - حادثات کی کئی وجوہ ہیں اور اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے مختلف تدابیر پر عمل ہوتا رہتا ہے - قانون کے مطابق ڈرائیور آٹھ گھنٹے سے زیادہ ڈیوٹی نہیں کرسکتا —

جہاں تک کمیشن سسٹم ختم کرنے کا تعلق ہے - یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے —

ٹرانسپورٹ کے مسائل کے حل کیلئے کمیٹی کا قیام

330۔ جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونین ۔ سرگودھا) کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ سابقہ حکومت کی غلط پالیسی کے پیش نظر طلباء ۔ مزدور اور ٹرانسپورٹرز کو آپس میں لڑانے کے لئے طلباء کو رعائتی ٹکٹ پر سفر کرنے کا نظام جاری کیا گیا تھا ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ رعایت کے باعث طلباء ۔ ڈرائیوروں اور کنڈکٹروں کے درمیان آئے دن جھگڑا رہتا ہے اور بعض اوقات نوبت قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت طلباء ۔ ڈرائیوروں کنڈکٹروں اور ٹرانسپورٹروں کی باہمی چپقلش کے ازالہ کیلئے چار رکنی کمیٹی (بشمول دو دو نمائندے طلباء ۔ ٹرانسپورٹ مالکان و ورکرز اور ایک نمائندہ محکمہ ٹرانسپورٹ و محکمہ محنت) قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (جناب غضنفر محمد خان) ۔ (الف) طلباء کو بسوں میں رعائتی ٹکٹ پر سفر کا مسئلہ تقریباً 10½ سال سے جاری ہے ۔ اس سہولت کا مقصد تمام طلباء کو اپنی تعلیم جاری رکھنے کے سلسلہ میں ایک امداد کی حیثیت تھا ۔

(ب) یہ درست ہے کہ بعض اوقات طلباء اور ڈرائیوروں ۔ کنڈکٹروں کے درمیان جھگڑا سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے ۔

(ج) حکومت نے تمام کمشنر صاحبان کو ہدایت جاری کی ہوئی ہیں کہ وہ وقتاً فوقتاً ٹرانسپورٹر حضرات کے اجلاس طلب کرتے رہیں جس میں طلباء اور ڈرائیوروں ۔ کنڈکٹروں کے درمیان بہتر تعلقات اور خوشگوار ماحول کی اہمیت پر زور دیا جائے ۔ ڈرائیوروں اور کنڈکٹروں کی طرف سے طلباء کے ساتھ زیادہ تعاون اور خوش خلقی کی فضا پیدا ہورہی ہے ۔

مذکورہ بالا کمیٹی میں طلباء کے نمائندے شامل کرنے پر غور کیا جاسکتا ہے ۔

عام بحث

نوابزادہ مظفر علی خاں — جناب والا ، دو دن عام بحث کے لئے رکھے گئے ہیں میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا ۔ کہ ہر ڈویژن سے تعداد مقرر کر دی جائے ۔ چار یا پانچ ارکین جو بحث میں حصہ لینگے کچھ حضرات آج تقاریر کریں گے اور کچھ کل بحث میں حصہ لیں گے ۔ تو جس طرح ہوتا ہے کہ ہم اٹھتے رہتے ہیں ۔ بیٹھتے رہتے ہیں ۔ کوشش کرتے ہیں ۔ آپ کوشش کرتے ہیں کہ میں پہلے بولوں ۔ دوسرے کوشش ہیں کہ میں پہلے بولوں ۔ اس کے لئے ڈویژن کرلیں تاکہ کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو فرض کیجئے کہ بحث میں ہر ڈویژن کے پانچ ممبران حصہ لیتے ہیں تو 35 مقررین بنیں گے میرا خیال ہے کہ دو دنوں میں پانچ پانچ سات سات اور آٹھ آٹھ منٹ بھی دئے جائیں تو وہ اپنے خیالات کا اظہار باآسانی فرماسکتے ہیں اس قسم کا اگر طریقہ کار ہو جائے تو بہتر ہے ۔

جناب محمد اکرم چوہدری ۔ جناب والا ۔ چونکہ جنرل بحث کے لئے دو دن مقرر ہیں تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ کیوں نہ مختص کر لیا جائے کہ آج پولیس ، امن عامہ فورس یا کوئی دوسرا محکمہ اور دوسرے دن کے لئے دیگر محکمہ جات اجائیں تاکہ ہر محکمہ کے متعلق اظہار خیال ہو جائے ۔

نوابزادہ مظفر علی خاں — پھر وہ جنرل ڈیبیٹ نہیں ۔

جناب محمد اکرم چوہدری — جناب والا کچھ آج رکھیں اور کچھ کل کے لئے رکھیں تو بحث زیادہ بہتر رہے گی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ معزز خواتین و حضرات جیسا کہ آپنے دیکھا ہوگا آج کا دن اور کل کا دن عام بحث کے لئے مختص کیا گیا ہے گو کہ پارلیمانی روایاتکے مطابق عام بحث بجٹ سیشن کے دوران ہوا کرتی ہے لیکن موجودہ کونسل چونکہ پارلیمانی قواعد سے ذرا ہٹ کر کام کر رہی ہے اس لئے یہ ضروری اور مناسب سمجھا گیا ہے کہ بعض اوقات بہت سے معزز اراکین مختلف موضوعات پر کچھ کہنا چاہتے ہیں اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں کر پاتے ۔ گذشتہ اجلاسوں میں ہم نے دیکھا ہم نے محسوس کیا کہ بہت سے ایسے موضوعات تشنہ رہے اور معزز اراکین ان پر اپنا اظہار خیال نہ کر سکے ۔ تو اس کے پیش نظر جناب چیئرمین پنجاب کونسل نے فیصلہ کیا کہ اس سیشن میں ہم دو

دن عام بحث کے لئے مخصوص کریں تاکہ وہ معزز اراکین جو کسی خاص موضوع پر کسی خاص شعبہ کی متعلق اپنا اظہار خیال کرنا چاہیں خواہ وہ کسی شعبے سے متعلق ہو تو وہ اسے عام بحث میں کر سکتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ معزز اراکین اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس بحث میں حصہ لینگے جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے کہ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہیں اگر ان کو ڈویژن وائز بلایا جائے کہ وہ تقریر کریں تو زیادہ مناسب ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ہر ڈویژن سے دو دو اراکین کو پہلے موقع دیں اور اس طرح ترتیب سے یہ طریقہ کار چلتا رہے تو مجھے امید ہے کہ کل تک تمام معزز اراکین کو موقع مل سکے گا اور وہ بحث میں حصہ لے سکیں گے ۔ ،

جناب سلطان علی چوھدری ۔ جناب والا میری تقریر کے دوران کچھ confusion create ہوا تھا ۔ اس روز جناب گورنر صاحب نے فرمایا تھا کہ عام بحث کے وقت آپ کو موقع دیا جائے گا ۔ تو اگر دو تین منٹ مجھے دے دیئے جائیں تو میں اس چیز کو واضح کردوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نہیں ۔ ابھی ہم یہ طے نہیں کر پائے اور بحث ابھی شروع نہیں ہوئی ۔

جناب سلطان علی چوھدری جی اچھا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ ابھی تو ہم فیصلہ کر رہے ہیں کہ معزز اراکین اپنا اظہار خیال کسطرح کریں ۔ آیا ایک ڈویژن سے دو دو اراکین ہوں یا تین تین اراکین ہوں ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب والا ڈویژن اور ڈسٹرکٹ کے سب معاملات تو آ گئے پنجاب کے لیول پر اس کو اگر سبجیکٹوائز کرلیا جائے کہ جو جو سبجیکٹ یہاں پر آئے ہیں ۔ جیسے ایجوکیشن ہے ۔ پی اینڈ ڈی کا ہو چکا ہے اور دوسری presentations ہو چکی ہیں تو اس جنرل بحث کو بجائے ڈویژن کے کرنے کے سبجیکٹ وائز کر لیں کہ کس سبجیکٹ پر بولنا چاہتے ہیں تو بہتر ہوگا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ سمجھتے نہیں مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے تمام علاقوں کے معزز اراکین جو یہاں تشریف رکھتے ہیں اس بحث میں حصہ لے سکیں اور کوئی بھی محروم نہ رہے ۔ جہاں تک عام بحث کا تعلق ہے وہ آپ کسی بھی

شعبہ کے متعلق اپنا اظہار خیال فرما سکتے ہیں ۔ اب عام بحث کا آغاز کیا جاتا ہے ۔

چودھری محمد صدیق سالار ۔ جناب والا ۔ میری درخواست ہے اس عام بحث کا آغاز نئے ڈویژن ڈیرہ غازی خان سے شروع کیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ تشریف رکھیں اب عام بحث کا آغاز کیا جاتا ہے میں چودھری سلطان علی صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ عام بحث کا آغاز کریں ۔

جناب سلطان علی چودھری ۔ (صدر چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب) جناب چیئرمین صاحب میں 22 مئی کی اپنی تقریر کی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس دن میں نے کہا تھا کہ صوبہ پنجاب میں ساری فصلوں کی مجموعی پیداوار بہت زیادہ ہوئی ہے پہلے سالوں سے اس سال بہت زیادہ پیداوار ہوئی ہے ۔ گندم بھی چاول بھی ۔ کاٹن بھی اور گنا بھی میں نے جو بات کہی تھی وہ یہ تھی کہ صرف چاول اور گنے کی فی ایکڑ پیداوار کم ہوئی ہے ۔ اگر کسی کو اس کے متعلق غلط فہمی ہو تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مجموعی پیداوار پہلے سے زیادہ ہوئی ہے لیکن فی ایکڑ پیداوار دو فصلوں کی کم ہوئی ہے ۔

میرا مقصد کسی کو criticize کرنے کا نہیں تھا ۔ بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ کہیں ہم اطمینان سے بیٹھ نہ جائیں کہ ہم نے کافی پیداوار کر لی ہے ۔ اور دوسرا آپ کے نوٹس میں لانا تھا کہ اگر فی ایکڑ پیداوار کم ہو گی ۔ اور آج کل اخراجات زیادہ آتے ہیں تو کاشتکار کی آمدن کم ہو گی زراعت غیر منافع پیشہ بن جائے گی دراصل یہ میرا مقصد تھا ۔ میں اپنے سٹیٹسکس کے متعلق کہوں گا ۔ اس دن میرے سٹیٹسکس کو چیلنج کیا گیا تھا لہذا میں ضمن میں گزارش کرتا ہوں کہ سب سے پہلے میں Punjab Agricultural Statistics ۔ پیش کرتا ہوں جس کے مطابق رائس میں 8.85 کمی ہوئی ہے ۔ اور شوگر کین میں 8.71 کمی ہوئی ہے ۔ اب چیئرمین پلاننگ بورڈ صاحب نے یہ کہا تھا کہ صرف اری میں کمی ہوئی ہے باسمتی زیادہ ہوا ہے ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کیوں کہ میں نے overall figures لی تھیں ۔ اس کے بعد میں نے یہ کہا تھا کہ تین سالوں میں 1979-80ء اور 1980-81ء اور 1980ء میں جو allocations ہوئی تھیں ۔ ان کو پوری طرح سے utlize نہیں کیا گیا تھا ۔ میرے پاس Agricultural Statistics Pkistan 1980

ہیں اور میں اس میں سے quote کرتا ہوں صفحہ 194 ملاحظہ فرمائیں پنجاب کے اندر زراعت کو 1978-79ء میں 473.76 Million allocation ہوئی اور 311.00 ملین utilization ہوئی۔ 1979-80ء میں 473.076 Million allocattion ہوئی اور 260.088 ملین utilization ہوئی۔ 1981ء کی بھی فگرز میرے پاس موجود ہیں۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے۔ کہ 1981ء میں پنجاب کو 453.262 Million allocation ہوئی اور صرف 280.689 Million utilization ہوئی۔ لہذا میں نے حکومت کے statistics پیش کر کے اپنی فگرز کو صحیح ثابت کرا دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے یہ عرض کیا تھا کہ سندھ میں prdouction ہم سے بہت زیادہ ہے۔ اس کے statisties بھی Agricultural Statistics of Pakistan میں موجود ہیں۔ آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں چیئرمین پلاننگ بورڈ نے یہ کہا تھا۔ کہ سندھ کی آب وہوا اور زمین اچھی ہے لہذا۔ اس کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ میں ان سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ کیوں کہ 10-15 سال پہلے جب ہماری پیداوار ان سے زیادہ تھی۔ تو اس وقت بھی سندھ کا یہی موسم ہوتا تھا اور یہی زمین تھی۔ اصل میں حقیقت یہ ہے کہ سندھ میں لینڈ ریفارمز کے بعد لوگوں کی توجہ زمین کی طرف ہوئی چوں کہ سندھ میں بڑے زمیندار ہیں۔ ان کے پاس پیسے موجود ہیں انہوں نے ماڈرن ٹیکنالوجی کو اپنایا۔ کیونکہ ماڈرن ٹیکنالوجی کو خریدنے کے لئے ان میں استطاعت موجود تھی اس لئے ان کی پیداوار بڑھی اور ساتھ ہی شوگر ملز کے ہونے کی وجہ سے ان کو گنے سے پیسہ ملا۔ میں ابھی حال ہی میں سندھ گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے زمیندار دوست جو کہ کبھی زمین کی طرف جاتے نہیں تھے اور وہ زمین پر ڈیرے ڈال کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے جانے پر وہ مجھے ایک sugarcane field میں جس کی تیاری کی ہوئی تھی کے اندر لے گئے۔ تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر کافی گہرا ہل تین فٹ تک چلا گیا جو زیادہ پیداوار کی اصل ہے۔ پنجاب کے اندر لوگ ہل چلاتے وقت پانچ 6 انچ سے نیچے نہیں جاتے اس کے بعد جناب والا میں نے کہا تھا کہ ہماری پیداوار دنیا کے مقابلے میں بلکہ ایشیاء کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ یہ میں 1981ء کے ایف۔ اے۔ او کے سٹیٹسکس لے کر آیا ہوں اور اس میں سے میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ گندم کی پیداوار دنیا میں 1914 کلو گرام ہر ہیکٹر ہے۔ ایشیاء میں 1708 کلو گرام ہے۔ اور پاکستان میں صرف 1640 کلو گرام ہے۔ اس طرح سے میرے پاس چاول اور کاٹن کی بھی

فگرز ہیں - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو بھی سٹیٹسکس لئے ہیں وہ میں نے گورنمنٹ کی Publications سے لئے ہیں - میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - کہ مجھے اپنی پوزشن کی وضاحت کرنے کا موقع ملا ہے - میں باور کرانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے زراعت - میں بہت دلچسپی لی ہے - پروڈکشن بہت بڑھی ہے - اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہے لیکن اس کے ساتھ یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فی ایکڑ پیداوار کم ہونے کی وجوہات کا پتہ کرنا چاہئے اور زیادہ پیداوار فی ایکڑ کی طرف توجہ دی جائے - شکریہ

چوہدری غلام حیدر سجاد - (صدر کسان بورڈ پنجاب) - جناب چیئرمین سب سے پہلے میں اپنا تعارف کروا رہا ہوں - اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ میری تقریر کو میرے صحافی دوست کسی اور کے نام سے منسوب کر دیتے ہیں -

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ -

تعارف کرائیں - آوازیں

میرا نام غلام حیدر سجاد ہے - میں صدر کسان بورڈ صوبہ پنجاب ہوں - دوسری بات یہ ہے کہ جناب جاوید صاحب کی ذات گرامی واقعی قابل تعریف ہے - جس انداز سے انہوں نے سابقہ پانچ سالہ منصوبہ کی تفاصیل بتائی ہیں - اور آئندہ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کے خطوط واضح کئے ہیں - اس کے لئے وہ داد کے مستحق ہیں - لیکن میں ان کی زیادہ تعریف نہیں کروں گا - اس لئے کہ مجھ سے پیشتر بہت سے فاضل ارکان ان کی تعریف کر چکے ہیں اور ان کو مبارکباد دے چکے ہیں اور خاص طور پر جناب صدیق سالار صاحب اور جناب خاقان بابر صاحب تو تعریف کا کوئی پہلو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں - تو جناب والا اب میں اصل موضوع کی طرف آرہا ہوں - اصل موضوع یہ ہے کہ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں اہم مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے دیہی زندگی میں حقیقی اور ٹھوس انقلاب برپا کرنا ہے - کاش ایسا ہو جائے - اس لحاظ سے یہ منصوبہ قابل تعریف ہے کہ عرصہ دراز سے محروم الحقوق 72 فیصد طبقہ کی حالت زار کی طرف توجہ کرنے کی کوشش کی گی ہے - تو جناب والا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے - کہ دیہات میں اب بھی بیشتر لوگ ایسی زندگی گزار رہے ہیں - جیسی زندگی ان کے آباء واجداد آج سے صدیوں پہلے گزاری کرتے تھے - عصر حاضر کے علوم فون سائنس اور ٹیکنالوجی نے جو عظیم ترقی کی ہے اس کا عشر عشیر بھی ان بچاروں

تک نہیں پہنچا ہے ۔ تو میں یہ کہوں گا کہ کیا یہ ہماری سابقہ غلط منصوبہ بندیوں کا نتیجہ نہیں ہے کہ ایک طرف پر شکوہ اور سربہ فلک عمارتیں کھڑی ہیں تو دوسری طرف ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیاں اور تنگ و تاریک کوٹھریاں ہیں ۔ ایک طرف صاف شفاف کوچے اور کشادہ شاہراہیں ہیں اور دوسری طرف غلیظ اور گندی گلیاں اور گرد و غبار سے اٹے ہوئے بازار اور راستے ۔ ایک طرف بلند و بالا یونیورسٹیاں اور کالجز ہیں تو دوسری طرف فرش پر بچھے ہوئے میلے کچیلے ٹاٹوں والے سکول ہیں ۔ ایک طرف ماڈرن قسم کے ہسپتال ہیں اور دوسری طرف میلوں میں ایک آدھ ہیلتھ سینٹر ہے ۔ جس میں نہ ڈاکٹر ہے اور نہ دوائیاں ہیں ۔ ایک طرف شہری خواتین کو زچہ اور بچہ کی ہر سہولت میسر ہے اور دوسری طرف دیہی آبادی کو کسی تجربہ کار یا ٹرینڈ دائی کی بھی سہولت میسر نہ ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ صاف ستھرے کوچے اور یہ حسین و جمیل محل اور یہ نیلام گھر دل کشی کے اور دوسری طرف لٹتے ہوئے کاروان زندگی کے ۔ یہ ارباب اقتدار سے پکار پکار کر کہتے رہے ہیں کہ ۔

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

جناب والا ۔ یہ بات اطمینان بخش ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں اس طرف توجہ دی جا رہی ہے ۔ رابطہ سڑکوں کی تعمیر ' بجلی کی ترسیل اور دیگر ترقیاتی منصوبوں سے دیہی زندگی میں کچھ نہ کچھ تبدیلی رونما ہوئی ہے ۔ لیکن یہ ابھی کافی نہ ہے ۔ یہ درست ہے ۔ کہ بسیں اب گاؤں تک پہنچنا شروع ہو گئی ہیں ۔ بنکوں نے اپنی شاخیں دیہات میں کھول دی ہیں ۔ لیکن یہ لوگ ان بنکوں سے مستفید ہونے کے طریقوں سے ابھی تک ناواقف ہیں ۔ جناب والا کھاد اور کرم کش ادویات کا استعمال تو شروع ہو گیا ہے ۔ لیکن جدید اور سائینٹیفک طریقوں سے اس کے استعمال کا طریقہ ابھی ان لوگوں کو نہیں آیا ۔ ان کی فی ایکڑ پیداوار اب بھی وہی ہے جو پہلے تھی ۔ خواندگی کے تناسب میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا تعلیم بالغاں کا وجود صرف کاغذات پر ہے عملی طور پر کچھ بھی نہیں ہے ۔ جناب والا یہ سادہ لوح لوگ ہیں ۔ ان کے دماغ پر ابھی تک پٹواریوں اور کانسٹبلوں کی حکومت ہے ۔ یہ سادہ لوگ نہیں جانتے کہ ان پٹواریوں اور سنتری بہادروں کے اختیارات کی حدود کیا ہیں ۔ آج بھی یہ لوگ پنسال نویس میٹر کلرک

اور ٹیوب ویل آپریٹروں کے رحم و کرم پر ہیں ۔ زرعی توسیعی سروس کا اگر کوئی ادنیٰ کبھی کبھار دیہات کی طرف جانکلتا ہے تو وہ کسی چودھری کے ڈیرے پر چائے پی کر واپس آ جاتا ہے ۔ عام کاشتکار کو اس سے کوئی رہنمائی نہیں ملتی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جن دیہاتوں میں بجلی پہنچ چکی ہے ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ بجلی سے بلب جلانے یا پنکھا چلانے کے علاوہ بھی کوئی کام لیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ کاٹیج انڈسٹری کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آنے والے منصوبوں میں رنگ بھرنا چاہیے ۔ دوسری بات جو جناب چیئرمین نے بتائی وہ یہ ہے کہ پاکستان کا جو غیر آباد رقبہ ہے اس کو آباد کرنے کی کوشش کی جائے جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ پاکستان کا کل رقبہ 20 کروڑ ایکڑ ہے اور آج تک اس کا صرف 5 کروڑ ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے ۔ 15 کروڑ ایکڑ رقبے کو زیر کاشت لانے کیلئے آج تک کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی اگر پانچ کروڑ ایکڑ کو پہاڑی یا ناہموار رقبہ تصور کر لیا جائے تو فاضل چیئرمین نے 4 اعشاریہ 91 کروڑ کے اعداد و شمار پیش کئے ہیں تو وہ صحیح ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کیلئے پانی کی ضرورت ہے اور پانی جو ہے وہ انڈس واٹر کے رحم و کرم پر ہے ۔ یہ انڈس واٹر کمیشن 1976 میں بنایا گیا تھا اور آج تک اس کا کوئی ورکنگ اجلاس نہیں ہوا ہے ۔ جب تک بین الصوبائی پانی کی تقسیم نہیں ہو جاتی یہ آباد کاری نہیں ہوسکتی تو میں جناب چیئرمین صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ مرکزی حکومت کی وساطت سے انڈس واٹر کمیشن کو یہ کہا جائے کہ وہ پانی کی تقسیم جلد از جلد کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ منصوبے کی مدت گزر جائے اور پانی کی تقسیم نہ ہو سکے ۔ تو دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایوب خان کے دور میں جو رقبے تقسیم کئے گئے تھے وہ بڑے بڑے جنرلوں کو چیف سیکرٹریوں کو اور افسران اعلیٰ کو دس دس بیس بیس مربع تک تقسیم کئے گئے تھے تو آئندہ اس منصوبے میں یہ رقبے کم زمین والوں کو بے زمین کاشت کاروں کو گزارہ یونٹ کے مطابق تقسیم کئے جائیں ۔ یہ لوگ محنتی ہیں یہ پیداوار میں بھی اضافہ کریں گے اور اپنا گزارہ بھی کریں گے ۔ تیسری بات تعلیمی پالیسی کے متعلق میں کہنا چاہتا ہوں کہ کل تعلیمی پالیسی پر سیر حاصل بحث ہوئی ہے ۔ اس میں کوئی چیز رہ نہیں گئی لیکن ایک پہلو کی طرف توجہ نہیں دی گئی جس کی میں نشاندھی کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس منصوبے کا مقصد دیہی زندگی میں ترقی لانا مقصود ہے اور دیہی زندگی میں ترقی دینے کیلئے انسانی اور افرادی قوت میں ترقی دینا

ضروری ہے ۔ اس کیلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ دیہاتوں کیلئے سمعی اور بصری تعلیم کا بندوبست کیا جائے اسوقت پاکستان میں 45 ہزار دیہات ہیں ایک یونین کونسل میں تقریباً دس گیارہ دیہات آتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 4500 ٹیلی ویژنسیٹوں کی ضرورت ہے تو ایک رنگین ٹی وی پر پانچ ہزار یا دوسرے پر تین ہزار روپے خرچ آتا ہے اور اگر ان 4500 دیہاتوں کی ہر یونین کونسلوں میں یہ سیٹ مہیا کر دیے جائیں تو اس پر زیادہ سے زیادہ دو کروڑ روپیہ خرچ آئے گا اور اس کیلئے تین چار بوسٹر بھی لگیں گے اور ان پر دو کروڑ روپے سے زیادہ خرچ نہیں آئے گا ۔ تو یہ چار کروڑ روپیہ کا خرچ آئندہ پنجسالہ منصوبے میں رکھا جائے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو بیج بونے کھاد ڈالنے آب پاشی کرنے کرم کش ادویات استعمال کرنے اور فصل کاٹنے کے طریقے بتانے کیلئے فلمیں چلائی جائیں ۔ اس کے علاوہ حفظان صحت پر بھی فلمیں دکھائی جاسکتی ہیں کہ ملریا کی روک تھام کیسے کی جاتی ہے بچوں کی بیماریوں میں انسدادی ٹیکے کیسے لگائے جاتے ہیں تو یہ چیزیں بھی بتائی جا سکتی ہیں تو اس کیلئے یونین کونسل کا سیکرٹری ایک چک سے دوسرے چک میں بھی اس ٹیلی ویژن سیٹ کو لیجا سکتا ہے اور جہاں بجلی نہیں ہے وہاں بیٹری کا استعمال کیا جا سکتا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آئندہ پنجسالہ منصوبے میں اس کو عامل کیا جائے اگر دیہی زندگی کو آپ نے ترقی دینا ہے تو ضروری نہیں کہ صرف کتابی شکل اختیار کی جائے اس کیلئے یہ شکل بھی اختیار کی جا سکتی ہے ۔ اس پر توجہ دی جائے ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — میرے خیال میں ان تقاریر کے وقت کا تعین بھی کرلیا جائے ۔ میری تجویز ہے کہ ہر مقرر کو اگر سات منٹ دئیے جائیں تو بہتر رہے گا ۔ سات منٹ پر پہلی گھنٹی بجے گی ۔ اس کے بعد اگر وہ wind up کرنا چاہیں تو ایک منٹ میں وہ wind up کرسکتے ہیں —۔

چوہدری محمد شفیع گل — جناب والا ۔ ہم پچھلے تین دن سے سن رہے اور دیکھ رہے ہیں ۔ آپ اپنے دائیں طرف کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں اور حالت اب یہاں تک ہے کہ

کوئی خم پہ خم ہے لنڈھا رہا کوئی ایک جام کا منتظر

میرے سایا تیرے میکدہ کا نظام ہے یا مذاق

تو میں یہ کہوں گا کہ کم از کم آپ ہر طرف نظر ڈالیں اور اس کے مطابق وقت دیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے یہ طریقہ کار طے کرلیا ہے کہ ہر ونگ میں سے دو دو مقررین کو تقریر کرنے کے لئے کہا جائے گا اور اس طرح ہم چلتے جائیں گے —

وزیر خزانہ — جناب والا ۔ آپ نے جو سات منٹ کا وقت مقرر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ ہے ۔ مقررین حضرات کو پانچ منٹ کے لئے وقت دیں اور پانچ منٹ کے بعد پہلی گھنٹی بجے اس کے بعد آپ انکو مزید ایک منٹ دے سکتے ہیں چونکہ مقررین زیادہ ہیں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سات منٹ کا وقت زیادہ ہوگا —

جناب قائم مقام چیئرمین — دیکھیں ایک راونڈ تو آپ جانے دیں —

چوہدری محمد صدیق سالار — جناب والا ۔ وزیر موصوف نوجوان ہیں ۔ آپ سنیں ہم بوڑھے ہیں ۔ فکر نہ کریں ۔ ہم کھانے کے لئے نہیں کہیں گے —

جناب جاوید اقبال رانا — (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر) جناب والا ۔ میں شہری کونسلوں کی جانب سے کچھ عرض کرنے کی کوشش کرونگا ۔ تین دن کی بحث میں جو چیزیں سامنے آئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک پہلو یہ ہے Nation بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں ایک چٹھی شروع میں جاری ہوئی تھی اور اس میں 14 محکمے تھے جنھیں پابند کیا گیا تھا کہ وہ لوکل کونسلز کی میٹنگ میں شمولیت کریں ۔ ان کے ساتھ تعاون کریں اور انکی رہنمائی کریں ۔ لیکن جناب والا ۔ کافی عرصہ گذر چکا ہے اور جو کچھ یہاں بیان کیا گیا ہے ۔ اس سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ سب سے بڑی دشواری جو ہمیں پیش آئی ۔ وہ یہ ہے کہ نیشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس نے وہ تعاون نہیں کیا جو حکومت چاہتی تھی اور یہ بات بھی آپ کے نوٹس میں ہے کہ یہ نیشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس کے لوگ بہت کم لوکل کونسل کی میٹنگ میں آئے یا انہوں نے مشورے دئے ۔ اس سے جو ہمیں تکلیفیں ہوئیں ان کے سلسلہ میں ، میں یہ عرض کروں گا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی اسی ایوان میں عرض کیا تھا مثلاً پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو آپ لے لیں ۔ جب شہر میں پانی کی لائنیں بچھائی جارہی ہوں یا نکاسی آب کی کوئی سکیم بنائی جارہی ہو تو اس میں ہمارا کوئی مشورہ نہیں لیا جاتا ۔ ایک شہر کی کونسل کو صحیح معنوں میں معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے مسائل کیا ہیں ہم یہ نشاندہی کرسکتے ہیں کہ کہاں پر سیوریج چاہیئے ۔ کہاں پر واٹر سپلائی چاہیئے ۔ اسی طرح جناب والا ۔ میں بجلی کے نظام کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت نے بجلی کی لائنوں کے لئے آدھ میل یا ڈیڑھ

آمیل کی دیہات کے لئے حد مقرر کی - جہاں تک بجلی پہنچانی ہے - لیکن شہری کونسلوں میں ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا - جناب والا - ہمارے بھی بجلی کے بارے میں کچھ مسائل ہیں - مثلاً کچی آبادیاں ہیں - نئی آبادیاں ہیں - نئی بستیاں ہیں - وہاں پر ہم نے بجلی مہیا کرنا ہے - اس سلسلہ میں واپڈا کو کوئی ایسی ہدایت نہیں ہے کہ وہ شہری کونسلوں سے مشورہ کرے یا ان سے یہ پوچھے کہ کس جگہ پر یا کہاں پر انہیں بجلی کی لائنیں چاہیں - میں نے پچھلی دفعہ بھی یہاں عرض کیا تھا کہ ہمارے بہاول نگر شہر میں بجلی لگانے کا ایک مرحلہ شروع کیا گیا - ہم نے مداخلت کی - ہم نے انہیں بتایا کہ یہ کام یہاں پر شروع کیا جائے - لیکن پتہ نہیں کیوں اس کے بعد کام روک دیا گیا اور آج تک دوبارہ وہاں پر کام شروع نہیں ہوسکا -

شیخ غلام حسین - جناب والا - ایک اطلاع ہے اگر اجازت ہو تو عرض کروں - جناب والا - کونسل کے ممبران اگر پانچ منٹ کے لئے لابی میں جاکر بیٹھنا چاہیں تو ہمارے لئے کوئی کرسی خالی نہیں ہوتی - گیلری میں تمام سرکاری ملازمین بیٹھے ہوئے ہیں - ان کو بھی ضرور بٹھائیں لیکن کونسل کے اراکین کے لئے اتنا ضرور ہونا چاہیئے کہ کونسل کا کوئی ممبر اگر پانچ منٹ آرام کے لئے لابی میں جائے تو وہ آرام کرسکے - میں تو ابھی دس منٹ کھڑا ہوکر واپس آگیا ہوں کیونکہ مجھے کوئی کرسی خالی نہیں ملی تو اس پر میں جناب والا کی توجہ مبذول دلانا چاہتا تھا کیونکہ یہ لابی اس لئے بنی ہوئی ہے کہ کونسل کے اراکین اگر پانچ منٹ آرام کے لئے جائیں تو آرام کرسکیں -

جناب قائم مقام چیئرمین - بہت اچھا -

جناب جاوید اقبال رانا - جناب والا - میں اس ایوان میں یہ عرض کرونگا کہ اس طرح کے منصوبہ جات کی جب ضلعی سطح پر یا ڈویژنل سطح پر پلاننگ ہوتی ہے اس میں اب تو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن میں ترقیاتی منصوبہ جات صرف ڈسکس ہونگے لیکن جناب والا - ہمارے کچھ منصوبہ جات ایسے بھی ہوتے ہیں جو غیرترقیافتہ ہوتے ہیں لیکن ہمارا جو مسئلہ ہے اس کے حل کیلئے ڈسٹرکٹ لیول پر کوئی ایسی کمیٹی موجود نہیں ہے - میں یہاں پر مثال دونگا کہ ہمارے ہاں پکرمنڈی کا ایک مسئلہ ہے کہ شہری کونسلیں اپنی حدود میں نہیں لگائیں گی ڈسٹرکٹ کونسل وہاں لگائے گی یا ضلع کونسل لگائے گی اور اتنی بڑی سٹیج شہری کونسل کو دے گی تو میں یہاں پر یہ عرض کرونگا کہ شہری

کونسل کو کم از کم شہر کے اندر تو آپ اتنی خود مختاری دیں کہ وہاں پر اگر بکر منڈی لگی ہوئی ہے اور چل رہی ہے یا ہمارے شہر میں کوئی کاروبار ہو رہا ہے اس پر ہم اگر ٹیکس نافذ کرتے ہیں تو ہمیں اس کی وصولی کا اختیار تو آپ دیں ہم پر آپنے ضلع کونسل کو مسلط کر دیا ہے لیکن ہم ضلع کونسل کے کسی کام میں مداخلت نہیں کرتے تو جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کو یہ خود مختاری تو دی جائے کہ میونسپل حدود کے اندر جو کاروبار ہے اور جو ٹیکس ہے اس کی وصولی میونسپل کمیٹی کرے۔ میں کہتا ہوں کہ بکرمنڈی لگانے کیلئے جگہ اگر میونسپل کمیٹی نہیں دیتی تو اس پھر جھگڑا پیدا ہوگا جگہ تو ہم نے شہر کے اندر دینی ہے اگر پرائیویٹ لیں گے تو اسکا کوئی کرایہ ہوگا اور اس کے بعد عدالتوں میں ان کے جھگڑے چلے جائیں گے اور جیسا کہ چل رہے ہیں۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس طرح ٹیکس کا دونوں جانب سے نقصان ہو رہا ہے اور ضلع کونسل کی جانب سے اور شہری کونسل کی جانب سے بھی۔ ان دونوں ٹیکسوں کا نقصان ہو رہا ہے یہاں پر میں تجویز پیش کرونگا کہ شہری کونسل کو شہر کے اندر کم از کم خود مختاری تو دینی چاہیئے تھوڑی دیر پہلے ایوان میں بریگیڈئر غضنفر صاحب تشریف رکھتے تھے اور مارکیٹ کمیٹی کی جانب سے اشارہ ہوا تھا تو جناب میں یہ عرض کرونگا کہ مارکیٹ کمیٹی والے بھی شہر میں مداخلت کرتے ہیں اور وہ مداخلت ٹیکس کی صورت میں کرتے ہیں بیرونی غلہ منڈی میں بھی اگر کوئی آدمی گھاس پھوس بیچ رہا ہے اگر کہیں پر دانے کی دکان ہے یا گندم کی دکان ہے یا شہر کے اندر اگر کوئی آدمی دوسرا کاروبار کر رہا ہے تو مارکیٹ کمیٹی والے وہاں بھی جا کر اس سے فیس وصول کرتے ہیں حتیٰ کہ دودھ بیچنے والوں کو بھی شہر کے اندر گھیر لیتے ہیں تو جناب اسطرح کی دوعملی ختم کی جائے اور اس میں تھوڑی سی خود مختاری ہمیں دی جائے۔

تیسرے جناب والا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ حکومت پنجاب کی جانب سے یا مختلف محکموں کی جانب سے ضلعی سطح پر کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں بحیثیت ممبر صوبائی کونسل یا بحیثیت یہ چیئرمین بلدیہ یا ضلع کونسل کچھ ممبران کو شامل کیا جاتا ہے اور ان کمیٹیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کس بھی محکمے کا جو کام ہے اسکی نگرانی کی جائے یا اس کی کچھ دیکھ بھال کی جائے یا اسکی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے لیکن جناب والا۔ میں افسوس کے ساتھ عرض کرونگا کہ ان کمیٹیوں میں

نامزدگی کرکے متعلقہ محکموں کو بھیج دیتے ہیں لیکن متعلقہ ممبر کو میرا خیال ہے کہ اطلاع تک نہیں ہوتی ۔ لغاری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ آجکل گندم کی خریداری کے جو مراکز ہیں ان کیلئے جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان میں ان کی ہدایات کے مطابق کیا ان کے محکمے کو پابند کیا گیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ ضلع کی سطح پر ۔

جناب جاوید اقبال رانا ۔ جی ضلع کی سطح پر تحصیل کی سطح پر شہر کی سطح پر ۔

جناب والا ۔ چٹھی جاری کی گئی ہے کہ صوبائی کونسل کے منتخب نمائندوں کو شامل کریں اور میری اطلاع کے مطابق وہاں سے ان کی فہرست آچکی ہے لیکن کسی ممبر کو یہ اطلاع تک نہیں دی گئی کہ آپ اس کمیٹی کے ممبر ہیں اور جب خریداری کا کام ہوجائے گا اس میں جو گڑ بڑ ہو گی یا جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے بعد وہ انہیں مطلع کر دیں گے کہ کمیٹی کے ارکان نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا اور یہ تشریف لائے اور یہ ہوا ۔

جناب والا ۔ چونکہ اب گھنٹی ہو چکی ہے اسلئے میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے چند گزارشات پیش کرونگا یہ جو نیشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو پابند فرمائیں کہ جو یہاں سے ہدایات جاری ہوتی ہیں یا جو حکومت کا منشاء ہے اس کے مطابق کام کریں ۔

دوسرے جناب والا ۔ ہماری میونسپل کمیٹیز یا کارپوریشن کی جو خود مختاری ہے اس پر تھوڑی سی توجہ دیں کہ آپ ہمیں اپنی حدود کے اندر تھوڑی سی خود مختاری دیں ۔

باقی پوائنٹس میں انشاء اللہ دوسرے راؤنڈ میں عرض کرونگا ۔

جناب محمد اکرم چوہدری ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ بہاولپور ڈویژن شروع ہوا تھا تو مہربانی کر کے بہاولپور ڈویژن کے کسی دوسرے آدمی کو موقع دیا جائے ۔ تاکہ یہ ڈویژن وائز فارغ ہو سکیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ اسی طرح کرتے ہیں ۔

جناب محمد اکرم چوہدری—جناب والا - بہت سے دوست کھڑے ہو گئے تھے اسلئے میں نے گزارش کی تھی -

میاں عبدالخالق—(چیئرمین ، میونسپل کمیٹی رحیم یار خان)— جناب والا - پچھلے اجلاس میں یہ طے ہوا تھا کہ ہر سطح پر بلدیاتی اداروں کی کارکردگی کا مقابلہ کرایا جائے گا لیکن جناب اب ہمارا پریڈ ختم ہونے والا ہے شاید یہ اجلاس آخری ہو لیکن اس وقت تک ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی - اب کر رہے ہیں جب ہم جا رہے ہیں صوبہ سندھ والوں نے ہر یونین کونسل سے لیکر ڈسٹرکٹ کونسل تک کارکردگی کے مقابلے کرائے ہیں اور اچھی کارکردگی والوں کو انعامات بھی دیئے گئے ہیں ہمیں انعامات کی ضرورت نہیں ہے لیکن ایوان کو پتہ چلنا چاہیے کہ پچھلے تین سالوں میں کس نے کیا کیا کیا ہے -

دوسرے جناب والا - میں عرض کرونگا کہ دریائے سندھ پر کوٹ مٹھن کے نزدیک راجن پور ، ڈیرہ غازی خان کو رحیم یار خان کیساتھ ملانے کیلئے آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں ایک پل کی سخت ضرورت ہے تو جناب اس کے لئے مہربانی کی جانی چاہیئے -

تیسرے جناب والا - میں تعلیم کے بارے میں عرض کرونگا کہ مسجد مکتب سکیم کے تحت دیہی علاقوں میں اسکول کھولے جا رہے ہیں اور یہ اسکول ایسی جگہوں پر کھولے گئے ہیں جہاں بچے پانچ سے لیکر دس تک ہی ہیں اور کہیں اتنے بھی نہیں ہیں لیکن کاغذوں میں پر کر دیے گئے ہیں کہ یہ کھل گئے ہیں شہری حلقوں میں جہاں بچوں کی تعداد مسجدوں میں کافی ہوتی ہے وہاں بھی یہ اسکول کھلنے چاہیں -

مارکیٹ کمیٹی کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے رحیم یار خان میں بھی یہ دو عملی لوگوں کے ساتھ ہو رہی ہے کہ ٹیکس مارکیٹ کمیٹی والے بھی لے رہے ہیں اور بلدیاتی ادارے بھی لے رہے ہیں دودھ والے سے لیکر چارہ والے تک غریب عوام سے یہ ٹیکس وصول کرتے ہیں تو جناب والا - میں عرض کرونگا کہ یہ دھرے ٹیکس ان کو نہیں لگانے چاہیں اگر انہوں نے لگائے ہیں تو کم از کم بلدیاتی اداروں کو نہیں لگانے چاہیئں غریب لوگوں کیلئے ہمیں سہولت پیدا کرنی چاہیئے نہ کہ دھرے ٹیکس لگانے چاہیئں -

جناب والا ۔ 12-5-81 کو سکرٹری لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ایک چٹھی جاری ہوئی تھی کہ کچی آبادیوں کی جو زمین ہے یہ لوکل اداروں یا ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کو منتقل کر دی جائے یا Book adjustment کی جائے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں دو سال ہو گئے ہیں لیکن اس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا کچھی آبادیاں جو منظور شدہ ہیں حکومت کیلئے اور لوکل باڈیز کے اداروں کیلئے بھی یہ بہت اچھی بات تھی کہ لوگوں کو حقوق ملکیت دیئے جاتے ۔ تین سال سے اس کے بارے میں باتیں تو ہوئی ہیں بلکہ ڈویژنل لیول پر میٹنگیں بھی بہت ہوئی ہیں لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا یہ ایسا قدم تھا جس کی وجہ سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد حکومت کے حق میں ہو سکتی تھی ۔

رحیم یار خان میں بجلی کے متعلق جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے ہمارے ہاں بھی یہ تکلیف ہے کہ بجلی جو شہر میں لگائی جاتی ہے اس کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جاتا اور جہاں ہم کہتے ہیں وہاں بالکل نہیں لگائی جاتی جہاں ان کی اپنی مرضی ہوتی ہے یا ان کا اپنا کوئی انٹرسٹ ہوتا ہے وہاں لگائی جاتی ہے تو جناب والا ۔ میں اس کے متعلق گزارش کرونگا کہ ضلع کونسل میں اس جگہ بجلی لگائی جاتی ہے جہاں ضلع کونسل approve کرتی ہے اسی طرح لوکل اداروں میں بھی لوکل ادارے کی مرضی سے بجلی لگنی چاہیئے ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں بجلی لگا دیں شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین—میں معزز ارکان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جو صاحب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوں وہ اپنا نام اور اپنے ضلع کا نام بھی بتا دیں تاکہ پریس والوں کو معلوم ہو جائے اور غلطی نہ ہو کہ کون صاحب بول رہے ہیں اور وہ کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں—

ملک محمد شفیع—(چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ)—جناب والا میرا تعلق بلدیہ لیہ سے ہے اور میرا نام ملک محمد شفیع ہے ۔

جناب والا ایک اہم مسئلہ بلدیہ لیہ سے متعلق ہے توقع ہے اس معاملہ میں معزز اراکین بھی میری تائید فرمائیں گے ۔ حکومت کی ہدایات کے مطابق ہم ہر سال بلدیہ کی اراضی کو کرایہ پر دیتے ہیں—جب کرایہ پر دیتے ہیں اس کیلئے نیلام عام کیا جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے اسکی میعاد صرف ایک سال مقرر ہے جب وہ پراپرٹی کرایہ پر ایک سال کیلئے دی جاتی ہے تو نیلام کنندہ اس پر کوئی نہ کوئی تعمیر یا کنسٹرکشن کر لیتا ہے ۔ تو

ایک سال کے گزرنے کے بعد جب دوسری دفعہ ہم اسکو نیلام کرنے کیلئے تحریک کرتے ہیں تو وہی شخص نیلام کنندہ سول کورٹ میں جاکر حکم امتناعی Stay order حاصل کر لیتا ہے ۔ تو میں اس بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ یا تو سول کورٹ کی Jurisdiction ختم کی جائے یا کم از کم نیلام کی میعاد ایک سال کی بجائے تین سال کر دی جائے ۔ تاکہ نیلام کنندہ بھی اس سے مستفید ہو سکے اور بلدیہ کو بھی مالی نقصان نہ ہو ۔ بجائے اسکے کہ نیلام کنندہ سول کورٹ میں جا کر اپنے حقوق کا تعین کراتا پھرے اور دعوے کرے کہ میں نے اتنی کنسٹرکشن کی ہے اتنا خرچہ کیا ہے ۔

جناب والا دوسری گزارش یہ ہے کہ چند دن پہلے حکومت پنجاب کی جانب سے ایک نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے جس میں حکومت نے سینیٹری انسپکٹر کا سکیل نمبر 7 کی بجائے سکیل نمبر 10 کر دیا ۔ اسکے برعکس جن لوکل کونسلوں میں چیف سینیٹری انسپکٹر تعینات ہیں ان کا سکیل بدستور وہی ہے جو پہلے تھا ۔ ان کا سکیل نمبر 8 ہے جو سینیٹری انسپکٹر ہے وہ سکیل نمبر 10 میں ہے اور جو چیف سینیٹری انسپکٹر ہوگا وہ سکیل نمبر 8 حاصل کرے گا حالانکہ سینیٹری انسپکٹر چیف سینیٹری انسپکٹر کے ماتحت ہوتا ہے ۔ نہ کہ اسکا افسر ہوتا ہے۔اس بارے میں جناب سے گزارش کروں گا یہ کلریفیکیشن جلدی جاری کی جائے تاکہ تنخواہ کے بارے میں یہ مسئلہ جلدحل ہو سکے ۔ اتنی سی بات ہے ۔

میاں عبدالغفور مطلوب—(چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور)
جناب والا راجن پور ضلع کے لئے موجودہ حکومت اگرچہ بہت کچھ کر رہی ہے لیکن اس ضلع کے عوام کے مسائل اس قدر ہیں کہ اس کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ پنجاب میں جو گورنمنٹ کی اراضیات ہیں ان کے حقوق ملکیت دیئے جا رہے ہیں ۔ اسی طرح راجن پور ضلع میں بھی گورنمنٹ کی ایک زمین ہے جسے دھند یا سٹیٹ کا نام دیا جاتا ہے۔ جناب والا اس اراضی پر صدیوں سے کاشتکار چلے آتے ہیں یا ان اراضیات کو کاشت کرتے آ رہے ہیں ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ دھند یا سٹیٹ میں ایسی اراضیات ہیں جو پانچ سالہ پٹے پر دی گئی ہیں ۔ یہ پانچ سالہ پٹے پر غیر اضلاع کے لوگوں کو دے دی گئیں حالانکہ جو لوگ ان اراضیات کو کاشت کرتے ہیں یا ان پر جن کا قبضہ ہے وہ خود بھی ان اراضیات کو پٹے پر لینے کیلئے تیار ہیں لیکن غیر اضلاع کے لوگوں کو

کیوں پٹے پر اراضیات دی جا رہی ہیں ۔ اب اس کا پانچ سالہ پریڈ ختم ہو رہا ہے اور موجودہ لوگ جو ان اراضیات پر قابض ہیں وہ بھی ان کو پٹے پر لینے کیلئے تیار ہیں غیر اضلاع کے لوگوں کو پٹے پر دینے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کے درمیان مقدمے بازی شروع ہو گئی ہے اس چیز کو avoid کرنے کے لئے جن لوگوں کے حقوق ہیں ان کو یہ حق دیا جائے ۔ وہ جو اراضی کاشت کرتے ہیں اس پر قابض چلے آ رہے ہیں انہیں فوقیت دی جائے ۔ غیر اضلاع کے لوگوں کا کوئی حق نہیں بنتا کہ ان اراضیات کو اپنے اثر و رسوخ سے الاٹ کرائیں ان پر زبردستی پولیس یا دیگر ذرائع سے قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔

دوسری چیز یہ ہے کہ 75-1974 میں اس وقت بھی راجن پور تحصیل جس میں روجھان بھی شامل تھا زرعی قرضہ جات جاری کئے گئے ۔ ان قرضہ جات میں کچھ بنک والوں نے حصہ لیا ہوگا کچھ پٹواری کے لیا کچھ اور لوگوں نے لیا بچا کچھا ان کاشتکاروں کو ملا ۔ ایسے علاقے جو کچے کے علاقے ہیں جہاں پر طوفان آتے رہتے ہیں جہاں فلڈ آتے رہتے ہیں وہاں پر اچھے خاصے نقصانات ہوئے 75-1974 سے لیکر قرضے جو ہیں ان پر سود در سود چلا آ رہا ہے نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ لوگ اپنا علاقہ چھوڑ گئے ہیں ۔ کوئی سندھ چلا گیا کوئی پہاڑوں میں چلا گیا کوئی بہاول پور سٹیٹ کی طرف چلا گیا ۔ ہم نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی اب بھی یہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ لوگ بڑے غریب ہیں ۔ کچے کی زمینیں تھیں ان کا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ ان سے سود وصول نہ کیا جائے بلکہ بہتر ہے اصل رقم دو اقساط میں لے لی جائے یہاں پچھلی دفعہ ہمارے عرض کرنے کے بعد جناب گورنر صاحب نے کمشنر صاحب سے یہ کہا تھا کہ آپ ان کے کیس بنا کر بھیجیں لیکن روجھان کی انتظامیہ نے مختلف حیلے بہانے بنا کر ان لوگوں کو جنہوں نے قرضے دینے تھے پکڑ پکڑ کر اندر دینا شروع کر دیا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں یہ 1975 سے لیکر آج تک کتنے لوگوں نے قرضوں کی واپسی کی ہے ۔ پھر یہ ہے کہ جو لوگ اصل ادائیگی کرنا چاہتے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ پہلے سود لیں گے اسکے بعد اصل زر لیں گے میرے خیال میں یہ کسی طرح بھی قرین قیاس نہیں ہے کہ اسلام میں سود حلال ہے ۔ مجبوری تھی انہوں نے رقم لی تھی لیکن اگر ایک آدمی اس قابل ہی نہیں ہے کہ وہ سود ادا کر سکے وہ اگر اصل رقم دینے کیلئے تیار ہے تو اس سے اصل کیوں نہ وصول کیا جائے اور اسکے لئے انہیں سہولت دی جائے ۔

جناب والا شوگر مل کے بارے میں عرض کروں گا ۔ پنجاب میں حکومت شوگر ملیں اور باقی انڈسٹریز لگا رہی ہے لیکن راجن پور میں جو شوگر مل کا ایک پرمٹ دیا گیا تھا وہ پرمٹ خدا معلوم سیاسی بنا پر دیا گیا تھا یا واقعی یہ سمجھایا گیا تھا کہ وہ لوگ اس قابل ہیں کہ انہیں پرمٹ دیا جائے ۔ دو سال ہوئے ہیں ۔ دو سال تک وہاں کچھ بھی نہیں ہوا ۔ باقی جگہوں پر جہاں بعد میں پرمٹ دیئے گئے یا ان دنوں پرمٹ دیئے گئے وہاں پر ملیں لگ گئی ہیں ۔ وہاں پر پیداوار ہو رہی ہے اور اس علاقے کے لوگ مفادات حاصل کر رہے ہیں ۔ لیکن ہمارا ضلع راجن پور اس سے محروم رہا ہے یا یہ کیا جائے کہ انہیں ایک پریڈ دے دیا جائے کہ آپ چار مہینے چھ مہینے یا آٹھ مہینے میں وہاں پر مل لگا لیں ۔ اگر وہ نہیں لگا سکے اور ان کے پاس ایسے وسائل موجود نہیں ہیں تو کم از کم کسی اور کو لگانے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ علاقہ ترقی بھی کرے اور لوگوں کو اس سے فائدہ بھی پہنچے ۔

اسکے بعد کوٹ مٹھن شریف میں خواجہ غلام فرید کا مزار ہے۔ اسکی لاکھوں روپیہ سالانہ آمدن ہے لیکن وہ آمدن جو اس مزار سے حاصل ہوتی ہے اس کو مریدوں پر اور علاقے کی بہبود پر خرچ نہیں کیا جاتا ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جس قدر بھی مزار سے آمدنی ہوتی ہے اس سے ایک بڑی دینی درسگاہ قائم کی جاتی ۔ وہاں کے لوگ دینی تعلیم بھی حاصل کرتے دوسری تعلیم بھی حاصل کرتے لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اگر کوئی معمولی سا عرس منعقد ہوتا ہے تو اسکے لئے 10—15 ہزار روپے دے دیا جاتا ہے ورنہ اس رقم کے متعلق معلوم نہیں کہ بقایا کہاں جاتی ہے ۔ ویسے بھی وہ پسماندہ علاقہ ہونے کی وجہ سے جتنی بھی وہاں سے آمدنی ہوتی ہے اسے کوٹ مٹھن پر ہی خرچ کیا جائے اور غریبوں پر بھی خرچ کی جائے ۔ وہاں ایک دینی درسگاہ بھی قائم کی جائے تاکہ خواجہ صاحب کا نام بھی رہ جائے لوگ یہ سمجھیں کہ ہم جو کچھ دے رہے ہیں اس سے فائدہ بھی ہم اٹھا رہے ہیں ۔

نشتر گھاٹ کے بارے میں میاں عبدالخالق صاحب فرما چکے ہیں ۔ میں جناب اسکی تائید کرتا ہوں ویسے بھی راجن پور سے اگر نشتر گھاٹ پر پختہ پل تعمیر کیا جائے تو عوام کو بہت فائدہ پہنچے گا مین لائن ہم سے تقریباً 40 میل کے فاصلہ پر رہ جاتی ہے ۔ مین روڈ لاہور کراچی جو ہے وہ تقریباً 26 میل کے فاصلے پر رہتی ہے لیکن اسکے برعکس راجن پور میں مین لائن تقریباً 200 میل کے فاصلے پر پڑتی ہے اور تجارتی اور صنعتی مراکز جو ہیں وہ راجن پور سے رحیم یارخان کیطرف زیادہ قریب ہیں وہاں

زیادہ آسانی سے کاروبار ہو سکتا ہے۔ بانسبت اسکے کہ لوگوں کو 200 میل کا طویل سفر کر کے جانا پڑے اور وہاں جا کر وہ اپنا کاروبار کریں۔

آخری چیز میں جو عرض کروں گا وہ مارکیٹ کمیٹیوں کے بارے میں ہے۔ جناب والا مارکیٹ کمیٹیاں اس لئے بنائی گئی تھیں کہ ان سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ لیکن وہ جگا ٹیکس وصول کرتے رہتے ہیں۔ ہاوس میں کوئی ایک آدمی بھی اٹھ کر نہیں کہے گا کہ مارکیٹ کمیٹیاں کوئی سود مند کام کر رہی ہیں۔ کم از کم میں اتنی عرض کروں گا کہ بلدیات کی حدود میں ان کے اندر کوئی فیس یا کوئی ٹیکس نہیں لینا چاہئے۔ صرف لوگوں کو تنگ اور پریشان کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کھوکھے والے ہوتے ہیں ان سے بھی یہ لوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ پریشان کرتے رہتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین - راولپنڈی ڈویژن سے کوئی صاحب مغل صاحب۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل-(وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) بہت شکریہ۔ عالیجاہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ موجودہ حکومت نے دیہی علاقے کی ترقی کی طرف توجہ دی ہے اور یہ صحیح سمت میں ایک مثبت قدم ہے۔ لیکن اس سمت میں ہمیں ابھی بہت دور جانا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ابھی تک ہمیں اپنی منزل نظر ہی نہیں آئی تو یہ غلط نہ ہوگا۔ اس وقت دیہاتی آبادی کا شہروں کی طرف منتقل ہونے کا جو رجحان ہے اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اس کو روکنے کے لیے جہاں حکومت دیہاتوں میں بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے وہاں دیہاتی لوگوں کی معیشت کو improve کرنے کے لیے بھی کچھ کرنا چاہیے۔ میرے خیال میں سمال انڈسٹریز والے آئندہ پانچ سالوں میں کوئی مربوط سکیم بنالیں جن دیہاتوں میں جو بھی خام مال با آسانی مہیا ہو سکتا ہے وہاں اس قسم کی انڈسٹری لگا دی جائے شجاعت صاحب نے نشان دہی کی کہ کاٹیج انڈسٹری لگائی جا سکتی ہے۔ جہاں گراؤنڈ groundnuts زیادہ پروڈیوس کر رہے ہیں وہاں اس طرح کی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ گینتی بیلچے کا استعمال تو دیہاتوں میں کیا جاتا ہے لیکن وہ لاہور یا گوجرانوالہ میں بنتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے کام دیہاتوں میں کئے جاسکتے ہیں۔ اس سے لوگوں کی آمدنی بھی بڑھے گی اور ان کے اخراجات بھی کم ہوں گے میرے پاس دوسرا پوائنٹ دیہات کو بجلی کی ترسیل کے متعلق ہے۔ یہ بھی حکومت کا ایک صحیح قدم

ہے کہ دیہاتوں کو بجلی مہیا کرنے کی کوشش تیز تر ہو رہی ہیں۔ لیکن اس ضمن میں ایک مسئلہ لوگوں کو پریشان کر رہا ہے۔ وہ ہے بڑے موضعوں کے ساتھ چھوٹی بستیوں کا رہ جانا۔ اس وقت پارٹ سٹک یہ ہے کہ بڑی آبادی کے ساتھ جو چھوٹی بستیاں آدھ میل کے اندر ہیں ان کو پاور سپلائی کی جاتی ہے۔ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ لیکن آج سے دو سال پہلے جتنے بڑے موضع الیکٹریفائی ہوئے ان کی بستیاں درجنوں کے حساب سے ویسے ہی پڑی ہیں اور کئی جگہ تو ایسا ہے کہ بڑے موضع سے ملحقہ بستی ہے۔ لیکن وہ خالی پڑی ہے۔ ایک دفعہ میں ایسے ہی لوگوں کو ملنے چلا گیا جب وہاں جمعہ کی نماز میں ان کے ساتھ کھڑا ہوا تو لوگوں نے مجھ پر اتنی شدت کے ساتھ حملے کئے کہ آپ بتائیں کہ ہماری اس ڈھوک کو بجلی کیوں نہیں مل رہی۔ میں نے کوئی معقول جواب دینے کی بہت کوشش کی لیکن اپنے آپ کو معذور پایا۔ میں ان کی تسلی نہ کر سکا۔ وہ کہتے ہیں کہ حکومت کو آپ بتائیں جا کر کہ ان بستیوں کو بھی بجلی دینی چاہئے۔ عالی جاہ یہ ایک توجہ طلب مسئلہ ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ بڑے موضعوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ بہت اچھا ہے۔ لیکن بجٹ کا زیادہ حصہ اس طرف منتقل کریں تاکہ باقی ماندہ بستیاں جتنی جلد الیکٹریفائی ہو جائیں۔ اتنا ہی بہتر ہے۔ اس میں حکومت کا امیج زیادہ ابھرے گا۔ میں یہ کہوں گا کہ ہماری پوزیشن بھی اس میں بہتر ہوگی۔ میرے پاس تیسرا پوائنٹ دیہی علاقوں میں واٹر سپلائی سکیموں کے بارے میں ہے۔ میں ضلع پنڈی کے بارے میں تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہماری یہ سکیمیں کامیاب نہیں جا رہیں۔ اس میں جو ابتدائی سروے ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ خرابی ہو جاتی ہے۔ مثلاً میرے اپنے حلقے میں ایک سکیم ہے۔ بڑے موضع سکھو کے ساتھ ہی ایک perennial نالہ بہ رہا ہے۔ کافی پانی ہے۔ ہم نے یہ تجویز کیا تھا کہ اس نالے سے پانی لے کر وہ سکیم چلائی جائے۔ سارے لوگ متفق ہو گئے۔ لیکن جس وقت سکیم بننی شروع ہوگئی تو انہوں نے کہا کہ کنویں کھودیں گے اور سکیم بنائیں گی۔ کنویں کھودے گئے ایک کنویں میں پانی نکلا۔ دوسرا کھودا۔ اس میں پانی نہیں۔ اب ہمیں یہ کہتے ہیں کہ جو پہلے کنویں شہر میں موجود ہیں۔ وہ ہمیں لے کر دیں۔ کیونکہ پانی کم ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہمیں تو آپ نے کچھ بتایا تھا۔ پتہ نہیں کس مصلحت کے تحت تم کنوؤں کے چکر میں پڑ گئے۔ بہرحال، اب تو جو کچھ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ آئندہ کے لئے اس طرف تھوڑی سی توجہ دی جائے۔ قوم کا بہت پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ ہماری

یہ سکیمیں کامیاب نہیں ہو رہیں ۔ واٹر سپلائی سکیموں کے ساتھ ایک پوائنٹ یہ بھی تھا کہ جو موجودہ سال جا رہا ہے ۔ اس کی اے ڈی پی کی سکیموں پر ابھی تک عمل درآمد شروع نہیں ہوا ۔ شائد جناب گورنر کے ڈائرکٹو والی سکیمیں فنانس ہو رہی ہیں ۔ یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے ۔ لیکن اگر ممکن ہو تو اے ڈی پی والی سکیموں کو بھی فنڈ مہیا کئے جائیں ۔ شکریہ

جناب قائم مقام چیئرمین — شیخ امرالٰہی صاحب ۔

الحاج شیخ امرالٰہی — (چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک) ۔

جناب صدر ' ہمارے ضلع اٹک میں پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی معرفت آٹھ نو سال ہوئے ' سیوریج سسٹم لگا تھا ۔ اس سسٹم کے تحت بلدیہ کو حکومت کی طرف سے قرضہ دیا گیا تھا وہ قرضہ آٹھ نو سال سے وصول کیا جا رہا ہے ۔ اور اس طرح وصول کیا جا رہا ہے کہ ہمیں جو 85 فیصد پراپرٹی ٹیکس ملتا ہے ' اس میں سے پچاس فیصد وہ قرضے میں مجرا کر رہے ہیں ۔ ہم گزشتہ تین سال سے متعلقہ محکمہ سے باقاعدہ خط و کتابت کر رہے ہیں ' درخواستیں کر رہے ہیں کہ ہمیں اس قرضے کی کچھ تفصیل بتائی جائے کہ آیا وہ بے باق ہو چکا ہے ' یا کچھ رقم اس میں سے ہمارے ذمہ بقایا ہے ' یا ہماری کچھ رقم وہ زائد وصول کر چکے ہیں ۔ اس کی تفصیل ہمیں بالکل نہیں بتائی جاتی ۔ ہم بڑے حیران ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت جو سیوریج سسٹم رائج کیا گیا تھا وہ ایک بالکل ناکارہ سسٹم تھا ۔ کیونکہ تمام شہر میں جو لائنیں بچھائی گئی تھیں ' وہ چار انچ اور چھ انچ کی تھیں ۔ ظاہر ہے اتنے بڑے شہر کے لئے چار انچ اور چھ انچ کی لائنوں سے کس طرح سیوریج سسٹم چل سکتا ہے ۔ اس واسطے یہ ہمارے لئے ایک مستقل مصیبت بنا ہوا ہے کہ روزانہ کسی نہ کسی محلے سے شکایت آتی ہے کہ نلکا بند ہو گیا ہے ۔ اس لئے اس پر پندرہ سولہ مزدور لگائے جاتے ہیں ' تمام نلکے اکھیڑے جاتے ہیں ' پھر اس کی صفائی کی جاتی ہے پھر دوبارہ اس کو بند کیا جاتا ہے ۔ تو وہ سیوریج سسٹم ہی شروع سے خراب ہے ۔ لیکن ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں قرضے کا حساب دیا جائے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہمارے ذمہ فی الحال کوئی رقم بقایا بھی ہے یا نہیں تاکہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنا آئندہ بجٹ مرتب کریں دوئم پچھلے سال جب حکومت نے ہمیں واٹر سپلائی سسٹم کے واسطے ٹیوب ویل لگانے کے لئے قرضہ دیا تھا تو یہ اعلان کیا تھا کہ جو بلدیہ اس سکیم میں اپنا حصہ 20 فی صد پہلے

جمع کرادے گی ، تو اس سکیم میں 80 فی صد حکومت اپنا حصہ دے گی ۔ اس پر باوجود اس کے کہ ہمارے بجٹ میں گنجائش نہ تھی ، ہم نے بہت سے ترقیاتی کاموں کو چھوڑ دیا اور اپنے حصہ کی وہ تمام رقم جمع کرادی ۔ تاکہ ہم حکومت کے اس فراخ دلانہ عطیے سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ چنانچہ اس کے مطابق ہمیں وہ قرض مل گیا ۔ ٹیوب ویل بھی بن گیا ۔ صرف تھوڑا سا کام باقی ہے ۔ ہم نے اپنے حصے کی رقم بھی ادا کردی ہے ۔ اب چٹھی آئی ہے کہ اس ضمن میں حکومت کی پالیسی تبدیل ہوگئی ہے اور جو 80 فی صد حکومت کا حصہ تھا ، اس میں سے 40 فی صد آپ کے ذمے قرضہ ہوگا اور 40 فی صد عطیہ ہوگا ۔ تو اس صورت میں ہم حیران ہیں کہ جب ہمارے ساتھ یہ معاہدہ ہوا تھا تو اس وقت یہ پوزیشن تھی اس لئے جو رقم ہم خرچ کر چکے ہیں یا جو معاہدہ پورا ہوچکا ہے تو اس پر یہ تبدیلی لاگو نہیں ہونی چاہیئے ۔ آئندہ کے لئے جتنا کام بقایا ہے اس پر یہ لاگو ہو تو ہو یہ اہم مسئلہ قابل غور ہے ۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے ایک شہر میں ایک سٹیڈیم ہے ۔ جس کو لالہ زار سٹیڈیم کہتے ہیں ۔ اس میں تمام ضلع کے ٹورنامنٹ مثلاً فٹ بال ٹورنامنٹ ۔ ہاکی ٹورنامنٹ کبڈی ٹورنامنٹ وغیرہ ہوتے ہیں ۔ گذشتہ چار سال میں ہم ہر سال آل پاکستان ہاکی ٹورنامنٹ منعقد کئے ہیں جن میں سے ایک میں جناب نواز شریف صاحب بھی تشریف لے گئے تھے ۔ انہوں نے ایک لاکھ روپیہ کا عطیہ بھی اس مقصد کے لئے دیا تھا ۔ اور ضلع کونسل نے بھی ایک لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ اگرچہ ابھی تک وہ رقم ہمیں ملی نہیں لیکن امید ہے مل جائیگی ۔ ان دونوں رقوم کو ملا کر دو لاکھ روپے ہو جاتے ہیں لیکن دو لاکھ روپے میں سٹیڈیم نہیں بن سکتا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ چیئرمین ضلع کونسل سے کہیں وہ مہربانی کریں ۔

شیخ اسرالٰہی ۔ جناب والا آپ ہمیں پانچ چھ لاکھ روپے مزید دے دیں اس سے ہمارا کام چل جائیگا ۔ باقی ہمارے ہاں بلدیہ کے 12 سکول ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب چیئرمین جیسا کہ معزز ممبر نے کہا میں خود بھی وہاں حاضر ہوا تھا اور انکے سٹیڈیم کے لئے میں نے ایک لاکھ دیا تھا ۔ وہاں ایک سٹیڈیم ضلع کونسل اٹک کا بھی ہے ۔ جسکے لیئے خاص گرانٹ دی گئی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ایک شہر میں دو سٹیڈیم کی ضرورت نہیں ہے ان دونوں سٹیڈیم سے کسی ایک کو منتخب کرلیں کہ کونسا بہتر ہے ۔ تاکہ جو رقم دی گئی ہے وہ اس سٹیڈیم پر خرچ کی جائے ۔ کیونکہ صحیح معنوں میں ایک ہی سٹیڈیم درکار ہے ۔ اگر آپ دونوں سٹیڈیم کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے تو پھر آپکو فنڈز بھی زیادہ درکار ہونگے ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ چیئرمین صاحب کے ساتھ بیٹھکر مشورہ کر کے ایک ہی سٹیڈیم کو بنالیں ۔ دوسرے سٹیڈیم کی باری بعد میں آجائیگی ۔ میں نے وہ سٹیڈیم دیکھا ہے ۔ وہ چھوٹا ہے ۔ اور جو آپ کے وسائل ہیں وہ بھی کم ہیں ۔ اس لئے آپ فی‌الحال ایک کو ہی بنا لیں ۔ کیونکہ دونوں کو ایک وقت میں بنانا مشکل ہوگا ۔

شیخ امرالٰہی — جناب والا ہمارا سٹیڈیم شہر کے اندر ہے اور ہم اس کی توسیع بھی کر رہے ہیں اس کے ساتھ باغ ہے اس کا کچھ حصہ بھی شامل کر رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ — کم از کم شہر کے مطابق اس کو ڈیولپ کرنے کی کوشش کریں ۔ اس کے بعد اس کو ڈسٹرکٹ لیول پر کریں ۔ ایک وقت میں دو سٹیڈیم بنانا بہت مشکل ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — میں عرض کروں گا کہ آپ اس سلسلہ میں مشورہ کر لیں ۔

شیخ امرالٰہی — جہاں تک ضلع کونسل کے سٹیڈیم کا تعلق ہے میرا خیال ہے اس سٹیڈیم میں کوئی نہیں جانا چاہتا ۔ اس کی بابت آپ دریافت کر سکتے ہیں ۔ دوسرے ہم اپنے سٹیڈیم کی توسیع کر رہے ہیں ۔ ہمارے ساتھ لالہ زار پارک ہے اس کا سروے بھی ہو گیا ہے ۔ راولپنڈی سے ایک انسپکٹر آیا تھا ۔ اور سروے کر گیا ہے اس کا ایک حصہ لالہ زار گراونڈ سٹیڈیم میں شامل کر رہے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — جیسا کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے آپ مشورہ کر لیں ۔

شیخ امر الٰہی — جناب عالی ضلع کی تمام تقریبات یہاں ہوتی ہیں ۔ اس لئے ہم عرض کریں گے کہ لالہ زار سٹیڈیم کو بنا دیں ہم یہ سٹیڈیم ضلع کونسل کے نام پر موسوم کر دیں گے ۔ ہم تو شہر کی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے اور جو لوگوں کی خواہش ہے اس کو پورا کرنے کے لئے یہ کوشش کر رہے ہیں ۔ دوسری عرض یہ ہے کہ ہمارے

شہر میں 12 سکول ہیں جن میں سے 7 بلدیہ چلا رہی ہے - 5 سکول ضلع کونسل کے تھے وہ بھی بلدیہ کے سپرد کر دئیے گئے ہیں - جن میں پرائمری سکول بھی ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین — جو نکات آپ نے کل پرسوں اٹھائے تھے اور جن کے بارے میں اظہار خیال کر چکے ہیں ان کو نہ دہرائیں -

شیخ امیر الٰہی — جب یہ سکول ہمارے حوالے کئے گئے تھے - اس وقت ان کو 90 فیصد گرانٹ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا - جو پہلے سے مل رہی تھی - لیکن جب سے یہ سکول ہمارے حوالے کئے گئے ہیں تو ہمیں 90 فیصد گرانٹ نہیں مل رہی اور زیادہ سے زیادہ 50 فیصد ملتی ہے - ہماری بلدیہ ایسی پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ بارہ سکول چلائے ہمارے بجٹ کا ایک تہائی حصہ سکولوں پر خرچ ہو جاتا ہے کل میں نے جو عرض کی تھی وہ سکول کی عمارت کے متعلق تھیں - یہ گرانٹ کے متعلق ہے - پچھلے سال ڈائریکٹر راولپنڈی نے ڈائریکٹر صاحب پبلک انسٹرکشن پنجاب لاہور کو سفارش کی تھی کہ بلدیہ کو 12 لاکھ 26 ہزار گرانٹ دی جائے یہ سال 1981ء تھا - 83 - 1982ء میں پھر 13 لاکھ 13 ہزار کی سفارش کی گئی تھی - ان حالات میں حضور والا ہماری مالی پوزیشن کو سٹڈی کیا جائے - اور حالات کو مدنظر رکھا جائے - یا تو یہ سکول ہم سے واپس لیئے جائیں - تاکہ ہم موجودہ گرانٹ سے گذارہ کر سکیں اور اگر یہ سکول ہمارے ذمہ ہی رہتے ہیں تو پھر اس گرانٹ میں اضافہ کیا جائے - ہماری بلدیہ کی مالی حالت بہت کمزور ہے - اور ہمارے پاس بہت کم روپیہ ترقیاتی کاموں کے لئے رہ جاتا ہے - ہمارے یہاں شہر کے اندر سبزی منڈی ہے جہاں سبزی نیلام ہوتی ہے - وہ گنجان آباد علاقہ میں واقع ہے وہاں سے صبح سویرے سکول کی بچیاں گذرتی ہیں - وہاں کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہیں ہوتی چہ جائیکہ وہاں سے کوئی گذر سکے ان حالات میں ہم نے حکومت سے درخواست کی تھی کہ سبزی منڈی کے ساتھ جو نالہ بیکار پڑا ہے وہ ہمیں دے دیا جائے محکمہ نے لکھا تھا کہ اسکی قیمت لگائی جائے تو آپ اس پر خرید سکتے ہیں میری درخواست ہے کہ یہ زمین ہمیں لیز پر دے دی جائے - ہم اسے بخوشی قبول کرنے کو تیار ہیں - بہت سی اراضیات لیز پر ایسے کاموں کے لئے دی جا چکی ہیں اس طرح شہر سے گندگی بھی ہٹ جائیگی یہ 6/5 کنال زمین ہے اور ایسی زمین ہے جس پر کوئی دوسرا

کام نہیں ہو سکتا ۔ ہم اسکو خود پختہ کر لیں گے ۔ اور اسکو اپنے استعمال میں لے آئینگے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ اب چائے کیلئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ ہے ۔ ٹھیک 11.35 پر دوبارہ ایوان کی کارروائی شروع ہو گی ۔

اناؤنسر ۔ آج شام جناب گورنر پنجاب ساڑھے پانچ بجے عصرانے کا جلو پارک میں اہتمام کیا ہے جن فاضل ارکان کے پاس اپنی ٹرانسپورٹ نہیں ہے ان کے لئے بسوں کا انتظام کیا گیا ہے جو اسمبلی ہال کے سامنے ساڑھے چار بجے موجود ہو گی ۔ اور ساڑھے چار بجے یہاں سے چلے گی ۔ اس بارہ میں باقاعدہ دعوت نامے جاری نہیں کئے بلکہ اعلان کو ہی دعوت نامہ تصور کیا جائے اس عصرانہ میں ارکان کونسل کمشنر صاحبان سیکرٹری صاحبان اور ممبر بورڈ آف ریونیو مدعو ہیں ۔ ایوان کی کارروائی گیارہ بجکر بتالیس منٹ پر زیر صدارت جناب وزیر بلدیات ملک اللہ یار خان شروع ہوگی) ۔

چوہدری محمد شفیع گل ۔ (چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد) ۔ جناب والا ۔ میں نے مختصر سی گزارشات کرنی ہیں لیکن پیشتر اس کے کہ میں اپنا معاملہ پیش کروں میں زراعت کے متعلق کچھ عرض کرونگا اور جو چوہدری سلطان علی صاحب نے فرمایا تھا اس کے متعلق تو میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ چوہدری سلطان صاحب نے اوسط پیداوار فی ایکڑ پر زور دیا ہے لیکن جناب والا ۔ وہ بھول گئے ہیں کہ اس ملک میں جہاں پر marginal land کاشت کی جائے رقبہ بڑھایا جائے تو اسکی پروڈکشن بڑھتی ہے اس کی پیداوار فی ایکڑ نہیں بڑھتی تو اگر اس نظریہ سے دیکھیں تو ہم نے بہت کچھ حاصل کرلیا ہے رقبہ اور پروڈکشن کے بارے میں دیکھیں تو اس میں چالیس سے پینتالیس فیصد تک اضافہ ہوا ہے تو میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اسکو اس نظریہ سے نہ دیکھا جائے اس کو دوسری نظر سے بھی دیکھا جائے کہ جہاں رقبہ بڑھے گا وہاں پروڈکشن بڑھے گی پیداوار فی ایکڑ عموماً نہیں بڑھتی تو میری گذارش ہے کہ جو کچھ کیا گیا ہے وہ تسلی بخش ہے اور حکومت اس کیلئے مبارکباد کی حقدار ہے ۔

جناب والا ۔ میں نے تعلیم کے متعلق جو کچھ کہنا ہے وہ یہ ہے کہ پرائمری ایجوکیشن ضروری ہونی چاہیئے یا نہیں سب سے بڑا فیکٹر جو اس تجویز میں مانع ہے اور جو تعلیم کی شرح نہیں بڑھنے دیتا رہ یہ ہے کہ چھوٹا طبقہ غرباً تو میں نہیں کہہ سکتا

ان کے ہاں دستور یہ ہے کہ بچہ جب سات آٹھ سال کا ہوا تو نوکری شروع کر دی اور آپ دیکھئے کہ اگر دھاڑی دار 35 روپے لیتا ہے تو بچہ اس سے نصف لے رہا ہے تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک فیملی جو چار لڑکوں یا دو لڑکیوں پر مشتمل ہے وہ ملازمت کی طرف زیادہ رجوع کرے گی بجائے اس کے کہ وہ تعلیم کی طرف رجوع کرے اس چیز کو مد نظر رکھ کر اگر تعلیم کو لازمی کرنا ہے تو پھر تو ٹھیک ہے ۔ جناب بریگیڈئر صاحب تشریف لے آئے ہیں میں یہی کہونگا کہ چوہدری سلطان علی صاحب کی سٹیٹمنٹ کا دفاع وہی کریں گے تو جناب والا ۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ رقبہ اور پروڈکشن بڑھے گی پیداوار فی ایکڑ نہیں بڑھے گی ۔

جناب والا ۔ میں تعلیم کے متعلق عرض کرونگا کہ محکمہ تعلیم میں جو ٹرانسفریں ہو رہی ہیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تین سال سے پہلے ٹرانسفر نہیں ہو گی میں بیسیوں مثالیں دے سکتا ہوں جہاں تین سال سے پہلے لوگوں کو تبدیل کیا گیا لیکن میں اور آپ اگر جائیں گے تو بہانہ یہ ہوتا ہے کہ ایس ۔ ایم ایل اے صاحب سے لکھوا لائیں پھر ٹرانسفر کردی جائے گی تو جناب والا ۔ اس میں بہت کمائی ہو رہی ہے میں سیکرٹری تعلیم سے یہی عرض کرونگا کہ وہ اس طرف توجہ دیں اور ایک سٹیٹمنٹ منگوا لیں کہ ڈیڑھ سال سے پہلے کتنے آدمی تبدیل کئے گئے اور کتنے آدمیوں کیلئے ایس ۔ ایم ۔ ایل ۔ اے ۔ صاحب سے سر ٹیفکیٹ لیا گیا ۔

جناب والا ۔ ہمیں دیہات میں لیبر مزدور قطعی طور پر نہیں مل رہے خاص طور پر کٹائی کے موسم میں اور اس کے ذمہ دار آپ ہیں کہ اگر کچھ سہولتیں دیہات میں دے دی جائیں تو یہ مزدور شہروں کی طرف نہ بھاگتے ، پہلے بیٹا آجاتا ہے بعد میں باپ اور پھر بعد میں بھائی ۔ ہمیں دقت یہ ہو رہی ہے کہ آپ شہروں میں کچی آبادیاں بساتے ہیں اور دیہات اجاڑ رہے ہیں یہ غلط ہے اس میں کچھ ترمیم ہونی چاہیئے اور وہ یہی ہے کہ جہاں سڑک اور بجلی چلی جائے تو دیہات سے کوئی آدمی شہروں کی طرف رجوع نہیں کریگا پھر وہاں پر چھوٹی صنعتیں بھی عود کر آئیں گی میری تجویز یہ ہے کہ کچی آبادیوں کا قبضہ بالکل نہ دیا جائے اور ان لوگوں کو دیہات میں رہنے کیلئے وہی سہولتیں دی جائیں جن کیلئے وہ شہروں کی طرف بھاگتے ہیں ۔

جناب والا ۔ پچھلے اجلاس میں Wheat Harvesters کے متعلق وعدہ کیا گیا تھا کہ اگلے سال آپ کو گندم کی کٹائی کے لیے بہت سی اچھی مشینیں مل جائیں گی وہ بن رہی ہیں اور وہ آزمائی گئی ہیں لیکن مکمل یا کامل مشین ابھی تک نہیں ملی اس طرف زیادہ رجوع کیا جائے گزشتہ دنوں بارش جس حساب سے ہوئی سب کو اس کا اندازہ ہے ۔ بارش سے کچھ فرصت ملی تو لوگوں نے چالیس ' پچاس ساٹھ فیصد گندم سنبھال لی اب وہی دقت درپیش ہے اگر Harvester مشین ہوتی اور تھریشر کافی بن گئے ہوتے تو ہمیں یہ دقت پیش نہ آتی وہ بھی موسم تھا جب گندم جون کے آخر تک جایا کرتی تھی کیونکہ پہلے سسٹم تھا اب اتنا مکمل مشینی انتظام ہے کہ اگر آپ Harvester بنا لیں اور گندم وقت سے کاٹی جائے تو گندم کا ذخیرہ وقت پر ہو سکتا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ چوہدری صاحب اس ضمن میں ایک اور پوائنٹ ہے جو میں چاہوں گا کہ آپ اس پر بھی اظہار خیال کریں ۔ ہارویسٹر کے بارے میں عام تاثر ہے کہ یہ ضروری چیز ہے اور اس کے استعمال سے وقت کی بھی بچت ہوتی ہے آسانی سے آپ گندم کی کٹائی بھی کر سکتے ہیں گندم کے دانوں کو سنبھال بھی سکتے ہیں لیکن بعض لوگوں کی طرف سے اس اندیشہ کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ اس صورت میں جو بھوسہ بنے گا اس کا آپ کیا بندوبست کریں گے ہارویسٹر جو اس وقت امپورٹ ہو رہے ہیں ان میں جہاں تک گندم کی کٹائی کا تعلق ہے وہ تو ہو رہی ہے لیکن بھوسہ کو سنبھالنے کیلئے پھر آپ کو اتنا ہی تردد کرنا پڑتا ہے یا تو آپ بھوسہ کو پھر اپنے کھیتوں میں ہی چھوڑ دیں لیکن اگر آپ کو بھوسے کی ضرورت ہے جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ تر علاقوں میں بھوسے کی ضرورت ہے ۔ تو پھر اس کو سنبھالنے کے لیے آپ کو اتنا ہی تردد کرنا پڑتا ہے تو کیا آپ کے خیال میں موجودہ جو حالات ہیں ان کے پیش نظر بھی ہارویسٹر کی اتنی ہی زیادہ ضرورت ہے جتنی کہ Reapers کے لیے اور Cutter Binders کے لیے اور تھریشر کے لیے ۔

چوہدری محمد شفیع گل ۔ جی جناب والا زمیندار کو بھوسے کی زیادہ ضرورت ہے جو زیادہ رقبہ رکھنے والے ہیں ان کو ضرورت بھی نہیں ہے پچھلے سال اور اس سال بھی دیکھا گیا ہے کہ جنہوں نے ہارویسٹر سے کٹائی کی تھی انہوں نے گنہ فیکٹری کو بھوسہ گٹھوں کی صورت میں دیا اس میں تو یہی ہو سکتا ہے کہ جو خود کاٹ سکتے ہیں وہ اس کو عمل میں لا سکتے ہیں ہارویسٹر کے مطلب کو آپ شاید combine تک لے گئے ہیں ۔ ہمارا مطلب قطعی طور پر Reaper سے ہے

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہارویسٹر وہ ہے جو آپ کے اپنے ٹریکٹر کے آگے لگا کر فصل کو کاٹ لیتے ہیں اور سٹاک کر لیتے ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین - آپ Reaper کہیئے نا -

چوہدری محمد شفیع گل - جی - جناب والا -

پانچویں اجلاس میں بورڈ آف ریونیو کے ممبر خالد صاحب کے ذمہ لگایا گیا تھا کہ base lines جتنی بھی تھیں آباد کیلئے یا غیر آباد کیلئے ان کے متعلق آپ اعدادو شمار دیں کہ کتنا رقبہ base lines کا ہے - کتنا یہ لوگ تقسیم کر چکے ہیں - وہ جواب چھٹے اجلاس میں آنا تھا نہیں آیا اب ساتویں اجلاس میں بھی نہیں آیا - base lines کا رقبہ جو تقسیم کر دیا تھا اور جو قدرتی روش تھی بارانی پانی کی - بارش کا سارا پانی وہ base lines لے جاتی تھیں - اب اربوں روپیہ ڈرین پر خرچ کر چکے ہیں وہ ابھی تک اعداد و شمار نہیں آئے -

base lines کے متعلق تھوڑا سا عرض بھی کر دوں - base lines وہ ہوتی ہے جو کسی نہر کے راجباہ ایک طرف دوسرا راجباہ اسی نہر کا دوسری طرف بیچ میں سے base line گزرتی ہے اسکو نہ کوئی پل نہ کوئی سڑک اور نہ نہری راستہ ہے - وہ سارا قدرتی پانی دریاؤں تک لے جاتی ہے - وہ آپ نے بند کر دیا ہے - اسکے متعلق میں نے پانچویں اجلاس میں عرض کیا تھا چھٹے اجلاس میں اعداد و شمار نہیں آئے ساتویں میں خالد صاحب پتہ نہیں بیٹھے تو تھے وہ اعداد و شمار ہمارے پاس نہیں آئے کہ کتنا رقبہ اس کا تقسیم کیا جا سکتا ہے یا کیا جا چکا ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین - جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے base line کے بارے میں میں نے بھی اپنے ایک ٹور نوٹ میں لکھ کر بھیجا تھا اور اس میں میں نے اسکی وضاحت چاہی تھی کہ جو base line اس سے پہلے اس رقبے میں تھی وہ مختلف سڑکات کیوجہ سے تعمیر کی وجہ سے یا کھالوں کی وجہ سے قابل استعمال نہیں رہی جس وجہ سے پانی کا جو رخ ہے وہ تبدیل ہو گیا اور جو چھوٹے چھوٹے نالے ہیں بارش کا پانی ان میں زیادہ آ جاتا ہے اور وہ ان کے اوپر سے بہہ جاتا ہے جس سے فصلوں وغیرہ کو نقصان ہوتا ہے -

چوہدری محمد شفیع گل - میم کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین - اسکے متعلق میں نے محکمہ متعلقہ کو لکھکر بھیجا تھا کہ اسکو examine کیا جائے اور کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اس base line کو دوبارہ اسی صورت میں لا سکتے ہیں یا نہیں لا سکتے ہیں لیکن ابھی تک مجھے اس ضمن میں جواب موصول نہیں ہوا ۔

چوہدری محمد شفیع گل - صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا آیا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین - لیکن میں جناب بریگیڈیر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے بارے میں خاص طور پر آپ توجہ فرمائیں اور اس base line کے بارے میں آپ معلوم کریں کہ اسکی کیا صورت ہے ۔ کیا وہ base line قدرتی حالت میں دوبارہ لائی جا سکتی ہے یا نہیں ۔

وزیر آبپاشی - (جناب غضنفر محمد خاں) جناب والا base line قدرتی طور پر ہوتی ہے ۔ وہ آباد ہو یا غیر آباد وہ جگہ اونچی نہیں ہو سکتی وہ بدستور اپنی جگہ نیچی رہے گی ۔ اس میں کسی تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ماسوائے اگر کہیں کسی نے base line پر کوئی عمارت کھڑی کر دی ہو ۔

جہاں تک میرا تجربہ دیہات میں ہے کوئی دیہاتی بچوں کی طرح کام نہیں کرتا کہ اس جگہ جا کر کوئی چیز بنا لیں جہاں پانی کی گزرگاہ ہو کیونکہ بارش یہی قدرتی امر ہے ۔ قدرت ہر سال بارش کرتی ہے ۔ دو موسموں میں بارش کا پانی وہی سے گزرتا ہے تو اگر کسی نے آباد کر لی ہے ۔ تو میرے خیال میں محکمہ ریونیو کے پاس اس کا ریکارڈ ہوگا اور جہاں تک ڈرینیج کا تعلق ہے وہ ماسوائے base line کے اور کہیں جا نہیں سکتیں ۔ اصول یہ ہے کہ انہار جو ہے یعنی نہریں وہ بیچ پر چلتی ہیں اور ڈرین base line پر چلتی ہیں ۔ جہاں جہاں ڈرین ہیں وہ base line ہیں ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی خاص base line کا ذکر ہو رہا ہے وہ میں نے محکمہ سے کہا ہے کہ چیک کریں کیونکہ جو contours ہیں وہ نقشے پر بنے ہیں اور کسی جگہ جا کر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کہ base line کدھر ہے نہ ان کی کوئی physical search کرنا ہے ۔ اس کی تھوڑی سی میں اس لئے وضاحت کروں کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو وہاں زمین پر نظر آتی ہو ۔ یہ قدرتی گزرگاہ ہے جو contours کے درمیان ہوتی ہے جیسا کہ کہا ہے کہ دو نہروں کے درمیان ۔

کیونکہ نہریں بیچ میں ہوتی ہیں اور base line پر جا کر صرف ڈرین ہوتی ہے -

چوہدری محمد شفیع گل—اسکے متعلق اتنا عرض کروں گا کہ آپ کی ڈرین perpendicular to the natural flow بن چکی ہیں وہ سمندر بن جاتا ہے - کمشنر صاحب وقت پر انھ کر چلے گئے ہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو اور سارے دوستوں کو دکھایا تھا کہ میل ہا میل تک پانی کھڑا ہے کیونکہ ان کو کراس کر رہے ہیں - آپکی بڑی سمندری ڈرین In the best example آپ ذرا مہربانی کر کے اسکو دیکھیں - جب آپ تشریف لائیں گے میں آپکو لے جاؤں گا اور دکھاؤں گا کہ اسکی ضرورت ہے -

جناب والا آپکے ٹیوب ویل جو ڈرینیج کیلئے بنتے ہیں وہ ٹرپائن سسٹم پر ہوتے ہیں - وہ دو سو اڑھائی سو فٹ گہرا ہوتا ہے - مہربانی کر کے پانی کام کا ہو یا نہ ہو جو ٹیوب ویل ڈرینیج کیلئے لگائے جائیں وہ 55 سے 60 فٹ سے زیادہ اس کا فلٹر نہیں ہونا چاہئے 20 فٹ نالی ہوتی ہے عموماً 80 فٹ پر چلے گئے تو ہمارا پانی 10 فٹ بھی نیچے آ جائے تو رقبہ قابل کاشت ہوگا جو ٹرپائن اڑھائی تین سو فٹ گہرا ہوگا وہ surface والوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا - شکریہ -

جناب قائم مقام چیئرمین—شیخ محمد اقبال صاحب

شیخ محمد اقبال—(چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ) جناب چیئرمین میں نے دسمبر میں جناب گورنر صاحب سے ملاقات کی تھی اور جھنگ میں by pass بنانے کیلئے تجویز رکھی تھی - جناب گورنر صاحب نے اسکے بعد ایک ڈائریکٹو جاری کیا اور محکمہ ہائی وے نے اس کا سروے کیا - میں یہ گزارش کروں گا کہ جھنگ میں ایک ہی سڑک ہے جس سے سارے پاکستان کی ٹریفک گزرتی ہے اور اس پر ریلوے کراسنگ بھی ہے by pass جو ہے وہ بہت ضروری ہے - چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ موجود ہیں میری یہ گزارش ہے کہ گورنر صاحب نے بھی حکم فرمایا ہوا ہے کہ اس چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں اس by pass کیلئے رقم مختص کی جائے -

دوسرے جناب والا جھنگ ڈسٹرکٹ کو ایک شوگر مل الاٹ کی گئی ہے جس کے حصول کے لئے درخواست ہائے دی گئی تھیں - میری یہ گزارش ہے کہ جھنگ کی جو شوگر مل ہے اس کا لائسنس جھنگ کے رہنے

والوں کو دیا جائے کیونکہ یہ ان کا حق ہے ایسا نہ ہو بڑی پارٹیاں کوئی بہاول پور کی یا ملتان کی اس پرمٹ کو حاصل کریں اور ہم محروم رہ جائیں - جھنگ کے زمینداروں کا حق ہے - جھنگ کی شوگر مل کا جو لائسنس ہے وہ جھنگ کے زمینداروں کو دیا جائے -

جناب والا بلدیاتی نظام اس موجودہ حکومت نے جو ہمیں دیا ہے اسکی افادیت اور جس خوبی سے یہ نظام کامیاب ہوا اس کی مثال نہیں ملتی جناب والا موجودہ حکومت نے اس نظام کو کامیاب بنانے میں بہت موثر کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ سے اتنے وسیع اختیارات بلدیاتی اداروں کو دیئے گئے ہیں کہ آج اسی وجہ سے ہم صوبائی کونسل میں بیٹھے ہیں کیونکہ ہمارا کام تو نالیاں - گلیاں اور سڑکیں بنانا تھا اور موجودہ حکومت نے یہ مہربانی فرمائی کہ چیئرمینوں اور وائس چیئرمینوں کو صوبائی کونسل کا ممبر بھی بنا دیا - اور اسی وجہ سے آج مجلس شوریٰ والے جو لوگ ہیں انہوں نے دخل نہیں دیا - جب 1979ء میں الیکشن ہو رہا تھا وہ سب سمجھتے تھے یہ بھی کوئی بات ہے یہ بلدیاتی نظام یا بلدیاتی سسٹم کوئی چیز نہیں - یہ تو خدمت کرنی ہے اور ہمارے پاس وقت نہیں ہے خدمت کرنے کا اب ان کو پتہ چلا ہے کہ یہ بہت بڑی بات ہے -

اب یہ حلقہ بندیوں میں بہت دخل دے رہے ہیں - آپ چونکہ وزیر بلدیات بھی ہیں اور ہمارے حقوق کا تحفظ بھی آپکا فرض ہے ' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ مجلس شوریٰ والوں کو دخل نہیں دینا چاہیے اور قانون کے مطابق حلقہ بندی ہونی چاہیے (نعرہ ہائے تحسین) - یہ جناب ، آپ ایک حکم صادر فرمائیں کہ اگر انہیں الیکشن لڑنا ہے تو حلقہ بندیاں توڑنے سے کام نہیں چلے گا - حلقہ بندی قانون کے مطابق ہونے دیں - اپنا اثر چھوڑ دیں وہ لوگ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر رہے ہیں کبھی ڈی - ایم - ایل - اے کے پاس جاتے ہیں ، کبھی کمشنر صاحب کے پاس جاتے ہیں اور جا کر دخل دیتے ہیں - اور میٹنگ کرتے ہیں محلوں میں جلسے کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو ہم چاہیں گے وہ ہو گا - جناب والا یہ نامناسب بات ہے - حلقہ بندیوں میں مجلس شوریٰ والوں کو دخل نہیں دینا چاہیے اور قانون کے مطابق حلقہ بندی ہونی چاہیے - اس سلسلے میں میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ وفاقی وزیر بلدیات نے جھنگ میں ایک بیان دیا کہ زکوات اور عشر والے بھی الیکشن میں حصہ لے سکتے ہیں - لیکن ہمارے لئے یہ پابندی ہے کہ ہم بلدیاتی ادارے اور کونسلر زکوات

اور عشر کے الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے ۔ تو زکوات اور عشر والوں کو بھی چاہیے کہ وہ بلدیاتی الیکشن میں حصہ نہ لیں ۔ جب ہم حصہ نہیں لے سکتے ۔ تو وہ کیوں لیں ۔ ان کے پاس تو زکوات اور عشر کی کافی زیادہ دولت ہے جو سرکار دے رہی ہے اور وہ تقسیم کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اپنی گرہ سے دے رہے ہیں ۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ۔ یہ حکومت دے رہی ہے اور تقسیم ان سے کروا رہی ہے ۔ اس کا وہ فائدہ اٹھائیں گے ۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ جناب کے ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ یہ نہ انصافی نہیں ہونی چاہیے ۔ جناب والا ' جھنگ سے سرگودھا جانے کے لیے دریائے چناب پر ,, ریواز برج ،، ایک پل ہے جو بہت پرانا ہے ۔ چیئرمین پی اینڈ ڈی صاحب موجود ہیں ' میری گزارش ہے کہ چھٹے پنج سالہ منصوبے میں اس پل کو یا تو نیا بنایا جائے یا اس کو چوڑا کیا جائے ۔ کیونکہ چوبیس گھنٹوں میں سے اٹھارہ گھنٹے ٹریفک وہاں رکی رہتی ہے ۔ اور شوگر مل کو گنا پہنچانے کے لیے زمینداروں کو کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ایک ہی راستہ ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اس چھٹے پنج سالہ منصوبے میں اس پل کو یا تو چوڑا کیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ کون سا پل ۔

شیخ محمد اقبال ۔ جناب یہ ریواز برج ہے سرگودھا روڈ پر جناب والا جیسا کہ میں نے کل گزارش کی تھی یہ بلدیاتی نظام اس حکومت نے بہت موثر دیا ہے ۔ اس میں چند تجاویز پیش کرنی چاہتا ہوں ایک تو آپ نے مہربانی فرمائی ہے کہ ہمیں وسیع اختیارات دیئے ہیں ۔ دو کروڑ کا بجٹ ہے تو ہم دو کروڑ روپیہ اپنی اور ہاؤس کی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں اس میں اگر ہمیں کوئی وکیل رکھنا ہو تو اس کے لیے ایڈووکیٹ جنرل صاحب کی منظوری ضرور لینی پڑتی ہے ۔ چھ چھ مہینے اس خط و کتابت میں لگ جاتے ہیں اور میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشن کا بہت نقصان ہوتا ہے کیونکہ ایسے کیس بھی ہوتے ہیں کہ میونسپل کمیٹی اور میونسپل کارپوریشنوں کے پبلک کے ساتھ لاکھوں روپے کے جھگڑے ہوتے ہیں ہم اپنی مرضی سے وکیل کر نہیں سکتے اور ایڈووکیٹ جنرل صاحب جو وکیل مقرر کرتے ہیں ان کے پاس وقت نہیں ہوتا اور اس وکیل کے پاس جا کر ہم اس طرح پیش ہوتے ہیں کہ جس طرح ہم اس کے ملازم ہیں ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ پابندی ختم کر دی جائے ۔ کیونکہ کروڑوں روپے تو ہم ہاؤس کے

مرض سے خرچ کرتے ہیں ۔ لیکن ایک وکیل ہم اپنی مرض سے نہیں رکھ سکتے ۔ جناب والا آخری بات ہے میں نے کل بھی عرض کیا تھا ۔ اگر ہم نے تعلیمی اداروں کے لیے معلم یا معلمات رکھنی ہیں اور عملہ صفائی رکھنا ہے تو اس میں پچاس فی صد کی جو کی ہے ۔ وہ ختم کردی جائے ۔ نیا بجٹ آ رہا ہے ۔ اگر جناب نے اس سے پہلے حکم نہ دیا اور چھٹی نہ بھیجی تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی ۔ آئندہ بجٹ میں ہم نے پیسے رکھتے ہوتے ہیں ۔ جیسے میں نے کل مثال دی تھی کہ ایک سال ہو گیا ہے ، ہم نے دو سکول کھولنے تھے ۔ بجٹ میں ہم نے رکھے تھے ۔ دوسرا بجٹ آ گیا ہے ، ابھی تک منظوری نہیں ہوئی ۔ جناب والا ، مہربانی فرمائی جائے کہ یہ پچاس فی صد والی پابندی یا تو ختم کر دی جائے یا پھر relaxation دی جائے کہ سکول کے سٹاف اور صفائی کے عملے کے لیے یہ پابندی نہیں ہونی چاہیے ۔ وہ لوکل کونسل پاس کرے اور آسامیاں خود بخود پر کر لے ۔ شکریہ

ملک غلام شبیر جوئیہ (چیئرمین ، ضلع کونسل ، میانوالی)
جناب والا ، میں عرض کروں گا کہ آپ جو پانچ سالہ پروگرام بنا رہے ہیں اس میں پنجاب کے تمام اضلاع کا باقاعدہ سروے کیا جائے کہ کس علاقے میں کتنی پس ماندگی ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے کیا حل ہے ۔ میں میانوالی کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ میں وہیں رہائش رکھتا ہوں ۔ میانوالی میں ایسے علاقے ہیں کہ رقبے کا ایک تہائی حصہ پہاڑی علاقہ ہے یا وہ علاقہ ہے جو پہاڑ کے دامن کے ساتھ ہے ۔ پہاڑ کے دامن کے ساتھ جو رقبہ ہے ، اس کا پانی اتنا گہرا ہے کہ زمیندار اس میں سے پانی نکال کر اپنی زمین کی آب پاشی نہیں کر سکتا ۔ کچھ لوگوں نے شوق کیا بھی ہے ۔ انہوں نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا ہے ۔ اس وقت ان کے دس میں سے ساتھ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں ۔ واسا کی رپورٹ میں انکے بارے میں رپوٹ بھی شامل ہے ۔ ان کی آب پاشی بھی نہ ہو اور ان کے ذرائع آمدنی بھی نہ ہوں تو اس طریقے سے ان کے لئے پیٹ پالنا بڑا مشکل ہے ۔ اس کے لیے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں میانوالی میں میٹریل کافی ہے ۔ معدنیات کافی ساری ہیں ۔ سات آٹھ معدنیات ایسی ہیں کہ خام مال سے کارخانے لگا کر وہ لوگ مستفیض ہو سکتے ہیں ۔

زراعت سے وہ مستفیض نہیں ہو سکتے ۔ اگر آپ کارخانے لگا دیں تو وہ اس سے روزی کما سکیں گے ۔ دوسرے جناب کالا باغ ڈیم بن رہا ہے ۔ اگر اس کے دائیں بائیں دونوں طرف نہریں نکالی جائیں تو ان لوگوں کے پانی کے مسائل ختم ہو جائیں گے اور انشاءاللہ زراعت میں ترقی ہوگی ۔ جناب والا نہل کے علاقے میں اور پنجاب کے باقی علاقے میں زمین کا بڑا فرق ہے ۔ پنجاب کے اچھے اضلاع کے مطابق ہم مالیہ بھی ادا کرتے ہیں کھادوں پر بھی اسی طرح خرچ کرتے ہیں مشینری بھی اسی طرح کی استعمال کرتے ہیں ۔ لیکن ہماری نہل کے علاقے کی پیداوار باقی اضلاع سے کم ہے ۔ اس لیے ان کو تھوڑی سی امداد دی جائے کھاد میں سبسڈی دی جائے یا کوئی اور مراعات دی جائیں تاکہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ چل سکیں ۔ باقی ہمارا بجلی کا مسئلہ اس طرح کا ہے کہ میانوالی کے دیہات کافی دور دور ہیں ۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کی تھی کہ عیسیٰ خیل میں ایسے دیہات پڑے ہیں جو پانچ پانچ چھ چھ میل کے فاصلے پر ہیں ۔ آپ کا ڈیڑھ دو میل کا جو مقرر کردہ فاصلہ ہے وہ ان کو کور نہیں کرتا ۔ تھانہ چکوالہ میں صرف دو دیہات ہیں جن میں بجلی پہنچی ہے ۔ باقی سارے کا سارا تھانہ خالی پڑا ہے اس میں بجلی نہیں لگ سکی ۔ ہرنولی یونین کونسل دونوں یونین کونسلوں کے ایک دیہات میں بھی اس وقت بجلی نہیں ہے ۔ اس طرح سے ہمارے دیہات کور نہیں ہو سکتے یہ بھی خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ جن دیہات کا رقبہ زیادہ ہے اور آبادیاں کم ہیں براہ مہربانی ان کا فاصلہ بڑھایا جائے ۔ پانی کے متعلق گزارش ہے کہ عیسیٰ خیل میں کس عمر خان ایک بند ہے اس سے لوگ کئی ہزار ایکڑ آب باش کرتے ہیں ۔ محکمہ آباد والوں نے بھی ان کی امداد کی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس وقت آباد والوں کو آپ اتنی امداد نہیں دے رہے کیونکہ وہاں اتنا زیادہ کام نہیں ہو رہا اس بند سے باقاعدہ جو نہر نکلتی ہے راجباہ اس کو محکمہ کی تحویل میں دے دیا جائے تاکہ محکمہ نہر والے اس کو سنبھال کر پانی دے سکیں ۔ کئی ایسے بھی راجباہ ہیں جو کئی سال سے چل رہے تھے مگر اب انکو ختم کردیا گیا ہے جسطرح ھنوری ون آرمائنرز ہے جو کئی سال تک چلتا رہا ہے لیکن اب 10-12 سال سے بند کیا گیا ہے ون آر مائنرز اسکا نام ہے اسوقت کافی رقبہ بنجر پڑا ہے ۔ کجا ہمارے ہاں ایک علاقہ ہے اس میں ڈیزل کے ٹیوب ویل ہم استعمال کرتے ہیں لیکن ڈیزل اسوقت اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ

زمیندار اسکا خرچہ برداشت نہیں کر سکتا ھلووالی سے لے کر تلوکوٹ تک اگر بجلی کی لائین اس خرچہ میں دے دی جائے تو ھماری لاکھوں ایکڑ زمین زیر استعمال آسکتی ہے جبکہ فرنٹیئر سے لے کر پنجاب تک بجلی کی لائینیں پہنچ چکی ھیں - میں واٹر سپلائی کے متعلق عرض کرونگا - پچھلی دفعہ ھمارے جھنگ کے وائس چیئرمین نے کہا تھا - کہ واٹر سپلائی کی ھمیں اتنی ضرورت نہیں ہے - اسوقت میانوالی کے لوگ اس پندرھویں صدی میں بارش کا پانی اکٹھا کرکے استعمال کررھے ھیں - حکومت نے میانوالی میں واٹر سپلائی کے لئے امداد کی ہے لیکن ابھی تک ھمیں اس پنج سالہ منصوبہ میں 20،25 واٹر سپلائی سکیموں کی ضرورت پڑیگی ایسے دیہات بھی ھیں جو بارشوں کا پانی ہی رھے ھیں باقی جناب صحت کے متعلق گزارش ہے کہ تھلنہ پیلاں کی آبادی ایک لاکھ 30 ھزار کی ہے اس شہر کو صرف ڈسٹرکٹ کونسل چلاتی ہے ڈسٹرکٹ کونسل کی ایک ڈسپنسری ہے مگر وہ اسکی پوری امداد نہیں کر سکتی - مہربانی فرما کر اس شہر کے لئے ایک سول ھسپتال دیا جائے - چونکہ یہ ایک بہت بڑی آبادی ہے لہذا اس ھسپتال کو پورے آلات دئے جائیں - چکڑالہ ایک ایسا تھانہ ہے جس میں کافی فوجی لوگ ھیں - فوج میں جاتے ھیں اور یہ بہت لائق ھیں - بہت بہادر ھیں یہ بہت دلیر ھیں - چکڑالہ میں اس وقت تعلیم کے لئے کوئی کالج نہیں ہے - پورے تھا نے میں ایک یا دو ھائی سکول ھیں لیکن ان میں غریبوں کے لئے پڑھائی کی کوئی جگہ نہیں ہے - یہاں کے بچے تلہ گنگ جاتے ھیں یا میانوالی جاتے ھیں - یہ غریب بچے بس پر سفر کرکے تلہ گنگ یا میانوالی نہیں پہنچ سکتے میں نے یہاں کے لئے پہلے بھی پولی ٹیکنیکل کالج کھولنے کے لئے عرض کیا تھا ھمارے ھاں چشمہ الائیڈ، ازجی والوں نے کافی رقبہ لیا ہے - اللہ کے فضل و کرم سے کافی پلانٹ لگ گئے ھیں - ھمارے علاقے کے لوگ جو وھاں سے منتقل ھو گئے ھیں انہوں نے 65 ھزار ایکڑ زمین حاصل کر لی ہے : وھاں کے بچے ایف اے بی اے پڑھے ھوئے ھیں مگر وھاں نوکری نہیں ملتی کیونکہ وہ ٹیکنیکل تعلیم یافتہ نہیں ھوتے اور نہ ھی ٹیکنیکل کام جانتے ھیں - اسلئے ان کی لئے ٹیکنیکل سکول کھولے جائیں - لوگ وھاں باھر سے آ کر نوکری کرتے ھیں - لیکن ھمارے علاقے کے لوگ اس میں کام نہیں کر سکتے - شکریہ -

حاجی محمد شریف خان بلوچ — (چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب)
جناب والا میں آپکی توجہ بکر منڈیوں کی میونسپل کمیٹیاں - تحصیل

کمیٹیاں ۔ ضلع کونسل کی طرف دلاتا ہوں شاید آپکو علم ہوگا کہ اگر میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی یا ضلع کونسل کی حدود میں کوئی بکرمنڈی لگ رہی ہے یا نیلام ہوتی ہے اور اگر ملحقہ کوئی میونسپل کمیٹی ہے تو وہ لوگ ضلع کونسل اور ٹاؤن کمیٹی والوں کو کہہ کر دس ہزار روپے میں نیلام کرالتے ہیں اور خواہ مخواہ وہ ان لوگوں کو پریشان کرتے ہیں ۔ جو آدمی 20 لاکھ کی منڈی لگائے بیٹھا ہے وہ پریشان ہوتا ہے ۔ اسلئے میری گذارش ہے کہ جو منڈیاں لگی ہوئی ہیں آپ سروے کرلیں اگر دوسری لگانی ہوں تو کم از کم دس میل کے اندر کوئی دوسری بکرمنڈی نہ لگائے ۔ نہ ٹاؤن کمیٹی لگائے ۔ نہ کونسل لگائے نہ میونسپل کمیٹی لگائے اسلئے میری گذارش ہے ہمارے سرگودھا ضلع میں اور خوشاب میں ایسے کافی کیسز ہیں ۔ یہاں سرگودھا کارپوریشن والے بیٹھے ہیں ۔ انہوں نے بھی دو تین مرتبہ نیلام کی ہے اب پھر 33 لاکھ کی نیلام کر کے گھر بیٹھے ہیں ۔ نہ کوئی منڈی لگتا ہے اور نہ کوئی ٹھیکیدار ہے اسی طرح ہماری خوشاب والی منڈی کا حال ہے ۔ کہ ہم نے 16 لاکھ 65 ہزار کی نیلام کی ہے اسکے ساتھ ہی جوہر آباد نے نیلام کر دی ہے پانچ ہزار میں اور اسکی فیس 5 روپے فی سنگڑہ مقرر کی ہے اگر ہماری منڈیاں زیادہ پیسوں سے نیلام ہوتی ہیں ۔ تو ملحقہ ضلع کونسل یا ٹاؤن کمیٹی والے فیس رکھ دیتے ہیں مثال کے طور پر دو روپے رکھ دیتے ہیں لیکن اس پر اثر تو ضرور پڑیگا ۔ اگر کوئی منڈی میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی کے نزدیک نیلام کر دے تو وہ ان پیسوں سے زیادہ نیلام ہونی چاہئے ۔ اگر خوشاب کی منڈی سولہ لاکھ 65 ہزار میں نیلام کر دے تو جوہر آباد 17 لاکھ کی کرے ۔ یا اگر ضلع کونسل کرے تو وہ بھی 17 لاکھ کی کرے ۔ جو ٹھیکدار وہاں کام کر رہا ہوتا ہے اسکو بہت پریشانی ہوتی ہے ۔ میری دوسری گذارش ہے کہ سرگودھا سے میانوالی جانے کے لئے راولپنڈی پشاور کے لئے ایک ہی راستہ ہے ۔ اور راستہ میں دریائے جہلم ہے خوشاب کے نزدیک دریائے جہلم کے پل کو نیا بنایا جائے ۔ اگر وہ پل جلدی نہ بنا تو بہت بڑے حادثے کا اندیشہ ہے ۔ کیونکہ اس پل کی بہت خستہ حالت ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات — میں نے خود بھی اس پل کو دیکھا ہے ۔ اسکی حالت خستہ ہے اسکی مرمت ہونی ہے ہم زور لگا رہے ہیں اگر مرکزی حکومت ہمیں پیسے دے دے تو وہ پل بن جائیگا وہ کافی لاگت سے بنے گا ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد شریف خان بلوچ — 1980 میں اس پل پر 9 کروڑ روپے کے خرچہ کا اندازہ تھا ۔ اس وقت بھی ہم سے وعدہ کیا گیا تھا ۔ کہ یہ پل جلد بن جائیگا ۔ اب وہ ون وے راستہ ہے ۔ سواریوں کو گھنٹوں چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ اس سے بہت تکلیف ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات — ہم نے ریلوے والوں کو پیسے دئے ہیں اب وہ دیر لگا رہے ہیں ۔ انکو بارہا لکھا ہے کہ اسکو شروع کریں ۔

حاجی محمد شریف خان بلوچ — جناب یہ پل تقریباً 6 ٹن وزن کے لئے بنا تھا لیکن اب اس پل پر سے 20/40 ٹن وزنی ٹریلر گذر رہے ہیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان — (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) — جناب والا ۔ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کی ایک شق ہے "دیہی علاقوں کی تبدیلی ہیئت" ۔ تو میں اس سلسلے میں چند گزارشات کروں گا ۔ سب سے پہلے میں کھیت سے منڈی تک سڑکوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ہی مفید پروگرام تھا جو حکومت کی طرف سے شروع کیا گیا ۔ اس کے لئے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ آئندہ چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں بھی کم از کم سو میل سڑکیں ہر ضلع کے لئے بنانے کا پروگرام مرتب کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان سڑکوں کی تعمیر کے سلسلے میں یہ کوشش کی جائے کہ جس سڑک کو شروع کیا جائے اس کو مکمل کیا جائے ۔ بجائے اس کے کہ تین ، چار یا پانچ سڑکیں شروع کر لی جائیں اور ان میں سے کسی کو بھی مکمل نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح لوگوں کے لئے وہ زیادہ دشواری کا باعث بن سکتی ہیں ۔ سڑکوں کے سلسلے میں میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ پروگرام میں سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ان کی مرمت کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں ۔

جناب والا ۔ دیہی آب نوشی کی سکیموں کے متعلق عرض ہے کہ آب نوشی کی جو سکیم بنائی جائے اس کے ساتھ ساتھ نکاسی آب کی سکیم بھی بنائی جائے اور اگر اس کے لئے کم سکیمیں بھی بنانا پڑیں تو میں سمجھتا ہوں کہ نصف سکیمیں بنائیں ۔ لیکن نکاسی آب ڈرینج کو ساتھ شامل

ہونا چاہیے کیونکہ جن جگہوں پر آب نوشی کی سکیمیں بنی ہیں ان کے لئے اب مسئلہ نکاسی آب کا پیدا ہو گیا ہے - پھر جناب دیہی شعبوں میں سب سے اہم شعبہ بجلی کا آتا ہے - جناب والا - بجلی کے شعبے میں ہماری پرانی شکایات ہیں - نہ تو ان کا کوئی ازالہ کیا گیا ہے اور ان میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے - یعنی جو سفارشات ضلع کونسل کی طرف سے آتی ہیں ان پر عملدرآمد نہیں کیا گیا - بعض دیہات ضلع کونسل کے تجویز کردہ ہوتے ہیں وہ لے لئے جاتے ہیں باقی پتا نہیں کہاں سے آ جاتے ہیں اور یہ بات بھی بالکل نہیں ہے کہ ضلع کونسل کے دیہات اس Criteria کے مطابق نہیں ہیں - جو دیہات آبادی کے لحاظ سے ٹھیک ہوتے ہیں اور نصف میل میں بھی آ جاتے ہیں تو ان کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے - کسی اور ذرائع سے دیگر دیہات اس میں شامل کر لئے جاتے ہیں - جناب والا - اس کے لئے عرض یہ ہے اور میں پہلے بھی بارہا اس ایوان میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر ضلع کونسل کی تجاویز پر عمل نہیں کیا جاتا تو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس سے تجاویز مانگی جائیں - پھر کوئی اور طریقہ جو چل رہا ہے اس کے مطابق کام کیا جائے - بجلی کے شعبہ میں جو ہم نے یہ رکھا ہوا ہے کہ نصف میل کے اندر جو آبادی ہو تو جہاں تک پہلے سے 11-کے-وی لائن موجود ہوں وہاں تو یہ ہو سکتا ہے - کئی علاقے ایسے ہیں جہاں 11-کے-وی لائن نہیں ہے تو آئندہ پروگرام میں 11-کے-وی لائن بچھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے -

جناب والا - اس کے بعد صحت کا شعبہ آتا ہے - تو میں اس سلسلے میں حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر ہمارے دیہات میں صحت کے شعبہ پر توجہ دی جا رہی ہے اور بہت کام ہوا ہے - میرے ایک معزز دوست نے کہا تھا کہ دیہات والوں کو دائی بھی میسر نہیں ہے - تو میں کہتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے بلکہ میں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ اتنے زیادہ بنیادی مراکز صحت کھولے جا رہے ہیں کئی جگہوں پر وہ غیر ضروری نظر آتے ہیں - ایک ایک میل کے فاصلے پر ، دو دو میل کے فاصلے پر بنیادی مرکز صحت قائم کئے جا رہے ہیں - بعض اوقات ہمارے ذہن میں یاس اور نا امیدی کا کوئی ثمر ہوتا ہے تو اس کو ہم adjust کرنے کے لئے کوئی ایسی بات پہلے کر لیتے ہیں تاکہ وہ ثمر سنا دیا جائے - ایک اور بات کل یہ بھی ہوئی تھی کہ ایک یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت ناکافی ہے - اللہ کرے ہم اتنے ترقی

باقیہ ہو جائیں کہ گاؤں گاؤں ہسپتال بن جائیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مرحلہ پر ایک یونین کونسل میں ایک سے زیادہ بنیادی مرکز صحت تعمیر کرنا مناسب نہیں ہے ۔ دیہی تعلیم کے سلسلے میں کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ دیہات میں گرلز سکول زیادہ سے زیادہ قائم کئے جائیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر قائم کئے جائیں تاکہ بچیوں کو لڑکیوں کو سکول تک جانے کے لئے زیادہ فاصلہ طے نہ کرنا پڑے جناب والا باتیں تو اور بھی ہیں لیکن اب میں محکمہ بلدیات کے متعلق چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ سب سے زیادہ مشکل جو اس وقت درپیش ہے وہ ٹیکسز کی over lapping کی ہے ۔ تو اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ پہلے تو کافی کمیٹیاں بنائی جاتی رہیں لیکن اس میں خاطر خواہ فرق نہ پڑا ۔ وہی ٹیکس ضلع کونسل لے رہی ہے اور وہی ٹیکس یونین کونسل بھی لے رہی ہے اور وہی ٹیکس مارکیٹ کمیٹی بھی لے رہی ہے ۔ تو اس کے لئے مختص کر دیا جائے کہ کون کونسی کونسل نے کون کونسا ٹیکس وصول کرنا ہے ۔ منڈی مویشیاں کی بات ہو رہی تھی ۔ تو اس سلسلے میں جناب والا ۔ میں عرض کرونگا کہ فیصلہ حکومت کی طرف سے ہوتا ہے یا ہدایات جاری ہوتی ہیں اور ہم ایک حکومت کے تحت ایک آرڈیننس کے تحت سب ادارے کام کر رہے ہیں تو پھر ہمیں چاہیے کہ اس پر عمل کریں ۔ اور قانونی چارہ جوئیوں اور بہانوں سے کام نہ لیں ۔ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جو ٹاؤن کمیٹیاں اور میونسپل کمیٹیاں جنوری 1980ء سے پہلے منڈی مویشیاں کا انعقاد نہیں کرتی تھیں وہ نہ کریں لیکن ان کا stay order لے کر انعقاد کیا جا رہا ہے ۔ اور نقصان کس کا ہے ؟ میرے دوست نے کہا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کے ساتھ ضلع کونسل بھی دس ہزار کی منڈی لگا دیتی ہے لیکن ہمارے ساتھ معاملہ الٹ ہے ۔ بیس لاکھ کی بجائے پچیس لاکھ کی منڈی کے ساتھ ایک لاکھ کی یا دو لاکھ کی منڈی لگا دی جاتی ہے ۔ اس سے نہ اربن ایریا کے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے نہ رورل ایریا کے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ ٹھیکے دار اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کچھ محتسبوں کی خلوت میں کچھ واعظ کے گھر جاتی ہے ۔ تو اس قسم کا وہ سلسلہ بنتا ہے ۔

جناب والا ۔ آخری ایک بات عرض کرونگا کہ لوکل باڈیز میں گریڈ سترہ کا اہلکار بڑی اہم حیثیت رکھتا ہے تو میں یہ مطالبہ کرونگا کہ پالیسی بنا لی جائے کہ کسی گریڈ سترہ کے ملازم کی اس کے ہوم ڈسٹرکٹ میں تعیناتی نہ ہو ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نہیں ہونی چاہیے ۔

نوابزادہ مظفر علی خاں ۔ جی ہاں ۔ نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ بیگم ساجدہ نیر عابدی صاحبہ ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی ۔ (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) ۔ محترم وزیر بلدیات و معزز اراکین ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ضلع سیالکوٹ دریا ؤں اور نہروں کا ضلع ہے جس میں کم ہولڈنگ کے زمیندار زیادہ ہیں اور بڑی اراضی کے مالک کم ہیں ۔ قدرتی نالوں کے متعلق میں نے بارہا عرض کیا اور اجلاس میں سوالات بھی بنا کر بھیجے لیکن کوئی سود مند جواب حاصل نہ ہوا ۔ جناب والا ۔ میں ایک نشاندھی کرتی ہوں وہ یہ کہ ڈیری نمبر ۱ اور ڈیری نمبر ۲ نالہ نیل واہ اور ٹنل واہ ان کی گزرگاہیں اور ان کی پٹڑیاں نہیں بنی ہوئی ہیں پٹڑیاں بنا کر ان کو محدود کیا جانا چاہئیے ۔ ان کی گذرگاہ کا کوئی تعین ہونا چاہئیے ۔ ان کی گذرگاہ تعین نہ ہونے کی وجہ سے ارد گرد کی تمام بستیاں زیر آب جاتی ہیں جس سے ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی سیم زدہ بن گئی ہے ۔ پتا نہیں کہ آئندہ اس طریقے سے بات کرنیکا موقع فراہم ہو یا نہ ہو ہماری گزارشات کو فائنل کرکے ان کو ترجیحات کی بنیاد پر توجہ دی کرائے جائے ۔ سیم نالوں کی صفائی کی لئے کہ محکمہ نہر کے پاس اگر excavators ہیں تو ضلع کونسلوں کو اس طریقے سے پر دیے جائیں جس طریقے سے محکمہ زراعت بلڈوزر ضلع کونسلوں کو سڑکیں بنانے کے لیئے کرائے پر دیتا رہا ہے ۔ کیونکہ سیم نالوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے یہ تکلیف مسلسل چلی آ رہی ہے ۔ اگر excavators ہمیں مل جائیں تو ہم ضلع کونسلوں کے فنڈز سے ان سیم نالوں کی اپنے اپنے علاقوں میں صفائی کرا سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ میری گزارش ہے کہ بھائیو گیس ، ایندھن کے بحران کا ایک انتہائی مفید علاج دریافت کیا گیا ہے لیکن اس کو رائج کرنے کے لئے ابھی تک وفاقی سطح پر ہی کنٹرول ہے ۔ صوبائی سطح پر اس کا کوئی کنٹرولنگ آفس ہونا انتہائی ضروری ہے ۔ تاکہ صوبائی سطح پر اس کی سب سڈی وغیرہ کو صحیح طور پر تقسیم distribute کیا جا سکے ۔ اس کو مہربانی کر کے decentralize کریں ۔ میں پھر محکمہ نہر کی طرف آپکی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراتی ہوں کہ وزیر آباد تحصیل میں دریائے چناب تباہی مچا رہا ہے ۔ دو ہزار ایکڑ اراضی ابھی تک دریا برد ہو چکی ہے ۔ پہلے بورڈ آف ریونیو دریا برد اراضی کے عوض زمینیں دیا کرتا تھا لیکن اب وہ بھی امید ختم ہوچکی ہے ۔ لہذا دریا چناب کے اس رویے کو ختم کرنے کے لیئے محکمہ انہار یہاں پر raining work بنا لیں تاکہ مزید

زمین دریا برد ہونے سے بچ جائے ۔ اس دریا کے دائیں جانب وزیر آباد ہے اور بائیں جانب گجرات ۔ ان دونوں علاقوں کو تباہی سے بچانا بہت ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ میری گزارش ہے کہ ہم نمائندہ گان کے حلقوں سے ملحقہ جو کنال کالونیز آباد ہیں وہاں پر دوسرے شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی (کینال والوں کے علاوہ) رہتے ہیں تو میں یہ دریافت کرتی ہوں کہ ان کی ترقی کے لئے ضلع کونسلوں کی وساطت سے کیا کوئی اسکی ترقی کیلئے کام نہیں کر سکتے ۔ اس سلسلے میں سیکرٹری اریگیشن کے حکم پر ایس ۔ ای صاحب نے مجھ سے میٹنگ کی تھی اور میں نے ان سے جس قسم کی ترقی کے متعلق عرض کیا انہوں نے اس کا نفی میں جواب دیا ہے ۔ یہاں تک کے میں نے ایک پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دلایا تو اس کے لئے بھی انہوں نے کافی ناراضگی کا اظہار کیا ۔ کہ آپ کو ایسی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ ہمیں تو پرائمری کی سطح پر سکول چاہئے اور یہاں پر مڈل سکول دلا کر آپ نے ہمارے لیے ایک بلڈنگ کی پرابلم کھڑی کر دی ہے ۔ جب نہ میں نے انہیں گورنر صاحب سے بلڈنگ بھی منظور کرا دی تھی براہ مہربانی کینال کالونی کے افسران کو یہ حکم صادر فرمائیے کہ وہ ہم لوگوں سے تعاون کریں ۔ ان کے پاس بہت سی ایسی جگہیں ہیں جو پبلک interest کے لئے ڈویلپمنٹ میں استعمال کی جا سکتی ہیں ۔ مثلاً مرالہ کے مقام پر میں کوئی ہیلتھ سنٹر یا basic health center ایسا دینا چاہتی ہوں جس سے تمام محکمہ انہار اور اس علاقہ سے ملحقہ دیہات اور ہماری فوج جو وہاں رہتی ہے ان سب کو اس سے فائدہ پہنچ سکے گا ۔ اگر کسی strip پر ہمیں 10 کنال جگہ دے دی جائے تو ہمارا مقصد پورا ہو سکتا ہے مگر وہ ترقیاتی کاموں کے بالکل مخالف ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں اس قسم کی کوئی چیز نہیں چاہئے ۔ ہماری کنال ڈسپنسری جو ہے وہ ٹھیک ٹھاک چل رہی ہے ۔ ہمیں مزید کوئی ہیلتھ سنٹر نہیں چاہیئے ۔ مہربانی کر کے ان سے کہیں کہ یہ ہم سے تعاون کریں ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم جو بلدیاتی اداروں کے اراکین ہیں ۔ ہماری دوڑ ایک ایسے ملاں کی دوڑ ہے جو آپ کی مسجد تک ہے ۔ ہم لوگ آپ کے کھڑے کئے سے کھڑے ہیں اور آپ لوگوں کے کہنے سے دوڑ رہے ہیں ۔ جس سمت آپ اشارہ کرتے ہیں ۔ اس سمت ہم رواں

دوان ہیں۔ چار سال سے ہم نے اپنے گھر بار اپنے کام کاج اپنی ذاتی دلچسپیاں سب ہم نے ختم کر دی ہیں ۔ ہم لوگ آپ کی ہدایات سے منسلک ہیں اب اگر اس سلسلہ میں ہمیں کس قسم کی تکلیف کا سامنا ہو یا ۔ اگر ہمارے کام میں کوئی ناجائز مداخلت سامنے آتی ہے تو اس کے متعلق ہم تو صرف آپ سے گلہ کر سکتے ہیں ۔ اور تو ہمیں کوئی نظر نہیں آتا ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ مرکزی سطح پر وفاقی کونسل کی انتہائی اہمیت ہے اور اس کی ضرورت بھی ہوگی ۔ اسی لئے اس کو بنایا گیا ہے ۔ لیکن بہر حال ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں ہماری حیثیت جو بھی ہے جو وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور مسلم ہے ۔ کیوں کہ ہمیں عوام نے چنا ہے عوام نے ہمیں آگے بھیجا ہے اور ہم آپ تک آئے ہیں ۔ آپ اگر ہمارے کام میں کس قسم کی مداخلت کی جائے یا ہمارے آگے کوئی رکاوٹیں کھڑی کی جائیں یا کوئی influence استعمال کیا جائے تو ہمیں محدود کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لئے میری گذارش ہے کہ اس مداخلت کو ختم کیا جائے تا کہ آئندہ آنے والے الیکشن میں ہم لوگ دل کھول کر اور زور شور سے حصہ لے سکیں ۔ ہماری راہیں کشادہ رہیں ان کو مخدوش نہ کیا جائے ۔ ہم نے اپنے اپنے حلقوں میں محنت کی ہے ۔ لوگوں کی خدمت کی ہے ۔ اب ان حلقوں کی ایسی کیفیت ہے جیسے ہمارے اپنے گھر ہوتے ہیں ۔ ہمارے گھر میں یا ہماری حدود میں پریشانی پھیلائے یا مداخلت کرے تو اس سے ہمیں تکلیف پہنچتی ہے ۔ اور یہ تکلیف رفع کرنا آپ کا فرض ہے مہربانی فرما کر اس طرف توجہ دیں ۔

چوہدری نثار احمد (چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ) جناب چیئرمین لوکل کونسلوں کی کارکردگی کو بڑا سراہا گیا ہے اور ان کی بڑی تعریف کی گئی ہے ۔ ان کی وجہ سے پنجاب میں جو ترقی ہوئی ہے اس کو بڑی اچھی نظروں سے دیکھا گیا ہے ۔ جناب والا اس کے ساتھ ایک اور پہلو جس کو نظر انداز کیا گیا ہے وہ پنجاب کونسل ہے جہاں پر سب چیئرمین حضرات تشریف فرما ہیں ۔ ان کے بعد وائس چیئرمین حضرات بھی تشریف فرما ہیں اور کچھ نامزد ممبران ہیں وہ بھی تشریف فرما ہیں یہاں پر یہ تمام حضرات کی رائے جو ہے وہ انفرادی ہوتی ہے اور عموماً پالیسی کے متعلق وہ متفق ہوتے ہیں ۔ مگر ہمارا لوکل کونسلوں کا اپنا ایک طریق کار ہے ۔ ان کے اپنے وہاں ممبران ہیں ۔ اور وہاں پر دھڑے بندیاں ہیں اور ان دھڑے بندیوں میں جو ممبران ہیں وہ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں مصروف رہتے ہیں اور زیادہ تر کونسلروں کا وقت بے اطمینانی میں گذرتا

ہے وہ اکثر اوقات اپنے آپ کو محفوظ کرنے میں گذارتے ہیں اور اپنی بھرپور توجہ ترقیاتی منصوبوں کی طرف نہیں دے پاتے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ کم از کم آئندہ الیکشن کے بعد جو لوکل کونسلیں معرض وجود میں آئیں ۔ ان کے لئے ایک تو پابندی لگا دی جائے کہ کسی بھی کونسل میں ، کوئی دھڑے بندی نہ ہو اور دوسرا یہ کہ چیئرمین کے خلاف عدم اعتماد نہیں ہونا چاہیئے ۔ تا کہ جو لوکل کونسل کی کارکردگی ہے وہ بہتر طریقہ سے سامنے آسکے ۔ اور ان کی تمام تر توجہ ترقیاتی کاموں پر مرکوز ہو سکے ان کے معائنہ یا احتساب کے لئے ایک موثر کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ ہر پنجاب میں موبائیل رہے اور یہ دیکھے کہ کون سی ڈسٹرکٹ کونسل میں کیا ہوتا ہے اور ان کے چیئرمین کا آڈٹ ہو اور ان کے ایسیسمنٹ نوٹس چھ ماہ کے اندر تیار ہوں چیئرمین کونسل کو یہ اطلاع دی جائے کہ آپ کی کونسل میں یہ یہ خرابیاں ہیں ۔ ان کو دور کیا جائے اسطرح اگر چیئرمین یا کوئی دوسرا ممبر اس کے اندر کچھ گڑبڑ کرتا ہے تو وہ واضح طور پر نظر آ سکتا ہے ۔ جناب والا اس کے علاوہ موجودہ چیئرمین حضرات شاید یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ دوبارہ آئیں گے تو ان کے خلاف No Confidence نہ ہو ۔ اگر یہ لوگ عوام کے سامنے کامیاب ہوئے اور مجلس شوریٰ کے اراکین کے ہتھکنڈوں سے بچ گئے تو ان کو حق پہنچتا ہے ۔ کہ آئندہ ان کے خلاف عدم اعتماد نہیں ہونا چاہیئے ۔ دوسری میری گزارش پرائمری ایجوکیشن کے متعلق ہے جناب والا پرائمری سکول ہر سال نئے کھل رہے ہیں ۔ جو پہلے سے موجود ہیں ان کی ڈیویلپمنٹ کی طرف ان کی کنسالیڈیشن کی طرف توجہ دیں ۔ پہیلانہ ہو جیسے ہماری زبان میں کہتے ہیں آگے دوڑ پیچھے چوڑ ۔ جو سکول پہلے سے موجود ہیں ان کو صحیح بنیادوں پر استوار کیا جائے اور جو ٹیچر حضرات سکولوں سے غیر حاضر رہتے ہیں ان کو حاضر رکھنے کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ پرائمری تعلیم لوکل کونسلوں کو منتقل کردی جائے مرکز کونسل کے سپرد کردی جائے تا کہ وہ ان کا احتساب کریں ان کی نگرانی کریں انکو حاضر رکھیں ۔ علاوہ ازیں نصاب تعلیم کے متعلق کوئی پالیسی پابندی کریں کہ پرائمری میں کیسے تعلیم دی جانی چاہیئے ۔

جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ اگر تعلیمی نصاب کی طرف توجہ نہ دی گئی تو جیسا کہ سانحہ مشرقی پاکستان ہو چکا ہے اسطرح ہم اب دوسرا کوئی سانحہ برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اسلئے ہمیں

تعلیم کے میدان میں غافل نہیں ہونا چاہیے ۔ اگر ہم نئی آنے والی پود کو غلط تعلیم دلوائیں گے تو یہ سراسر ذمہ داری ہم پر آئے گی اور میں یہ آپ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ آنے والی نئی نسل کو کم از کم مثبت لائنوں پر دینی تعلیم دلوا کر صحیح پاکستانی اور صحیح مسلمان بنانے کی کوشش کریں ۔ تیسرا جناب والا ابھی یہاں نواب صاحب نے کہا تھا کہ آب نوشی اور آب نکاسی کی جو سکیمیں دیہات میں بنتی ہیں ان کو وہاں ترجیح دی جاتی ہے جہاں بڑی بڑی آبادیاں ہیں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک گاؤں میں جب کوئی سکیم شروع کی جاتی ہے تو دو سال کے بعد وہ ختم ہونے لگتی ہے لیکن آدھا گاؤں ویسے کا ویسے ادھورا رہ جاتا ہے آدھے گاؤں کی گلیاں پکی کردی جاتی ہیں پانی کیلئے لائنیں بچھادی جاتی ہیں لیکن آدھا گاؤں ویسے ہی رہ جاتا ہے جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اس سکیم کو راستے میں کیوں چھوڑ دیا ہے تو کہتے ہیں فنڈز ختم ہوگئے ہیں ۔ جناب والا اس میں ایک ٹیکنیکل خرابی یہ ہے کہ جب کوئی سکیم بنتی ہے تو 15 لاکھ تک کی سکیم کیلئے منظوری ضلع کونسل دیتی ہے اور اس کے بعد co-ordination کمیٹی منظور کرتی ہے ۔ لہذا انجینئر حضرات جو وہاں بیٹھے ہوتے ہیں وہ کوشش کرتے ہیں کہ سکیم 15 لاکھ روپے کی مالیت سے کم بنے تاکہ ڈویژنل سطح پر نہ جانا پڑے اور یہ بات اب ہمارے نوٹس میں آئی ہے اور میں اس کی روشنی میں یہ عرض کر رہا ہوں تو وہ صرف اسی وجہ سے چھوٹی سکیم بناتے ہیں تاکہ یہ سکیم نامکمل رہے اور وہ صرف اسلئے کرتے ہیں کہ اوپر سے منظوری کیلئے نہ جانا پڑے تاکہ نیچے کام ٹھیک ہو جائے ۔ اس کے بعد جب یہ کام بچ جاتا ہے تو کہتے ہیں اس کی extension کیلئے move کر دیا ۔ ایس ۔ ای ۔ صاحب کو یا چیف انجینئر صاحب کو لکھ دیا ہے ۔ اسلئے ان باتوں پر توجہ دی جائے آب نوشی اور آب نکاسی کی جو سکیمیں ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو خاص طور پر متنبہ کیا جائے کہ ایسی سکیموں کا بیڑہ غرق نہ کریں کیونکہ پہلے سے جو سکیمیں دیہاتوں میں شروع کر رکھی ہیں وہ اکثر بند پڑی ہیں اور یہ صرف ان کی اپنی کوتاہی کی وجہ سے بند پڑی ہیں ۔ شکریہ ۔

جناب صالح محمد نیازی — پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

جناب والا میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کر دوں گا ۔ ۔ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — لیکن پوائنٹ آف آرڈر ہوتا

چاہئے ۔

جناب صالح محمد نیازی — ٹھیک ہے ۔ جناب والا نوائے وقت میں یہ خبر چھپی ہے کہ لیہ شوگر ملز جو کہ ٹی ۔ ڈی ۔ اے کے پاس ہے فروخت کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے پورے لیہ کے عوام اور محنت کشوں میں پریشانی پھیل گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

جناب صالح محمد نیازی — جناب والا اس کے ساتھ میں دوسری خبر بھی آپ کو سناتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — نہیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں ۔

جناب صالح محمد نیازی — جناب والا یہ بڑی اہم خبر ہے ۔ کہ لاکھوں روپے کے زیورات ڈاکو لے گئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — نہیں آپ تشریف رکھیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ جب آپ کی باری آئے گی اس وقت آپ یہ بات کہیں ۔

سردار محمد عارف خان — (وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) جناب والا میرا تعلق ضلع قصور سے ہے سردار محمد عارف میرا نام ہے ۔ جناب والا یہاں پر سننے میں آیا ہے کہ فلاں فلاں ضلع بہت پسماندہ ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ضلع قصور سب سے زیادہ پسماندہ ہے ۔ اب بھی وہاں تشریف لے گئے ہیں ۔ ہماری صرف دو رابطہ سڑکیں ہیں ایک ضلع قصور کے لئے اور دوسری لاہور کے لئے لیکن دونوں کی حالت بہت خستہ ہے وہاں پر کوئی بس یا گاڑی نہیں جاتی اگر کوئی بس جاتی ہے تو راستے میں خراب ہو جاتی ہے ۔ کار کے ذریعے 50 میل کا سفر 4 گھنٹے میں طے ہوتا ہے ۔ سب سے اہم سڑک جو ہماری دو تحصیلوں کو ملاتی ہے وہ چونیاں ٹھینگ قصور روڈ ہے اس کی حالت اس قدر خراب ہے کہ اگر آپ کو جانے کا اتفاق ہو تو راستے میں پہیے تو آپ کی گاڑی کے پہیے ٹوٹ جائیں گے یا پھر شاک آبزرور ٹوٹ جائیں گے میری گزارش یہ ہے کہ اس پر توجہ فرمائی جائے اور اس کی جلد از جلد مرمت کی جائے ۔

اس کے علاوہ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ 100 میل سڑکیں ہر ضلع کو ملی ہیں ضلع قصور میں 100 میل سڑکوں میں سے صرف 12 میل سڑکیں پختہ ہوئی ہیں اور باقی ویسے کی ویسے پڑی ہوئی ہیں۔

جناب گورنر صاحب میرے گاؤں میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے چھانگا مانگا واں رادھارام روڈ جو جناب کی منظوری سے شروع ہوئی ابھی تک اس پر بہت تھوڑا سا کام ہوا ہے یہ سڑک لاہور سے شروع ہو کر کراچی تک جاتی ہے۔ یہ سڑک بن رہی ہے رائے ونڈ سے چھانگا مانگا تک آ گئی ہے اس میں ایک ٹیکنیکل خرابی یہ ہے کہ پیچھے سے تو یہ سڑک 50 فٹ چوڑی ہے اور لاہور سے لے کر کراچی تک جاتی ہے لیکن بعض جگہوں پر ریلوے نے یا محکمہ جنگلات نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے اس لئے وہاں ایک فرلانگ سڑک موجود نہیں ہے۔ محکمہ ریلوے کو بھی اس سلسلہ میں لکھا گیا ہے محکمہ جنگلات کو بھی لکھا گیا ہے لیکن ابھی تک اس پر کارروائی نہیں ہوئی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک فرلانگ کا یہ حصہ ہے جو یا تو محکمہ جنگلات کے پاس ہے یا محکمہ ریلوے کے پاس ہے وہ ہمیں دلایا جائے تاکہ وہ سڑک مکمل ہو سکے۔

جناب والا ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے لاہور سے لے کر ساہیوال تک سڑک بنانا شروع کی ہوئی ہے اس کے بننے کی جو رفتار ہے وہ آپ بھی دیکھ رہے ہیں برائے مہربانی متعلقہ حکام کو ہدایت فرمائی جائے کہ وہ جلد از جلد یہ سڑک مکمل کریں۔ لاہور سے لے کر مراکہ تک جو سڑک ہے وہ نہ تو مرکزی حکومت کے پاس ہے اور نہ ہی صوبائی حکومت کے پاس ہے خدا جانے یہ کس کے پاس ہے۔ بھرچاں جس کے بھی پاس ہے خدا کے لئے اس کی مرمت کروائیں کیونکہ اس کی بھی حالت بہت بری ہے۔

جناب والا پچھلے اجلاس میں میں نے قومیائے گئے کالجوں اور سکولوں کے متعلق ایک سوال دیا تھا۔ جس میں اسوقت کے وزیر موصوف نے یہ فرمایا تھا کہ منسٹریل سٹاف کی حد بندی ہم ایک مہینہ تک کر دیں گے کہ وہ کس منیارٹی میں آتے ہیں۔ اسوقت یہ پابندی لگی ہوئی تھی کہ کسی کی پروموشن نہ کی جائے جتنی دیر تک منسٹریل سٹاف کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ جناب والا اس بات کو بھی آج پانچ مہینے گزر چکے ہیں اور اس کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا بلکہ وہ پابندی بھی ختم کر دی گئی ہے اور اب پروموشن وغیرہ بھی ہو رہی ہیں۔ خدا کیلئے وہ لوگ جو پورے پنجاب میں تین سو یا ساڑھے تین سو سے زیادہ نہیں ہیں۔ ان کا بھی کچھ بندوبست

کیا جائے اس کے علاوہ جناب والا ٹیوبویل کی بجلی کے بلوں کے متعلق ایک بڑا اہم معاملہ ہے۔ جناب والا ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہر ماہ کی بجائے ہمیں یہ بل ہر چھ ماہ کے بعد آئیں تاکہ ہم انہیں باآسانی ادا کر سکیں ۔ مرکزی حکومت کے پاس بھی یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومت سے آپ امینڈمنٹ کروادیں کہ بجلی کے بل چھ ماہ بعد دیے جائیں تو ہم اس معاملے کو take up کرنے کیلئے تیار ہیں ۔ تو میں جناب والا سے گزارش کروں گا کہ آپ بھی زمیندار ہیں اس معاملہ پر خاص توجہ دی جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین—دیکھ لیں شاید یہ آپ کیلئے زیادہ مشکل بن جائے ۔

سردار محمد عارف—نہیں جناب یہ زیادہ مشکل نہیں بنے گا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین—اس بارے میں ، میں اور معزز اراکین سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اظہار خیال فرمائیں کیونکہ یہ معاملہ

سردار محمد عارف—جناب والا ٹھیک ہے آپ اس معاملے میں معزز اراکین کی رائے لے لیں ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ٹیوب ویلوں کے بلوں کا ریٹ فکس کر دیا جائے یا پھر انڈیا میں جو ریٹ ہے ہم اس سے 100 روپے زیادہ دینے کیلئے تیار ہیں ہمیں وہ دے دیا جائے ۔

جناب والا ایک ہمارا علاقہ ہے موضع بھوئے آصل ۔ یہ گاؤں نشیب میں واقع ہے اگر زرا سی بھی بارش ہو جائے تو اس میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے ابھی دو مہینے ہوئے کہ وہاں پر نہر ٹوٹ گئی اور وہ پانی اب تک چھ چھ فٹ گاؤں کے چاروں طرف چھ سو ایکڑ میں کھڑا ہے ۔ وہاں پر نکاسی کا کوئی بندوبست نہیں ہے ۔ ہم اپنی مدد آپ کے تحت کھالا بنانے کیلئے تیار ہیں لیکن اس میں بھی ایک مشکل درپیش ہے جس میں آپ کی مدد درکار ہے ۔ جناب والا وہ کھالا نہر میں ڈالا جائے گا لیکن نہر کا جو بیڈ ہے وہ اونچا ہے اور کھالا نیچے جائے گا ۔ اس میں پانی پمپ کرنے کیلئے اگر گورنمنٹ پمپنگ سٹیشن لگا دے اور یہ انتظام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے تو ہم اپنی مدد آپ کے تحت وہاں پر کھالا نکالنے کیلئے تیار ہیں ۔

جناب والا میں نے ایک سوال کیا تھا ,,کمبائین ہارولیسڑ،، کے متعلق تو آپ نے فرمایا تھا کہ جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت بات کرنا ۔

تو اب میں کمبائین ہارولیسٹر کے متعلق عرض کروں گا۔ کمبائین ہارولیسٹر میرے پاس اپنا ہے۔ اس سے ہم گندم کاٹتے ہیں لیکن آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اس سے بھوسہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کیلئے بھی اب جو کمبائین ہارولیسٹر آ رہے ہیں ان میں انہوں نے بائینڈرز بھی بھیجے ہیں اس سے بھوسے کی گٹھ بن جاتی ہے اور وہ بالکل توڑی کا کام دیتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین—وہ علیحدہ مشین ہے۔

سردار محمد عارف—اب جو کمبائین ہارولیسٹر آ رہے ہیں یہ مشین اس کے ساتھ آ رہی ہیں۔ اور اسطرح بھوسہ ضائع نہیں ہوتا۔ تو اس کیلئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جسطرح ہمارے ملک کے موسمی حالات ہو چکے ہیں اس لیئے ہمارے لئے یہ لازمی ہو گیا ہے کہ کمبائین ہارولیسٹر ہم منگوائیں۔ کمبائین ہارولیسٹر گورنمنٹ سیکٹر میں بھی آنے چاہیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں بھی آنے چاہیں۔ کیونکہ اب جس قسم کا موسم ہوگیا ہے۔ 80 فیصد گندم باہر پڑی ہوئی ہے۔ اگر کمبائین ہارولیسٹر ہونگے تو یہ کام جلدی ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین—اب تو یہاں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی کمبائین بن رہی ہیں۔

سردار محمد عارف—جناب والا پرائیویٹ سیکٹر میں کمبائین ہیں لیکن بہت کم ہیں۔ اس سے گندم کی کٹائی اتنی زیادہ نہیں ہو سکتی۔ تو کمبائین کیلئے آپ حکومتی سطح پر سوچیں اس سلسلے میں آپ کوئی میٹنگ بلائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ اس کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ آئندہ کے موسمی حالات سے بھی نمٹنے کیلئے ہمیں تیار رہنا چاہیے تاکہ گندم ضائع ہونے سے بچ سکے

وزیر مواصلات و تعمیرات—جناب والا سڑکوں کے متعلق ایک پوائنٹ اٹھایا گیا ہے میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین—آپ اس کی وضاحت کل کیجئے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات—نہیں جناب والا میں ابھی وضاحت کر دیتا ہوں۔ لاہور ساہیوال کے بارے میں معزز رکن نے کہا ہے تو میں عرض کر دیتا ہوں کہ ٹھیکیدار بیچارہ فوت ہو گیا تھا۔ بہر صورت اس میں دیر لگ رہی ہے لیکن ہم بڑی کوشش کر رہے ہیں کہ سڑک جلدی بن جائے اور اس سڑک کے ساتھ ساتھ جو پہلی سڑک تھی اسکی مرمت کر

رہے ہیں مصیبت تو یہ ہے کہ اگر سڑک کی مرمت بھی کرنی پڑے تو اس کیلئے بھی ہمیں مرکز سے اجازت لینی پڑتی ہے ۔ اس کو ٹھیک کرنے کیلئے ہم کچھ رقم خرچ کر رہے ہیں ۔ ہم اس کیلئے مرکزی حکومت سے بار بار مطالبہ کر رہے ہیں لڑائی کر رہے ہیں خدا کرے وہ ہماری بات مان جائیں اور آپ کی تکلیفیں دور ہوں ۔

سردار محمد عارف خان — جناب والا میں میاں صاحب سے عرض کرونگا کہ لاہور سے مراکہ ریلوے اسٹیشن تک جو سڑک ہے وہ کس کی ملکیت ہے اور کس کے قبضے میں ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات — یہ ہائی وے والوں کی ہے —

سردار محمد عارف خان — جناب والا — ہائی وے والوں کا مراکہ تک بورڈ لگا ہوا ہے —

وزیر مواصلات و تعمیرات — یہ بھی سنٹر کی ہے جی — چوک یتیم خانے سے آگے اڑھائی یا تین میل کا جو ٹکڑا ہے وہ بھی ان کے پاس ہے ۔

سردار محمد عارف خان — جناب والا — میں وزیر موصوف سے استدعا کرونگا کہ وہ اس کو جلد مکمل کروانے کی کوشش کریں —

وزیر مواصلات و تعمیرات — جناب — ہم اس کیلئے کوشش کر رہے ہیں —

سردار محمد عارف خان — جناب والا — میں وزیر موصوف سے عرض کرونگا کہ چونیاں سے لیکر قصور تک جو روڈ ہے وہ تو آپ کے ماتحت ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات — وہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی میں نے دو ایس ای — چار ایکسن ۔ ای ۔ این ۔ اور دس ایس ۔ ڈی ۔ او ۔ کو بدلا ہے اللہ جانے شاید وہاں کے پانی میں خرابی ہے یا مٹی میں خرابی ہے ۔ بہر حال خدا کرے کہ یہ ٹھیک ہو جائے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات — وہ تو چار سال سے ویسے ہی پڑی ہے —

وزیر مواصلات و تعمیرات — جی مجھے پتہ ہے —

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ میں معزز اراکین کے نوٹس میں یک بات لانا چاہتا ہوں کہ جب ایک معزز رکن بات کر رہے ہوں تو دوسرے معزز رکن کو چاہیئے کہ جس وقت تک وہ بات ختم نہ کر لیں وہ اپنی نشست پر کھڑے نہ ہوں دوسری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں اور جو اس ایوان کے آداب کے پیش نظر ہمیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے یہ

ہے کہ جب کوئی معزز رکن بات کر رہے ہوں تو اگر کسی اور معزز رکن نے اٹھ کر جانا ہو تو ان کے سامنے سے گزر کر نہ جائیں ۔
نوابزادہ غلام عباس قاسم خان خاکوانی ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ (میئر میونسپل کارپوریشن ۔ ملتان)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب چیئرمین ۔ میں تین روز سے خاموش تھا اور میں پچھلے تین دن کی کارروائی سنتا رہا ہوں اور دیکھتا رہا ہوں اور میری خواہش بھی تھی کہ میں اپنے تاثرات بھی بیان کروں 53-1952 میں بھی جب adult fran chise basis پر الیکشن ہوئے تھے تو اسوقت میں میونسپل کمشنر منتخب ہوا تھا اور میں 1958ء تک کام کرتا رہا اور 1958ء کے بعد 1962ء میں جب بنیادی جمہوریت رائج ہوئی تو اس میں بھی چیئرمین منتخب ہوا اور میونسپل کمیٹی میں کام کرتا رہا ۔ 1965ء میں جب چیئرمین بنائے گئے تو پھر بھی میں منتخب ہوا اور میونسپل کمیٹی میں کام کرتا رہا اس دوران میں جب مغربی پاکستان اسمبلی تھی اس کا میں آٹھ سال ممبر رہا اور اس کی کارروائی میں شریک ہوتا رہا ۔ اس کے بعد بیچ میں ایک خلا پیدا ہو گیا اور اس خلا کے بعد پھر 1977ء کے بعد یہ ادارہ دوبارہ قائم ہوا میں سمجھتا ہوں اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اور جو میں نے دیکھا ہے کہ اس کی افادیت بہت ضروری ہے اور ان لوکل کونسلوں کا قیام بے حد ضروری ہے اور ہونا چاہیئے کیونکہ ان سے ملک کا استحکام وابستہ ہے اور میں اس سے زیادہ اپنے تاثرات کیا بیان کروں کہ لوکل کونسلوں کے قیام سے مارشل لاء کی موجودہ حکومت کا استحکام بھی مرہون منت ہے ۔ اگر یہ لوکل کونسلیں قائم نہ ہوتیں اور اس پر لوگ اپنے اپنے علاقوں سے منتخب ہو کر نہ آتے اور بطور shock observers عوام کے درمیان کام نہ کرتے اور ملک کی ترقی کیلئے دن رات محنت نہ کرتے تو اس ملک میں تخریب کاری کا جس طرح زور ہو رہا تھا اس ملک کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا احتمال تھا میں سمجھتا ہوں کہ ان کونسلوں کے قیام کی وجہ سے ہی یہ ملک مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہا ہے اور بحیثیت بلدیاتی کمیشن کے رکن ہونے کے ہم نے کوشش کی ہے کہ ان اداروں کے مستقل قیام کی کوئی گنجائش آئین میں بھی ہو جائے تاکہ ان کو آنے والی کوئی پولیٹیکل حکومت نہ توڑ سکے ان تاثرات کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ملک کا استحکام موجودہ حکومت کا استحکام اور صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا

کے ممالک کا جو استحکام ہے وہ لوکل کونسل ، لوکل گورنمنٹ کے قیام سے منسلک ہے کیونکہ 80 فیصد آبادی کے جتنے کام ہیں وہ لوکل کونسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ لوکل کونسلر صاحبان دن رات کی محنت سے لوگوں کے کام کر رہے ہیں اور ان کے تمام مطالبات اور تکالیف کو دور کر رہے ہیں -

جناب والا میں یہ بھی ذکر کرتا جاؤں کہ مارشل لاء کی دو حکومتوں نے ان اداروں کو قائم کیا پاکستان بننے کے بعد ایک مارشل لاء حکومت ایوب خاں کی تھی اور ایک مارشل لاء حکومت اب ہے مگر جب پولیٹیکل حکومت ہوتی ہے تو ان اداروں کا قیام نہیں ہوتا بلکہ ان کو کمزور کر دیا جاتا ہے اور جب مارشل لاء حکومت آتی ہے تو وہ اپنا رابطہ عوام کے ساتھ قائم رکھنے کیلئے ان لوکل کونسلوں کے نظریہ کے قیام کو ضروری سمجھتی ہے اور جو ترقی ایوب خاں کے دور میں ہوئی محض ان اداروں کی وجہ سے ہوئی لیکن صرف انتخابی ادارہ بن جانے سے اور ذرا سی رکاوٹ ڈالنے سے وہ ادارے ناکام ہوئے اس میں بیوروکریسی کا دخل ہے اور پنجاب میں زیادہ ہے مگر چونکہ موجودہ حکومت خود چاہتی ہے کہ ان اداروں کو کامیاب کیا جائے ان اداروں کے قیام کو مستحکم کیا جائے اور ان کونسلرز صاحبان کی نمائندگیوں کو مضبوط کیا جائے اس وجہ سے بیوروکریسی خاموش ہے اور کل یا پرسوں جناب گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ اب بیوروکریسی کا زور کم ہو گیا ہے میں سمجھتا ہوں اسلئے کم ہوا ہے کہ پچھلے دس سالوں میں بیوروکریسی کے ساتھ بہت کچھ ہوا وہ بھی اب خود کو محفوظ سمجھتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان اداروں کے قیام کو اگر حکومت پائیداری دینا چاہتی ہے تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے وگرنہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اختیارات کی بھی تقسیم ہو تو وہاں بھی حسد ضرور پیدا ہوتا تھا - یونین کونسلیں اپنے اپنے طور پر بخوبی کام کر رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی ذمہ دار ہیں اور انہوں نے ایک کروڑ سے زائد رقم اپنی مدد آپ کے تحت اکٹھی کی اور پچاس فیصد میچنگ گرانٹ حکومت سے مانگی تو جناب والا - اس سلسلے میں میں اتنی گزارش کرونگا کہ یونین کونسلوں کے عوام غریب ہیں وہ اتنی ڈویلپمنٹ کیلئے پیسے نہیں دے سکتے اسلئے چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں ان حضرات کو کچھ incentive دیا جائے اور ان کیلئے پچاس فیصد کی بجائے پچیس فیصد رکھا جائے کہ پچیس فیصد وہ دیں اور 75 فیصد پانچ سال کیلئے حکومت دیتی رہے تاکہ یونین کونسلوں کی بھی بخوبی ترقی ہو سکے -

اس کے بعد جناب والا - مراکز اور کوآرڈینیشن کمیٹی کی بحث چھڑی تھی مراکز کونسل کا قیام چونکہ پنجاب میں پہلا تجربہ ہے اور ڈسٹرکٹ کونسل کی بجائے اسکو کر رکھا گیا ہے تو میرے خیال میں یہ ہے کہ دیہی آبادی کا منتقل ہو جانا اور شہروں پر زور بڑھنا اس کیلئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مراکز کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ مراکز کونسل کی جگہ پر سمال ٹاؤنز create کئے جائیں اور چھوٹے چھوٹے شہروں میں صنعتیں لگائی جائیں وہاں پر کمرشل سنٹرز کھولے جائیں سڑکوں کے جال بچھائے جائیں بجلی وہاں پر پہنچائی جائے وہاں پر آب رسانی ہونی چاہیئے یہ سارے وسائل وہاں پورے کر دیئے جائیں تاکہ دیہات سے لوگ شہروں کی طرف منتقل نہ ہوں مگر موجودہ حالات میں parallel ادارہ بن گیا ہے اور ان لوگوں کو احساس ہے جو یونین کونسل کے چیئرمین ، مراکز کونسل کے چیئرمین کو جانتے ہیں کہ یہ ایک یونین کونسل چیئرمین کا ادارہ بن گیا ہے - اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان ڈسٹرکٹ کونسلوں نے یہاں دخل اندازی کی تو ہمارے مراکز کامیاب نہیں ہونگے اور ڈسٹرکٹ کونسلز شاید یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مراکز ہمارے ساتھ parallel گورنمنٹ بن گئے ہیں جو کچھ ہم کرتے ہیں یہ بھی وہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ڈسٹرکٹ کونسل کا براہ راست یونین کونسل اور مراکز میں کوئی تعلق نہیں ہے تو اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس ٹکراؤ کی وجہ سے ہمارا وہ تخیل پورا نہیں ہو گا کہ سمال ٹاؤنز بن سکیں اور وہاں پر ترقی ہو سکے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر مراکز کونسل کو دوبارہ زیر غور لیا جائے اگر اس سے بہتر ہوں تو پھر ڈسٹرکٹ کونسلیں ہی ہوں وگرنہ اگر تو شہری آبادی پر زور کم کرنا ہے اور ہم نے نئے ٹاؤنز جیسے مغربی دنیا میں ہر دس میل کے بعد نیا شہر آ جاتا ہے اور وہاں پر تمام چیزیں مہیا کی جاتی ہیں اور جو بھی عوام کیلئے اشائشیں ہیں اگر یہاں پر بھی ہو سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مراکز کونسلوں کا قیام ضروری ہے -

اس کے بعد کوارڈینیشن کمیٹی آ گئی - میں جناب والا - کو ارڈینیشن کمیٹی کا بھی ممبر ہوں کوارڈینیشن کمیٹی جسے رابطہ کمیٹی کہتے ہیں کی اس ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ضلع کونسل یہ سمجھتی ہے کہ کوارڈینیشن کمیٹی میں کسی کو کیا حق ہے کہ وہ ان کے پراجیکٹ میں ان کے پروگرام پر کوئی آ کر تنقید کرے اور اس کی ترجیحات مقرر کرے یا اسکو تبدیل کرے جب ضلع کونسل اپنے بجٹ کا ایک پروگرام بنا کر اور ترقیاتی پروگرام بنا کر اپنے ہی ضلع میں پیش کر دیتی ہے تو پھر اس کو جوابدہی کیلئے ڈسٹرکٹ کونسل میں بلایا جاتا ہے اور وہاں پر سارے ڈسٹرکٹ کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ اصل میں ایک پولیٹیکل چکر

بن گیا ہے کہ وہاں پر ایک دوسرے کی جو مختلف پارٹیاں موجود ہوتی ہیں ان کا جو بجٹ پاس ہو چکا ہوتا ہے اس کو revise کرنے کیلئے یا ان پر نقطہ چینی کرنے کیلئے یہ ادارہ قائم ہے ایک طرف تو یہ پولیٹیکل issue ہے - مخالفت ہوتی ہے اور دوسری طرف سے جتنے افسران اسمیں شامل ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ یہاں پر بھی تنقید کریں گے یہ منتخب نمائندے ہیں اور تنقید سے ڈرتے ہوئے وہاں پر آتے ہی نہیں اور جو حقیقت ہے اور جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ڈویژنل کونسل کیوں کامیاب ہوتی ہے اسلئے کہ ڈویژنل کونسل کا ہیڈ کمشنر ہے جب وہاں کمشنر صاحب بیٹھتے ہیں تو تمام ادارے ان کے ماتحت ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جوابدہ ہیں اور بخوبی اور احسن طریقے سے ڈویلپمنٹس وہاں پر پیش ہوتی ہیں وہ ان کو تقسیم کرنے کو تیار ہوتے ہیں مگر ڈسٹرکٹ کونسل وہاں پر اسلئے کامیاب نہیں ہو رہی کہ ان پر وہاں نقطہ چینی ہوتی ہے اسلئے اس کو بھی زیر غور لایا جائے -

جناب والا اس کے بعد کچھ کرائمز کنٹرول کمیٹیاں تھیں - ان کے متعلق بھی عرض کردوں - کرائمز کنٹرول کمیٹوں کے متعلق بہت سے دوستوں نے جو کچھ بتایا حقیقت پر مبنی ہے کہ ہماری انتظامیہ اور پولیس میں اعتماد پیدا نہیں ہوا - وہ یہ سمجھتی ہے کہ ہم عام لوگ نمائندے ہو کر اس میں آ گئے ہیں - یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم ان کے کاموں میں دخل دیتے ہیں - کرائمز کنٹرول کمیٹی میں جب تک ان ممبران کو کوئی اختیارات نہ ہوں یہ کمیٹی بے سود ہے - ڈی-سی چاہے اعتراض سنیں یا نہ سنیں کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا کوئی دائرہ کار مقرر نہیں نہ ان ممبران کو کوئی اختیار ہے - میرے بہت سے دوست جو اس کمیٹی کے ممبر ہیں مجھ سے پوچھتے ہیں کہ جب ہم وہاں بات کرتے ہیں تو وہ ہم پر اعتبار نہیں کرتے اور وہاں پر ہماری کوئی شنوائی نہیں ہوتی -

اس کے بعد چوکیدارہ نظام رائج کر دیا گیا ہے - مجھے جب اسکے متعلق چھٹی ملی میں نے اپنے ممبران کے سامنے یہ آئٹم رکھی کہ اپنے اپنے علاقہ میں چوکیدار رکھیں - اور پانچ پانچ روپیہ فی مکان لیں - میرے ممبران نے انکار کر دیا کہ ہم سے یہ کام نہیں ہوگا - میں نے آج تک اس کیلئے کوشش نہیں کی نہ کوئی اس کیلئے نام دے سکا ہوں اور نہ ہی ہر گھر اور ہر دوکان سے پانچ روپیہ وصول کیا ہے - میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کے متعلق دوبارہ ایسا کوئی طریقہ کار وضع کریں جس سے شہروں میں اسکو کامیاب کر سکیں -

اس کے بعد منصوبہ بندی والوں نے جب چھٹا پانچ سالہ منصوبہ دیا تھا اسکو میں نے دیکھا میں سمجھتا ہوں کوئی 114 ارب روپیہ ان منصوبوں پر لگایا گیا میں نے کوشش کی کہ اپنے شہر کے متعلق کوئی منصوبہ ڈھونڈ سکوں مگر میں کوئی منصوبہ نہ ڈھونڈ سکا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شہروں میں بھی آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اس لئے گزارش ہے کہ اس 114 ارب میں سے شہروں کو بھی کچھ حصہ دیں یہ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی ۔

جناب والا ہم سکولوں کی عمارات زیادہ تر کرایہ پر لیتے ہیں ۔ پہلے سکولوں کی عمارت جو کرایہ پر تھیں وہ زیادہ تر litigation میں ہیں ۔ مالکان سول کورٹ سے ڈگری لے لیتے ہیں اور کرایہ پر عمارات ہم حاصل نہیں کرسکتے کیونکہ کرایے بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں ۔ ہماری بڑی مجبوری ہے ہمیں مجبوراً سکولوں کی عمارات کرایہ پر لینی پڑتی ہیں جو 12-14 سو سے کم نہیں ملتیں ۔ ہمارے مالی وسائل بھی اتنے نہیں کہ ہم خود سکولوں کی عمارات تعمیر کرسکیں اس لئے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ سکولوں کی عمارات کیلئے بھی ہمیں مالی امداد فراہم کی جائے ۔

جناب والا شہروں میں سیوریج بھی ہے سڑکیں بھی ہیں ڈسپنسریاں بھی ہیں اس چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں ہمیں ان کے لئے مناسب رقم فراہم کریں تاکہ ہم اپنے مسائل حل کر سکیں۔

جناب والا آخر میں سڑکات کیلئے عرض کرتا چلوں ۔ یہاں سڑکات کی باتیں ہو رہی تھی ۔ بجلی کی باتیں ہو رہی تھیں ۔ ان کا ہمیں ہر جگہ جال بچھا ہوا نظر آتا ہے ۔ بجلی اکثر دیہاتوں میں پہنچائی گئی ہے اور پہنچائی جائے گی اس کیلئے کافی رقم رکھی گئی ہے مگر میری گزارش یہ ہے کہ سڑکات کے سلسلہ میں تعمیر کا معیار بہتر بنایا جائے ۔ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ آپ نے پچھلے دنوں اخبارات میں پڑھا کہ فلاں سڑک بیٹھ گئی ۔ اس پر سات آٹھ کروڑ روپیہ خرچ آیا مگر ابھی ٹریفک نہیں گزری اور وہ کریک ہوگئی ۔ اس طرح ملکی پیسے کا ضیاع ہوا ۔

جناب والہ 10-15 سال سے لاہور ساہیوال کی سڑک ہر سال repair کی جاتی ہے اور وہ ٹوٹ جاتی ہے ۔ یہ بھی ملکی پیسے کا ضیاع ہے اس طرف بھی توجہ فرمائی جائے ۔ 50 لاکھ روپیہ جو پچھلے تین چار سال

میں اس پر خرچ کیا جا چکا ہے تمام کام غیر معیاری ہونے کی وجہ سے مجھے ڈر ہے کہ سڑک ختم ہوجائے گی اور اسکی از سرنو تعمیر کسطرح ممکن ہوسکے گی اس طرح پیسہ اکٹھا کرکے سڑک بنائی لیکن اسکی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کیوجہ سے وہ تباہ ہورہی ہے ۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر قانون جناب چوھدری عبدالغفور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب والہ ہمیں اس سلسلہ میں غور کرنا ہوگا کہ ہم سڑکوں کے معیار کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں ۔ ہمارے ہاں جو سڑکیں بنتی ہیں چاہے اسکو میری کارپوریشن بنائے چاہے محکمہ ہائی ویز والے بنائیں تمام سڑکوں کی ایک دو سال میں repair شروع ہوجاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر تقریر کا وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجائی گئی) ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ جناب والا مجھے اجازت تھی کہ آپ بولیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ (چوھدری عبدالغفور) کل کیلئے بھی کچھ رکھیں ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ جناب والا میں صرف دو منٹ لینا چاہتا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ کل آپ بول لیں ۔ ملتان ڈویژن سے ایک اور صاحب بولیں گے اسکے بعد پھر لاھور ڈویژن کی باری آئے گی ۔ معزز ممبران سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ کارروائی میں دلچسپی لیں ۔ ابھی کچھ وقت باقی ہے ۔ انشاء اللہ تھوڑی دیر میں اجلاس ختم ہونے والا ہے ۔

جناب لیاقت علی خان ۔ (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، ملتان)

جناب والا ، میں جو سوال اٹھا رہا ہوں ، وہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہے ۔ وہ شاید یہاں نہیں بیٹھے ہوئے ۔ میرا پوائنٹ نوٹ کر کے ان تک پہنچا دیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ فرمائیے۔ چیزیں نوٹ ہو رہی ہیں ۔

جناب لیاقت علی خان ۔ جناب سیکرٹری صاحب لوکل گورنمنٹ نے 27 مارچ کو ایک مراسلہ تحریر کیا جس میں پنجاب کے مختلف اضلاع کو فوکل پوائنٹ سکیم کے تحت 8 کروڑ 72 لاکھ روپے تقسیم کیے گئے ۔ گوجرانوالہ کو سب سے زیادہ (ایک کروڑ 6 لاکھ روپے) ، سیالکوٹ کو ایک کروڑ 3 لاکھ روپے اور پھر کچھ اضلاع کو اس سے کم یعنی ملتان کو 28 لاکھ روپے ملے ۔ اٹک ، راولپنڈی اور ساہیوال کو تقریباً پانچ پانچ لاکھ روپے ملے ۔ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ یا ڈائرکٹر جنرل صاحب رورل ڈویلپمنٹ سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پیسے کس کرائیٹیریا کے تحت تقسیم کیے گئے ہیں ۔ بظاہر ٹاؤن کمیٹی کو فوکل پوائنٹ بنایا گیا ہے ۔ گوجرانوالہ کی پانچ ٹاؤن کمیٹیاں ہیں ۔ جب کہ سیالکوٹ کی چار ٹاؤن کمیٹیاں کو رورل ہیلتھ سنٹر دیے گئے ۔ ملتان کو کوئی بھی رورل ہیلتھ سنٹر نہیں دیا گیا ۔ حالانکہ ملتان میں تین ٹاؤن کمیٹیاں آتی ہیں ۔ جہاں کوئی ہسپتال یا مرکز صحت قائم نہیں ۔ مجھے امید ہے کہ اس کی وضاحت کی جائے گی ۔

ہم لوگ جب ضلع کونسل کی سڑکیں بناتے ہیں ، یا محکمہ رورل ڈویلپمنٹ کی سڑکیں بناتے ہیں تو لوگوں سے کم از کم 24 فٹ چوڑی سڑک مانگتے ہیں ۔ استعمال اراضی کا کام جگہ جگہ ہو رہا ہے اور ساڑھے 16½ فٹ چوڑی سڑکیں چھوڑی جا رہی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ کسی کام نہ آئیں گی ۔ آئندہ کی پلاننگ بھی ہمیں ابھی سے کرنی چاہئے اور یہ پابندی لگانی چاہیے کہ استعمال میں کم از کم 24 فٹ سڑکیں چھوڑی جائیں گی ۔

ولیج الیکٹرفکیشن کے سلسلے میں پراگریس بہت کم ہے ۔ ضلع ملتان میں ماہ مارچ تک صرف ایک موضع کو بجلی فراہم کی گئی جب کہ ہمارا کوٹہ 141 دیہات کا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اپ کا طریقہ کار بہت مشکل اور لمبا ہے ۔ ضلع کونسل دیہات پاس کر کے فہرست سیکریٹری صاحب محکمہ آبپاشی کو ارسال کرتی ہے ۔ وہ اس فہرست کو محکمہ واپڈا کو ارسال کرتے ہیں اور محکمہ واپڈا سروے کر کے کچھ دیہات کاٹ دیتا ہے اور کچھ پاس کر دیتا ہے ۔ پھر نئے دیہات کے لئے دوبارہ کارروائی دہرائی جاتی ہے جس میں خاصا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ محکمہ آب پاشی واپڈا اور ضلع کونسل ہر ضلع میں موجود ہیں ۔ ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ ہی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ہر تحصیل کا کوٹہ مقرر کر کے ہمیں بھیج دیا کرے اور

ضلع لیول پر ضلع کونسل واپڈا اور محکمہ آب پاشی مل کر سارے معاملات کی چھان بین کر لیا کریں - اس سے وقت کی کافی بچت ہوگی اور کام بھی بر وقت سر انجام پائیں گے - فارم ٹو مارکیٹ روڈز بنی ہیں — اس میں بڑی لمبی لمبی سڑکیں بنی ہیں - ملتان میں 27 میل لمبی سڑک بھی بنی ہے - اس کو مکمل ہوئے ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے - وہاں پر بسوں کو ابھی تک روٹ پرمٹ نہیں دیا گیا - شجاع آباد سے بہاول پور نئی سڑک بنی ہے مگر ایک سال میں ابھی تک بسوں کو روٹ پرمٹ نہیں دیے گئے - اس سڑک کا کیا فائدہ جس پر بسیں نہ چل سکیں - لوگوں کو بڑی دقت ہے - فارم ٹو مارکیٹ بھی سڑکیں ہیں - ان پر روٹ پرمٹ جاری کئے جائیں - ایک سوال وزیر تعلیم سے ہے - گورنمنٹ کالج اف ٹیکنالوجی ملتان کے بارے میں روز اخباروں میں خبر آ رہی ہے کہ اس کو بند کیا جا رہا ہے - اب پتہ نہیں وہ صحیح ہے یا غلط مگر کسی نے اسکی تائید کی ہے , نہ تردید کی ہے - میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی وضاحت ضرور کر دیں تاکہ وہاں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے ، وہ ختم ہو جائے - ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ پورے صوبہ میں پانچ چھ مہینے سے بند ہیں طلبہ کو تو ویسے ہی پرواہ نہیں , کھلیں , نہ کھلیں حکومت بھی پتہ نہیں کیوں خاموش بیٹھی ہے - پانچ چھ مہینے سے انسٹی ٹیوٹ بند ہیں حکومت بھی خاموش ہے - مگر والدین بڑے پریشان ہیں - اس بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے - پانچ چھ مہینے کا عرصہ ایک بڑا عرصہ ہے - کوئی بھی اس کی پرواہ نہیں کر رہا - ان کو کھلوانے کے لئے آپ کوئی فوری بندوبست کریں - شکریہ —

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام چیئرمین — میں آپ کی اطلاع کے لیے گزارش کر رہا ہوں کہ ویسے آج ایوان کا وقت ایک بجے تک کا تھا اور سوا ایک بج چکا ہے - اگر آپ چاہیں تو لاہور ڈویژن سے کوئی ایک صاحب پانچ منٹ کے لیے بول سکتے ہیں - (قطع کلامیاں) ورنہ آپ کی مرضی ہے - ویسے ایک بجے تک آج کا وقت تھا - (قطع کلامیاں)

چوہدری محمد صدیق سالار — اپنی ذات کے متعلق تو آپ بات سنیں گے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین — میں اپنے متعلق بات سنوں گا - میں یہیں رہوں گا —

چوہدری محمد صدیق سالار — میرے پاس آپ کی ذات کے متعلق بات ہے - اس کو سن لیں - ذات کی بات تو سننی پڑتی ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین - اگر پرسنل ہے تو علیحدہ کر لیں گے -

چوہدری محمد صدیق سالار - یہ میں ہاؤس ہی میں بتاؤں گا - آپ کی ذات کے متعلق ہے - وہ یہ ہے کہ کارپوریشن یا کوئی میونسپل کمیٹی ہو ,اس کے لیے پچیس لاکھ روپے پرائمری گرانٹس آپ نے ایک سال میں دینے ہوتے ہیں - فیصل آباد کو تو آپ 2 لاکھ 31 ہزار دے رہے ہیں اپ یہ بتائیں کہ وہ پرائمری گرانٹس جو پورے پنجاب کی ہیں ، اس کو محکمہ تعلیم اپنے پاس کیوں رکھ لیتا ہے اور کارپوریشنوں اور بلدیہ کے اداروں کو کیوں نہیں دیتا ، نمبر دو ، جب کہ کامرس کالج کے اندر اپنی بلڈنگ موجود ہے ، لیکچرار موجود ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین - سالار صاحب , یہ تو آپ نے تقریر شروع کر دی - یہ میری ذات کے متعلق تو کوئی سوال نہ ہوا - (قطع کلامیاں باہر صاحب ، پانچ منٹ کے لیے آپ بول لیں -

(قطع کلامیاں) انشاء اللہ ، کل بہاول پور سے شروع کریں گے -

جناب خاقان باہر - (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) آج بھی بہاول پور سے شروع ہوا تھا - لاہور ابھی تک نہیں بولا -

جناب قائم مقام چیئرمین - آپ لاہور کی نمائندگی کر رہے ہیں -

جناب خاقان باہر - میں تو جناب ، پنجاب کی نمائندگی کرنے کی کوشش کروں گا - میں ایک خاص علاقے کی بات نہیں کروں گا - پوزیشن یہ ہے کہ کچھ تقریریں ابھی ہو - چکی ہیں - میرے بھائی نے بھی پولی ٹیکنک کے متعلق اشارہ کیا ہے - میں اس پر چند گزارشات کرنی چاہتا ہوں - پاکستان بھر میں ٹوٹل پچیس پولی ٹیکنک انسٹیٹوٹ ہیں جن میں پندرہ ہزار طالب علم ہیں - پنجاب میں تیرہ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ہیں جن میں آٹھ ہزار طلبہ ہیں - دو پرائیویٹ انسٹی ٹیوٹ کراچی میں ہیں اور اس وقت ایک لاہور میں ہے - اور دو لیڈیز کے ہیں - ایک لاہور میں اور ایک کراچی میں - پوزیشن یہ ہے کہ حکومت نے ابھی ایک پرائیویٹ ادارے کو اجازت دی ہے - اے ایچ پولی ٹیکنک دیو ، شماج روڈ ، لاہور - دو سے تین کروڑ روپے حکومت کو ایک انسٹی ٹیوٹ پر خرچ آیا ہے - سات ہزار سات کروڑ روپے سالانہ خرچ کیا جاتا ہے - چودہ ہزار روپے ایک طالب علم پر سال کا خرچ آتا ہے - تو حکومت کے یہ ادارے ہیں - اور اس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی mpart کی جاتی ہے - جناب کو بتانے کی ضرورت نہیں ، ہاؤس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آج ہماری مین پاور کی باہر پوزیشن کیا ہے

اور وہ کتنی فارن ایکسچینج کما کر لاتے ہیں اور ملک کو کتنی ضرورت ہے۔ تو ہو یہ رہا ہے کہ یہ ادارے مسلسل بند آرہے ہیں۔ اس کی پہلی وجہ جو میں جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ وہاں پر پنجاب کے ایفشینسی اینڈ ڈسپلن رولز نافذ نہیں ہیں ان کی پوسٹنگ اور ٹرانسفر کے رولز نافذ نہیں ہیں۔ وہ اپنی اپنی جگہ پر ایک ایک جزیرہ بن چکے ہیں اور ان میں اکثریت کمیونسٹوں کی ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ان میں پرنسپل بھی ہیں، کارکن بھی ہیں جو وہاں پاکستان آئڈیالوجی کے خلاف اور اسلام کے خلاف breeding کرتے ہیں اور تخریب کار قسم کے عناصر پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تیسری میں گزارش یہ کرنی چاہوں گا یہی پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ہیں جو لڑکوں کو سڑکوں پر لاتے ہیں۔ یہ لڑکوں کا قصور نہیں ہے۔ یہ استادوں کا قصور ہے۔ ان کو آپ نے autonomous بنا دیا ہے۔ جس دن appoint ہوئے تھے اس دن سے لے کر اس جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ خدا کے لیے ان پر پوسٹنگ اینڈ ٹرانسفر ایفی شنسی اینڈ ڈسپلن رولز نافذ کیجیے اور کمیونسٹوں کو اس طریقے سے یہ ادارے چلانے کا موقع نہ دیجیے کہ وہ تخریب کاری کے راستے پیدا کرتے رہیں۔

جناب والا میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ان اساتذہ صاحبان کے ذہنوں میں سے فرعونیت کی بو آتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے ذہن میں مکمل طور پر سیاست ہے اور وہ سیاست پاکستان کے نظریات کے پیش نظر خطرناک سیاست ہے۔ ان کی بہت اکثریت ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ لوگوں کو گمراہ بھی کرتے ہیں اور یہ کروڑ ہا روپیہ لے رہے ہیں۔ حکومت عاجز بیٹھی ہے تمام ادارے ان پروفیسروں کی وجہ سے بند ہیں۔ لڑکے پڑھنا چاہتے ہیں جو بچے ایجیٹیٹ کرتے ہیں وہ پاس ہو جاتے ہیں۔ جو ایجیٹیٹ نہیں کرتے وہ پاس نہیں ہوتے۔ اور سمسٹر سسٹم کو جاری کیا تھا آپ نے ایم۔ اے میں سمسٹر سسٹم ختم کر دیا ہے وہاں بھی ختم ہونا چاہئے۔ وہاں ایک کمیونسٹ پروفیسر کو خوش کرنے کے لئے ایجیٹیشن بھی ضروری ہے اس کی بات بھی ماننا ضروری ہے ورنہ طالب علم پاس نہیں ہونا۔ تو انہوں نے اس پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔ اس پر کمیٹی بٹھائی جائے۔ اس کا تجزیہ کیا جائے وہ ساتھ ہی ساتھ یہ شرارت کر رہے ہیں کہ نئے ادارے جو بن رہے ہیں وہ کسی نہ کسی طریقے سے کوشش کرتے ہیں کہ وہ فیل ہو جائیں۔ جناب والا میں مطالبہ کروں گا اگر حکومت کمیٹی نہیں بنانا چاہتی تو انہیں ڈی نیشنالائزڈ کر دیجئے۔

ہم کیمونسٹوں سے بھی نمٹ لیں گے ۔ ہم ان سب کا بندوبست کر لیں گے ۔ اگر گورنمنٹ سے نہیں ہوتا تو ان کو ہمارے سپرد کیجئے ۔ ہم کر لیں گے ۔ دوسری عرض یہ ہے کہ فوری طور پر ہم ذمہ داری لیتے ہیں میں اس ہاؤس سے اعلان کرتا ہوں کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ آپ ہر ضلع کے لئے ایک پرائیویٹ ادارے کی منظوری دے دیں ۔ ہم دیکھیں گے کہ ہر ضلع میں بنے گا اور وہ چلے گا اور اچھے طالب علم پیدا کرے گا ۔ اور قوم کی افرادی قوت ٹیکنیکل بن کر ابھرے گی اور زرمبادلہ بھی دوگنا ہو جائے گا اور چار گنا کام زیادہ ہوگا ۔ اس لئے آپ اس کو فوقیت دیں اور اس پر توجہ دیں ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — آج کے اجلاس کی کارروائی کا وقت ختم ہو گیا ہے کل دوبارہ شروع کریں گے ۔

اناؤنسر — گورنر پنجاب کی طرف سے ساڑھے پانچ بجے عصرانے کا اہتمام کیا گیا ہے جلو پارک کا نقشہ اور پروگرام اور راستے کا نقشہ آپ تک پہنچ چکا ہے ۔ جو فاضل اراکین اپنے ساتھ ٹرانسپورٹ نہیں لائے ہیں ان کے لئے اسمبلی ہال کے باہر بسوں کا انتظام کیا گیا ہے ان کے لئے ساڑھے چار یا پونے پانچ بجے کے درمیان بسیں موجود ہوگی ۔ وہ ان بسوں کے ذریعے جا سکتے ہیں ۔

(اجلاس کی کارروائی 25 مئی 1983ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی) ۔

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا ساتواں اجلاس

بدھ 25 مئی 1983ء 11 شعبان المعظم 1403ھ

اجلاس کی کارروائی صبح 9 بجے زیر صدارت جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) شروع ہوئی -

اناؤنسر - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم خواتین و حضرات ! السلام علیکم صوبائی کونسل پنجاب کے ساتویں اجلاس کا آج پانچواں دن ہے - اجلاس کی کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے با برکت کلام سے ہوتا ہے - تلاوت کلام پاک قاری علی حسین صدیقی فرمائیں گے -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَسَارِعُوْٓا
اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ
الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
اَوْ مَوْا وَكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَاشْكُرُوْا مِنْ كَمَا مَا اَنْعَمَ
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

س آل عمران آیت 129 و 132 و 133 ، س اعراف 155 و 56 س ابراہیم 34

آل عمران اور آسمان و زمین کی بادشاہت صرف اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

سورہ آل عمران آیت 132-133-134

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہنا تاکہ تم پر رحمت کی جائے اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے اور جو ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو آسودگی اور تنگی میں اپنا مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ اللہ ایسے نیک کردار لوگوں کو بہت دوست رکھتا ہے۔

سورہ اعراف آیت 55-56

لوگو! تم اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے دعائیں مانگتے رہنا بلاشبہ اللہ کی رحمت نیکی اور بھلائی کے کام کرنے والوں کے قریب ہے۔

سورہ ابراہیم آیت 34

اور حال یہ ہے کہ تم نے جو کچھ مانگا اُن سب چیزوں میں سے تم کو عطا کیا گیا اور اگر تم اللہ کے احسانات کا شمار کرنے لگو تو ہرگز شمار نہ کر سکو گے بلاشبہ انسان بے حد ناشکرا ہے۔ صدق اللہ العظیم

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں—(میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ) جناب والا روز نامہ نوائے وقت میں ایک خبر چھپی ہے کہ موجودہ بلدیاتی اداروں کے چیئرمین اور میئر صاحبان 15 جولائی کو سبکدوش کردیئے جائیں گے میں دریافت کرنا چاھونگا کہ اس خبر میں کتنی صداقت ہے۔ اور اگر یہ خبر حقیقت پر مبنی ہے تو موجودہ کونسل کا کیا بنے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین—(ملک اللہ یار خاں) یہ بات میرے علم میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں—جناب والا آج کے روزنامہ نوائے وقت میں یہ خبر چھپی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین—جی ہاں ہوگی لیکن یہ بات میرے علم میں نہیں اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی اس قسم کی خبر شائع کی گئی ہے۔

چودھری ہارون الرشید تھیم—(چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) جناب والا آپ اس کی تردید کردیں تاکہ اخبارات میں تردید چھپ جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین—میں عرض تو کر رہا ہوں اور میں نے واضح طور پر عرض کر دیا ہے کہ حکومت کی طرف سے کوئی ایسی خبر اخبارات کو نہیں بھیجی گئی۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج بحث کا دوسرا دن ہے اور بہت سے معزز اراکین نے اس بحث میں حصہ لینا ہے۔ تو میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم تقریر کے اوقات کار میں کچھ تھوڑی سی تبدیلی کر دیں تا کہ تمام معزز اراکین اس بحث میں حصہ لے سکیں۔ کل ہر ایک معزز رکن کو بولنے کے لئے سات منٹ دیئے گئے اگر آج ہم وقت سات منٹ سے کم کرکے پانچ منٹ تقریر کے لئے اور ایک منٹ wind up کے لئے مختص کر دیں تو بہتر رہے گا اس کے علاوہ میں نے کل اس ایوان کے آداب کے بارہ میں گزارش کی تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین - میں دوبارہ یہ معروضات پیش کر رہا ہوں - اس لئے کہ شاید اس وقت چند معزز اراکین اس ایوان میں موجود نہ ہوں ہمیں ایوان میں کچھ آداب ملحوظ خاطر رکھتے ہوں گے - ان میں سے ایک ہے کہ جس وقت کوئی معزز رکن تقریر کر رہا ہو اس کے سامنے سے نہ گزرا جائے - اگر کوئی معزز رکن باہر جانا چاہتا ہو تو وہ کسی دوسرے راستہ سے باہر تشریف لے جائے تقریر کرنے والے معزز رکن کے سامنے سے نہ گزریں - دوسری بات جو کہ انتہائی ضروری ہے وہ ہے کہ جس وقت کوئی معزز رکن تقریر کر رہا ہو یا کسی اور بات کی وضاحت کر رہا ہو تو اس وقت کوشش کی جائے کہ کوئی اور معزز رکن اس کی تقریر میں مداخلت نہ کرے - حتی الامکان اس بات کی کوشش کی جائے - کل ہمارے آخری مقرر لاہور سے جناب خاقان بابر صاحب تھے انہوں نے تقریر کی تھی آج پھر اسی ترتیب سے شروع کرتے ہیں - ؟

جناب اشفاق شاہد - (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) لاہور جو معزز اراکین کل خطاب فرما چکے ہیں وہ جناب کیا آج نہ بولیں -

جناب قائم مقام چیئرمین - ہاں درست ہے جو اصحاب کل تقاریر کر چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں آج نہیں بولنا چاہیئے آئیے - میاں صاحب -

میاں محمد منیر (سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور) جناب والا - میں آپ کا بےحد مشکور ہوں - اس کے لئے میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں - کہ آپ نے مستورات کی سیٹ میں اضافہ کر کے انصاف پر مبنی فیصلہ کیا ہے یہ واقعی خوش آئند ہے - اس سلسلہ میں میں آپکی توجہ ایک ایسے طبقے کی طرف دلاتا ہوں جو کہ مزدور یونین یا ٹریڈ Unionists ہے - میں درخواست کروں گا کہ ان کی نشستوں میں اضافہ کیا جائے - اور یہ ازحد ضروری ہے کیوں کہ مزدور ہر قوم ہر معاشرہ اور ہر معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں - اس لئے ان کی نشستوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے - ٹریڈ یونینسٹس کی تعداد بڑھائی جائے - جناب والا - گزشتہ پانچ سالہ منصوبہ کی کامیابی کی بہت سی باتیں اس ایوان میں ہوئی ہیں - آپ لوگ اس کے لئے بھی مبارکباد کے مستحق ہیں -

اس میں ایک بات جو میں سمجھتا ہوں بہت ہی ضروری تھی کہ اس کو کسی طریقہ سے بھی explain نہیں کیا گیا - نہ ہی اس کو چارٹ پر دکھایا گیا ہے - کہ اس پانچ سالہ منصوبے روزگار کے مواقع (Opportunities for job) کتنے پیدا کئے گئے ہیں - ملازمتیں کتنے لوگوں کو دی گئی

ہیں ۔ کام کرنے والوں کے لئے کتنے مواقع مزید فراہم کئے گئے ہیں ۔ ان کی تعداد نہ تو کسی نقشہ میں دکھائی گئی ہے ۔ اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی رنگدار چارٹ دکھایا گیا ہے ۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ گزشتہ پانچ سالہ منصوبے میں جو عملدرآمد ہوتا تھا وہ تو ہو چکا ۔ اگلے چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں اس چیز پر بالخصوص توجہ دی جائے کہ اس منصوبہ Job opportunities کتنی ہوگی ۔ اپنی قوم کو ، اپنی قوم کے بے کار افراد کو روزگار کے کتنے مواقع فراہم کر رہے ہیں ۔ کیوں کہ ہماری قوم میں unemployment under employment, half employment بہت زیادہ ہے ۔ اتنی زیادہ کہ اگر اس کا موازنہ کسی Developed country سے کیا جائے ۔ تو ہم بہت پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اگلے پانچ سالہ منصوبہ میں job opportunities کے شماریات (statics) ضرور دیئے جائیں چاہے ہم اس ایوان میں رہیں یا نہ رہیں ۔ وہ تو خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم نے دوبارہ آنا ہے یا نہیں ۔ حضور والا ۔ یہاں ایک بات جو میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ تعلیم کے سلسلہ میں ایک چیف کالج ہے جہاں طلبہ کو ہر سہولت میسر ہے اور اس کے مقابلہ میں بھاٹی گیٹ کا سکول جو کہ داتا دربار کے بالکل قریب ہے ۔ اس میں ٹاٹ اور دیواریں تک نہیں ہیں ۔ ان کی آپس میں کچھ نسبت ہونی چاہئے کیوں کہ چیف کالج کی شاندار عمارت و مراعات والے طلبا کے مقابلہ میں بھاٹی گیٹ کے بغیر دیواروں بغیر ٹاٹوں اور بغیر فرنیچر والے سکول کے طلباء تفاوت inferiority complex کا شکار ہوتے ہیں اس احساس کمتری کو دور کرنے کے لئے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے جس کے متعلق میری بہن نے اچھے جذبات کا اظہار فرمایا تھا ۔ چیف کالج کو ضرور رہنا چاہیے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ میں درخواست کرونگا کہ

جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

چیف کالج نے بھی رہنا ہے اور میرے بھاٹی والے سکول نے بھی رہنا ہے جس میں میں نے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی ہے ۔ لیکن اگر آپ یہ تفاوت دور نہیں کر سکتے ۔ تو میری گزارش ہے کہ پھر اسلام کی بات چھوڑ دیں پھر مساوات کی بات چھوڑ دیں ۔ جناب والا ۔ میرا آخری پوائنٹ ہے جس کی جناب گورنر نے ہمیں گزشتہ اجلاس میں اجازت نہیں دی تھی ۔ ضلع مظفر گڑھ میں ایک وقف ہے ۔ کوڑا خان وقف ۔ گورنر صاحب نے فرمایا کہ یہ کورٹ میں سب جوڈس ہے ۔ اس لئے اس مسئلہ پر اب بحث نہیں ہو سکتی ۔ مگر گزشتہ سیشن اور اس سیشن کے درمیان

ایک نوٹیفیکیشن جاری کر دیا گیا ہے اور ان مزارعین کو جن کو نکالا جا رہا ان کی زمین اگلے ماہ 14، 15 تاریخ کو نیلام کی جا رہی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف پر مبنی نہیں ہے اس سلسلہ میں جناب گورنر کا وہ ارشاد کہ یہ کیس سب جوڈس ہے - تا حال سب جوڈس ہے - میں سمجھتا ہوں کہ بیورو کریسی اور نوکر شاہی نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جناب گورنر کے ان الفاظ کی نفی کی ہے - کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی اس کے باوجود مزارعین کو نکالا جا رہا ہے - تو میری اس سلسلہ میں درخواست ہے کہ آپ مہربانی کر کے کوئی سپیشل کمیٹی قائم کر کے اس کی انکوائری کرائیں - کہ باوجود اس امر کے کہ کیس سب جوڈس ہے - پھر اس پر کس طرح نوٹیفیکیشن ہو گئی اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 23 یا 24 آدمی 150/100 مربع زمین پر قابض ہیں - حالانکہ یہ صحیح نہیں - 144 آدمی ہیں - جو کہ 150/100 مربع اراضی پر قابض ہیں - اگر محکمہ اوقاف یا ڈسٹرکٹ بورڈ کا آپس میں کوئی جھگڑا ہے تو اس میں ان مزارعین کا کوئی قصور نہیں اور ان کو بے دخل کرنے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے - جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے انہوں نے یہ زمین اپنے بزرگوں کا خون پسینہ بہا کر خود جانیں دے کر، سانپوں کا مقابلہ کر کے آباد کی ہے - کوئی ایسی با انصاف کمیٹی بنادی جائے - جو اس معاملہ کو طے کرے کہ بجائے دس روپے فی ایکڑ کے 200/100 روپے فی ایکڑ جو بھی موقع کی قیمت ہو مقرر کر دی جائے چاہے وہ زمین اوقاف کے ہو یا ڈسٹرکٹ بورڈ کے پاس ان کو بے دخل کرنا سراسر زیادتی ہے -

جناب والا - سیاسی جماعتیں اس وقت جو کردار تعلیمی اداروں میں ادا کر رہی ہیں اس سلسلہ میں بھی کافی بات ہو چکی ہے - مگر میں کہنا چاہتا ہوں کہ لیبر فیلڈ میں بھی سیاسی جماعتیں مداخلت کر رہی ہیں - لیبر فیلڈ سے میری مراد ٹریڈ یونین فنکشن سے ہے - یہ اتنا خطرناک پہلو ہے کہ جس پر گورنمنٹ کا غور کرنا بہت ضروری ہے اور اگر گورنمنٹ اس وقت کنٹرول نہ کر سکی تو پولینڈ کی سی حالت ہو جائے گی - خیر وہ تو ایک سوشلسٹ ملک ہے میں اس کی مثال نہیں دیتا بلکہ یہ کہوں گا کہ ٹریڈ یونین versus گورنمنٹ ایک بہت بڑا انقلاب رونما ہو سکتا ہے - کیونکہ سیاسی activities بند ہونے کے بعد سیاسی جماعتیں سیاسی فنڈز ٹریڈ یونین پر استعمال کر رہی ہیں - جو ملک کے لئے بہت خطرناک ہے اور میں جناب کی خدمت میں بڑے ادب سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلہ

میں گورنمنٹ خاص طور پر نوٹس لے کہ سیاسی جماعتیں ٹریڈ یونین میں اپنی مداخلت بند کر دیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔شکریہ ۔

الحاج چوہدری محمد حیات۔(جنرل سیکرٹری ٹرانسپورٹ فیڈریشن لاہور) جناب والا میں عرض کروں گا کہ کل اس پاکستان موٹر سیکرٹری ایوان کے کچھ معزز ارکان نے روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ اور اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے خسارے کے متعلق ذکر کیا تھا ۔ وہ اعداد و شمار تو ایوان کے سامنے آ چکے ہیں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو حال ہی میں مرکز سے علیحدہ کرکے پنجاب کی حکومت کے سپرد کیا گیا ہے ۔ جب تک اس کی دو تین سال کی کار کردگی نہیں دیکھی جائے گی اس کا بغور جائزہ نہیں لیا جا سکے گا ۔ تا حال اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔ مگر جہاں تک روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کا تعلق ہے یہ ادارہ سالہا سال سے خسارے میں جا رہا ہے اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ۔ اس وقت کم و بیش 300 پرائیویٹ سیکٹر کی بسیں کرایہ پر لیکر محکمہ کو چلایا جا رہا ہے تو میری مودبانہ عرض ہے کہ ماضی کے تجربے سے کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہیے ۔

جناب والا اسوقت بس مالکان سود خوروں کے ہاتھوں لٹ رہے ہیں ۔ ان کو کسی بینک سے یا حکومت کے کسی ادارے سے کسی قسم کی facilities نہیں مل رہی ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ ٹرانسپورٹ کو باقاعدہ ایک Industry کی صورت میں declare کیا جائے ۔ کیونکہ یہ لوگ عوام کی سفری سہولتوں میں دن رات خدمات انجام دے رہے ہیں اور محکمہ ٹرانسپورٹ ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے تو اس میں میری مودبانہ عرض یہ ہے کہ کم از کم اضلاعی روٹوں پر چلنے والی بسوں سے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو فارغ کر دیا جائے اور وہ اپنی تمام توجہ شہروں میں مرکوز کر دیں اسطرح نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی ہوگی اور عوام کو زیادہ سے زیادہ سفری سہولتیں مہیا ہو سکیں گی ۔ دوسری بات کہ ٹرانسپورٹ کو ایک علیحدہ محکمہ کی صورت دی جائے ۔ یہ بات بارہا اس ایوان میں کہی گئی ہے ۔ جناب والا ابھی کل کی بات ہے کہ سندھ صوبائی کونسل نے جہاں ٹرانسپورٹ پنجاب کی نسبت 50 فیصد کم ہے یعنی اگر وہاں دس ہزار بسیں ہیں ۔ تو یہاں بیس ہزار ہیں اگر وہاں 5 ہزار ٹرک ہیں تو یہاں 15 ہزار ٹرک ہیں لیکن انہوں نے ٹرانسپورٹ کو ایک علیحدہ محکمہ کی شکل دے دی ہے ۔ پنجاب میں کچھ تو کام ٹریفک پولس

کرر ھی ہے کچھ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کر رہا ہے اور کچھ محکمہ ٹرانسپورٹ کر رہا ہے ۔ جناب والا آج تک سبجیکٹ کمیٹیوں میں جتنی بھی چیزیں discuss ہوئی ھیں ان کی کسی ایک مد پر بھی عمل درآمد نہیں ہو سکا اور نہ ھی کسی قسم کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکل سکا ہے تو میری مودبانہ عرض یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کو ایک علحیدہ محکمہ declare کرنے کیلئے غور و خوض کرنا چاہیے ۔

دوسرا جناب والا میں روڈ سیفٹی آرڈیننس کے بارے کہوں گا جو اسوقت مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔ یہ آرڈیننس موٹروھیکل آرڈیننس کو replace کر رہا ہے ۔ اس میں کئی پروویژن ایسی ھیں جن کو اگر نافذ کیا گیا تو وہ عوام کو قابل قبول نہیں ہونگی ۔ تو میری مودبانہ عرض ہے کہ روڈ سیفٹی آرڈی ننس جس کو پاکستان گورنمنٹ نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے سرکاری طور پر یا غیر سرکاری طور پر جو کمیٹی تشکیل کی ہوئی ہے اس میں شامل ہو کہ ہم نے اپنی suggestions کو Pakistan basis پر ار سال کر دیا ہوا ہے ان پر غور و خوض ہونا چاہیے ۔ دوامر قانون کے محافظوں سے میری مودبانہ درخواست ہے کہ موٹر وھیکل آرڈیننس رولز میں ایک شق موجود ہے کہ کوئی راہ گیر خدانخواستہ اگر کمرشل سرکاری گاڑی کے نیچے یا کسی پرائیویٹ گاڑی کے نیچے آ جائے یا زخمی ہو جائے تو اس کو ہرجانہ دیا جائے ۔ قانون تو شروع ھی سے موجود ہے مگر اس کی نگہداشت نہیں کی جا رہی ۔ ہوتا یہ ہے کہ انشورنس کمپنیاں جعلی سرٹیفیکیٹ جاری issue کر دیتی ھیں اور ان کا دھندا دن رات سالہا سال سے چل رہا ہے اور قانون کے محافظ عرصہ دراز سے نظر انداز کر رہے ھیں ۔ میری مودبانہ گزارش ہے کہ عوام کو عرصہ دراز compensation سے کی جو سہولت دی گئی تھی اس کی کوئی دیکھ بھال look after نہیں ہوئی اس قانون پر باقاعدگی سے عمل درآمد کروایا جائے ۔ جہاں compensation دو ہزار سے 20 ہزار تک مل سکتی ہے اس کا تدارک کیا جائے ۔ دوسرا جناب والا سڑکوں کی حالت کے متعلق میں نے گزشتہ اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ لاہور ساھیوال کی سڑک مرکز کے پاس ہے کو حکومت پنجاب اپنے واپس اپنے پاس لے لے ۔ اس کے تمام اخراجات کے لئے ھم بس مالکان ، ٹرک مالکان ، ایک سال کا ایڈوانس ٹوکن دینے کیلئے تیار ھیں ۔ مگر اس سڑک کی حالت کو جلد از جلد بہتر بنایا جائے ۔ بڑا تکلیف دہ سفر ہوتا ہے دو گھنٹے کی بجائے چھ گھنٹے لگ جاتے ھیں ۔ اس طرف فوری توجہ دی جائے ۔ (شکریہ)

جناب سراج قریشی (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) —
جناب چیئرمین گزارش یہ ہے کہ چند شرپسند عناصر ملک میں گڑبڑ کرنے کیلئے اس قسم کے حالات پیدا کر رہے ہیں اور ایک خاص طریقہ سے لوگوں کو اکسایا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کریں ۔ میں پنجاب کے تاجروں کی طرف سے حکومت کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے تاجر ایسی باتوں میں نہیں آئیں گے ۔ وہ اس ملک میں امن وامان قائم رکھنے کیلئے ہر طرح سے تعاون کریں گے اور اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے نہ صرف زکوٰۃ دیں گے بلکہ انہیں اگر جانیں بھی قربان کرنا پڑیں تو پیچھے نہیں رہیں گے ۔ چونکہ موجودہ حکومت نے تاجروں کے مسائل حل کرنے میں مخلص ہے ۔ اور جس پر خلوص طریقہ سے حکومت تاجروں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس پر بھی میں آپ کا ممنون و مشکور ہوں ۔ لیکن کچھ معاملات ایسے ہیں جو آپ کی توجہ کے طالب ہیں ۔ ایک بات حاجی صاحب نے اربن ٹرانسپورٹ کے متعلق فرمائی ہے اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں حکومت پنجاب کے زیر تحویل آنے کے بعد خسارے میں کچھ کمی ہو رہی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹکٹ چوری کرنے والے کنڈیکٹروں کے سد باب کیلئے کچھ چھاپے وغیرہ مارے گئے ہیں میری یہ گزارش ہے کہ ان چھاپوں کا سلسلہ تیز کیا جائے ۔ لاہور ، اسلام آباد ، راولپنڈی میں بلا ٹکٹ مسافروں کو چیک کرنے کیلئے صرف ایک مجسٹریٹ ہے جو ناکافی ہے اس لئے گزارش ہے کہ اتنے بڑے کام کیلئے مزید مجسٹریٹ مقرر کئے جائیں تا کہ سرکاری سرمایہ خرد برد نہ ہو سکے ۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ لاہور کی اکبری منڈی کو گنجان آباد علاقہ سے منتقل کرنے کا بندوبست کیا جائے ۔ کافی عرصہ سے تاجروں اور حکومت کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے اور حکومت نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ اس کو جلد منتقل کر دیا جائے گا لیکن ابھی تک اس منصوبے پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ میں گزارش کروں گا کہ اکبری منڈی کو فوری طور پر شہر سے باہر مناسب جگہ پر منتقل کر دیا جائے ۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ چونکہ میرا تعلق اندرون شہر لاہور سے ہے ، صوبائی کونسل کے اجلاس میں دو تین دفعہ عرض کر چکا ہوں ضلعی رابطہ کمیٹی میں اور اس کے بعد لاہور میونسپل کارپوریشن کے متفقہ ہاؤس میں بھی یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اندرون شہر پانچ لاکھ شہریوں کو موٹی گیس کی سہولتیں فراہم کی جائیں ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ لاہور کے تاجر اور سماجی تنظیمیں اس بارے میں ترقیاتی اخراجات خود ادا کرنے کو تیار ہیں ۔ یہاں فنڈز کی بھی ایسی کوئی

مشکل نہیں آئے گی ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اندرون شہر کے باسیوں کو سوئی گیس فراہم کرنے کے مناسب احکامات جاری فرمائے جائیں ملتان سے جناب نوابزادہ صاحب نے ڈسٹرکٹ کرائم کنٹرول کمیٹی کے سلسلے میں جو کچھ فرمایا تھا وہ حقیقت ہے اگر آپ ڈسٹرکٹ کرائم کنٹرول کمیٹی کو صحیح طور پر موثر چاہتے ہیں تو اس کو با اختیار بنائیے اس کے بارے میں یہ تجویز ہے کہ ڈسٹرکٹ کرائم کنٹرول کمیٹی کے ممبران کو تھانوں میں جا کر اس بات کا جائزہ لینے کے مناسب اختیار دیے جائیں کہ وہ دیکھیں کہ کس بے گناہ شہری کو بلا جواز تو نہیں بٹھایا ہوا کس کے ساتھ زیادتی تو نہیں ہو رہی اس کے ساتھ ساتھ ڈسٹرکٹ کرائم کنٹرول کمیٹی کے ممبران کو اپنے اپنے اضلاع میں سے ایف ۔ آئی ۔ آر ۔ کی نقول ملنی چاہیں تاکہ وہ اپنے اپنے ضلع میں اور علاقے میں جرائم کی صورت حال سے آگاہ رہیں اور اس پر مناسب تجاویز دے سکیں میں نے یہ گزارش ضلعی کرائم کنٹرول کمیٹی کے اجلاس میں کی تھی لیکن ابھی تک ان کو ایف ۔ آئی ۔ آر کی نقول نہیں فراہم کی جا رہیں ہمیں اخبارات سے خبر مل جاتی ہے کہ فلاں اغوا ہوا وہاں قتل ہوا وہاں پر ڈاکہ پڑا صحافی حضرات ہم سے تعاون کر رہے ہیں لیکن میں باضابطہ طور پر ایک ایسا سلسلہ ہونا چاہیئے کہ اخبارات کی خبروں کے ساتھ ساتھ ایف ۔ آئی ۔ آر کی نقول بھی ڈسٹرکٹ کرائم کنٹرول کمیٹی کے ممبران کو ملنی چاہیں ۔

جناب والا ۔ ایک بہت ضروری بات یہ ہے کہ پنجاب میں مختلف جگہوں پر بلڈ بنک پرائیویٹ طور پر قائم ہو گئے ہیں جن سے غیر معیاری خون فروخت کیا جا رہا ہے ۔ پرائیویٹ بنکوں میں خون چیک کرنے کے لئے کوئی آلات نہیں ہیں ان کے پاس خون کو سٹور کرنے کا کوئی مناسب بندوبست بھی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس اس کام کے لئے ٹرینڈ سٹاف ہوتا ہے پرائیویٹ بلڈ بنک کے مالکان صرف منافع کمانے کیلئے خون میں ملاوٹ بھی کر لیتے ہیں جس سے بیشتر قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں میں اس بارے میں عرض کرونگا کہ پرائیویٹ بلڈ بنکس کو مکمل طور پر بند کر دیا جائے یا ایسا بندوبست کیا جائے کہ یہ پرائیویٹ بلڈ بنکس باقاعدہ طور پر رجسٹر ہوں اور انہیں اس بات کا پابند کیا جائے کہ ٹرینڈ سٹاف رکھیں اور خون چیک کرنے والے آلات رکھیں تاکہ مریضوں کو معیاری خون مہیا ہو سکے ۔

ایک اور جناب والا ۔ گزارش ہے کہ صوبائی کونسل کے ممبران کو جسٹس آف پیس مقرر کیا گیا تھا میں نے سیکرٹری داخلہ سے گزارش کی تھی کہ اس بارے میں مناسب ہدایات طریقہ کار یا اس کے قواعد و ضوابط سے اراکین کو آگاہ فرمایا جائے تا کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کر سکیں ابھی تک میرے خیال میں پورے پنجاب میں کسی بھی رکن ، صوبائی کونسل نے بطور جسٹس آف پیس کام نہیں کیا ۔

شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔پریس کی طرف سے دوبارہ یہ درخواست کی گئی ہے کہ جب کوئی معزز اراکین تقریر کرنے لگیں تو وہ پہلے اپنا نام اور حلقہ کا نام بھی بتا دیں ۔

حاجی مقصود احمد بٹ۔(صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ) لاہور) جناب والا ۔ میں انجمن تاجران لاہور سے تعلق رکھتا ہوں ۔

اولاً میں جناب گورنر پنجاب کا بیحد مشکور ہوں کہ انہوں نے تاجروں کی آواز حکومت تک پہنچانے میں مجھے صوبائی کونسل میں نمائندگی عطا فرمائی ۔

جناب والا ۔ اس سے قبل تاجران کی طرف سے کوئی ایسا نمائندہ اس ایوان میں موجود نہیں تھا جو تاجروں کی آواز صحیح طور پر حکومت تک پہنچائے جیسے ہی مجھے صوبائی کونسل پنجاب میں رکنیت ملی تو میں نے تاجروں کے مسائل پر دو سوالات کئے لیکن گزشتہ مرتبہ وقت کی کمی کے باعث موقع نہیں دیا گیا اور نہ ہی میں تاجروں کے مسائل پر کوئی روشنی ڈال سکا ۔ سب سے پہلا سوال قانون کرایہ داری کا تھا ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب دیا گیا کہ یہ مسئلہ لاء کمیشن کے زیر غور ہے جواب آنے پر مطلع کر دیا جائے گا لیکن دوسری طرف آپ دیکھیں کہ مسلسل بے دخلیاں ہو رہی ہیں ۔ تاجر لوگ اپنے کاروبار سے ہاتھ دھو رہے ہیں ان کا سامان سڑکوں پر پھینکا جا رہا ہے اور گذشتہ دو سال سے مسلسل یہی کہا جارہا ہے کہ آپ انتظار کریں لیکن جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں ایک شعر عرض کروں گا ۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

تو جناب والا تاجر حضرات لاء کمشن کی اس رپورٹ کو کیا کریں گے جب کاروبار ہی نہ رہا ہو اور وہ اپنے کاروبار سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو اور اس کے بعد اگر کوئی لاء کمیشن رپورٹ شائع ہوتی ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا - میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ جب تاجر لوگ لٹ گئے اور کاروبار بھی نہ رہا تو وہ ہم اس لاء کمیشن کی رپورٹ کو کیا کریں گے تو جناب والا - میری استدعا ہے کہ آپ اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور فرمائیں - ہم چاہتے ہیں کہ مالکان اور کرایہ داران کو مساوی حقوق دیئے جائیں - ہم یہ نہیں چاہتے کہ صرف مالک ہی کو بے دخلی کے حقوق دیئے جائیں بلکہ جیسا مالک کو حق حاصل ہے اس طرح کرایہ دار کو بھی اس کا جائز حق ملنا چاہیے تو یہ پہلی عرض تھی -

دوسرے جناب والا - میں نے پروفیشنل ٹیکس کے بارے میں سوال کیا تھا اس کا جواب اتنا تسلی بخش نہیں تھا - نئے سالانہ بجٹ کی آمد آمد ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ بھی آپ کے گوش گزار کردوں - سابقہ حکومت نے تاجروں پر انتقامی کارروائی کے طور پر یہ ٹیکس عائد کیا تھا - یہ ٹیکس جون 1977ء میں لاگو کیا گیا تھا اس سے پیشتر 1971ء میں اس کو ختم کردیا گیا تھا کیونکہ مشرقی پاکستان ہائیکورٹ میں ایک رٹ ہوئی تھی جس پر یہ ٹیکس ختم کر دیا گیا تھا اس کے بعد یہ ٹیکس لاہور اور پاکستان کے تمام شہروں پر سے ختم کردیا گیا لیکن جب تاجروں نے سابقہ حکومت کے خلاف ہڑتالیں کی تو انتقامی طور پر تاجران پر یہ ٹیکس دوبارہ عائد کردیا گیا تھا اسکی حد شرح پانچ ہزار روپے مقرر کی گئی تھی یا تو آپ یہ ٹیکس اس سطح پر لے آئیں - جیسا کہ پہلے تیس روپے تھا یا اس کو بالکل ختم کردیا جائے جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ تمام تاجر حضرات ٹیکس ادا کرتے ہیں انکم ٹیکس دیتے ہیں پراپرٹی ٹیکس دیتے ہیں گین ٹیکس دیتے ہیں تو پھر اس پروفیشنل ٹیکس کا کوئی جواز نہیں ہے اس لئے میری مودبانہ گذارش ہے کہ تاجران پر سے پروفیشنل ٹیکس ختم کردیا جائے -

ایک مسئلہ لاہور کی پولیس عموماً اور ٹریفک پولیس کی خصوصاً کارکردگی کا ہے - میرا تعلق اندرون شہر سے ہے - ٹریفک کی پریشانی کا مسئلہ پارکنگ کی وجہ سے ہے - قبل ازیں بھی ہم نے مطالبہ کیا تھا اور آپ نے ہمیں تسلی دی تھی کہ اگر آپ جگہ مہیا کردیں گے تو پارکنگ ہم خود تعمیر کرانے کے لئے تیار ہیں یا تو لاہور میونسپل کارپوریشن

پارکنگ کے لئے جگہ مہیا کر دے تو ہم اپنی مدد آپ کے تحت وہ جگہ تعمیر کرلیں گے یا کارپوریشن ہمیں وہ جگہ تعمیر کرادے اس سے ٹریفک کا کافی سے زیادہ مسئلہ حل ہوجائے گا اس کے لئے میں نے نیلا گنبد میں ایک جگہ کی نشاندہی کی تھی وہ جگہ اب بھی خالی ہے اور نمونے کے طور پر ہمیں پہلے وہ جگہ دیدیں ہم وہاں پارکنگ بلڈنگ بنا کر دکھا دینگے۔

اس سے پیشتر ایک سوال اکبری منڈی لاہور کی منتقلی کا اٹھایا تھا جناب والا ۔ یہ مسئلہ بھی ہماری طرف سے اٹھایا گیا تھا اس سلسلے میں جناب گورنر صاحب کی صدارت میں 26-2-81 کو ایک میٹنگ منعقد ہوئی تھی ان کی صدارت میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ چھ ہفتے اندر اندر اس فیصلے پر عملدرآمد کیا جائے ۔ اس ضمن میں زمین خریدلی گئی ہے اور پچیس لاکھ روپے اس کی قیمت جمع کروا دی گئی ہے لیکن آج تک وہ معاملہ جوں کا توں پڑا ہوا ہے میری استدعا ہے کہ اس پر جلد از جلد کام شروع کرایا جائے اکبری منڈی لاہور کی منتقلی سے اندرون شہر کی ٹریفک کا کافی سے زیادہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

آخر میں جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ لوڈ شیڈنگ کی طرف مبذول کراتا ہوں ۔ آپکو اور واپڈا کو علم ہوگا کہ دریاؤں میں پانی آگیا ہے اور اس وقت سورج شام سات بجے غروب ہوتا ہے ۔ آپ اس کا وقت بڑھادیں یا یہ لوڈ شیڈنگ ختم کردی جائے ۔

جناب والا ۔ ایک اور مسئلہ جو اندرون شہر سے تعلق رکھتا ہے ۔ وہ میں نے پچھلی دفعہ رابطہ کمیٹی میں بھی اٹھایا تھا کہ پاکستان بننے سے پہلے شہر میں جو سرکاری نلکہ جات نصب تھے ان کو محکمہ واسا نے کاٹ دیا ہے ۔ غریب عوام یہاں سے اپنی پانی کی ضروریات پوری کرتے تھے اسلئے میری استدعا ہے کہ اندرون شہر کے مکینوں کو یہ سہولت واپس دلا دی جائے ۔

آخر میں ایک اور مسئلہ پیش کرتا ہوں کہ گذشتہ ایام گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں میرا جانا ہوا تو وہاں کے مزدوروں کے کچھ مطالبات تھے ان میں سے چند کو میں آپ کے گوش گزارنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں تین شفٹوں میں کام لیا جاتا ہے ۔ مذکورہ پریس کے مزدوروں کا مطالبہ ہے کہ پاکستان کے دوسرے اضلاع کی طرح یہاں بھی تیسری شفٹ ختم کردی جائے ۔ شکریہ

سیٹھ محمد عبدالرحمن—جناب والا میں کل تقریر کرنے سے محروم رہا تھا مجھے وقت نہیں ملا تھا ۔ آج میرے خیال میں مجھے کل اور آج کی ملا کر کمی پوری کرنی چاہئے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین—میں نے گزارش کی تھی کہ جب معزز رکن بولنے کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا نام ۔ جگہ اور ضلع بتائیں تا کہ پریس کو پتہ چل سکے ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن—(چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) جناب والا مجھے محمد عبدالرحمن کہتے ہیں میں بہاول پور میونسپل کمیٹی کا چیئرمین ہوں ۔ میرا یہ فرض ہے کہ میں ایسے واقعات سے حکومت کو آگاہ کروں جو آئندہ تشویش کا باعث بن سکتے ہیں ۔ جناب والا آپ کے علم میں بھی ہے اور اخبارات میں بھی آ رہا ہے کہ مولانا محمد اسلم مبلغ اسلام کو اغوا کر لیا گیا اور تاحال وہ برآمد نہیں ہو سکے ۔ شبہ کیا جا رہا ہے شاید وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں شاید ان کو شہید کر دیا گیا ہے ۔ ایک ایسا طبقہ جو اسلام سے مرتد ہو گیا ہے اس پر اس بات کا شبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ تمام چہرہ دستی ان لوگوں کی ہے ۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں اور آپ بھی پاکستان بھر کے مسلمانوں کے اس مطالبہ پر غور کریں ۔ اس کیلئے تحمل سے کام لیں اور مجرمان کو پکڑیں اور یہ بات عوام کے سامنے آنی چاہئے کہ آخر اس اسلامی مملکت میں ایک مبلغ اسلام اگر اغوا ہو سکتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنی جان و مال کی حفاظت کے معاملہ میں مطمئن ہے کہ حکومت اپنے فرائض پورے کر رہی ہے ۔

جناب والا پرسوں میری ایک کونسلر بہن نے اس بات کی نشاندھی کی کہ مختلف ڈویژن میں مجلس شوریٰ کے اراکین حلقہ بندیوں اور دوسرے معاملات میں دخل اندازی کر رہے ہیں ۔ بد قسمتی سے مجلس شوریٰ میں ایسے حضرات بھی شامل ہیں جن کے متعلق میں نے اس ہاؤس میں پہلے بھی عرض کیا تھا کہ شاید ان کا شجرہ نسب غلط طور پر پریزیڈنٹ صاحب کو پیش کیا گیا وگرنہ نا ممکن تھا کہ وہ لوگ مجلس شوریٰ جیسے اہم ایوان میں بحیثیت رکن پہنچتے ۔ بد قسمتی سے بہاول پور سے بھی تعلق رکھنے والے ایک پرانے سیاستدان جن کے متعلق اخبارات بھرے پڑے ہیں کہ وہ اگر اپوزیشن بنچوں پر بیٹھتے تھے تو ان کا ناطہ سرکاری گورنر ہاؤس سے ہوا کرتا تھا ۔ حکومت کو شاید ایسے آدمیوں کی ضرورت ہو ۔

جناب اشفاق شاہد—ایسے آدمی تو کامیاب ہوتے ہیں ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن۔ہاں جی۔ بالکل ٹھیک فرمایا۔ ہم جیسے تو بہر حال مصیبت ہی میں رہتے ہیں۔ جناب والا میں چاہتا ہوں اس بات کو روکا جائے۔ بہاول پور میں آج ہی ابتدائی حلقہ بندی کی announcement ہوئی تھی لیکن وہ 21 تاریخ کو ہو گئی شاید وہاں اطلاع نہیں پہنچی ہوگی یہ تاریخ 25 تاریخ تک extend کی گئی تھی اس کے متعلق مجھے رات کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کی ہدایات اور گورنمنٹ کی ہدایات کے خلاف وہاں پر حلقہ بندی کی گئی ہے وہاں کے مکین سخت بے چین ہیں۔ اس سلسلہ میں گو اپیل دائر ہو جائے گی لیکن میں چاہتا ہوں یہ چیز اسمبلی کے ریکارڈ پر آ جائے کہ بہاول پور میں یہ کچھ ہو رہا ہے۔ اس کو اگر حکومت مناسب سمجھے تو جناب کمشنر صاحب اور دیگر متعلقہ افسران بھی یہاں موجود ہیں ان کو ہدایات فرمائی جائے کہ وہ بالکل strict ہو کر ان ضابطوں کے مطابق حلقہ بندی کریں جس کے لئے حکومت نے ان کو پہلے ہی ایک ہدایت نامہ جاری کیا ہوا ہے۔

جناب والا اس سلسلہ میں ایک اور اہم مسئلہ کے متعلق جو بلدیات سے وابستہ ہے عرض کرونگا۔ کیونکہ نئے سال کا بجٹ آ رہا ہے۔ گورنمنٹ نے پرچہ پاس ٹکس شرط ختم کر دی تھی جب کہ ایک ٹرک مال سے لدا ہوا حدود کمیٹی میں جاتا ہے اس سے دو آنے کی پرچی لی جاتی تھی۔ حکومت کو ان لوگوں کی طرف سے یہ احتجاج کیا گیا حکومت نے کہا کہ پشاور سے کراچی جاتے ہوئے کئی میونسپل کمیٹز کی حدود سے گزرنا پڑتا ہے تو یہ ایک خاصی رقم بن جاتی ہے۔ جو ان سے کمیٹی والے وصول کرتے ہیں یہ ختم کر دی جائے۔ میں اس سے اختلاف نہیں کرتا لیکن ایک چیز عرض کر دوں اس سے غالباً محصول چونگی بڑھ گیا ہے میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہتے ہیں کہ بعض چیزیں سستی تو جاتی ہیں لیکن سمجھی کم جاتی ہیں۔ پرچی پر تو یہ پابندی لگا دی گئی کہ وہ پرچی لے کر جائے لیکن اس کی جو زضمانت ہے اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ پہلی چونگی میں جب ٹرک داخل ہو وہ ایک رقم سو۔ پچاس رکھا دیتا تھا اور اگر وہ سیدھا جا رہا ہے اس پر ٹائم بھی لکھ دیا جاتا تھا۔ اگر وہ دوسری چونگی پہ جا رہا ہے وہ وہی پرچی دے کر اپنے پیسے واپس لے سکتا تھا۔ اس کے پاس اتنا زیادہ وقت نہیں ہوتا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بہاول پور کو پچھلے سال چونگیات کی ٹھیکے کی نیلامی میں 12 لاکھ روپے کا خسارہ اٹھانا پڑا ہے۔ اور تقریباً بہت سی کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی ایسی ہیں جن کو اگر آپ دیکھیں تو پچھلے سال

لاکھوں روپیہ کی ان کی وصولی ہوئی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ٹھیکیدار اتنے آدمی مقرر نہیں کر سکتا کہ ایک ایک ٹرک کے پیچھے اپنے آدمی دوڑائے کہ وہ کہیں راستے میں مال اتارتے تو نہیں ہیں ۔ اس سلسلہ میں سیکیورٹی رکھنے کی زر ضمانت رکھنے کی وہ ایک پابندی ہے کہ وہ سیدھا چلا جائیگا وہ راستے میں کوئی شے نہیں اتارے گا وہ پابندی عائد کر دیں ۔

(اس مرحلہ پر وقت ختم ہونے پر گھنٹی بجائی گئی)

جناب والا ۔ اس میں آپ نے ان کا وقت بھی شامل کر دیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

سیٹھ محمد عبیدالرحمن ۔ اس کے لئے میں عرض کروں کا موجودہ ٹھیکے آ رہے ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کوئی اس سے پیسے نہیں لیتے ۔ پرچی کے پیسے بھی لینے کے لئے تیار نہیں لیکن اس سے میونسپل کمیٹی کی آئندہ نیلامی کے ٹھیکیدار پر اثر ہوگا جو فوری توجہ کی ضرورت ہے ۔

جناب والا کل گورنر صاحب نے از راہ مہربانی ہم لوگوں نے جلو پارک میں ایک استقبالیہ بخشا جو بڑا مزیدار تھا ۔ بڑی خوشی ہوئی کیونکہ یہ لاہور کے نزدیک ہے اس لئے اتنا بڑا رقبہ جو نیشنل پارک کہلاتا ہوتا ہے وہ شاید یہاں میسر نہیں لیکن بہاولپور میں نیشنل پارک ایسی جگہ پر ہے جہاں کراون لینڈ میلوں تک پڑی ہوئی ہے ۔ جلو 450 ایکڑ پر محیط ہے لیکن بہاولپور میں پہلے ہی مرحلہ میں 5 ہزار ایکڑ مخصوص کئے گئے اور مزید 5 ہزار ایکڑ رقبہ شامل کرنے کی گنجائش موجود ہے وہاں قدرتی طور پر ہاتھی ۔ گینڈا اور بہت سے ایسے جانور ہیں مثلاً ایک جانور سیاہ گوش ہے جو پوری دنیا میں صرف بہاولپور کے علاقے چولستان میں ہوتا ہے ان جانوروں کی افزائش کے لئے گورنر صاحب پچھلی دفعہ جنوری 1982ء میں یہ حکم دے آئے تھے کہ وہاں سڑک اور بجلی پہنچائی جائے نیز جھیل کو پانی بھی دیا جائے ۔ ان احکامات کی اب تک تعمیل نہیں ہوئی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس علاقے کو بجٹ سے اتنے فنڈز دیے جائیں کہ ہمارے دور دراز کے لوگ بھی وہاں خوشی سے آئیں پچھلے سال بھی تقریباً 40 غیر ملکی سیاح وہاں پر پہنچے تھے لیکن چونکہ راستہ ٹھیک نہیں تھا اس لئے ان کو وہاں پر تکلیف ہوئی ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس سال کے بجٹ میں خاص طور پر نیشنل

پارک بہاول پور کے لئے کافی رقم دی جائے تا کہ اس کی حالت بہتر ہو سکے۔

جناب والا بہاول پور میں مڈل کلاسز کے امتحانات کی کچھ دو عملی پالیسی ہے۔ وہاں سکواڈ بھی امتحان لیتے ہیں اور بورڈ میں بھی بچے امتحان دیتے ہیں۔ بہاول پور میں اس سال جتنے بچے فیل ہوئے وہ صرف ریاضی کے مضمون میں فیل تھے۔ حیرت ہوئی کہ ماجرا کیا ہے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ہماری مڈل کلاس کیلئے سکولوں میں ریاضی کے اساتذہ موجود ہی نہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ریاضی کے اگر استاد موجود نہ ہوں بچیاں اور بچے فیل ہو جائیں ایک تو ان کی عمر کا سال ضائع ہوا اور دوسرے ہمارے لئے یہ انتہائی مزاحت کی بات ہے کہ ہم جن اداروں میں بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں وہاں ریاضی کے مضامین پڑھانے کیلئے استاد ہی موجود نہیں۔ میں وزیر تعلیم سے التماس کروں گا کہ جناب آپ اس سلسلہ میں کارروائی کریں اور جو بچے بچیاں فیل ہو گئی ہیں ان کے تھوڑے بہت اگر نمبرز کم ہیں تو ان کو خصوصی رعایت دی جائے تاکہ ان بچوں کا ایک سال ضائع نہ جائے۔ یہ قصور ہمارا ہے گورنمنٹ کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور ہماری میونسپل کمیٹی کے جو سکولز ہیں ان میں اگر ریاضی کے استاد نہیں ہیں تو میں اپنا قصور بھی تسلیم کر لوں گا لیکن بچوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے

جناب والا چولستان کے مسئلہ پر میں ہمیشہ آپکی خدمت میں کچھ نہ کچھ گزارش کرتا رہتا ہوں۔ جناب گورنر صاحب کی خدمت میں ایک گزارش پیش کی تھی کہ ایک خوابیدہ قانون ہے جو فیصل آباد کی آباد کاری ہے ساہیوال کی آباد کاری ہے تھل کی آباد کاری ہے ان کیلئے یہ مسئلہ کبھی نہیں اٹھایا گیا وہ ہمارے غریب چولستانیوں کیلئے پھر جاگ پڑا ہے کہ فیملی کے تحت صرف آدھا مربع دیا جائے۔ اب جس کا باپ زندہ ہے اور اسکے 10 بچے جوان ہیں وہ شادی شدہ ہیں الگ ہیں کیا وہ دعا مانگیں کہ ہمارا باپ مر جائے تاکہ ہم ان سے رقبہ لے سکیں۔ اس لئے جناب گورنر صاحب نے اپنے انٹرویو یہ فرمایا تھا کہ کمشنر صاحب بہاول پور۔ ہمارے منسٹر صاحب متعلقہ اور ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین اور میں اس سلسلہ میں ایک رپورٹ مرتب کریں گے میں جناب وزیر صاحب سے نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ وہاں بہت بے چینی ہے اس کیلئے وقت نکال کر آپ بہاول پور تشریف لائیں تاکہ یہ مسئلہ حتمی طور پر طے ہو اور ان بچارے غریب چولستانیوں کو جو صدیوں سے وہاں ایک بڑی تکلیف

وہ زندگی گزار رہے ہیں صرف ساڑھے بارہ ایکڑ کی ایک لاٹ ایک فیملی کو مل جائے اس سے یہ ہے کہ پاکستان کا اپنا لائیو سٹاک بچ جائیگا۔ اس سال کال کا موسم ہے اور شاید یہ آپکے علم میں ہو کہ ہزاروں بھیڑیں گائیں اس سال اس لئے مرگئیں کہ اگر وہ وقبہ ان کے پاس ہوتا لوگ وہ وہاں ا کو خوراک نہیں دے سکتے تھے اور نہ ہی ان کو بٹھا سکتے تھے یہ ایک قومی نقصان ہے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجائی گئی)

جناب والا اگر ٹائم ختم ہوگیا ہے تومیں احترام کرتا ہوں لیکن اس پابندی کا احترام بہاول پور والے کرتے ہیں باقی کے حضرات نہیں۔

میاں غلام محمد دھریکا۔(وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) جناب والا بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بہاول نگر سے گذشتہ پانچ چھ روز سے آیا ہوا ہوں۔ بہاول نگر کے عوام کا ایک پیغام جو میرے سر پر بوجھ بنا ہوا ہے وہ جس کو کہتے ہیں کہ پیغام دینا فرض ہوتا ہے تو میرے خیال میں میں سب سے پہلے وہ پیغام دوں گا ۔ میں جناب گورنر صاحب کا ضلع بہاول نگر کے عوام اور ارا کین ڈسٹرکٹ کونسل کی طرف سے بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے ہمارے چیئرمین صاحب جناب عبدالغفور چوہدری کو وزارت تعلیم کا محکمہ عطا کیا ہے ۔ ہم بے حد خوش ہیں اور ساتھ اس کا فخر بھی ہے کہ ضلع بہاول نگر کے عوام نے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا تھا جس نے اپنی قابلیت کی بناء پر پنجاب کابینہ میں نمایاں مقام حاصل کیا ۔ ہم دعا گو بھی ہیں کہ جناب گورنر نے ان کے ذمے جو فرائض سونپے ہیں ، ان میں پورا اترنے کی اللہ تعالے انہیں توفیق عطا فرمائے اس کے بعد میں بلدیات کے متعلق گزارش کروں گا ۔ کیونکہ اس وقت موقع نہیں ملا تھا اور پھر بات یہ تھی کہ میں سمجھتا تھا کہ جو صاحبان مشورے دے رہے ہیں وہ قابل بھی ہیں پڑھے لکھے بھی ہیں شاید وہ بات بھی آ جائے گی جو میں کہنی چاہتا ہوں ۔ لیکن پتا نہیں ان کا اس سے واسطہ نہیں رہا یا ان کو علم نہیں ہے ۔ وہ یہ ہے کہ یونین کونسل کو پنچایتی سسٹم دیا جائے تو یونین کونسل بہت زیادہ موثر ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ ٹیکسوں کی وصولی ٹھیکری پہرہ ، گاؤں کی صفائی ، جڑی بوٹیوں کی تلفی ، لین دین کے معاملات ، چھوٹے چھوٹے فوجداری مقدمات ، سب پنچایتی سسٹم

میں موجود ہیں ۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ میں پنچایت میں رہا ہوں لیکن چونکہ میرا تجربہ ہے ۔ میں دس سال سرپنچ رہا ہوں ۔ اس میں جڑی بوٹیوں کا جو زیادہ سے زیادہ خاتمہ ہوتا ہے ، اس کی مثال نہیں ملتی ۔ کیونکہ اس میں اختیارات ہیں ۔ اس میں کسی کو طلب کیا جا سکتا ہے ۔ اگر وہ نہیں آتا تو بذریعہ علاقہ مجسٹریٹ طلب کر کے اس کو کم از کم ہدایت کی جا سکتی ہے یا نہ مانے تو اسے جرمانہ بھی کیا جا سکتا ہے ۔ میرے خیال میں پنچایتی سسٹم زیادہ بہتر ہو گا ۔ اگر پنچایت ایکٹ کو پڑھا جائے تو اس سے کافی مدد ملے گی ۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ سب صاحبان اس کے حق میں ہیں کہ مرکز نہیں ہونا چاہیے ۔ لیکن علم نہیں ہو سکا کہ یہ بات آج کیوں ہو رہی ہے یہ تو پہلے ہونی چاہیے تھی ۔ کیونکہ ان کے دفاتر وغیرہ پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں جو اس سرمایہ سے ایک ضلع کی پوری ڈویلپمنٹ ہو سکتی ایسے ضلع اب بھی موجود ہیں میں اپنا ہی نام لوں گا کہ ضلع بہاولنگر سب سے پس ماندہ ہے جس میں سب سے اہم شعبہ تعلیم ہے ۔ اس وقت بھی 111 میل ، یعنی ہیڈ سلیمانکی سے لے کر ہیڈ اسلام تک اور ریلوے کا شمالی حصہ جو دریائی علاقہ بھی بنتا ہے بارہ تیرہ میل کا فاصلہ ہے اس پورے علاقے میں صرف چار ہائی سکول ہیں ۔ اس طرح پانچ یا چھ مڈل سکول ہیں ۔ اور اسی طرح پرائمری سکولوں کی بھی کمی ہے ۔ اس حقیقت کے باوجود کہ تعلیم کو اس وقت بڑی اہمیت دی جا رہی ہے ۔ ہمیں کچھ مڈل اور کچھ ہائی سکول ملے بھی تھے ۔ لیکن اس علاقے میں ان کا اجراء ہم اس لیے نہ کر سکے کہ وہاں پرائمری سکولوں میں نرسری کے طالب علم مڈل کے لیے اور مڈل سکولوں کے طالب علم ہائی سکول کے لیے ہمیں میسر نہ تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مراکز کے دفتروں پر جو رقم خرچ کی گئی ہے اگر ایسے پسماندہ ضلع کو دی جاتی تو اتنی ڈویلپمنٹ ہوتی کہ جس کی مثال نہ ملتی ۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ زراعت اور صنعت میں فرق چلا آ رہا ہے ۔ زراعت کار جو اجناس پیدا کرتا ہے ، اس پر حکومت کا کنٹرول ہے اور اس کی قیمت حکومت مقرر کرتی ہے ۔ یہ نہیں کہ میں صنعت کار کے خلاف ہوں ۔ صنعت ہماری بہت اہم چیز ہے اور ہونی بھی چاہیے ۔ لیکن صنعت کار کی جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ، ان پر کوئی کنٹرول نہیں ہے ۔ اگر میرے خیال میں اس کا تجربہ کیا جائے تو زراعت پیشہ لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا بھی ہے ۔ پرسوں میں شوگر کے متعلق بات کر رہا تھا تو لغاری صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا ۔ میں صرف کماد کی مشکلات

کا اظہار کرتا ہوں ۔ سارے زمیندار بھائی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ گنے کی ایک فصل پر زمیندار کتنی محنت کرتا ہے ۔ جب گنے کو بویا جاتا ہے تو سب سے پہلے ایک ایک گنے کو کاٹ کر اس کی صفائی کی جاتی ہے ۔ پھر اس کی چھوٹی چھوٹی ٹوریاں (پوریاں) کرتا ہے ۔ پھر اس کو گوڈیاں زیادہ دیتا ہے ۔ اس میں کھاد زیادہ استعمال کرتا ہے ۔ پھر جب کٹائی ہوتی ہے تو اس پر اس کا وقت خرچ ہوتا ہے ۔ لغاری صاحب نے فرمایا تھا کہ اس پر 6ء80 روپے خرچ ہوتا ہے اس لیے ہم 7ء00 روپے دیتے ہیں میں گزارش کرتا ہوں کہ ہماری چینیاں شوگر مل میں پچھلے سال مل مالک کو پندرہ کروڑ روپے منافع ہوا تھا۔ اس کے مقابلے میں اندازہ کریں کہ زمیندار کو کتنا بچتا ہے۔ اگر کسی جنس کا نرخ دو یا چار روپے بڑھایا جاتا ہے تو صنعتکار اپنی مرضی سے اس سے چار گنا زیادہ کر دیتے ہیں۔اسی طرح دکان داروں کے پاس جتنا مال موجود ہوتا ہے وہ اس پر اپنی مرضی سے اضافہ کر دیتے ہیں پہلے دکان دار نرخوں کی لسٹ لگایا کرتے تھے لیکن اب یہ بھی نہیں ہو رہا۔تو مہربانی کرکے اس فرق کو ختم کیا جائے۔کیونکہ زمیندار تو وہ ہے کہ جس پر مالیہ یا آبیانہ وغیرہ جو کچھ بھی ہے ہر شکل میں قائم ہوتا ہے حالانکہ صنعتکار یا بزنس مین کا انکم ٹیکس میں بھی ایکتا ہوجاتا ہے تو زمیندار کی مدد کرنے کے لیے زراعت کو یا زرعی اجناس کو کھلا چھوڑا جائے۔ اس کے لئے اپیل میں اس لیے نہیں کروں گا کہ تمام طبقے سے واسطہ پڑتا ہے۔میں یہ بھی نہیں کہتا کہ تمام غریبوں کو مشکلات میں ڈالا جائے۔ لیکن صنعت پر بھی کنٹرول ہونا چاہیے۔اس کی قیمت مقرر ہونی چاہیے ۔ زمیندار دن رات محنت کرتا ہے۔میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جو ہماری پالیسیاں بناتے ہیں ان میں سے کئی پالیسی ساز حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو یہ پتہ تک نہیں ہوتا کہ کپاس گنے اور گندم میں کیا فرق ہے اس لیے کم از کم زمیندار کی مدد کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین — جناب ظہیر احمد تاج صاحب۔

چوہدری ظہیر احمد تاج — جناب چیئرمین گزارش ہے کہ ہاؤس میں معزز اراکین نے جس طرح مختلف شہروں میں دل چسپی کا اظہار کیا ہے زراعت میں رورل ڈویلپمنٹ میں شہروں کی ترقی میں میں ان سے سر نہوست یہ عرض کروں گا جب کبھی آئندہ اجلاس ہو تو مہربانی کر کے بحث کے لئے ایک دن ایجنڈے میں شامل مختص

فرمایا کریں کہ اچھی تجاویز ان کے لیے بھی قوم کے لیے علاقے کے لیے ملک کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔یہ میری ان سے درخواست ہے۔موجودہ صورتحال میں ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پورے پاکستان میں ملوں کی بھرمار ہے اور پنجاب میں کم از کم کسی لحاظ سے دس پندرہ کے درمیان ملیں بند ہو چکی ہیں اور دوسری طرح یہ ہو رہا ہے کہ ٹیکسٹائل ملوں کے لائسنس جاری ہورہے ہیں۔میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا بعض لوگ صرف اس لیے نئے لائسنس جاری کروا رہے ہیں کہ انہیں آئی ڈی بی پی سے بنک سے صرف اور صرف پیسے لینے ہیں۔اگر ان کی بنیادی غرض یہ ہے تو انتہائی افسوس ناک ہے۔ میں جناب چیئرمین اور اراکین ایوان سے یہ عرض کروں گا اب صورت حال انتہائی مخدوش ہے۔ایک طرف تو بے روزگاری بڑھ رہی ہے ٹیکسٹائل ملیں بند ہو رہی ہیں دوسری طرف نئے لائسنسوں کا اجراء بے روزگاری کو بڑھانے کے مترادف ہے۔ہونا یہ چاہیے کہ جو پرانے sick یونٹس ہیں اگر وہ نہیں چلا سکتے تو ان کو نیلام کیا جائے۔جو مستحق اشخاص لینا چاہیں لے لیں اور ان میں نئی مشینری کے لیے انہیں خصوصی رعایت دیں۔ ان کو بلک قرضہ دے ان کو آئی ڈی بی پی قرضہ دے تاکہ ٹیکسٹائل ملیں بند ہو رہی ہیں ان کو نئے سرے سے اچھے انداز میں renovation کرکے چلا سکیں۔یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کے باعث اس وقت ٹیکسٹائل ورکرز خاص طور پر پریشان ہیں کیونکہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی صنعت ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے ۔ اس کے علاوہ جو ہمارے ہاں پلاننگ ہوتی ہے ۔ وہ عجیب و غریب ہوتی ہے جب جننگ فیکٹری لگنا شروع ہوتی ہیں ۔ تو دھڑا دھڑ لگنی شروع ہو جاتی ہیں ۔ اگر شوگر ملوں کی باری ہے تو شوگر ملیں لگنی شروع ہو جاتی ہیں ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ شوگر ملیں لگیں اور لگنی چاہئیں ۔ اور انتہائی موزوں جگہ پر لگنی چاہیں لیکن اس کو بائی پروڈیکشن انڈسٹری بنائیں صرف شوگر ہی پیدا نہ کریں بہت سی چیزیں ہم لوگ امپورٹ کرتے ہیں ۔ جو ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں وہ ریفائین ہوکر مختلف شکلوں میں ہمیں ملتا ہے ۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بائی پروڈیکشن انڈسٹری بھی شوگر انڈسٹری کا حصہ ہونا چاہئے تاکہ ہم بہت سی چیزوں کو امپورٹ کرنے سے بچ جائیں ۔ اور ہمارا کثیر زر مبادلہ بچ جائے ۔ لیہ شوگر فیکٹری جو (انڈسٹریل ڈیولپمنٹ) اتھارٹی کی ہے اور (یہ سب سے پہلی پاکستان میں مل تھی ۔ اسکو اس کی اچھی) کارکردگی

پر پچھلے سال اوارڈ دیا گیا ہے ۔ اس کو حکومتی سطح پر بڑے بڑے اچھے سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے ہیں ۔ لیکن بدقسمتی سے اس کو اس سال بند کیا جا رہا ہے ۔ یہ چیز ہماری سمجھ سے بالکل باہر ہے اگر گھاٹے کی مل ہے تو ہونے دیجئے ۔ اگر کوئی پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر میں کمپیٹیشن ہو تو خدا کے لئے اسکو رہنے دیجئے اگر منافع کی شکل میں ہے اس کو رہنے دیجیے میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اسے کیوں بیچا جا رہا ہے ۔ اور اسکو بیچنے کا کیوں کوئی طریقہ نکالا جا رہا ہے ۔ ایک طرف بے روزگاری ہے دوسری طرف ورکروں کی پریشانیاں ہیں تیسرے علاقائی طور پر لوگوں کے احساسات اور جزبات مجروح کئے جا رہے ہیں ۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اسکی پلاننگ ہو ۔ اس وقت آپ نے ملتان ڈویژن میں محسوس کیا ہوگا اور وہاں پر میں نے خود دیکھا کہ باغات ختم کر دئے گئے ہیں ۔ محض اسلئے کہ انکو گنو ۔ فروٹ کے صحیح ریٹ نہیں مل رہے تھے ۔ ہونا یہ چاہئے تھا ۔ کہ ایگرو بیس انڈسٹری بنتی ۔ اور اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے تھی ۔ اگر ایک باغ جو چار پانچ سال میں تیار ہو اور پانچویں سال مالک اسے ختم کرنے کے متعلق سوچے گا ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دل شکنی ہو ئی اس زمیندار نے جو منافع کے توقعات رکھے تھے وہ اس کو نہیں مل سکے ۔ اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے لاکھوں من فروٹ ضائع ہو رہا ہے اس کو مہربانی کرکے اسکو انڈسٹری دیجئے جس میں اس فروٹ کی صحیح پیکنگ ہو اس کو ایکسپورٹ کر سکیں تو اس کی حوصلہ افزائی ہوگی اس لئے اس کو خصوصی رعایت دیجئے ۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ۔ اس کو آپ وقتاً فوقتاً کرتے رہیے تاکہ آپ کا چھوٹا سا مسئلہ ہے اور سمال انڈسٹری کارپوریشن ایک بہت بڑا محکمہ ہے وہ بہت صاف ستھرا محکمہ ہے کیا ضلع کونسل میں سمال انڈسٹری نے سمال سکول پر کوئی انڈسٹری بنائی ہے ۔ یا کسی لوکل کونسل کے ساتھ منسلک کی ہے ۔ اور اگر کی ہے تو اس کا سسٹم کیا ہے یا صرف سمال انڈسٹریز کارپوریشن ہے اور وہ اتنی سمال ہے ۔ کہ بہت ہی سمال ہے ۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا دل سمال ہو حالات سمال نہ ہوں لیکن سمال انڈسٹریز کا مطلب ہے کہ کاٹیج انڈسٹریز ہونی چاہئے ۔ اس وقت یہ ہمارے ملک کی ضرورت ہے ہمارے ملک میں ایسی انڈسٹریز کی ضرورت ہے جیسے انڈسٹریز کی ضرورت ہے مکینیکل انجنیرنگ کی ضرورت ہے ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ نئی ٹیکسائل انڈسٹریز لگائی ۔ بند کیجئے ۔ آپ کیمیکل انڈسٹریز لگائیے مکینیکل انڈسٹریز لگائیے ۔ ہمارے ہاں کی پلاننگ بہت دلچسپ ہے ۔ شہر

کے اندر عجب معاملہ ہے ۔ کبھی ٹیلیفون والے آجاتے ہیں ۔ تو سڑکیں صاف کر دیتے ہیں کبھی سیوریج والے آجاتے ہیں تو وہ سڑک کو اکھاڑنا شروع کردیتے ہیں ۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ان محکموں کی آپس میں کو آرڈینیشن نہیں ہے ۔ اسلئے میری عرض ہے کہ آپس میں پلاننگ کرکے کام کیا جائے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ—(چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور) جناب والا ہمارے بہاولپور میں ایک اسلامیہ یونیورسٹی ہے باقی تمام پاکستان کی یونیورسٹیز میں ہاوس رینٹ 45 فیصد ملتا ہے اور کنویئنس الاونس 70 سے 285 روپے ملتا ہے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو یہ نہیں ملتا اس لئے ہمیں اچھے استاد نہیں ملتے ۔ اور اس طرح یونیورسٹی اچھے اساتذہ سے محروم ہے ۔ اس کے بعد میں ایک 1977ء کا قانون وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں لاتا ہوں یہ پرنسپل لاز کے متعلق ہے اسکی ایک کاپی بعد میں وزیر موصوف کے حوالے کر دونگا ۔ وہ متروکہ جائداد کے متعلق ہے یہ 1975 میں منظور ہوا لیکن اسکا اثر 1948 سے ہی پیدا ہوگیا تھا اس سے بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں ۔ اور اس کو وزیر صاحب دیکھکر اپنا راستہ قائم کریں گے اور گورنر صاحب کو پیش کریں گےاور کوشش کریں گے کہ جو پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں وہ حل ہو جائیں ہمارے بہاول پور میں ایک بہت بڑی نہر اے ۔ بی برانچ ہے ۔ جو تحصیل احمد پور شرقیہ کا مالم اور بہاول پور کی تحصیل کا دو تہائی حصہ سیراب کرتی ہے لیکن افسوس ہے کہ انہار کی ناقص کارکردگی کی بناء پر پچھلے سال متواتر وارہ بندی رہی ہے ۔ اور اس کا کافی علاقہ متاثر ہے ۔ یہاں تک کہ پینے کا پانی بھی لوگوں کو نہیں ملتا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ اس سال پانی کی کمی ہے حقیقت میں پانی کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ اس نہر میں وارہ بندی کی جا رہی ہے ۔ اور ہمارا علاقہ اچھا خاصا سیرابی سے محروم ہو رہا ہے ۔ میں نے سنا ہے کہ اس میں خاص سازش کی جا رہی ہے ۔ خاص طور پر ایکس ای ۔ این احمد پور شرقیہ ہیں ۔ میں آپکے توسط سے محکمہ انہار کو عرض کرونگا کہ اس کی طرف فوری کارروائی کی جائے ۔ تاکہ علاقہ پانی سے محروم نہ ہو ۔ اس کے بعد میں آپکے توسط سے جناب آئی جی صاحب پنجاب کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراونگا کہ ایک صاحب ہماری اس کونسل کے رکن تھے اور میانوالی کے سابق چیئرمین بھی تھے ان کا نام ملک امان اللہ شاہانی ہے لیکن ضلع بھکر بننے کی وجہ سے چیئرمین نہیں

رہے ہیں مجھے ایک پرچہ کی نقل دی گئی ہے ان کو یونین کونسل کے سیکریٹری نے برے نتائج کی دھمکی دی ہے اور سرکاری کام میں مداخلت کا پرچہ درج کرایا ہے ظاہر ایک سازش معلوم ہوتی ہے - میں آپکے توسط سے یہ عرض کرونگا کہ آئی جی صاحب ذاتی طور پر اس کیس میں دلچسپی لیں تاکہ اس معزز ممبر کے ساتھ زیادتی نہ ہو اسکے بعد کل بہت سے ہمارے اراکین کونسل نے منڈی مویشیاں کے متعلق عرض کیا تھا میں اتنا عرض کرونگا کہ اس منڈی مویشیاں کے سلسلے میں 40 رکنی کمیٹی قائم کی گئی تھی - اور گورنر صاحب نے ہدایت بھی دی تھی کہ ضلع کونسل اچھی خاصی آمدنی سے محروم ہے کیونکہ اربن کونسل کونسلیں اب منڈیاں لگا رہی ہیں - اور ضلع کونسلیں بھی ہمارے ساتھ ساتھ جارہی ہیں - اچھی خاصی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں ضلع بہاولپور کی منڈی مویشیاں کی کشمکش عدالت تک پہنچ گئی ہے اور ہمیں اچھا خاصا نقصان ہو رہا ہے میں عرض کرونگا کہ اس سلسلہ میں جو آرڈیننس جاری ہو چکا ہے اس کو قانونی شکل دی جائے تاکہ اس کی ترمیم کرکے اس سے صحیح فائدہ اٹھا سکیں ساتھ ہی کمشنر صاحب کو ہدایت جاری کریں کہ وہ مداخلت کرکے مسئلہ حل کریں - جہاں ضلع کونسل کا حق بنتا ہے وہاں ضلع کونسل منڈی لگائے جہاں اربن کونسل کا بنتا ہے وہاں اربن کونسل لگائے اور 20 فیصد ضلع کونسل حصہ دینے کے لئے تیار ہیں - جہاں اربن لوکل کونسل چیئرمین صاحبان کو مغالطہ ہوا ہے بکر منڈی اب بھی قانوناً لگا سکتے ہیں اس میں مداخلت نہیں کریں گے - بکر منڈی کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اس شہر میں جتنے جانوروں کی ضرورت ہے وہ ان کو اپنے استعمال کے لئے لا سکتے ہیں - اور وہ دوسرے اضلاع میں بھیج نہیں سکتے ضلع کونسل جو منڈی مویشیاں لگاتے ہیں وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو بھیج سکتے ہیں - یہ واضح فرق ہے پہلے بھی جب آپ بہاولپور تشریف لائے تھے میں نے عرض کیا تھا آپ اس میں مہربانی فرمائیں - یہ ایک اچھا خاصا مسئلہ ہے - اور سب پریشان ہیں - مہربانی ہوگی - شکریہ -

میاں عبدالغفور مطلوب—(چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور) جناب چیئرمین ایک مسئلہ ہے کہ ایک آدمی جب چیئرمین صاحب کو یا ممبر صاحب کو درخواست دیتا ہے اور اس کے بعد اسکی درخواست کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور ڈگری پاس ہو جاتی ہے - تو پھر اسے دیوانی عدالت کے چکر لگانے پڑتے ہیں یہ سب سے بہتر ہوگا کہ جب conciliation court جب کوئی ڈگری پاس کرتی ہے تو وہی پاس شدہ ڈگری

ڈسٹرکٹ جج صاحب کے پاس بھیج دی جائے - اور وہ اس کی ریکوری کرا کے اپنی ایجنسی کے ذریعے پھر conciliation court کے پاس بھیج دے - اور وہاں بھیج دے - اور وہاں سے آکر وہ آدمی اپنی ڈگری شدہ رقم حاصل کر لے بجائے اس کے کہ وہ آدمی عدالتوں کے چکر لگائے اور اس ڈگری کو وصول کرنے کے لئے سالہا سال لگ جائیں - جناب والا ہمیں تلخ تجربہ ہے یہ بیلف لوگ کسطرح وصولی کرتے ہیں - اس حد تک قانون میں ترمیم کی جائے -

جناب قائم مقام چیئرمین—راجہ بشارت صاحب -

جناب محمد بشارت راجہ—(چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) جناب والا - ایک معزز رکن تھے بیگم نجمہ حمید صاحب کے گذشتہ روز اٹھائے گئے ایک نکتہ کے جواب میں کچھ فرمایا ہے تو میں سب سے پہلے اس کی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں - انہوں نے بڑے پر زور انداز میں اور زور دیکر ایک شعر پڑھا - "کہ جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو" - تو میرے خیال میں اس ہاؤس میں اس بات سے کوئی بھی اتفاق نہیں کرے گا کہ کسی تعلیمی ادارے کو تباہ و برباد کر دیا جائے بیگم صاحبہ کا خیال یہ تھا کہ جو پسماندہ تعلیمی ادارے ہیں ان کا معیار بلند کیا جائے - ان کے لئے کوشش کرنی چاہیے کہ انہیں ایچیسن کالج کے برابر لایا جائے نہ کہ یہ کوشش کرنی چاہیے اور یہ سوچ رکھنی چاہیے کہ جو بہتر ادارے ہیں ان کو پامال کر دیا جائے - تو میں یہ گذارش کرونگا کہ اس قسم کی سوچ نہیں ہونی چاہیے بلکہ مثبت سوچ ہونی چاہیے - تو جو تعلیمی ادارے انسٹی ٹیوشن ایسے ہیں جن کی کارکردگی قابل تقلید ہے اور ان کی مثال دی جاسکتی ہے تو انہیں قائم رکھنا چاہیے- اور دیگر اداروں کو مزید بہتر بنانا چاہیے-

جناب والا - اس کے بعد میں کچھ گذارشات رورل ڈویلپمنٹ کے بارے میں پیش کرنا چاہتا ہوں - گذشتہ روز چیئرمین پی اینڈ ڈی نے اپنے بیان کے دوران رورل ڈویلپمنٹ کے متعلق فرمایا کہ آئندہ پانچ سالہ منصوبے میں اس کو زیادہ اہمیت دی جائے گی - یہ بات خوش آئند ہے - تو اس سلسلے میں میں گذارش کرونگا کہ رورل ڈویلپمنٹ کے لئے جو فنڈز مخصوص کئے جائیں وہ سب سے پہلے ضلع کونسل کی سطح پر on going سکیموں کے لئے مخصوص کئے جائیں - جیسا کہ ہر ضلع میں بے شمار ایسی سکیمیں ہیں جو کہ on going ہیں اور ہر سال ان کے لئے رقم مخصوص ہوتی ہے وہ رقم ان سکیموں کے لئے

ضرور ملنی چاہیے یہ عجیب بات ہے کہ نئی سکیمیں تو ہم ہر سال شامل کرتے جا رہے ہیں ۔ لیکن پہلے سے جو on-going سکیمیں ہیں ان کے لئے بالکل کوئی فنڈ مہیا نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ میں اپنے ضلع کی مثال پیش کرتا ہوں کہ تقریباً پچھلے تین سال سے چار پانچ یا چھ لاکھ زیادہ سے زیادہ دس لاکھ روپیہ تک ایک دفعہ on-going سکیم کے لئے مخصوص ہوا ہے ۔ تو بعض سکیمیں ایسی ہیں جو 1973ء یا 1974ء سے بھی چل رہی ہیں اور آج تک وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچیں ۔ اوپر سے ہم یہ کر رہے ہیں کہ ہر سال مزید نئی سکیمیں ان میں ڈال رہے ہیں ۔ میری گذارش ہے کہ پہلے on-going سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے اس سال زیادہ فنڈز مخصوص کئے جائیں تا کہ ہم ان کو مکمل کر سکیں اور اس کے بعد آئندہ کوئی نئی سکیم شروع کریں ۔ اس طرح فوکل پوائنٹ کے متعلق کل چیئرمین ضلع کونسل ملتان نے بھی بات کی تھی ۔ میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں اور یہ گزارش کرونگا کہ اس مسئلے میں واقعتاً بعض اضلاع کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں راولپنڈی ضلع کی مثال دونگا 1982-83ء کے لئے ہمیں صرف 6 لاکھ 88 ہزار روپے فوکل پوائنٹ سکیم کے تحت ملے ہیں ۔ اسی طرح 1983-84ء کے لئے بہت کم رقم allocate کی گئی ہے جبکہ پنجاب میں بعض اضلاع ایسے ہیں جن کو ایک ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے ۔ تو جناب سے گذارش ہے کہ اس معاملہ میں خصوصی توجہ دی جائے ۔ اور اضلاع کے درمیان جو فرق روا رکھا گیا ہے اس کو ختم کیا جائے اس طرح ایک دو دن پہلے شیخ غلام حسین صاحب نے میونسپل کارپوریشن کے متعلق بات کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ پرائیویٹ بنکوں میں working balance رکھنے کی اجازت دی جائے ۔ حالانکہ ان کی اپنی میونسپل کارپوریشن نے ان کو پہلے سے اجازت دی ہوئی ہے مگر وہ اس کو enhance کروانا چاہتے تھے ۔ تو میں ضلع کونسلوں کے متعلق یہ گزارش کرونگا اسمیں شیڈول بینکس میں اپنے اکاونٹ working balance کے طور پر رکھنے کی اجازت دی جائے جو کہ ابھی تک کسی ضلع کونسل کو حاصل نہیں ہے شائد کسی ایک آدھ کیس میں ہو لیکن میرے خیال میں کسی کو نہیں ہے ۔ تو یہ خاص طور پر working balance کے لئے ضلع کونسل کو اجازت دی جائے ۔ رورل الیکٹریفیکیشن کے متعلق بھی باتیں ہوتی رہی ہیں ۔ اس سلسلے میں جناب سے گزارش کرونگا کہ کل میں نے وائس چیرمین صاحب سے بھی اس مسئلے کو اٹھایا تھا راولپنڈی ضلع سے ہم متفقہ طور پر جناب کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ آئندہ 1983-84 کے لئے بے شک

اس میں سیم کے پانی کی ایک نہر تین سال سے کھڑی ہے حالانکہ مدوانا ڈرین میں جاکر وہ نہر گرے گی اور وہ زمیندار جو دو برس سے اپنے جانوروں کے لئے وہاں پر چارہ بھی نہیں بیج سکے کچھ فصل حاصل کر سکیں گے تو از راہ کرم اس پر نظر کریں ایک چھوٹا سا واٹر کورس بنانے سے پانی نکل جائے گا - اور وہ لوگ اپنی زمینوں کو استعمال کرسکیں گے - جناب والا اب میں یہ عرض کرونگا کہ پرائمری سکولوں کی گرانٹ جو گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ ہوتی ہے وہ ہمارے شہر کی 55 لاکھ روپے بنتی ہے مگر ہمیں آپ کا محکمہ ایجوکیشن دو لاکھ 31 ہزار روپے دے رہا ہے - اسی طرح دوسرے شہروں کے لئے بھی گرانٹ مختص ہے - اگر گرانٹ دینی ہے اور وہ منظور شدہ ہے تو پھر اس گرانٹ کو باقاعدہ ان میونسپل کمیٹیوں اور بلدیاتی اداروں کو دے دیا جائے یا اس کو ختم کر دیا جائے - ہم تو اس بات پر بھروسہ کئے رہے کہ ہماری یہ چیز بجٹ میں آئے گی مگر وقت پر وہ نہیں آتی اور ہم اس سے محروم رہ جاتے ہیں - اس کے ساتھ ساتھ چونکہ فنانس سیکرٹری موجود ہیں تو میں یہ عرض کرونگا ہے - کہ ایک دریائی پل جھنگ والا جس کا نام رہواز برج ہے وہ چنڈ کے پاس جاکر نکلتا ہے - اس کی حالت ایسی ہے کہ بڑی بڑی دیر تک لوگ وہاں کھڑے رہتے ہیں کیونکہ اس پل پر سے لاری بھی گزرے گی ریل بھی گزرے گی - گاڑی بھی گزرے گی اور گڈا بھی گزرے گا - اور اونٹ گاڑی بھی گزرے گی - تو اگر وہ گر گئی یا اس کو نقصان پہنچا تو پورے پنجاب کے اس حصہ کو نقصان پہنچے گا - جس سے ہماری زراعت کو اور ان لوگوں کو جو کہ تجارت کرتے ہیں نقصان ہوگا اس پر جناب والا نظر رکھیں - اور آئندہ آنے والے بجٹ میں جناب فنانس سیکرٹری اور جناب چیئرمین منصوبہ بندی کی بھی ڈیوٹی ہے کہ وہ خود جاکر دیکھیں اگر ہم غلط کہیں تو بات کو رد کردیں لیکن اگر ہم درست کہتے ہوں تو اس کو اس منصوبہ بندی میں شامل کریں - اسی طرح سے اگر بھوانہ پر کشتیوں کا پل رہ مدہ کی طرف بن جائے تو یہ 40 میل کا فاصلہ بھی کم ہو جائے گا - اور سہولت بھی ہو جائے گی ایک کشتیوں کا پل ضرور بنا دیں - چوں کہ ہم سب پانی کی کمی کا رونا روتے ہیں اور جب میں دیکھتا ہوں کہ دریاؤں کا پانی سمندر میں گر کر ضائع ہورہا ہے تو بہت دکھ ہوتا ہے جناب آپ کے فنانس سیکرٹری اور چیئرمین منصوبہ بندی کا یہ فرض ہے کہ وہ پورے پاکستان کے چیئرمین منصوبہ بندی کے ساتھ بیٹھ کر ایسا منصوبہ بنائیں کہ ہمارا دریائی پانی سمندر میں ضائع نہ ہو

ضرور ملنی چاہیے یہ عجیب بات ہے کہ نئی سکیمیں تو ہم ہر سال داخل کرتے جا رہے ہیں - لیکن پہلے سے جو on-going سکیمیں ہیں ان کے لئے بالکل کوئی فنڈ مہیا نہیں کرتے - جناب والا - میں اپنے ضلع کی مثال پیش کرتا ہوں کہ تقریباً پچھلے تین سال سے چار پانچ یا چھ لاکھ زیادہ سے زیادہ دس لاکھ روپیہ تک ایک دفعہ on-going سکیم کے لئے مخصوص ہوا ہے - تو بعض سکیمیں ایسی ہیں جو 1973ء یا 1974ء سے بھی چل رہی ہیں اور آج تک وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچیں - اوپر سے ہم یہ کر رہے ہیں کہ ہر سال مزید نئی سکیمیں اس میں ڈال رہے ہیں - میری گذارش ہے کہ پہلے on-going سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے اس سال زیادہ فنڈز مخصوص کئے جائیں تا کہ ہم ان کو مکمل کر سکیں اور اس کے بعد آئندہ کوئی نئی سکیم شروع کریں - اس طرح فوکل پوائنٹ کے متعلق کل چیئرمین ضلع کونسل ملتان نے بھی بات کی تھی - میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں اور یہ گزارش کرونگا کہ اس مسئلے میں واقعتاً بعض اضلاع کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے - جناب والا - میں راولپنڈی ضلع کی مثال دونگا 1982-83ء کے لئے ہمیں صرف 6 لاکھ 88 ہزار روپے فوکل پوائنٹ سکیم کے تحت ملے ہیں - اسی طرح 1983-84ء کے لئے بہت کم رقم allocate کی گئی ہے جبکہ پنجاب میں بعض اضلاع ایسے ہیں جن کو ایک ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے - تو جناب سے گذارش ہے کہ اس معاملہ میں خصوصی توجہ دی جائے - اور اضلاع کے درمیان جو فرق روا رکھا گیا ہے اس کو ختم کیا جائے اس طرح ایک دو دن پہلے شیخ غلام حسین صاحب نے میونسپل کارپوریشن کے متعلق بات کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ پرائیویٹ بنکوں میں working balance رکھنے کی اجازت دی جائے - حالانکہ ان کی اپنی میونسپل کارپوریشن نے ان کو پہلے سے اجازت دی ہوئی ہے مگر وہ اس کو enhance کروانا چاہتے تھے - تو میں ضلع کونسلوں کے متعلق یہ گزارش کرونگا اسمیں شیڈول بینکس میں اپنے اکاونٹ working balance کے طور پر رکھنے کی اجازت دی جائے جو کہ ابھی تک کسی ضلع کونسل کو حاصل نہیں ہے شائد کسی ایک آدھ کیس میں ہو لیکن میرے خیال میں کسی کو نہیں ہے - تو یہ خاص طور پر working balance کے لئے ضلع کونسل کو اجازت دی جائے - رورل الیکٹریفیکیشن کے متعلق بھی باتیں ہوتی رہی ہیں - اس سلسلے میں جناب سے گزارش کرونگا کہ کل میں نے وائس چیرمین صاحب سے بھی اس مسئلے کو اٹھایا تھا راولپنڈی ضلع سے ہم متفقہ طور پر جناب کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ آئندہ 1983-84 کے لئے بے شک

اس میں سیم کے پانی کی ایک نہر تین سال سے کھڑی ہے حالانکہ مدوانا ڈرین میں جاکر وہ نہر گرے گی اور وہ زمیندار جو دو برس سے اپنے جانوروں کے لئے وہاں پر چارہ بھی نہیں بیج سکے کچھ فصل حاصل کر سکیں گے تو از راہ کرم اس پر نظر کریں ایک چھوٹا سا واٹر کورس بنانے سے پانی نکل جائے گا - اور وہ لوگ اپنی زمینوں کو استعمال کرسکیں گے - جناب والا اب میں یہ عرض کرونگا کہ پرائمری سکولوں کی گرانٹ جو گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ ہوتی ہے وہ ہمارے شہر کی 55 لاکھ روپے بنتی ہے مگر ہمیں آپ کا محکمہ ایجوکیشن دو لاکھ 31 ہزار روپے دے رہا ہے - اسی طرح دوسرے شہروں کے لئے بھی گرانٹ مختص ہے - اگر گرانٹ دینی ہے اور وہ منظور شدہ ہے تو پھر اس گرانٹ کو باقاعدہ ان میونسپل کمیٹیوں اور بلدیاتی اداروں کو دے دیا جائے یا اس کو ختم کر دیا جائے - ہم تو اس بات پر بھروسہ کئے رہے کہ ہماری یہ چیز بجٹ میں آئے گی مگر وقت پر وہ نہیں آتی اور ہم اس سے محروم رہ جاتے ہیں - اس کے ساتھ ساتھ چونکہ فنانس سیکرٹری موجود ہیں تو میں یہ عرض کرونگا ہے - کہ ایک دریائی پل جھنگ والا جس کا نام ریواز برج ہے وہ چنڈ کے پاس جاکر نکلتا ہے - اس کی حالت ایسی ہے کہ بڑی بڑی دیر تک لوگ وہاں کھڑے رہتے ہیں کیونکہ اس پل پر سے لاری بھی گزرے گی ریل بھی گزرے گی - گاڑی بھی گزرے گی اور گڈا بھی گزرے گا - اور اونٹ گاڑی بھی گزرے گی - تو اگر وہ گر گئی یا اس کو نقصان پہنچا تو پورے پنجاب کے اس حصہ کو نقصان پہنچے گا - جس سے ہماری زراعت کو اور ان لوگوں کو جو کہ تجارت کرتے ہیں نقصان ہوگا اس پر جناب والا نظر رکھیں - اور آئندہ آنے والے بجٹ میں جناب فنانس سیکرٹری اور جناب چیئرمین منصوبہ بندی کی بھی ڈیوٹی ہے کہ وہ خود جاکر دیکھیں اگر ہم غلط کہیں تو بات کو رد کردیں لیکن اگر ہم درست کہتے ہوں تو اس کو اس منصوبہ بندی میں شامل کریں - اسی طرح سے اگر بھوانہ پر کشتیوں کا پل رہ مدہ کی طرف بن جائے تو یہ 40 میل کا فاصلہ بھی کم ہو جائے گا - اور سہولت بھی ہو جائے گی ایک کشتیوں کا پل ضرور بنا دیں - چون کہ ہم سب پانی کی کمی کا رونا روتے ہوں اور جب میں دیکھتا ہوں کہ دریاؤں کا پانی سمندر میں گرکر ضائع ہورہا ہے تو بہت دکھ ہوتا ہے جناب آپ کے فنانس سیکرٹری اور چیئرمین منصوبہ بندی کا یہ فرض ہے کہ وہ پورے پاکستان کے چیئرمین منصوبہ بندی کے ساتھ بیٹھ کر ایسا منصوبہ بنائیں کہ ہمارا دریائی پانی سمندر میں ضائع نہ ہو

جو کہ بہت بڑی تعداد میں ضائع ہورہا ہے حالانکہ ہم پانی کے لئے رو رہے ہیں دریائے سندھ کا پانی ہو یا جو بھی ہو سمندر میں گرتا ہے اور ضائع ہوتا ہے بہر حال اس کو گنا نہیں چاہیئے ضائع نہیں ہونا چاہیئے صحت کے متعلق چوں کہ صحت کے وزیر مجھے نظر آئے ہیں تو بات یاد آئی ہے - ایک محکمہ ملیریا ہوتا تھا - جب ہم کبھی جوان تھے آپ تو بوڑھے ہوچکے ہیں تو یہ محکمہ بھی کام کرتا ہوا نظر آتا تھا - آپ سمجھ میں نہیں آتا کہ ملیریا ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں کہیں ہے یا نہیں ہے مچھروں کی جو کوالٹی تھی اس وقت ایک سوت کے برابر مچھر ہوتا تھا اب مچھر کی لمبائی ایک انچ کے برابر ہوگئی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر ادویات سائنس اور ٹیکنالوجی ایسی بن چکی ہیں کہ مچھر ختم ہو جانا چاہئے - ہاں Plague ختم ہو چکی ہے - جس چیز پر بھی آپ توجہ کریں - اس سے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں - وزیر صحت کو شاید یاد ہوگا - کہ گزشتہ مرتبہ جناب گورنر پنجاب نے ان کو حکم دیا تھا - کہ وہ فیصل آباد جائیں وہاں سے جناب صدیق سالار کو ساتھ لیں اور ایک ہسپتال ہے - اس کو دیکھیں جیسا کہ بہاولپور میں ایک گرانٹ کی بات تھی - فیصل آباد میں بھی گرانٹ دینے کی کوشش کی جائے گی - اس کے ساتھ ساتھ جناب والا کچی آبادیوں کے لئے حکومت کی طرف سے یہ آرڈر ہوتا ہے کہ جلد از جلد ان آبادیوں کو آباد کرو - یہ بات درست ہے ان کو آباد ہونا چاہیئے حضور والا - ان محکموں کو کہیئے آپ ریونیو بورڈ کے انچارج ہیں - آپ زمین منتقل کریں - کچی آبادیاں جس تھارٹی کے پاس ہوتی ہیں وہ دے دیتی ہے - مگر ریونیو بورڈ کے Process بڑے لمبے ہیں - یہ ٹھیک ہے کہ یہ زمین گورنمنٹ کی جائداد ہے اس کے Process پر غور کرنا چاہیے - مگر کہیں پر جا کر اس کو ختم بھی ہونا چاہیئے - ہم تو جوانی سے بڑھاپے کی طرف بلکہ مرنے کی طرف گامزن ہیں - مگر کچی آبادیاں جوں کی توں پڑی ہوئی ہیں - نہ وہ خود کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولادیں کہہ سکتی ہیں کہ یہ گھر ہمارے ہیں نہ ان کی آنے والی نسلیں کہہ سکتی ہیں کہ یہ گھر ان کے آباد و اجداد کے ہیں - تیسری بات جناب والا - دیہی آبادی کے متعلق دیہات میں جہاں پر لوگ احاطہ جات میں بیٹھے ہوئے ہیں - ان کی اولادوں کو یہ علم نہ ہے کہ یہ گھر ہمارا ہے - یہ احاطہ ہمارا ہے - باپ فوت ہوا - بیٹا آیا - بیٹے کا بھی وہ گھر نہیں ہے - اس کے بعد پوتا آیا - اس کا بھی وہ گھر نہیں ہے - تو جناب والا - آپ AC حضرات کو حکم دیں کہ دیہی آبادیوں میں غریب غربا جو کہ اپنے

یونین کونسل کو دیا جائے تو ہزار کی آبادی پر بھی ایک ہیلتھ یونٹ ہو گا اور چوبیس ہزار کی آبادی کے لئے بھی ایک ہیلتھ یونٹ ہو گا۔ میری گزارش ہے کہ مساوات کا سلسلہ رائج کیا جائے ایک یونین کونسل میں پانچ پانچ یا چھ چھ پٹوار سرکل آتے ہیں۔ اور پٹوار سرکل میں کسی کا ایک حلقہ اسی گاؤں میں آتا ہے۔ کسی کے دو آتے ہیں۔ یہ پتہ نہیں کہ یہ کس وقت اور کس مصلحت کے تحت یونین کونسلیں بنی ہوئی ہیں۔ اور جس طرف کس کا دھیان ہو وہ اس طرف اس کو لے گیا۔ موجودہ حکومت سے میں یہی گزارش کروں گا کہ اس یونین کونسل کو کم از کم اس طرح سے بنائیں کہ آئندہ آنے والی عمارت اس طرح سے کھڑی ہو۔ کہ اس سے کوئی حد متعین ہو سکے یعنی یہ کہ یونین کونسل میں کم از کم پٹوار سرکل کو درست کیا جائے۔ پھر تین پٹوار سرکل کی یا دو پٹوار سرکل کی ایک یونین کونسل ہونی چاہیئے۔ اور ان کے درمیان آپ جو چاہیں دے دیں۔ وہاں پر بیشک ہیلتھ یونٹ بھی بنائیے۔ وہاں مڈل سکول بھی بنائیے وہ مڈل سے ہائی سکول بھی ہو سکتا تھا۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ لیڈی ٹیچرز دیہاتوں میں نہیں جاتیں۔ دور دراز علاقوں کی بجائے سنٹر میں یونین کونسل لیول پر compact کی صورت میں گرلز مڈل سکول ہوتا تو وہ استانیاں جو scattered area میں جانے والی ہوتی ہیں وہ بھی اس کو بطور ہوسٹل استعمال کر سکتی تھیں۔ اسلئے میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل کو ہی ایک مربوط ادارہ بنایا جائے تاکہ یہ تمام چیزیں آئندہ کے لئے چل سکیں۔ اس کے بعد جناب والا میرے علاقہ کا ایک مسئلہ دریائے راوی کا کٹاؤ ہے۔ دریائے راوی کے کٹاؤ والی جگہ جناب نے بھی دیکھی ہے اور پچھلے 35 سال میں جسقدر رقم وہاں خرچ ہو چکی ہے اگر وہ رقم ہی اکٹھی کر کے رکھ دی جاتی تو شاید دریا اپنا رخ بدل لیتا۔ معلوم نہیں کتنے گھرانے اس کام میں مالدار ہو رہے ہیں اور بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے لیکن کٹاؤ کا مسئلہ اس طرح پڑا ہوا ہے۔ جناب والا آپ کو پچھلی دفعہ 24 لاکھ روپے سے بنا ہوا بند دکھایا گیا تھا ریت اور سرکنڈہ وغیرہ ڈال کر 24 لاکھ روپیہ ضائع کر دیا گیا لیکن وہ بند کس طرح بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بارے میں کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ آخر میں جناب میں محکمہ پولیس کے بارے میں کچھ عرض کروں گا محکمہ پولیس میں تفتیش کا جو طریقہ کار ہے اس کو تبدیل کیا جائے۔ چار قوانین کو ایک وقت نافذ کر کے ہم خود ہی رشوت کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور رشوت کو دعوت دے رہے ہیں میری گزارش ہے کہ ان تین قوانین میں سے کس ایک قانون

جو کہ بہت بڑی تعداد میں ضائع ہورہا ہے حالانکہ ہم پانی کے لئے رو رہے ہیں دریائے سندھ کا پانی ہو یا جو بھی ہو سمندر میں گرتا ہے اور ضائع ہوتا ہے بہر حال اس کو گرنا نہیں چاہئے ضائع نہیں ہونا چاہیئے صحت کے متعلق چوں کہ صحت کے وزیر مجھے نظر آئے ہیں تو بات یاد آئی ہے ۔ ایک محکمہ ملیریا ہوتا تھا ۔ جب ہم کبھی جوان تھے آپ تو بوڑھے ہوچکے ہیں تو یہ محکمہ بھی کام کرتا ہوا نظر آتا تھا ۔ آپ سمجھ میں نہیں آتا کہ ملیریا ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں کہیں ہے یا نہیں ہے مچھروں کی جو کوالٹی تھی اس وقت ایک سوت کے برابر مچھر ہوتا تھا اب مچھر کی لمبائی ایک انچ کے برابر ہوگئی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر ادویات سائنس اور ٹیکنالوجی ایسی بن چکی ہیں کہ مچھر ختم ہو جانا چاہئے ۔ ہاں Plague ختم ہو چکی ہے ۔ جس چیز پر بھی آپ توجہ کریں ۔ اس سے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں ۔ وزیر صحت کو شاید یاد ہوگا ۔ کہ گزشتہ مرتبہ جناب گورنر پنجاب نے ان کو حکم دیا تھا ۔ کہ وہ فیصل آباد جائیں وہاں سے جناب صدیق سالار کو ساتھ لیں اور ایک ہسپتال ہے ۔ اس کو دیکھیں جیسا کہ بہاولپور میں ایک گرانٹ کی بات تھی ۔ فیصل آباد میں بھی گرانٹ دینے کی کوشش کی جائے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا کچی آبادیوں کے لئے حکومت کی طرف سے یہ آرڈر ہوتا ہے کہ جلد از جلد ان آبادیوں کو آباد کرو ۔ یہ بات درست ہے ان کو آباد ہونا چاہیئے حضور والا ۔ ان محکموں کو کہیئے آپ ریونیو بورڈ کے انچارج ہیں ۔ آپ زمین منتقل کریں ۔ کچی آبادیاں جس تھانے کے پاس ہوتی ہیں وہ دے دیتی ہے ۔ مگر ریونیو بورڈ کے Process کے حد لمبے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ زمین گورنمنٹ کی جائیداد ہے اس کے Process پر غور کرنا چاہیے ۔ مگر کہیں پر جا کر اس کو ختم بھی ہونا چاہیئے ۔ ہم تو جوانی سے بڑھاپے کی طرف بلکہ مرنے کی طرف گامزن ہیں ۔ مگر کچی آبادیاں جوں کی توں پڑی ہوئی ہیں ۔ نہ وہ خود کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولادیں کہہ سکتی ہیں کہ یہ گھر ہمارے ہیں نہ ان کی آنے والی نسلیں کہہ سکتی ہیں کہ یہ گھر ان کے آباد و اجداد کے ہیں ۔ تیسری بات جناب والا دیہی آبادی کے متعلق دیہات میں جہاں پر لوگ احاطہ جات میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کی اولادوں کو یہ علم نہ ہے کہ یہ گھر ہمارا ہے ۔ یہ احاطہ ہمارا ہے ۔ باپ فوت ہوا ۔ بیٹا آیا ۔ بیٹے کا بھی وہ گھر نہیں ہے ۔ اس کے بعد پوتا آیا ۔ اس کا بھی وہ گھر نہیں ہے ۔ تو جناب والا ۔ آپ AC حضرات کو حکم دیں کہ دیہی آبادیوں میں غریب غربا جو کہ اپنے

یونین کونسل کو دیا جائے تو ہزار کی آبادی پر بھی ایک ہیلتھ یونٹ ہو گا اور چوبیس ہزار کی آبادی کے لئے بھی ایک ہیلتھ یونٹ ہو گا۔ میری گزارش ہے کہ مساوات کا سلسلہ رائج کیا جائے ایک یونین کونسل میں پانچ پانچ یا چھ چھ پٹوار سرکل آتے ہیں۔ اور پٹوار سرکل میں کسی کا ایک حلقہ اسی گاؤں میں آتا ہے۔ کس کے دو آتے ہیں۔ یہ پتہ نہیں کہ یہ کس وقت اور کس مصلحت کے تحت یونین کونسلیں بنی ہوئی ہیں۔ اور جس طرف کس کا دھیان ہو وہ اس طرف اس کو لے گیا۔ موجودہ حکومت سے میں یہی گزارش کروں گا کہ اس یونین کونسل کو کم از کم اس طرح سے بنائیں کہ آئندہ آنے والی عمارت اس طرح سے کھڑی ہو۔ کہ اس سے کوئی حد متعین ہو سکے یعنی یہ کہ یونین کونسل میں کم از کم پٹوار سرکل کو درست کیا جائے۔ پھر تین پٹوار سرکل کی یا دو پٹوار سرکل کی ایک یونین کونسل ہونی چاہیئے۔ اور ان کے درمیان آپ جو چاہیں دے دیں۔ وہاں پر بیشک ہیلتھ یونٹ بھی بنائیے۔ وہاں مڈل سکول بھی بنائیے وہ مڈل سے ہائی سکول بھی ہو سکتا تھا۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ لیڈی ٹیچرز دیہاتوں میں نہیں جاتیں۔ دور دراز علاقوں کی بجائے سنٹر میں یونین کونسل لیول پر compact کی صورت میں گرلز مڈل سکول ہوتا تو وہ استانیاں جو scattered area میں جانے والی ہوتی ہیں وہ بھی اس کو بطور ہوسٹل استعمال کر سکتی تھیں۔ اسلئے میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل کو ہی ایک مربوط ادارہ بنایا جائے تاکہ یہ تمام چیزیں آئندہ کے لئے چل سکیں۔ اس کے بعد جناب والا میرے علاقہ کا ایک مسئلہ دریائے راوی کا کٹاؤ ہے۔ دریائے راوی کے کٹاؤ والی جگہ جناب نے بھی دیکھی ہے اور پچھلے 35 سال میں جسقدر رقم وہاں خرچ ہو چکی ہے اگر وہ رقم ہی اکٹھی کر کے رکھ دی جاتی تو شاید دریا اپنا رخ بدل لیتا۔ معلوم نہیں کتنے گھرانے اس کام میں مالدار ہو رہے ہیں اور بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے لیکن کٹاؤ کا مسئلہ اس طرح پڑا ہوا ہے۔ جناب والا آپ کو پچھلی دفعہ 24 لاکھ روپے سے بنا ہوا بند دکھایا گیا تھا ریت اور سرکنڈہ وغیرہ ڈال کر 24 لاکھ روپیہ ضائع کر دیا گیا لیکن وہ بند کس طرح بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بارے میں کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ آخر میں جناب میں محکمہ پولیس کے بارے میں کچھ عرض کروں گا محکمہ پولیس میں تفتیش کا جو طریقہ کار ہے اس کو تبدیل کیا جائے۔ چار قوانین کو بیک وقت نافذ کر کے ہم خود ہی رشوت کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور رشوت کو دعوت دے رہے ہیں میری گزارش ہے کہ ان تین قوانین میں سے کس ایک قانون

کو رائج کریں - کیونکہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ میں اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہے - جس قانون کو رائج کریں پھر اس پر عمل درآمد کروائیں - ایک طرف اسلامی قانون ہے ایک طرف انگریز پرانا قانون ہے - مارشل لاء کا قانون ہے یہ تمام چیزیں ہیں اصل راستہ سے دوسری طرف لوجا رہی ہیں - اسلئے ہیں اصل راہ متعین کرنی چاہیے - تیس پینتیس سال ہم دوسروں پر الزام لگاتے رہے کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا ہمیں بھی اس بارے میں سوچنا ہو گا -

اس کے بعد جناب والا میں ریلوے کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے دو لائنیں لاہور تک آتی ہیں - دونوں پر کوئی ریل ایسی نہیں جس سے عوام کو فائدہ پہنچ سکے - پہلے راوی ایکسپریس چلا کرتی تھی اب اسے بھی پسنجر میں تبدیل کر دیا گیا ہے اب ٹوبہ ٹیک سنگھ سے کوئی ایسی گاڑی نہیں جو مناسب وقت میں لاہور تک پہنچ سکے - اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ جو مقدمات اسلامی تعزیرات کے تحت قابل راضی نامہ ہیں - راضی نامہ کا طریقہ کار بہت lengthy ہے - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ عدالت جو اس کی سماعت کر سکتی ہے وہ راضی نامے کی اجازت کیوں نہیں دے سکتی - جیسے سیکشن 307 - 326 یا دیگر مقدمات جو قابل راضی نامہ ہوتے ہیں - اس طریقہ کار میں جھوٹ بولنا پڑتا ہے گواہان کو بٹھائیں ان کو جھوٹ بولنے پر مجبور کریں اور یہ طریقہ کار میرے خیال میں درست نہیں ہے - آپ انہیں عدالتوں کو اختیارات دے دیں جو اس کی سماعت کر سکتی ہیں - کیونکہ اب اسلامی قانون نافذ ہو چکا ہے - اگر کوئی مقدمہ قابل راضی نامہ ہے تو اسی عدالت کو راضی نامہ کا اختیار دے دینا چاہیے -

اس کے علاوہ میں کمالیہ سیوریج سکیم کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں - 1981ء میں ہم نے کمشنر سرگودھا کے حکم کے مطابق 3 لاکھ روپے جمع کروائے تھے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا تھا کہ باقی رقم جب منصوبہ شروع ہو گا تو جمع کرائی جائے گی - اب پھر ایک چٹھی گئی ہے کہ تین لاکھ کی بجائے مزید تین لاکھ روپے جمع کروائیں اسلئے میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں take up کر لیا جائے - آئندہ مالی سال کا بجٹ جو جون میں پیش ہونے والا ہے یہ رقم مختص کئے دیں بشرطیکہ یہ کام شروع ہو سکے اور چھٹے پنجسالہ منصوبے میں آ سکے - ایک چھوٹا سا سوال اس نامہ سے متعلق ہے - میں یہ کہنا چاہتا ہوں علماء کرام ہی اصل فسادات کی وجہ ہیں - کیونکہ دیہاتوں میں علماء کرام کسی یونیورسٹی یا ادارے سے پڑھے ہوئے نہیں

ہوتے اسوقت ملک میں ان کیلئے کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جہاں سے وہ باقاعدہ تعلیم حاصل کریں ۔

اور تب انہیں خطیب مقرر کیا جائے۔ ضروری نہیں کہ گورنمنٹ ہی انہیں خطیب مقرر کرے عوام بھی انہیں مقرر کریں لیکن اس کیلئے کوئی تعلیم معیار مقرر ہونا چاہیے تاکہ وہ فرقہ بندی اور دوسری غلط قسم کی باتیں عوام کو نہ بتائیں جس سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو ۔ شکریہ

میاں اختیار حسین ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ) جناب والا موجودہ حکومت پہلی حکومت ہے جو سنجیدگی سے اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتی ہے ۔ اس کیلئے جناب میری ۔ اتنی عرضداشت ہے کہ جسطرح لڑکوں کو ۔ این ۔ سی کے نمبر دیے جاتے ہیں حافظ قران کیلئے بھی کچھ نہ کچھ نمبر مقرر کئے جائیں تا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو ۔ دوسرا جناب نئے اضلاع کے چھوٹے چھوٹے شہروں جو شہر تحصیلیں بھی نہیں ہیں وہاں ڈائریکٹ ڈائلنگ کی سہولت میسر ہے لیکن نئے چھ اضلاع میں سے کوئی بھی ضلع ڈائریکٹ ڈائلنگ کے نظام سے منسلک نہیں ہے ۔ جناب والا اس مسئلہ کو حل کیا جائے ۔ آپ یہ ہمارا بہت بڑا مطالبہ سمجھ لیں اس کے بغیر ترقی ہونا ممکن نہیں ہے ۔ چونکہ کاروباری لوگ ایسی جگہ پر کام کرنا پسند نہیں کرتے جہاں وہ روزانہ دوسری منڈیوں سے رابطہ نہ رکھ سکیں دوسرا جناب لڑکوں کی توڑ پھوڑ کے متعلق یہاں مسئلہ پیش ہوتا رہا ہے اس کیلئے میری تجویز یہ ہے کہ اس وقت ملک میں ہیوی ٹریفک کا رواج ہو رہا ہے ۔ پہلے تو دس ٹن سے تیس ٹن تک کی گاڑیاں چلتی تھیں لیکن اب heavy trailors چالیس سے پچاس ٹن تک آ رہے ہیں اور موجودہ سڑکیں اور ہماری specification اس قابل نہیں ہیں کہ وہ ٹریفک جس کا اب زیادہ سے زیادہ کام بڑھ رہا ہے اس بوجھ کو سنبھال سکیں ۔ اس کیلئے مہربانی کرکے حکومت کو سنجیدگی سے فیصلہ کرنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ کتنے ٹن کی گاڑیاں ملک میں آنی چاہیے ۔ سڑکوں پر کتنے ٹن وزن سامان لیکر چلنا چاہیے ۔ کیونکہ اگر یہ دس دس لاکھ روپے کی گاڑیاں ملک میں آگئیں تو پھر ان کو لازمی طور پر چلنا پڑے گا یا پھر وہ زرمبادلہ ضائع ہوگا ۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ حکومت اس پر سنجیدگی سے غور کرے ہمارے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ڈویژن کی طرف کوئی سڑک بھی نہیں جاتی پہلے دفعہ آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لے گئے آپ نے بھی سڑکوں کا حال دیکھا ہے ۔ جناب والا ایک گوجرہ پنسرہ روڈ ہے ۔ جو ضلع کونسل کے پاس ہے ۔ اس کو ہائی وے والے مانگ رہے ہیں ۔ جناب نے وعدہ

بھی کہا تھا کہ ہائی وے والوں کو یہ سڑک دے دی جائے گی مگر تا حال کوئی کارروائی نہیں کی گئی -

اس کے علاوہ جناب والا کمالیہ شوگر ملز کے متعلق سنا ہے حکومت کس کو دے رہی ہے اگر کمالیہ شوگر ملز حکومت خود چلائے تو ٹھیک ہے اگر یہ فروخت کرنی ہے تو علاقہ کے لوگوں کو دی جائے جتنے پیسے حکومت کو باہر سے ملیں گے ہم اس سے دگنے دینے کیلئے تیار ہیں باہر کے لوگوں کو ہمارے سر پر نہ بٹھایا جائے - جناب والا میونسپل کمیٹیوں اور ضلع کونسلوں کیلئے ہاوسنگ سکیموں میں شامل کمرشل پلاٹ ہوتے ہیں یہ محکمہ ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والے خود نیلام کرتے ہیں اس کے بعد کالونی کو کمیٹیاں maintain کرتی ہیں اس کے maintenance سڑکوں کی دیکھ بھال وغیرہ سب کچھ میونسپل کمیٹیاں کرتی ہیں - اس کے کمرشل پلاٹ کی نیلامی کا اختیار بھی میونسپل کمیٹیوں کو ہونا چاہیے تاکہ میونسپل کمیٹیاں شاپنگ سنٹر بنا کر اس علاقہ کی ترقی کیلئے کچھ نہ کچھ کام کر سکیں -

اس کے علاوہ خالی سرکاری زمین پڑی ہوتی ہے جو کمیٹیاں انہیں موجودہ قیمت پر خریدنا چاہتی ہیں ان کی جو جملہ ادائی کی جائے نہ کہ cases نا منظور کئے جائیں جناب والا ہم نے ۱۰ لاکھ روپے خرچ کرکے ایک شاپنگ سنٹر بنایا تھا اس کا کیس بورڈ آف ریونیو کو گیا تھا - پرائیویٹ لوگ کمیشن سے تھوڑی بازاری پر جگہ لیکر بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے ہمارے سرٹیفکیٹ کے بغیر بورڈ آف ریونیو سے ملکیت حاصل کر لی ہے اگر ایک پرائیویٹ آدمی اپنی ملکیت حاصل کر سکتا ہے تو گورنمنٹ کے جو ادارے انہیں حقوق ملکیت کیوں نہیں دے دیئے جاتے جب کہ ہم موجودہ قیمت سے دس فیصد زائد دینے کیلئے تیار ہیں - بلکہ ہم نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ آپ جو قیمت بھی لگائیں گے ہم دینے کیلئے تیار ہیں تو اس مسئلہ پر غور کیا جائے - تیسرا جناب والا اسوقت ہمارے ملک میں سکولوں کا مجموعہ کا بڑا مسئلہ ہے - کہ ناپختہ ذہن کے طالب علموں کو جو چیز سب سے زیادہ خراب کر رہی ہے وہ ہے وہ منشیات منشیات پر باہر کی حکومتوں میں جہاں انسانی حقوق کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے - وہاں اس کیلئے کم از کم دس سال کی قید مقرر کی گئی ہے - ہمارے ہاں جتنا مرضی بڑا سمگلر ہو یا ناجائز منشیات فروش ہو وہ صبح پکڑا جاتا ہے اور شام کو اسکی ضمانت ہو جاتی ہے اسطرح نصیحت نہیں آسکتی اور نہ ہی یہ کام بند ہو سکتا ہے - اس کیلئے کڑی سے کڑی سزا مقرر کی جائے - 50 فیصد بچے جو اسلحہ لیکر

گھومتے ہیں یا سیاسی جماعتوں کیلئے کام کرتے ہیں ، سب سے پہلے انہیں منشیات پر لگایا جاتا ہے ان کے ذہن ماؤف کیئے جاتے ہیں اس کے بعد جب ان کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو یہ beggars بن جاتے ہیں تو وہ اپنی چیز حاصل کرنے کیلئے اسلحہ بھی ہاتھ میں پکڑتے ہیں ، جو بھی حق سیاسی لوگ ان کو کہتے ہیں بچے وہی کرتے ہیں تو اس مسئلہ پر بھی سنجیدگی سے غور کیا جائے ۔ شکریہ

سہر غلام فرید نول - (وائس چیرمین ، ضلع کونسل ، جھنگ) جناب والا - میں صرف دو صوبائی محکمہ جات کی چند خامیوں کو دور کرنے کے متعلق تجاویز عرض کرونگا دو دن سے ایوان میں اس امر پر بحث ہوتی رہی ہے کہ ملک میں خواندگی کی شرح کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے اور معیار تعلیم کو کیسے بلند کیا جا سکتا ہے میرے فاضل دوستوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ۔ جناب والا ۔ یہ زرعی ملک ہے اور اس کی ترقی کا انحصار زراعت پر ہے نظام تعلیم میں بنیادی خامیاں یہ ہیں کہ پہلی جماعت سے لیکر دسویں جماعت تک زراعتی اور صنعتی مضامین کا انتظام نہیں کیا گیا اگر صنعتی تعلیم اور زراعتی تعلیم کے مضامین کا اجراء کر کے ان کو لازمی قرار دیدیا جائے تو اس سے ایک تو ملک کی زراعت اور صنعت میں ترقی ہوگی اور دوسرے خواندگی کی شرح بھی بڑھے گی اس کی وجہ یہ ہے کہ اب بچے دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد روزگار کی تلاش میں گھومتے ہیں اور خاطر خواہ روزگار نہ ملنے صورت میں غریب والدین کا یہ تاثر ہے کہ ایسی تعلیم حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد بھی نہ تو بچہ گھر کے کام کا رہتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی روزگار ملتا ہے اگر وہ زراعتی تعلیم حاصل کرے تو زراعت میں بھی ترقی ہوگی اور ذریعہ معاش بھی اس کو ملے گا اس سے خواندگی کی شرح بھی بڑھے گی اور والدین کو بھی اطمینان ہوگا کہ دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد ان کے بچے کو مناسب ذریعہ معاش مل جائے گا یہی صورتحال صنعتی تعلیم کی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم کا معاملہ ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں پاکستان اسلامی ملک ہے اور حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس ملک میں مکمل اسلامی نظام رائج کردیا جائے تو یہ بہتر ہوگا کہ ہمارے بچوں کو پہلی جماعت سے ہی اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے ۔

اس کے بعد فزیکل ایجوکیشن آجاتی ہے فزیکل ایجوکیشن ہی ہمارے ملک کا نام غیر ممالک میں روشن کرتی ہے میری گذارش ہے کہ زراعتی تعلیم ، صنعتی تعلیم اور اسلامی تعلیم کےساتھ فزیکل تعلیم پر بھی

خاص توجہ دی جائے ۔ ایسے طلبہ جو غیر معمولی قابلیت کے حامل ہیں صرف اعلی تعلیم ان ہی کو دلائی جائے تو اس طریقے سے تعلیم کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ۔ شعبہ زراعت شعبہ صنعت اسلامی تعلیم ٹریکل تعلیم اور اعلی تعلیم اس طریقے سے تعلیم کا معیار بھی بڑھے گا اور کافی ساری دیگر مشکلات بھی حل ہو جائیں گی اور خواندگی کی شرح میں بھی اضافہ ہوگا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ طریقہ کار کو کیسے موثر بنایا جا سکتا ہے ۔ دیہات کے اسکولوں میں اساتذہ خاص طور پر female teachers کی غیر حاضری عام مشاہدہ میں آتی ہے حضرت بھی جانتے ہیں کہ لیڈی ٹیچرز کا شہر سے تعلق ہے اور وہ دیہاتوں میں بہت کم جاتی ہیں آخر اسکی کیا وجہ ہے محکمہ تعلیم کو اس کا علم نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ Female Assistant Education Officer یا Education Officer Male Assistant کی ٹیچرز کے ساتھ ملی بھگت ہے یہ معائنہ رپورٹ گھر بیٹھ کر لکھتے ہیں اور معائنہ نہیں کرتے تو جناب والا ۔ میری استدعا یہ ہے کہ اس عہدہ کو ہی ختم کر دیا جائے اور پرائمری اسکول ایک سٹر کے ماتحت کر دیئے جائیں وہ سیکنڈ ہیڈ ماسٹر چاہے male یا female ہو جاکر اس کا معائنہ کرے اور اس اطلاع چیئرمین یونین کونسل کو دے اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر کے عہدے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس سے اچھے نتائج برآمد نہیں ہو رہے ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اکثر اضلاع میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر افسر (فیمیل) کی اسامی نہیں ہے دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ مرد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسیر جب زنانہ ہائی اسکول کا معائنہ کرتا ہے تو اسے کافی مشکلات کا سامنا کرنا ہے اسلئے بہتر یہ ہوگا کہ ہر ڈسٹرکٹ لیول پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر فیمیل کی اسامی بنائی جائے اور اس کا تقرر بھی عمل میں لایا جائے ۔

اب میں محکمہ امداد باہمی کے بارے میں عرض کرونگا ۔ جناب والا ! امداد باہمی کے محکمے کے بارے میں میرا مشاہدہ ہے کہ کو آپریٹو سوسائٹیاں اس لئے تشکیل دی جاتی ہیں کہ کاشتکار یا مزارعین کو بلا سود قرضوں کی سہولت فراہم کی جائے لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ انسپکٹر صاحبان یا سب ۔ انسپکٹر صاحبان اپنے عزیزوں کے ناموں سے یا فرضی ناموں سے سوسائٹیاں تشکیل دیتے ہیں جن کی لمٹ (Limit) ایک ایک لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہے جناب فائدہ تو کاشتکار کو پہنچنا چاہیئے لیکن یہ سارے کا سارا روپیہ اس انسپکٹر کے ہاں چلا جاتا ہے میں وزیر موصوف کو دعوت دونگا کہ وہ جھنگ آئیں سابقہ میٹنگ سے میں مرکز کونسل کا چیئرمین ہوں جب ہم امداد باہمی کے محکمے کی کارکردگی

کا جائزہ لے رہے تھے تو ایک مثال میرے سامنے آئی کہ ایک انسپکٹر کے بھائی کے نام ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کا چیک جاری ہو تو میں نے پوچھا کہ یہ ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کا چیک کس طرح سے جاری ہوا تو معلوم یہ ہوا کہ ایک پروفیسر جو جھنگ کالج میں تعینات ہے اس کے نام نہ کوئی زمین ہے اور نہ ہی وہ خود کاشتکار ہے اور زمین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کو یہ ایک لاکھ بارہ ہزار روپے گنا کا بیج خرید نے کیلئے دیا گیا ہے اور وہ چیک انسپکٹر کے بھائی کے نام جاری ہوا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا انسپکٹر کا بھائی ایک لاکھ بارہ روپے کا گنے کا بیج لے رہا ہے کیا اس کے پاس اتنی زمین ہے اور اس نے اتنا گنا کاشت بھی کیا نہیں کیا اور پروفیسر جسکو وہ قرضہ جاری ہوا ہے اس کا زمین سے کوئی تعلق ہے یا نہیں ۔ تو جناب والا ۔ میری عرض ہے کہ ان پر کڑی نظر رکھی جائے ۔

ایک اور بڑی خامی ہے کہ جو محکمہ والے کھاد کی سپلائی کرتے ہیں میرا مشاہدہ اور ایک مسلمہ امر ہے کہ بازار میں یوریا کھاد کی ایک بوری کی قیمت ایک سو نوپا ایک سو دس روپے ہے جناب والا قرضے کا مقصد ہے کہ ارزاں قیمت اور بلا سود سہولت کاشتکار کو میسر ہے لیکن کاشتکار کو جب محکمہ کو آپریٹیو چیک دیتا ہے تو اس وقت رجسٹرار کا فرٹیلائزر فیکٹری سے معاہدہ ہوتا ہے جو غیر قانونی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب ہم چیک لیکر جاتے ہیں تو وہ ایک سو اٹھارہ روپے حساب سے بوری دیتے ہیں حالانکہ وہ بازار میں ایک سو دس روپے فی بوری کے حساب سے ملتی ہے لیکن چیک کے ذریعہ ہمیں ایک سو اٹھارہ روپے کی ملے گی تو میں جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھونگا کہ کیا یہی قرضے کی سہولت ہمیں دی گئی ہے کہ ایک بوری کے اوپر ہمیں آٹھ روپے زائد دینے پڑتے ہیں تو سود کسی حد تک ہوگا اس سے تو بہتر ہے کہ ہم سود پر رقم لیں اور فوراً فائدہ اٹھائیں ۔ ایک اور پہلو ہے کہ اس سوسائٹی کو دو روپے فی بوری کے حساب سے رعایت ہے جس کے نام وہ چیک جاری ہوتا ہے میں دوسرے ضلع کے متعلق نہیں کہتا جھنگ کے متعلق میرا یہ مشاہدہ ہے کہ وہ دو روپے کی بچت اس سوسائٹی میں جمع ہوتی ہے اور وہ اس کا سرمایہ تصور ہوتا ہے لیکن جھنگ میں دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ انہوں نے ایک کو آپریٹیو سٹور قائم کیا ہوا ہے وہ تمام چیک اس کی معرفت جاری کرتے ہیں اور جو دو

روپے فی ایک بوری ہوتی ہے وہ سنڑ میں جمع ہوتے ہیں حالانکہ بجائے سنڑ میں جمع ہونے کے وہ سوسائٹی میں جمع ہونے چاہئیں اور جہاں تک سنڑوں کی کارکردگی کا تعلق ہے یہ حقیقت ہے کہ کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے سنڑ فیل ہو چکے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین - معاف کیجئے - کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں جو آپ فرما رہے تھے اسکو ذرا دہرا دیجئے کیونکہ وزیر صاحب ابھی تشریف لائے ہیں ۔

مہر غلام فرید نول - جناب والا - میں عرض کر دیتا ہوں کہ جو چیک ایک کاشتکار کو کھاد کی خریداری کیلئے جاری ہوتا ہے دراصل وہاں کے سب - رجسٹرار اور انسپکٹر کا اس ڈیلائزر فیکٹری سے غیر قانونی زبانی معاہدہ ہوتا ہے جن کے مقابل طور پر ہر ضلع میں ڈپو ہیں بازار کے اندر ایک سو دس روپے ایک سو ایک سو نو ایک سو آٹھ روپے تک یوریا کھاد کی بوری ملتی ہے ہمیں نقد روپیہ تو ملتا نہیں لیکن جب چیک لے کر جائیں گے اور کواپریٹو والے ہمیں اس ڈپو کے نام کا چیک دیں گے تو جب ہم وہاں پر کھاد لینے جائیں گے تو ہمیں یہ بوری ایک سو اٹھارہ روپے میں ملے گی اس امر کے لیے میں وزیر موصوف کو دعوت دوں گا کہ وہ جھنگ آئیں اور میں یہ ثابت کرنے کو تیار ہوں کہ اس طریقے سے حکومت کا لاکھوں روپیہ جو کاشتکار کو جانا چاہئے وہ کاشتکار فائدہ پہنچنے کی بجائے ان اہلکاروں جیب میں چلا جاتا ہے اور جو بلا سود قرضے کا مقصد تھا وہ ختم ہو جاتا ہے اور اس پر سود کی شرح بہت کم بنتی ہے دوسرا میرا پوائنٹ تھا کہ دو روپے کی جو بچت والی بات تھی وہ سنڑوں کی بجائے سوسائٹی کا حق ہے یہ حق سوسائٹی کو ملنا چاہئے ۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو فرضی قسم کی سوسائٹیاں تشکیل کی ہیں ان کی کڑی نگرانی کی جائے انسپکٹروں کو تنخواہیں ملتی ہیں ان کو سوسائٹی کے فنڈز استعمال کرنے حق نہیں ہے اور جو ایسے بے نام قسم کی سوسائٹیاں تشکیل کی گئی ہیں ان کی انکوائری ہونی چاہئے اور ان اہلکاروں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے میں نے ایک مثال دی ہے وہ اپنے افسر بھیج دیں یا خود تشریف لائیں میں یہ ثابت کر دوں گا کہ پروفیسر کے نام ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کا چیک جاری ہوا ہے اس کی کوئی زمین نہیں ہے اس کا زراعت سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ ملازم آدمی ہے وہ

انسپکٹر کا بھائی ہے اور اس کے نام پر ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کا کھاد کا بیج خریدنے کا چیک جاری ہوا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ انسپکٹر کے بھائی کی سوسائٹی ہے اور اس لئے اس کے بھائی کے نام چیک جاری کیا گیا ہے ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کی اچھی خاصی رقم ہے اس سلسلے میں ان پر کڑی نظر رکھنی چاہئے فرضی سوسائٹی کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے اور کھاد کے سلسلے کو ٹھیک کرنا چاہئے۔

جناب والا ۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ تجارتی لوگ جو دیہاتوں میں تجارت کرتے ہیں گندم خریدتے ہیں انھوں نے بھی اپنے نام سوسائٹیاں بنا رکھی ہیں ادھر سے کھاد خریدتے ہیں ادھر جا کر منڈیوں میں بیچ دیتے ہیں اور شکایت یہ ہے کہ ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کا چیک کھاد خریدنے کے لیے ملا انھوں نے ڈپو سے کھاد خریدی فوراً آ کر ار ۔ سی ۔ کے حوالے کر دی اور لاکھ روپیہ نقد لے لیا اب چھ مہینے بلا سود ایک لاکھ روپیہ استعمال کرے گا ایک دن جمع کرے گا دوسرے دن پھر اس کو کھاد مل جائے گی پھر وہ اس کو منڈی میں بیچ دے گا اس طریقے سے جو لاکھ روپے کا چکر ہے اس کا سرکل چلتا رہے گا اور وہ بلا سود استعمال کرتا رہے گا عام کاشتکار کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا ۔ میں اس دھاندلی کی نشاندھی کرنے کو تیار ہوں ۔

جناب محمد اکرم چوھدری (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساھیوال)

جناب والا آج اس ایوان میں زراعت کے متعلق میرے ایک دوست نے بات کی ۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے نکتہ میں تھوڑی سی مزید وضاحت کر دوں ۔ جناب والا جو بات انھوں نے کہی کہ بازار اور مارکیٹ میں فرٹیلائزر 108-109 یا 110 روپے میں مل رہی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جب صنعتکار بازار میں 108-109 یا 110 روپے میں فرٹیلائزر فروخت کر رہا تھا تو گورنمنٹ خواہ مخواہ زائد منافع اس کی جیب میں ڈالنے کے لئے کیوں کوشاں ہے ۔ اگر 108-109 یا 110 روپے میں اسے منافع ملتا ہے تو وہ بازار میں فروخت کرتا ہے لیکن گورنمنٹ ہم غریب کسانوں کو کیوں مجبور کر رہی ہے کہ 40 روپیہ زائد وصول کر کے صنعتکار کو دیں ۔ جناب والا جیسا کہ سب کو معلوم ہے اور ہر حکومت یہ بات کرتی ہے کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس ریڑھ کی ہڈی کو بچانے کی کوشش کریں اگر خدا نخواستہ یہ کمزور ہو گئی تو دوسرا لفظ میں کہنے کو تیار نہیں ۔

جناب والا میں آپ کی توجہ زراعت جیسے اہم مسئلہ کی طرف دلاتا ہوں - آپ نے ڈیزل اور مٹی کے تیل میں واضح فرق رکھا ہوا ہے اور وہ بھی صنعتکار کو فائدہ پہنچانے کے لیے نہ کہ غریب لوگوں کو مٹی کا تیل پہنچانے کے لیے جناب والا اکثر پٹرول پمپ پر لوگ مٹی کا تیل خریدتے ہیں اور یہ دن بدن زیادہ سے زیادہ ملاوٹ کرتے جا رہے ہیں - ہماری کروڑوں روپے کی مشینری تباہ ہو رہی ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ صبح و شام ہمارے مشاہدے میں چیز آ رہی ہے جیسا کہ جون کا بجٹ آنے والا ہے اس میں خدارا پہلے تو میں گذارش کروں گا کہ کسانوں کے لیے سب سڈی دے کر ڈیزل کی قیمت کم کی جائے - اگر کسی صورت میں ڈیزل کی قیمت کم نہ کر سکیں تو آپ کا احسان ہوگا کہ مٹی کے تیل کی قیمت بڑھائیں -

جناب والا دوسری بات آج اس ایوان میں امن و امان کی صورتحال اور پولیس کے کردار کے متعلق کی گئی - میں آج اس مسئلہ کی طرف آپ کی اھوڑی سی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے دن یہ بات ہوئی کہ اگر ایک تھانے کا سب انسپکٹر چاہے تو چوری تو کجا پورے جرائم کو روک سکتا ہے اور یہ بات میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ اس کو روک سکتا ہے لیکن آج میں ایک اور بات کرنی چاہتا ہوں شاید اس ایوان کے کچھ لوگوں کو پسند نہ آئے - کہ جب سے پاکستان بنا ہے خوامخواہ دیدہ و دانستہ محکمہ پولیس سے چشم پوشی کی جا رہی ہے کہ اگر یہ کرپشن کرتے ہیں تو کرتے رہیں اس کی وجہ اب کو معلوم ہے کہ پولیس کے ایک سپاہی یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر یا سب انسپکٹر کی تنخواہ اتنی ہے کہ وہ بمشکل سے گزارہ بھی نہیں کر سکتا پولیس کے سپاہی کو اپ بنیادی طور پر 250 روپے تنخواہ دیتے ہیں اس سے سبزی یا کھانے پکانے کا خرچ کا آپ حساب کر لیں تو تین سوا تین سو روپے تک جائے گا - اس میں اس کی پوری فیملی اس کی وردی اس کی دوسری رہائشی اور تمام مجبوریاں اور حالات شامل ہیں پھر وہ کیا کرے گا دس دس روپے لوگوں کی جیب سے نکالتا رہے گا اگر اسی تنخواہ میں اس نے گزارہ کرنا ہے دیکھئے ایک کھیت کے مزدور کی تنخواہ سب سے کم ہے لیکن ایک سپاہی کی تنخواہ اس سے بھی کم ہے جیسا کہ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس مسئلہ کی طرف توجہ دی جائے - وہ ہمارا محافظ ہے - امن و امان قائم رکھنا اس کی ذمہ داری ہے - اس کو اتنی تنخواہ دیں کہ اس کا ہاتھ کسی کی جیب کی طرف بڑھنے نہ پائے -

جناب والا - اس مسئلہ کی طرف مزید عرض کروں گا جیسا کہ تھانہ لیول پر آپ نے کسی قسم کی کوئی کنونس یا اور سہولت مہیا نہیں کی تو

صورت حال یہ ہوتی ہے کہ ایک غریب کی چوری ہو گئی یا کسی اور وجہ سے لٹ جائے تو اسے پولیس کو کار مہیا کرنا پڑتی ہے ایک سب انسپکٹر اے پولیس کو جائے وقوعہ پر لے جانے لیائے یہ انتظام کرنا پڑتا ہے - پتہ نہیں اسے کیا کچھ بیچنا پڑتا ہے - تاکہ پولیس کو کنوئنس کی سہولت مہیا کر سکے - لہذا میری گزارش ہے کہ تھانہ لیول پر کنوئنس کی سہولت مہیا کی جائے -

جناب والا - اسی طرح اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے مثلاً زمیندار یا با اثر لوگ دوران تفتیش اثر انداز ہوتے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا جب ایک سب انسپکٹر جس کو آپ نے 302 کی تفتیش کے اختیارات تفویض کئے ہوئے ہیں جب وہ دوسری کسی کی کنوئنس کو استعمال کرے گا یا کوئی فائدہ حاصل کرے گا تو وہ مجبور ہوگا کہ وہ حقائق سے چشم پوشی کرے - اس مسئلہ میں مزید میری عرض ہے کہ ہر تھانے لیول پر اگر ہو سکے ایک جیپ مہیا کریں اگر جیپ مہیا نہ کر سکیں تو کم از کم ایک موٹر سائیکل مہیا کر دیں - اس سے سب انسپکٹر کو دوسرے علاقوں میں پہنچنے میں فائدہ ہوگا - میں عرض کروں گا کہ اس کی طرف ہر پور توجہ دی جائے

دوسرا مسئلہ لوکل باڈیز کا ہے اس پر کافی غور حاصل بحث ہوئی ہے میں ایک نقشہ عرض کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سال انتخابات کا سال ہوگا ستمبر - اکتوبر یا نومبر میں انتخابات ہوں گے - اس وقت جب ہم نے جون میں بجٹ شروع کرنا ہے - پلان شروع کرنے ہیں تو وہ نا مکمل ہوں گے ہم ان کو مکمل نہیں کر چکے ہوں گے - میں یہ عرض کروں گا اس ایوان کی رائے شاید میرے ساتھ ہو کہ اگر اسی سال انتخابات کرانے ہیں تو جولائی میں کرائیں تاکہ جو آنے والا set up بنے وہ اپنے بجٹ پر پوری طرح سے عمل درآمد کرا سکے - اور اگر کسی وجہ سے جولائی میں نہ کرا سکیں تو پھر اسے مارچ اپریل میں کرائیں تاکہ اس وقت تک درمیان ماہ میں وہ نیا چیئرمین بنے اور آتے ہی اپنا بجٹ بنائے اور کام شروع کر دے - شکریہ -

جناب قائم مقام چیئرمین - اب چائے کا وقفہ ہے - ساڑھے گیارہ بجے ہم دوبارہ پھر مل رہے ہیں -

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی 11 بجکر 30 منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی اور جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے صدر لیبر یونین سرگودھا)

جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونین سرگودھا) جناب والا - میں کچھ گذارشات کرنی چاہتا ہوں - پہلا واقعہ چنیوٹ کی ایک ٹیکسٹائل ملز میں ہوا ہے جہاں دو یونینوں کا آپس میں آپ میں انتخابات کے

نمائندوں اور ٹریڈ یونین کے نمائندوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوا ہے - جس میں دونوں طرف سے دو تین آدمی شدید زخمی ہوگئے ہیں - مل انتظامیہ نے کوشش کرکے ٹریڈ یونین کے نمائندوں کے خلاف مارشل لاء کے تحت کیس رجسٹر کرا دیا ہے - جس کی سیشل ملٹری کورٹ سرگودھا میں سماعت ہورہی ہے لیکن مل انتظامیہ کے نمائندوں کے خلاف کیس درج نہیں کیا گیا ہے میری درخواست ہے کہ یا تو دونوں کا کیس مارشل لاء میں جانا چاہیے یا سول لاء میں دونوں فریقین کا کیس درج ہونا چاہئے اس سے ملز کے مزدوروں کی نمائندگی بری طرح متاثر ہوتی ہے - اور مزدور اس معاملہ میں سخت پریشان ہیں دوسرا واقعہ رحیم یار خان کا ہے جہاں ایک فلور ملز کے مالک سے غنڈوں نے جگا ٹیکس مانگا اس نے انکار کیا اور اس کی اطلاع پولیس کو بھی کردی - اور ایک درخواست اپکو بھی بھیجی - لیکن اس کے بعد وہ غنڈے کے گھر پر حملہ آور ہوئے - اور ان کے گھر میں عورتوں کی بے حرمتی کی گئی غنڈے لاکھوں روپے کا سامان اٹھا لے گئے - اور پولیس نے ان غنڈوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا تو جنابوالا لاکھوں روپے کا ڈاکہ کسی بے گناہ کے گھر میں ڈالا گیا - اگر پولیس نہ پوچھے تو کیا کیا جائے - ایک اور واقعہ ہے پچھلے دنوں مظفر گڑھ کے ایک فاضل ممبر نے فرمایا تھا کہ ایک ایس پی صاحب نے تین لاکھ روپے رشوت لی - اور اس کے خلاف یہ رشوت ثابت ہوگئی - اسے ٹرانسفر کرکے اینٹی کورپشن میں لگا دیا گیا - لیکن اس کے بعد جناب نے کہا تھا کہ آئندہ اجلاس میں اس کیس کی پراگریس بتلائی جائے گی - لیکن اب دوسرا اجلاس ہورہا ہے اس کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی کہ تین لاکھ روپے رشوت کے بعد کیا ہوا حالانکہ رشوت ثابت ہوگئی ہے کراچی میں پندرہ کروڑ روپے کا فراڈ ہوا اس طرح سے روز بروز فراڈ ہورہے ہیں

لیکن جناب جب کسی کو پوچھا نہیں جاتا تو فراڈوں میں روز اضافہ ہورہا ہے جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ امن و امان کی صورت حال خراب اور جرائم میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے - چور اور بدمعاش کھلے بندوں ، غنڈہ گردی اور جگہ ٹیکس وصول کر رہے ہیں - اس کا سدباب کیا جائے اور سخت حفاظتی انتظامات کیے جائیں - تاکہ عوام کو اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل ہو سکے - شکریہ

وزیر تعلیم (چودھری عبدالغفور) - جناب چیئرمین - پیشتر اس کے کہ ہاؤس کی اس نشست کی کارروائی کا آغاز ہو - آپ کی اجازت سے on a point of privilege ایک پوائنٹ پیش کرنا چاہتا ہوں کل کے اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس سے یہ استحقاق کا پوائنٹ

پیدا ہوا ہے ۔ اس خبر سے ایک خاص تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے اگرچہ ہاؤس میں اس قسم کی بات نہیں ہوئی ہے میں جانتا ہوں کہ ہمارے موقر جریدہ اور فاضل صحافی حضرات ذمہ دار ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نہ صرف ہاؤس کے باہر بلکہ ہاؤس کے اندر خصوصی طور پر رپورٹنگ صحیح ہونی چاہیے ۔ یہ خبر میں آپ کی توجہ کے لیے پڑھ دیتا ہوں ۔ یہ محکمہ تعلیم کے متعلق ہے اگر میری ذات سے کوئی خبر متعلق ہوتی تو میں قطعاً اس کا نوٹس نہ لیتا ۔ جیسا کہ ہم اکثر ان کی بات کا نوٹس نہیں لیتے ۔ لیکن یہ ایک ایسی خبر ہے ۔ جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ خبر یہ ہے کہ صوبائی گورنر کسی سکول کا درجہ بڑھانے کا اعلان کر سکتے ہیں ۔ مگر محکمہ تعلیم اس کا پابند نہ ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم اپنے صحافی حضرات کی قدر کرتے ہیں ۔ بلکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس ہاؤس کی کارروائی کی رپورٹنگ ان کے دم قدم سے ہے ۔ ہم ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن اس ہاؤس کی رپورٹنگ کے لئے ان کو محتاط رہنا چاہیئے ۔ رپورٹنگ کی شکایات فاضل ممبران کو بھی رہی ہیں ۔ جناب والا میرے پاس ریکارڈ موجود ہے ۔ ایک سوال نمبر 301 جناب مغل صاحب کا اور دوسرا سوال نمبر 331 نواب زادہ لیاقت علی صاحب کا تھا اس کے جواب میں جناب والا کے ڈائریکٹو کی بات ہو رہی تھی ۔

اس ایوان کا تمام ریکارڈ نہ صرف لکھا جاتا ہے بلکہ ٹیپ بھی ہوتا ہے ۔ ان دو سوالات کے جو جوابات دیے گئے میں نے وہ مکمل طور پر دوبارہ ٹیپ کی کاپی کروا لی ہے اگر یہ معزز ایوان یا جناب والا چاہیں تو وہ سن بھی سکتے ہیں ویسے میں مختصراً عرض کروں کہ ان دونوں سوالات کے جواب میں جو کچھ کہا گیا صرف یہ کہا گیا کہ جناب والا کی طرف سے دو قسم کے directives جاری ہوتے ہیں ایک تو وہ ہوتے ہیں جن جائزے کی مزید ضرورت نہیں ہوتی ۔ دوسرا directive ہوتا ہے کہ اس کا پر کسی آپ جائزہ لیں یا اس کو examine کریں ۔ جائزہ لینے کے بعد بھی آپ ہی کی طرف سے حتمی نامہ حکم جاری ہوتا ہے کہ اس criteria پر feasibility رپورٹ پر یہ مسئلہ پورا اترتا ہے یا نہیں اترتا تو حتمی حکم آپ ہی کا ہوتا ہے کہ اس کو accept کیا جائے یا reject کیا جائے ۔ میں جناب والا کے الفاظ quote کر دیتا ہوں جو جناب والا نے کہے ۔ میں نے کہا کہ گورنر صاحب کا directive صرف examine کرنے کی حد تک تھا کہ اس کی feasibility رپورٹ کو چیک کرکے دیکھ لیا جائے ۔ یہ الفاظ جو ہمارا ٹیپ ریکارڈر ایوان میں کام کرتا ہے اس

سے لئے ہیں گورنر صاحب کا directive صرف examine کرنے کی حد تک تھا کہ اس کی feasibility رپورٹ کو چیک کرکے دیکھ لیا جائے اگر مثل fall کرتا ہے تو اس کو منظور کر لیا - سارے سے گزر کر فنانس ڈیپارٹمنٹ سے گزر کر یہ فیصلہ ہوا کہ یہ منظور نہیں ہو آپ کے اس میں ارشادات تھے کہ Governor's directive is no short cut. It still has to go through the process تو میں عرض کروں گا کہ

جناب چیئرمین—کیا کیا —

وزیر قانون—جناب نے جو اس پر ریمارکس دیے تھے وہ یہ تھے کہ

Governor's directive is no short cut.
It still has to go through the process

بات اس context میں ہو رہی تھی کہ جو directive جناب کا examine کرنے کی حد تک ہوتا ہے جو تو ایک outrightly directive ہوتا ہے کہ اس کو upgrade کر دیا جائے - اس کو ہم examine کرنے کے مجاز نہیں نہ ہی کوئی محکمہ مجاز ہے outrightly there and them or any time you like اسوقت اس پر عمل درآمد ہو جاتا ہے لیکن جو آپ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اس کو examine کیا جائے یا اس کا جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا جائزہ لینے کے بعد جناب کے پاس فائیل جاتی ہے - میں جو عرض کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ محکموں کی طرف سے یا ان تمام سوالات کے جو جوابات میں باقی تمام اخبارات میں موجود ہیں کسی نے بھی ایسی رپورٹنگ نہیں کی اور نہ ہی میں insist کروں گا تاکہ اس استحقاق پر کوئی action لیا جائے - لیکن میں اپنے صحافی حضرات سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایسی بات جس کا یہاں پر کوئی ذکر ہی نہیں ہوا یا اس کا شائبہ تک نہیں تھا کہ کوئی ایسی بات پیدا ہوئی ہو اس کو اس رنگ میں رپورٹ کرنا اور کسی تضحیک یا تحقیر کا رنگ پیدا کرنا یہ میرے خیال میں کوئی مناسب رپورٹنگ نہیں ہے - اس کو ہم بس just to not the record straight میں نے یہ بات عرض کی ہے - دوسری بات جو میرے استدلال پر یہاں کہی گئی وہ اس اخبار میں یہ بات ہے کہ میں نے عرض کیا کہ لازمی تعلیم کے معاملے میں جب ہم اس کو نافذ کرنا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا قانون یہ ہے کہ لازمی تعلیم میں کسی خاص علاقہ کا تحصیل کا صوبہ کا نوٹیفیکیشن کرنا پڑتا ہے - اس علاقہ میں نوٹیفیکیشن لازمی ہے اور اس نوٹیفکیشن کے لازمی ہونے کے بعد پھر جب

law enforce ہوتا ہے تو اس کی violation پر action لیا جاتا ہے - چالان ہو جرمانہ ہو یا کچھ ہو - اس میں بھی یہ بات کہی گئی کہ وزیر تعلیم کا بھونڈا استدلال اور جو ریکارڈ پر بات آئی وہ یہ ہے کہ یہ استدلال غلط ہے کہ اگر compulsory education کر دی جائے تو اس پر کوئی action لیا جا سکتا ہے - میں اب بھی اپنی اس بات پر سٹینڈ کرتا ہوں کہ جب کوئی law enforce کیا جائے گا کہ یہاں پر لازمی تعلیم ہے تو جب اس کی violation ہو گی تو اس پر action لیا جا سکے گا تو یہ اب بھی میرا استدلال ہے اور یہ استدلال میں اس ایوان کے فلور پر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں - ویسے تو ہم اخبار نویسوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں - ہم ان سے کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتے لیکن میری ان سے بھی استدعا ہے - آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس پر کوئی action propose نہیں کرنا چاہتا میں صرف استدعا کرنا چاہتا تھا کہ اس ایوان کی رپورٹنگ درست ہونی چاہئے تاکہ اس سے کوئی غلط تاثر پیدا نہ ہو - اس خبر سے کم از کم اتنا غلط تاثر پیدا ہوا ہے I feel aggrieved اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بات کہی گئی جو میں نے اس ایوان کے floor پر -

جناب چیئرمین—مجھے کوئی شکایت نہیں آپ سے (قہقہے)۔

وزیر قانون—جناب اگر آپ کو شکایت ہوتی تو میں آپ سے علیحدگی میں بات کر سکتا تھا لیکن اس سے جو باہر تاثر پیدا ہوا ہے وہ بڑا غلط تھا -

جناب چیئرمین—نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے -

وزیر قانون—تو میں اس کی ذرا وضاحت کرنا چاہتا تھا -

جناب چیئرمین—نہیں کوئی بات نہیں -

حاجی مقصود احمد بٹ—صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ) لاہور پوائنٹ آف آرڈر سر -

جناب والا گزشتہ اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جناب میئر لاہور میونسپل کارپوریشن آئندہ اجلاس میں اپنی کارکردگی کے بارے میں رپورٹ

پیش کریں گے ۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ابھی تک اس رپورٹ کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی تو آپ کا حکم تھا کہ آئندہ اجلاس میں میئر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔انشاء اللہ

جناب اشفاق شاہد۔سائل نے ڈپٹی میئر دانان لیا ہے تبھی میئر صاحب کہہ رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔نہیں اگلے اجلاس میں کر دیں گے ۔

جناب اشفاق شاہد۔جناب چیئرمین ایک heading ہے میرا ایک منٹ فی سال میں چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کی حکمت عملی پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک منٹ فی سال کے حساب سے اس دن تجویز کر دیا یعنی 1955ء سے لے کر 1983ء تک 28 سال بنتے ہیں اور 28 سال کا تجزیہ انہوں نے 28 منٹ میں کیا ۔

(2) اس پر بحث کا 56 منٹ وقت دیا گیا یعنی اس سے ڈبل کر دیا گیا یہ آپ کی مہربانی ہے اور ان سوالات سے جوابات 14 منٹ میں ہوئے یعنی 28 کا آدھا تو اگر 28 سال کی منصوبہ بندی کا تجزیہ 28 منٹ میں ہوتا ہے تو اس بات سے نتائج صاف ظاہر ہیں کہ کس طرح سے منصوبہ بندی کی گئی ہو گی اور آئندہ چھ سالہ منصوبہ بندی کس طرح ہو گی ایک شعر میں نے یاد کیا ہوا ہے آپ کے لئے

کیا فائدہ کچھ کہہ کر بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا ہیں مجھ سے تہذیب کے فرزند

تو آئندہ جو چھ سالہ منصوبہ بندی ہو گی یا پانچ سالہ یا آئندہ کا پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک سال کا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اس کو کم از کم اس ایوان میں پیش کیا جائے ۔ اس پر بحث کی جائے اور میری آپ سے درخواست ہے کہ جو بجٹ وزیر خزانہ صاحب نے پیش کرنا ہے وہ یہاں ایک بجٹ سیشن کو پیش کیا جائے ۔ جس طرف آپ کی حکومت آ رہی ہے یعنی جمہوریت کی طرف تو اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بجٹ اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے بحث ہوتی ہے اور اس کے بعد بجٹ پاس ہوتا ہے ۔ میری آپ سے درخواست ہے اور اس کے لئے ہم اپنا وقت دینے کے لئے تیار ہیں جس وقت بھی آپ چاہیں فاضل ممبران آنے کے لئے تیار ہیں اور اگر اس بحث میں حصہ لیں گے۔

ایک آواز—جانتے ای نہیں -

جناب اشفاق شاہد—میرے دوست کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہی نہیں - اس پر مزید بحث کر لیں گے - تو میری دوسری درخواست یہ ہے کہ ہر لوکل کونسل میں ایک قانون پاس کیا جائے یا کوئی سرکلر جاری کیا جائے کہ ہر لوکل کونسل میں ایک پولی ٹیکنیک سکول ہو جو وہ پرائمری درجہ تک ہو تاکہ جو بچے صرف بابو بنتے ہیں وہ کم از کم ٹیکنیشن بن کر باہر سے روزگار کما سکیں - زرمبادلہ کمائیں اس طرح چھوٹی چھوٹی صنعتوں میں بھی ترقی ہونے کا امکان ہے - دوسری میری عرض یہ ہے کہ لاہور میں ملیریا ہیضہ ڈھریا Malaria, Cholera, Diarrhoea gastric troubles کی بیماریاں عام ہیں - پچھلے مہینے سے کافی بچے مذکورہ امراض میں مبتلا رہے ہیں - اس پر محکمہ صحت یا میونسپل کارپوریشن کو یا جس کا بھی یہ کام ہے اسے توجہ دینی چاہئے تیسری بات انسپکشن آف سکول اینڈ کالجز کی ہے جو ہمارے صوبائی کونسل کے ممبران حضرات کرتے ہیں جن کو آپ نے جسٹس آف پیس بھی بنا دیا ہوا ہے اس کی ابھی تک کہیں وضاحت نہیں ہوئی کہ ہمیں تو مطلب کا ہی پتہ نہیں چلا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں بطور ''جسٹس آف پیس'' تو سکول اور کالجز کے داخلے میں -

ایک آواز—ہمیں معلوم ہے -

جناب اشفاق شاہد—تو کیا کوئی معزز رکن یہ کارکردگی دکھا سکتے ہیں کہ انہوں نے پہلے سال کیا کیا ؟ ٹھیک ہے بعد میں آپ بتا دیں جناب والا لاہور کی تشویش ناک حد تک بڑھتی ہوئی آبادی آپ کو معلوم ہے کہ لاہور شہر تہذیب کا گہوارہ ہے اور یہاں آبادی 27 سے 40 لاکھ تک پہنچ چکی ہے جو کہ تشویشناک ہے مگر میں اپنی بات دہراؤں گا کہ اس کی آبادی کم کی جا رہی ہے اور اس کی حق نمائندگی بھی کم کی جا رہی ہے - 100 کی جگہ اب بھی دوبارہ 100 سیٹیں رکھی جا رہی ہیں - میری درخواست یہ ہے کہ 100 کی بجائے 200 سیٹیں رکھی جائیں - لاہور میونسپل کارپوریشن کی سیٹیں آبادی کے لحاظ سے رکھی جائیں -

تیسری بات ایک سفید ہاتھی ''پاسکو'' ہے مجھے معلوم نہیں کہ ہمیں یہاں پر بحث کرنے کا دائرہ اختیار ہے یا نہیں - پاسکو کے متعلق میں پوچھ رہا ہوں -

جناب چیئرمین ۔ ہے ۔

جناب اشفاق شاہد ۔ گندم کی جو پچھلی wastage ہوئی ہے اس کی میں ایک مثال دوں گا کہ اس wastage کا جو پیسہ آیا کہاں نیلام ہوئی ۔ کہاں نیلام نہیں ہوئی ؟ اور وہ واپس ڈپوؤں میں آ گئی اس کا پیسہ کہاں گیا ؟ میاں صلاح الدین صاحب سے ایک میری درخواست یہ ہے کہ کوٹ لکھپت سکیم کے لئے انہوں نے لوگوں کو جو لیٹر آف اتھارٹی یا لیٹر آف entitlement دیے ہوئے ہیں ۔ ان لوگوں کو ابھی تک وہاں قبضہ نہیں ملا اور وہ بیچارے روتے پھرتے ہیں کبھی کسی محکمہ کے پاس جاتے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ (میاں صلاح الدین) ۔ جناب والا اگر اجازت دیں تو میں وضاحت کر دوں تا کہ پتہ چل جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ بعد میں ۔ میاں صاحب میں آپ کو وقت دوں گا ۔ ورنہ پھر وہ منٹ گن کر گھٹائیں گے جمع کریں گے پھر کہیں گے ایک ہی منٹ ملا ۔

جناب اشفاق شاہد ۔ جناب والا میڈیکل کالجز کی سیٹ میں آپ نے ایک سرکلر جاری کیا ہوا ہے ۔ مثال کے طور پر فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں ۔ میرٹ سیٹس 95 ہیں جب کہ اس کی ٹوٹل سیٹیں 313 ہیں ۔ تو میرٹ پر جو طالبات آئیں گی وہ تو صرف 95 سیٹیں لیں گی اور باقی جو سفارشوں پر آئیں گی ان کی ratio آپ دیکھ لیں کتنی ہے ۔ کچھ ایسے کیسز cases ہیں جو ڈومیسائل کی بنیاد پر داخل ہو جاتے ہیں جب ایک بچہ لاہور میں پڑھتا ہے لاہور سے اس نے ایف ۔ اے ۔ یا ایف ۔ ایس ۔ سی ۔ کیا اس کا ڈومیسائل اگر ڈیرہ غازی خان سے آجائے تو یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ پڑھتا یہ یہاں پر ہے ۔ والدین اس کے یہاں پر ہیں اور ڈومی سائل ۔ ڈیرہ غازی خان سے بنوا لیتا ہے یا دوسرے صوبہ سے آجاتا ہے ۔ تو اس طرح سے لاہور کی سیٹوں پر فرق پڑتا ہے ۔ دوسرا جو آپ نے میرٹ بنایا ہے وہ لڑکیوں کے لئے 690 اور لڑکوں کے لئے 667 بغیر ۔ این سی ۔ سی ۔ کے ہے آپ کی حکومت نے یہ بھی کہا ہے کہ عورتوں کو ترقی دے رہے ہیں عورتوں کی بہبود کی طرف دھیان دے رہے ہیں ۔ تو جب کالجز یونیورسٹیز کی بات آتی ہے خاص طور پر میڈیکل کی تو وہاں یہ میرٹ اس طرح کیوں ہے ؟ یہ ناانصافی ہے ۔ وہاں پر وزارت کی بھی سیٹیں ہیں "تنگھوسی" دا پتر گھوسی بنے گا، ڈاکٹر کا

لڑکا ضروری ہے کہ ڈاکٹر بنے 5 فیصدی ڈاکٹروں کو جو سیٹیں دی ہوئی ہیں یہ بھی نا انصافی ہے جو بھی میرٹ آئے ، جو بھی لڑکا یا لڑکی زیادہ نمبر لے اسے آپ داخل کریں ۔ میرٹ سیٹوں میں سے 5 فی صد ڈاکٹروں کے بچوں کے لئے سیٹیں بہت زیادہ ہیں میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر دھیان کیا جائے اور باقی جنرل امپریشن اس کونسل کا یہ ہے ۔ لوگ گلیوں محلوں اور بازاروں میں کہتے ہیں وہ ایک شعر میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر کروں گا کہ ایک لڑکا ہوٹل میں چلا گیا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات — شعر سنائیں ۔

جناب اشفاق شاہد—شعر وہ ویٹر بولے گا ۔

ایک گاہک ایسا آیا جس نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا اور گھبراہٹ میں گلاس توڑ دیا تو وہ جب بل دینے لگا تو ویٹر نے پیچھے سے آواز لگائی ،،کہ کھایا پیا کچھ نہیں گلاس توڑا بارہ آنے کا، شکریہ ۔

بیگم زبیدہ جعفری—(خاتون کونسلر میونسپل کارپوریشن ملتان)— جناب گورنر صاحب ۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرونگی کہ جس طرح دیہی علاقوں میں پرائمری مدارس زیادہ بنا دیئے گئے ہیں لیکن وہاں سٹاف نہیں جاتا ۔ اس طرح دیہی علاقوں میں ہیلتھ سینٹرز قائم کردیئے گئے ہیں لیکن وہاں پر ڈاکٹر بھی نہیں جاتا ابھی میاں صاحب نے بھی فرمایا ہے اس کی وجہ ہمیں معلوم کرنی چاہیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہاتوں میں جن ڈاکٹروں کو متعین کیا جاتا ہے ان کو رہنے کے لئے ہاؤس رینٹ نہیں ملتا (رہنے کے لئے) گھر نہیں ملتا اور بھی کوئی مراعات نہیں ملتیں جبکہ شہر میں جو نیا پاس شدہ ڈاکٹر نوکری کرتا ہے اس کو 2200 روپے تنخواہ ملتی ہے اور دیہاتوں میں جو لڑکے یا لڑکیاں جاتی ہیں ان کو کل سولہ سو روپے تنخواہ ملتی ہے حالانکہ وہ شہر کی رنگینیاں چھوڑ کر جاتے ہیں اور دلچسپیاں چھوڑ کر جاتے ہیں جو ڈاکٹر بن جاتے ہیں ان کو تو شان و شوکت بھی چاہیئے لیکن جب وہ دیہات میں جاتے ہیں تو وہاں کسی قسم کی مراعات نہیں ملتی اور یہ ڈسپنسریاں ایسی جگہوں پر ہیں جہاں سڑکیں بھی نہیں ہیں میں آپ کے توسط سے جناب وزیر صحت سے یہ عرض کرونگی کہ اس طرف پوری

توجہ دیں تاکہ ہم میڈیکل تعلیم پر جو اس قدر رقم خرچ کر رہے ہیں اور ڈسپنسریاں بنانے پر کثیر رقم خرچ ہو رہی ہے اس کی ہمیں کچھ out put ملے out put بالکل نہیں ملتی اور بچے بے دل ہو رہے ہیں انہیں حصول ملازمت میں بھی دقت ہو رہی ہے اور شہر میں انہیں ملازمت نہیں ملتی اور دیہاتوں میں وہ جانا نہیں چاہتے گزشتہ برسوں کے دوران فوج میں جب ڈاکٹروں کی خدمات لینا چاہتے تھے تو وہاں بھی ڈاکٹرز نہیں جاتے تھے لیکن انہوں نے مراعات بڑھا دیں اس وقت فوج میں جو نیا ڈاکٹر جاتا ہے اس کی تنخواہ 2900 روپیے ہے اور اب بچے اس طرف جانے کے لئے رضامند ہیں بجائے اس کے کہ وہ دیہاتوں میں کام کریں - تو مہربانی کرکے توجہ فرمائی جائے -

شکریہ -

مس بلقیس خانم—(خاتون کونسلر ضلع کونسل ساہی وال)—
جناب چیئرمین - جو خواتین کے بہت سارے سلائی کڑھائی کے مرکز جو دیہاتوں میں قائم کئے جا رہے ہیں وہ تجارتی بنیادوں پر نہیں چل رہے اور انہیں تجارتی بنیادوں پر چلانا چاہیئے - میں سمجھتی ہوں کہ بے سہارا اور مزارع قسم کی خواتین کا نہ صرف اس طرح معیار زندگی بہتر ہو سکتا ہے بلکہ جو لوگ اب بھی بیکار ہیں وہ ملک کی خوشحالی میں شریک ہو سکتے ہیں - ایک اور چیز میں ضروری سمجھتی ہوں کہ دیہی علاقوں میں مرکز کے اندر پولٹری ڈویلپمنٹ کے لئے انکیوبیٹرز ہونے چاہیں - اس طرح کا میں نے تھوڑا سا سسٹم شروع کیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کے دیہی علاقوں میں اگر یہ سسٹم ان مراکز میں شروع کردیا جائے تو گوشت انڈوں کی کمی کو کافی حد تک پورا کیا جاسکتا ہے -

ایک اور چیز میں ضروری سمجھتی ہوں کہ رشوت ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اس پر خاطر خواہ کنٹرول نہیں ہو رہا بلکہ یہ ہر محکمے میں رائج العمل ہے ہر محکمہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی ظاہری شان و شوکت کو قائم رکھتے ہوئے رشوت کی جڑ کو اور مضبوط کرتے ہیں تھانیدار لوگوں کا بھی یہی ہے جب کس وجہ سے ان کو معطل کر دیا جاتا ہے تو لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیکر وہ اپنا مسئلہ حل کر کے اپنی سیٹ پر آجاتے ہیں میں اس سلسلے میں گذارش کرونگی کہ یہ امر قابل ذکر افسوس ہے کہ جس کے نتیجہ میں بھاری رشوت دیکر اصل حقیقت کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور لوگ اس کو ظاہر کرنے میں اس کے خلاف اپنی آواز بلند کرنے میں جھیجک محسوس کرتے ہیں یہ کوئی حدیث نہیں ہے کہ رشوت کو ضرور اپنایا جائے - آخرکار

اس کو ختم ہونا چاہیئے ۔ جو اتنی مضبوطی سے جڑ پکڑے ہوئے ہیں ۔ جناب میں اس سلسلے میں استدعا کرونگی کہ اسکو کنٹرول کرنے کی طرف مزید توجہ فرمائیں ۔

شکریہ

چوہدری محمد اقبال ڈار۔(چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ)
جناب والا ۔ میں دو تین پوائنٹ لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ہیں ۔ پہلا تو یہ ہے کہ اس سال ٹھیکیدار محصول چنگیوں کے ٹھیکوں میں دلچسپی نہیں لے رہے ۔ دو تین کمیٹیوں میں ٹھیکوں کی تاریخیں رکھی گئیں ۔ لیکن وہاں پر ٹھیکیدار نہیں آئے ۔ جیسا کہ میرے اپنے ضلع شیخوپورہ میں ٹھیکے کے نیلام کی تاریخ 22 مقرر تھی مگر کوئی بھی ٹھیکیدار وہاں نہیں آیا ۔ اس طرح میں نے سنا ہے کہ گوجرانوالا میں بھی یہی پوزیشن رہی ہے ۔ لاہور میں یہی کچھ ہوا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی ہے ۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جو محصول کا ٹھیکیدار ہے اس کی رقم میں تین فیصد ٹیکس کاٹ کر وہ چیک ہمیں ادا کریں ۔ کمیٹی کو اس چیز پر پابند کیا ہے کہ کمیٹی اس ٹھیکیدار کے کھاتہ میں سے تین فیصد انکم ٹیکس ادا کرے تو جناب والا ۔ جو ٹھیکیدار ہمارے پاس کام کرتے ہیں اور جو سڑکیں بناتے ہیں اور ہم نے انکو رقم دی ہے تو ہم کیسے اندازہ لگائیں کہ سال کے بعد اس ٹھیکیدار کو فائدہ ہے یا نقصان ہوا ہے ۔ یہ تو انکم ٹیکس والوں کا مسئلہ ہے کہ وہ دیکھیں کہ سال کے بعد اس ٹھیکیدار کو کچھ فائدہ ہوا ہے یا نہیں ۔ ٹیکس تو وہ خود لگا سکتے ہیں نہ کہ ہمیں پابند کیا جائے کہ ہم اس ٹھیکیدار کی رقم میں سے پہلے ہی تین فیصد منہا کرلیں ۔

یہی وجہ ہے کہ یہ ٹھیکیدار ہمارے پاس 22 تاریخ کو نہیں آئے اور دوسری کمیٹیوں کا بھی یہی حال ہے ۔ تو جناب اگر یہی حالات رہے تو ہماری کمیٹیوں میں ٹھیکیدار نہیں آئیں گے ۔ ہماری آمدن کا یہی سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔ تو اگر اسکو اس طرح سے چلایا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہوگی ۔ شاید میرا یہ کہنا بجا ہے کہ اس کا کوئی پس منظر ہے کہ تین چار سال میں جو ہماری اچھی کارکردگی بتائی جارہی ہے اور آخری سال میں بھی ہمیں تاثر دیا جا رہا ہے کہ کام بہت اچھا ہوا ہے ۔ شاید اس بہتر کارکردگی کو اس طریقہ سے متاثر کیا جا رہا ہے ۔ بہر حال آپ مہربانی کرکے اس پر توجہ دیں تاکہ ہمارا یہ مسئلہ حل ہوسکے ۔

دوسرے جناب والا - میری یہ عرض ہے اور یہ بہت پرانا مسئلہ ہے - جب آپ 1982ء میں شیخوپورہ تشریف لے گئے تھے ، تو یہ مسئلہ وہاں پر پیش کیا گیا تھا اور گذشتہ اجلاس میں بھی میں نے اسکو پیش کیا تھا اور میری بدقسمتی تھی کہ میں لیٹ ہوگیا اور وقت گذر گیا میں نے استدعا کی تھی بہرحال آپ یہاں نہیں تھے - لیکن مجھے وقت نہیں دیا گیا تو جناب والا - میں نے دوبارہ وہی سوالات اس دفعہ بھیجے تو سیکریٹری صاحب کی طرف سے مجھے یہ جواب ملا کہ یہ آپ کے سوال ہو چکے ہیں - نامعلوم کیسے ہو چکے ہیں - یہاں بحث تو ہوئی ہی نہیں تو میں مجبور ہوگیا - آج میں پھر وہی عرض کر رہا ہوں پتہ نہیں کہ محکمہ بجلی والے صرف میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں یا ساری بلدیات کے ساتھ کہ ہم سڑکوں پر سرکاری بلب کی لائٹ دیتے ہیں - اسکے لئے بجلی والے ہم سے نو روپے ماہانہ replacement charges فی بلب وصول کرتے ہیں - چاہے replacement ہو یا نہ ہو لیکن یہ ہم سے replacement charges مستقل لے رہے ہیں اور ایک روپیہ بائیس پیسے فی بلب ماہانہ کے ہوتے ہیں - میں نے اس کا ذکر کیا تھا کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے اور یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے - اگر یہ صرف ہمارے ساتھ زیادتی ہے تو پھر ہمارے ساتھ سلوک اچھا نہیں ہے - اگر سب بلدیات کے لئے یہی طریقہ کار استعمال کیا گیا ہے تو ٹھیک ہے ہم بھی مجبور ہیں -

نمبر دو واٹر سپلائی کا مسئلہ ہے جو ہم لوگوں کو پینے کا پانی سپلائی کرتے ہیں - اس کے متعلق مجھے عرض کرنی ہے کہ زرعی ٹیوب ویلوں پر آپ ٹرانسفارمر مفت دیتے ہیں اور اس پر پانچ ہزار روپے کی چھوٹ دی جاتی ہے - اس کی شرح 35 پیسے فی یونٹ ہوئی - شہروں میں جو عوام کی سہولت کے لئے پانی سپلائی کرتے ہیں اس میں ٹرانسفارمر کی چھوٹ بھی نہیں دی جاتی اور اس کا لیٹ فی یونٹ 53 پیسے ہے - اس کے ساتھ صنعتی جو ٹرانسفارمر ہیں ان کی قیمت بھی نہیں لی جاتی ہے بلکہ 100 فٹ کی لائن فری لی جاتی ہے - ان سے بھی 53 پیسے فی یونٹ لیا جاتا ہے - گویا ہمیں نہ صنعت والوں میں رکھا ہے نہ زراعت والوں میں رکھا ہے - ہم سے یہ زیادتی ہے کسی ایک طرف ہمیں منسلک کیا جائے -

جناب والا - جہاں تک پانی کی سپلائی کا مسئلہ ہے - سب سے خسارے والا ہمارا شعبہ یہی ہے - یہ چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں - جتنا ہمارا اس شعبے پر خرچ ہوتا ہے - اس سے ہمیں آدھی آمدن بھی نہیں

ہوتی - جس میں ہمیں منافع نہیں ہے وہ یہی شعبہ ہے - میری گذارش ہے کہ ہمیں ایک میں شمار کرلیا جائے - زرعی ٹیرف لگایا جائے یا صنعتی ٹیرف لگایا جائے - یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے کہ ہمکو چھوٹ بھی نہیں دی جاتی اور 53 پیسے فی یونٹ لئے جاتے ہیں -

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہم پر ورکنگ بیلنس کی پابندی لگی ہوئی ہے - میری کمیٹی میں ورکنگ بیلنس کی حد پانچ لاکھ روپے ہے - پانچ لاکھ روپے کا ایک دن میں چیک جاری ہوتا ہے - اگر تین چار ٹھیکیدار کام کرنے والے ہوں تو پانچ لاکھ ایک دن میں ختم ہو جاتا ہے - میں نے request کی سیکریٹریٹ سے اس حد کو پانچ لاکھ سے بڑھا کر دس لاکھ کرادیا جائے لیکن جواب ملا کہ انہوں نے accept نہیں کیا - میری گذارش یہ ہے کہ کوئی ایک فارمولہ طے کیا جائے - جتنا کمیٹی کا بجٹ ہو - اس کا بارھواں حصہ ، پندرھواں حصہ ، بیسواں حصہ کچھ مقرر کیجئے تاکہ ورکنگ بیلنس کے مطابق عمل کیا جائے - یہ دشواریاں بہت بڑی ہیں - پانچ لاکھ کی حد مقرر کی گئی ہے - جو ایک دن میں چیک جاری ہوتے ہیں - پانچ لاکھ ختم ہو جاتا ہے - اسکے بعد پھر ڈاک خانے والوں کو دیکھتے ہیں - خزانے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمیں پیسے دیں اس کی طرف مہربانی کیجئے توجہ دیجئے تاکہ ہمارا مسئلہ جو بہت پرانا ہے حل ہوجائے -

آخری گزارش جو کرنا چاہتا ہوں اس کا اس سے پہلے بھی ذکر ہوا ہے - غالباً میئر راولپنڈی نے کہا - میرے خیال میں جو نئی آسامیاں ہیں جو ہم ملازمین رکھتے ہیں - تجویز کرتے ہیں - اپنے بجٹ میں ان کی منظوری میں بہت دیر لگتی ہے - میں مشکور ہوں جناب کمشنر صاحب کا - جن سے میں نے ذاتی گذارش کی اور میں خود انکو ملا - چند روز ہوئے مہربانی کی گئی اور ہماری انتظامیہ نے منظوری دے دی لیکن دس گیارہ مہینے کے بعد - ایک ہی مثال عرض کروں گا کہ وہ سکولز جو ہم نے گذشتہ سال اپ گریڈ کئے تھے - ان کو اپ گریڈ کرتے وقت ہمیں نئے اسکول کی منظوری دے دی گئی - ان اسکولوں کے لئے ہم نے مزید ٹیچر مانگے - وہ ہمیں ابھی تک نہیں ملے - جناب والا - پوزیشن یہ ہے کہ وہ بچے جو پانچویں کلاس سے چھٹی میں آئے - ان اسکولوں میں جو ہم نے اپ گریڈ کئے تھے - ہم دیکھتے رہے کہ ہمیں کب منظوری ملتی ہے - بالآخر مجبوری میرے پاس لسٹ آئی کہ ہمارے پاس نہ اسٹاف ہے لوگ پریشان کر رہے ہیں - سرٹیفکیٹ مانگ رہے ہیں تو کیا کیا جائے - گورنمنٹ کے جو اسکول ہیں - میں نے ذاتی طور پر ان سے منت کی کہ یہ بچیاں جو ہمارے اسکول کی ہیں - چھٹی کلاس میں

آئی ہیں انکو داخلہ دے دیں - مہربانی کریں - یقین کریں اسکی منظوری ہوگئی - لیکن اسٹاف نہیں ملا - اسٹاف سنا ہے کل منظور ہوا ہے میری گذارش یہ ہے جب ایک فارمولہ گورنمنٹ کی طرف سے طے ہوا ہے کہ کمیٹیاں غالباً 50 فیصد جو بجٹ تھا اس سے زائد وہ اپنے ملازمان کے لئے جگہ نہیں رکھ سکتے - جب ایک فارمولہ طے ہے - ہمیں پتہ ہے کہ ہم اس سے زائد ملازمان نہیں رکھ سکتے تو وہ ہمارے لئے کافی ہے - چہ جائیکے بجٹ ہم پاس کرتے ہیں - سارا ہاؤس پاس کرتا ہے - ہم پھر در بدر پھرتے ہیں - گیارہ مہینے کے بعد پوسٹیں منظور کی گئیں —

جناب چیئرمین—ٹھیک ہے - آپ نے اپنا پوائنٹ خاصا وضاحت سے کہا ہے - اس کی خاصی decentralization بھی کر رہے ہیں - میں نے منسٹر صاحب سے کہ دیا ہوا ہے کہ وہ پروسیجر کو سہل — آسان اور سہل کریں - آپ لوگوں کو یہ اجازت دیں - یہ فریڈم لیں - آپ خود decision کریں خود فیصلے کریں —

چودھری محمد اقبال ڈار—ٹھیک ہے - جناب والا - چنگیوں کے مسئلہ کے متعلق بھی میں نے عرض کی ہے -

جناب چیئرمین—چنگیوں کے متعلق آج کمیٹی تشکیل کر دی ہے - جس کے لئے منسٹر صاحب چیئرمین ہوں گے - اس کمیٹی کے جو ممبر ہیں وہ ہمارے منسٹر ایگریکلچر منسٹر فنانس - سیکرٹری فنانس - سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور سیکرٹری ایکسائیز اینڈ ٹیکسیشن ہیں - ابھی کچھ دیر ہوئی مجھ سے میئر صاحب ملے انہوں نے اپنی مشکلات پیش کیں - اس کے تحت میں نے یہ کمیٹی تشکیل دی ہے اور انشاءاللہ چار یا پانچ بجے مل رہے ہیں - اور اس کا فیصلہ آپ خود کریں گے -

چودھری محمد اقبال ڈار—بجلی کے مسئلہ کے متعلق بھی کچھ عرض کی تھی -

جناب چیئرمین— وہ انتظام بھی ہم کر لیں گے - میں ایک سوال پوچھنا چاہوں گا - کہ یہاں کوئی ایسے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو ان پانچ دنوں میں بولے ہی نہیں ہیں -

چودھری تاج محمد—(چیئرمین میونسپل کمیٹی ساہیوال) جناب والا سیاسی دور میں یہ ہوتا تھا کہ رولنگ پارٹی رائٹ سائڈ پر بیٹھتی تھی اور اپوزیشن لیفٹ ونگ میں ہوتی تھی - ہم اپوزیشن کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں حالانکہ ہم اپوزیشن میں نہیں ہیں - ہم تو اسی

طرح ان کے ساتھی ہیں اسی طرح خیر خواہ ہیں - آپ نے مہربانی فرمائی آپ نے کرم نوازی کی جس کیلئے میں مشکور ہوں -

جناب والا تعلیم پر پورا ایک دن ملا - بہت مدلل بحث ہوئی اور انشا اللہ بہت اچھے نتائج برآمد ہوں گے - ایک بات جو میں عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب پاکستان بنا تھا بد قسمتی ہماری یہ تھی کہ ہم نے سکریننگ نہیں کی ہم نے چھانٹی نہیں کی ہم نے دیکھا نہیں کہ ماضی میں کس شخص کا کردار کیا تھا اور یہاں آ کر وہ کیا کردار ادا کر رہا ہے - بہر حال وہ بھی ہمیں loss ہوا - اس کے بعد دو تین چانس ایسے آئے جس وقت سکریننگ ہو سکتی تھی مگر وہ بھی miss ہو گئے - لیکن وہ باتیں بہت تفصیل طلب ہیں میں ان میں نہیں جانا چاہتا - میں صرف تعلیم کے متعلق کہنا چاہتا ہوں مشرقی پاکستان کے ٹوٹنے میں جہاں اور بہت سے عوامل ہیں وہاں اساتذہ کا کردار بھی ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے - خدا را اساتذہ کی سکریننگ کیجئے - ہمارے اساتذہ میں بہت سے ایسے ہیں جن کا عملی رویہ قابل تحسین نہیں اس کے علاوہ میں کیا کہہ سکتا ہوں بہر حال ان کی چھانٹی ہونی چاہئے تا کہ وہ آئندہ آنے والی نسل کے دماغوں کو خراب نہ کریں -

نمبر دو میں یہ کہوں گا کیونکہ وقت کم ہے -

جناب چیئرمین — Do not worry about it آپ بولتے جائیے ہم سن رہے ہیں -

چودھری تاج محمد — جناب والا کالجوں میں دیکھا گیا ہے کہ چار چار پانچ پانچ سال سے لڑکے فیل ہو رہے ہیں مگر وہ کالج نہیں چھوڑ رہے - ان کو داخلہ ملتا ہے یا نہیں ملتا وہ ایک قسم کے پیشہ ور لیڈر بن جاتے ہیں جن کے متعلق بڑی وضاحت سے اس ہاؤس میں بتایا گیا ہے کہ سیاسی پارٹیاں ان کی پشت پناہی کرتی ہیں - اور وہ ہمارے لئے فساد کا باعث بنتے ہیں -

جناب والا اس ہاؤس میں کیا پورے ملک میں یہ ہے کہ دیہات جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ترقی دینی چاہئے - سب دوستوں کی طرح مجھے بھی اس سے اتفاق ہے لیکن ایوان کو اس امر سے بھی اتفاق ہے کہ دیہاتی آبادی شہروں کی طرف منتقل ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شہروں کے مسائل دیہاتوں سے بھی بڑھ گئے ہیں -

آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہر شہر میں پندرہ اٹھارہ بیس کچی آبادیاں بن گئی ہیں جن کو ڈویلپ کرنا اور جن کے مسائل حل کرنا میں سمجھتا ہوں کہ میونسپل کمیٹیوں کے بس کی بات نہیں - چونکہ میں شہر کی نمائندگی کرتا ہوں ' اس لیے میں اپنے کچھ دوستوں سے معذرت چاہوں گا اور صحیح صورت حال عرض کروں گا - دیہاتوں میں سینکڑوں میل سڑکوں سکولوں اور دیگر مراعات حتی کہ واٹر سپلائی اور سیوریج کی صورت میں گورنمنٹ نے بہا امداد دے رہی ہے - اور دینی بھی چاہیے - وہاں بہت پس ماندگی ہے - ان کو آگے لانا چاہیے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیہی آبادی کی شہروں میں منتقلی کی وجہ سے شہروں میں جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس کی طرف بھی حکومت کو بھرپور توجہ دینی چاہیے - جیسا کہ یہاں کارپوریشنیں ہیں یا بڑے شہروں میں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بنا دی گئی ہیں جن کے بجٹ میرے خیال میں غیر محدود ہیں اور وہاں مسائل بھی بہت حد تک حل ہو رہے ہیں - لیکن جو اوسط درجے کے شہر ہیں وہاں پر تو کوئی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز نہیں ہیں - وہاں حکومت نے آج تک امداد بھی نہیں دی اور وہ بہت پیچھے جا رہے ہیں - جو کچھ ہمیں ورثے میں ملا ہے ہم شاید اس کو بھی قائم و دائم نہیں رکھ سکتے - جناب والا میں عرض کروں گا کہ ان شہروں کو صرف یہ کہہ کر نظرانداز نہ کر دیا جائے کہ وہ ڈویلپ ہو چکے ہیں اور وہاں مزید کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہاں ایسے قسم کے ادارے بنا دیے جائیں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز یا ان کو خاص طور پر امداد دی جائے تاکہ ان کے الجھے ہوئے مسائل کو حل کیا جا سکے - یہ بہت ضروری ہے - جناب والا لاہور ساہیوال روڈ کی حالت سب جانتے ہیں - وہ ہمارے بس کی بات ہے اور نہ ہم اس پر کچھ بول اور کچھ کر سکتے ہیں - یہ جناب کے علم میں بھی ہے - مگر اس کی خرابی کی وجہ سے ساہیوال سے ٹریفک فیصل آباد کے ذریعے سے منتقل ہو گئی ہے - فیصل آباد بہت بڑا کاروباری مرکز ہے اور وہاں ٹریفک بہت زیادہ ہے ساہیوال سے فیصل آباد کو ٹریفک بہت بڑھ گئی ہے - مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ساہیوال سے نور شاہ ' جو کہ 14 میل ایک روڈ ہے اس کو کیٹیگری سی میں رکھا گیا ہے - وہاں ٹریفک اتنی ہی زیادہ ہے جیسے لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان ہے - میں نے وزیر مواصلات و تعمیرات سے التماس کی تھی - انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اس کو کیٹیگری سی سے نکال کر کسی اچھی کیٹیگری میں شامل کیا جائے گا - مجھے امید ہے کہ وہ یقیناً ایسا کریں گے - جناب والا وقت نہیں ہے مسائل تو بہت

زیادہ ہیں اور میرے دوستوں نے کہہ بھی دیئے ہیں ۔ اب ایم ۔ ایل ۔ او 821 کے تحت شہروں میں کچھ کارروائیاں شروع کی گئی ہیں ۔ اچھا ہے ۔ تجاوزات کو ختم ہونا چاہیے ۔ لیکن میں اس ضمن میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس کی وجہ سے جن لوگوں کی رہائش متاثر ہو انہیں متبادل جگہ دی جائے ۔ جیسا کہ آپ کا پہلے بھی حکم موجود ہے اس کے لیے مزید تاکید کر دی جائے تا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ ہو کہ وہاں nuisance یا کوئی ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو حکومت کے لیے بھی اچھے نہ ہوں اور وہاں کے امن و امان کے لیے بھی اچھے نہ ہوں ۔ جناب مزید تاکید فرما دیں کہ جو رہائشی آبادیاں متاثر ہوں ان کے لیے مناسب متبادل جگہ کا بندوبست کر دیا جائے ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔آپ بالکل نہیں بولے ۔ فرمائیں ۔

جناب نواب علی بھٹی۔(وائس چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ)

جناب گورنر صاحب میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ پانچ دن کے عرصے کے بعد آپ نے ہمیں بھی تھوڑا سا وقت دیا ہے ۔ چونکہ میرا تعلق اوکاڑہ سے ہے اس لیے میں اس کے بارے میں کچھ عرض داشت پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ حکومت سیم و تھور کی روک تھام کے لیے بہت کوشش کر رہی ہے ۔ لیکن میرے علم کے مطابق جن اضلاع کو سیم و تھور کے خاص حصے میں شامل کیا گیا ہے ان میں ضلع اوکاڑہ نہیں ۔ یہ بڑی زیادتی ہے ۔ ضلع اوکاڑہ تقریبا آدھا سیم و تھور کی لپیٹ میں آ چکا ہے اور اس کا نچلا پانی بھی میٹھا ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اس کو سکارپ ایریا میں شامل کردیا جائے یا اس کے لئے جو سکیم ہے اس کے لئے جو سکیم بن رہی ہے اس میں اس ضلع کو شامل کیا جائے ضلع اوکاڑہ میں ایک گرلز ڈگری کالج موجود ہے لیکن بدقسمتی سے وہاں اس کی کوئی عمارت نہیں نہ بچیوں کے لئے ہوسٹل کا انتظام ہے ۔ میری استدعا ہے کہ اس کالج کے لئے عمارت مہیا کی جائے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین اور کوئی صاحب جو بالکل نہیں بولے ۔ آپ بالکل نہیں بولے آپ آئیے ۔

راجہ شوکت حسین (وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات)

جناب والا میں اس بات کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پانچ دن کے بعد ہمیں بھی موقع ملا ۔

جناب چیئرمین دیکھیے پانچ دن والی بات نہ کیجئے ۔ اگلی دفعہ آپ یہاں آ کے بیٹھ جائیں ۔ میں آپکو چھ دن دونگا ۔ پھر دیکھیں گے کہ کتنے لوگ بولتے ہیں ۔

راجہ شوکت حسین علاقائی سطح پر بھی اسی طرح ہم پس ماندہ ہیں ۔ میرا پہلا سوال پی اینڈ ڈی سے ہے پانچ سالہ پروگرام جو اب اختتام پذیر ہوا ہے اس کے بارے میں گزارش کروں گا کہ آپ کے حکم کے مطابق پس ماندہ علاقوں کو ویٹیجز ملنے چاہیے تھے ۔ لیکن جناب والا اس کے بارے میں اتنی گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے جب تک اس کی پلاننگ یہ نہ ہو کہ تحصیل وار ہر ضلع میں ایک نقشہ تیار کیا جائے جس کی سربراہی اگر کمشنر صاحب کو سونپی جائے تو بہتر ہے ۔ ہر تحصیل کے معیار کو دیکھا جائے کہ وہاں کس علاقے میں زیادہ پس ماندگی ہے اس کو ویٹیجز دینے کے لئے باقاعدہ نقشے پر نشان دہی کی جائے تاکہ ہم اطمینان سے یہ دیکھتے رہیں کہ اس پانچ سالہ سکیم میں ہمیں بھی یہ سہولتیں ملیں گی ۔ جب تک یہ نقشے تیار نہ ہوں یہ ویٹیجز پھر کسی دوسری طرف چلا جاتا ہے سب سے پہلے اس کی نشان دہی ہونی ضروری ہے کہ فلاں علاقہ میں جس پر نشان لگا ہے کام کرنا ہے ۔ اس کے علاوہ گزارش ہے کہ یونین کونسلیں بنیادی کام کر رہی ہیں تعلیم کو بھی یونین کونسلوں کے حوالے کیا جائے اور وہ اس پر ہنگامی بنیادوں پر کام کریں اور ثابت کریں کہ انہوں نے اپنے چار سالہ دور میں تعلیم پر کس طرح زور دیا ہے ۔ یہ کام ہنگامی بنیاد پر ہونا چاہیے تاکہ ہر علاقے میں تعلیم ترقی کر سکے میرا دوسرا پوائنٹ بجلی کے بارے میں ہے میں جب بھی آپ کے سامنے آتا ہوں آپ کو یاد آ جاتا ہے کہ ہم بجلی کے میدان میں بہت پیچھے ہیں ۔ لیکن آج سے دس پندرہ دن پہلے ہمیں ضلع کونسل میں ایک مراسلہ موصول ہوا ہے جو جنرل منیجر صاحب نے لکھا ہے کہ سرائے عالمگیر سے شمالی ایریا میں ہمارے جو دیہات ہیں ان کی فہرست مہیا کریں ۔ تین سال گزر گئے ہیں ۔ لیکن انہوں نے دس دن پہلے یہ زحمت گوارا کی کہ وہ ہم سے تفصیل مانگتے ہیں ۔ میں واپڈا کا نقشہ اٹھا کے اپنے ساتھ لایا ہوں اس نقشے میں دیہی علاقے کی مکمل فہرست موجود ہے یہ دس مربع میل کا علاقہ ہے جس کے کسی جگہوں میں بھی بجلی نہیں ۔ وہ باقاعدہ ایک گرڈ کا درجہ رکھتا ہے جو ان کے اپنے نقشے میں موجود ہے ۔ اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں ان کی خدمت میں یہ نقشہ پیش کر سکتا ہوں میرا تیسرا پوائنٹ محکمہ انہار کے متعلق ہے ۔ آپ کے حکم کے مطابق تقریبا ایک ماہ پہلے انہوں نے

مجھے بھی کنسلٹ کیا تھا اور میں نے اپنے علاقے میں نشاندھی کی تھی کہ ہیڈ جگو پر ایک برساتی نالہ ہے پہلے اس کی چوڑائی تقریباً چالیس پچاس فٹ ہوتی تھی جو اب پونے دو میل تک پھیل چکی ہے۔ برسات میں اس کا کٹاؤ اور پھیلاؤ بھی مزید بڑھ جاتا ہے۔ تو میں نے ان کو موقع پر لے جا کر ساری نشان دھی کروائی پورا سروے کروایا۔ اس کے بعد انھوں نے مجھے جواب دیا کہ یہ ہمارا کام نہیں اگر تھوڑا سا معمولی بیس تیس ہزار روپے کا کام ہوتا تو ہم کر دیتے۔ یہ تو لاکھوں روپے کا کام ہے۔ ہم نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اس ہیڈ کی وجہ سے اس کا پیٹ اتنا اونچا ہو چکا ہے کہ جب تک اس کو کاوز نہ کیا گیا تو دیہات کے دیہات ختم ہو جائیں گے اب کٹاؤ اتنا نزدیک پہنچ گیا ہے کہ دیہات پانی سے تقریباً بیس تیس گز پر پہنچ گئے ہیں اور ہزاروں ایکڑ بہترین زمینیں جہاں تقریباً تیس چالیس فٹ گہرائی پر میٹھا پانی ہے سب اس برساتی نالے نے بہا دی ہیں۔ اس کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ اگر محکمہ تحفظ اراضیات یا کوئی محکمہ ہماری مدد کرے تو ہم اس مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں آج کل یہ آواز بہت پھیل چکی ہے کہ کھاریاں کے جنگلات کو دوسرے اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کرنے کا پروگرام بن رہا ہے جس سے کھاریاں میں کافی پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر کوئی ایسی تجویز یا پروگرام ہو تو اس کے لئے جو موقع پر نزدیک ترین دیہات ہیں یا تحصیل کھاریاں ہے جس کے علاقے میں وہ جنگلات ہیں ان کو ترجیح دی جائے کیٹل فارمنگ یا شیپ فارمنگ کے لیے دینے کا پروگرام بن رہا ہے لائوسٹاک میں اس کی کمی بھی ہے۔ شیپ فارمنگ یا کیٹل فارمنگ کے لیے کوئی جگہ دینی مقصود ہو تو ان کا حق ہے جو نزدیک ترین رہتے ہیں۔

راجہ شوکت حسین —یہاں کے لوگوں نے وزیر صاحب کے دورے کے موقع پر یہ آواز اٹھائی تھی۔ اگر اس کام کے ہونے نہ ہونے کی ہمیں اطلاع مل جائے تو بہتر ہوگا گزارش ہے کہ پولیس اسٹیشن پر تقریباً پچاس ساٹھ درخواستیں اس قسم کی آئی ہیں اور وہ درخواستیں کیا ہوتی ہیں کسی کی درخواست یہ ہے کہ فلاں نے مجھے گالی دی ہے فلاں نے میرے پرنالے کا پانی روک لیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ان کا کوئی ریکارڈ بھی نہیں ہوتا یہ ہی صرف پولیس کے پاس ایک کام ہوتا ہے جس پر رشوت مل سکتی ہے اور ایسی درخواستوں نے پولیس پر رشوت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اگر یہ کام یونین کونسلیں جو دیہات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کریں تو بہتر ہوگا اور پولیس والے صرف اتنا کریں کہ اس قسم کی درخواستیں متعلقہ ممبر

کو پولیس اسٹیشن طلب کرایا جائے یا متعلقہ یونین کونسل کو اطلاع دے ان کی رائے کے لئے بھیج دی جائیں کہ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے اگر وہ ایف آئی آر کے ساتھ ان کی رائے منسلک ہوجائے تو پھر یہ مسئلے پیش نہیں آسکتے ۔ یہ مسئلے پولیس خود پیدا کرتی ہے اور کہتی ہے تو بھی درخواست دے دے ۔ تو بھی دے دے جب ایک درخواست لے کر جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے دوسرے فریق کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو بھی درخواست دے دے ۔ فیصلہ وہی ہوتا ہے کہ تو کتنا دے گا اور وہ کتنا دے گا ۔ اور ان درخواستوں پر دونوں کے دستخط کرا لئے جاتے ہیں اور واپس بھیج دیا جاتا ہے ۔ چھوٹے چھوٹے کاموں سے ہر آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ۔ کیونکہ وہ اپنے کام چھوڑ کر سارا دن تھانے میں رہتا ہے شام کو اطلاع ملتی ہے کہ ہمارے پاس کام زیادہ ہے اس وجہ سے کل تشریف لاؤ ۔ اس طرح وقت کا ضیائع ہو رہا ہے اور لوگوں کو پریشانی بھی ہے ۔ اس لئے انہیں پابند کیا جائے کہ ایسی درخواستوں کے ساتھ ممبر یونین کونسل اور متعلقہ علاقے کے معززین کی ایسی سفارش لگائی جائے کہ یہ درخواست ٹھیک ہے یہ باتیں غلط ہیں یا درست ہیں ۔ اس طرح بہت سے کام درست ہوجائیں گے ٹیوب ویل سکیم کے متعلق میری ایک تجویز ہے کہ یہ سکیم ضلع وار ہونی چاہیے اور اس علاقے میں ہونی چاہیئے جہاں میٹھی پانی نہیں اور میٹھا پانی 60-70 فٹ گہرائی پر ہے لہو ان کو یہ سکیمیں زیادہ دی جائیں تاکہ وہ غذا میں خود کفیل ہو سکیں اور دوسرے علاقوں پر بوجھ نہ بنیں ۔ یہ سکیمیں ان علاقوں میں چلی جاتی ہیں جہاں میٹھی پانی موجود ہے اس سے اصل میں پانی علاقوں کو فائدہ اٹھانے کا حق ہے ۔ ان کو اس سے محروم کیا جاتا ہے ۔ چھٹا منصوبہ جو ایک نئے چاند کی صورت میں نظر آنے والا ہے اس میں یہ گزارش کرونگا ۔

جناب چیئرمین—بڑے تفصیلی نقشے ہیں میں چیئرمین ہی کو کہونگا کہ وہ آپ کو خاص دعوت دیں اور آپ کو نقشے روم لے جائیں بلکہ آئندہ اجلاس میں سب کو اس نقشے روم میں جانا چاہئے ۔ تاکہ تسلی ہوسکے ۔

یہ نقشے ہر اضلاع کے کمشنر صاحبان کو بھیج دیں تاکہ ان میں چیئرمین ضلع کو کونسل ہر تحصیل کا سروے کر کے سرخ نشان لگائیں یہ تحصیلیں پسماندہ ہیں ۔ اور اپنے آپ کو مطمئن کر کے لوگوں کو بتا سکیں کہ آپ کا علاقہ نقشے پر نشان زدہ ہے ۔

جناب چیئرمین—آپ بڑے شوق سے لال نیلا ۔ پیلا ۔ جو رنگ لگانا چاہیں لگائیں ۔

میاں مجید اکبر فاروقی (چیرمین میونسپل کمیٹی گجرات)۔جناب چیرمین ویسے تو اس ایوان میں بہت سی باتیں ہوئیں اس لئے میرا کوئی ٹاپک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی موضوع ہے کہ جس پر انسان بات کرسکے ۔ لیکن چونکہ کچھ نہ کچھ کہنا ضرور ہے اور ابھی حاضری بھی ضروری ہے ۔

جناب چیرمین۔آپ کی موجودگی بھی لازمی ہے ۔ کل آپ کی تصویر بھی آنی چاہئے کہاں گئے ہیں تصویر والے ان کی تصویر اتاریں ۔

میاں مجید اکبر فاروقی۔جناب والا میرا ہمیشہ سے ایک ٹاپک اور ایک سبجیکٹ رہا ہے اور میں نے کبھی یہاں انفرادی مسائل بیان نہیں کئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جن مسائل کو بتانے کی ضرورت ہے انہی کو بحث میں لایا جائے ۔ میرا یک ہی رجحان رہا ہے ۔ وہ یہ جب تک ہم اپنے کیریکٹر کو درست نہیں کریں گے ۔ اس وقت تک یہ تمام عمل جو ہم کر رہے ہیں شاید بے سود ہو یہ ضرور ہے کہ ہمارا وقت گذرتا جائیگا کچھ ڈی جنریشن ہیں ایک saturation point پر پہنچ جائے ۔ تو پھر کوئی reproduction شروع ہوجائے ۔ سب سے زیادہ اہم چیز کا ذکر کروں کل یا پرسوں یہاں پر ایک لیڈی کونسلر محترمہ گلشن حفیظ مرزا نے میرا خیال ہے جس طرح انہوں نے اپنی جامع تجاویز یا یوں کہہ لیجئے کہ تشخیص اور پھر اس کی پریس کریشن دی ہے وہ ایک مکمل چیز تھی ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ سب سے اہم چیز ہے جس پر ہمیں ہر حال میں زور دینا چاہئے کیونکہ کردار کی تعمیر بنانے کے لئے تعلیم لازمی ہے مجھے یوں یاد پڑتا ہے جب ہم بچپن میں پڑھتے تھے اور ہمارے بزرگ بھی اور ہم بھی ایک دعا پڑھا کرتے تھے جو گلستان بوستان سے تھی ۔

من تو شدم تو من شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس میں خدا کو اور انسانیت کو یاد رکھنے کی ایک اپیل ہوتی تھی انسانیت کی خدمت اپنے حقوق اور فرائض کی اہمیت کو سمجھنے کا جذبہ ہوتا ہے انسانیت کی خدمت اور فرائض کی اہمیت کا جذبہ ہوتا تھا ۔ اور اپنے حقوق کے ساتھ اپنے فرائض کی اہمیت کو سمجھنے کا جذبہ ہوتا تھا ہماری نئی پود اس پود کا حصہ بن گئی ہے ۔ وہ کچھ اس طرح ہے میرے ذہن میں آرہا ہے جب ہم اپنے آبا و اجداد کا ذکر کرتے ہیں تو نئی پود کہتی ہے "Oh dad was a folly good fellow." ہماری نئی پود ہمارے اباؤ اجداد کے متعلق اس طرح خراج تحسین پیش کرتے ہیں اس کے لئے

لازم ہے کہ ہم اس سمت میں کوشش کریں ۔ یہاں پر جو ذکر ہوا ہے جتنے بھی مسائل یہاں پر زیر بحث رہے ہیں اس کا روٹ Cause بھی ایک ہی ہے اس کو ہم eliminate کر سکیں اس کو rectify کر سکیں میرا خیال ہے کہ شاید ہم اپنے لوگوں کو 50 فی صد کر سکیں تو بڑی خوش قسمتی ہوگی اس کے ساتھ ساتھ مجھے میرے ایک دوست نے ایک مسئلہ بھی دیا ہے ۔

جناب چیئرمین—وہ تو بول چکے ہونگے ۔ اب بول رہے ہیں

میاں مجید اکبر فاروقی جی ہاں—انہوں نے بتایا ہے کہ آپ میرا نام لیکر اس کا ذکر کر دیں کامونکی کے ایک ایس ایچ او غلام سرور وڑائچ کو آئی جی صاحب نے Suspend کرنے کا حکم دیا ہے کمشنر گجرانوالہ نے ایک جوڈیشل انکوائری میں دفعہ 220 تعزیرات پاکستان کے تحت پرچہ درج کرنے کا اور اس کو Suspend کرنے کا حکم دیا ہے ۔ لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا حکومت پنجاب کی چٹھی ہے کہ یہ ایس ایچ او ڈسٹرکٹ میں تعینات نہیں ہوسکتا ایس ایچ او کوٹ بارے خان ضلع گجرانوالہ کا رہنے والا ہے اس لئے اس چٹھی پر بھی عمل درآمد نہیں ہو سکتا ۔

میری ایک چھوٹی سی پرابلم ہے جسکا میں ذکر کر دینا چاہتا ہوں ۔ یہ ایک نیا سرکلر birth/death entry کے لئے آیا ہے ۔

جناب چیئرمین کس کی B rth/death entry ؟

میاں مجید اکبر فاروقی جناب والا birth/death entry کے لئے ایک سرکلر جو شائد وفاقی حکومت کی طرف سے جاری ہوا تھا جو صوبائی حکومت کی طرف سے ہمیں فارورڈ ہوا اس میں آٹھ آنے روز کے جرمانہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ لگا دیا جائے ۔ اور زیادہ سے زیادہ دو سو روپے میں instructions ملی ہیں کہ آپ یہ اپنے by laws میں اسے incorporate کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ دو سو روپیہ بہت زیادہ ہے اور چیئرمین کی discretion وہاں پر رہنی چاہیے ۔ کیونکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو وقت پر اندراج نہیں کرواتے اور پھر شائد ہم تو یہ سوچتے ہیں کہ دو سو روپیہ معمولی چیز ہے لیکن یہ لوگوں کے بس کی بات نہیں کہ اگر کسی کے تین بچے ہیں اور ان کا اندراج نہیں ہوا تو وہ شخص چھ سو روپیے دے سکے ۔ سال ڈیڑھ سال کی omission ہوتی ہے جو بہت کم ہے ۔ تو یہ میرا پوائنٹ تھا جس پر غور فرمایا جائے ۔ بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین بس جی - اور کوئی صاحب تو یہاں پر نہیں ہیں جو بالکل نہ بولے ہوں -

ملک محمد یوسف اعوان — جناب والا - میں نہیں بولا -

جناب چیئرمین — جی ' آپ کے پاس تین منٹ ہیں -

ملک محمد یوسف اعوان (وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور) جناب والا - میرا تو ایک مختصر سا سوال ہے - شائد میں تین منٹ بھی نہ لوں - سب سے پہلے تو میں محکمہ تعلیم کے متعلق عرض کرونگا - نہ تو ہمارا سوال ہے کہ ہمیں ہائی سکول چاہیے اور نہ ہمارا سوال ہے کہ ہمیں پرائمری سکول چاہیے بلکہ ہماری صرف یہ ضرورت ہے کہ آج تک ہمارے لوکل ایریا کو کالج نہیں ملا -

جناب چیئرمین — کہاں ؟

ملک محمد یوسف اعوان جناب والا - کالج ہمیں نہیں ملا محمد یوسف میرا نام ہے اور میں ضلع کونسل لاہور کا وائس چیئرمین ہوں -

جناب چیئرمین — لیکن کالج کہاں نہیں ملا ؟

ملک محمد یوسف اعوان — جناب والا - ڈسٹرکٹ کونسل لاہور کے رورل ایریا میں کالج نہیں - اس ایریا کے لئے ہمیں کالج کی بےحد ضرورت ہے - میری یہ درخواست ہے کہ مہربانی کرکے ہمارے اس ایریا کے لئے ایک کالج ضرور منظور فرمایا جائے -

جناب چیئرمین — کس جگہ پر ؟

ملک محمد یوسف اعوان— جناب والا - ہمارے چار مرکز ہیں تھانہ چوہنگ - تھانہ کاہنہ - تھانہ برکی اور تھانہ مناواں - اس میں چار مرکز کونسلیں ہیں - تو ہماری یہ درخواست ہے کہ ایک کالج تھانہ برکی میں یا تھانہ کاہنہ میں دے دیا جائے تجویز ہے کہ اگر کالج کے اجراء میں کوئی مجبوری ہو اول تو میرے علاقے کو دو کالج ملنے چاہیے - کیونکہ آج جناب کا موڈ بھی اچھا ہے اس لئے میں نے درخواست کی ہے اور پانچ دنوں میں میں نے کوئی سوال نہیں کیا - اس لئے میں عرض کرونگا کہ اگر میرے علاقے کو دو کالج مل جائیں تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی اگر دو کالج نہ مل سکیں تو ایک کالج ضرور منظور ہونا چاہیے - اگر اس کی بھی مجبوری ہو تو میری ایک اور بھی تجویز ہے - جو ہائی سکول سنٹر ہے اس میں دو دو کلاسیں مزید بڑھادی جائیں ' نہ تو سنٹر کے سکول

میں ہمیں بلڈنگ کی ضرورت ہے۔ نہ اس میں ہمیں زمین درکار ہے۔ اگر زمین کی ضرورت آن بھی پڑی تو پھر ہم اپنی مدد آپ کے تحت زمین بھی دیں گے ۔ میری یہ درخواست ہے ۔ کہ اگر کوئی ایسے کی مجبوری ہے تو ہمیں یہ دو کلاسیں ہر سنٹر میں دے دی جائیں ۔ یہ آپ کی بہت مہربانی ہوگی ۔

جناب والا دوسری بات میں مارکیٹ کمیٹیوں کے متعلق ، عرض کرنی چاہتا ہوں میرے دوستوں نے ساتھیوں نے اور میرے بزرگوں نے سوالات کئے تھے جبکہ میں بھی مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کا رکن ہوں۔ ہمارے علاقے کی مارکیٹ کمیٹی کا کارنامہ تمام لوگوں کے سامنے ہے ۔ اور وہ ہمارے وزراء صاحبان بھی موجود ہیں ۔ وہ بھی بتا سکتے ہیں کہ ہم نے بہت کام انجام دیا ہے۔ جو لوگ اس چیز کی مخالفت کرتے ہیں وہ سراسر زیادتی کرتے ہیں میں ان سے عرض کروں گا معذرت کے ساتھ کہ مارکیٹ کمیٹی ضرور رہنی چاہیے ۔ مارکیٹ کمیٹی ضرور رہنی چاہیے ۔ مارکیٹ کمیٹی ضرور رہنی چاہیے ۔

جناب والا ، سڑکوں کے متعلق ہماری مجبوری بارڈر ایریا ہے جس وقت ہم کہتے ہیں کہ یہ سڑک یہاں بننی چاہیے تو اس میں ہماری دفاعی کمیٹی ہمارے لئے بہت بڑی مجبوری ہے ۔ جناب والا ۔ میں اپنی مدد آپ کے تحت ایک مثال پیش کرونگا جو کہ ایک زندہ مثال ہے ۔ جناب والا ۔ ایک لاکھ روپے سے ہمارے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک پل بنایا ۔ اسی سڑک پر کوئی پندرہ یا بیس گاؤں آباد ہیں اور یہ تقریباً چار میل کا راستہ بنتا ہے یا پانچ میل بن جائے گا ۔ تو اس کے متعلق اگر کوئی مجبوری ہو تو میں کہہ نہیں سکتا مگر وہ لوگ جو ہمارے ساتھی ہیں ، ہم بھی چاہتے ہیں کہ اپنی مدد آپ کے تحت سڑک بنائیں گے ۔ نہ تو گورنمنٹ سے پیسہ لیں گے ۔ نہ سرکار کو کوئی کام کریں گے ۔ اس لئے اس کی ہمیں منظوری دے دی جائے تو میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں جناب والا ۔ وہ چند میل کا ایریا ہے اگر آپ کہیں تو میں بتا بھی سکتا ہوں کہ وہ کونسا ایریا ہے

ایک آواز ۔ اب تو شکریہ ادا ہو چکا ہے ۔ اس کے بعد تقریر ختم ہونی چاہیے ۔

ملک محمد یوسف اعوان ۔ شکریے کے بعد کیا ہے جناب والا ۔ میں آج میزبان بھی ہوں اور ہماری ضلع کونسل اراکین کونسل کو ظہرانہ بھی دے رہی ہے ۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ وقت ملنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس سڑک کے سلسلے میں ہمیں بہت مشکلات پیش ہیں لہذا سڑک کی منظوری دے دی جائے ۔ ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ ان کو Mattled کر سکیں ۔ اتنا ضرور ہے کہ ہم اپنی مدد آپ کے تحت ان کا مولنگ ضرور لگوائیں گے ۔ یہ آپ لوگوں کی نہایت مہربانی ہو گی منہالہ سے لیٹرہڈھانہ تک پانچ میل کا ایریا بنتا ہے دوسری سڑک مرکز کونسل برکی کے متعلق عرض کرونگا ۔ میرے محترم چیئرمین صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ۔ اگر ضلع کونسل کے متعلق بتانا ہو گا تو وہ بتائیں گے ۔ میں مرکز کونسل برکی کی بات کرونگا اور چیئرمین پی اینڈ ڈی سے یہ درخواست کرونگا کہ چار سال کے عرصہ میں ہمیں صرف دس میل سڑک کا سرکل ملا ہے اور اس کی حالت اتنی بری ہے کہ میں یہ بتا سکتا ہوں کہ نئی بنی ہوئی اس سڑک کی حالت اتنی بری ہو رہی ہے کہ جیسے دس بیس سال پرانی بنی ہوئی ہو ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ اگر ہر ڈسٹرکٹ کونسل کو سو میل سڑک ملی ہے تو ہمارے مرکز کو دس میل سڑک ملی ہے ۔ اس لئے دس دس میل سڑک کر لی جائے ۔ ہماری چار مرکز کونسلیں ہیں ۔ تو یہ چالیس میل سڑک بنتی ہیں ۔ ایک تو ہمیں ہمارا حق نہیں ملا ۔ اگر ملا ہے تو دس میل کے سرکل میں آپ انسپکشن کروائیں ۔ ان کی چیکنگ کروائیں ۔ یہ صرف میرے ضلع کی حالت نہیں بلکہ تمام اضلاع کی یہی حالت ہو گی ۔ کہ چالیس میل کی سڑک سرکل چیکنگ کروائی جائے یا ان کی انسپکشن کروائی جائے تو سب کچھ سامنے آ جائے گا کہ ان کی حالت کیا ہے ۔

جناب چیئرمین—شاہ صاحب آپ تو نہیں بولے ۔ کوئی دھواں دھار تقریر ہو جائے ۔

ملک شاہ محمد اعوان—(چیئرمین ضلع کونسل لاہور) ۔ عالی جاہ باتیں تو بہت ہو چکی ہیں ۔ میری ایک عرض ہے کہ اپنی جگہ تو تمام محکمے اہم مقام رکھتے ہیں ۔ لیکن تعلیم کا ایک ایسا محکمہ ہے جس کے بغیر کوئی انسان یا محکمہ نہیں چل سکتا ۔ روپیہ بھی آپ اس پر سب سے زیادہ لگا رہے ہیں ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر مرکز میں محکمہ تعلیم ہم سے مل کر جہاں اساتذہ بھی موجودہ ہوں ، میٹنگیں کریں کہ تمام اساتذہ وقت مقررہ پر حاضر ہوں وہاں پر مشورے ہوں کہ کس طرح ان کی حاضری مکمل ہو سکتی ہے ۔ انسان وہی ترقی کر سکتا جو کہ وقت کا سب سے زیادہ پابند ہو ۔ جو استاد خود وقت پر نہیں آتا وہ اپنے شاگردوں کو وقت کا پابند کیسے بنا سکتا ہے ۔ اس چیز کو

بنیادی اہمیت دی جائے - جیسے ہم مزدوروں کا اور کھیلوں کا دن مناتے ہیں - اس طرح سے تعلیم کو بھی اہمیت دی جائے - اور تعلیم کا دن منایا جائے - یہ شکوہ نہ ہو کہ استاد وقت پر نہیں آتے ہم تعلیمی اداروں کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے - محکمہ تعلیم ہر مرکز میں تعلیمی اجلاس کیا کریں - اور میں یہ چاہتا ہوں کہ مرکزی سطح پر تعلیم کے بحران پر قابو پائیں - شکریہ

جناب چیئرمین—لیڈیز میں سے بولنا کوئی چاہیں گی -

بیگم عارفہ طوسی—(خاتون کونسلر ، لاہور میونسپل کارپوریشن) میں دو تین اہم جنرل پوائنٹ پر بات کروں گی - جو کہ ہمارے عوام کی عام شکایات ہیں - جن کی وجہ سے ہمارے عوام کو تکلیف ہوتی ہے - ایک تو یہ ہے کہ مقدمات قتل جو فوجی عدالتوں میں یا عام عدالتوں میں چل رہے ہیں - وہاں ملزمان کو سزا مل جاتی ہے - اور ان کو کچھ جرمانہ ہوتا ہے - یا اگر کسی کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے - تو جو رقم جرمانہ کی ہوتی ہے - لوگ جناب گورنر تک ، آپ تک ، صاحب صدر تک اپیل کرتے ہیں - رحم کی اپیل ہوتی ہے - تو جب تک اپیل کا فیصلہ نہیں ہوتا - تب تک پولیس انہیں جرمانے کی وصولی کے لئے تنگ کرتی رہتی ہے کہ جرمانہ کی رقم ادا کریں - عوام کہتے ہیں کہ ہم نے اپیل کی ہوئی ہے - اس لئے جب تک کہ اپیل کا فیصلہ نہیں ہوتا وہ جرمانہ ادا نہیں کریں گے - اس ضمن میں آپ کوئی واضح حکم صادر فرمائیں - کہ لوگ جرمانہ کی رقم پہلے ادا کریں یا اپیل کے فیصلہ کے بعد جرمانہ ادا کریں دوسری بات یہ ہے کہ عام ہاؤسنگ سکیمیں جو لوگ پرائیویٹ سکیمیں بناتے ہیں وہاں پر ایک پلاٹ پارک کیلئے یا سکولوں کے لئے کھیل کے میدان کے طور پر چھوڑ دیتے ہیں - لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جب سکیمیں بن جاتی ہیں - اور کچھ عرصہ کے بعد لوگ ان میں رہائش پذیر ہو جاتے اور معاملہ کچھ دب جاتا ہے - تو اس کھلی جگہ کو فروخت کر دیا جاتا ہے اور وہاں کے لوگ اس سے محروم ہو جاتے ہیں - اور ان کا دم گھٹنے لگتا ہے یہ پلاٹ پوری آبادی کے لئے چھوڑا جاتا ہے - اگر اس کو بعد میں فروخت کر دیا جائے - تو سب کو تکلیف ہوتی ہے - اس کے لئے میں لاہور کی ایک مثال دوں گی - 1956ء میں جب گلبرگ کی آبادی بنائی گئی - تو وہاں مکانوں کے لئے پلاٹ کے لئے زمین رکھی گئی - اسی طرح سے مغل پورہ کی آبادی جب تعمیر کی گئی - تو ان کو تھانہ مغل پورہ کے

سامنے ایک رام گڑھ کی بستی کو آباد کر دیا گیا ۔ اور اس پوری آبادی کے لئے ایک پلاٹ جو کہ سولہ مرلہ کنال پر مشتمل ہے چھوڑا گیا ۔ تا کہ وہاں کے لوگ نماز عید یا نماز جنازہ ادا کر سکیں ۔ یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال کر سکیں ۔ مثلاً سکول کے لئے گراونڈ کے طور پر استعمال ہو سکے ۔ وہاں پر ایک گرلز اور ایک بوائز سکول ہے ۔ ان کے لئے کھیلیں وغیرہ ہو سکیں ۔ لیکن اب سنا ہے بلکہ عام شکایت ہے کہ اس پلاٹ کو کچھ لوگ فروخت کرنا چاہتے ہیں ، بلکہ یہ فروخت ہو بھی گیا ہے ۔ کہ پلاٹ دکھایا کسی اور جگہ گیا ہے اور فروخت کسی اور جگہ پر ہو رہی ہے ۔ تو اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گی کہ جب وہ پلاٹ کو ۔ بلے گراونڈ کے طور پر اور اس پارک بنایا گیا تھا اس وقت ایل ایم سی کو ہینڈ اوور کر دیا گیا تھا ۔ لیکن لاہور میونسپل کارپوریشن نے جو وہاں پر مالی مقرر کئے ہوئے تھے ۔ وہ بھی وہاں پر اب کام نہیں کر رہے اور وہاں پر کوڑا کرکٹ کے ڈھیر بن گئے ہیں ۔ فلتھ ڈپو بن گیا ہوا ہے ۔ لہذا اس مسئلے کو فوری طور پر حل کرایا جائے ۔ تا کہ وہاں کے لوگ سکون سے رہ سکیں تیسری بات یہ عرض کروں گی کہ عام حادثات میں لوگوں کی موت واقع ہو جاتی ہے ۔ اور پولیس والے مواقع پر آ کر میت کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور اتنی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے کہ وہاں پر لوگوں سے پوچھ لیا جائے کہ یہ یہاں کا تو کوئی باسی نہ تھا ۔ بلکہ اگر مسجد میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ یہاں پر حادثہ ہو گیا ہے ۔ آپ لوگ آکر اس کو پہچانیں تو بہت بہتر ہو لیکن یہاں یہ ہوتا ہے کہ پوسٹ مارٹم کے بعد اسے ایل ایم سی کے سپرد کر دیا جاتا ہے ۔ اور وہاں پر اسے لاوارث قرار دے اسے دفن کر دیا جاتا ہے ۔ حالانکہ اس کے لواحقین سب وہاں پر موجود ہوتے ہیں ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گی کہ جب کبھی ایسا حادثہ پیش آجائے تو ہماری نیوز میڈیا کو کیوں استعمال نہیں کیا جاتا ۔ اور واضح طور پر اخبارات میں یا کسی اور جگہ پر ان کی تصاویر کیوں شائع نہیں کی جاتیں ۔ تاکہ ان کے لواحقین کو پریشانی نہ ہو جب ایسے واقعات ہو جاتے ہیں ۔ اور ان پر اگر کچھ اخراجات ہو بھی جاتے ہیں تو وہ لواحقین سے وصول کئے جا سکتے ہیں ۔ یہاں پر میں یہ عرض کروں گی کہ آپ واضح طور پر یہ ہدایات جاری کریں کہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آجائے اس کو مشتہر کریں ۔ ہمارے ساتھ دو جگہ پر ایسا ہوا ہے ایک تو ہمارے شہر کے نامور صحافی کے بیٹے کے ساتھ بھی اس طرح ہوا اور ہماری اپنی فیملی کے ایک فرد کے ساتھ بھی یہ حادثہ پیش آیا ہے جو کہ نہایت افسوس ناک اور

قابل مذمت ہے ۔ ایک اور میں یہاں پر عرض کروں گی کہ اکبری منڈی کے منتقل کرنے کا بار بار سوال اٹھایا گیا ہے تو میں یہ عرض کروں گی کہ کچھ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ انجینئرنگ یونیورسٹیوں کے قریب لے جا رہے ہیں ۔ حکومت جس جگہ پر اکبری منڈی منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے پہلے وہاں یونیورسٹی والوں سے پوچھ لیا جائے تا کہ وہاں پر بدمزگی پیدا نہ ہو ۔ شکریہ ۔

جناب خاقان بابر—(صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈسوسائٹی) جناب والا ، بیگم صاحبہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپیل کا فیصلہ ہونے سے قبل پولیس جرمانہ وصول کر لیتی ہے یہ خبر اخبارات میں بنوائی جائے گی لیکن یہ خلاف واقعہ بات ہے ۔ ایک واقعہ ایسا بتائیں ۔ بمطابق قانون رحم کی اپیل جب صدر صاحب سے خارج ہو جاتی ہے تو اس کے بعد Recovery کا سوال پیدا ہوتا ہے ۔ میں نے اپنی ساری فوجداری criminal پریکٹس کے دوران ایسا نہیں سنا اگر بیگم صاحبہ کوئی واقعہ بتا سکیں تو بتائیں خبر بنانے کا کوئی فائدہ نہیں اس طرح سے انتظامیہ کو بدنام نہ کیا جائے ۔

بیگم عارفہ طوسی—جناب والا یہ موضع شاہ پور میں ایک واقعہ ہوا ہے ۔ اس کی اپیل گورنر صاحب کے پاس آئی ہوئی ہے ۔ اور یہاں کی مقامی پولیس ان سے جرمانہ کی وصولی کے لئے تنگ کر رہی ہے ۔ کہ ہم تمہارے سامان کی قرقی کر دیں گے کہ یہ کریں گے کہ وہ کریں گے ۔ اور وہ کوئی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم وصولی کرنا چاہتے ہیں—جناب والا ۔ ایک چیز سامنے آئی ہے تو بات کی جاتی ہے جب تک کوئی چیز سامنے نہ آئے میں بات کرنے کی قائل نہیں ہوں ۔ شکریہ

جناب چیئرمین—کوئی صاحب جو نہ بولے ہوں ۔ آپ آئیے ۔ حبیب صاحب ۔

ملک حبیب خان—(چیئرمین ضلع کونسل جہلم) جناب چیئرمین آپکی نہایت مہربانی جو مجھے اس ایوان میں اظہار خیال کا موقع دیا ۔ میں اس سلسلہ میں مشکور کہنا پسند نہیں کرونگا ۔ بلکہ شکر گزار ہوں ممنون ہوں کہنا زیادہ پسند کروں گا ۔ میں اپنی گزارشات وزیر تعلیم کے ابھی ابھی کے وضاحتی بیان سے شروع کروں گا ۔ جناب وزیر تعلیم نے یہ بڑا کوئیک نوٹس لیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب وزیر موصوف مطالعہ اور تحقیق سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں ۔ اسطرح سے ابھی ابھی مجھے فضل صاحب نے بتایا ہے کہ گزشتہ روز بھی ایک خبر شائع ہوئی ۔ اس میں لکھا ہوا تھا ۔ کہ وزرا جناب گورنر صاحب سے چشم پوشی کرکے کافی وقت ادھر ادھر لگاتے رہے ۔ تو میں یہ کہوں گا کہ انہیں

بھی اپنے وضاحتی بیان جاری کرنے چاہئیں ۔ ساتھ ہی وزیر تعلیم صاحب کا جو شوق اور ولولہ تحقیق ہے اس سے متعلق میں عرض کروں گا ۔ انہوں نے جو جدید قسم کی تحقیقاتی فزیبلٹی رپورٹ کا معیار سکولوں کی up radation کے متعلق پیش کیا ہے ۔ اس میں تھوڑا سا اور غور بطور Home task کروائیں ۔ تا کہ پسماندہ اضلاع اپنے خصوصی خدوخال کے بحث اسکی زد میں محفوظ رہ سکیں ۔ اس سلسلہ میں اپنے ضلع جہلم کو تو ایسے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک چارٹ لگا ہوا تھا ۔ کہ جیسے کسی نہ کسی سے بینائی ٹیسٹ کرواتے وقت ایک چارٹ پر بنے ہوئے اونٹ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ کہ آپ کو اونٹ نظر آتا ہے ۔ تو اس نے کہا کہاں ہے اونٹ ۔ اس پر دوسرے نے کہا کہ چارٹ پر ۔ تو پہلے نے کہا چارٹ کہاں ہے ۔ تو دوسرے نے کہا چارٹ دیوار پر ہے ۔ تو اس نے کہا دیوار کہاں ہے ۔ تو پتہ چلا کہ حضرت ..... ہیں ۔

جناب چیئرمین—آپ نے کہنا تھا کہ جاؤ پارک————
(قہقہہ)

ملک حبیب خان—جی ہاں میں یہ عرض کروں گا کہ اس Feasibility کے موجودہ معیار کے مطابق تیلہ کے گاؤں کا جائزہ لیا جائے تو وہاں پر کوئی ایک گرلز سکول بھی نہیں ہے ۔ لیکن محکمہ تعلیم کی فیزیبلٹی رپورٹ یہ تقاضا کرتا ہے ۔ کہ وہاں پر تین مڈل سکول ہونے چاہئیں اور کوئی 100 کی تعداد صرف مڈل جماعت ہشتم ہونا چاہئیے جناب والا میں یہ امر خوش آئند سمجھتا ہوں کہ اس اجلاس میں آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تمام کونسل آئے اور اس سے متعلقہ کمیٹیاں اے ڈی پی اور زیر تشکیل پنجسالہ قومی منصوبے کو زیر بحث لایا گیا جسمیں سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ کافی باتیں ہوئی ہیں میں اپنی ناقص عقل کے مطابق چند ایک باتیں یونین کونسل کے متعلق عرض کروں گا میرا خیال ہے کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس ادارے نے اپنی افادیت ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور خاص طور پر میچنگ گرنٹ کے سلسلہ میں میں ضلع جہلم کی مثال پیش کرتا ہوں یہ گزارش کرنے کی جسارت کروں گا کہ یونین کونسل سول پر ضلع جہلم میں تقریباً پچیس تیس میل پختہ سڑک بنائی گئی ہے اور جس کا معیار کسی بھی سڑکیں بنانے والے محکمہ سے کم نہیں ہے اور اس پر اخراجات تقریباً دو لاکھ روپیہ فی میل آئے ہیں اس طرح ضلع کونسل جہلم نے بھی بارہ میل پختہ سڑک 16.35 لاکھ روپیہ بنانے کا تہیہ کر رکھا ہے مرکزی کونسل کے متعلق میں اپنی رائے ظاہر

کروں گا کہ اسے مرکز کونسل کی بجائے مرکز کمیٹی کہا جائے کیونکہ کونسل سے اس کا کوئی ڈھانچہ ملتا جلتا نہیں ہے ۔ جیسا کہ ڈسٹرکٹ میں رابطہ کمیٹی ہے ۔ یا ڈویژن میں رابطہ کمیٹی ہے تو اس طرح مرکز کمیٹی اور ضلعی رابطہ کمیٹی کا زیادہ عمل دخل جائزہ اور عمل در آمد کے متعلق ہونا چاہیئے ۔ نہ کہ سلیکشن آف سائیٹ یا ترجیحات طے کرنے سے متعلق کچھ اختیارات اسے حاصل ہوں ۔ تاکہ ضلع میں دو ادارے آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں ۔کیونکہ لیول پر ضلع کونسل کو Site Selection اور ترجیحات طے کرنے لگے اختیارات پہلے ہی حاصل ہیں ۔ اور جب ایک ہی لیول پر دو اداروں کو اس قسم کے اختیارات سونپ دئیے گئے ۔ تو اس کی مثال اس طرح ہے ۔ جیسا کہ ایک گھوڑے کو دو لگام چڑھا دی جائیں ۔

منصوبہ بندی کے متعلق میں اتنی گزارش کروں گا ۔ کہ منصوبہ بندی کرتے وقت ریجنیل قسم کی پلاننگ کو ترجیح دی جائے ۔ ہر علاقہ کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں ۔ جیسا کہ میرا تعلق جہلم سے ہے تو جہلم ایک بارانی علاقہ ہے ۔ اس کی سطح نا ہموار ہے ۔ وہاں کی بستیوں کا آپس میں درمیانی فاصلہ نسبتاً اور پنجاب کے اضلاع کے بہت زیادہ ہے ۔ اور ان بستیوں میں بے شمار ندی نالے ہیں ۔ اور اسکا زمین دوز پانی کے وسائل بہت ہی کم ہے ۔ تو ایسی چیزوں مدنظر رکھنا چاہیے ۔ اگر ہم انہیں غور سے دیکھیں گے تو جہلم کوئے سڑکیں بنانے کیلئے زیادہ ہیں ۔ زیادہ Retaining Well اور زیادہ Bridges چاہیئں ۔ اس طرح آپ بجلی کی مثال دیکھیں ۔ بجلی مہیا کرنے کے لئے اب جو فارمولا صوبہ پنجاب میں لاگو ہے وہ یہ ہے ۔ اگر ہم اسے پوائنٹ سے پی پوائنٹ تک لے جائیں ۔ تو ان کا درمیانی فاصلہ آدھا میل بنتا ہے ۔ تو اگر ضلع جہلم کی بات میں کروں تو ان کی بستیوں کا درمیانی فاصلہ آپس میں بہت ہی زیادہ ہے ۔ تو ایسی چیزیں ابھی سے ذہن میں رکھ لینی چاہیں ۔ اسطرح واٹر سپلائی کے بارے میں میں یہ گزارش کروں گا ۔ کہ واٹر سپلائی اتنا ٹیکنیکل معاملہ نہیں ہے ۔ جتنا کہ بنا دیا گیا ہے ۔ اور میں بڑی عاجزی کے ساتھ گزارش کروں گا ۔ کہ اسے مکمل طور پر مع فنڈز ضلع کونسل کے حوالے کر دینا چاہیئے ۔ اور اس وقت جو واٹر سپلائی سکیم موجود ہے اور اس پر جو بجلی کے نرخ وصول کئے جاتے ہیں ۔ وہ بہت ہی زیادہ ہیں ۔ تجارتی سطح پر چارجز کئے جا رہے ہیں ۔ ان پر خصوصی رعایت دی جائے ۔ یہ انسانی مرحلہ ہے ۔ بارانی اضلاع کی ترقی کے لیئے Soil Erossion کو روکنے کے اقدامات کے ساتھ ساتھ بڑے پیمانہ پر

Small Dams تعمیر کئے جائیں - اس طرح جہلم کی تعلیم صحت اور زراعت کا ذکر میں کروں تو مجھے تمام کے تمام ادارے مرمت طلب نظر آئیں گے - اور ان میں عملہ کی مکمل طور پر کمی نظر آتی ہے - میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہاں پر عملہ کے تربیتی کورس شروع کئے جائیں اور ساتھ ہی حصول ملازمت کے سلسلہ میں مختلف محکمہ جات نے جو پابندیاں عائد کر رکھی ہیں - انہیں نرم سے نرم تر کر دیا جائے - شکریہ

جناب محمد واثق خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک)- جناب والا میں صرف دو پوائنٹ پر بولنا چاہتا ہوں -

جناب چیئرمین - آپ تو پہلے بول چکے ہیں -

جناب محمد واثق خان - جناب والا میرا پہلا پوائنٹ تو یہ ہے کہ تربیلا کو جو سڑک لارنس پور روڈ پر ہے اسکا آج سے چودہ پندرہ سال پہلے لوگوں کی زمین کا کیس عدالت میں چل رہا تھا اور اب ان کا فیصلہ ہوا ہے یہ تقریباً دوہزار آدمی بنتے ہیں ان کو حکم ہوا ہے کہ آپ لاہور آ کر رقم لیں جناب والا ان میں بچے بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ compensation money ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اٹک پر مل جائے - میرا دوسرا پوائنٹ ہے کہ آپ تلہ گنگ تشریف لائے تھے وہاں پر آپ نے ایک گاؤں کی بجلی اور سڑک کیلئے directive جاری کیا تھا - بجلی لگ چکی ہے لیکن سڑک نہیں بنی صرف ایک میل کی سڑک ہے ڈسٹرکٹ کونسل میں آپ کی طرف سے ابھی تک اس کے بارے میں آپ کی طرف سے کوئی حکم نہیں آیا لوگ پریشان ہیں آپ نے وعدہ بھی کیا تھا - یہ صرف ایک میل سڑک ہے دوسرا آباد والوں کا ایک علاقہ چھج کا منصوبہ ہے جو کہ انہوں نے سیم کیلئے بنا کر بھیجا دیا ہے مہربانی کرکے وہ منظور فرمایا جائے وہ پاکستان میں سب سے زیادہ زرخیز علاقہ ہے اس کی پیداواری مقدار (Index produce) ملتان سے بھی زیادہ ہے جناب والا تین سال سے ہمارا ایک مسئلہ چل رہا ہے وزیر مال صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں- میں عرصہ تین سال سے ریونیو کمیٹی میں بھی بحث کر رہا ہوں کہ یہ لوکل ریٹ جو بلدیات والوں نے لگایا ہے خدا را اس کا کم از کم کوئی آسان طریقہ کار بنائیں ایک مرلہ میں اگر دس حصہ دار ہیں تو ان سب کو دو دو روپے دینے پڑتے ہیں اگر ایک حصہ دار ہے تو دو روپے دینے پڑتے ہیں سب لوگ حکومت سے تعاون کرتے ہیں دو روپے دینے سے کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹتا لیکن اس کیلئے کوئی ایسا آسان طریقہ ہونا چاہیے جس سے عام لوگوں کو تکلیف نہ ہو - میری اپنی ناقص رائے ہے

کہ جب تک تمام محکموں میں one window service آپ نہیں کریں گے عوام کو سہولت میسر نہیں آ سکے گی

جناب چیئرمین جب تک کیا نہیں کریں گے

جناب محمد واثق خان one window service کے متعلق کہہ رہا ہوں شکریہ

جناب اقبال قریشی (قریشی دواخانہ لیبارٹریز لاہور) جناب والا چھٹے پنجسالہ منصوبے کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور اس میں شامل مختلف امور کا یہاں پر احاطہ کیا گیا لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ جن لوگوں کی وجہ سے امور کی بناء پر ہم یہاں پر موجود ہیں یعنی جس حقیقت کی وجہ سے ہم اس ایوان میں موجود ہیں اس کا کہیں ذکر نہیں میرا مقصد تحریک پاکستان اور اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں چند تجاویز پیش کروں گا۔ایک تو یہ مناسب ہو گا کہ تحریک پاکستان نظریہ پاکستان اور تخلیق پاکستان Creation of Pakistan کو بنیادی نصاب میں شامل کیا جائے یعنی پرائمری کی تعلیم سے لے کر بتدریج یونیورسٹی کی سطح تک جائے اور اس مضمون میں گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن میں رکھا جائے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے کارکنوں کی تاریخ مرتب کی جائے

حکیم اقبال قریشی۔دوسری تجویز یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے کارکنوں کی تاریخ مرتب کی جائے وہ لوگ جنہوں نے ملک کیلئے قربانیاں دی تھیں اور جنہوں نے ملک اور وطن کیلئے اپنے مال عزت وناموس کو قربان کیا اور اس ملک کو قائم کیا ان کی آج تک اس ملک میں کوئی تاریخ نہیں لکھی گئی۔

تیسری تجویز۔جو تحریک پاکستان کے کارکنان اس وقت زندہ ہیں اور میرے خیال میں ان کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے ان میں سے اکثر مستحق ہیں کی فلاح و بہبود کیلئے کوئی ایسا جامع نظام قائم کیا جائے کہ وہ کسمپرسی کی حالت میں نہ رہیں تو جناب والا۔ یہ تحریک پاکستان کی چیزیں تھیں۔اس کے علاوہ ایک اور اہم موضوع جس پر زیادہ بحث یا غور نہیں کیا گیا وہ منشیات کے متعلق ہے۔چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں اس پر کے بارے میں جو یہاں زیادہ بحث ہوئی اس پر ہم نے کوئی زیادہ غور نہیں کیا حالانکہ آجکل Topic کا بین الاقوامی مسئلہ ہے۔

ہماری محترم ڈاکٹر گلشن حفیظ مرزا نے خواتین کی یونیورسٹی کی بابت فرمایا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری معاشرتی ثقافتی اور

اسلامی اقدار کے عین مطابق ہے اور میں ان کی تجویز کی حمایت کرتا ہوں حکومت صنعت وحرفت کی ترقی کیلئے بہت سی تجویز اور بہت سے عملی اقدام کرتی ہے لیکن جناب والا۔میں معذرت سے کہونگا کہ جو سرکاری محکموں کی جانب سے جو کاغذی مسائل پیش ہوئے ہیں ان کی جانب کوئی توجہ نہیں دی جا رہی اس کی میں ایک مثال دونگا کہ ہماری مختلف تجارتی اور صنعتی اداروں پر مختلف ٹیکس لاگو ہوتے ہیں مثلاً ای او بی آئی ہے سوشل سکیورٹی ہے۔ ایجوکیشن cess ہے لیبر ڈیپارٹمنٹ ہے تو ان میں سے ہو ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ ریکارڈ رکھنا پڑتا ہے جس کا ایک طویل پروسیجر ہے کارڈ بنانے پڑتے ہیں ان کے چارٹ ہوتے ہیں ان کی نمبرنگ ہوتی ہے تو جناب والا اسکا ایک بڑا سہل اور آسان طریقہ یہ ہو گا کہ ہر ورکر کا نشینل قومی شناختی کارڈ بنا دیا جائے اور اس کارڈ کا وہ سوشل کمپیوٹرائزڈ نمبر ہو وہ سوشل سکیورٹی لیبر ای او بی آئی ایجوکیشن ہو ہرمحکمے کا وہی نمبر ہو گا تاکہ اگر کوئی ورکر کہیں اور جگہ پر کام کرتا ہے تو نیشنل آئی ڈی کارڈ کے کمپیوٹرائزڈ نمبر کے تحت دوسرے نئے مالک کے پاس جا کر کام کر سکے اور اس کی جو بھی پچھلی contribution ہو گئی وہ ختم نہیں ہو گی۔جناب صنعتی اور تجارتی اداروں کے لئے یہ بڑی درد سری ہے کہ انہیں ایک پورا دفتر بنانا پڑتا ہے جس میں دس پندرہ محکموں کا ریکارڈ رکھنا پڑتا ہے

آخر میں گزارش ہے کہ مرکزی حکومت نے اپنے بجٹ میں جی این پی کا 2ء1 فیصد صحت کیلئے تجویز کیا ہے جب کہ پنجاب کیلئے صرف 6 فیصد رکھا گیا ہے تو کیا یہ 6 فیصد سے ہم اپنے صحت کے موجود مسائل حل کر لیں گے۔

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی (صدر ویمن سوشل ویلفیئر ارگنائزیشن بہاولپور ڈویژن) جناب والا۔میں نے وزیر تعلیم کی رپورٹ کو بغور پڑھا میں سمجھتی ہوں کہ جو چھٹا پانچ سالہ منصوبہ بنایا گیا ہے اس میں ایک حد تک تمام ضروریات پوری کر دی گئی ہیں میری دور میں آنکھیں ہر شعبے پر پڑی ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان تمام چیزوں کو کام میں لا کر اس منصوبے کو تیار کیا گیا ہے جس کیلئے میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ساتھ ہی میری استدعا ہے کہ جو منصوبے قائم کئے گئے اور بنائے گئے ہیں ان کی اگر وقت پر تکمیل ہو جائے تو ہمارے بہت سے ملکی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ منصوبہ تو پورے پنجاب کا ہے اور ہم سب اپنے اپنے علاقوں کی ضروریات پر بھی

نظر رکھتے ہوئے ہیں تعلیم کے متعلق تجویز ہے جو بہت ہی اہم ہے درس انسانیت سے ہی انسان کی تعمیر ہوتی ہے پرائمری مدرسے ضرور قائم کئے جائیں اور زیادہ سے زیادہ قائم کئے جائیں تاکہ لوگ تعلیم حاصل کرنا چاہیں وہ حاصل کر سکیں جبراً کسی کو تعلیم نہیں دینی چاہیئے عوام اور ان کے بچوں کو ترغیب دیجیے کہ علم ایک ایسی چیز ہے کہ اس کو حاصل کرنے سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں ہم انسانیت پاسکتے ہیں اور اپنی ناخواندگی کو ختم کر سکتے ہیں ناخواندگی ایک ایسی چیز ہے جس کو ہم ختم کرکے اپنے آپ تہذیب یافتہ بنا سکتے ہیں۔

جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔اس کیلئے جو مرکز کھولے جائیں ان میں عمر رسیدہ خواتین اور آدمیوں کو رکھا جائے اور مراکز اور ان میں گرلز گائیڈ اور سکاؤٹ بھی رکھے جائیں کیونکہ یہ ایسی تنظیمیں ہیں جن میں خدمت کی تلقین کی جاتی ہے جن میں خدمت کی طرف راغب کیا جاتا ہے اگر وہ ایک ایک بچہ عورت یا مرد پڑھا دیا کرے تو اس سے ملک کی بڑی خدمت بھی ہو جائے گی اور ہماری ضرورت بھی پوری جائے گی اگر کوئی بچہ سکاؤٹ یا گرل گائیڈ ایک انسان کو مکمل طور پر لکھنا پڑھنا سیکھا دیتا ہے تو اس کو کچھ نمبر دے دیے جائیں تاکہ وہ شوق سے اس طرف راغب ہو سکے

جناب والا۔ تعلیم بالغان کے مراکز کی ترقی کا دارومدار اس بات پر کہ ہم لوگ بھی اپنے اپنے نزدیک اور قرب وجوار میں اس بات کا خیال رکھیں اور جتنی جلد ہو سکے ہم خود بھی کوشش کرکے ان کو ترغیب دیں تاکہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب والا۔بہاولپور میں ہمارے سکولز اور کالجز میں اساتذہ کی بہت کمی ہے اور ایک بات یہ ہے کہ بہاولپور میں لوگ آتے ہی نہیں اور پنجاب میں جو مراعات دی گئیں ہیں بہاولپور میں نہیں ہیں یہاں پر ان کیلئے بہت ہی کم فنڈز دیئے گئے ہیں جناب والا۔میں یہ گزارش کرونگی کہ اسے پنجاب کے برابر کیا جائے تاکہ لوگ خوشی سے وہاں جائیں اور جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور خواتین بہاولپور میں موجود ہے انہی کو ملازمت دے دی جائے تو ہمارے سکولوں اور کالجوں میں انکی کمی پوری ہو سکتی ہے

جناب والا ۔ بہاولپور میں دارالاطفال ایک ایسا ادارہ ہے جو یتیم خانہ کہلاتا ہے لیکن ہم نے اس کا نام رکھا ہے ۔ اس میں حکومت کی طرف سے خوراک پوشاک رہائش اور تعلیم سب کچھ ہے ۔ مگر ان بچوں

کیلئے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے آگے قدم بڑھا سکیں ۔ اسلئے میں استدعا کرونگی کہ وہاں پر فنی تعلیم کے مراکز بھی قائم کردیئے جائیں تاکہ میٹرک کے بعد اگر وہ رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ یتیم بچیوں کیلئے اس علاقے میں ایک ادارہ قائم کردیا جائے جو دارالیتامیٰ کے نام پر ہو اور وہاں پر یتیم بچیوں کی پرورش کر سکیں اور وہاں پر ان کیلئے رہائش کا انتظام بھی ہو ۔

جناب والا گداگری ایسی لعنت ہے ۔ جو ملک میں بری طرح پھیلی ہوئی ہے گداگری ہی کی وجہ سے بچوں کا اغوا ہوتا ہے ۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے اس لئے اس کا انسداد کیا جائے اور بچوں کو اغوا ہونے سے بچایا جائے ۔

جناب والا ۔ بہاولپور میں ایک گورنمنٹ ووکیشنل سکول برائے خواتین موجود ہے وہ ایک بہت بڑا ادارہ ہے اس میں بھاری تعداد میں لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں سلائی سکھاتی ہیں اور وہ ملازمت میں جا سکتی ہیں مگر ابھی تک نہ ان کی اپنی کوئی عمارت ہے اور نہ ہی ان کے وسائل ایسے ہیں کہ اسکو afford کیا جائے ۔ جس گھر میں یہ ادارہ قائم ہے وہاں پر بہت سی چیزیں بیکار پڑی ہوئی ہیں اور جو کار آمد بنانے کیلئے رکھی ہوئی ہیں اور وہ کسی اور جگہ پر نہیں رکھی جا سکتیں ۔ اسلئے میری استدعا ہے کہ ان کیلئے اتنا بڑا سٹور بنا دیا جائے تاکہ ہم اپنی چیزوں کو استعمال کر سکیں اور وہ دستکاری کا ادارہ مکمل طور پر کامیابی کے ساتھ چلا سکیں وہاں ہر قسم کے کام سکھائے جاتے ہیں مگر جگہ کی قلت کی وجہ سے بہت سے بچے داخل نہیں ہو سکتے اسلئے اس کی بہت ضرورت ہے اس کیلئے میں آپ سے استدعا کرتی ہوں ۔

جناب چیئرمین — رشید صدیقی

جناب رشید صدیقی — (صدر پاکستان ایڈول یونین آف جنرلسٹس)
جناب چیئرمین گزشتہ دو اڑھائی سال سے کلچر ٹوریزم کی طرف آپ نے توجہ دی ہے کہ پنجاب میں domestic ٹوریزم اور نارن ٹورسٹ کے لئے پنجاب کے اس علاقے کو ڈویلپ کیا جائے جسے آپ نے mini کشمیر تھا ۔ آپ کی ہدایات کے مطابق سبجیکٹ کمیٹی نے اپنے خرچ پر کیونکہ محکمہ کے پاس اور صوبائی کونسل کے پاس اسکے لئے فنڈز نہ تھے) پنجاب کے دو تہائی علاقوں کا دورہ کیا اور 20 کے قریب سکیمیں بنا کر محکمہ کے ذریعہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو دے دی گئیں ۔ گزشتہ ایک سال میں مختلف قسم کے اعتراضات دور کرنے کے بعد تاریخ میں ایک میٹنگ میں

پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے 4 سکیموں کی منظوری دی اور اس کے لئے ایک کروڑ تیرہ لاکھ روپے مختص کئے - لیکن شاید وہ چیئرمین جنہوں نے سکیمیں منظوری کی تھی وہ چلے گئے اور گزشتہ دو دن پہلے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی پھر میٹنگ ہوئی اس میں ایک کروڑ تیرہ لاکھ کو صرف تیرہ لاکھ کر دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں چار پانچ سال کے لئے پنجاب میں ٹوریزم کو ڈویلپ کرنے کیلئے اتنی کم رقم میں خیال میں ٹوریزم سے بھی مذاق ہے - ان سکیموں کو منظور کرنے کے بعد ان کو فنڈز میں رکھنے کیلئے یا تو ان کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا 13 لاکھ روپے کی رقم جس میں چار مقامات پر اراضی خرید نے کیلئے maintenance کا مسئلہ پیدا ہوا ہے میرا خیال ہے چار مقامات کیلئے جو 13 لاکھ روپے ملے ہیں اس سے زمین بھی نہیں خریدی جاسکتی - میری گزارش ہے - کہ اس پر نظر ثانی کی جائے - جو مارچ میں فیصلہ ہوا تھا اسے بر قرار رکھا جائے -

وزیر مواصلات و تعمیرات- (میاں صلاح الدین) مقامات کون سے ہیں - جگہ کون سی ہے -

جناب چیئرمین - وہ سکیموں کی بات کر رہے ہیں - چار سکیمیں ہیں -

جناب رشید صدیقی - چارمقامات پر سکیمیں بنائی گئی ہیں - اس میں کار کھار ہے مری ہے - مظفرگڑھ ہے - کوٹ سنڈو ہے - ہیڈ مرالہ ہے اور بہاول پور ہے - اس کے علاوہ پشمیار سکیمیں ہیں - لیکن ان میں سے چار سکیموں کو منظوری دے دی گئی - چار سکیمیں منظور ہو چکی ہیں - جن کے تمام کاغذات مکمل ہو چکے ہیں -
اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اسکی منظوری بھی دے دی ہے - میرے پاس اعدادو شمار موجود ہیں - جناب والا - آپ نے سیاحت کو فروغ دینے کیلئے جو اقدامات کئے ان میں ایک fullflodged Director Tourism کی تقرری ہے اور اسکے ساتھ دو ڈپٹی ڈائریکٹر چار انفارمیشن آفیسر دس کلرک اور سٹینو وغیرہ دیے گئے ہیں - تین گاڑیاں بھی دی گئی ہیں - کلچر کیلئے پچھلے سال جب کوئی عملہ نہ تھا تو 17 لاکھ روپے رکھے گئے تھے - اب جبکہ اتنا بھاری بھر کم ڈائریکٹوریٹ قائم کیا گیا ہے اس کیلئے رقم میں کمی کر کے 13 لاکھ کر دی گئی - میں سمجھتا ہوں کہ اس پر نظر ثانی ہونی چاہیے -

جناب والا انفارمیشن کیلئے بحیثیت محکمہ کے جو رقم پچھلی دفعہ رکھی گئی تھی اسکی بھی مختلف مدات میں کمی کر کے تقریباً 87 سے 95 لاکھ روپے کر دی گئی ہے محکمہ اطلاعات ہو۔ سیاحت ہو یا کلچر ہو تینوں میں اس دفعہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی طرف سے حیرت انگیز کمی اس بات کی متقاضی ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔ اس سے تفریح ثقافت اور سیاحت کے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں ان کو کسی طرح حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملے گی

دوسری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم صاحب نے بعض اخبارات کی خبروں کا ذکر کیا ہے۔ صحت کے بارے میں ایک خبر پر انہوں نے بات یہ کی کہ وہ عام طور پر اخبارات میں چھپنے والی خبروں کا نوٹس نہیں لیتے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ نوٹس لیا کریں۔ اگر آپ غلط خبروں کا نوٹس نہیں لیں گے اور جو عوام کی طرف سے جو خبریں چھپتی ہیں جو مسائل آپکے علم میں لائے جاتے ہیں اگر اپ ان کا نوٹس نہ لیں تو یہ اخبارات کے ساتھ اور شہریوں کے ساتھ بھی زیادتی ہے

انہوں نے اپنے بارے میں فرمایا ہے تو اسکا نوٹس لیا جائے گزشتہ دنوں ایک اخبار میں کارٹون چھپا تھا اس کا نوٹس ضرور لیں اس کو ایوان میں لانا چاہئے تھا اور کم از کم اسکی وضاحت ضرور ہونی چاہئے تھی کارٹون یہ ہے۔ ٹرامے یہاں نہیں سامنے ہوتے ہیں۔
اسمبلی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس کا نوٹس وزیر تعلیم صاحب کو لینا چاہیے تھا۔

جناب والا ایک مسلہ—لاہور میں پانی کے نکاس کا ہے جس کی طرف بار ہا آپ نے بھی توجہ دلائی ہے گزشتہ اجلاس میں واسا کے ڈائریکٹر جنرل بھی پیش ہوئے تھے۔ اس مسئلے پر تفصیل سے غور ہوا لیکن یہ مسلہ زیاد سنگین ہوتا جارہا ہے۔ میری رہائش اچھرہ میں ہے۔ جب اس قسم کی بارش ہوتی ہے تو میں ریس کورس روڈ اور گورنر ہاوس کے سامنے سے ہوکر اپنے دفتر جایا کرتا تھا لیکن جو پرسوں بارش ہوئی ہے آپ کے گورنر ہاوس کے سامنے سے اور واپڈا ہاوس کے سامنے لاہور کالج فار ویمن کے قریب چھ چھ فٹ پانی کھڑا تھا جبکہ یہاں پر کبھی ایک قطرہ پانی بھی نہ ہوتا تھا۔

آوازیں—چھ چھ فٹ پانی نہ تھا۔

جناب رشید صدیقی—چھ چھ فٹ چار چار فٹ پانی تھا اس سے کم نہیں ہوسکتا۔

(قطع کلامیاں)

جناب اشفاق شاہد—میرے خیال میں فاضل ممبر کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ چھ فٹ کی بجائے چھ انچ ہوگا۔

جناب رشید صدیقی اشفاق شاہد کو یہ پتہ نہیں۔ وہ کارپوریشن کی طرف سے اپنے گھر سے نکلتے اور ادھر آتے تو ان کو پتہ چلتا کہ وہاں چھ انچ پانی تھا یا چھ فٹ۔ ادھر کا سارا سیوریج بند تھا۔ وہاں پانی فٹوں میں تھا انچوں میں نہیں۔

جناب اشفاق شاہد—جناب میں روزانہ ہمیشہ ریس کورس سے ہی گذرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب رشید صدیقی—بارش کے بعد آپ وہاں گئے تھے؟ آپ نہیں گئے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے کم نہیں کہا جاسکتا۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین—دیکھئے۔ ایک منٹ۔ اس ایوان میں مجھے ایڈریس کریں۔

جناب رشید صدیقی—میں آپ کی وساطت سے کارپوریشن کے ڈپٹی میئر سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اس بات کا برا نہ منائیں کیونکہ اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جب پانی کا نکاس نہیں ہے تو ان کی طرف سے وضاحت کی جاتی ہے کہ یہ ہمارا محکمہ ہی نہیں۔ آج کس وجہ سے یہ ان کا دفاع کر رہے ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

جناب والا۔ مسئلہ مزید سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ گورنر ہاؤس کے سامنے مال روڈ پر حال ہی میں جو چھوٹی چھوٹی دیواریں خوبصورتی کے لئے بنائی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں اس وجہ سے بھی مال روڈ پر پانی کھڑا ہونے کا مسئلہ پیدا ہوا ہے کیونکہ اس پانی میں سے گزر کر باغ کی طرف جانے میں بہت دقت ہوتی ہے بہت ہی کم جگہ پر پانی کا نکاس موجود ہے۔ خوبصورتی کو آپ ضرور رکھیں لیکن پانی کے نکاس کا بھی انتظام ضرور کیا جائے۔

جناب والا روڈ کارپوریشن کے بارے میں آپ کی توجہ دلانی چاہتا ہوں پہلے یہ محکمہ سنٹر کے ماتحت تھا اس وقت کارکن ملازمین کے ساتھ

زیادتی ہوئی اور 80 کے قریب کارکنان کو یا تو نکال دیا گیا یا ان کی گریڈنگ کردی گئی ۔ تحقیق کا ایک نیا نظام تجویز کیا گیا تھا جس میں سپر وائزر کی جگہ پر مجسٹریٹ مقرر کرنے مقصود تھے ۔ حالانکہ وہ مجسٹریٹ مقرر نہیں ہوئے ۔ پورے لاہور کی بسوں کو چیک کرنے کے لئے صرف تیرہ آدمی مقرر ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ تو چیکنگ ہوسکتی ہے اور نہ ان کنڈیکٹروں کا محاسبہ ہوسکتا ہے جو پیسے لے کر ٹکٹ نہیں دیتے ۔ اب محکمہ چونکہ حکومت پنجاب کی سرکردگی میں چل رہا ہے اس لئے لوگوں کا اندازہ ہے کہ اس کو کم از کم تیس ہزار روپے روزانہ خسارہ ہو رہا ہے جس کا باعث یہ ناقص چیکنگ کا نظام ہے ۔ اس طرف توجہ دی جائے اور جن ملازمین کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی ان کو بحال کیا جائے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین شکریہ۔اب میرے خیال میں وقت ختم ۔ اب میں وزیر زراعت کو وقت دونگا ۔ شیخ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) پنڈی پولیس کے بارے میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ اس کے لئے مجھے موقع دیں ۔ میں جنرل ڈیبیٹ میں بولا ہی نہیں ۔

جناب چیئرمین فرمائیے ۔

شیخ غلام حسین جناب والا گزارش یہ ہے کہ پنڈی میں ٹریفک پولیس اپنے فرائض سے جس قدر کوتاہی برت رہی ہے اس سے تنگ آکر میونسپل کارپوریشن نے اپنے عملے اور اپنے مجسٹریٹ کے ذریعے وہ سوزوکیاں پکڑیں جو اوور لوڈنگ کرتی تھیں ۔ اور پورے بازار کو لائن کے ذریعے روک دیتی تھیں جب 52 سوزوکیاں پکڑ کر لائی گئیں تو ان باون میں سے 34 کے لئے سفارش ٹریفک پولیس کے محافظ تھے وہ سپاہی تھے ۔ تحقیق کرنے سے پتہ چلا کہ باون میں سے چونتیس ان کی اپنی ملکیت ہیں ۔ آپ جاکر وہاں سرپرائز وزٹ کریں ۔ ٹریفک پولیس کا عملہ وہاں تعینات ہے وہ ان سوزوکیوں پر یا تو کنڈیکٹر کا کام کرتا ہے یا ہاکر کے طور پر کام کرتا ہے۔ بجائے ٹریفک کنٹرول کرنے کے وہاں ان سوزوکیوں کی سارا دن لوڈنگ کراتا ہے ۔ پنڈی میں سرپرائز وزٹ کریں کہیں بھی ون وے کی کوئی پابندی نہیں ، حتی کہ پچھلے دنوں سب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر شہر کے معائنے پر تھے اور انہوں نے خود وزٹ کیا ۔ بے شمار چوکوں پر قطعاً کوئی سپاہی نہ تھا ۔ حتی کہ ڈپٹی کمشنر ایک مرتبہ دورے پر نکلے اور

انہوں نے خود دیکھا تو انہوں نے اپنی ڈیوٹی کے علاوہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کا کام شروع کر دیا ہے ، اس پر توجہ دیجئے خدا راولپنڈی میں ٹریفک کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے میں آپ کی پولیس کی طرف توجہ مبذول کراتا ہوں

جناب چیئرمین : شکریہ - آئی جی صاحب ، آپ سن رہے ہیں - آپ کو اس کا علم ہے اس بات کو رہے ہیں شیخ صاحب جو فرما رہے تھے ، کیا آپ سن رہے تھے

اے آئی جی سید رضا حسنین- ان کی آواز نہیں آرہی تھی -

جناب چیئرمین :- وہ تو بہت زور سے بول رہے تھے اور تمام پولیس کی باتیں کر رہے تھے - آپ نے سنا ہی نہیں :

اے آئی جی : یہاں پوری طرح ٹھیک سے آواز نہ آرہی تھی میں پوری طرح سے سن نہیں سکا - اگر یہ پھر سے ساری بات بتائیں . . .

جناب چیئرمین : آپ پھر سے ساری بات سننا چاہیں گے

اے آئی جی : جی ہاں -

جناب چیئرمین : شیخ صاحب ایک دفعہ پھر انہیں سنادیں - یہ خاص آپ کے لئے ہے - یہ بات تو پنڈی کی کر رہے ہیں - لیکن اور جگہوں کی بھی یہی حالت ہے -

شیخ غلام حسین—میں جناب آئی جی کی توجہ راولپنڈی ٹریفک پولیس کی طرف دلاتا ہوں ، بڑے شرم کی بات ہے کہ راولپنڈی ٹریفک پولیس والے بجائے پولیس کی ڈیوٹی دینے کے جو سارا شہر دیکھتا ہے کہ راجہ بازار سے چلنے والی سوزوکیوں پر بطور کنڈیکٹر یا بطور ہاکر ڈیوٹیاں دے رہے ہیں نہ کہ وہ ٹریفک کو کنٹرول کر رہے ہیں - ہم نے ایک دن جب اپنے کارپوریشن مجسٹریٹ اور عملے کے ذریعے خلاف ورزی پر باون سوزوکیاں پکڑیں ، تو ان میں سے چونتیس سوزوکیوں کا سفارشی ٹریفک پولیس کا عملہ خود تھا - دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ چونتیس کی چونتیس سوزوکیاں خود ان کی اپنی ملکیت ہیں - اور یہی تمام ان خلاف ورزیوں کی مرتکب ہو رہی ہیں - جب ٹریفک پولیس کی یہ حالت ہو تو ٹریفک پولیس والے ہم دیگر لوگوں سے کس طرح قوانین کی پابندی کروائیں گے . اس بات کے شاید جناب کمشنر صاحب ، جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اور جناب ایس ایم ایل اے ہیں ، بلکہ جب بھی ہم لوگ شہر کا وزٹ کرتے ہیں تو ایس ایم ایل اے کو یا ڈپٹی کمشنر کو واٹر لیس پر پیغام دینا پڑتا ہے کہ جہاں سے ہم گزر رہے ہیں ،

وہاں ٹریفک کی حالت ناقابل برداشت ہے ۔ اور خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔ وہ وہاں اکثر جگہ متعین حضرات ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوتے ۔ وہ اپنے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں ۔ اس طرف میں جناب کی توجہ دلانی چاہتا ہوں ۔

اے آئی جی—یہ چیزیں جو آپ نے بتائی ہیں ، میرے علم میں نہ تھیں ۔ بہر حال ٹریفک کی حالت ، جیسا کہ آپ نے بتایا ، تقریباً ہر بڑے شہر میں اسی طرح سے ہے ۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ ٹریفک کی نفری بہت تھوڑی ہے ۔ مثلاً پورے لاہور ضلع کے لیے اس وقت ٹریفک کی نفری صرف 422 یا 425 ہے ۔ لاہور شہر کی آبادی اس وقت تقریباً تیس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے ۔ اعلی ھذا القیاس ہر بڑے شہر کی یہی حالت ہے ۔ مثلاً فیصل آباد کی آبادی اس وقت کوئی سولہ سترہ لاکھ افراد پر مشتمل ہے ۔ پنڈی کی آبادی بھی اسی طرح بڑھ چکی ہے ۔ ٹریفک کی نفری پر آپ غور فرمائیں کہ پورے پنجاب میں ہماری ٹریفک کی strength صرف بارہ سو ہے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ٹریفک کو صحیح طور پر کنٹرول کیا جائے تو بارہ سو کی نفری لاہور شہر ہی کے لیے ناکافی ہے ۔

جناب چیئرمین—شیخ صاحب ، آپ کی آواز

چودھری محمد صدیق سالار—میری تجویز ہے کہ شیخ صاحب ایک بار پھر ساری بات بتائیں ۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین—شیخ صاحب ، میں عرض کر رہا تھا کہ آپ کی آواز ان تک نہیں پہنچ رہی ۔

شیخ غلام حسین—جناب والا ، واقعی ، مجھے بھی یقین ہو گیا ہے ۔ کہ میری آواز ان تک نہیں پہنچ رہی ۔ دوسری دفعہ ساری بات کہنے کے بعد مجھے بھی احساس ہو گیا ہے ۔ کہ واقعی میری آواز وہاں نہیں جا رہی ۔

جناب چیئرمین—کیا آپ نے ان کی بات سن لی ہے ، یا ان کی آواز آپ تک نہیں پہنچ رہی ۔

اے آئی جی—میں سوزوکیاں پکڑنے کی بات پر ہی آ رہا تھا ۔

جناب چیئرمین—اگر آپ نے بات سن لی ہے تو پھر اسی کی وضاحت کیجئے ۔

اے آئی جی— میں نے ساری بات سن لی ہے۔

جناب چیئرمین— آپ صرف اس کا ہی جواب دیں ۔ میرے خیال میں انشاء اللہ ، یہ کل بات کریں گے ۔ شیخ صاحب ، آپ کو یہاں کل رکنا پڑے گا ۔ انہیں بیٹھ کر پھر سنائیں گے ۔

جناب صالح محمد نیازی— سارے پنجاب میں ہی نہیں، پاکستان بھر میں یہی حال ہے ۔

جناب چیئرمین— وہ تو میں کہہ چکا ہوں ۔ وہ تو ایک مثال دے رہے تھے ۔ اب وقت ہو گیا ہے ۔ (قطع کلامیاں) ۔ کسی کا کوئی جواب نہیں دے رہے ۔ ہم کسی چیز کا جواب نہیں دے رہے ۔

وزیر زراعت— جناب والا ، ایک مسئلہ پرسوں اٹھایا گیا تھا جس میں محکمہ زراعت پنجاب کی کارکردگی پر کچھ بیانات دیئے گئے تھے ۔

جناب چیئرمین— اذان سن لیجیے ۔

(وقفہ برائے اذان ظہر)

وزیر زراعت— (جناب غضنفر محمد خان) جناب چیئرمین جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا ، پرسوں ایک فاضل رکن نے پنجاب— کی زراعت کے متعلق بیان دیا تھا ۔ اور کچھ سالوں سے موازنہ کی کوشش بھی کی تھی میں فاضل رکن اور باقی اراکین کونسل کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پیداوار چند اجزا کا مرکب ہے ۔ جس میں ۔ عقل انسانی ۔ اور محنت انسانی کا بڑا دخل ہے ان کا مختصر نام وسائل ،، ہے جہاں تک زراعت کی پیداوار کا تعلق ہے اس کے لیے زمین ، بیج ، کھاد اور پانی کے وہ وسائل ہیں جو انسان خود مہیا کرتا ہے ۔ یا حکومت کسی نہ کسی طریقے مہیا کرتی ہے ۔ علاوہ ازیں خدائی عوامل بھی کار فرما ہیں ۔ جس میں موسمی حالات ، گرمی ، سردی ، بارش اور دیگر آفات ارضی و سماوی جیسے ژالہ باری اور سیلاب وغیرہ شامل ہیں ۔ ان سب کے نتیجے میں پیداوار ہوتی ہے خواہ وہ صنعتی ہو یا زراعی جہاں تک پنجاب کی حکومت کا تعلق ہے وہ زمین مہیا نہیں کرتی کچھ حالات میں جن لوگوں کے پاس زمین نہیں ہوتی حکومت ان کو بھی زمین پٹے پر مہیا کرتی ہے ۔ ورنہ زمین اپنی ملکیت ہوتی ہے ۔ بیج حتی الوسع حکومت مہیا کرتی ہے ۔ گندم کا بیج زیادہ تر آپ خود پیدا کر کے رکھتے ہیں ۔ کھاد حکومت کسان کو اس کے قریب ترین ڈپو سے دینے کی کوشش کرتی ہے ۔ وہ ڈپو ہو یا کوئی

ایجنٹ ہو جہاں سے آپ سانی سے کھاد لے لیں - یا خرید لیں - اور جن اصحاب کے پاس پیسے نہیں ہوتے یا خرید کرنے کی مالی استطاعت نہیں ہوتی اس کے لئے وافر قرضہ کی سہولتیں موجود ہیں - مثلاً صرف کواپریٹو سکیٹر میں جو ابھی ربیع ختم ہوئی ہے اس میں 100 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے اس میں سے تقریباً 72 کروڑ روپے کا استفادہ حاصل ہوا پچھلی خریف میں 40 کروڑ روپے تھے جن میں 41 کروڑ روپے کا cooperative sector تھا لوگوں نے استفادہ کیا ہے اس کے علاوہ زراعتی بنک اور کمرشل بنک موجود ہیں - جو پنجاب کے تمام اضلاع کو قرضے دیتے ہیں - اس کے علاوہ ایک چھوٹا سا قرضہ بھی ہے جس کو تقاوی قرضہ کہتے ہیں وہ اتنا چھوٹا ہے کہ اس کی طرف لوگ زیادہ مائل نہیں ہوتے بڑے سیکٹر قرضے کی سہولتوں کے لئے موجود ہیں وسائل کو حاصل کرنے کے لئے دولت کی ضرورت ہوتی ہے - وہ بھی حکومت نے اپنے وسائل کے ذریعے آپ کو بہم پہنچا دی ہے کواپریٹو ساڑھے بارہ ایکڑ پر بھی کھیتی باڑی کرنے والے کو بلا سود قرضہ دیتی ہے اور سود حکومت پنجاب خود ادا کرتی ہے - کیونکہ مرکزی حکومت کواپریٹو بنک سے یہ قرضہ حاصل کرتی ہے - اور اس کا سود پنجاب حکومت خود ادا کرتی ہے - یہ تو تھے وسائل اب جہاں تک انسانی فہم و دانش کا تعلق ہے وہ ہمیں دو ذرائع سے زراعت کے محکمے سے حاصل ہوتی ہے - ایک ہمارے ریسرچ انسی ٹیوٹ ہیں - یا مرکزی حکومت کے ریسرچ انسی ٹیوٹ ہیں جن سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں - یا ہماری زرعی یونیورسٹی ہے ہمارے ٹریننگ انسی ٹیوٹ ہیں اور اس کے علاوہ ہمارا توسیعی عملہ بھی موجود ہے ہر زمیندار ہر کاشتکار اور ہر کسان کی اپنی فہم و عقل ہوتی ہے - وہ اس کو بروئے کار لاکر ، ان چیزوں سے فائدہ اٹھا کر اپنی زمین پر اس کا اطلاق کرتا ہے تیسری چیز جو پیداوار میں ضروری ہے - وہ انسان کی اپنی قوت بازو ہے اور اس میں مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی کہ اس وقت پنجاب کا کاشتکار پاکستان میں جفاکش ترین کاشتکار ہے - اور اس کی قوت بازو پر مجھے پورا بھروسہ اعتماد ہے - میں زیادہ طویل مقابلہ نہیں کرنا چاہتا میں صرف ایک فصل کو لونگا - اور باقی کو جنرل بحث میں اگر وقت ہوا تو سیکرٹری صاحب وضاحت کریں گے - میں ایسی فصل کو لے رہا ہوں جس کا حساب کتاب سرکاری طور پر رکھا جاتا ہے- وہ ہے کپاس کپاس کی پیداوار جب جننگ فیکٹری میں آتی ہے دو روپے فی من Cess ٹیکس لگتا ہے جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوتا ہے تقریبا ساڑھے نو کروڑ کے قریب ہوا ہو گا ور محکمہ خزانہ

دس روپے کا بھی حساب چھوڑنے کو تیار نہیں جبکہ یہ کافی بڑی ہے - مجھے یقین ہے محکمہ خزانہ اس کا پورا حساب کتاب ریکارڈ میں رکھتا ہے - اس کے علاوہ جننگ فیکٹری ہر ہفتے اتنی کپاس آئی ، اتنی بیلیں گئیں اتنی statistics بیلیں تیار ہوئیں یہ رپورٹ بیورو آف ۔ شیٹسکس کے ذریعہ چھپ کر آ جاتی ہے اور پھر مرکزی حکومت کے پاس چلی جاتی ہے - بحث مباحثہ کے بعد فگرز منظور ہوتی ہیں - اور یہ کاٹن Statistics پنجاب کی حکومت نے نہیں چھاپے ، یہ میری حکومت کا ایک ادارہ ہے اور پاکستان سنٹرل کاٹن کمیٹی کا ریکارڈ ہے - اس میں کپاس کے متعلق ہر چیز بتائی جاتی ہے - جو پاکستان کے ہر حصے ، ہر ضلع اور صوبے کے بارے میں ہوتی ہے - اس میں کپاس ایکسپورٹ کے متعلق فگرز بھی دی ہوئی ہیں مقدار بھی دی ہوتی ہے - تعداد بھی دی ہوئی ہے - قیمت بھی دی ہوئی ہے - یہ وہ فگرز ہیں جنکے متعلق ہم کہتے ہیں کہ کوئی جھگڑا نہیں - یہ undisputed figures ہیں - کوئی صوبہ رقبہ کو بڑھا دیتا ہے - کوئی صحیح فگرز دیتا ہے کوئی صوبہ فیگرز گھٹا دیتا ہے - گھٹانے بڑھانے سے پیداوار پر بہت اثر پڑتا ہے - پنجاب بورڈ آف ریونیو کا ریکارڈ دوسروں کے مقابلے میں کافی بہتر ہے - یہاں رقبہ گھٹایا نہیں جا سکتا - بڑھا دیا جائے تو فکر کی بات نہیں لیکن گھٹایا نہیں جا سکتا - اگر رقبہ تھوڑا سا گھٹ جائے تو پیداوار خود بخود بڑھ جاتی ہے - لیکن میں اسلئے اعداد و شمار دے رہا ہوں یہ 1981-82ء سے 1978-79ء تک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ صوبہ سندھ میں اگر مقابلہ کیا جا سکتا ہے - تو بہاولپور اور حیدرآباد ڈویژن سے کیا جا سکتا ہے جہاں رقبہ زیر کاشت تقریباً برابر ہے - مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ بہاولپور میں رقبہ 1978ء سے 1981-82ء تک 17 فی صد بڑھا ہے - اور پیداوار 48 فی صد بڑھی ہے - ایک الزام یہ لگایا جاتا ہے - کہ رقبہ بڑھا کر پیداوار بڑھائی جاتی ہے - رقبہ 17 فی صد بڑھا ہے اور پیداوار اس دوران 48 فی صد بڑھی ہے اسکے بعد ملتان ڈویژن میں آ جاتے ہیں - یہاں تقریباً 20 لاکھ ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے - وہاں رقبہ 5 سالوں میں 20 فی صد بڑھا ہے - پیداوار 68 فی صد بڑھی ہے - یہ ترقی ہے یا تنزلی ہے یہ میں آپکی صوابدید پر چھوڑتا ہوں - اگر رقبہ زیادہ بڑھتا ہے پیداوار کم بڑھتی ہے تو ترقی معکوس ہوتی - یہاں رقبہ کم بڑھا ہے اور پیداوار زیادہ بڑھتی ہے - اسکے بعد میں نے بہت مختصراً عوامل کا ذکر کیا تھا - پنجاب کے موسمی حالات سندھ کے موسمی حالات سے مختلف ہیں - جہاں موسمی حالات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں

مثلاً رحیم یار خان میں جہاں 370 پونڈ فی ایکڑ پیداوار 82-1981ء کی ہے اور سکھر جو اس کے نزدیک ہے وہاں 356 پونڈ فی ایکڑ پیداوار ہے - تو اتنا زمین و آسمان کا فرق نہیں - صرف 14 پونڈ فی ایکڑ پیداوار کا فرق ہے جوں جوں جنوب کو جاتے ہیں گرمی کی شدت میں کمی آتی جاتی ہے اور موسم معتدل ہوتا جاتا ہے - اور کاٹن کے لئے گرمی خاص طور پر جب اس کے پھول کھل رہے ہوں زہر قاتل ہوتی ہے - اور جتنے جنوب میں جاتے ہیں وہاں پھول لگتے زیادہ اور گرتے کم ہیں پنجاب میں تقریباً 67 فیصد پھول کھل کے ڈوڈے نہیں بنتے وہ زمین پر گر کر ضائع ہو جاتے ہیں - پنجاب کی ریسرچ میں ہماری کوشش ہے کہ اس میں ہم ایسی ہی ورائیٹیز ڈویلپ کریں مجھے یہ کہتے ہوئی خوشی محسوس ہے کہ دو ورائیٹیز ہمارے پاس ایسی ہیں جن میں ایک کو ہم نے اس سال release کیا ہے - دوسری کو انشاءاللہ ہم اگلے سال یا اس سے اگلے سال جولائی کے مہینے میں release کریں گے - اگست اور ستمبر کے مہینے میں جب یہ بننا شروع ہوتے ہیں تو اس میں گرمی کی مدافعت زیادہ ہوتی ہے یعنی 38 ڈگریز سینٹی گریڈ دن کے وقت اور 21 یا 22 ڈگریز سینٹی گریڈ رات کے وقت اگر ٹمپریچر ہو تو وہ کپاس کی پیداوار کے لئے نامناسب ہے اور جن ممالک سے مقابلہ کیا جاتا ہے - وہاں پیداوار موسمی حالات کے عین مطابق ہوتی ہے جو اس سے بدرجہا نیچے ہیں - اس سلسلے میں مصر کی مثال دی جاتی ہے - وہاں مارچ میں ان کی کاشت کی جاتی ہیں - اس کے بعد گرمی شروع ہوتی ہے وہ بھی اتنی سخت نہیں ہوتی کیونکہ گرمی کا موسم میں وہاں چھ ہفتے گزار کر آیا ہوں اس طرح امریکہ کے کچھ علاقوں کا ذکر کیا جاتا ہے - ایک اور بڑی ضروری چیز جو سندھ اور پنجاب کے موازنے میں میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ پانی کا استعمال ہے- ہماری سارا سال چلنے والی نہریں perennial canlas کا الاونس water allowance 2.87 سے لیکر 3.5 تک ہے - سندھ میں انہی انہار کا 5.5 سے 6.5 تک الاونس ہے یعنی دوگنا کپاس کے لئے باکس فصل کے لئے ضرورت کے مطابق پانی دینا نہایت ضروری ہے جسے یعنی consumption use of water کہتے ہیں - وہ پانی کا استعمال بھی زیادہ کر رہے ہیں میں نے دوبارہ again سروے نہیں کیا وہ Soil Survey of Pakistan کا سروے ہے - اس میں سندھ کی نسبت پنجاب کی زمینوں میں sodic facility کا اضافہ ہوا ہے اس لئے ان تمام موازن کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے کوئی زیادہ شرمندگی نہیں لیکن میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہم اس مسئلے سے غافل ہو جائیں گے ہم پوری کوشش کرینگے لیکن قدرت سے لڑنا انسانوں کے بس کی

بات نہیں اور بحیثیت کاشتکار اور کسان یہ ہمارا ایمان ہے کہ آدمی کچھ کر لے - کچھ سیکھ لے - جتنی بھی محنت کر لے آخر میں فیصلہ حق باری تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے - میں دیکھ کر آیا ہوں ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ دیکھا ہے 14 - اپریل کو total destruction of crops اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو دیکھ لیجئے چند دیہات کو میں دیکھ کر آیا ہوں کہ وہاں آم کے بوٹے پر پتی تک نہیں جانوروں کا چارہ بھی ختم ہوگیا ہے - گندم بھی خاک میں مل گئی ہے - لیکن ہم قدرتی آفات کا مقابلہ نہیں کر سکتے - ہماری گندم کی فصل بڑی اچھی ہوئی ہے - آپ نے کبھی میرا بیان نہیں پڑھا ہو گا کہ پیداوار ہو گی - کیونکہ میں اس کا قائل نہیں - لیکن مرکزی حکومت نے کئی اعلانات کئے ہیں اب ہم بارشوں میں مبتلا ہیں - میرے اپنے گاؤں سے اطلاع آئی ہے کہ پچھلے تین دنوں سے بارشیں ہو رہی ہیں - سب کام رک گیا ہے - لاہور کے آس پاس ہونے والی بارشوں سے آپ خود واقف ہیں - گوجرانوالہ ' سیالکوٹ ہر جگہ ہمیں سخت پریشانی ہو رہی ہے - اوکاڑہ ساہیوال چیچا وطنی میاں چنوں اور ملتان میں آج سے چار دن پہلے 43 سنٹی میٹر بارش ہوئی ہے - ان تمام چیزوں کا اثر پیداوار پر پڑے گا - چونکہ وقت کی کمی ہے اور ہمارے پاس پورا data موجود ہے کہ ہم اپنی کاشت شدہ major اور crops minor کی analysis بھی کر سکتے ہیں - ہم نے مشین بھی رکھی ہوئی ہے - اگر آپ چاہیں تو بتا سکتا ہوں مگر اس پر آدھ گھنٹہ لگ جائے گا - Mr Chairman I think the point has been made.

وزیر زراعت وامداد باہمی - میرے خیال میں یہ کافی ہے - میں نے گھاس کا تھوڑا سا تجزیہ کیا تھا کہ یہ فیگرز میری نہیں ہیں - نہ ہی حکومت پنجاب کی ہیں -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خاں - (چیرمین ضلع کونسل اٹک) جناب والا بارانی علاقوں کی ترقی کے متعلق وزیر زراعت صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی تمام ملک میں ضرورت ہے -

وزیر زراعت وامداد باہمی - جناب والا میں نے بارانی کا نام نہیں لیا -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خاں جناب والا ہماری قوت بازو اور دماغ تو دفاع کی طرف لگا ہوتا ہے اور وہاں کی ترقی کے لئے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے وہ وزیر زراعت صاحب بتاتے نہیں مجھے عام بحث میں بھی اجازت نہ ملی - تو اس میں کوئی ایسی خاص بات واضح

نظر نہ آئی کہ باوجود ایک محکمہ آباد ہونے کے کتنے وسائل ان کو دیئے جا رہے ہیں یا بارانی اضلاع میں کیا پیشرفت ہو رہی ہے ؟

وزیرزراعت و امداد باہمی ۔جناب والا مجھے حیرت ہے کہ آباد کے ہوتے ہوئے آپ کو یہ علم نہیں آپ پہلے آباد کا بجٹ دیکھ لیجئے کہ محکمہ آباد کو بجٹ نہیں دیا جاتا ۔ (قطع کلامیاں) جناب آپ سن تو لیں ۔ جناب یہ اتنی موٹی کتاب ہے جسکا نام ہے ۔''بارانی کمیشن،، اس اس پر غور و خوض کرنے کے بعد ایک محکمہ آباد بنایا گیا ہے جس کے ڈائریکٹر جنرل صاحب یہاں بیٹھے ہیں ۔ اس کے متعلق جتنے امور ہیں وہ وہ ان کے پاس ہیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبرخاں ۔جناب والا میں نے وہ کتاب پڑھی ہے ۔

وزیر زراعت وامداد باہمی ۔ جناب والا۔ سن تو لیجئے ۔ آپ نے پڑھی ہے۔ کئی دفعہ پڑی ہو گی ۔ میں نے تو ایک دفعہ بڑی مشکل سے پڑھی ہے ۔ لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ آباد کے ماتحت چند محکمے Sub-Department ہیں جن کے اپنے parent departments ہیں وہ آباد کو سکیمیں بنا کر بھیجتے ہیں ۔ مثلاً آبپاشی کے لئے اگلے منصوبے میں واپڈ کے ذریعے سٹڈی کروائی جارہی ہے کہ under ground water کہاں کہاں موجود ہے اور کتنی گہرائی میں ہے ۔ ایک پورا پروجیکٹ بنا ہے ۔ بی سی۔ون بنی ہے ۔ اس کے علاوہ ڈیم بن رہے ہیں ۔ بنتے چلے آ رہے ہیں اور کچھ بن بھی چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ چھوٹے ڈیم ہیں ۔ منی ڈیم ہیں ۔ میڈیم سائز ڈیم ہیں ۔ جو بھی ڈیم بن سکتے ہیں وہ بن رہے ہیں ۔ لیکن ڈیم بنانا اتنا آسان کام نہیں ایک خضالہ ڈیم کو لے لیجئے ۔ میں خضالہ ڈیم کا اس لئے ذکر کرتا ہوں کہ پچھلے اے ڈی پی review میں آیا تھا اور اس میں کچھ مبہم سوال و جواب ہوئے تھے میں وہاں چند گھنٹے گزارے ہیں اور خضالہ ڈیم کی تاریخ سے میں پوری طرح واقف ہوں ۔ آباد نے اتنی جلدی کی کہ بغیر proper date لئے ہوئے کام شروع کر دیا ان کی revisions ہوئیں ۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس محکمے کو اتنے پیسے مل رہے ہیں کہ آپ کی زندگی میں پچھلی تیس سالہ تاریخ میں اتنے پیسے نہیں ملے جتنے ان تین چار سالوں میں آباد کو جب سے یہ قائم ہوا ہے مل چکے ہیں ۔ خدا کا شکر ادا کیجئے ۔ جناب گورنر صاحب نے آپ کو سٹرکیں دی ہیں ۔ فالتو سٹرکیں دی ہیں ۔ آپ کو بجلی فراہم کرنے کے لئے relax rules بنائے ہیں ۔ لیکن ہر چیز میں وقت لگتا

ہے ۔ بجلی نہ واپڈا کا چیئرمین نہ گورنر صاحب نہ میں اور چیئرمین ہی اینڈ ٹی جادو کے ڈنڈے سے لگا سکتے ہیں ۔ اس کے لئے inafrastructure چاہیے ۔ کھمبے چاہیئیں اس کے لئے تار چاہیں ۔ اس کے لئے گرڈ سٹیشن چاہیئیں ۔ تو ان چیزوں کے لئے وقت لگتا ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ)حاجی ملک محمداکبرخاں۔جناب والا ۔ میں نے بجلی کی بات نہیں کی ۔ ناشکرے ہم نہیں ہیں ۔

وزیرزراعت وامدادباہمی۔ جناب اکبر صاحب بجلی ترقی کا معیار ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ)حاجی ملک محمد اکبر خاں۔ جناب والا ہم نے ناشکری نہیں کی۔

Mr. Chairman : Thank you very much.

Akbar Sahib, we will do thing for you.

اب میں گزارش کرونگا کہ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی تشریف لائیں اور آج کی اس بحث کو اختتام تک پہنچائیں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کا اختتامی خطاب

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کے اراکین کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے گزشتہ پانچ دنوں میں مختلف موضوعات پر اور بالخصوص پہلے دو دن جن میں ایجوکیشن لوکل گورنمنٹ اور اس کے بعدچھٹے پانچسالہ منصوبہ Sixth Five year Plan کے موضوعات پر بھرپور حصہ لیا اور چند ایک تقاریر مجھے یقین ہے کہ انتہائی مفید ثابت ہوئی ۔ ان پر کافی محنت کی گئی ۔ تمام اراکین نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق اپنی آراء کا اظہار کیا ۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی تجاویز پر بہت جلد اور فوری طور پر عمل نہ ہو سکے ۔ لیکن ایک بات کا میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو تجاویز فوری توجہ کی مستحق ہیں ان پر فوری طور پر عمل کیا جائے گا ۔ جو تجاویز اس قابل ہیں کہ ان پر ابھی غورکرنا ہے ۔ کوشش کی جائے گی کہ ان پر بھی جلد از جلد عمل کیا جائے محکمہ تعلیم کے بارے میں چند بہت ہی خوبصورت تجاویز کی گئیں یہ موضوع جیسے آپ جانتے ہیں ایک انتہائی مفید اہم اور مفید

موضوع تھا جس پر بہت مفید تجاویز سامنے آئیں اور وزیر تعلیم نے اپنے ارشادات گرامی میں بعض ان سکیموں کے بارے میں نشاندھی کی جو کہ ان کے زیر غور ھیں اور وہ سمجھتے ھیں کہ ان پر فوری طور پر عملدرآمد کرنا ضروری ہے ھم یہ تسلیم کرتے ھیں اور جہاں ھم محکمہ کی اھمیت اور افادیت کو تسلیم کرتے ھیں وھاں ھمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ ابھی اس محکمے کو بہت کچھ کرنا ہے ۔ ابھی ھمیں اس محکمے کی بہت سی خامیوں کو دور کرنا ہے ۔

جناب والا۔ ھم ان خامیوں کو اس وقت دور کر سکتے ھیں جب ھم تمام اکھٹے ھو کر کوشش کریں بالخصوص بلدیات کے اراکین پر ایک منفرد ذمہ داری عائد ھوتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں ان تمام خرابیوں اور کمزوریوں کی نشاندھی کریں۔تا کہ ھم ان خامیوں کا ازالہ کر سکیں ایک بات جس کے بارے میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے وہ اساتذہ کرام کا کردار ہے جو کہ ھمارے محکمہ تعلیم میں سب سے اھم ہے اور جسکو ھمیں ملحوظ خاطر رکھنا ہے ھمیں اساتذہ کرام کے کردار اور اس کی اھمیت کا اعتراف ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ھمارے لئے انتہائی محترم ھیں کیوں کہ انہوں نے ھمارے بچوں اور ھمارے مستقبل کے لئے راھوں کا تعین کرنا ھوتا ہے ۔اس کی قسمت مقرر کرنا ھوتا ہے لیکن جہاں تک ھماری نظریاتی راھوں اور سمت کا تعلق ہے جناب والا میں یہ واضح کر دینا چاھتا ھوں کہ وہ راھیں اور وہ سمتیں متعین ھو چکی ھیں اور یہاں پر مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ھمارے اساتذہ کرام میں ایک ایسا طبقہ ابھر رہا ہے جو کہ ھمارے بچوں کی ان تسلیم شدہ راھوں اور کی بجائے غلط سمت کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہا ہے ۔ھم ان اساتذہ کرام کے ایسے اقدامات اور کوشش کی مذمت کرتے ھیں۔میں واضح طور پر یہ بتا دینا چاھتا ھوں کہ حکومت کو ان کے اس قسم کے اقدامات کا اچھی طرح علم ہے اور وہ جانتے ھیں کہ کون کون سے ایسے لوگ ھیں جو کہ ھمارے بچوں اور ان تعلیمی اداروں کے ماحول کو پراگندہ کر رھے ھیں۔ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاھتا ھوں اور حکومت کی طرف سے بھی ان کو انتباہ کرتا ھوں کہ اگر انہوں نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کی اور اگر انہوں نے اپنے تعلیمی ماحول کو اس گندگی سے پاک کرنے کی کوشش نہ کی تو ان کے خلاف انتہائی سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی میں ان کو یقین دلاتا ھوں کہ ان کی کسی ایسوسی ایشن کو نہ عوام کی طرف سے اور نہ ھی اس صوبے کے نمائندگان کی طرف سے کسی قسم کا دفاع میسر ھو گا۔

جناب والا۔ پانچ سالہ منصوبہ کے بارے میں چند ایک انتہائی مفید تجاویز

ہمارے سامنے آئیں۔ میں اس بات کا علم اور احساس ہے کہ ہمارے وسائل انتہائی محدود ہیں لیکن ان محدود وسائل کے پیش نظر ہم نے اپنی ترجیحات کو پیش نظر رکھنا ہے اور میں یہاں پر یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں یہ حکومت کا فرض ہے وہاں پر سب سے پہلے ہمارے ان بلدیاتی اداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ ترجیحات کا تعین کریں۔ جہاں تک حکومت پنجاب کے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے وہ جن ترجیحات کا تعین کرتا ہے وہ مقامی بلدیات کی سفارشات کے پیش نظر کیا جاتا ہے انہیں گزشتہ چھ سے آٹھ ماہ کے دوران بہت سے ایسے مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔ کہ وہ اگر ان ترجیحات میں کوئی تبدیلی کرنا چاہیں۔ تو تبدیلی کر سکتے ہیں۔ اور وہ ان پر تبادلہ خیال کر سکتے ہیں۔ ان تمام اراکین کونسل کو جو کہ مختلف اضلاع کی کونسلوں کے چیئرمین ہیں۔ یا میونسپل کمیٹی کے چیئرمین ہیں یا کارپوریشن کے چیئرمین کو کہ اگر انہیں آپ بھی ترجیحات کے بارے میں کوئی شکوک ہیں یا وہ ان میں کوئی تبدیلی چاہتے ہیں۔ تو میں ان کو دعوت دوں گا۔ کہ وہ کسی بھی وقت پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے حکام سے رابطہ قائم کریں۔ اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ان سے ان ترجیحات کے بارے میں تبادلہ خیال بات چیت کر سکتے ہیں۔ اور ان کا نئے سرے سے تعین کر سکتے ہیں کیوں کہ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ جو ترقیاتی سکیمیں معرض وجود میں آئی ہیں اور جن ترقیاتی سکیموں کی مختلف اداروں کی طرف سے سفارشات کی جاتی ہیں۔ ان کے بارے میں صحیح معنوں میں وہی لوگ ان کی افادیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جن علاقوں سے وہ سکیمیں تعلق رکھتی ہیں۔ اس نے ہمیشہ سے موجودہ حکومت کا یہ طریق کار رہا ہے کہ اس نے مقامی بلدیات کی سفارشات کو ہر لحاظ سے ترجیح دی ہے اور ان کا احترام کیا ہے۔ ایک دو معزز اراکین نے کچی آبادیوں کی مستقلی کے بارے میں ان کی اراضی کی مستقلی کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ اس ضمن میں مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ اس مسئلہ کو آج سے کم از کم چھ ماہ پیشتر حل ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن مجھے انتہائی افسوس ہے کہ باوجود ہماری کوشش کے اور ہماری نیت کے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ اس میں بعض انتظامی پیچیدگیاں تھیں جن کے پیش نظر ہم اس مسئلہ کو حل نہیں کر پائے ہیں۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں بلکہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ کارنامہ ضرور سرانجام دیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیر نوآبادیات جناب میاں ذاکر قریشی صاحب بھی توجہ فرمائیں گے۔ اس سے قبل میں نے تحریری طور پر بھی ان کی خدمت میں اس بارے میں گذارش کی ہے کہ

اس مسئلہ کو جلد سے جلد نپٹانے کی کوشش کریں ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر جب ہم ایک اصول طے کر چکے ہیں تو ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے کہ اس پر جلد سے جلد عمل درآمد نہ کروائیں میں پھر میاں صاحب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلے کو زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے عرصہ کے اندر حل کریں ؛ تاکہ ان اراضیات کی منتقلی کے بارے میں طے ہو جائے ۔ اور ان تمام مکانات کے حقوق ملکیت کی منتقلی کے بارے میں خاص طور پر کوئی فیصلہ کیا جاسکے ۔ بعض اراکین کی طرف سے ٹریڈ یونین میں سیاسی مداخلت کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جناب والا ہمارے پیشتر معزز اراکین نے تعلیمی اداروں میں طلباء کی تنظیموں میں سیاسی مداخلت کی مذمت کی ہے اور بجا طور پر کی ہے ؛ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی اداروں میں سیاست کا عمل دخل یقیناً ہمارے ملکی مفادات کے منافی ہے اور ہمارے بچوں کے مستقبل کے لئے انتہائی افسوس ناک طور پر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے ۔ اس طرح سے جناب والا ۔ مجھے معزز اراکین کے اس خیال اور رائے سے بھی اتفاق ہے کہ ٹریڈ یونین میں سیاست کا عمل دخل جو ہے وہ ٹریڈ یونین کے فروغ کے منافی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن جناب والا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ٹریڈ یونین کے قوانین کے تحت ہمارے یہ تمام ادارے انڈیپینڈنٹ ہیں اور اپنے دائرہ کار کے اندر تمام اقدامات کا اختیار انہیں حاصل ہے ۔ اور ہم انتہائی محدود حد تک ان کے کاموں میں یا ان کے فرائض میں مداخلت کرسکتے ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ۔ ٹریڈ یونین کے جو اقدامات ہیں یا ان کے جو کام ہیں حکومت قطعی طور پر ان میں مداخلت نہیں کرسکتی ۔ یہ ہمارے قوانین ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہم نے اپنی ٹریڈ یونین کو کس قدر آزادی دے رکھی ہے اس بناء پر میں معزز اراکین کی خدمت میں گذارش کرونگا جو یہاں اس معزز ایوان میں تشریف فرما ہیں ۔ وہ اس معزز ایوان کے رکن بھی ہیں اور مختلف ٹریڈ یونین کے رکن ہیں اور ان کے آفس بیرر بھی ہیں کہ اس کا دارومدار بہت حد تک ان پر بھی ہے کہ وہ اس بات کی کوشش کریں کہ ٹریڈ یونین میں سیاست کا عمل دخل نہ ہو ۔ اس کی ذمہ دار کا کلیتاً ان ٹریڈ یونین پر عائد ہوتی ہے ۔ جنکے وہ خود یا ان کے دوسرے دوست ارکان ہیں یا ان کے ساتھ کام کرنے والے ٹریڈ یونین کے مختلف اراکین پر بھی اس بات کا انحصار ہے کہ وہ اس بارے میں خاص طور پر توجہ دیں اور اپنے ٹریڈ یونین کے اراکین کو اس امر کے بارے میں آگاہ کریں ۔ انکو بتائیں کہ ٹریڈ یونین کا مفاد کس بات میں ہے

ٹریڈ یونین کے فروغ کے لئے کیا یہ بات ضروری ہے کہ سیاست کا اس میں عمل دخل ہو یا نہ ہو —

تو اس ضمن میں ' میں گذارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں زیادہ تر انحصار آپ حکومت کے کسی اقدام پر نہ کیجئے کیونکہ ہم نے ٹریڈ یونین کو بہت زیادہ آزادی دے رکھی ہے اور اگر خدا نخواستہ اس قسم کی قید کوئی نئی قید یا کوئی قانون و قاعدہ ہم نے تجویز کیا تو مجھے یقین ہے کہ آپ ہی کی طرف سے اس بارے میں مخالفت کی جائے گی جو میں سمجھتا ہوں کہ جائز ہوگی کیونکہ جو آزادی ہم نے دے رکھی ہے ہم اس آزادی کو واپس نہیں لینا چاہتے ۔ بلدیات کے قواعد اور کارکردگی کے بارے میں معزز اراکین کی طرف سے بے شمار تجاویز پیش ہوئیں اور بہت اچھی تجاویز تھیں اور بہت مفید تھیں ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اسوقت شاید میں تمام تجاویز کے بارے میں ان تمام نکات کے بارے میں تفصیلی طور پر کچھ عرض نہ کرسکوں کیونکہ بعض ایسے نکات ہیں ۔ جن کا تفصیلی جائزہ ضروری ہے اور جیساکہ میں نے پہلے دن اسی موضوع پر بحث کرتے وقت یہ گذارش کی تھی کہ جناب چیئرمین صاحب کی ہدایات کے مطابق اور ان کی اجازت سے ہم ایک علیحدہ کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں ۔ جوکہ ان تمام نکات کا بھی جائزہ لے گی جن تمام نکات کا میں شاید ذکر نہ کرسکوں اور ان نکات کا بھی جن کے بارے میں ،میں عرض کرونگا نئے سرے سے جائزہ لے گی ۔ جس طرح اس سے قبل اس ایوان کی چالیس رکنی کمیٹی نے آپ کے ارشادات گرامی کی روشنی میں آپ کی تجاویز کا جائزہ لیا اور ان میں سے بیشتر تجاویز پر عمل درآمد کیا جا چکا ہے اور بہت سی ایسی تجاویز ہیں جن پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے ۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ آئندہ ایک یا دو ماہ کے عرصہ میں آپ کی وہ تمام تجاویز جو مقامی بلدیات کے بارے میں ہیں ان کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی ۔ جس میں اس ایوان کے اراکین بھی نامزد کئے جائیں گے اور اس پر نئے سرے سے غور و خوض کرکے حتمی طور پر اپنی سفارشات حکومت کو پیش کریں گے —

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور میں نے پہلے دن اپنی بحث کے دوران بھی گذارش کی تھی کہ ہماری ترقی کا زیادہ تر دارومدار ہمارے مقامی بلدیات کے اراکین پر ہے ۔ ان کی کاوشوں پر ہے ۔ ان کے شعور پر ہے ۔ اسی ایوان میں بعض اراکین کی طرف سے ایک دو تجاویز پیش ہوئیں جنہیں سن کر مجھے بے حد افسوس ہوا ۔ ایک تجویز یہ تھی کہ ضامن رابطہ

کمیٹی چیئرمین کو نئے سرے سے منتخب کیا جائے۔ مجھے اس بارے میں معزز رکن سے اختلاف ہے اور مجھے بے حد افسوس ہے کہ یہ تجویز ایک منتخب رکن کی طرف سے پیش ہوئی۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ضلعی کونسل کے منتخب چیئرمین ہونے کی حیثیت سے یا کسی میونسپل کارپوریشن کے منتخب چیئرمین ہونے کی حیثیت سے اسے دوبارہ کسی رابطہ کمیٹی کا چیئرمین منتخب ہونے کی کیا ضرورت ہے اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلہ پر جسوقت اس کے لئے قواعد بن رہے تھے اور جس وقت یہ فیصلہ کیا جا رہا تھا اس پر غور و خوض کیا گیا تھا انتہائی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ضلع کونسل کے جو منتخب چیئرمین ہیں۔ وہ تمام ضلع بھر کی نمائندہ حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں مزید کسی انتخاب کی ضرورت نہیں ہے اور اسی لئے انکو رابطہ کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس بلدیاتی سکیم کی روح کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں گے اور آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس قسم کی تجویز یقیناً قابل عمل نہیں اور نہ ہی قابل ستائش ہے۔ Focal پوائنٹ کے بارے میں ایک معزز رکن نے بلکہ دو تین معزز اراکین نے ذکر کیا ہے۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ Focal پوائنٹ کے بارے میں جو رقوم مختص کی گئیں وہ مختلف اضلاع کے لئے مختلف تھیں اور شاید ان کا صحیح طور پر جائزہ نہیں لیا گیا۔ کیونکہ Focal پوائنٹ کی Allocation کے لئے مختلف اضلاع میں مطابقت اور مناسبت ضرور ہونی چاہیئے تھی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں ہم اس کا نئے سرے سے جائزہ لے رہے ہیں اور جناب گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ بعض وہ امور جن کا یہاں ذکر کیا گیا مثال کے طور پر ڈبل ٹیکسیشن کے بارے میں، مارکیٹ کے بارے میں، مختلف اراکین کونسل کی جانب سے اظہار خیال کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بنیادی مسائل ہیں جن کا حل کرنا بے حد ضروری ہے اور فوری طور پر انکا حل کرنا ضروری ہے اور اسی لئے جناب گورنر نے خصوصی طور پر ہدایت کی ہے کہ اس کے بارے میں ایک فوری طور پر کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ دو روز کے اندر انہیں رپورٹ کرے اور اس کمیٹی کی پہلے ہی تشکیل کی جا چکی ہے جس میں معزز ایوان کے اراکین بھی شامل ہیں اور ہم ان کو شرکت کے لئے دعوت دے رہے ہیں اس کمیٹی کا پہلا اجلاس آج ہی بعد دوپہر ہو رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ پرسوں تک ہم ان امور پر جیسا کہ میونسپل کمیٹی کے ٹیکسیشن کے بارے میں، جونگ کے بارے میں اور اسکے علاوہ Focal پوائنٹ کے بارے میں بھی اسی کمیٹی میں غور کریں گے اور اس میں جو سفارشات بہتر ہونیں۔ آپ کے خیالات کے مطابق آپ کی تجاویز

کے مطابق انشاء اللہ ہم گورنر صاحب کو پرسوں تک امن کمیٹی کی رپورٹ پیش کر دیں گے —

ایک معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ میچنگ گرانٹ کی سکیم کا اجراء میونسپل کمیٹی اور اربن کونسل میں بھی کیا جائے ۔ آپ جانتے ہیں کہ میچنگ گرانٹ کی سکیم کا اجراء اور اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مختلف دور دراز کے علاقوں میں جہاں ابھی بہت زیادہ ترقی ہونا باقی ہے اور جہاں ہمیں ابھی بنیادی ضروریات کو حاصل کرنے میں بہت زیادہ وقت لگے گا اور مقامی کونسلوں کے وسائل جہاں اسقدر محدود ہیں کہ ان محدود وسائل کے پیش نظر شاید ہم عرصہ تک ان بنیادی ضروریات کو اپنے علاقہ کے لوگوں کیلئے پورا نہ کر سکیں تو اس بات کے پیش نظر اس سکیم کا اجراء جناب گورنر صاحب نے خصوصی ہدایت کے تحت کیا ۔ تاکہ نہ صرف یہ کہ ان علاقوں میں ہم ترقی کے رجحان کو زیادہ فعال بنانے کی اور موثر بنانے کی کوشش کریں بلکہ ہم ان علاقوں کے اراکین اور ان علاقے کے لوگوں کو اس بات پر بھی آمادہ کریں کہ وہ تمام مقامی ترقیاتی سکیموں میں از خود بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں —
اس سکیم کے اجراء کا مقصد یہ تھا کہ جو علاقے اپنے محدود وسائل کے پیش نظر ان ترقیاتی سکیموں سے ، ان بنیادی ضرورتوں سے محروم رہے ہیں ، انہیں جلد از جلد وہ ضرورتیں مہیا کی جائیں ۔ اور اس وقت یہ محسوس کیا گیا کہ اربن کونسلوں کو وہ تمام بنیادی ضرورتیں حاصل ہیں ، اس لیے ان سکیموں کا اجراء اربن کونسلوں میں نہ کیا جائے ۔ لیکن اگر بعض معزز اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے وہ بھائی جو کہ ان دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں اور ان کے وسائل ان کے وسائل کے مقابلے میں بہت محدود ہیں اور یہ رقوم جو ان علاقوں کے لیے ، دور افتادہ اور پس ماندہ بھائیوں کے لیے مختص کی جاتی ہیں ، اگر اس میں وہ دوبارہ بھی حصہ لینا چاہتے ہیں تو اس پر دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس کا فیصلہ میں آپ کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں ۔ ایک معزز رکن نے یہ تجویز پیش کی کہ لوکل کونسلوں کو کلکٹر کے اختیارات دیے جائیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ شاید انہوں نے کلکٹر کے اختیارات کے بارے میں صحیح غور و خوض نہیں کیا ۔ جہاں تک لوکل گورنمنٹ کے اداروں کا تعلق ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کے دائرہ کار کا تعین کیا جا چکا ہے ۔ ہماری بلدیات کا دائرہ کار ، کلکٹر صاحبان کا دائرہ کار ، ہمارے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کا دائرہ کار ، پولیس سپرنٹنڈنٹ صاحبان کا دائرہ

کار ، ان تمام اداروں کے دائرہ کار کا علیحدہ علیحدہ تعین کیا جا چکا ہے کہ اگر ہم ان اداروں کو آپس میں غلط ملط کر دیں تو شاید ہم اپنے مقاصد کو صحیح معنوں میں حل نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی وہ مقاصد ہمیں صاف طور پر نظر آئیں گے ۔ اسی طرح ایک معزز رکن نے یہ تجویز پیش کی کہ کرائم کنٹرول کمیٹیوں کے چیئرمین صاحبان کا بھی انتخاب کیا جائے ۔ حالانکہ ہمیں یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی ہے کہ کرائم کنٹرول کمیٹی کے اراکین کو جو نامزد کیا گیا ہے ، وہ پہلے ہی سے نامزد ہیں اور نامزد اراکین کا نئے سرے سے انتخاب میں سمجھتا ہوں کہ کوئی معنی نہیں رکھتا ۔ نمبر ایک ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے جو کرائم کنٹرول کمیٹی کا نظریہ پیش کیا ہے ' اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مقامی سطح پر ان اداروں کو جن کے ذمے جرائم کی روک تھام کرنے کے فرائض ہیں ، مثال کے طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس سپرنٹنڈنٹ ان کی معاونت کے لیے یہ سہولت فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی احسن اقدام ہے ، کیونکہ مقامی طور پر بلدیات کے اراکین جرائم کی زیادہ موثر طور پر نشان دہی کر سکتے ہیں اور ان کی روک تھام کے لیے بھی بے حد موثر طور پر مفید تجاویز پیش کر سکتے ہیں ۔ اس لیے ان کرائم کنٹرول کمیٹیوں کا وجود عمل میں لایا گیا ۔ مجھے خوشی ہے کہ صرف ایک دو اراکین کے طرف سے ہی اس بارے میں خیال ظاہر کیا گیا کہ یہ شاید زیادہ مفید کام نہیں کر رہیں ۔ زیادہ تر اراکین اس بات سے متفق ہیں کہ یہ کمیٹیاں بہت مفید کام کر رہی ہیں اور مجھے اس بات سے اتفاق ہے ۔ لیکن جو بات بنیادی طور پر ہمیں اپنے پیش نظر رکھنی ہے ، وہ یہ ہے کہ جو کام ہمارے ، یا ان کمیٹیوں کے اراکین کے سپرد کیا گیا ہے ، وہ ہے کیا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، وہ معاونت ہے اور اس کے لیے آپ کو تگ ودو کرنی ہے ۔ جرائم کا قلع قمع کرنا جن لوگوں کے بنیادی فرائض میں شامل ہے ، مثال کے طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ، پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس حکام ، اگر آپ (کرائم کنٹرول کمیٹیوں کے اراکین) یہ سمجھتے ہیں کہ آپ گھروں میں بیٹھ کر ان جرائم کی نشان دہی کر سکتے ہیں ، یا روک تھام کر سکتے ہیں یا کوئی تجاویز پیش کر سکتے ہیں تو یہ شاید ممکن نہ ہو ۔ آپ ان کی معاونت اسی صورت میں کر سکتے ہیں کہ آپ عملی طور پر اپنے علاقے کے کام میں دلچسپی لیں اور اپنے اپنے علاقوں میں کڑی نظر رکھیں اور جہاں جہاں آپ دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے جرائم ظہور پذیر ہو رہے ہیں ، ان کی نشان دہی کریں ۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ اس

ایوان کے اراکین نے بعض ایسے واقعات کی نشان دہی کی ہے جہاں ' ان کی کوشش ان کی تجاویز پر ان جرائم کی نشان دہی کی گئی اور ان پر عمل درآمد کیا گیا ۔ مجھے یقین ہے کہ اس کمیٹی کے معزز اراکین اگر صحیح معنوں میں دل چسپی لیں ' اور یہ ضروری نہیں کہ صرف کرائم کنٹرول کمیٹیوں کے اراکین پر ہی یہ فرض عاید ہوتا ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ بلدیات کے تمام اراکین پر فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ جرائم کی روک تھام میں اپنی اپنی تحصیل ' تھانے اور ضلع کے جو حکام ہیں ، آرگنائزیشنز ہیں ' ادارے ہیں ' ان کے ساتھ تعاون کریں ۔ معاونت کریں ۔ وہ اپنے فرائض سے بھی اسی صورت میں سبکدوش ہو سکتے ہیں اور اپنے آپ کو مقامی طور پر اپنے مقامی علاقوں کے نمائندے بھی اسی صورت میں کہلوا سکتے ہیں کہ وہ ان جرائم اور معاشرے میں پیدا شدہ خرابیوں کی روک تھام کے لیے مقامی حکام اور اداروں کے ساتھ صحیح معنوں میں اور موثر طور پر تعاون کریں ۔ جناب والا ایک تجویز یہ دی گئی کہ بلدیات کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی اس محدود حد کے اندر رہ کر ' یعنی پچاس فی صد کے اخراجات کے اندر رہ کر نئی آسامیوں کی بھرتی کر سکیں ۔ بادی النظر میں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جو قابل قبول نہ ہو ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر مزید غور کر لیا جائے تو مناسب ہو گا ۔ بہر حال یہ ایک اچھی تجویز ہے اور ہم اس تجویز کے بارے میں اپنے ڈیپارٹمنٹ میں بھی اور محکمہ خزانہ کے حکام کے ساتھ بھی تبادلہ خیال کریں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو اس بارے میں زیادہ سے زیادہ اختیارات دیے جائیں ۔ ایک تجویز یہ کی گئی ہے کہ گریڈ ۔ 17 کے ایل سی ایس انجنیئرز کو دس لاکھ کی فنی منظوری کی اجازت دی جائے ۔ یہ مسئلہ بھی پہلے ہی سے زیر غور ہے ۔ مجھے امید ہے کہ اس بارے میں بہت جلد فیصلہ کر دیا جائے گا ۔ جناب والا ، اسی طرح بلدیاتی اداروں کے ورکنگ فنڈز کے بارے میں یہ تجویز کی گئی کہ سال کے اخراجات کے حصے کے برابر فنڈ ان کے پاس ہونے چاہئیں ۔ یہ مسئلہ محکمہ بلدیات کے اپنے اختیار میں شاید نہ ہو ۔ ہمیں اس ضمن میں محکمہ خزانہ سے رابطہ قائم کرنا ہو گا ۔ ان سے بھی ہم تبادلہ خیال کریں گے کہ یہ کہاں تک ممکن ہو سکے گا کہ ہم ان کے اخراجات کا 12 ا حصہ ، یا جو مناسب ہو گا وہ ان کے لئیں چھوڑ دیں تا کہ وہ اس پر اخراجات کر سکیں ۔ جناب والا ، مراکز کے بارے میں بہت اچھی تجاویز پیش ہوئیں ۔ میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں خاص طور پر گزارش کی تھی کہ اس مسئلے

پر اراکین خصوصی طور پر اپنے خیالات کا اظہار کریں - مجھے خوشی ہے کہ بیشتر اراکین نے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے - اور اچھی تجاویز بھی پیش کی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ عام متفقہ رائے یہی ہے کہ مراکز کو قائم رہنا چاہیے - لیکن ان کی کارکردگی کو زیادہ موثر اور زیادہ فعال بنانا چاہیے - آیا انہیں ایک کونسل کی حیثیت دینی چاہیے ، یا ایک کمیٹی کی حیثیت دینی چاہیے یا ان کو کس حد تک اختیارات تفویض کرنے چاہیں ' یہ ایسے امور ہیں کہ جن پر ابھی ہمیں غور و خوض کرنا ہو گا - لیکن بنیادی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اراکین کو اس تجویز سے اتفاق ہے کہ مراکز ضروری چیز ہیں اور یہ مفید کام سر انجام دے سکتے ہیں ' بشرطیکہ ان کو زیادہ فعال اور زیادہ مفید بنایا جا سکے - جناب والا ، آخر میں میں بلدیات کے اراکین اور بلدیات کی سکیم کے تصور کے بارے میں چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کروں گا -

جیسا کہ معزز اراکین نے اپنے اپنے ارشادات گرامی میں اس بارے میں خصوصی طور پر اشارات کئے نشاندھی کی ہے کہ گزشتہ تین چار سالوں میں ہم نے ان مقامی بلدیات کی وجہ سے اراکین بلدیات کی تگ و دو سے ان کے اقدامات سے ہم نے کس قدر ترقی کی - اور بات ازہر من الشمس ہے اس میں قطعی طور پر کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ گزشتہ ساڑھے تین سال کے عرصہ میں ہماری بلدیات نے اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے کس قدر کام کیا اور اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مقامی - بنیادی اور منتخب ادارے صحیح معنوں میں اپنے علاقے کی ضروریات کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اس قطعی طور کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے - لیکن جناب والا ساتھ اس کا بھی احساس کرنا ہو گا کہ میں اپنے اپنے فرائض کے ساتھ ان اداروں کے فرائض کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا جن اداروں کے ساتھ مل کر ہم نے اس ملک کو اور زیادہ ترقی دینی ہے - ہم نے ملک کے مستقبل کو سنوارنا ہے - ہم نے اس ملک کے مستقبل کو اور زیادہ خوبصورت بنایا ہے - ہمارے ان بنیادی اداروں کو قائم ہوئے صرف ساڑھے تین سال عرصہ ہوا ہے اگر ہم ابھی سے اس ذہنی کش مکش میں مبتلا ہو جائیں کہ ہمارے اختیارات کیا ہیں اور ضلع میں کسی دوسرے ادارے کے اختیارات ہم سے کیوں زیادہ ہیں یا اس ادارے کے اختیارات کو ہمارے اختیارات کے تحت ہونا چاہئے - تو میں سمجھتا ہوں یہ کشمکش ہماری ترقی کے لئے ہماری بلدیاتی جو سکیم ہے جو تصور ہے اس کو فروغ کے لئے بہت نقصان دہ ثابت ہو گی -

جناب والا ہماری انتظامیہ کے اراکین پر بھی بعض معزز اراکین کی طرف سے بعض نکتہ چینی کی گئی جیسا کہ میں نے عرض کیا ہر ایک ادارے کے اپنے محدود دائرہ کار کے اندر اپنے فرائض ہیں اور ہمیں ان تمام فرائض کو سمجھنا چاہیے ان فرائض کا ہمیں اعتراف کرنا چاہئے اور نہ صرف یہ بلکہ ہمیں ان فرائض کے ذمہ دار جو افراد ہیں ان کا احترام بھی لازم ہے جس وقت تک ان افراد کو جن کے ذمہ ہم نے کچھ فرائض سونپے ہیں اگر ہم ان کا احترام نہیں کریں گے تو ظاہر ہے ہم اپنے اداروں کیلئے اس سلوک کے قطعی طور پر متمنی نہیں ہو سکتے نہ ہی وہی سلوک ہم کسی اور سے مانگ سکتے ہیں اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنے اپنے اداروں میں اپنے دائرہ کار اپنے دائرہ اثر کے اندر رہ کر اپنے فرائض کڑی نظر رکھ کر ترقی کے کام کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان اداروں کے ساتھ چلنا ہے ۔ اور ہمیں ہر صورت میں ان کو تعاون اور معاونت دینی ہے اور یہ صرف اس لئے نہیں کہ ان کو تعاون دے کر ان کی کار کردگی کو بہتر بنایا جائے بلکہ میں سمجھتا ہوں یہ آپ اپنے اپنے کار بن گئے ۔ یہ آپ کی اپنی ترقی ہے ۔ یہ آپ کی اپنی فلاح ہے ۔ یہ آپ اپنی بہبود کیلئے اقدامات کریں گے اس لئے بلدیاتی جو ادارے ہیں ان کی اہمیت اور افادیت ان تمام اداروں سے زیادہ ہے اور ہمیں اس بات کا اعتراف ہے اور ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ہے کہ ہم محض اپنے اختیارات کی کشمکش میں الجھ کر ہمارا جو مستقبل اور مقاصد ہیں ان کو نہ بھول جائیں ۔ مجھے یقین ہے کہ معزز اراکین جیسا کہ انہوں نے اپنی گزشتہ ساڑھے تین سال کے عرصہ میں اپنے اپنے دائرہ اثر ۔ حلقہ اثر میں رہ کر ترقیاتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے وہ آئندہ بھی حصہ لیتے رہیں گے ۔

جناب والا جیسا کہ معزز ایوان کے علم میں ہے کہ یہ سال انتخابات کا سال ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ ہمیں اپنی سابقہ کار کردگی کے پیش نظر یقیناً اس بات کی توقع ہے کہ زیادہ تر اراکین آئندہ انتخاب میں وہی ہوں گے جو گزشتہ ساڑھے تین سال ان مختلف اداروں کے ساتھ وابستہ رہے ہیں ۔

جناب والا میں تمام اراکین کا بے حد شکرگزار ہوں کہ انہوں نے گزشتہ دنوں کے اندر اس ایوان کی کارروائی میں انتہائی خلوص اور انتہائی نیک نیتی سے دلچسپی لی ۔

جناب والا میں اپنے فرض سے کوتاہی کروں گا اگر میں یہاں ان کے کام اور ان کی محنت کا بھی اعتراف نہ کروں جو کہ اس وقت ہمارے اپنے نہیں ہیں لیکن اس ایوان کی تمام جو کارروائی ہوتی ہے اس کی کامیابی میں جن لوگوں نے ہم سے چھپ کر بہت زیادہ کام کیا اس کیلئے میں اس ایوان کی طرف سے بھی ۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ان تمام اہلکاران کا بے حد شکر گزار ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

اور وہ تمام اہلکار اور تمام سرکاری ملازمین جو کہ مختلف محکموں سے تعلق رکھتے ہیں اور گزشتہ دو ماہ کے عرصہ میں دن رات مختلف موضوعات مختلف محکموں کے بارے میں یا انہوں نے اپنے اپنے محکمے کے بارے میں کام کیا اور اپنا وقت صرف کیا میں اس ایوان کے معزز اراکین کی طرف سے ان سب کا بے حد شکر گزار ہوں اور اس بات کو ریکارڈ پر لانے کی درخواست کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیرمین ۔ آخر میں آپ اس مرحلہ پر مزید کچھ کہنا نہیں چاہئے ۔ نیندیں بھی آ رہی ہیں بھوک بھی لگی ہوئی ہے پیاس بھی ہے آخر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب یہاں آئے پانچ روز یہاں بیٹھے انشاء اللہ اگلا اجلاس جولائی اگست میں آپ کریں گے خدا حافظ اور شکریہ

(کونسل کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گیا)